

والا انما جاء به وارثه كراچی کے زیر نگرانی
دلائل کی تخریج و خالصہ بات اور کچھ ذکر کتب کیساتھ

کفایت المفتی

مع عنوانات

منہجی ام حضرت مولانا مفتی
محمد کفایت اللہ دہلوی

دارالافتاء
بیت العلوم و تحقیق

دارالافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی کے زیرِ نگرانی
دلائل کی تخریج و حوالہ جات اور کمپیوٹر کتابت کیساتھ

کفایت المفتی

مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی
محمد کفایت اللہ دہلوی

جلد پنجم

کتاب النکاح، کتاب الطلاق

دارالافتاء
اردو بازار کراچی

فون: 021-2213768

کاپی رائٹ رجسٹریشن نمبر

اس جدید تخریج و ترتیب و عنوانات اور کمپیوٹر کمپوزنگ کے جملہ حقوق
باقاعدہ معاہدہ کے تحت بحق دارالاشاعت کراچی محفوظ ہیں

بالہتمام : خلیل اشرف عثمانی دارالاشاعت کراچی
طباعت : جولائی ۲۰۰۶ء، شکیل پریس کراچی۔
ضخامت : 3780 صفحات در ۹ جلد مکمل

..... ملنے کے پتے

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
ادارہ اسلامیات ۱۹۰- انارکلی لاہور
مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور
مکتبہ امدادیہ نی بی ہسپتال روڈ ملتان
مکتبہ رحمانیہ ۱۸- اردو بازار لاہور

ہیت القرآن اردو بازار کراچی
ہیت العلوم 26- تابھر روڈ لاہور
نقشبہ بکڈ پو۔ چنیوٹ بازار فیصل آباد
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار اولپنڈی
یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور

دیباچہ

نحمد الله العلي العظيم ونصلي على رسوله الكريم

امابعد۔ یہ کفایت المفتی کی جلد پنجم قارئین کے پیش نظر ہے۔ جلد اول کے دیباچے میں عرض کیا گیا تھا کہ جو فتاویٰ جمع کیے گئے ہیں وہ تین قسم کے ہیں۔ اول وہ فتاویٰ جو مدرسہ امینیہ کے رجسٹروں سے لیے گئے ہیں۔ ایسے فتاویٰ کی پہچان یہ ہے کہ لفظ المستفتی پر نمبر بھی ہے اور مستفتی کا نام و مختصر پتہ اور تاریخ روانگی بھی درج ہے۔ بعض جگہ سوال نقل نہیں کیا گیا ہے بلکہ لفظ جواب دیگر کے اوپر مستفتی کا نمبر ڈال دیا گیا ہے۔ دوسرے وہ فتاویٰ جو سہ روزہ الجمعیت سے لیے گئے ہیں۔ ان میں لفظ سوال کے نیچے اخبار کا حوالہ دیا گیا ہے۔ تیسرے وہ فتاویٰ جو گھر میں موجود تھے یا باہر سے حاصل کیے گئے یا مطبوعہ کتب میں سے لیے گئے۔

لفظ جواب کے شروع میں جو نمبر لکھا گیا ہے وہ مجموعہ میں شامل شدہ فتاویٰ کی کل تعداد ظاہر کرنے کے لئے سیریل نمبر ہے۔ یہ جلد پنجم جو آپ کے پیش نظر ہے اس میں درج شدہ فتاویٰ کی اقسام کی تفصیل یہ ہے:-

رجسٹروں سے ۳۲۰ الجمعیت سے ۱۲۰ متفرق ۱۰۰ کل ۵۴۰

کفایت المفتی جلد اول سے جلد پنجم تک کے کل فتاویٰ کی تعداد دو ہزار پانچ سو چوالیس (۲۵۴۴) ہوئی۔

اس کے بعد انشاء اللہ جلد ششم آئے گی جو کتاب الطلاق پر مشتمل ہے۔ فالحمد للہ اولاً و آخراً

احقر حفیظ الرحمان واصف

فہرست عنوانات

	کتاب النکاح پہلا باب محرمات
۲۲	کس سے نکاح جائز ہے اور کس سے حرام؟
۴	ساس سے نکاح جائز نہیں
۴	دوسرے کی بیوی سے نکاح حرام ہے
۴	دو بہنوں کے ساتھ اکٹھے نکاح کرنا حرام ہے
۳۳	سالی سے زنا کرنے سے بیوی نکاح سے خارج نہیں ہوتی
۴	دو بہنوں سے بیک وقت نکاح نہیں کر سکتا
۴	خالہ اور بھانجی کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے
۳۴	بیوی کے نکاح میں ہوتے ہوئے سالی سے نکاح ناجائز ہے
۴	بیوی کی بہن سے جو اولاد ہوئی اس کا حکم
۳۵	بیوی کے ہوتے ہوئے اس کی سوتیلی ماں سے نکاح درست ہے
۴	سوتیلے باپ کی دوسری بیوی سے نکاح کا حکم
۴	منکوحہ کا نکاح پڑھانے والے کا نکاح نہیں ٹوٹتا
۴	غورت سے صحبت کے بعد اس کی بھانجی سے نکاح کرنا
۳۶	جس کے نکاح میں دو بہنیں ہوں اسلام لانے کے بعد ایک کو چھوڑنا لازمی ہے دونوں کو رکھنا حرام ہے
۴	بیوی کی سوتیلی ماں سے نکاح جائز ہے
۴	ایضا
۳۷	ماں اور بیٹی سے بیک وقت نکاح کرنا حرام ہے
۴	پہلی بیوی کی لڑکی کا نکاح دوسری بیوی کے بھائی سے صحیح ہے
۴	بیوی کی سوتیلی ماں سے نکاح جائز ہے
۳۸	بیوی کے فوت ہوتے ہی سالی سے نکاح کر سکتا ہے
۴	دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے
۴	بیوی کے ہوتے ہوئے سالی سے نکاح حرام ہے
۳۹	سوتیلی ماں کے شوہر کی لڑکی سے نکاح درست ہے
۴	ساس سے نکاح حرام ہے

صفحہ	عنوان
۴۷	کافر میاں بیوی اگر آپس میں محرم ہوں تو مسلمان ہونے کے بعد ان کو علیحدہ کیا جائے گا۔
۴	خالہ اور بھانجی کو نکاح میں اکٹھا کرنا حرام ہے۔
۴	پتیلی نو اسی سے نکاح درست ہے۔
	دوسرا باب
	مثنیٰ
۴۸	مرد جب مثنیٰ وعدہ ہے اس سے نکاح نہیں ہوتا۔
۴	شرعی مذکر کی وجہ سے مثنیٰ توڑنا۔
۴۹	مثنیٰ سے نکاح ہو جاتا ہے یا نہیں؟
۴	مثنیٰ کے وقت شوہر کی طرف سے دی ہوئی رقم کا حکم۔
۵۱	مثنیٰ میں مقصود وعدہ نکاح ہوتا ہے۔
	تیسرا باب
	اجازت لینا
۵۲	لڑکی سے پوچھتے بغیر نکاح کرنا۔
۴	بالغہ عورت کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر درست نہیں۔
۵۳	عورت کا کسی کو اپنا اختیار دینا۔
۴	بہو و بالغہ کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر جائز نہیں۔
۵۴	فضولی کے نکاح کرنے کے بعد بالغہ عورت نے اپنا نکاح دوسری جگہ کر لیا، کیا حکم ہے؟
۴	لڑکی بو الدین کی عزت کی خاطر نکاح پر خاموش رہنے کے بعد سرال جانے سے۔
۴	انکار کر دے تو کیا حکم ہے؟
	چوتھا باب
	ولایت اور خیار بلوغ
۵۵	پرورش سے حق ولایت حاصل نہیں ہوتا۔
۴	فسق ولایت سے مانع نہیں۔
۵۶	قاتل العقل باپ کو نابالغ اولاد پر ولایت نہیں۔
۵۷	بیمائی کی رخصت مندی کے بغیر نابالغ لڑکی کا نکاح والدہ کر دے تو وہ منعقد نہیں ہوتا۔
۴	ولی اقرب کی عدم موجودگی میں چھوٹے نے نابالغہ کا نکاح کر دیا، شوہر مفقود ہے، کیا کیا جائے۔
۵۸	خسر کو ولایت نکاح حاصل نہیں۔

صفحہ	عنوان
۵۸	وعدہ پورانہ کرنے سے نکاح باطل نہیں ہوتا۔
۶۰	تایا نے اپنے ذاتی فائدہ کی خاطر نابالغ کا نکاح کر دیا، کیا حکم ہے؟
۶۱	قریب والا ولی نابالغ کا نکاح نہ کرے تو ولایت دور والے کی طرف منتقل ہوتی ہے؟
۶۲	ولی اقرب کے ہوتے ہوئے ولی ابعد نے نکاح کر دیا، کیا حکم ہے؟
۶۴	باپ نابالغ کا نکاح کر دے تو خلاصی کے لئے طلاق ضروری ہے۔
۶۴	بھائی نکاح کا ولی ہو تو لڑکی کو خیار بلوغ ہوتا ہے۔
۶۶	باپ نے کہا ”میری لڑکی تمہارے لڑکے کے لئے ہے“ کیا حکم ہے؟
۶۷	ولی کس کو کہتے ہیں؟
۶۵	عاق شدہ بیٹے سے بہنوں کے نکاح کی ولایت ساقط نہیں ہوتی۔
۶۶	باپ کی موجودگی میں اس کی رضامندی سے نابالغ کا ایجاب و قبول۔
۶۷	نابالغ کا نکاح بوجہ سے کر دیا گیا، اس کو خیار بلوغ ہے یا نہیں؟
۶۷	باپ ولی ہے اگر کفالت نہ کرتا ہو۔
۶۷	باپ نے اپنی شادی کی لالچ میں نکاح کر دیا تو لڑکی فسخ کر سکتی ہے؟
۶۷	ولی کو نابالغ کی منکوحہ کو طلاق دینے کا اختیار نہیں۔
۶۸	عصبہ کتنا بھی دور کا ہو اس کے ہوتے ہوئے ماں کی ولایت نہیں۔
۶۸	باپ دادا کے کئے ہوئے نکاح میں خیار بلوغ نہیں۔
۶۹	بالغہ لڑکی نے اپنا نکاح خود کیا اور شفعی باپ نے دوسری جگہ اس کا نکاح کر دیا کیا حکم ہے؟
۷۰	نکاح کے بعد انکار کرنے سے نکاح باطل نہیں ہوتا۔
۷۱	لڑکی بالغ ہو گئی اور شوہر ابھی نابالغ ہے تو کیا لڑکی کو خیار بلوغ حاصل ہے؟
۷۱	لڑکی کے مرتد ہونے کے ذریعے نکاح فسخ کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟
۷۲	باپ مجلس نکاح میں موجود ہوتے ہوئے کسی دوسرے کو وکیل بنا سکتا ہے۔
۷۲	باپ، دادا کے علاوہ کسی ولی کے کئے ہوئے نکاح میں خیار بلوغ ہے۔
۷۲	ایضا۔۔۔۔۔
۷۳	فسخ نکاح کے لئے قضاء قاضی ضروری ہے۔
۷۴	نکاح کے بعد انکار معتبر نہیں۔
۷۴	باپ، دادا کے کئے ہوئے نکاح میں خیار بلوغ نہیں۔
۷۵	بیوہ کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر ناجائز ہے۔

صفحہ	عنوان
۷۵	عقد سے پہلے مشورہ دینے کی اجازت نہیں.....
۷	ولی اقرب بالغ ہو تو ولی اہد کو ولایت نکاح نہیں ہوتا.....
۷	جبر اور سخط کروانے سے نکاح نہیں ہوتا.....
۷۷	باپ نے بے خبری میں لڑکی کا نکاح آوارہ سے کر دیا۔ کیا لڑکی کو اختیار فسخ ہے؟.....
۷	دادا کے کئے ہوئے نکاح میں اختیار بلوغ نہیں.....
۷۸	سببی الاختیار باپ کا کیا ہو انکاح صحیح ہے یا نہیں؟.....
۷۹	جہاں قاضی نہ ہو تو وہاں کے علماء کرام نکاح فسخ کر سکتے ہیں یا نہیں؟.....
۸۱	شوہر کے آوارہ ہونے کی وجہ سے فسخ نکاح.....
۷	باپ کا کیا ہو انکاح درست ہے، طلاق لئے بغیر دوسری جگہ نکاح جائز نہیں.....
۷	ولی اہد کا کیا ہو انکاح ولی اقرب کی اجازت پر موقوف ہے.....
۸۲	باپ ولی ہے اگرچہ کفالت نہ کرتا ہو.....
۷	ماں کے کئے ہوئے نکاح میں اختیار بلوغ ہے.....
۸۳	بالغہ لڑکی اپنا نکاح خود کر سکتی ہے.....
۷	ناجائز اولاد کی ولایت کس کو ہے؟.....
۸۴	باپ کے کئے ہوئے نکاح میں اختیار بلوغ نہیں.....
۷	صحت نکاح کے لئے قاضی کے رجسٹر میں اندراج شرط نہیں.....
۷	دادا نے ضد اور ستانے کی غرض سے نابالغہ کا نکاح کر دیا تو اس کو فسخ کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟.....
۸۵	نابالغہ کی طرف سے ولی کا ایجاب قبول.....
۸۶	پتچا کے ہوتے ہوئے ماں کا کیا ہو انکاح موقوف ہے.....
۷	نکاح پر نکاح پڑھانے والے کا حکم.....
۸۷	نابالغہ کا نکاح باپ کی اجازت کے بغیر درست نہیں.....
۷	تالیاز اور بھائی اور بہن میں ولایت کس کو ہے؟.....
۷	پتچا کے ہوتے ہوئے ماں کا کیا ہو انکاح موقوف ہے.....
۸۸	لڑکی کی حد بلوغت.....
۷	سگد بھائی کے ہوتے ہوئے سوتیلی بھائی کا کیا ہو انکاح موقوف ہے.....
۷	بھائی کے کئے ہوئے نکاح میں اختیار بلوغ ہے.....
۷	لڑکی نے بالغ ہوتے ہی کہا کہ چار اشخاص کو بلا لاد کیونکہ میں بحر کے ساتھ.....

عنوان

صفحہ

- ۸۸ اپنا نکاح نہیں رکھنا چاہتی، کیا حکم ہے؟
- ۸۹ چار اشخاص بالافلو کہنے سے جو تاخیر واقع ہوئی اس
- ” سے خیار باطن جاتا رہے گا۔
- ” مانگا گیا ہو نکاح باپ کی اجازت پر ہو تو قوف ہے۔
- ” باپ نے لالچ کی وجہ سے لڑکی کا نکاح اس کی رضا کے بغیر کر دیا، یہ فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں؟
- ۹۰ کیا باوجود اپنا نکاح خود کر سکتی ہے؟
- ۹۱ لڑکی کی حد باو غت۔
- ” والد، والدی، چچا اور ماں میں ولایت کس کو ہے؟
- ” نابالغی کی حالت کا انکار معتبر نہیں۔
- ۹۲ شوہر بالغ ہونے کے بعد شرعی اور ناما کوں گیا تو نکاح کے فسخ کی کیا صورت ہے؟
- ۹۳ فسخ قاضی کے بغیر صرف خیار باطن استعمال کرنے سے نکاح نہیں ٹوٹتا۔
- ” سہیلی بھائی جب خیر خواہ نہ ہوں تو ان کی ولایت صحیح یا نہیں؟
- ” ولی بعد نکاح کیا ہو نکاح ہو تو قوف ہے۔
- ۹۴ ولی کا مجلس نکاح میں ہونا رضا مندی پر ولایت نہیں کرتا۔
- ” باوجود لڑکی کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر صحیح نہیں۔
- ۹۵ ایجاب قبول کے بغیر صرف شہرت پر کلمہ پڑھ کر پالانے سے نکاح نہیں ہوتا۔
- ” باوجود اپنا نکاح خود کر سکتی ہے، بھائی کی رضا مندی شرط نہیں۔
- ۹۶ باطل نکاح سے فسخ کے لئے قضاۃ قاضی ضروری نہیں۔
- ۹۷ باپ بیبی کا نکاح کروانے کے بعد اسے فسخ نہیں کر سکتا۔
- ” لڑکی کا پتہ چلا کہ شوہر کی دوسری بیوی بھی ہے تو۔
- ” کیا نکاح فسخ کر سکتی ہے؟
- ۹۸ باوجود اپنا نکاح خود کر سکتی ہے۔
- ” مسلم پر کافر کو ولایت نہیں۔
- ” باپ نکاح کروانے کے بعد فسخ کا اختیار نہیں رکھتا۔
- ” ماں کے کہنے سے نکاح کو لڑکی کا خیار باطن فسخ کر سکتی ہے یا نہیں؟
- ۹۹ اقرار نامہ پر عمل نہ کرنے سے نکاح فسخ نہیں ہوتا۔
- ” باپ کے کہنے سے نکاح میں خیار باطن نہیں۔

صفحہ	عنوان
۱۰۰	دوسری شادی کرنے کی وجہ سے پہلی بیوی نکاح فسخ کرانے کا حق نہیں رکھتی.....
۱۰۱	باپ کا بنایا ہوا ولی نکاح میں گواہ بن سکتا ہے؟.....
	پانچواں باب
	ایجاب و قبول
۱۰۱	بدلے کا نکاح.....
۱۰۲	باپ کے بیٹے کی جائے اپنے سے قبول کر لیا تو کیا حکم ہے؟.....
۱۰۳	صرف ایجاب سے نکاح منعقد نہیں ہوتا.....
۱۰۴	کوئلے کا نکاح.....
۱۰۵	نکاح کے وقت لڑکی کا دوسرا نام لیا تو نکاح ہوا یا نہیں؟.....
۱۰۶	ولی کا ایجاب و قبول بالغ کی اجازت پر موقوف ہے.....
۱۰۷	صرف ایک مرتبہ ایجاب و قبول کافی ہے.....
۱۰۸	بالغہ عورت اگر نکاح کے وقت انکار ردت تو نکاح نہیں ہوگا.....
۱۰۹	ایجاب و قبول سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے، دستخط کی ضرورت نہیں.....
۱۱۰	قاضی نے باپ کی موجودگی میں نابالغ سے ایجاب و قبول کرایا تو نکاح ہو گیا.....
۱۱۱	ولی کے ایجاب و قبول سے نابالغ کا نکاح منعقد ہو جاتا ہے.....
۱۱۲	ایجاب میں ”دی جاتی ہے“ کہنے سے نکاح منعقد ہوا یا نہیں؟.....
۱۱۳	مرد عورت دو گواہوں کے سامنے آپس میں ایجاب و قبول کر لیں تو نکاح درست ہے.....
۱۱۴	نابالغ کا ایجاب و قبول ولی کر سکتا ہے.....
۱۱۵	صرف شہادت پر کلمہ پڑھ کر پالانے سے نکاح نہیں ہوتا.....
۱۱۶	صحت سے نکاح کے لئے قاضی یا کیل کا ہونا شرط نہیں.....
۱۱۷	کیا لڑکی کے لئے دو خط میں ”شہ م“ لکھنے سے رضامندی ثابت ہوتی ہے؟.....
۱۱۸	نابالغ کا ایجاب و قبول معتبر نہیں.....
	چھٹا باب
	مہر، چڑھاوا وغیرہ
۱۱۹	لڑکے والوں سے مہر کے علاوہ رقم لینا حرام ہے.....
۱۲۰	جیمہ وغیرہ کا مالک کون ہے؟.....

صفحہ	عنوان
۱۰۹	بچہ مہر کے طور پر بیوی کو دینا جائز نہیں.....
۱۱۰	کیا عورت مہر کا مطالبہ طلاق یا موت سے پہلے نہیں کر سکتی؟.....
۱۱۱	عورت نے شرط پر مہر معاف کر دیا شوہر نے شرط پوری نہ کی تو کیا مہر کا مطالبہ کر سکتی ہے؟.....
۱	مہر میں مذکور دینار سے مراد رائج الوقت دینار ہے.....
۱	کیا شرم کی وجہ سے مہر معاف کرنے سے معاف ہوتا ہے؟.....
	شوہر نے زیورات دینے کا وعدہ کیا تھا پھر مہر گیا تو کیا.....
۱۱۲	اس کے ترکہ سے بیوی زیورات لے سکتی ہے؟.....
۱	عورت اگر خاوند کے ہاں نہ جائے تو بھی مہر ساقط نہیں ہوگا.....
۱	بد چینی کی وجہ سے اگر طلاق دی جائے تو بھی مہر واجب الادا ہوگا.....
۱۱۳	شوہر نہ طلاق دیتا ہے نہ اپنے ساتھ رکھتا ہے، نہ نفقہ دیتا ہے، کیا حکم ہے؟.....
۱	لڑکے والوں سے بارات کو کھانا کھلانے کے لئے رقم لینا.....
۱۱۴	طلاق کے بعد عدالت نے معاف شدہ مہر کے دینے کا فیصلہ سنایا، کیا حکم ہے؟.....
۱۱۶	مہر کی مقدار مقرر کرنے کے متعلق ایک تجویز.....
۱۱۷	عورت مہر مؤجل کا مطالبہ کب کر سکتی ہے؟.....
۱	کیا عورت شوہر کو مہر مؤجل سے مدت سے پہلے ادائیگی پر مجبور کر سکتی ہے؟.....
۱۱۸	عورت مرگئی اور مہر معاف کرنے یا نہ کرنے کا پتہ نہیں، کیا حکم ہے؟.....
۱	مہر میں دیا گیا مکان عورت کی ملکیت ہے، قرض خواہ اس کو نیا نام نہیں کر سکتے.....
۱	مہر مؤجل اور مہر مطلق کی ادائیگی کس طرح کی جاتی ہے؟.....
۱	زیادہ قیمت کا مکان کم مہر کے عوض میں بیوی کو دینا کیسا ہے؟.....
۱۱۹	عورت سے اس خیال پر نکاح کیا کہ باکرہ ہے حالانکہ وہ شیبہ ہے، کیا مہر ساقط ہوگا.....
	پہلی بیوی کے مہر سے بچنے کے لئے ساری جائیداد دوسری بیوی کے مہر کے عوض میں لکھ دی.....
۱	لیا یہ جائز ہے؟.....
۱۲۰	شوہر کے مرنے کے بعد بیوہ کے دوسری جگہ نکاح کرنے پر سسرال والوں کا رقم لینا جائز نہیں.....
۱	منفص نمائش کے لئے مہر زیادہ مقرر کر کے عورت سے معاف کرانا کیسا ہے؟.....
۱	لڑکے والوں سے مہر کے علاوہ رقم لینا.....
۱۲۱	بیوہ سے سسرال والوں کا دوسری شادی کے بعد زیور لینا جائز نہیں.....
۱	فالج کے مریض کا مہر میں اضافہ کرنا.....

صفحہ	عنوان
۱۲۲	باپ نے بیٹے کے لئے نکاح کیا، اب مہر کس کے ذمہ واجب ہے؟
۱	بیوی کے مرنے کے بعد مہر کا حقدار کون ہے؟
۱	نکاح جدید میں، جدید مہر کے ساتھ پرانا مہر بھی دینا ہوگا۔
۱۲۳	شوہر کی طرف سے دیا گیا سامان کس کی ملکیت ہے؟
۱	کیا بیوی طلاق یا شوہر کے مرنے سے پہلے مہر مؤجل کا مطالبہ کر سکتی ہے؟
۱	علاقہ والوں کی طرف سے مہر کی ایک مخصوص مقدار مقرر کرنا۔
۱۲۴	عقد نکاح کے وقت سے ہی شوہر کا ارادہ مہر دینے کا نہ تھا تو نکاح صحیح ہو گیا نہیں؟
۱	مہر مؤجل اور معجل کے معنی۔
۱۲۵	قاضی نے نکاح کے وقت مہر کی کئی مقداریں ذکر کیں، کون سی مقدار کا اعتبار ہوگا؟
۱	عورت کی موت کے بعد اس کا سامان اور زیور کس کی ملکیت ہوگا؟
۱	بیوی کے والدین اپنا حصہ میراث اپنی مرضی سے خیرات کر سکتے ہیں۔
۱	اگر خاوند نے متوفیہ کے مال سے اپنا دیا ہوا مال واپس لے لیا تو کیا وہ متوفیہ کی میراث میں حقدار ہوگا؟
۱۲۶	عورت قابل جہاں نہ ہو تو نصف مہر واجب الادا ہوگا۔
۱	مہر ادا کے بغیر طلاق۔
۱۲۷	عورت شوہر کے گھر سے زیورات اور نقدی لے جانے کے بعد مہر معجل کا مطالبہ کرتی ہے، کیا حکم ہے؟
۱	عقد کے وقت رائج سکہ کا اعتبار ہوگا۔
۱۲۸	شوہر اگر مہر نہیں دیتا تو نکاح جائز ہے یا نہیں؟
۱	لڑکی کے وارثوں کے اقرار نامے کی خلاف ورزی سے لڑکی کا مہر ساقط نہیں ہوگا۔
۱۲۹	جہیز میں دیئے گئے زیورات کی مالک لڑکی ہے۔
۱	شوہر کی طرف سے دیئے زیورات کا مالک کون ہے؟
۱۳۰	مہر کی اقسام۔
۱	مہر میں کسی سکہ کی تخصیص نہ کی گئی ہو تو کیا حکم؟
۱	شوہر کے مرنے کے بعد مہر کے سلسلے میں کس کا قول معتبر ہوگا؟
۱	صحبت سے پہلے بیوی مر جائے تو پورا مہر دینا ہوگا۔
۱۳۱	نکاح کے وقت سر کو دی ہوئی رقم وغیرہ شوہر واپس لے سکتا ہے یا نہیں؟
۱۳۲	دامن کی بری لور جہیز میں ملنے والے زیورات کا حکم۔
۱	زامیہ عورت اپنے شوہر سے مہر پانے کی مستحق ہے۔

صفحہ	مقوال
۱۳۳	مہر کی اقسام اور ان کی تشریح
"	کسی کی عورت اگر املا میہ زمانہ رتی ہو تو مہر کی مستحق ہے یا نہیں؟
۱۳۴	لڑکی والے رقم لئے بغیر لڑکی نہیں دیتے، کیا مجبوراً ان کو رقم دینا صحیح ہے؟
"	مہر معجل کی تشریح
"	مہر مؤجل کا معنی
"	مہر عند الطلب کا مطلب
۱۳۵	مہر معجل عورت فوراً طلب کر سکتی ہے
"	لیا شوہر پر عورت کے مطالبہ سے بغیر بھی فوراً مہر ادا کرنا لازمی ہے؟
"	عورت مہر معجل طلب نہ کرے تو عند الطلب کے معنی میں ہو جائے گا
۱۳۶	نکاح سے پہلے سسرال کو وہی ہوئی رقم واپس لینا
"	نکاح کے بعد معلوم ہوا کہ عورت بھان کے قبل نہیں، یہ نکاح صحیح ہو یا نہیں؟
۱۳۷	مقتدر نکاح میں بارات بکاج کے ساتھ چرھانا جائز نہیں
"	شوہر مہ کی جس رقم کو ادا نہیں کر سکتا اسے مقرر کرنا کیسا ہے؟
"	والدین بے جا شہر لفظ کی وجہ سے لڑکیوں کی شادی نہ کریں تو وبال کس پر ہوگا؟
"	شادی قرار پانے کے وقت لڑکی والوں کا پیسہ وصول کرنا جائز ہے
۱۳۸	لڑکے والوں سے روپیہ لے کر یہ ادوی کو کھانا کھانا
"	باز کیا مہر بکا عوض نہیں ہو سکتی
۱۳۹	تجدید نکاح کے لئے مہر کا عین ضروری ہے
"	باپ نرکی کے جیز کے لئے کوئی چیز خریدے اور قبضہ سے پہلے لڑکی مر جائے تو یہ کس کی ملکیت شمار ہوگا؟
"	بیوی کے انتقال کے بعد مہر کا حقدار کون ہے؟
"	بیوی طلاق کے ذریعے مہر نہیں لیتی کیا شوہر اس پر لینے کے لئے جبر کر سکتا ہے؟
۱۴۰	عورت کے مرنے کے بعد جیز اور چڑھاؤ اس کے ورثاء کو دیا جائے گا
"	اگر بیوی مہر کی رقم پر قبضہ نہیں کرتی تو اس کی زکوٰۃ کس پر ہوگی؟
۱۴۱	بیوی کو قسم والا کر مہر معاف کروانے سے کیا واقعی مہر معاف ہو جاتا ہے
"	خلوت سے پہلے طلاق کی صورت میں تو حرام و واجب الادا ہے
"	شوہر مہر معجل ادا کئے بغیر بیوی کو کچھ لے جانے پر مجبور نہیں کر سکتا
۱۴۲	عورت مہر مؤجل کا مطالبہ سب کر سکتی ہے؟

صفحہ	عنوان
۱۳۲	کیا کپڑے اور زیور مہر میں شمار ہوں گے؟
"	مہر جو مرض کی حالت میں واجب ہو؛ وہ اس پر حالتِ صحت کے قرضے کو مقدم نہیں کر سکتے۔
۱۳۳	نامہ نمود کے لئے برداشت سے زیادہ مہر مقرر کرنا۔
۱۳۳	عورت مہر معاف کر دے تو ولی کو اعتراض کا حق نہیں۔
۱۳۳	عورت مہر معاف کرنے کے بعد دوبارہ مطالبہ نہیں کر سکتی۔
"	مہر کے جھوٹے مطالبہ کی تلقین کرنے والے امام کی اقتداء۔
	ساقوال باب وکیل اور گواہ
۱۳۵	لڑکی سے اجازت لیتے وقت گواہوں کا ہونا صحت نکاح کے لئے شرط نہیں۔
۱۳۶	صحت نکاح کے لئے دو مسلمان گواہ ہونا شرط ہے۔
"	نکاح میں قرآن مجید کو گواہ بنانا صحیح نہیں۔
"	شیعہ سنی کے نکاح میں گواہ بن سکتا ہے یا نہیں؟
	ایک عورت نے کہا اگر میں وکیل بنادوں تو میرا نکاح ہی ہو جائے گا، احد میں اس نے وکیل بنادیا،
۱۳۷	کیا حکم ہے؟
"	دو گواہوں کے بغیر ایجاب و قبول سے نکاح منعقد نہیں ہوگا۔
	آٹھواں باب نکاح خوانی اور اس کا مسنون طریقہ
۱۳۸	نکاح ہر شخص پڑھا سکتا ہے قاضی صاحب سے پڑھوانا ضروری نہیں۔
"	نکاح خوانی، اس کی اجرت لینا اور اندراج نکاح۔
"	متولی نے باوجود قاضی کو معزول کر کے نیا قاضی مقرر کر دیا، کس قاضی کا ساتھ دیا جائے؟
۱۳۹	نکاح کس جگہ پڑھانا بہتر ہے؟
"	نکاح خوانی کی اجرت۔
۱۵۰	نکاح خوانی کی اجرت لینا جائز ہے۔
"	کئی نکاح اکٹھے پڑھائے جائیں تو کیا ایک خطبہ ان سب کے لئے کافی ہے؟
"	نکاح خوانی کی اجرت کی شرعی حیثیت۔
"	نکاح خوانی کے لئے علم ضروری ہے یا نہیں؟
۱۵۱	نکاح کے وقت دولہا، دولہن کا کمر سی پر بیٹھنا۔

صفحہ	عنوان
۱۵۱	ایجاب و قبول کے بعد رجسٹر پر انٹوٹھاگانا صحت نکاح کے لئے شرط نہیں.....
"	نکاح کا شرعی طریقہ.....
"	شادی میں باجہ، پینڈہ جانا اور ایسی شادی میں شرکت کرنا.....
	نواں باب
	دعوت و لیمہ وغیرہ
	دعوت و لیمہ میں بلائے بغیر جانا کیسا ہے؟.....
	لڑکی والوں کا ہرات کو کھانا کھانا اور اس کھانے میں شرکت کرنا کیسا ہے؟.....
	چند احادیث کا ترجمہ.....
"	جائزہ امر اگر رسم کی صورت اختیار کرے تو کیا حکم ہے؟.....
"	ولیمہ کی دعوت میں اقارب اور عام لوگوں میں امتیازی سلوک کیسا ہے؟.....
۱۵۵	شادی کی رسومات ختم کرانے کی ضرورت.....
"	نکاح کے بعد لڑکی والوں کا ہر اداری کو کھانا کھانا.....
۱۵۸	کیا ولیمہ کرنا اسراف ہے؟.....
	دسواں باب
	رضاعت و حرمت رضاعت
۱۵۹	رضاعی بہن کی حقیقی بہن سے نکاح.....
"	کیا خاوند کی اجازت کے بغیر دودھ پلانا جائز ہے؟.....
۱۶۰	رضاعی بہن کے حقیقی بھائی سے نکاح درست ہے.....
"	رضیع کے لئے مرضعہ کی سب لڑکیاں حرام ہیں.....
"	بیوی بچپن میں شوہر کی مال کا دودھ پی لے تو شوہر پر حرام ہو جائے گی.....
۱۶۱	رضاعت کا خرچہ عدت کے شروع سے ہے یا پورا ہونے کے بعد سے؟.....
"	بچہ جتنے دن دودھ پئے گا اتنے دنوں کی اجرت دینا ہوگی.....
"	صرف چھاتی منہ میں لینے سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوگی.....
"	بوڑھی عورت کے پستانوں سے اگر سفید پانی نکلے تو کیا اس سے حرمت رضاعت ثابت ہوگی؟.....
۱۶۲	زنا سے پیدا شدہ دودھ سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی.....
"	بیوی کا دودھ پینے سے بیوی حرام نہیں ہوتی لیکن ایسا کرنا گناہ ہے.....
"	کیا رضاعی بھائی کی حقیقی بہن سے نکاح درست ہے؟.....

صفحہ	عنوان
۱۶۳	رضاعی بھائی بہن کا نکاح آپس میں کر دیا گیا، کیا حکم ہے؟
۱۶۴	دودھ پلانے والی کی تمام اولاد دودھ پینے والے پر حرام ہے۔
۱۶۵	رضاعت میں صرف ایک عورت کی گواہی معتبر نہیں۔
۱۶۵	کیا شوہر بیوی کو دودھ پلانے پر مجبور کر سکتا ہے؟
۱۶۵	بیوی کا دودھ پینا حرام ہے۔
۱۶۶	رضاعی بھائی کے حقیقی بہن بھائیوں کا مرضہ کی اولاد سے نکاح جائز ہے۔
۱۶۶	دودھ پینے والے لڑکے دودھ پلانے والی کی سب لڑکیاں حرام ہیں۔
۱۶۷	مدت رضاعت کے بعد دودھ پینے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔
۱۶۷	رضاعت کے بارے میں ایک عورت کی شہادت معتبر نہیں۔
۱۶۷	دو عورتوں کی گواہی سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔
۱۶۸	بیوی کا دودھ پینے سے نکاح نہیں ٹوٹتا۔
۱۶۸	شادی کا دودھ پینے والے کا بچہ بھی اور چچا کی اولاد سے نکاح حرام ہے۔
۱۶۸	بچے کے منہ میں چھاتی دے دی مگر دودھ نہیں نکلا، کیا حکم ہے؟
۱۶۹	رضاعی بھتیجی سے نکاح حرام ہے۔
۱۶۹	ایضاً۔
۱۷۰	رضاعی بہن سے نکاح۔
۱۷۰	عورت نے شوہر کی اجازت کے بغیر دودھ پلایا تو بھی حرمت ثابت ہوگی۔
۱۷۰	کیا دایہ کا قبول ثبوت رضاعت کے لئے کافی ہے؟
۱۷۰	رضاعی بھائی کی حقیقی بہن سے نکاح۔
۱۷۱	مدت رضاعت کے بعد دودھ پینے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔
۱۷۱	دودھ پینے والی لڑکی کا نکاح دودھ پلانے والے کے کسی لڑکے سے صحیح نہیں۔
۱۷۲	دودھ سفید پانی کی طرح ہو تو بھی حرمت ثابت ہو جاتی ہے۔
۱۷۲	رضاعی بھانجی سے نکاح حرام ہے۔
۱۷۲	شادی کے بعد پتہ چلا کہ میاں بیوی نے ایک عورت کا دودھ پیا ہے اب کیا کرنا چاہئے؟
۱۷۳	دودھ پینے والا دودھ پلانے والی کی بھی لڑکی سے نکاح نہیں کر سکتا۔
۱۷۳	رضاعی بہن بھائی سے نکاح۔
۱۷۳	دودھ شریک بھائی کس کو کھا جاتا ہے؟

صفحہ	عنوان
۱۷۳	ولد الحرام کی ماں کا دودھ کسی بچے کو پلانا جائز نہیں.....
۷	عورت دودھ پلانے کا انکار کرتی ہے اور برادری کے لوگ کہتے ہیں پایا ہے، کیا حکم ہے؟.....
۱۷۵	دو سال چار ماہ کی لڑکی نے کسی کا دودھ پیا تو حرمت ثابت نہیں ہوئی.....
۷	حقیقی بھائی کی رضاعی بھتیجی سے نکاح کیسا ہے؟.....
	گیارہواں باب
	حرمت مصاہرت
۱۷۶	ولاد، ساس کے ساتھ زنا کا اقرار کرتا ہے اور ساس انکار کرتی ہے، کیا حکم ہے؟.....
۷	شہوت میں غلطی سے لڑکی کو چھو لیا تو بیوی حرام ہو گئی.....
۱۷۷	بیٹے نے سوتیلی والدہ کا ہاتھ اپنے آلہ تناسل پر رکھا اور انکار کے چند سال بعد اقرار کیا، کیا حکم ہے؟.....
۱۷۸	لڑکی کہتی ہے کہ سوتیلی باپ نے میرے ساتھ زنا کیا اور باپ منکر ہے، کیا حکم ہے؟.....
۷	باپ بہت عرصہ بعد کہتا ہے کہ ایسا وہ اب کہ میں نے بہو کو بدعتی سے ہاتھ لگایا ہے اب کیا کرنا چاہئے؟.....
۱۷۹	ساس سے زنا کا اقرار کیا تو اس پر بیوی حرام ہو گئی.....
۱۸۰	بیٹے نے سوتیلی ماں سے زنا کیا تو وہ باپ پر حرام ہو گئی.....
۷	بیوی عرصے کے بعد کہتی ہے کہ خسر نے میرے ساتھ زنا کیا ہے، اب کیا کرنا چاہئے؟.....
۱۸۱	خسر جب بہو سے زنا کرے تو کیا یہ دوسرا عقد کسی کے ساتھ کر سکتی ہے؟.....
۷	زید نے بہو سے زنا کیا، طلاق کے بعد اس کا نکاح زید کے ولاد کے ساتھ ہو سکتا ہے.....
۱۸۲	زانی اپنے ناجائز لڑکے کی بیوی سے طلاق کے بعد نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟.....
۷	خسر نے ۶۵ سال کی عمر میں بہو کا شہوت کے بغیر بطور محبت بوسہ لیا، کیا حکم ہے؟.....
۱۸۳	بالغ لڑکے اور لڑکی نے ایک دوسرے کو شہوت سے چھو لیا تو حرمت ثابت نہیں ہوئی.....
۷	ساس سے زنا کرنے کے بعد کیا بیوی کو طلاق دینے کی ضرورت ہے؟.....
۱۸۴	لڑکی سے نکاح کے بعد اس کی ماں سے نکاح جائز نہیں.....
۱۸۵	ساس سے زنا کرنے سے بیوی حرام ہو جاتی ہے.....
۱۸۶	مستی یا شہوت غلطی سے بھی ہو تو حرمت ثابت ہو جاتی ہے.....
۷	لڑکی سوتیلی باپ سے زنا کا اقرار کرتی ہے اور باپ منکر ہے، کیا حکم ہے؟.....
	بارہواں باب
	کفایت یعنی ہمسری اور جوڑ کا بیان
۱۸۷	چچا نے بالغہ کا نکاح اس کے بھائی کی رضامندی کے بغیر آوارہ سے کر دیا، کیا حکم ہے؟.....

صفحہ	عنوان
۱۸۷	لوٹری زادہ نے نسب غلط بتا کر سید زادنی سے نکاح کیا، کیا یہ فسخ ہو سکتا ہے؟
۱۸۸	غلام زادہ نے دھوکہ دے کر سیدہ سے نکاح کیا، اس کے فسخ کی کیا صورت ہے؟
۱۸۸	حنفی لڑکی کا نکاح قادیانی سے جائز نہیں۔
۱۹۰	شیعوں کا فقہ کھانا اور ان سے رشتہ کرنا کیسا ہے؟
۱۹۰	قادیانی لڑکے کا نکاح حنفی لڑکی کے ساتھ جائز نہیں۔
۱۹۰	ایضاً۔
۱۹۰	یسو دھو انصاری (جو اپنے دین پر قائم ہوں) سے مسلمان کا نکاح کیسا ہے؟
۱۹۲	والدین کی مرضی کے خلاف غیر کفو میں باغ کا نکاح۔
۱۹۳	لا علمی میں رافضی سے نکاح ہو جائے تو کیا حکم ہے؟
۱۹۳	حنفی العقیدہ لڑکی کا قادیانی سے نکاح ہوا تو مہر واجب ہو گیا یا نہیں؟
۱۹۳	قادیانی اپنا مذہب چھوڑ کر ہندو ہو جائے تو کیا یہ ارتداد عن الاسلام ہوگا؟
۱۹۳	ہندو ہونے کے بعد زوجین نکاح کو برقرار رکھنا چاہیں تو تجدید نکاح ضروری ہے۔
۱۹۳	تجدید نکاح کی صورت میں محالہ ضروری نہیں۔
۱۹۴	شیعہ سے اہل سنت کا نکاح۔
۱۹۴	نکاح کے بعد خاوند قادیانی ہو گیا، کیا حکم ہے؟
۱۹۵	تفضیلی شیعہ سے سنی لڑکی کا نکاح کیسا ہے؟
۱۹۵	نصرانی عورت سے نکاح۔
۱۹۶	سنی لڑکی کا نکاح قادیانی سے ہوا، کیا حکم ہے؟
۱۹۶	غیر مقلدوں کا فقہ کھانا، ان کے پیچھے نماز پڑھنا اور ان سے بیاہ کرنا کیسا ہے؟
۱۹۷	غیر کفو کے ایک شخص نے لڑکی کو اغوا کر کے اس سے نکاح کر لیا، یہ فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں؟
۱۹۷	خانقاہ شاذلیہ کو کافر کہنے والے شیعہ سے نکاح جائز نہیں۔
۱۹۸	اپنے کو اہل سنت کہنے والے نے اگر شیعہ سے شادی کی ہو تو اس کی اولاد سے نکاح کیسا ہے؟
۱۹۸	رشتے کے بعد معلوم ہوا کہ اپنے کو سنی ظاہر کرنے والا غالی شیعہ ہے، کیا کیا جائے؟
۱۹۹	ماں نے باغ لڑکی کا نکاح کر دیا بعد میں پتہ چلا کہ شوہر شیعہ ہے، فسخ کی کوئی صورت ہے؟
۱۹۹	شیعہ سنی کا آپس میں نکاح۔
۲۰۰	سنی لڑکی کا نکاح مرزائی سے جائز نہیں۔
۲۰۰	باپ نے نابالغہ قریشیہ کا نکاح ایک لڑکے سے کر دیا بعد میں پتہ چلا کہ شوہر قریشی نہیں، کیا حکم ہے؟

صفحہ	عنوان
۲۰۰	شیعہ کا نکاح مسلمان ہونے کے بعد سنی لڑکی سے درست ہے.....
۲۰۱	ایک مولوی صاحب عدم اعتماد کی وجہ سے مذکورہ نکاح کو صحیح نہیں کہتے، کیا حکم ہے؟.....
۲۰۱	مسلمانوں کے باہمی رشتہ میں رخنہ ڈالنے والے گناہ گار ہیں.....
۲۰۱	مقلد کا نکاح غیر مقلد کے ساتھ جائز ہے.....
۲۰۲	نسب باپ سے شمار ہوتا ہے، ماں سے نہیں.....
۲۰۲	نا بالغہ کا رشتہ کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ شوہر زنا کار ہے، کیا نکاح فسخ ہو سکتا ہے؟.....
۲۰۳	سیدہ کا نکاح مغل پٹھان سے.....
۲۰۳	نو مسلم کی اولاد کی شادی ہر مسلمان سے جائز ہے.....
۲۰۴	قوم حجام کی لڑکی قصاب سے نکاح کر سکتی ہے.....
۲۰۵	سنی عورت سے فسخ نکاح کے پس بر س بعد شیعہ شوہر کا یہ دعویٰ کہ ”میں سنی تھا اور ہوں“ کیا معتبر ہے؟.....
۲۰۶	دیہہ سیدہ اپنی مرضی سے غیر سید سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟.....
۲۰۶	دیور، بھاونج کو نکاح ثانی سے جبراً نہیں روک سکتا.....
۲۰۶	نا جائز طور پر پیدا ہونے والی لڑکی سے سید کا نکاح.....
۲۰۶	عدالتی کارروائی کے ذریعہ ہندو اپنی نو مسلم بیوی کو دوبارہ حاصل نہیں کر سکتا.....
۲۰۷	طہر، زندقہ اور فاسد العقیدہ لوگوں سے رشتہ.....
۲۰۸	شیعہ تفضیلیہ اہل سنت کے مذہب پر نہیں.....
۲۰۸	کفو ہونا صحت نکاح کے لئے شرط نہیں.....
۲۰۹	مسلمان لڑکی کا شیعہ سید سے نکاح.....
۲۰۹	ہندو عورت سے ناجائز تعلقات کے بعد اس سے نکاح کرنا کیسا ہے؟.....
۲۱۰	ولد الزنا کو لڑکی کا رشتہ دینا.....
۲۱۰	موجودہ تورات و انجیل اور اس کے ماننے والے یہود و نصاریٰ کے متعلق چند سوالات.....
۲۱۰	وہ موجودہ جو رسالت کا قائل نہ ہو اس سے عقد کرنا کیسا ہے؟.....
۲۱۱	قرآن کو ناقص کہنے والے اور خلفاء و تلامذہ کی توہین کرنے والے شیعہ سے نکاح.....
۲۱۱	بد مذہب کی عورت سے نکاح جائز نہیں.....
۲۱۱	شیعہ سنی کے نکاح کے فسخ کی کیا صورت ہوگی؟.....
۲۱۲	بازاری عورت سے نکاح.....
۲۱۲	مسلمان عورت قادیانی شوہر سے جدا ہونے کے لئے نکاح فسخ کروا سکتی ہے.....

صفحہ	عنوان
۲۱۲	شیعہ اور سنی کے باہمی نکاح کا حکم.....
۲۱۳	سید زادی کا ممتی سے نکاح.....
۲۱۴	اہل کتاب کے ساتھ نکاح.....
۱۱	بے نکاحی عورت رکھنے والے کے ساتھ میل جول اور اس کی اولاد سے صحیح النسب کا نکاح کیسا ہے؟.....
۱۱	اہل سنت لڑکی کا نکاح مرزائی سے کرنا جائز نہیں.....
	تیسرے سوال باب
	نفقہ و سکونت
۲۱۵	نفقہ کے لئے لئے ہوئے قرض کا شوہر سے مطالبہ.....
۱۱	شوابع کے ہاں محدود مدت تک نفقہ نہ دینے سے نکاح فسخ نہیں ہوتا.....
۱۱	نفقہ کے لئے دی ہوئی رقم بیوی کی ملکیت ہے، شوہر کے ترکہ میں شامل نہیں.....
۱۱	خاوند کے تنگ دست ہونے پر شافعی المسلک سے نکاح فسخ کروانا.....
۲۱۶	شوہر کے گھر نہ جانے کے باوجود بیوی مہر کی حقدار ہے.....
۱۱	خاوند رکھتا ہے نہ طلاق دیتا ہے، کیا کیا جائے؟.....
۲۱۷	نکاح کے بعد ولاد پر شرائط عائد نہ کرنا.....
۲۱۸	شوہر کی رضامندی کے بغیر میسرہ کر عورت نفقہ کی مستحق نہیں، مہر کی مستحق ہے.....
۱۱	خاوند نے طلاق کو نفقہ کی عدم ادائیگی کے ساتھ معلق کیا تو نفقہ نہ دینے سے کیا طلاق واقع ہوگی؟.....
۲۲۰	عورت بيماری کی حالت میں والدین کے گھر رہے تو نفقہ کی مستحق نہیں ہے.....
۱۱	شادی کے وقت نابالغہ کو نفقہ دینے کا حکم.....
۲۲۱	باشعرہ عورت نفقہ کی مستحق نہیں.....
۱۱	ایضاً.....
۲۲۲	تنگ دستی کی بناء پر فسخ نکاح.....
۲۲۳	نفقہ کی رقم وصول کرنے سے پہلے بیوی کی ملکیت نہیں.....
۱۱	مہر، بیوی کا نفقہ اور مہر کس کے ذمہ ہے؟.....
	چودھواں باب
	حقوق زوجین
۲۲۵	شوہر بیوی کو اپنے ساتھ سفر پر لے جانے کا مجاز ہے.....
۲۲۶	بیوی شوہر کی اجازت کے بغیر چلی جائے تو نکاح میں کوئی فرق نہیں آئے گا.....

صفحہ	عنوان
۲۲۶	شوہر کی اجازت کے بغیر کسی تقریب میں شریک ہونا.....
۲۲۷	بیوی کو ترک وطن پر مجبور کرنا.....
۲۲۸	شوہر بیوی کو دودھ پلانے اور روٹی پکانے پر مجبور نہیں کر سکتا.....
۲۲۹	غیر مرد کے ساتھ جانے سے عورت کا نکاح نہیں ٹوٹتا.....
۲۳۰	نافرمان بیوی کا حکم.....
۲۳۱	خاوند اور بیوی کے حقوق.....
۲۳۲	شرعی حاکم کو شادی کے جھگڑوں میں شریعت کے مطابق فیصلہ دینا فرض ہے.....
۲۳۳	بیویوں کے درمیان امتیازی سلوک کا حکم.....
۲۳۴	زنا کی عادی عورت کو طلاق دینا زیادہ بہتر ہے.....
۲۳۵	نیکی کی نصیحت والدین کو بھی کی جاسکتی ہے.....
۲۳۶	بہو پر ساس اور خسرو غیرہ کی خدمت لازمی نہیں.....
۲۳۷	زوجہ پر شوہر کی تلاعداری ضروری ہے یا والدین کی؟.....
۲۳۸	بیوی کو الگ رہائش مہیا کرنا.....
۲۳۹	بیہوشی کے علاج اور تجویز و تنہیں کے اخراجات کا داماد سے مطالبہ.....
۲۴۰	شوہر پر بیوی کا علاج معالجہ لازم نہیں.....
۲۴۱	نابالغ کی رضامندی معتبر نہیں.....
۲۴۲	شوہر بیوی کو تعلیم قرآن سے نہیں روک سکتا.....
۲۴۳	شوہر بیوی کو ساتھ نہ رکھنے کی گنجائش ہے.....
۲۴۴	بیوی والدین کے گھر آنے کو تیار نہیں تو کیا طلاق دینے میں کوئی حرج ہے؟.....
۲۴۵	حاملہ عورت سے کب تک جمانا کبر نادرست ہے؟.....
۲۴۶	بیوی کو والدین اور اقارب سے ملانے کے متعلق چند استفسارات.....
۲۴۷	تقبیل حکم اور خدمت میں شوہر مقدم ہے یا باپ؟.....
۲۴۸	شوہر کی اطاعت.....
۲۴۹	عورتوں کا نماز جمعہ اور تعلیم قرآن کے لئے گھروں سے نکلنا.....
۲۵۰	بیٹے پر باپ کے حقوق.....
۲۵۱	بیوی کا شب بانشی سے انکار سخت گناہ ہے.....
۲۵۲	خاوند کی اجازت کے بغیر اس کا روپیہ صرف کرنا.....

صفحہ	عنوان
۲۳۸	شادی کے بعد عورت کا انکار معتبر نہیں.....
۲۳۹	بیوی شوہر کے ہاں نہیں آتی تو کیا مہر اور جیز کا مطالبہ کر سکتی ہے؟.....
۲۳۹	بیوی پر زنا کا شک : دہنے کی وجہ سے کیا شوہر اس کو حلف دے سکتا ہے؟.....
	پندرہواں باب
	حقوق والدین و اولاد
۲۴۰	والدین کا نفقہ اولاد پر اس کی حیثیت کے موافق واجب ہے.....
۲۴۱	بہن کے حقوق کی نوعیت.....
۲۴۱	بیٹے کی شادی میں اپنی مرضی سے خرچ کی ہوئی رقم کا مطالبہ باپ نہیں کر سکتا.....
۲۴۲	کیا باپ بیٹے کی جائیداد پر قبضہ کر سکتا ہے؟.....
۲۴۲	عدالت از خود نکاح فسخ نہیں کر سکتی.....
۲۴۲	اولاد کے درمیان ہبہ اور عطیہ میں مساوات لازم ہے.....
۲۴۳	نافرمان اولاد سے قطع تعلق کرنا کیسا ہے؟.....
۲۴۳	جدا رہا پ سے قطع تعلق کرنے والے کی اقتداء میں نماز جائز ہے یا نہیں؟.....
۲۴۳	”غلام احمد“ نام رکھنا.....
۲۴۳	بد چلن ماں باپ سے علیحدگی.....
۲۴۳	عاق کرنا کیسا ہے؟.....
	سولہواں باب
	ثبوت النسب
۲۴۵	زنا سے نسب ثابت نہیں ہوتا اگرچہ زانی اقرار کرے.....
۲۵۰	طلاق کے چار ماہ بعد بچہ پیدا ہوا تو نسب کا کیا حکم ہے؟.....
۲۵۱	نکاح کے چھ ماہ بعد پیدا ہونے والا بچہ صحیح النسب ہے.....
۲۵۱	بارہویں مہینہ میں جو بچہ پیدا ہوا وہ ثابت النسب ہے.....
۲۵۲	مسلم اور نصرانیہ کے زنا سے پیدا ہونے والا بچہ مسلم ہو گا یا نصرانی؟.....
۲۵۳	مطابقہ شادی سے حلالہ کے بغیر تجدید نکاح.....
۲۵۳	حلالہ من الزنا سے نکاح.....
۲۵۳	ایسا.....
۲۵۳	نکاح کرنے کی غرض سے اسلام لانے والا مسلمان ہے جب تک اس سے ارتداد صادر نہ ہو.....

صفحہ	عنوان
۲۵۵	نکاح کے سارے سات ماہ بعد پیدا ہونے والا بچہ صحیح النسب ہے.....
۲۵۶	پیدائش اور بچہ کی پرورش کے اثرا جات کس کے ذمہ ہیں؟.....
۲۵۷	نکاح کے سات ماہ بعد پیدا ہونے والا بچہ کا نسب.....
۲۵۸	منکوحہ طلاق لئے بغیر دوسرا نکاح نہیں کر سکتی.....
۲۵۹	عدت کے ایام ہوتے ہوئے معتدات نکاح حرام ہے.....
۲۶۰	عدت کے اندر حلالہ معتبر نہیں.....
۲۶۱	نابالغ شوبہ کی بیوی سے پیدا ہونے والا بچہ کا حکم.....
۲۶۲	غیر کی منکوحہ سے نکاح.....
۲۶۳	سہاس سے زنا کے بعد بچہ بھی پیدا ہوا، کیا حکم ہے؟.....
۲۶۴	نکاح کے دوران پیدا ہونے والی بیٹی ثابت النسب ہے.....
۲۶۵	ولد انزال زانی کا وارث نہیں.....
۲۶۶	اسلام لانے کے بعد ماموں اور بھانجی میں تفریق لازمی ہے، اس سے پہلے کی اولاد ثبات النسب ہے.....
۲۶۷	حاملہ سے نکاح.....
۲۶۸	ستر ہوا لباب
۲۶۹	تعدد ازواج
۲۷۰	”ذروا الحسناء العتیم وعلیکم بالسواوالوالود“ حدیث کی اسناد کی حیثیت.....
۲۷۱	ایک حدیث کی تخریج و تحقیق.....
۲۷۲	چند احادیث کی تخریج.....
۲۷۳	ایک مرد کتنے نکاح کر سکتا ہے؟.....
۲۷۴	بیوی کا حق مارنے کی غرض سے دوسرا نکاح جائز نہیں.....
۲۷۵	چار سے زیادہ بیویاں کرنا جائز نہیں.....
۲۷۶	بیوی کی عدت گزرنے سے پہلے سہاسی سے نکاح جائز نہیں.....
۲۷۷	مطلقہ بیوی کے ساتھ دوبارہ نکاح کرنا چاہتا ہے، کیا حکم ہے؟.....
۲۷۸	بیوی کی رضامندی کے بغیر دوسرا نکاح کرنا.....
۲۷۹	تعدد ازواج پر پابندی لگانے کا مسودہ پیش کرنا جائز نہیں.....

صفحہ	عنوان
	اٹھارواں باب
	ضبط تولید
۲۷۰ (برتھ کنٹرول)۔
۷ کنزور عورت کے لئے ضبط تولید۔
۷ جمان کے وقت فرنیچ لیدر کا استعمال۔
۲۷۱ برتھ کنٹرول (فینلی پلاننگ) پر مفصل بحث۔
۲۷۳ ازواج و نکاح کی ترتیب۔
	انیسواں باب
	متبہنی (منہ بولا بیٹا)
۲۷۶ متبہنی بنانا درست ہے یا نہیں؟
۷ متبہنی کو بیٹا کہہ کر پکارنا۔
۲۷۷ متبہنی بنانا شرعاً کیسا ہے؟
۲۷۸ متبہنی کے لئے وصیت کرنا۔
۲۷۹ متبہنی کے لئے میراث میں کوئی حصہ نہیں۔
	بیسواں باب
	زانی و مزنیہ کا نکاح
۲۸۰ زنا سے حاملہ عورت کے ساتھ نکاح صحیح ہے۔
۷ ایضاً۔
۷ زانی و مزنیہ سے نکاح کر سکتا ہے۔
۲۸۱ زنا سے حاملہ کے ساتھ نکاح۔
۷ حاملہ سے جو نکاح ہوا تو وہ صحیح ہے دوبارہ نکاح کی ضرورت نہیں۔
۷ حاملہ کے ساتھ جمان کرنا کیسا ہے؟
۲۸۲ زانی و مردہ عورت کا نکاح آپس میں صحیح ہے۔
۷ حاملہ من الزنا سے نکاح۔
۲۸۳ ایک عبارت کا ترجمہ۔
۷ حاملہ کا بچہ پھلنے والے اور شہ کا، محفل کا نکاح نہیں ٹوٹتا۔
۷ حاملہ من الزنا سے نکاح کیونکر درست ہے جب کہ قرآن میں ہے۔

صفحہ	عنوان
۲۸۳	”اولیات الاحمال الجلمن ان یثمن مملکت؟“
	ایک سو ا باب
	نکاح جاطل اور فاسد
۲۸۵	نکاح پر نکاح کے متعلق چند مسائل
۱	عدت کے اندر نکاح کرنا صحیح نہیں
۲۸۶	عقد نکاح کے بعد انکار کرنے سے نکاح نہیں ٹوٹتا
۱	شوہر کے کفر کی جھوٹی خبر یا کربوی نے دوسری جگہ نکاح کر لیا، کیا حکم ہے؟
۲۸۷	بائیسواں باب: متفرق مسائل
۱	مرد و عورت کے دعوے کے بغیر نکاح پر شہادت معتبر نہیں
۱	مسجد میں نکاح کرنا مستحب ہے
۲۸۸	بغیر ملک میں نکاح کو کورٹ میں رجسٹرڈ کرانا
۲۸۹	نذر کے بغیر بیٹی کو شوہر کے گھر سے روکنا ظلم ہے
۲۹۰	بیوی کی چھاتی منہ میں لینا
۱	والدین اور برادری شادی میں رسوم ادا کرنے پر مصر ہیں، کیا کیا جائے؟
۱	طلاق لئے بغیر عورت دوسرا نکاح نہیں کر سکتی اگرچہ شوہر مر بیض ہو
۲۹۱	کافر میاں بیوی مسلمان ہو جائیں تو دوبارہ نکاح کی ضرورت نہیں
۱	نکاح پر نکاح پڑھانے والے قاضی اور شرکاء مجلس کے نکاح پر قرار ہیں
۱	تعویذ کے ذریعے نکاح و طلاق پر آمادہ کرنا
۲۹۲	لڑکی ایک شہر میں اور لڑکا دوسرے شہر میں، نکاح کا شرعی طریقہ کیا ہوگا؟
۲۹۳	شادی کو خفیہ رکھنا کیسا ہے؟
۲۹۴	عورت زنا کا تقاضا کرے تو اس کو پورا کرنا حرام ہے
۱	عورت کو اغوا کر کے اونٹنی بنانا
۱	مسلمان پر کفار کی گواہی معتبر نہیں
۲۹۶	نکاح سے قبل عورت کو حرام کی اور اس سے شادی نہ کرنے کی قسم کھانی تو کیا حکم ہے؟
۲۹۷	قاضی کا وقتی طور پر طلاق نامہ لکھوانے کے بعد نکاح پڑھانا کیسا ہے؟
۲۹۸	شوہر بیوی کی رخصتی پر تیار نہیں کیا نکاح فسخ کر لیا جاسکتا ہے؟
۱	منظلی سے منکوحہ عورت کا نکاح پر صلہ نامہ معتبر ہے

صفحہ	عنوان
۲۹۸	دوسرے کی بیوی کو رکھنا حرام ہے.....
۲۹۹	مسلمان ہونے کے بعد عورت پر عدت لازمی ہے یا نہیں؟.....
۴	شرعی سزا کے بغیر زانی اور زانیہ کا آپس میں نکاح.....
۴	پہلی بیوی کا حق مارنے کی غرض سے دوسرا نکاح صحیح نہیں.....
۴	حاملہ سے نکاح.....
۳۰۰	بیوہ کے نکاح کو معیوب سمجھنے والوں کے ہاں بیعتی کا عقد کرنا کیسا ہے؟.....
۴	شوہر کے گھر سے جانا طلاق نہیں.....
۳۰۱	دوسرے کی بیوی کو اپنے پاس رکھنا حرام ہے.....
۴	عورت کے ناجائز تعلق کی وجہ سے شوہر نہ طلاق دیتا ہے نہ صلح کرتا ہے، کیا کیا جائے؟.....
۳۰۲	بیوی مرتد ہو جائے تو دوبارہ اس سے نکاح کی کیا صورت ہے؟.....
۴	نکاح کے بعد اگرچہ خلوت نہ ہوئی ہو عورت دوسری جگہ شادی نہیں کر سکتی.....
۳۰۳	جب لڑکی کی رضامندی سے نکاح ہو تو لڑکی دوسری جگہ نکاح نہیں کر سکتی.....
۴	دوران حیض جماع کرنے کا کیا کفارہ ہے؟.....
۳۰۴	مجبوراً قبول کرنے سے نکاح منعقد ہو گیا.....
۴	نکاح کے بعد زوجین باہم وارث ہوں گے اگرچہ تعلق نہ ہو.....
۴	طلاق یا فسخ کے بغیر مرد عورت کا تعلق ختم نہیں ہوتا.....
۴	فضولی کے نکاح کا حکم.....
۳۰۵	منکوحہ عورت کا دوسرا نکاح صحیح نہیں.....
۳۰۶	نو مسلم بالغہ کو نکاح کے بعد دوبارہ ہندو باپ کے حوالے کرنا.....
۴	مسلمان ناجائز حکم کے پابند نہیں.....
۴	ایجاب و قبول کے وقت لیا ہوا نام معتبر ہے.....
۳۰۷	غیر شخص کے ساتھ جانے سے عورت کا نکاح نہیں ٹوٹتا.....
۴	رقص و سرود پر مشتمل مجلس نکاح میں شرکت.....
۳۰۸	بیوی کے بہتان منہ میں لینے سے نکاح نہیں ٹوٹتا.....
۴	بالغہ غیر منکوحہ اپنا نکاح خود کر سکتی ہے.....
۴	سالی سے زنا کرنے سے بیوی نکاح سے خارج نہیں ہوتی.....
۳۰۹	دھوکا میں آکر منکوحہ کا نکاح پڑھانے والے کا حکم.....

صفحہ	عنوان
۳۰۹	بیوی سے خلاف فطرت فعل کرنے سے نکاح نہیں ٹوٹتا.....
۷	نکاح کے سارے حصے چھ ماہ بعد لڑکی پیدا ہوئی تو تجدید نکاح کی ضرورت نہیں.....
۷	ایک ساتھ مسلمان ہونے والے میاں بیوی کا ساتھ نکاح قرار ہے.....
۳۱۰	غور کی طرف مصیبت منسوب کرنا غلط ہے.....
۷	تحریری بیان پر قانون اطمینان مہر رضامندی.....
۷	کیا لڑکیوں کے نکاح کے لئے کوئی قانونی مہر مقرر کی جاسکتی ہے؟.....
۳۱۸	سارواہل پر مفصل تبصرہ.....
۷	مکتوبہ نامہ انسراے ہند.....
۷	سارواہل ایکٹ ۱۹۵۷ مسلمانوں کی پیرامی کی وجود.....
۳۱۹	مذہبی مداخلت کے مفہوم کی پہلی جہت.....
۷	مذہبی مداخلت کی پہلی صورت: کسی فرض یا واجب سے روکنا.....
۳۲۱	دوسری صورت: کسی اسلامی شعرت سے روکنا.....
۷	تیسری صورت: امور مہکدہ حسنہ سے روکنا.....
۳۲۳	چوتھی صورت: ایسے امور سے روکنا جو صرف جائز ہیں، مگر مذہبی حق سمجھے جاتے ہیں.....
۳۲۴	مذہبی مداخلت کے مفہوم کی دوسری جہت.....
۷	مسلمان قوم کی نارضامندی کے باوجود اس کا اطلاق مسلمانوں پر کیا گیا ہے.....
۳۲۹	مسلمانوں کے حق میں اس کی حیثیت آئینی نہیں بلکہ جبری ہے.....
۳۳۰	اس قانون کے پاس: جو جانے سے پرستل لاء میں مداخلت کا دروازہ کھل گیا ہے.....
۳۳۱	سارواہل کی حقیقت.....
۳۳۳	سارواہل کی منظور شدہ دفعات.....
۳۳۴	سارواہل کا اثر کیا ہوگا؟.....
۳۳۶	سارواہل مسلمانوں کے لئے ناقابل قبول کیوں ہے؟.....
۷	۰۔ جب اول.....
۳۳۸	نکاح کا شرعی مرتبہ.....
۳۳۹	مجلس ممبران استنبلی کا اعتراض اور اس کا جواب.....
۷	اس قانون کو قبول نہ کرنے کی دوسری وجہ.....
۳۴۲	تیسری وجہ.....

صفحہ	عنوان
۳۴۳	چوتھی وجہ.....
"	سارو اہل کی قانونی حیثیت.....
۳۴۶	ایک اعتراض اور اس کا جواب.....
۳۴۷	حاصل کلام.....
۳۴۸	تیس سال بعد نکاح کا انکار کرنے والی عورت کیا دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے؟.....
"	سارو الیکٹ کے نفاذ کے لئے کوشاں شخص کا حکم.....
۳۴۹	مجبوراً نکاح پر رضامندی کیسی ہے؟.....
۳۵۰	شادیوں میں عورتوں کا دل کر گیت گانا کیسا ہے؟.....
۳۵۱	زنا کرنے سے بچنا شوہر پر حرام نہیں ہوتی.....
"	عقد کے وقت جس لڑکی کا نام لیا گیا اسی سے نکاح ہوا ہے اگر غلطی سے لیا گیا ہو.....
کتاب الحجاب	
۳۵۳	پردے کے احکام و حدود.....
"	عورتوں کا غیر محرم کے سامنے جانا اور گانا سننا جائز نہیں.....
"	چہرے کے پردے کا حکم.....
"	میدین کی نماز کے لئے عورتوں کا جانا جائز نہیں.....
"	ماں کے ماموں سے پردہ.....
۳۵۴	ساس کو بے پردگی کی ترغیب دینا درست نہیں.....
"	رشتہ داروں سے پردے کی حدود.....
"	دیور، جیٹھ و غیرہ سے پردہ.....
"	اپنوں سے گھونگٹ کا پردہ.....
۳۵۵	دیور سے پردہ کرنے پر شوہر کے والدین کی ناراضی صحیح نہیں.....
"	دیور اور خسر کے ساتھ اکٹھے مکان میں رہنا کیسا ہے؟.....
۳۵۶	ساس سے پردہ نہیں.....
"	عورتوں کا وعظ کی مجلس میں جانا.....
۳۶۶	تتمہ اولیٰ.....
۳۶۸	تتمہ ثانیہ.....
۳۶۹	رسالہ صلوٰۃ الصالحات.....

صفحہ	عنوان
۳۷۰	کیا مردوں کی طرح عورتوں کو جماعت میں حاضر ہونے کی تاکید تھی یا نہیں؟
۳۷۱	آیا عورتوں کو گھروں میں نماز پڑھنا افضل تھا یا مسجد میں؟
۳۷۷	تکملہ
//	عورتوں کو جماعت میں آنے کی جو رخصت تھی وہ اب بھی ہے یا نہیں؟
۳۸۲	ایک شبہ اور اس کا جواب
۳۸۳	دوسرا شبہ
//	جواب شبہ نمبر ۲
۳۸۴	شبہ اور جواب
۳۸۵	دوسرا شبہ اور جواب
۳۸۶	تیسرا شبہ اور جواب
	رسول اللہ ﷺ کے زمانہ کے بعد مساجد میں عورتوں کے آنے کو مکروہ سمجھنے والے صحابہ،
۳۸۷	تابعین، ائمہ مجتہدین اور فقہاء
۳۹۱	عورت کا پردے کے ساتھ تحصیل علم اور دیگر ضروریات کے لئے نکلنا
//	مسلمان عورتوں کو غیر مسلم عورتوں سے پردہ کرنا چاہئے یا نہیں؟
۳۹۲	فاحشہ عورتوں سے عام مسلمان عورتوں کا پردہ
//	غیر محرموں سے سارے بدن کا پردہ کرنا لازمی ہے
//	عورتوں کا تفریح کے لئے عید گاہ میں جانا کیسا ہے؟

دیباچہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ العلیٰ العظیم ونصلیٰ علیٰ رسولہ الکریم

المعد۔ یہ کفایت المفتی کی جلد پنجم قارئین کے پیش نظر ہے۔ جلد اول کے دیباچے میں عرض کیا گیا تھا کہ جو فتاویٰ جمع کئے گئے ہیں وہ تین قسم کے ہیں۔ اول وہ فتاویٰ جو مدرسہ امینیہ کے رجسٹروں سے لئے گئے ہیں۔ ایسے فتاویٰ کی پہچان یہ ہے کہ لفظ المستفتی پر نمبر بھی ہے اور مستفتی کا نام و مختصر یہ لور تاریخ روانگی بھی درج ہے۔ بعض جگہ سوال نقل نہیں کیا گیا ہے بلکہ لفظ جواب دیگر کے اوپر مستفتی کا نمبر ڈال دیا گیا ہے۔ دوسرے وہ فتاویٰ جو سہ روزہ ”المعینہ“ سے لئے گئے ہیں ان میں لفظ سوال کے نیچے اخبار کا حوالہ دیا گیا ہے۔ تیسرے وہ فتاویٰ جو گھر میں موجود تھے یا ہر سے حاصل کئے گئے یا مطبوعہ کتب میں سے لئے گئے۔

لفظ جواب کے شروع میں جو نمبر لکھا گیا ہے وہ مجموعہ میں شامل شدہ فتاویٰ کی کل تعداد ظاہر کرنے کے لئے سریل نمبر ہے۔ یہ جلد پنجم جو آپ کے پیش نظر ہے اس میں درج شدہ فتاویٰ کی اقسام کی تفصیل یہ ہے :-

رجسٹروں سے ۱۳۲۰ المعینہ سے ۱۲۰ متفرق ۱۰۰۔ کل ۵۴۰

جلد اول سے جلد پنجم تک کے کل فتاویٰ کی تعداد دو ہزار پانسو چالیس ہوئی۔ ۱۲۵۴۳ اس کے بعد انشاء اللہ

جلد ششم آئے گی جو کتاب الطلاق پر مشتمل ہے۔ فالحمد للہ اولاً و آخراً

احقر حفیظ الرحمان و آصف

کتاب النکاح

سہلاب

کس سے نکاح جائز ہے اور کس سے حرام ہے؟

سنا سے نکاح جائز نہیں

(سوال) میری شادی ایک نابالغ لڑکی یعنی آٹھ سالہ لڑکی سے ہوئی تھی اور اس لڑکی سے جب نکاح ہوا تو اپنے ماں لوگوں سے درپردہ ہو کر نکاح ہوا۔ اس میرے نکاح میں پانچ آدمی شریک تھے۔ نقصان الہی وہ لڑکی جس سے میرا نکاح ہوا تھا دو ماہ جیتی رہی پھر فوت ہو گئی۔ اب اس لڑکی کی والدہ مجھ سے یعنی اپنے داماد سے نکاح کرنا چاہتی ہے تو یہ داماد سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟ مفتی علی شاہ از چھانوی انبالہ۔

(جواب ۱) جس لڑکی سے نکاح ہوا ہے اس کی ماں سے اب وہ نکاح نہیں کر سکتا۔ (۱) لان نکاح البنات یحرم الا مہات مطلقا دخل بها ام لم یدخل بعد ان یکون العقد صحیحا۔ (۲) (در مختار بمعناد) واللہ اعلم بالصواب۔ محمد کفایت اللہ معانہ مولانا

دوسرے کی بیوی سے نکاح حرام ہے

(سوال) زید قید حیات موجود ہے۔ صرف بیروں سے باشتہ ماری معذور ہے۔ زید کی زوجہ شوہر معذور کی خدمت کرتی تھی۔ اور دونوں زن و شوہر محبت و اتفاق سے رہتے تھے۔ زید کے بھائی ہندوں نے زوجہ زید کو اشتعالک و ترغیب دے کر ایک دوسرے شخص بھرتے مبلغ پانسو ۵۰۰ روپے لے کر نکاح کر دیا حالانکہ زید نے طلاق نہیں دی تھی۔ جب زید کو معلوم ہوا تو اس نے شوہر غل مچایا کہ اس کو اس کے بھائی ہندوں نے قیدی کی طرح ایک مکان میں بند کر رکھا ہے۔ زید ہر چند چاہتا ہے کہ سرکار میں ہاش فریاد کرے لیکن وہ خود چل نہیں سکتا دوسرا کوئی اس کے پاس آ نہیں سکتا۔ پچارہ زار زار رہتا ہے۔ اس کے بھائی ہند کہتے ہیں کہ طلاق نامہ لکھ کر ہمارے حوالے کر دے۔ زید انکار ہی ہے اور کہتا ہے کہ میں ہرگز طلاق نامہ نہیں لکھتا اور تم نے جو میری موجودگی میں روپے کے لالچ سے میری زوجہ کا نکاح پڑھا دیا خدا کے ہاں اس کا کیا جواب دو گے۔ اس کہنے پر ان لوگوں نے زید کو مارا پیٹا۔ لہذا اس کے متعلق شرعی حکم سے مطلع فرمائیں۔

(جواب ۲) زید کی زوجہ کا نکاح بھرتے سے حرام ہے۔ لا یجوز للرجل ان یتزوج زوجة غیرہ وكذلك المعتدة کذا فی السراج الوہاج (ما لک فی ج ۱ ص ۲۹۸) (۳) اور ایسا کرنے والا فاق گنہگار ہے اور جو لوگ اس کے ساتھ ایسا کرتے ہیں وہ سخت ظالم و جابر ہیں مسلمانوں کو ان سے تعلقات منقطع کر دینا چاہئے۔

دو بہنوں کے ساتھ اکٹھے نکاح کرنا حرام ہے

(سوال) مسمیٰ ظہور الدین بوجہ اپنی زوجہ مسماۃ جنت کے دائم المریض ہونے کے اس کی حقیقی بہن سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو آیا وہ اس کی بہن سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں یا کچھ عدت قائم ہوگی؟ اگر کوئی نکاح خوان بلا طلاق اس نکاح کو پڑھا

(۱) و امہات نسائکم (النساء ۲۳)

(۲) الدر المختار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸،

دے تو اس نکاح خوان اور وکیل اور گواہوں کا نکاح جاتا رہے گا یا کہ اور کوئی شرعی جرم قائم ہوگا۔

(جواب ۳) مسکمی ظہور الدین جب تک اپنی زوجہ جنت کو طلاق نہ دے گا اس کی بہن سے نکاح کرنا جائز نہیں ہو سکتا۔
وتحریم الجمع بین الاختین ومن فی معنہما (۱) (عالمگیری ج ۱ ص ۲۸۷) اور جو کوئی ایسے افعال کا مرتکب ہوگا
فاسق گنہگار ہوگا۔ اگر کوئی نکاح خوان اس بات کو جان کر نکاح پڑھائے گا گنہگار ہوگا لیکن اس کی زوجہ کا نکاح فسخ نہیں ہوگا۔
اگر وہ اپنی زوجہ کو طلاق دے دے تو جب تک عدت نہ گزرے دوسری بہن سے نکاح کرنا جائز نہیں ہاں
عدت گزرنے کے بعد نکاح جائز ہو سکتا ہے۔ ولا یجوز ان یتزوج اخت معتدہ (۲) (عالمگیری ج ۱ ص ۲۹۶)

سالی کے ساتھ زنا کرنے سے بیوی نکاح سے خارج نہیں ہوتی
(سوال) ایک شخص نے اپنی حقیقی سالی کے ساتھ زنا کیا اور یہ بات تحقیق ہو گئی تو اب اس کی بیوی نکاح میں ہے یا نہیں
اگر نہیں رہی تو اب نکاح میں دوبارہ آنے کی کیا صواب ہے؟

(جواب ۴) حقیقی سالی کے ساتھ زنا کرنے سے بیوی نکاح سے خارج نہیں ہوتی۔ زنا کا گناہ دونوں (زانی و مزنیہ) کے
اوپر رہا۔ لیکن میاں بیوی کا نکاح باقی ہے۔ فی الخلاصۃ وطی اخت امراتہ لا تحرم علیہ امراتہ (۲) (در مختار)

دو بہنوں سے بیک وقت نکاح نہیں کر سکتا

(سوال) زید اپنی زوجہ منکوحہ حی القائم کی ہمشیرہ متوفی کی دختر کو اپنے عقد میں لائے تو یہ ازروئے شرع جائز ہے یا
نہیں؟ المستفتی نمبر ۷۲ محمد حسن پنڈت۔ ۲۵ جمادی الاخریٰ سن ۱۳۵۲ھ ۶ اکتوبر سن ۱۹۳۳ء
(جواب ۵) منکوحہ کی زندگی اور تعلق زوجیت قائم ہونے کے زمانے میں منکوحہ کی ہمشیرہ سے نکاح نہیں ہو سکتا۔
دو بہنوں کو ازواج میں جمع کرنا حرام ہے۔ قرآن پاک میں صریح طور پر اس کی ممانعت اور حرمت مذکور ہے۔ (۲)

محمد کفایت اللہ

خالہ اور بھانجی کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے

(سوال) جواب مرقومہ بالا آیات کریمہ وان تجمعو بین الاختین پر مبنی ہے۔ مگر سوال یہ تھا کہ منکوحہ کی
زندگی میں اس کی ہمشیرہ کی لڑکی سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۷۲ محمد حسن پنڈت۔ ۲۵ جمادی الثانی سن ۱۳۵۲ھ ۶ اکتوبر سن ۱۹۳۳ء

(جواب ۶) بے شک میری نظر نے غلطی کی کہ جمع بین الاختین کے متعلق استفسار سمجھ کر جواب لکھ دیا۔ اب
جواب یہ ہے کہ خالہ بھانجی کو بھی نکاح میں جمع کرنا حرام ہے۔ اس کی دلیل یہ حدیث ہے۔ عن ابی ہریرۃ ان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہی ان تنکح المرأة علی عمتها او العمة علی بنت اخیها او المرأة علی خالتها
او الخالة علی بنت اخیها الخ (۵) (رواہ الترمذی وقال حدیث حسن صحیح)

۱۔ النکاح، القسم الرابع بین ذوات الارحام، ۱/ ۲۷۷، ماجدۃ

۲۔ حوالہ بالا

۳۔ الدر المختار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ۳/ ۳۲، سعید

۴۔ وان تجمعو بین الاختین۔ (انساء: ۳۳)

۵۔ جامع الترمذی، ابواب النکاح، باب ما جاء لاتنکح المرأة عمتها ولا علی خالتها، ۱/ ۲۱۳، سعید

محمد کفایت اللہ کا ان اللہ! مدرسہ امینیہ دہلی

(۱) بیوی کے نکاح میں ہوتے ہوئے سالی سے نکاح ناجائز ہے

(۲) بیوی کی بہن سے جو اولاد ہوئی اس کا حکم

(سوال ۱) ایک شخص کی شادی ایک نابالغ لڑکی سے ہوئی وہ شخص اس لڑکی کی بڑی بہن سے شادی کر لیتا ہے آیا شرع کی رو سے وہ بہنوں کی شادی ایک شخص سے ہو سکتی ہے یا نہیں؟

(۲) بعد والی لڑکی کے دو بچے پیدا ہوئے۔ یہ بچے شرع سے جائز ہوئے یا ناجائز؟

(۳) دو بچے پیدا ہونے کے بعد وہ بعد والی بڑی بہن کو طلاق دے دیتا ہے۔ کیونکہ برادری والے کہتے تھے کہ وہ بچے ایک شخص کے نکاح میں نہیں رہ سکتیں۔

(۴) بڑی بہن کو طلاق دینے کے بعد چھوٹی بہن بالغ ہوئی اور کچھ عرصہ کے بعد اس کے ہاں بچہ پیدا ہوا تو اس کا بچہ یعنی بیابتا چھوٹی بہن کا بچہ شرع سے جائز ہے یا نہیں؟

(۵) کچھ عرصہ ہو اور شخص انتقال کر گیا۔ اب برادری والے یہ کہتے ہیں کہ دونوں بہنوں کے لڑکے شرع سے ناجائز ہیں۔

(۶) یہ بھی سنا جاتا ہے کہ بڑی لڑکی سے نکاح نہیں کیا تھا یا ونہی رکھ لیا تھا۔

المستفتی نمبر ۱۲۳ محمد شفیع ٹیلر ماسٹر گورکھ پور۔ یکم شعبان المعظم سن ۱۳۵۲ھ ۲۰ نومبر سن ۱۹۳۳ء

(جواب ۷) (۱) جب کہ چھوٹی بہن کے ساتھ پہلے نکاح ہوا تھا تو اس کے بعد بڑی بہن سے نکاح ناجائز اور حرام تھا۔ دوسری بہن سے نکاح کیا تو جب بھی ناجائز ہوا۔ (۱)

(۲) بڑی بہن سے جو بچے ہوئے وہ ناجائز ہوئے۔ (۲)

(۳) بڑی بہن کو طلاق دے دینا اور چھوڑ دینا ہی ضروری تھا۔ کیونکہ وہ بہنیں ایک شخص کے نکاح میں نہیں رہ سکتیں۔ (۳)

(۴) چھوٹی بہن چونکہ منکوحہ تھی اس لئے اس سے جو اولاد ہوئی وہ جائز ہوئی۔ (۴)

(۵) برادری والوں کا یہ کہنا غلط ہے کہ دونوں کے لڑکے ناجائز ہیں۔ چھوٹی بہن جو منکوحہ تھی اس کی اولاد جائز ہے۔ (۵)

(۶) اگر بڑی بہن سے نکاح بھی نہیں کیا تھا تو پھر تو اس کی اولاد کے ناجائز ہونے میں کوئی شبہ ہی نہیں۔ مگر

چھوٹی بہن کی اولاد بہر صورت جائز ہے۔ (۶) محمد کفایت اللہ کا ان اللہ!

(۱) ان تجمعوا بین الا حین (النساء ۲۳)

(۲) بین نسب النہول پتہ کا ثابت ہے۔ کما فی الہندیۃ : وان تزوجہما فی عقد تین فنکاح الاخیرۃ فاسد ووجب علیہ ان یفارقہا فان فارقہا قبل الدحول لا یشیت شئی من الاحکام وان فارقہا بعد الدحول فلہا المہر وعلیہا العدة وینبت النسب۔ (الہندیۃ، کتاب النکاح، القسم الرابع اخر مات، ج ۱، ۲۷۷، ماجدیۃ)

(۳) قوله فرق القاضي بینہ و بینہما) یعنی یمترض علیہ ان یفارقہما فان لم یفارقہما وجب علی القاضي ان علم ان یمترض بینہ و بینہما دفعا للمعصیۃ۔ (رد المختار، کتاب النکاح، فصل فی اخر مات، ۳، ۴۱، سعید)

(۴) وقوی وهو فواش المنکوحۃ ومعدۃ الرجعی فانہ فیہ لا ینبغی الا باللعان۔ (رد المختار، کتاب النکاح، باب ثبوت النسب، ۳، ۵۵، سعید)

(۵) والہ! (۵)

بیوی کے ہوتے ہوئے اس کی سوتیلی ماں سے نکاح درست ہے

(سوال) زید کا نکاح ایک عورت سے ہوا اس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ زید نے اپنی لڑکی کا نکاح بحر سے کر دیا۔ زید کی بیوی کا انتقال ہو گیا۔ زید نے غیر کفو میں دیگر عورت سے نکاح کر لیا۔ اس عورت سے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ بعد کو زید کا انتقال ہو گیا۔ اب یہ عورت بعد ختم ہونے عدت کے بحر سے نکاح کرنا چاہتی ہے اور بحر بھی رضامند ہے اور زید کی لڑکی بھی بحر کے نکاح میں موجود ہے۔ المستفتی نمبر ۱۶۶۱ رمضان سن ۱۳۵۲ھ ۲۵ ستمبر سن ۱۹۳۳ء

(جواب ۸) بحر اس عورت سے نکاح کر سکتا ہے۔ باوجود زید کی لڑکی اس کے پاس موجود ہونے کے۔ (۱)

محمد کفایت اللہ

سوتیلے باپ کی دوسری بیوی سے نکاح کا حکم

(سوال) زید ہندہ کا لڑکا ہے۔ زید کا باپ مر گیا۔ ہندہ نے دوسرے سے نکاح کر لیا اور اس کے ایک عورت اور بھی ہے۔ یعنی ہندہ کے خاوند ثانی کے پاس ہندہ کے علاوہ ایک عورت اور ہے۔ ہندہ کا خاوند ثانی بھی فوت ہو گیا۔ کیا زید اس کی دوسری بیوی سے یعنی اپنی ماں کی سوکن سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۳۲ مولوی محمد عمر خطیب جامع مسجد سرگودھا۔ ۹ ازی قعدہ سن ۱۳۵۲ھ ۶ مارچ سن ۱۹۳۴ء (جواب ۹) زید اپنی ماں کی سوکن یعنی سوتیلے باپ کی دوسری بیوی سے نکاح کر سکتا ہے۔ کیونکہ وہ اس کی محرمات میں داخل نہیں ہے۔ (۲)

محمد کفایت اللہ

منکوحہ کا نکاح پڑھانے والے کا نکاح نہیں ٹوٹتا

(سوال) اگر بے خبری میں یا خبر سے نکاح پر نکاح پڑھا دیوے۔ یعنی ایک عورت کا نکاح ہے۔ پھر پہلے خاوند کے علیحدہ ہوئے یا خبر دوسرے سے نکاح کر لیاوے یہ تو ظاہر ہے کہ یہ دوسرا نکاح درست نہ ہوگا، لیکن سوال نکاح پڑھانے والے اور گواہوں کے بارے میں ہے۔ مشہور ہے کہ ان کا نکاح فسخ ہو جاتا ہے۔

المستفتی نمبر ۲۳۲ مولوی محمد عمر خطیب جامع مسجد سرگودھا۔ ۹ ازی قعدہ سن ۱۳۵۲ھ (جواب ۱۰) بے خبری میں ہو جائے تو کوئی جرم بھی نہیں۔ لیکن جان پہچان کر دوسرا نکاح پڑھانے میں نکاح پڑھانے والا اور گواہ جن کو علم ہو مجرم ہیں۔ مگر ان میں سے کسی کا نکاح نہیں ٹوٹتا تو قتیقہ۔ یہ اس دوسرے نکاح کی حالت کے مقتصدہ ہوں۔ (۲) محمد کفایت اللہ

عورت سے صحبت کے بعد اس کی بھانجی سے نکاح کرنا

(سوال) ایک آدمی نے ایک عورت سے صحبت کی۔ اس عورت کی بھانجی سے یہ آدمی نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۶۴ غلام محمد صاحب۔ مانگرول بندر۔ کاٹھیاواڑ ۷ محرم سن ۱۳۵۳ھ ۲۲ اپریل سن ۱۹۳۴ء

(۱) ولا باس بان یزوج الرجل المرأة وبنت زوج قد کان لهما من قبل ذلك ویجمع بینہما، لا نہ، لا قرابة بینہما۔ (البیہوطی باب الحرامات ۳۰، ۲۱۱ بیروت)

(۲) واحل لکم ماوراء ذلکم۔ (انساء ۲۴)

(۳) اس لئے کہ حرام طبعی کو حلال سمجھنا اور مسلمان نہیں رہتا بلکہ مرتد ہو جاتا ہے اور مرتد کا نکاح برقرار نہیں رہتا۔ کما فی الدر المختار: من اعتقد الحرام حلالاً فان کان حراماً لغيره لا یكفر وان کان دلیله، قطعاً کفر۔ (تہذیب المجاہد باب المرتد، ۳، ۲۲۳، سعید) واراداد احدہما ای الزوجین فسخ۔ (الدر المختار باب نکاح الکافر، ۳، ۱۹۳، سعید)

(جواب ۱۱) جس عورت سے محبت کی ہے اگر وہ اب اس کے نکاح میں نہ ہو تو اس کی بھانجی سے یہ نکاح کر سکتا ہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

جس کے نکاح میں دو بہنیں ہوں، اسلام لانے کے بعد ایک کو چھوڑنا لازمی ہے

(سوال) ایک ہندو دین اسلام قبول کرنا چاہتا ہے اور اپنی دونوں عورتوں کو بھی ساتھ لاتا ہے مگر وہ دونوں عورتیں جو اس کی زوجہ ہیں آپس میں سگی بہنیں ہیں۔ اس کو دونوں سے شدید محبت ہے۔ دونوں میں سے کسی ایک کو بھی چھوڑنا نہیں چاہتا۔ وہ کہتا ہے کہ اگر دونوں کو رکھنا ممکن ہو تو اسلام قبول کروں گا۔

المستفتی نمبر ۴۰۱ محمد عبد الحفیظ (تیسگری) ۱۶ جمادی الثانی سن ۱۳۵۳ھ ۲۶ ستمبر سن ۱۹۳۴ء

(جواب ۱۲) اسلام لانے کے بعد وہ دونوں بہنوں کو اپنے نکاح میں نہیں رکھ سکتا۔ اگر وہ کسی ایک کو چھوڑنے کے لئے تیار نہیں تو اسلام دونوں کو رکھنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی بیوی کی سوتیلی ماں سے نکاح جائز ہے

(سوال) اهل يجوز التزوج بعد موت الزوجة بامرأة التی ہی غیر امہا شرعاً ام لا؟

(ترجمہ) کیا اپنی زوجہ کی سوتیلی ماں کے ساتھ نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۰۲۸ مولوی خلیل الرحمن امام سورتی سنی جامع مسجد (برما)۔

(جواب ۱۳) يجوز ان يتزوج الرجل بامرأة ابنت زوجها في حياة زوجته فبعد موتها بالا ولی اعنى انه يجوز الجمع بين امرأة وبنت زوجها قال في الهندية (۳) ويجوز بين امرأة وبنت زوجها فان المرأة لو فرضت ذكر اخلت له تلك البنت بخلاف العكس انتهى۔

(ترجمہ) مرد کو اپنی زوجہ کے باپ کی دوسری بیوی کے یعنی زوجہ کی سوتیلی ماں کے ساتھ زوجہ کی زندگی میں بھی نکاح کرنا جائز ہے۔ اور اس کی موت کے بعد بھی۔ یعنی زوجہ اور اس کی سوتیلی ماں ایک مرد کے نکاح میں جمع ہو سکتی ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

ماں اور بیٹی سے بیک وقت نکاح کرنا حرام ہے

(سوال) زید اپنی بیوی کی سوتیلی ماں سے نکاح کرنا چاہتا ہے۔ آیا شرعاً درست ہے یا نہیں۔ امہات نسائکم میں یہ بیوی کی سوتیلی ماں داخل ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۰۴۷ عبد الجبار صاحب (برما) ۱۸ ربیع الثانی سن ۱۳۵۵ھ ۹ جولائی سن ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۴) اپنی زوجہ کی سوتیلی ماں سے نکاح کرنا جائز ہے۔ زوجہ کی موجودگی میں بھی دونوں کو جمع کر سکتا ہے۔ ويجوز (الجمع) بين امرأة وبنت زوجها الخ (عالمگیری) (۱) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

۱- واحل لكم ما وراء ذلكم ان شاء الله

۲ عن ابی وہب الجیشانی انه سمع فیروز الدیلمی يحدث عن ابيه قال : اتيت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقلت یا رسول اللہ انی اسلمت ولتحتی اختان فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : اختر ایہما شئت۔ (جامع الترمذی باب ما جاء فی الرجل یسلم وعندہ اختان ۱/ ۲۱۳ سعید)

۳- الهندية، کتاب النکاح، الباب الثالث المحرمات، القسم الرابع المحرمات بالجمع، ۱/ ۲۷۷، ما جدید

الجواب صحیح۔ حبیب المرسلین نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی

مال اور بیٹی سے بیک وقت نکاح کرنا حرام ہے

(سوال) ایک شخص نے ایک طوائف زادی پر عاشق ہو کر اس سے نکاح کر کے اپنی بی بی بنائی اور اس طوائف زادی کے ہمراہ ایک لڑکی بھی تھی۔ جب وہ لڑکی باوخت کو پہنچی تو اس نے اس سے بھی نکاح کر لیا۔ اب ہر دو مال بیٹی بییاں بن کے رہنے لگیں تو سوال یہ ہے کہ از روئے شریعت اس سے نکاح جائز ہو لیا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۰۵۲ عبد الصمد صاحب (سوت) ۲۳ ربیع الثانی سن ۱۳۵۵ھ م ۱۴ جولائی سن ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۵) مال اور بیٹی کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے۔ مال سے وطی کر لینے کے بعد بیٹی سے نکاح حرام ہو جاتا ہے اور بیٹی سے نکاح کرنے کے بعد مال سے نکاح کرنا حرام ہو جاتا ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی پہلی بیوی کی لڑکی کا نکاح دوسری بیوی کے بھائی سے صحیح ہے

(سوال) پہلی بیوی کے بطن کی لڑکی کا نکاح دوسری بیوی کے بھائی سے جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۵۲۸ قاری محمد عبداللطیف صاحب۔ ضلع فریدپور (بکال) ۳ ربیع الثانی سن ۱۳۵۶ھ

م ۲۳ جون سن ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۶) پہلی بیوی کے بطن سے جو لڑکی ہے اس کا نکاح دوسری بیوی کے بھائی سے کرنا جائز ہے۔ (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

بیوی کی سوتیلی مال سے نکاح جائز ہے

(سوال) عبد الغفور نے میرے سامنے یہ صورت بیان کی کہ میری بیوی مسماۃ سعیدہ بنت دنگی کی والدہ نور اکا جو کہ میری حقیقی ساس تھی انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد دنگی سر نے بیادای سے نکاح کر لیا اور وطی بھی کی۔ تھوڑے عرصے کے بعد دنگی کا انتقال ہو گیا تو ایسی صورت میں جب کہ مسماۃ سعیدہ بنت دنگی میرے نکاح میں موجود ہے بیادای سے میرا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اور یہ صورت حرم الجمع بین امراتین ایہما فرضت ذکراً لم تحل لہ الاخریٰ میں داخل ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۵۲۲ مولوی حشمت علی صاحب مدرس اول مدرسہ قاسمیہ عربیہ کالی مسجد بلند شہر ۲۳ ربیع الثانی سن ۱۳۵۶ھ م ۳ جولائی سن ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۷) یہ نکاح جائز ہے اور اس قاعدہ کے تحت یہ جمع درست ہے۔ کیونکہ اس میں طرفین سے حرمت لازم نہیں آتی۔ اگر سعیدہ کو مرد فرض کریں تو اس کے لئے بیادای زوجہ زوجۃ الاب ہونے کے حرام ہے۔ لیکن اگر بیادای کو مرد فرض کریں تو سعیدہ اس کے لئے ایک غیر عورت ہے اور حلال ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

۱۔ الفہدیۃ، کتاب النکاح، الباب الثالث، القسم الرابع المحرمات بالجمع، ۱، ۲، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱

بیوی کے فوت ہوتے ہی سالی سے نکاح کر سکتا ہے

(سوال) زید نے ہندہ سے نکاح کیا تھا۔ اب ہندہ کے مر جانے کے بعد دو ماہ کے اندر اندر ہندہ مذکورہ کی بہن زینب سے نکاح کر لیا۔ اب بعض علمائے کرام کہتے ہیں کہ یہ نکاح جائز نہیں ہوا۔ کیونکہ اس صورت میں زید مذکور کو چار ماہ دس دن عدت گزارنا ہوگا۔ الحدائق ضائع عدت ہندہ کی بہن زینب سے نکاح کر سکتا ہے۔ لہذا یہ نکاح نادرست ہوا اور بعض علماء کہتے ہیں مردہ کی عدت ہی نہیں۔ لہذا ہندہ کے مرنے کے بعد دوسرے دن بھی زینب سے نکاح درست ہے۔

المستفتی نمبر ۱۵۷۶ شمشیر سرکار صاحب (ضلع میمن سگھ) ۲۶ ربیع الثانی سن ۱۳۵۶ھ ۶ جولائی سن ۱۹۳۷ء (جواب ۱۸) زید اپنی متوفیہ بیوی ہندہ کی وفات ہوتے ہی اس کی بہن سے نکاح کر سکتا تھا۔ پس یہ نکاح جو بیوی کی وفات کے دو ماہ بعد ہوا درست اور جائز ہے۔ اس کو ناجائز بتانے والے مسئلہ سے ناواقف ہیں۔ اگر شوہر بیوی کو طلاق دے تو اس کی عدت گزرنے سے پہلے بیوی کی بہن سے نکاح جائز نہیں ہوتا۔ (۱) لیکن بیوی کے مر جانے پر اس کی بہن سے فوراً نکاح ہو سکتا ہے۔ ماتت امراته له التزوج باختها بعد يوم من موتها کما فی خلاصة عن الاصل وكذا فی المبسوط لصدر الاسلام والمحیط للسرخسی والبحر والتاتر خانیہ وغیرہا وغیرہا من الکتب المعتمدة واما ما عزی الی التتف من وجوب العدة فلا يعتمد علیہ۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۳۰۸)

محمد کفایت اللہ کان اللہ له، دہلی

دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے

(سوال) فدیوی کی اہلیہ عرصہ قریباً چار سال سے مرض اختلاج میں مبتلا ہے جس کی وجہ سے ہر طریقہ کی تکلیف ہے اور نہ کوئی اولاد ہے۔ میرے خسر صاحب و خوشدامن وغیرہ بہت ہی ضعیف اور مفلس ہیں اور وہ میرے ہی ساتھ رہتے ہیں۔ میرا بھی بجز خدا اور ان لوگوں کے کوئی نہیں ہے اور میرے جملہ احباب کا خیال ہے کہ دوسرا نکاح کیا جائے۔ میری خسر کی ایک دختر اور بھی ہے جس کی نسبت ان کا خیال ہے کہ میرے ساتھ ہو جب شرع محمدی عقد کر دیا جاوے۔ چونکہ دوسری غیر جگہ کرنے میں برد و فریق کو ہر طرح کی حد سے زیادہ تکلیف ہوگی۔

المستفتی نمبر ۱۷۰۲ احمد اللہ خاں صاحب نمبر ۱۰ مال روڈ (لاہور) ۲۱ جمادی الثانی سن ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۹ اگست سن ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۹) دونوں بہنیں ایک شخص کے نکاح میں نہیں آسکتیں اور نہ وہ رہ سکتی ہیں۔ (۳) اگر آپ اپنی سالی سے نکاح کرنا چاہتے ہیں تو اپنی زوجہ کو طلاق دے کر سالی سے نکاح کر سکتے ہیں۔ مگر طلاق کے بعد جب آپ کی مطافہ بیوی کی عدت گزر جائے گی تب اس کی بہن سے نکاح جائز ہوگا۔ (۴) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ له، دہلی

بیوی کے ہوتے ہوئے سالی سے نکاح حرام ہے

(سوال) ستارہ اور چاند تارہ دو حقیقی بہنیں ہیں اور ستارہ کی شادی شاہ محمد سے ہوئی اور چاند تارہ کا عقد سوداگر سے ہوا اور

۱ وعدة الاخت تمنع نکاح الاخت (المبسوط، کتاب النکاح، ۴: ۲۰۴، بیروت)

۲ رد المختار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ۳۸/۳، سعید

۳ وان تحمعا بین الاختین (النساء، ۲۳)

۴ واذا طلق الرجل امراته فانما اور حبالہ یحذر ان ینزوج باختها حتی تنقضی عدتها (الہدایہ، کتاب النکاح، ۲۰، ۳۱، بشرکتہ علمیت)

دو بچے سو اگر کے ہوئے۔ اس کے بعد سوداگر کھانے کے لئے چلا گیا۔ چھ سال تک پتہ نہیں لگا۔ اس کے بعد شاہ محمد نے چاند ستارہ سے نکاح کر لیا۔ اس خیال سے کہ لڑکوں کی ہمارے یہاں پرورش ہوگی اور ستارہ کی رضا مندی سے اور ستارہ کو بھی یہی خیال تھا کہ بہن اور اس کے بچے ضائع نہ ہوں اور یہ لوگ جاہل تھے جنہوں نے نکاح کا مشورہ دیا۔ اب شاہ محمد کے اطفہ سے بھی ایک لڑکی چاند تارہ کے پیدا ہوئی۔ اب اس کے متعلق کیا فرماتے ہیں۔ جو فرمائیں شاہ محمد اس کے کرنے پر تیار ہے۔ اگر شاہ محمد پر کوئی کفارہ ہو تو تحریر فرمائیں۔

المستفتی نمبر ۱۸۲۹ شاہ محمد صاحب (ضلع اعظم گڑھ) ۲۴ رجب سن ۱۳۵۶ھ ۳۰ ستمبر سن ۱۹۳۷ء (جواب ۲۰) دو بہنوں کو ایک وقت میں نکاح میں جمع کرنا حرام ہے۔ شاہ محمد کا نکاح چاند تارہ کے ساتھ دو وجہ سے ناجائز ہوا۔ اول تو یہ کہ چاند تارہ منکوحہ تھی۔ پہلے خاوند سے اس کا نکاح باقی تھا۔ (۱) دوم یہ کہ شاہ محمد کے نکاح میں اس کی بہن موجود تھی لہذا چاند تارہ کو وہ فوراً علیحدہ کر دے (۲) اور اس سے جو لڑکی ہوئی ہے وہ بھی اس کے مال کی وارث نہیں ہوگی۔ (۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

سو تیلی مال کے شوہر کی لڑکی سے نکاح درست ہے

(سوال) زید نے اپنی عورت کو طلاق دی اور اس عورت نے عمر سے نکاح کر لیا اور عمر نے اس سے وطی بھی کی بعد ازاں عمر نے اس کو طلاق دی یعنی خلع کیا۔ اور پھر اس عورت نے زید زوج اول سے شادی کر لی بعد عدت گزرنے کے۔ اب زید کے لڑکے کی شادی جو کہ اس عورت سے ہو عمر کی لڑکی سے جو دوسری عورت سے ہو، ہو سکتی ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۹۷۳ء ماسٹر مرزا احمد حسین (گجرات) کاٹھیاواڑ ۲ شعبان سن ۱۳۵۶ھ ۲ نومبر سن ۱۹۳۷ء (جواب ۲۱) زید کے لڑکے کی شادی عمر کی لڑکی سے ہو سکتی ہے۔ (۴)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

ساس سے نکاح حرام ہے

(سوال) ایک شخص نکاح ایک عورت سے کر کے اس عورت کی والدہ سے بھی موجودہ حالت میں نکاح کر سکتا ہے؟

المستفتی نمبر ۲۰۴۵ شیخ قمر الدین صاحب۔ ۱۳ رمضان سن ۱۳۵۶ھ ۱۸ نومبر سن ۱۹۳۷ء (جواب ۲۲) اپنی منکوحہ کی ماں سے نکاح کرنا حرام ہے۔ (۵)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

ساس سے نکاح حرام ہے اگرچہ بیوی کی رخصتی نہ ہوئی ہو

(سوال) زید نے ہندہ سے نکاح کیا اور ابھی ولاء بھی نہ ہونے پائی تھی کہ ہندہ مطلقہ ہو گئی۔ صورت مذکور بالا میں کیا زید ہندہ کی ماں سے نکاح کر سکتا ہے جب کہ یہ ظاہر ہے کہ ابھی رخصت وغیرہ نہیں ہوئی تھی۔

(المستفتی نمبر ۱۲۲۹ ایم ناظم ہاشمی (ڈھاکہ) ۷ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ ۷ جون ۱۹۳۸ء)

۱۔ ولا يجوز للرجل ان يتزوج زوجة غيره (الہندی، کتاب النکاح، القسم السادس الخمرات التي يتعلق بها حق الغير، ۱، ۲۸۰ ما ج ۲)

۲۔ وان نکح احدهما قبل الاخرى فنکاح الاولی جائز و نکاح الثانية فاسد فيفرق بينهما۔ (المسوط، کتاب النکاح، ۴، ۲۰۱ برت)

۳۔ وثبت النسب بلا دعوة احتیاطاً (قوة مثبت النسب) اما لا لاوث فلا یثبت فیه و کذا فی النکاح الموقوف۔ (رد المحتار، کتاب النکاح، باب النحر، ۳۰، ۱۳، سعید)

۴۔ واما بنت زوجة ابیه او ابنة فحلل۔ (الدر المختار، کتاب النکاح، فصل فی الخمرات، ۳، ۳۱، سعید)

۵۔ و امہات نسائکم۔ (النساء، ۲۳)

(جواب ۲۳) منکوحہ کی ماں سے نکاح ناجائز ہے۔ خواہ منکوحہ مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ۔ رخصتی ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

سگی خالہ کی نواسی سے نکاح جائز ہے

(سوال) سگی خالہ یا سگے چچا کی لڑکی کی لڑکی کے ساتھ نکاح جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۲۳۱۸۔ سی۔ منصوری صاحب (بمبئی) ۱۵ ربیع الثانی سن ۱۳۵۷ھ ۱۵ جون سن ۱۹۳۸ء

(جواب ۲۴) سگی خالہ کی لڑکی کی لڑکی سے نکاح جائز ہے۔ اسی طرح سگے چچا کی نواسی سے۔ (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

بھانجے اور بھتیجے کی اولاد سے نکاح

(سوال) اما بعد هل يجوز النکاح باولاد ابن الاخت والاخ وان سفلا فاحرروا بسند الكتاب مع العبارة
سریعا ولا تؤخروا لان فیها یختلف الناس اختلافا کثیرا فتحن منتظرون الی جوابکم فقط والسلام۔
(ترجمہ) کیا نکاح جائز ہے؟ بہن یا بھائی کی اولاد یا اولاد کی اولاد کے ساتھ؟ مدلل تحریر فرمائیں۔

المستفتی نمبر ۲۳۳۳ مولوی عبدالحی صاحب فرید پور ۲۳ ربیع الثانی سن ۱۳۵۷ھ ۲۳ جون سن ۱۹۳۸ء

(جواب ۲۵) لا يجوز النکاح باولاد ابن الاخت والاخ وان سفلا لما فی العالمگیریۃ فی ذکر
المحرمات وبنات الاخت والاخ وان سفلا والحکم لا یختلف فی بنت بنت الاخت وبنت ابن
الاخت وفي بنت بنت الاخت وبنت ابن الاخت (۲)

لان المراد حرمة فروع الاخ والاخت بالغامبلغ واللہ اعلم
واذا اراد زید ان ینکح بنت ابن اخیه کان ناکحا لفروع اخیه وفروع الاخ حرام وکذا اذا اراد ان ینکح
بنت ابن اخته کان ناکحا لفروع اخته وفروع الاخت حرام۔

(ترجمہ) بہن اور بھائی کی اولاد یا اولاد کی اولاد کے ساتھ نکاح جائز نہیں۔ عالمگیری میں محرمات کے ذیل میں بنات
الاخت والاخ اور بیٹے تک سب اولاد کو ذکر کیا ہے۔ لہذا اس حکم میں بھانجی اور بھانجی کی اولاد، بھانجا اور بھانجی کی اولاد،
بھتیجی اور اس کی اولاد، بھتیجا اور اس کی اولاد سب شامل ہیں۔ چونکہ فروع کی حرمت غیر محدود و غیر مثنیٰ ہے۔

اور جب کہ کوئی شخص اپنے بھتیجے کی لڑکی سے نکاح کرنا چاہے تو وہ اپنے بھائی کی فرع سے ناکچ ہو گا اور فروع الاخ
حرام ہیں۔ اور اسی طرح بھانجی کی لڑکی سے نکاح کا ارادہ کرنے والا بہن کی فرع سے ناکچ ہو گا اور فروع الاخت حرام ہیں۔

خالہ اور بھانجی سے بیک وقت نکاح حرام ہے

(سوال) زید اپنی حقیقی بڑی سالی کی لڑکی کے ساتھ شادی کرنا چاہتا ہے اور فی الحال زید کے نکاح میں اس کی بڑی حقیقی
سالی کی بہن موجود ہے (یعنی لڑکی کی حقیقی خالہ) اب زید اپنی بڑی حقیقی سالی کی لڑکی کو اپنے نکاح میں لے سکتا ہے یا

(۱) عن عمرو و ابن شعیب عن ابیہ عن جدہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ایما رجل نکح امراة فدخل بها اولم یدخل فلا
یحل لہ نکاح امہا۔ (جامع الترمذی، باب من یتزوج المرأة ثم طلقها الخ، ۲۱۴/۱، سعید)

(۲) وحسن اللہ تعالیٰ العمت والحالات بالنحریم دون اولادھن ولا نکاح فی بنت العمة والخالة احکام القرآن ۱۳۳/۲ بیروت
(۳) الہندیۃ، کتاب النکاح، الباب الثالث فی بیان المحرمات، ۲۷۳/۱، ماجدیۃ وایضا صرح فی فتح القدیر: فحرم بنات
الاخوة والاخوات وبنات اولاد الاخوة والاخوات وان نزلن۔ (فصل فی المحرمات، ۳۰۸/۳، الجلی مصر)

نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۴۴۱ کا جواب (گجرات) ۳۰ ذی قعدہ سن ۱۳۵۷ھ ۲۲ جنوری سن ۱۹۳۹ء (جواب ۲۶) جب تک زید کی بیوی زید کے نکاح میں ہے۔ یہ بی بی کی بھانجی کے ساتھ نکاح نہیں کر سکتا۔ خالہ بھانجی کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

چچا کی نواسی سے نکاح جائز ہے (سوال) زید اپنی چچا زاد بہن کی دختر یعنی اپنی بھانجی چچا زاد کے ساتھ نکاح کرنا چاہتا ہے۔ کیا یہ عقد درست ہو گا اور اگر درست ہے تو اس پر لعن طعن کرنے والوں کے لئے شرعی کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۲۴۹۶ نصیر الدین صاحب (احمد آبادی) ۲۹ ربیع الاول سن ۱۳۵۸ھ ۲۰ مئی سن ۱۹۳۹ء (جواب ۲۷) چچا زاد بہن سے بھی نکاح حلال ہے (۲) اور چچا زاد بہن کی لڑکی یعنی اس رشتہ سے بھانجی کے ساتھ نکاح جائز ہے۔ یہ حکم قرآن پاک کی آیت واحل لکم ماوراء ذلکم (۳) سے ثابت ہے۔ کیونکہ یہ عورتیں محرمات مذکورہ بالا میں داخل نہیں ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

سوتیلی ساس سے نکاح جائز ہے

(سوال) سوتیلی خوشدامن سے دلداد کا نکاح جائز ہے یا نہیں۔ یعنی اتواری کی لڑکی شہرانی کو بیایہ بنے بھی ہوئے۔ اتواری کی بیوی فوت ہو گئی جس کی ایک لڑکی تھی اور شہرانی کو بیایہ تھی۔ اتواری نے اپنی بیوی کے فوت ہونے کے بعد دوسری شادی کی جس کا نام بھوری ہے۔ اتواری بھی فوت ہو گیا۔ بھوری بیوہ ہو گئی۔ تین لڑکے موجود ہیں جو اتواری سے ہیں۔ اس درمیان شہرانی جو اتواری کا دلداد ہے۔ اس کی بیوی یعنی اتواری کی لڑکی پہلی بیوی سے جو تھی وہ بھی فوت ہو گئی۔ اب شہرانی نے مسماۃ بھوری جو اتواری کی دوسری عورت بیوہ کے ساتھ نکاح کر لیا ہے یہ نکاح درست ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۵۲۰ عبد المجید صاحب (منی تال) ۲۶ جمادی الاول سن ۱۳۵۸ھ ۱۶ جولائی سن ۱۹۳۹ء

(جواب ۲۸) درست ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

ایضاً حضرت مفتی اعظم صاحب قبلہ السلام علیہم

(سوال) گزارش ہے کہ کتاب غایۃ الاوطار ترجمہ در المختار ترجمہ مولوی خرم علی صاحب بھوری و مولوی محمد احسن صاحب صدیقی نانوتوی مطبوعہ نولکشور کے کتاب النکاح کے صفحہ ۱۲ پر یہ عبارت تحریر ہے۔ وام زوجۃ وجد اتہا مطلقاً بمجرد العقد الصحيح وان لم توطا زوجۃ۔ (ترجمہ) اور حرام ہے اپنی زوجہ کی ماں اور دلدایاں نانیاں ہر طرح سے سگی ہوں یا سوتیلی حرمت ثلاث ہوتی ہے اگرچہ زوجہ سے جملہ نہ کیا ہو (مذکورہ بالا عبارت سے ظاہر ہے کہ زوجہ کی ماں سوتیلی ہو یا سگی یعنی اپنی خواہشدا من حقیقی ہو یا سوتیلی نکاح میں حرام ہے۔ جیسا کہ اوپر لکھا ہے۔ یہ کتاب مذکورہ کے لفظ بہ لفظ فقرے ہیں۔ کیا یہ کتاب معتبر نہیں ہے جو حضور نے فتویٰ انتہی شدہ پر صرف ”درست ہے“ لکھ کر دستخط فرمادیئے ہیں۔ جس سے میرے دل میں کافی اور مکمل یقین تو ہو گیا دیگر اشخاص کا یہ کہنا ہے کہ حضور نے کسی حدیث و فقہ کا حوالہ نہیں دیا۔ راہِ مہربانی یہ لکھ کر کہ فلاں کتاب میں فلاں صفحہ پر اس کی بات درست کا ذکر آیا ہے۔

(۱) اے ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان نکاح المرأة علی عمتہا او العمة علی بنت اخیہا او المرأة علی خالتہا (جامع الترمذی ابوب الکاح، باب ما جاء لا نکاح المرأة علی عمتہا ولا علی خالتہا، ۱/ ۲۱۴، سعید)

(۲) (روعمتہ و خالتہ) واما بنا تہنسا فحلال (الدر المنقی علی ہامش مجمع الانہر، ۱/ ۳۲۳، بیروت)

(۳) واحل لکم ماوراء ذالکم النساء: ۲۴

لوگوں کے دلوں کو تسکین فرمادیتے۔

المستفتی نمبر ۲۵۲۰ عبد المجید صاحب

(جواب ۲۹) غایۃ الاوطار کی یہ عبارت (ہر طرح سے سگی ہوں یا سوتیلی) بظاہر صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ بیوی کی سوتیلی ماں ”ام زوجہ“ کے لفظ میں شامل نہیں ہے۔ اگر اتواری مر جاتا تو شوہر اتی بھوری سے اپنی بیوی کی زندگی میں بھی نکاح کر سکتا تھا۔ یعنی دونوں کو جمع کر سکتا تھا۔ اسی غایۃ الاوطار کے صفحہ ۶۱ دیکھئے۔ (۱) (فجازا لجمع بین امرأۃ و بنت زوجہا۔ تو جائز ہے جمع کرنا عورت میں اس کے شوہر کی بیٹی میں) یعنی بھوری اور اس کے شوہر اتواری کی بیٹی کو نکاح میں جمع کرنا جائز ہے۔ ظاہر ہے کہ کسی عورت کے شوہر کی بیٹی عورت کی سوتیلی لڑکی ہوئی اور لڑکی کی یہ عورت سوتیلی ماں ہوئی تو جب ان کو نکاح میں جمع کرنا جائز ہے تو یکے بعد دیگرے ان سے نکاح کرنا بدرجہ اولیٰ جائز ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ له، دہلی

بیوی کے مرنے کے بعد اس کی بھانجی سے فوراً نکاح درست ہے

(سوال) فاسئلوا اهل الزکر ان کنتم لا تعلمون۔ زید کی عورت کے انتقال کو چند ہفتے ہوئے یوم کا عمرہ گزار چکا ہے۔ زید نے اپنی منکوحہ کی بہن کی بیٹی سے نکاح کر لیا ہے۔ بحر کتا ہے کہ یہ نکاح شرعاً نادرست ہے۔ چونکہ وہ زید کی منکوحہ مرحومہ کی قریبی رشتہ دار (بھانجی) ہے۔ اس کو چار ماہ دس دن کی عدت گزارنا ضروری ہے۔

المستفتی نمبر ۵۶۷۲ ج۲۔ پی حیدر خاں۔ سیر فی فیکتری۔ چامراج نگر۔ میسور ۲۶ محرم ۱۳۶۲ھ

۲۴ فروری سن ۱۹۴۳ء

(جواب ۳۰) بحر کا قول صحیح نہیں ہے۔ زید کا نکاح جائز ہوا۔ بیوی کے مرنے کے بعد اس کی بہن یا بھانجی سے فوراً نکاح جائز ہوتا ہے۔ ماتت امرأۃ له التزوج باختها بعد یوم من موتها۔ (۲) (رد المحتار ج ۲ ص ۸۰۸ باب الحرامات)

محمد کفایت اللہ کان اللہ له، دہلی

(۱) باپ اپنے بیٹے کی ساس سے نکاح کر سکتا ہے

(۲) بیوی کی لڑکی (جو پہلے شوہر سے ہو) سے شوہر کے بھائی کا نکاح

(۳) دو حقیقی بھائی ایسی دو لڑکیوں سے جو آپس میں، بہنیں ہوں نکاح کر سکتے ہیں

(۴) سوتیلی ماں کی والدہ سے نکاح

(سوال ۱۰) باپ اپنے لڑکے کی ساس سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟ (۲) عمرو نے ہندہ سے نکاح کیا۔ اور ہندہ اپنے ہمراہ ایک لڑکی لائی ہے جو ہندہ کے پہلے خاوند سے ہے۔ اس لڑکے سے عمرو کا حقیقی بھائی نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟ (۳) دو حقیقی بھائی دو حقیقی بہنوں سے نکاح کر سکتے ہیں یا نہیں؟ (۴) لڑکا اپنے باپ کی ساس سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۶۳۳ مولوی عبدالحق امام مسجد دوحہ ضلع شیخ محل ۱۳ جمادی الثانی سن ۱۳۵۹ھ

(جواب ۳۱) (۱) باپ اپنے بیٹے کی ساس سے نکاح کر سکتا ہے۔ (۲) اس لڑکی سے عمرو کا حقیقی بھائی نکاح کر سکتا ہے۔ بلکہ عمرو کا پہلی بیوی سے کوئی لڑکا ہو تو اس لڑکے کا نکاح بھی اس لڑکی سے جائز ہے۔ (۳) دو حقیقی بھائی ایسی دو لڑکیوں سے جو آپس میں حقیقی بہنیں ہیں نکاح کر سکتے ہیں۔ (۴) لڑکا اپنی سوتیلی ماں کی والدہ سے نکاح کر سکتا ہے۔ (۵)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

شوہر سے طلاق لئے بغیر دوسرا نکاح باطل ہے

(سوال) چند لوگ مل کر ایک منکوحہ بالغہ لڑکی کا عقد بغیر اس کے خاوند کے طلاق دینے کے ایک دوسرے شخص کے ساتھ کر دیتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ اس نے ہماری عورت بھکالی اور کلمات کفر کہلا کر نکاح توڑا دیا اس واسطے ہم بھی اپنی لڑکی اس کو نہیں دیتے۔ اس لڑکی کے خاوند نے اس کے والد اور بھائی کے سامنے ہر طرح یقین دلایا کہ میں نے تمہاری عورت نہ بھکائی ہے، نہ کلمات کفر کہلاوائے ہیں، لیکن ان کو بالکل اعتبار نہیں آیا۔ اور دو سال گزر جانے کے بعد اس کے والد نے بغیر طلاق کے اس لڑکی کا عقد دوسرے شخص سے کر دیا۔ لڑکی کے خاوند نے بہتری دفعہ ان کو خطوط ڈالے کہ تم اپنی لڑکی کو یا خود پہنچا دیا مجھے بالو۔ لیکن انہوں نے نہ خود پہنچایا نہ اس کے خاوند کو بلایا۔ اس نے خرچہ بھیجا تو خرچہ بھی وصول نہ کیا۔ وہ خود اس وجہ سے نہ گیا کہ اس کو اپنی جان کے ضائع ہو جانے کا یقین تھا۔

المستفتی رحیم الدین الوری

(جواب ۳۲) اس کا عقد ثانی باطل ہے۔ (د) کسی دوسرے کے فعل کی وجہ سے اس کا پہلا نکاح ٹوٹا۔ یہ سب لوگ جو عقد ثانی کرانے والے یا اس میں شریک ہونے والے ہیں گنہگار ہوئے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

زانی اور مزنیہ کی اولاد کا باہم نکاح

(سوال) زید ایک عورت منکوحہ غیر سے مدت دراز تک زنا کرتا رہا ہے۔ اب مزنیہ کی لڑکی کو زانی اپنے لڑکے کے نکاح میں لے سکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۹۳۳ باگی ولد عبدال (فیروز پور پنجاب) ۲۰ شعبان سن ۱۳۵۶ھ ۲۶ م اکتوبر سن ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۳) مزنیہ کی لڑکی سے زانی کا نکاح جائز نہیں اور زانی کے (۱) لڑکے کا نکاح بھی جائز نہیں۔ (۲) ہاں اگر لڑکا مزنیہ کے بطن سے نہ ہو اور دوسری بیوی کے بطن سے ہو اور لڑکی مزنیہ کے شوہر سے ہو تو جائز ہے۔

۱۔ حاز النزوج بام زوجة الابن ونسبها و جاز الابن التزوج بام زوجة الاب ونسبها (فتح القدیر، کتاب النکاح، باب الحرامات ۳، ۲۱۱، مطبوعہ الخلیف مصر)

۲۔ حوالہ بالا

۳۔ کیونکہ حرمت کی کوئی وجہ نہیں پائی جاتی

۴۔ جاز للابن ام زوجة الاب ونسبها۔ (فتح القدیر، کتاب النکاح، باب الحرامات ۳، ۲۱۱، مطبوعہ الخلیف مصر)

۵۔ لا یموز للرحلی ان یتزوج زوجة غیرہ۔ (الہندیۃ، کتاب النکاح، القسم السادس المحرمات التي یعلق بها حق العیر ۱۰، ۲۷۷، ماجدیۃ)

۶۔ جو اس مزنیہ کے بطن سے ہو۔

۷۔ فس رنی بامراف حرمت علیہ امها وان علقت ونسبها وان سفلت وكذا تحرم المزنی بها علی آباء الزانی واحدادہ وان علوا واسا ند وان سفلوا (الہندیۃ، کتاب النکاح، الباب الثالث، القسم الثانی ۱۰، ۲۷۴، ماجدیۃ)

سو تیلی ماس سے نکاح صحیح ہے، سوتیلی ماں سے نہیں۔
(از اخبار سہ روزہ الجمعۃ مورخہ ۱۲ ستمبر سن ۱۹۲۵ء)

(سوال) زید کی لڑکی عمر کے نکاح میں ہے۔ زید کے انتقال کے بعد عمر نے زید کی دوسری بیوی یعنی اپنی سوتیلی ماس سے عقد کر لیا۔ کیا یہ جائز ہے؟ اگر جائز ہے تو سوتیلی ماں سے بھی عقد جائز ہوگا۔

(جواب ۳۴) یہ نکاح جائز ہے۔ کیونکہ دو عورتوں کو نکاح میں جمع کرنا اس صورت میں حرام ہوتا ہے کہ ان میں طرفین سے یہ قاعدہ جاری ہو سکے کہ جس عورت کو مذکور فرض کریں تو دوسری عورت اس کے لئے حلال نہ ہو اور یہاں (یعنی کسی عورت کو اور اس کے باپ کی دوسری بیوی کو نکاح میں جمع کرنے میں) دونوں طرف سے یہ قاعدہ جاری نہیں ہوتا اس لئے یہ حرام نہیں ہے۔ درمختار میں ہے۔ فجواز الجمع بین امراة و بنت زوجہا۔ (۱) اور سوتیلی ماں سے نکاح حرام ہے۔ سوتیلی ماں اس کے باپ کی منکوحہ ہے اور منکوحۃ الاب کی حرمت قرآن پاک میں منصوص ہے۔ قال تعالیٰ ولا تنکحوا ما نکح آباءکم۔ (۲) سوتیلی ماں کو سوتیلی ماس پر قیاس کرنا صحیح نہیں ہے۔ فقط

پھوپھی کی بیٹی اور پوتی سے نکاح جائز ہے

(الجمعۃ مورخہ ۲۲ ستمبر سن ۱۹۲۵ء)

(سوال ۱) حقیقی پھوپھی کی پوتی کے ساتھ نکاح جائز ہے یا نہیں؟ (۲) اگر کسی شخص کی ہمیشہ نے کسی شخص کے ساتھ عقد کر لیا ہو اور اس کے خاوند کی پہلی زوجہ سے ایک لڑکی ہو تو اس لڑکی کا اس کی سوتیلی ماں کے بھائیوں کے ساتھ عقد ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۵) (۱) حقیقی پھوپھی کی بیٹی اور پوتی سے نکاح جائز ہے۔ (۲) (۳) کسی شخص کا نکاح اس کی بہن کے خاوند یعنی بہنوئی کی اس لڑکی سے جائز ہے جو کسی دوسری عورت کے بطن سے ہو۔ (۴)

محمد کفایت اللہ غفرلہ،

باپ کی ممانی سے نکاح جائز ہے

(از اخبار سہ روزہ الجمعۃ مورخہ ۲۲ جنوری سن ۱۹۲۶ء)

(سوال) زید کے ماموں کی بیوی بیوہ ہو گئی ہے۔ نوجوان ہے۔ زید کا لڑکا عمر جو بالغ ہے اس کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۶) زید کا لڑکا زید کے ماموں کی بیوہ سے نکاح کر سکتا ہے۔ یہ محرمات میں داخل نہیں ہے۔ (۵)

محمد کفایت اللہ غفرلہ،

۱۔ الدر المختار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ۳، ۳۹، سعید

۲۔ النساء، ۲۲

۳۔ (وعمتہ وخالئہ) واما بنا تہما فحلال۔ (الدر التہنی علی حاشی جمع الاصر، المحرمات، ۳۲۳، بیروت)

۴۔ واحل لکم ماوراء ذلکم۔ (النساء، ۲۴)

۵۔ ایضاً

۶۔ ایضاً

چچی سے نکاح جائز ہے

(المجمعیۃ مورخہ ۲ نومبر سن ۱۹۲۶ء)

(سوال) زید نے اپنی سالی سے نکاح کیا۔ زید کی بیوی پہلے فوت ہو چکی تھی اور جس سے نکاح کیا وہ سالی بھی ہے اور شہتہ میں چچی بھی ہے۔ یہ نکاح درست ہے یا نہیں؟ برادری نے نکاح خواں اور گواہان پر چٹی یعنی تاوان لگایا۔ یہ تاوان جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۸) بیوی کے انتقال کے بعد اس کی بہن سے نکاح کرنا درست ہے۔ (۱) شہتہ کی چچی ہونا بھی نکاح کے جواز کا مانع نہیں۔ برادری کا تاوان لگانا صورت میں ناجائز ہے۔ تاوان واپس کرنا چاہئے۔ (۲) محمد کفایت اللہ غفرلہ، سوتیلی بہنوں کو نکاح میں اکٹھا کرنا حرام ہے (المجمعیۃ مورخہ ۶ نومبر سن ۱۹۲۶ء)

(سوال) ہندہ کا نکاح عمرو سے ہوا ہے۔ ہندہ کی ایک سوتیلی بہن (دوسری ماں سے) ہے۔ کیا عمرو ہندہ کی زندگی میں اس کی سوتیلی بہن سے نکاح کر سکتا ہے؟

(جواب ۳۹) ہندہ کی موجودگی میں مقتضائے آیات ”ان تجمعوا بین الاختین“ (۲) ہندہ کی سوتیلی بہن سے جو ہندہ کے والد کے نطفے سے ہے عمر کا نکاح نہیں ہو سکتا۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ،

(۱) زنا سے پیدا شدہ لڑکی زانی کی وارث نہیں

(۲) مرنیہ کی اولاد زانی پر حرام ہے زنا سے پہلے کی ہو یا بعد کی

(المجمعیۃ مورخہ ۱۴ فروری سن ۱۹۲۷ء)

(سوال ۱۰) ایک کافرہ مشرکہ کے بطن سے کسی مسلمان کی ایک لڑکی ہے آیا وہ لڑکی اس مسلمان کی وارث و محرم ہو سکتی ہے؟ اور وہ مشرکہ باسلام ہونے کے بعد کیا اس مسلمان کے نکاح میں آسکتی ہے؟ (۲) جس عورت سے کسی مسلمان نے زنا کیا ہے اس کی لڑکی جو ارتکاب زنا سے پہلے کسی دوسرے مرد کے نطفے سے ہو آیا اس کے ساتھ زانی کا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۴۰) (۱) جو لڑکی زنا سے پیدا ہوئی ہے وہ اپنے باپ کی وارث نہیں ہو سکتی مگر محرم ضرور ہے۔ (۲) اور اس کے ساتھ نکاح ناجائز ہے۔ (۲) جس عورت سے زنا کیا ہے اس کی لڑکی سے خواہ ارتکاب زنا سے پہلے کی ہو یا بعد کی، نکاح نہیں ہو سکتا۔ (۵) محمد کفایت اللہ غفرلہ،

بیوی کے مرنے کے بعد ساس کی بہن سے نکاح

(المجمعیۃ مورخہ ۱۴ فروری سن ۱۹۲۷ء)

۱۔ مات امراتہ له التزوج باختها کذا فی الخلاصۃ۔ (رد المحتار، کتاب النکاح، فصل فی الحرامات، ۳/۳۸، سعید)

۲۔ والحاصل ان المذهب عدم التعزیر باخذ المال۔ (رد المحتار، کتاب الحدود، باب العزیر، ۲۲/۳، سعید) ۳۔ النساء: ۲۳

۴۔ قوله وبیت النسب) اما الارث فلا یثبت فیہ۔ (رد المحتار، کتاب النکاح، باب النکاح، ۱۳۴/۳، سعید)

۵۔ قوله و حرم ایضاً بالصهریۃ اصل مزنیۃ) قال فی البحر: اود بحرمۃ المصاهرة الحرامات الاربع حرمة المرأة علی اصول الزانی وفروعہ نسباً ورضاعاً وحرمة اصولها وفروعها علی الزانی نسباً ورضاعاً کما فی الوطی الحلال۔ (رد المحتار، کتاب النکاح، فصل فی الحرامات، ۳۰/۳، سعید)

(سوال) اپنی خوشدامن کی حقیقی بہن سے نکاح جائز ہے یا نہیں جب کہ بیوی کا انتقال ہو چکا ہو۔
(جواب ۴۱) اپنی خوشدامن کی بہن سے اپنی بیوی کے انتقال کے بعد نکاح کر لینا جائز ہے۔ (۱)

محمد کفایت اللہ غفرلہ،

بھتیجے کا نکاح چچی سے

(الجمعیۃ مورخہ ۱۴ مارچ سن ۱۹۲۷ء)

(سوال) بھتیجے سے چچی کی شادی ہو سکتی ہے یا نہیں؟ سو تیلی ماں سے بعد مر جانے باپ کے یہاں عقد کر سکتا ہے یا نہیں؟
(جواب ۴۲) چچی کا نکاح چچا کے انتقال کے بعد مرحوم کے بھتیجے سے ہو سکتا ہے۔ (۲) کوئی شرعی ممانعت نہیں ہے۔
باپ کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا سو تیلی ماں سے نکاح نہیں کر سکتا۔ وہ اس کے لئے ہمیشہ ہمیشہ حرام ہے۔ (۳)
محمد کفایت اللہ غفرلہ،

دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے

(اخبار الجمعیۃ مورخہ ۲۲ مئی سن ۱۹۲۷ء)

(سوال) ایک شخص کے دو لڑکیاں ہوں اور ماں سے علیحدہ ہوں کیا ایک شخص سے ان دونوں کا نکاح ایک وقت میں جائز ہے؟

(جواب ۴۳) دو بہنوں کو خواہ وہ حقیقی ہوں یا عاتی یا خیانی نکاح میں جمع کرنا حرام ہے۔ اور اس کے لئے صریح طور پر آیت کریمہ وان تجتمعوا بین الاختین (۲) کا حکم موجود ہے۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ،

سو تیلی ماں کے بھائی سے نکاح جائز ہے

(الجمعیۃ مورخہ ۲۶ اگست سن ۱۹۲۷ء)

(سوال) زید کی بیوی دو لڑکیاں چھوڑ کر فوت ہو گئی۔ کچھ عرصے کے بعد زید نے حامد کی لڑکی سے شادی کی۔ اس لڑکی کے دو بھائی ہیں۔ کیا ان دونوں لڑکوں کی شادی زید کی دونوں لڑکیوں سے ہو سکتی ہے؟

(جواب ۴۴) زید کی لڑکیوں کی شادی اپنی سو تیلی ماں کے بھائیوں کے ساتھ ہو سکتی ہے۔ اس رشتہ میں حرمت کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ (۵)
محمد کفایت اللہ غفرلہ،

بھائی کی بیوہ سے نکاح درست ہے

(الجمعیۃ مورخہ یکم اگست سن ۱۹۲۸ء)

(سوال) چھوٹے بھائی کی زوجہ بیوہ ہو گئی۔ اور اس عورت کے پاس دو تین لڑکے پہلے شوہر سے ہیں تو اس عورت کو شوہر کا بڑا بھائی اپنے نکاح میں لا سکتا ہے یا نہیں؟

۱۔ واحل لکم ماوراء ذلکم۔ (النساء: ۲۴)

۲۔ واحل لکم ماوراء ذلکم۔ (النساء: ۲۴)

۳۔ وکذا منکوحۃ الاب حواء علی الابن دخل بها الاب اولم یدخل۔ (المسود، ۴/۲۰۱، بیروت) ۴۔ (النساء: ۲۳)

۵۔ واحل لکم ماوراء ذلکم۔ (النساء: ۲۴) (حوالہ سابقہ)

(جواب ۴۵) چھوٹے بھائی کے انتقال کے بعد اس کی بیوی سے مرحوم کا بڑا بھائی نکاح کر سکتا ہے۔ (۱)

محمد کفایت اللہ غفرلہ،

کافر میاں بیوی اگر آپس میں محرم ہوں تو مسلمان ہونے کے بعد ان کو علیحدہ کیا جائے گا
(الجمعیۃ مورخہ ۲۰ ستمبر سن ۱۹۳۱ء)

(سوال) ایک مشرک مع اپنی زوجہ کے اسلام قبول کرنا چاہتا ہے۔ مگر اس کی زوجہ رشتے میں اس کی بھانجی ہے۔ اس سے دو چار لولہ بھی ہیں۔ اسلام میں داخل ہونے کے بعد کیا اس کی زوجہ اس پر حلال ہو سکتی ہے؟ اور جو لولہ اس کے بطن سے موجود ہے کیا وہ اپنے باپ کے ورثہ کی حق دار ہو سکتی ہے؟

(جواب ۴۶) بھانجی سے نکاح شریعت اسلامیہ میں جائز نہیں۔ (۲) جب زوجین مسلمان ہو جائیں تو ان کا تعلق زوجیت باقی نہیں رہے گا۔ دونوں میں تفریق کر دی جائے گی۔ (۳) اس سے پہلے لولہ ثابت النسب ہوگی اور ماں باپ کے ترکہ سے اس کو حصہ میراث ملے گا۔ (۴)

خالہ اور بھانجی کو نکاح میں اکٹھا کرنا حرام ہے
(الجمعیۃ مورخہ ۱۶ مارچ سن ۱۹۳۲ء)

(سوال) اہلیہ کی بڑی بمشیرہ کی لڑکی سے نکاح درست ہے یا نہیں؟ حالانکہ اہلیہ زندہ ہے۔

(جواب ۴۷) اہلیہ کی زندگی میں اس کی بھانجی سے نکاح کر کے خالہ بھانجی کو زوجیت میں جمع کرنا حرام ہے۔ (۵)

محمد کفایت اللہ غفرلہ،

چچا کی نواسی سے نکاح درست ہے

(الجمعیۃ مورخہ یکم اگست سن ۱۹۳۷ء)

(سوال) علم شیر خاں اور علی شیر خاں دو حقیقی بھائی ہیں۔ علم شیر خاں کے لڑکے کا نکاح علی شیر خاں کی لڑکی کی لڑکی سے ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۴۸) علم شیر خاں کے لڑکے کا نکاح علی شیر خاں کی نواسی کے ساتھ جائز ہے۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

۱۔ واحل لکم ماوراء ذلکم۔ (النساء: ۲۴)

۲۔ وبنات الاخت فھن محرمات نکاحاً ووطاً ودواعیہ علی التابید۔ (المندیۃ، کتاب النکاح، الباب الثالث، القسم الثانی، ۱۰، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴

دوسرے باب

منگنی (خطبہ)

مروجہ منگنی وعدہ ہے، اس سے نکاح نہیں ہوتا

(سوال) مضامفات پشاور اور ماورائے سرحد میں یہ عام بات ہے کہ ایک شخص نے کسی کے ہاں اپنے لڑکے کے واسطے نکاح کے لئے بات چیت کی اور لڑکے والے کچھ زیور، کپڑے، مٹھائی لڑکی والوں کے پاس لے جاتے ہیں۔ اگر لڑکی والے اشیائے مذکورہ لے لیں تو پٹھانوں کے رواج میں یہ بات پکی ہو گئی جس کو ان کی اصطلاح میں کو جدن (منگنی) کہتے ہیں۔ لڑکی کا ولی تین چار آدمیوں کے سامنے اقرار کر کے کہتا ہے کہ میں نے لڑکی اس لڑکے کو دے دی۔ لڑکا لڑکی کے گھر میں آتا رہتا ہے۔ اس کے بعد اگر لڑکی کا ولی منگنی سے انکار کر کے لڑکی کا نکاح دوسری جگہ کر دے تو شرعاً جائز ہے یا نہیں۔ واضح رہے کہ اس منگنی میں خطبہ مسنونہ اور مہر وغیرہ کچھ نہ تھا۔ صرف بات ٹھہرائی گئی تھی۔ یہاں کا طبقہ صوفیان اس کو نکاح ٹھہراتے ہیں۔

المستفتی نمبر ۲۵۲ مولوی عبد الوہاب۔ خرقی۔ ۵ ذی الحجہ سن ۱۳۵۲ھ ۲۱ مارچ سن ۱۳۴۲ء
(جواب ۴۹) یہ نکاح نہیں ہے۔ وعدہ نکاح ہے۔ (۱) اگر اس کے بعد بلا وجہ معقول لڑکی والا لڑکی کو دوسری جگہ بیاہ دے تو وعدہ خانی کا مجرم ہو گا۔ (۲) مگر دوسری جگہ نکاح درست ہو جائے گا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔
شرعی عذر کی وجہ سے منگنی توڑنا

(سوال) زید نے اپنی لڑکی ہندہ کی منگنی اپنے برادر زادے بحر کے ساتھ کر دی۔ بعد میں بحر نے ایک عورت مسلبہ منکوحہ کو محض فسخ نکاح کی غرض سے مرتد کر لیا پھر اس مرتدہ منکوحہ غیر کو مسلمان کر کے اس کے ساتھ نکاح کر لیا باوجود اس نکاح کے بحر اپنے چچا سے مطالبہ کرتا ہے کہ اپنی لڑکی کا مجھ سے نکاح کر دے۔ زید انکار کرتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ ایک مسلبہ کو مرتد کرانے کی وجہ سے تو خود بھی مرتد ہے۔

المستفتی نمبر ۹۵۹ محمد شاہ (ضلع منگمری) ۳ ربیع الاول سن ۱۳۵۵ھ ۲۶ مئی سن ۱۹۳۶ء
(جواب ۵۰) اگر یہ واقعات صحیح ہیں کہ بحر نے منکوحہ مسلبہ کو مرتد کر لیا یا ترغیب دی اور پھر اسی مرتدہ سے بعد اس کے اسلام لانے کے خود نکاح کر لیا تو زید اپنی لڑکی کی منگنی چھڑالینے میں حق بجانب ہے اور بحر اس سے ایفائے وعدہ کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔ (منگنی کی حیثیت ایک وعدہ کی ہوتی ہے) نیز بحر پر توبہ و تجدید اسلام بھی لازم ہے۔ (۲) کیونکہ کسی مسلمان کو مرتد ہونے کی ترغیب دینے سے خود بھی انسان مرتد ہو جاتا ہے۔ (۳)

فقط محمد کفایت اللہ لہ،

۱۔ وان للوعد فوعد وفي رد المحتار : لو قال هل اعطيتها فقال اعطيت ان كان المجلس للوعد فوعد، وان كان للعقد فنكاح

(كتاب النكاح، ۱۲/۳، سعيد)

۲۔ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال : آية المنافق ثلاث اذا حدث كذب واذا وعد اخلف واذا اتمن خان۔ (صحیح البخاری، کتاب الايمان باب علامات النفاق، ۱۰/۱، قدیمی)

۳۔ وما فيه خلاف يومه بالا ستغفار والتوبة وتجديد النكاح۔ (الدر المختار، باب المردۃ ۳/۲۳۰، سعيد)

۴۔ وفي المضرات : لو افنى لامرأة بالكفر حتى تبين من زوجها فقد كفر قبلها۔ (شرح للفتح الاكبر على القاری، ۱/۲۷۰، بیروت)

منگنی سے نکاح منعقد ہوتا ہے یا نہیں؟

(سوال) امیر حسن اپنے نابالغ لڑکے محمد عارف کی چوڑ یعنی پوٹلی زیورات وغیرہ ہمراہ قریبائیس کس مسلم معتبران عبدالحق کے گھر لایا۔ منج اس گاؤں کے عام مسلمان اس تقریب میں شامل ہونے کی غرض سے عبدالحق کے گھر جمع ہوئے جن کی موجودگی میں امیر حسن نے پچاس روپیہ نقد اور مٹھائی اور مسماۃ عزیز فاطمہ نابالغہ دختر عبدالحق کے لئے زیور اور کپڑے اسی مجلس میں عزیز فاطمہ کے لئے عبدالحق کو دیئے اور عبدالحق سے اس کی مذکورہ لڑکی کا ناطہ طلب کیا جس پر عبدالحق نے عام حاضرین میں اس طرح امیر حسن کے ساتھ ایجاب و قبول کیا۔ یعنی عبدالحق نے امیر حسن کو کہا کہ میں نے اپنی لڑکی مسماۃ عزیز فاطمہ کا ناطہ تمہارے لڑکے محمد عارف کو دے دیا ہے۔ امیر حسن نے کہا میں نے قبول کیا ہے۔ اس پر دعائے خیر ہوئی۔ عبدالحق نے زیورات، کپڑے اور نقدی قبول کر کے لے لی اور مٹھائی حاضرین میں تقسیم ہوئی۔ آیا اس صورت میں نکاح عزیز فاطمہ ہمراہ محمد عارف ہو گیا نہ۔

المستفتی نمبر ۱۴۸۵ حکیم ڈاکٹر عبدالشکور صاحب ۳۰ ربیع الاول سن ۱۳۵۶ھ ۱۰ جون سن ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۱) منگنی کی جو مجلس منعقد کی جاتی ہیں وہ صرف رشتہ اور ناطہ مقرر کرنے کے لئے کی جاتی ہیں۔ اس میں جو الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں وہ وعدہ کی حد تک رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ منگنی کی مجلس کے بعد فریقین بھی اس کو نکاح قرار نہیں دیتے بلکہ اس کے بعد نکاح کی مجلس منعقد کی جاتی ہے اور نکاح پڑھایا جاتا ہے اس لئے ان مجالس کے الفاظ میں عرف یہی ہے کہ وہ بقصد وعدہ کئے جاتے ہیں نہ بقصد نکاح۔ ورنہ نکاح کے بعد پھر مجلس نکاح منعقد کرنے کے لئے کوئی معنی نہیں۔ نیز منگنی کی مجلس کے بعد منکوحہ سے اگر زوج تعلقات زناشوئی کا مطالبہ کرے تو کوئی بھی اس کے لئے آمادہ نہیں ہو تا بلکہ کہتے ہیں کہ نکاح تو ہوا ہی نہیں۔ عورت کو مرد کے پاس کیسے بھیج دیا جائے۔ بہر حال منگنی کی مجلس وعدے کی مجلس ہے اس کے الفاظ سب وعدہ پر محمول ہوں گے۔ کیونکہ عرف یہی ہے۔ لہذا اس کو نکاح قرار دینا درست نہیں۔ (۱)

البتہ اگر منگنی کی مجلس میں صریح لفظ نکاح استعمال کیا جائے۔ مثلاً زوج یا اس کا ولی یوں کہے کہ اپنی لڑکی کا نکاح میرے ساتھ کر دو اور ولی زوج کہے کہ میں نے اپنی لڑکی کا نکاح تیرے ساتھ کر دیا تو نکاح ہو جائے گا۔ (۲) لان الصریح يفوق الدلالة۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی

منگنی کے وقت شوہر کی طرف سے دی ہوئی رقم کا حکم

(سوال) تقریباً پورے صوبہ گجرات میں یہ رواج ہے کہ جب منگنی ہوتی ہے اس وقت لڑکی کے لئے زیور اور کپڑے بنانے کے لئے ایک رقم طے ہوتی ہے۔ وہ رقم لڑکا یا اس کا ولی دیتا ہے اور اس کو تنج ویلہ کہتے ہیں۔ وہ رقم حسب حیثیت جائین دو سو چار سو ہزار دو ہزار بلکہ اس سے بھی زائد تک طے ہوتی ہے اور اس کے طے ہوئے بغیر منگنی قبول نہیں ہوتی۔ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس رقم کے طے کرنے میں اگر جائین کا اتفاق نہ ہو تو منگنی قبول نہیں ہوتی اور انکار کر دیا جاتا ہے۔ اگر لڑکے یا اس کے ولی کے پاس پیسے نہ ہوں تو اس کے لئے سودی قرضہ تک لیا جاتا ہے اور مہر اس

۱۔ لو قال هل اعطيتها فقال اعطيت ان كان المجلس للوعد فوعد وان كان للعقد فنكاح (رد المحتار، کتاب النکاح، ۳/۱۱، سعید)

۲۔ اند لو صرح بالا سفيها م فقال هل اعطيتها فقال اعطيتها وكان المجلس لنكاح يتعقد۔ (رد المحتار، کتاب النکاح، ۳/۲۵، سعید)

۳۔ رد المحتار، کتاب النکاح، باب المهر، ۳/۱۲۴، سعید

کے علاوہ ہے اور وہ عموماً ایک سوسائٹس روپیہ ہے۔ بعض جگہ اس سے بھی زائد ہے۔ مذکورہ بالا رسم مدت سے چلی آرہی ہے لیکن اس پیسے کے متعلق کوئی تصریح نہیں ہوتی کہ مہر معجل ہے یا مہر ہے یا عاریت، اور نہ تعامل سے صحیح پتہ چلتا ہے اور بعض جگہ تصریح بھی ہوتی ہے کہ مہر ہے یا عاریت ہے یا مہر معجل اور بعض جگہ پیسے کے بجائے زیور اور کپڑا بھی دیا جاتا ہے لیکن عموماً پیسے دینے جاتے ہیں۔ اور اس کے متعلق کوئی تصریح نہیں ہوتی۔ اب اس رقم کے لینے کے بعد لڑکی کا باپ بالکل آزاد ہوتا ہے چاہے سب خود کھائے یا نکاح کے وقت کھانے وغیرہ میں صرف کرے یا کہ زیور اور کپڑے بنائے اگر کھا جائے یا کھانے وغیرہ میں صرف کر دے تو لڑکا یا اس کا ولی کوئی اعتراض نہیں کرتا اور نہ مطالبہ کرتا ہے۔ نہ قانونی کارروائی کرتا ہے لیکن کھانا معیوب سمجھا جاتا ہے اور وہ پیسہ صرف کپڑے زیور میں صرف کرنا مستحسن سمجھا جاتا ہے۔

اب جو پیسے لڑکی کے باپ نے کھائے وہ تو گئے یا جس کا کھانا کھایا وہ بھی گئے اس کا مطالبہ نہیں ہوتا لیکن جو زیور دیا جاتا ہے اس کو لڑکی اپنے ساتھ لے کر خاوند کے گھر آتی ہے اور اپنے استعمال میں لاتی ہے لیکن خاوند مالک سمجھا جاتا ہے۔ وقت ضرورت اس کو فروخت بھی کر سکتا ہے۔ اور رہن بھی رکھ سکتا ہے۔ عورت کی وفات کے بعد خاوند مالک ہوتا ہے اور بعد طلاق بھی اور بعض جگہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ لڑکی یا اس کا باپ قبضہ کر لیتا ہے اور خاوند کو نہیں دیا جاتا۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ لڑکی کے نکاح کے وقت لڑکے کے پاس سے زیور اور کپڑے لینا یا اس کے لئے پیسے لینا اس کی کوئی اصل قرون اولیٰ میں ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو کیا ہے اور اس طریقے سے پیسے لینا جائز ہے یا نہیں اور خصوصاً سودی قرضہ۔ اور اگر جائز ہے تو پھر یہ مہر معجل ہے یا مہر ہے یا عاریت؟

المستفتی نمبر ۲۴۳۰ مولوی احمد ثبات صاحب (ضلع سورت) ۵ ذی قعدہ سن ۱۳۵۷ھ ۲۸ ستمبر سن ۱۹۳۸ء (جواب ۵۲) سوال اس پر مبنی ہے کہ متغنی کے وقت لڑکی والے شوہر اور اس کے اولیاء سے ایک معین رقم مثلاً دو سو چار سو یا ہزار دو ہزار روپیہ نقد مانگتے ہیں یا زیور اور کپڑے کی صورت میں طلب کرتے ہیں اور جب تک شوہر دینا منظور نہ کرے متغنی نہیں ہوتی اور اس رسم کے التزام کی وجہ سے بسا اوقات بات ختم اور متغنی چھوٹ جاتی ہے یا شوہر کو سودی قرض لے کر مطالبہ منظور اور پورا کرنا پڑتا ہے تو سائل اس رسم کے التزام اور اس کے لئے سودی قرض لے کر رسم پوری کرنے کے متعلق سوال کرتا ہے کہ یہ بات کیسی ہے تو اس کا جواب ایک ہی ہے کہ یہ التزام اور رسم کے طور پر اس کی پابندی اور اس کے لئے سود جیسے گناہ کبیرہ کا ارتکاب یقیناً مذموم اور سخت بری بات ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس رقم کی حیثیت کیا ہے، مہر میں شامل ہے یا ہدیہ ہے یا عاریت ہے یا عاریت تو بظاہر مہر میں شامل نہیں ہوتی کیونکہ مہر کی مقدار اکثری طور پر ایک سوسائٹس روپے معین ہوتی ہے اور یہ رقم مختلف مقدار کی ہوتی ہے اور مہر کے ذکر کے ساتھ اس کا ذکر نہیں کیا جاتا نیز جیسا کہ سوال میں مذکور ہے شوہر اس رقم کے زیور وغیرہ کو عورت سے واپس بھی لے لیتا ہے اور عورت کو واپس دینے میں عذر نہیں ہوتا اس طرح اس کو ہدیہ یا مہر بھی قرار نہیں دے سکتے کیونکہ اس صورت میں بھی عورت سے محالیت قیام زوجیت یا بعد طلاق یا بعد موت اس رقم کو واپس لینے کا زوج کو حق نہیں حالانکہ ان سب صورتوں میں اس کو واپس لینے کا حق دار سمجھا جاتا ہے۔ پس شوہر کے حق واپسی کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس کی حیثیت متعین ہے کہ عاریت ہوتی ہے اور اس حیثیت کے لحاظ سے اولیاء زوجہ کو

زوج سے منگنی کے وقت اس کا مطالبہ کرنا اور اصرار کرنا اور رقم کی کمی زیادتی پر جھگڑا کرنا اور منگنی توڑ دینا یہ سب باتیں محض لغو اور شرعی اصول سے غلط اور ناجائز ہیں کیونکہ عاریت کا مطالبہ کرنا تو درکنار ہدیہ یا مہر کا مطالبہ کرنا بھی جائز نہیں لا جبر فی التبرع^(۱) مشہور فقہی قاعدہ ہے۔ پس مطالبہ اور جبر سے جو رقم لی جائے وہ یا تو مہر میں شامل کی جائے کہ پھر زوج کو واپس لینے کا حق نہ ہو۔ (۲) اور یہ صورت جائز ہے یا وہ عورت کی قیمت اور عوض ہو اور یہ رشوت اور حرام ہے۔ (۳) یا ولیاء زوجہ کو زوج سے مطالبہ کا کوئی حق نہیں وہ اپنی خوشی سے بطور دست بیاں جو چاہے دے دے اور اسے ہدیہ یا مہر قرار دے جس میں حق رجوع نہ ہو (۴) یا عاریت رکھے جسے واپس لے سکے۔ بہر حال یہ رسم قابل اصلاح اور اس کی موجودہ صورت واجب التبرک ہے۔ (۵)

فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

منگنی میں مقصود وعدہ نکاح ہوتا ہے۔

(المجمعیہ مورخہ ۲۴ ستمبر سن ۱۹۲۹ء)

(سوال) منگنی کے وقت لڑکی کے باپ کا یہ کہنا کہ میں نے اپنی فلاں لڑکی تیرے فلاں لڑکے کو دی اور لڑکے کا باپ کہتا ہے کہ ہاں میں نے اپنے فلاں لڑکے کے لئے قبول کی۔ اس کے بعد وہ لڑکی لڑکے کو ملنے نہیں دیتے اور اس کو نصف نکاح خیال کیا جاتا ہے۔ کیا اس لڑکی کا نکاح بغیر اجازت لڑکے یا اس کے ولی کے دوسری جگہ ہو سکتا ہے؟ (جواب ۵۳) منگنی کے وقت جو الفاظ کہے جاتے ہیں وہ وعدہ نکاح کے ہوتے ہیں۔ نکاح منعقد کرنا مقصود نہیں ہوتا۔ اسی لئے نکاح دوبارہ مجلس منعقد کر کے کیا جاتا ہے۔ پس منگنی کے لوہر نکاح کے احکام جاری نہیں ہو سکتے۔ (۱) محمد کفایت اللہ غفر لہ،

- ۱۔ فعلى اعتبار الا ابتداء لا يلزم التاجيل ... اذ لا جبر فى التبرع۔ (رد المحتار، کتاب المبروع باب بیع الفاسد، ۵/ ۱۵۸، سعید)
 ۲۔ واذا بعث الزوج الى اهل زوجته اشياء عند زفافها، منها ديناج، فلما زفت اليه اراد ان يسترد من المرأة الديناج ليس له ذلك اذا بعث اليها على جهة التملك۔ (الحندي، کتاب النکاح، الفصل السادس عشر فى جهاز البنت ۱/ ۳۲۷، ماجديہ)
 ۳۔ ولو اخذ اهل امرأة شيئاً عند التسليم فلزوج ان يسترده، لانه، رشوة۔ (الحندي، کتاب النکاح، الفصل السادس عشر فى جهاز البنت، ۱/ ۳۲۷، ماجديہ)
 ۴۔ ولا رجوع فيما يهبه لزوجته، فالعبرة لوقت الهبة لا لوقت الرجوع فالزوجية من الموانع من الرجوع كالموت۔ (رد المحتار، کتاب النکاح باب النفقة، ۳/ ۵۹۶، سعید)
 ۵۔ ولو اخذ اهل المرأة شيئاً عند التسليم فلزوج ان يسترده، لانه رشوة۔ (الحندي، کتاب النکاح باب المحرم، ۱/ ۳۲۷، ماجديہ)
 وفى قواعد الفقه: ما حرم اخذه حرم اعطاءه۔ (تواعد الفقہ، ۱۱۵، الصدق، جلد ۱)
 ۶۔ قال فى الرد: لو قال هل اعطينيها فقال اعطيت ان كان المجلس للوعد فوعد وان كان للعقد فنكاح۔ (رد المحتار، کتاب النکاح، ۱۱/ ۳، سعید)

تیسرے باب

اذن لینا (استیذان)

لڑکی سے پوچھے بغیر نکاح کرنا

(سوال) ہمارے یہاں کسی لڑکی سے اس کے نکاح کے وقت اجازت نہیں لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اجازت لینے کی کوئی ضرورت نہیں اس طرح بھی نکاح ہو جاتا ہے۔ لہذا ان کا یہ کہنا درست ہے یا نہیں؟ نکاح ہوتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۵۴) کسی عاقلہ بالغہ کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر جائز نہیں۔ اگر اس کی اجازت کے بغیر اس کا نکاح باپ نے کسی جگہ کر دیا تو نکاح اس کی اجازت پر موقوف رہے گا۔ اگر وہ نکاح کو جائز رکھے گی تو جائز ہو گا ورنہ باطل ہو جائے گا۔

لا يجوز نكاح احد على بالغة صحيحة العقل من اب او سلطان بغیر اذنها بکرا كانت او ثيباً فان فعل ذلك فالنكاح موقوف على اجازتها فان اجازته جاز وان ردتہ بطل كذا في السراج الوهاج (ہندیہ ۱) ج ۱ ص ۳۰۹

ہاں اگر ولی اقرب اس کا وکیل یا قاصد بکراہ سے استیذان کرے اور وہ چپ ہو جائے تو اس کا یہ چپ ہو جانا بھی اجازت ہے یا کوئی ایسا کام کرے جس سے رضائیت ہو تو وہ بھی اجازت سمجھی جائے گی۔ وان استاذن الولی البکر

البالغة فسکت فذلك اذن منها وكذا اذا امكنت الزوج من نفسها بعد ما زو جها الولی فهو رضا وكذا لو طابت بمصدقها بعد العلم فهو رضا هكذا في السراج الوهاج (ہندیہ ۲) ج ۱ ص ۳۰۶ لیکن اگر کسی اجنبی یا

ولی بعید نے استیذان کیا تو تصریح اجازت ضروری ہے۔ سکوت اجازت نہیں۔ وان كان لها ولی اقرب من المزوج لا يكون السكوت منها رضا ولها الخيار ان شاء ردت (ہندیہ ۳) ج ۱ ص ۳۰۶

بالغہ عورت کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر درست نہیں

(سوال) مسماۃ مختار بالغہ بنت مسماۃ فیاضی کا عقد نکاح مسمی شکور ولد قطبہ قوم شیخ سے بلا اجازت مسماۃ مختار مذکورہ کیا گیا۔ مگر اس کی والدہ سے جب کہ وہ بیمار اور بدحواسی کی حالت میں تھی اجازت لے لی گئی تھی۔ کیا ایسی صورت میں مسماۃ مذکورہ

کا نکاح درست ہو یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۹۸۴ء مسماۃ فیاضی۔ بارہ ہندو اور دہلی۔ یکم رمضان سن ۱۳۵۶ھ

(جواب ۵۵) بالغہ عورت کا نکاح بغیر اس کی اپنی اجازت کے درست نہیں ہوتا۔ (۴) ماں نے اگر تسماری و بدحواسی کی حالت میں اجازت دے دی تو یہ اجازت معتبر نہیں کیونکہ بدحواسی کی اجازت کا اہم ہے۔ (۵) اگر حواس درست ہونے کی

حالت میں اجازت دی ہو جب بھی نکاح لڑکی کی رضامندی پر موقوف تھا۔ اگر اس نے منظور نہ کیا ہو اور نکاح کی خبر پاتے ہی نارضامندی کا اظہار کر دیا ہو تو نکاح باطل ہو گیا۔ (۶)

(۱) الہندیہ، کتاب النکاح، الباب الرابع فی الاولیاء، ۲۸۷/۱، ماجدیہ

(۲) ایضاً

(۳) ایضاً

(۴) لا يجوز نكاح احد على بالغة صحيحة العقل من اب او سلطان بغیر اذنها بکراً كانت او ثيباً (الہندیہ ۱، ۲۸۷، ماجدیہ)

(۵) كذا يقال فيمن اختل عقله لكبر او لمرض او لمصيبة فاجاته، فمادام في حال غلبة الخلل في الاقوال والافعال لا تعتبر اقواله وان كان يعلمها ويردها، لان هذه المعرفة والا رادة غير معتبرة لعدم حصولها عن ادراك صحيح كما لا تعتبر من الصبي العاقل۔ (رد المحتار، کتاب طلاق، ۳/ ۲۴۴، سعید)

(۶) لا يجوز نكاح احد على بالغة۔ فان فعل ذلك فالنكاح موقوف على اجازتها فان اجازته جاز وان ردتہ بطل۔ (الہندیہ، کتاب النکاح، الباب الرابع فی الاولیاء، ۲۸۷/۱، ماجدیہ)

عورت کا کسی کو اپنا اختیار دینا

(سوال) زن بالغہ باکرہ پر ضار و غبت خویش تحریر اختیار نفس خود وادہ باشد مگر بریں تحریر گواہ کسی نباشد و بر سیدن رقعہ ایجاب آن شخص مذکور و بر دے دو گواہان عاقل بالغ حر قبول کند و گواہان ربر آں تحریر اعتماد دست کہ اس تحریر از دست فلاں مذکورہ مسماۃ آمدہ است دریں صورت نکاح شرعی منعقد شود یا نہ۔

(ترجمہ) ایک بالغہ باکرہ عورت نے رضاء و رغبت خود اپنے نفس کا اختیار تحریر یا دوسرے کو دیا۔ مگر اس تحریر پر کسی کی گواہی نہیں ہے۔ اس رقعہ ایجاب کے پہنچنے پر اس شخص مذکور نے دو عاقل بالغ آزاد گواہوں کے سامنے قبول کیا۔ ان دو گواہوں کو اس تحریر پر اعتماد اور وثوق ہے کہ یہ تحریر فلاں عورت کی ہے۔ اس صورت میں شرعاً نکاح منعقد ہوگا یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۳۶۴ حکیم عبدالعزیز صاحب (لائکل پور) ۱۱ جمادی الاول سن ۱۳۵۷ھ ۱۰ جولائی سن ۱۹۳۸ء (جواب ۵۶) اس مسئلہ صور مختلفہ دارد۔ عبارت تحریر زن چه بود و آں تحریر بطور توکیل بود یا بطور ایجاب بود و در مجلس عقد روبروئے گواہان خواندہ شد یا نہ و حکم ہر صورت جداست پس مناسب این است کہ از علمے کہ در اں جامعہ وجود باشد حکم دریافت کنند۔

(ترجمہ) اس واقعہ کے متعلق مختلف سوالات پیدا ہوتے ہیں۔ عورت کی تحریر کی عبارت کیا تھی؟ اور وہ تحریر بطور توکیل کے تھی یا بطور ایجاب کے؟ اور مجلس عقد میں گواہوں کے سامنے پڑھی گئی یا نہیں؟ اور حکم ہر صورت کا جدا ہے۔ پس مناسب یہ ہے کہ آپ کسی مقامی عالم سے واقعہ بیان کر کے حکم دریافت کر لیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

بیوہ بالغہ کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر جائز نہیں

(سوال) ایک عورت بیوہ بالغہ کا نکاح بلامرضی ہوا۔ بالکل رضامند نہ تھی۔ جبر اس کا نکاح کر دیا گیا۔ بیوہ نے اپنے نفس کا اختیار نہیں دیا۔ یہاں تک کہ جب عورت کو نکاح کی خبر پہنچی تو فوراً کہنے لگی کہ جس کے ساتھ میرا نکاح ہوا ہے وہ تو میرا بیٹا ہے میں ہر گز رضامند نہیں ہوں۔ اب تک انکار کر رہی ہے۔ آیا یہ نکاح ہو لیا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۰۸۹ عبد الغفور دہلی۔ ۲ شوال سن ۱۳۵۶ھ ۶ دسمبر سن ۱۹۳۷ء (جواب ۵۷) اگر واقعات مندرجہ بالا صحیح ہیں تو نکاح نہیں ہوا (۱) اور عورت مذکورہ اپنی مرضی کے مطابق دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(جواب دیگر ۵۸) (۱) از ۱۰۶۰۰ یہ مورخہ ۲۲ ستمبر سن ۱۹۲۵ء اگر بیوہ بالغہ کا نکاح اس کی رضامندی حاصل کئے بغیر کر دیا جائے مگر نکاح کی خبر پانے پر وہ رضامندی دے دے تو نکاح صحیح ہو جاتا ہے۔ (۲)

محمد کفایت اللہ غفرلہ،

(۱) لا یجوز نکاح احد علی بالغۃ صحیحۃ العقل من اب او سلطان بغیر اذنیہا بکر ا کانت او ثیباً فان فعل ذلک فالنکاح موقوف علی احارتہا فان اجازتہ جاز وان ردتہ بطل ، کذا فی المراجح الوہاج۔ (المختار، کتاب النکاح، الباب الرابع، ۱/ ۲۸، ما جدید)
(۲) ایضاً

فضولی کے نکاح کرنے کے بعد عورت نے اپنا نکاح دوسری جگہ کر لیا، کیا حکم ہے؟
(المجمعیۃ مورخہ ۱۸ نومبر سن ۱۹۲۶ء)

(سوال) زید نے ہندہ بالغہ کا نکاح اس کی رضامندی کے خلاف ایک مجلس میں کر دیا۔ بعد خبر ہونے کے ہندہ نے اسی وقت اپنا نکاح دوسری مجلس میں کر لیا۔

(جواب ۵۹) بالغہ کا نکاح غیر اس کی رضامندی اور اجازت کے نہیں ہو سکتا۔ (۱) ہندہ نے اگر پہلے نکاح کی خبر سن کر فوراً اپنی ناراضگی کا اظہار کر دیا ہو اور بعد میں دوسرا کر لیا تو دوسرا نکاح صحیح ہو گیا۔ (۲)

فقط محمد کفایت اللہ غفر لہ،

لڑکی والدین کی عزت کی خاطر نکاح پر خاموش رہنے کے بعد سسرال جانے سے انکار کرے تو کیا حکم ہے؟

(المجمعیۃ مورخہ ۱۶ اکتوبر سن ۱۹۳۱ء)

(سوال) عرصہ تقریباً ایک سال کا ہو کہ ہندہ کا نکاح اس کے والد کی رضامندی سے ہو گیا تھا۔ حالاں کہ شہر مالٹری کو اپنی رائے کا اظہار کرنے میں کوئی مانع نہیں۔ مگر چونکہ ہندوستان میں یہ دستور عام ہو گیا ہے کہ لڑکی کو اس وقت اپنے والدین کی عزت کا خیال کرتے ہوئے مجبوراً خاموشی اختیار کرنی پڑتی ہے۔ لڑکی کی عمر اس وقت تیس سال کی ہے اور جن صاحب سے نکاح ہوا ان کی عمر پچاس سال ہے۔ لڑکی کے والد کا انتقال ہو گیا ہے۔ ابھی محض نکاح ہی کی رسم ادا ہوئی ہے ورنہ خستہ نہیں ہوئی۔ لڑکی سسرال جانے کے لئے بالکل تیار نہیں ہوتی اور شوہر طلاق دینے کے لئے تیار نہیں ہے۔ حالانکہ لڑکی کے رشتہ دار لڑکی کے شوہر سے کوئی مرد وغیرہ طلب نہیں کرتے۔

(جواب ۶۰) اگر نکاح کے وقت لڑکی بالغہ تھی اور اس نے نکاح سے نارضا مندی کا اظہار کر دیا تھا اور خاوند کے یہاں گئی بھی نہ ہو اور زفاف نہ ہوا ہو تو یہ نکاح ہی نہیں ہوا۔ (۱) لیکن اگر لڑکی نے اذن دے دیا ہو اور زفاف ہو چکا ہو تو اب لڑکی کا انکار مفید نہیں۔ (۲) اب علیحدگی کی صورت طلاق یا خلع ہے۔ اگر خاوند طلاق نہیں دیتا تو خلع کی صورت کرنی چاہیے۔ یعنی مرد معاف کر کے یا اور بھی کچھ رقم دے کر طلاق لی جائے۔

محمد کفایت اللہ غفر لہ،

(۱) لا يجوز نكاح احد علي بالغة صحيحة العقل من اب او سلطان غير اذنها بكرة كانت او ثيبا۔ (الحندي، كتاب النكاح، الباب الرابع، ۱، ۲۸۷، ماجديہ)

(۲) فان فعل ذلك فالنكاح موقوف علي ايجازتها، فان اجازته جاز وان روت بطل۔ (ايضا،)

(۳) بالغة زوجها ابوها فبلغها الخير فقالت لا اريد او قالت لا اريد فلانا فالمختار انه يكون ردا في الوحيين (الحندي، كتاب النكاح، الباب الرابع، ۱، ۲۸۸، ماجديہ)

(۴) بولو كانت البكر قد دخل بها زوجها ثم قالت لم ارض لم تصدق علي ذلك وكان تمسكها اياه من الدخول بها رضا الا اذا دخل بها وهي مكروهة۔ (الحندي، كتاب النكاح، الباب الرابع، ۱، ۲۸۹، ماجديہ)

چوتھاب

ولایت اور خیار بلوغ

پرورش سے حق ولایت حاصل نہیں ہوتا

(سوال) ہندہ کو ایک عورت اور اسکے شوہر نے حالت یتیمی میں چھ سات برس کی عمر سے بوجہ نہ ہونے ماں باپ کے پرورش کیا۔ جب ہندہ کی عمر بارہ برس کی یا کچھ زیادہ کی ہو گئی تو ایک شخص نے اپنی وکالت سے نکاح کر دیا اور رخصت نہیں کیا۔ اقرار بالغ ہو جانے کا کیا بعد میں اس شخص کے فعل لڑکی کے مصنوعی ماں باپ کو بھی معلوم ہوئے کہ لڑکا پور ہے۔ علاوہ ازیں جو کچھ اس کے متعلق فعل ہیں سب کرتا ہے۔ اب ہندہ بالغ ہوئی ہے اور اس کو وہ نکاح جو کہ مصنوعی ماں باپ نے کیا ہے منظور نہیں ہے۔ آیا وہ نکاح عند اللہ و عند الرسول منہج ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب) (۱) از مولوی محمد ابراہیم دہلوی) صورت مذکورہ میں ہندہ کو اختیار منہج نکاح حاصل ہے اور صورت اس کی یہ ہے کہ وہ معاً بلوغ یعنی ایام شروع ہوتے ہی دو گواہوں کے سامنے کہے کہ میں نے اپنے اس نکاح کو منہج کر دیا۔ پس یہ نکاح منہج ہو جائے گا۔ (۲) اور بہتر یہ ہے کہ اس فتوے کو حاکم وقت کے ہاں پیش کر کے تصدیق کرا لے تاکہ شوہر کو کوئی فساد کا موقع نہ رہے۔ محمد ابراہیم

(جواب ۶۱) (از حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ) سوال سے ظاہر ہے کہ ہندہ کو ایسے شخصوں نے پالا جو اس کے ساتھ کوئی تعلق نسبی نہیں رکھتے۔ نیز سائل سے معلوم ہوا کہ ہندہ کا کوئی ولی نسبی موجود نہیں ہے نہ قریب نہ بعید۔ ایسی حالت میں ہندہ کا نکاح یا تو بعد بلوغ خود ہندہ (۲) کی اجازت سے یا قاضی شرعی کی اجازت سے منہج ہو سکتا تھا۔ (۳) یہ لوگ جنہوں نے نکاح کیا ہے محض فضولی (۴) ہیں اور ہندہ وقت نکاح خود نابالغ تھی اور فضولی کا کیا ہوا نکاح اس وقت موقوف ہوتا ہے جب کہ کوئی مجیز یعنی کوئی نافذ کرنے والا عقد کے وقت موجود ہو اور صورت سوال میں ایسا نہیں ہے۔ کیونکہ یہاں مجیز عقد یا تو خود ہندہ ہو سکتی تھی (اگر بالغ ہوتی) یا قاضی شرعی۔ لیکن ہندہ نابالغ ہے اور قاضی شرعی ہندوستان میں موجود نہیں۔ لہذا یہ نکاح باطل ہے۔ منعقد ہی نہیں ہوا۔ منہج کرنے کے لئے کی ضرورت ہی نہیں۔ وما لا مجیز له ای مالیس له من یقدر علی الا جازۃ یبطل کما اذا کانت تحتہ حرۃ فزوجہ الفضولی امۃ او اخت امراته او خامسۃ او زوجۃ معتدۃ او مجنونۃ او صغیرۃ یتیمۃ فی دار الحرب او اذا لم یکن سلطان ولا قاض لعدم من یقدر علی الا مضاء حالۃ العقد فوقع باطلاً انتہی۔ (۱) (رد المحتار نقلاً عن الفتوح)

محمد کفایت اللہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

فسق ولایت سے مانع نہیں

(سوال) ایک شخص تھا اس کی ایک لڑکی ہے اور ایک لڑکا۔ لڑکے کی عمر ۲۵ سال کی ہے اور لڑکی کی عمر ۱۷-۱۸ برس

(۱) فان زوجها غیر الاب والجد فلکل واحد منهما الحیار اذا بلغ ان شاء قام علی النکاح وان شاء فسخ (الہدایۃ، کتاب النکاح، باب فی الاولیاء، ۲/ ۲۱۷، شرکتہ علمیہ)

(۲) صغیرۃ زوجت نفسها ولا ولی ولا حاکم۔ توقف ونفذ باجاستہا بعد بلوغها (الدر المختار، باب الولی، ۳/ ۸۰، سعید)

(۳) واذا عدم الاولیاء فالولیۃ الی الامام والحاکم لقوله علیہ السلام "السلطان ولی من لا ولی له" (الہدایۃ، باب فی الاولیاء، ۲/ ۳۱۹، شرکتہ علمیہ)

(۴) بولو کان الصغیر والصغیر نفی حجر رجل یعولہا کالمعتق ونحوہ فانہ لا یسلک تزویجہما۔ (المحمدیہ، کتاب النکاح، الباب الرابع، ۱/ ۲۸۳، ماجدیہ)

کی ہے۔ ان دونوں کی شادی ہو چکی ہے۔ پھر اس شخص نے دوسرا نکاح کیا تھا اس سے تین لڑکیاں اور ایک لڑکا چھوڑ کر وہ شخص مر گیا۔ اب اس شخص کی بیوی نے دوسرا شوہر کر لیا۔ ان تین لڑکیوں میں سے ایک لڑکی کی عمر ۱۴ سال کی ہے اور دوسری ۱۱۔ ۱۲ سال کی ہے۔ تیسری ۶۔ ۷ برس کی ہے۔ چوتھا لڑکا قریب ۳ سال کا ہو کر مر گیا۔ چچا اور بھائی دونوں کا شرابی کہانی ہے۔ اور بیویوں کی دواوی بھی موجود ہے۔ اب جو لڑکی چودہ برس کی ہے اس کا نکاح سویتا بابا پیاہاں اور کوئی رشتہ دار مثلاً نانی وغیرہ کر سکتی ہے یا نہیں؟

(جواب ۶۲) نابالغوں کے نکاح کی ولایت بھائی کو اس کے بعد چچا کو ہے۔ ان کا شرابی کہانی ہونا مانع ولایت نہیں۔ واقرب الا ولیاء الی المراءۃ الابن ثم ابن الابن وان سفلی ثم الاب ثم الجد ابوا لاب وان علا کذا فی المحيط ثم الاخ لاب وام ثم الاخ لاب الخ انتھی مختصراً (ہندیہ) (۲) والفسق لا یمنع الولاية کذا فی فتاوی قاضی خان (ہندیہ) (۳) پس سویتا بابا پیاہاں اور کوئی ان نابالغوں کا نکاح نہیں کر سکتا۔ ولو کان الصغیر او الصغیرۃ فی حجر رجل یعولهما کالمملکت ونحوہ فانہ لا یملک تزویجہما کذا فی فتاوی قاضی خان (ہندیہ) (۴)

فاتر العقل باپ کو نابالغ اولاد پر ولایت نہیں

(سوال) باپ فاطر العقل اور مضبوط الحواس ہے۔ اس کی ولایت نکاح کے بارے میں اس کی لڑکی نابالغہ کے متعلق صحیح ہے یا نہیں۔ لڑکی نے بالغ ہو کر اس تعلق سے نارضا مندی ظاہر کی تو اس کے متعلق کیا حکم ہے۔ اگر خاموش رہی تو اس کے متعلق کیا حکم ہے۔ باپ نے ہوش و حواس میں آنے کے بعد اس عقد سے اختلاف کیا ہو تو اس کے متعلق کیا حکم ہے۔ اگر اختلاف نہ کیا ہو تو اس کے متعلق کیا حکم ہے۔ اگر ہوش میں آنے کے بعد تھوڑے عرصے تک کچھ اختلاف نہ کیا ہو اور بعد میں غیر کفو ہونے کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے اختلاف کیا ہو تو اس کے متعلق کیا حکم ہے۔ نکاح فاصلہ بعید پر ہو اور اس حالت میں کہ لڑکی کو یا اس کی والدہ کو کچھ اطلاع نہیں۔ نکاح کے وقت لڑکی کا بچا موجود تھا جو صحیح المزاج تھا۔

(جواب ۶۳) فاطر العقل اور مضبوط الحواس والد کی ولایت نابالغ اولاد کے حق میں صحیح نہیں۔ واذا جن الولی جنونا مطبقاً تزول ولا یتہ وان کان یجن ویفیک لا تزول ولا یتہ وتنفذ تصرفاته فی حالة الافاقۃ کذا فی الذخیرۃ (ہندیہ ج ۱ ص ۳۰۲) جب کہ والد کی ولایت صحیح نہیں اور بچا کی ولایت سے نکاح ہوا تو بعد بلوغ فوراً لڑکی کے انکار سے نکاح فسخ ہو جائے گا۔ لیکن حکم حاکم مجاز شرط ہے۔ وان زو جہما غیر الاب والجد فلکل واحد منهما الخيار اذا بلغ ان شاء اقام علی النکاح وان شاء فسخ ویشرط فیہ القضاء انتھی مختصراً (ہندیہ ج ۱ ص ۳۰۴) (۱) اور اگر چہ یہی تو اس کا یہ اختیار باطل ہو جائے گا۔ ویبطل هذا الخيار فی جانبها بالسکوت اذا کانت بکراً

(۱) رد المحتار، کتاب النکاح، باب الکفارة، ۳، ۹۸، سید

(۲) الہندیہ، کتاب النکاح، الباب الرابع فی الاولیاء، ۱، ۲۸۳، ماجد

(۳) الہندیہ، کتاب النکاح، الباب الرابع، ۱، ۲۸۳، ماجد

(۴) ایضاً

(۵) الہندیہ، کتاب النکاح، الباب الرابع فی الاولیاء، ۱، ۲۸۳، ماجد

(۶) الہندیہ، کتاب النکاح، الباب الرابع، ۱، ۲۸۵، ماجد

ولا يمتد الى اخر المجلس حتى لو سكتت كما بلغت وهي بكر بطل الخيار (ہندیہ (۱) ج ۱ ص ۳۰۴) جب کہ باپ کی ولایت صحیح نہیں تو اس کا اختلاف کسی اعتبار سے ہو معتبر نہیں۔ وبيطل ولاية الابعد بمجنى الا قرب لا ماعقده لانه حصل بولاية تامة كذا في التبيين (ہندیہ (۲) ج ۱ ص ۳۰۲) اگر نکاح اتنے فاصلے پر ہو کہ وہ مسافت منقطع ہو تو نکاح نہیں ہوا۔ و ذکر فی البدائع اختلاف المشائخ فيه و ذکر ان الاصح القول بزوالها وانتقالها للابعد (رد المختار (۳) ج ۲ ص ۳۴۱)

بھائی کی رضا مندی کے بغیر نابالغ لڑکی کا نکاح والدہ کر دے تو وہ منعقد نہیں ہوتا
(سوال) محمود کی بیوہ کی دو اولادیں ہیں۔ لڑکا باسم بشیر اور لڑکی باسم زہرہ۔ بیوہ محمود نے بلا شرکت خویش و اقارب محمود اپنی دختر یعنی زہرہ کا کہ اس کی عمر اس وقت گیارہ سال کی تھی زید بالغ کے ہمراہ نکاح کر دیا۔ اس کے برادر حقیقی یعنی بشیر کی مرضی نہ تھی۔ وہ ناراض ہو کر ریاست بے پور چلا گیا اور تانبہ زوہ ہیں ہے۔ لڑکی کا عقد کئے ہوئے عرصہ ساڑھے تین سال کا گزرا۔ اور لڑکی یعنی زہرہ اپنی والدہ کے کئے ہوئے نکاح سے ناخوش ہے اور اس شوہر کے ساتھ بسر کرنا نہیں چاہتی۔ اب سن باوغ کو پہنچ کر اس نکاح کو جو بحالت نابالغی ہوا تھا فسخ کرنا چاہتی ہے اور نکاح ثانی کی خواہش رکھتی ہے۔
(جواب ۶۴) صورت مسئلہ میں چونکہ زہرہ خود نابالغ تھی اس لئے اس کے نکاح کا اختیار اس کے بھائی بشیر کو تھا اگر وہ بالغ ہو۔ مال کا کیا ہوا نکاح اسی وقت صحیح ہو سکتا تھا جب کہ زہرہ کا بھائی بشیر اجازت دے دیتا۔ لیکن چونکہ وہ اس نکاح سے ناخوش تھا اور اسی ناراضی کی وجہ سے بے پور چلا گیا جیسا کہ سوال میں مذکور ہے لہذا یہ نکاح منعقد ہی نہیں ہوا۔ زہرہ دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔ وان زوج الصغير ابعدا ولياء فان كان الاقرب حاضراً وهو من اهل الولاية توقف نكاح الابعد على اجازته (۴) (ہندیہ ج ۱ ص ۳۰۳) اور اگر بشیر نے بوقت نکاح اجازت دے دی تو بیوہ یا والدہ نکاح رضا مندی ظاہر کر دی ہوتی تو نکاح ہو جاتا لیکن پھر بھی زہرہ کو بوقت باوغ اس نکاح کے فسخ کر دینے کا اختیار حاصل ہوتا۔ لیکن فسخ کے لئے حکم حاکم مجاز کی ضرورت ہے۔ وان زو جهما غير الاب والجد فلكل واحد منهما الخيار اذا بلغ ان شاء اقام على النكاح وان شاء فسخ (ہندیہ (۵) ج ۱ ص ۳۰۴)

ولی اقرب کی عدم موجودگی میں پھوپھی نے نابالغ کا نکاح کر دیا، شوہر مفقود ہے، کیا کیا جائے؟
(سوال) ہندہ کی شادی ہندہ کی پھوپھی نے بلا موجودگی والد ہندہ عمر تخمیناً ۱۱-۱۲ سال بغیر اجازت والد ہندہ کے کر دی تھی اور وہ شخص جس کے ہمراہ ہندہ کی شادی کر دی تھی عرصہ تخمیناً ۹-۱۰ سال سے مفقود الخیر ہے۔ ہم چند اس کی تلاش کی گئی مگر آج تک کوئی نشان نہیں ملا۔ اور ہندہ اب بالغ ہو گئی ہے زمانے کے اعتبار سے ہر وقت خطرہ ہے۔ ہندہ کی شادی دوسری ہو سکتی یا نہیں یا ہندہ اپنا نکاح فسخ کر سکتی ہے یا نہیں؟
(جواب ۶۵) اگر والد ہندہ کی موجودگی میں ہندہ کا نکاح اس کی پھوپھی نے کیا تھا اور ہندہ کے والد نے اس کی خبر

(۱) الہندیۃ، النکاح، الباب الرابع، ۱، ۲۸۶، ماجدۃ

(۲) الہندیۃ، النکاح، الباب الرابع، ۱، ۲۸۵، ماجدۃ

(۳) رد المحتار، کتاب النکاح، باب الولی، ۳، ۸۲، سعید

(۴) الہندیۃ، کتاب النکاح، الباب الرابع فی الاولیاء، ۱، ۲۸۵، ماجدۃ

(۵) ایضاً

ہونے پر ناراضی ظاہر کر دی تھی تو نکاح ہی باطل ہو گیا۔ فلور زوج الا بعد حال قیام الا قرب توقف علی اجازتہ (۱) در مختار) لیکن اگر والد نے اس نکاح پر رضامندی ظاہر کر دی ہو تو نکاح صحیح ہو گیا مگر چونکہ خاوند ۹۔۱۰ برس سے مفقود الخبر ہے اور ہندہ کو دوسرے نکاح کی حاجت ہے اس لئے موافق فتویٰ متاخرین حنفیہ کے اس کو جائز ہے کہ حاکم مجاز سے خاوند کی موت کا حکم حاصل کر کے عدت و فوات پوری کرے اور پھر جہاں چاہے نکاح کر لے۔ (۲)

خسر کو ولایت نکاح حاصل نہیں

(سوال) ”سماۃ مریم کا خاوند فوت ہو گیا۔ اب اس کا خسر چاہتا ہے کہ مریم کا نکاح اپنے دوسرے بیٹے سے کر لوں مگر مریم کا دوا اتمام خویش و اقارب اس نکاح سے ناراض ہیں اور چاہتے ہیں کہ مریم کا نکاح ہم اپنی مرضی کے موافق کریں گے۔ سو دریافت طلب یہ امر ہے کہ مریم کا نکاح طرز مذکور سے درست ہے یا نہیں اور مریم کا خسر در حالت نابالغی مریم اس پر جبر نکاح کر سکتا ہے؟ نیز در حالت بالغ کیا حکم ہے۔ مریم کو در حالت بالغ اپنے نکاح کا اختیار ہے یا اس کے خسر یا دوا کو؟ (جواب ۶۶) اگر مریم اب تک نابالغہ ہے تو اس کے نکاح کا اختیار اس کے دوا کو ہے۔ (۳) بغیر اجازت دوا کے اس کا نکاح صحیح نہیں۔ جب کہ مریم کا باپ زندہ موجود نہ ہو۔ اگر باپ موجود ہو تو باپ کو اختیار ہے اور اگر مریم بالغہ ہو تو خود اس کی اجازت سے اس کا نکاح جہاں وہ چاہے ہو سکتا ہے۔ (۴) بہر حال خسر کو مریم کے نکاح کا کوئی اختیار نہیں۔ والولی فی النکاح العصبۃ بنفسہ علی ترتیب الارث والحجب الخ (در مختار مختصراً) (۵)

وعدہ پورانہ کرنے سے نکاح باطل نہیں ہوتا

(سوال) ”سماۃ ہندہ کا نکاح بہ حالت نابالغی ولایت اس کے والد کے ہمراہ زید نابالغ ولایت اس کے نانا کے ہوا۔ اور وقت نکاح شرائط ذیل قرار پائیں :-

- (۱) مہر متعجل بہ تعدا دو ہزار روپیہ نقد ہر وقت ادا کیا جائے گا۔
- (۲) شہر جے پور میں دکانات مالیتی دھانی ہزار روپیہ جن کے کرایہ کو ہندہ علا و دان و نفقہ کے دیگر ذاتی مصارف میں لے سکتی ہے خرید کر دی جائیں گی۔ زید کو ان کے بیع و رہن کا اختیار نہ ہو گا۔
- (۳) ایک مکان قیمتی دو ہزار روپیہ ہندہ زید کی بیوہ دواش کے واسطے جے پور میں خرید کیا جائے گا۔ یہ بھی ملک ہندہ کا ہی ہے۔

(۱) الدر المختار، کتاب النکاح، باب الولی، ۳، ۸۱، سمیع
(۲) بہر متاخرین احناف نے توضیح دہی کی، بناء پر چار سال کے بعد کسی مالکی قاضی سے نکاح کا فتویٰ دیا ہے اور اگر کوئی مالکی میسر نہ ہو تو مالک رحمۃ اللہ علیہ سے مذکور فتویٰ دینا جائز قرار دیا ہے۔
ولا یغرق سہ و بسہا ولو بعد مضي اربع سنین خلافا لما لک (الدر المختار) وفي الرد: (خلافا لما لک) فان عنده تعدد زوجة المستوفدة عدة الوفاة بعد مضي اربع سنين وهو مذهب الشافعي القديم، واما الميراث فمذهبهما كمدھنا فی التقدير تسعين سنة، او الرجوع الى رأي الحاكم وقد قال في البرازية: الفتوى في زماننا على قول مالك، وقال الزاهدی كان بعض اصحابنا يقول به لا ضرورة، واعترضه في النهر وغيره بانه لا داعي الى الافتاء بمذهب الغير لامكان التراجع الى مالكي يحكم بمذهبه. وعلى ذلك مشي ابن وهبان في منظومه هناك، لكن قدمنا ان الكلام عند تحقق الضرورة حيث لم يوجد مالكي يحكم به۔ (در المختار کتاب النكاح، ۳، ۲۹۵، ۲۹۶، سمیع)

(۳) کو للولی النکاح الصغیر والصغیر۔ (الدر المختار، کتاب النکاح، باب الولی، ۳، ۶۳، سمیع)

(۴) ویعتقد نکاح الحرۃ العاقلۃ البالغۃ نرضاھا۔ (الحدایہ، باب فی الاولیاء، ۲۰، ۳۱۳، شرحہ تلویہ)

(۵) الدر المختار، کتاب النکاح، باب الولی، ۳، ۷۶، سمیع

(۴) ہم سب لوگ مع اہل و عیال سکونت اجیر ترک کر کے یہاں جے پور میں رہا کریں گے۔

شرط اول کا ایفاء اس طور سے ہوا کہ بجائے دو ہزار نقد کے زیور جو بوقت نکاح دو ہزار کامیان کیا گیا تھا حد کا پندرہ سو کا نکلا۔ اماثر کھا جا کر یہ اقرار کیا گیا کہ ایک ماہ کے بعد روپیہ دے کر زیور لے لیا جائے گا۔ جس کا ایفاء جہ اس کے کہ زیور تعداد مہر سے کم تھا نہیں کیا گیا۔ باقی ہر سہ شرائط کا ایفاء ممدت ایک سال بدین شرط کہ اگر مدت المیعینہ میں شرائط نہ کو رہا الا کا ایفاء نہ ہووے تو مسماۃ کو طلاق مطلق اور جو زیور اماثر معاوض مہر کھا گیا ہے اس سے بھی کچھ دعویٰ نہ ہوگا۔ چنانچہ اس کو دو سال گزر گئے۔ آج تک ولی زید کی جانب سے نہ تو شرائط کا ایفاء ہوا اور نہ اس مدت میں ولی زید کی طرف سے کوئی مراسم رشتہ داری ظہور میں آئیں۔ اب ہندہ بالغہ ہے اور والدین کے گھر میں مقیم ہے اور اپنے شوہر کے یہاں جانے سے ناراضگی ظاہر کرتی ہے۔ ایسی صورت میں مسماۃ ہندہ کو یہ وجہ نہ ہونے ایفاء شرائط طلاق ہوتی یا نہیں اور وقت باو غ ناراضی ظاہر کرنے سے نکاح فسخ ہو گیا نہیں؟

(جواب ۶۷) زید نابالغ کا نکاح جو اس کے نانہ نے کیا ہے اگر نانہ سے زیادہ قریب کا ولی کوئی موجود نہ ہو اور نکاح میں جو مہر قرار پایا ہے (یعنی دو ہزار نقد ڈھائی ہزار کی دکانیں دو ہزار کا مکان) اس میں غبن فاحش نہ ہو تو یہ نکاح صحیح ہوا۔ ورنہ اگر کوئی ولی قریب موجود ہو تو اس کی اجازت پر موقوف ہے اور اگر مہر میں غبن فاحش ہو تو نکاح باطل ہے۔ زوج الا بعد حال قیام الا قرب تو وقف علی اجازتہ (در مختار) (۱) وان كان المزوج غیر ہمای غیر الاب و ابید ولو الام او القاضی او وکیل الاب لا یصح النکاح من غیر کفو او بغبن فاحش اصلاً (در مختار مختصراً) (۲) پھر بر تقدیر صحت نکاح ہندہ کو چونکہ اس کے والد نے اس کا نکاح کیا ہے فسخ نکاح کا اختیار نہیں۔ فان زوجہما (ای الصغير والصغيرة) الاب والجد فلا خيار لهما بعد بلوغهما الخ (ہندیہ) (۳) اور نہ زید کے نانہ وغیرہ کے کہنے سے طلاق پڑ سکتی ہے۔ طلاق کا اختیار خود زوج کو ہے۔ (۴) اور بچے کی طلاق قبل از بلوغ نافذ نہیں ہوتی۔ ولا طلاق الصبی وان كان یعقل الخ (ہندیہ) (۵) اسی طرح تعلیق نانہ کی طرف سے غیر معتبر ہے۔ پس صورت مسئلہ میں بر تقدیر صحت نکاح زید کے بالغ ہونے تک طلاق کی کوئی صورت نہیں۔

پہلی تین شرطیں صحیح لازم ہیں۔ اور دوسری تیسری شرط کی رقم بھی منملہ مہر سمجھی جائے گی۔ چوتھی شرط قضاء لازم نہیں۔ رہا مطالبہ ایفاء شرط تو اگر زید کا نانہ ضامن بھی ہو تو اس سے لولیاے ہندہ کو دیانۃ وقضاء مطالبہ کا حق ہے اور ضامن نہ ہو تو صرف دیانۃ مطالبہ کیا جاسکتا ہے۔ ولا یطالب الاب بمہر ابنہ الصغير الفقیر اذا زوجہ امراءۃ الا اذا ضمنہ علی المعتمد (در مختار) (۱) مختصراً ج ۲ ص ۳۶۶ بخلاف الوسی فانہ یرجع لعدم العادة فی تبرعہ فصار کبقیۃ الا ولیاء غیر الاب (ردالمحتار ج ۲ ص ۳۶۷) (۲) و انت خیر بان ہذہ المذكورات تعتبر فی العرف علی وجہ اللزوم علی انہا من جملة المہر غیر ان المہر منہ ما یصرح

(۱) الدر المختار . کتاب النکاح . باب الولی . ۳ . ۹۱ . سعید

(۲) الدر المختار . النکاح . ۱ . باب الولی . ۳ . ۹۸ . سعید

(۳) الہندیہ . کتاب النکاح . الباب الرابع . ۱۰ . ۲۹۵ . ماجد

(۴) (واہلہ زوج عاقل) احتراز بالزوج عن سید العبد و والد الصغير۔ (ردالمحتار کتاب الطلاق . ۳ . ۲۳۰ . سعید)

(۵) الہندیہ . کتاب الطلاق . فصل فیمن یقع طلاقہ و فیمن لا یقع . ۱ . ۳۵۳ . ماجد

(۶) الدر المختار . کتاب النکاح . باب المہر . ۳ . ۱۴۱ . سعید

(۷) ردالمحتار کتاب النکاح باب المہر . ۳۰ . ۱۴۲ . سعید

نکونہ مہر۔ ومنہ ما یسکت عنه بناء علی انه معروف لابد من تسليمه بدلیل انه عند عدم ارادة تسليمه لابد من اشتراط نفيه او تسمية ما یقابله كما مر فیه بمنزلة المشروط لفظا فلا یصح جعله عدة وتبرعا (رد المحتار (۱) ج ۲ ص ۵۰۳ - ۳)

تایا نے اپنے ذاتی فائدہ کے لئے نابالغہ کا نکاح کر دیا کیا حکم ہے؟

(سوال) ایک دختر نابالغہ کا جس کا باپ زندہ نہیں ہے اس کے تایا نے بغرض اپنے ذاتی فائدہ کے بلا رضا مندی والدہ نابالغہ کو دیگر رشتہ دارین کے نکاح کر دیا ہے اور مال نابالغہ اپنے قبضہ میں کیا ہے۔ شرعیہ نکاح جائز ہو یا نہیں؟ (جواب ۶۸) نابالغہ کے نکاح کی ولایت باپ نہ ہو تو چچا تایا کو ہے۔ (۲) صورت مسئلہ میں تایا کا کیا ہو انکاح صحیح ہے تاوقت یہ کہ نکاح غبن فاحش یا غیر کفو کے ساتھ ہو تا ثلث نہ ہو اس نکاح پر عدم جواز کا حکم نہیں لگایا جاسکتا۔ (۳) نابالغہ کے مال کی ولایت چچا کو حاصل نہیں ہے۔ پس اگر خاندان کے بڑے اور معتبر لوگ چچا پر اقتدار کرتے ہوں تو اسے امین بنادیں اور نہیں تو نابالغہ کا مال کسی دوسرے امین کی تحویل میں دے دیں۔ (۴)

باپ نابالغہ کا نکاح کر دے تو خلاصی کے لئے طلاق ضروری ہے

(سوال) مہارت اذا عضل اولی الاقرب تنتقل الولاية الى الابد کے متعلق چند سوال ہیں :-

(۱) کفو جب کہ مہر مثل پر پیام دے تو کیا ولی اقرب صغیرہ کو اقرار کرنا ضروری ہے۔ اگر نہ کرے گا تو ظلم علی الصغیرہ لازم آئے گا اور غاضل قرار پائے گا اور کیا مطلق ائتنان صورت مذکورہ میں غاضل ہے؟ شامی و در مختار سے تو معلوم ہوتا ہے کہ جب کفو اور مہر مثل کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو اور ظلم علی الصغیرہ لازم آتا ہو اس وقت ائتنان غاضل ہوگا۔ پس اگر کفو اور مہر مثل فوت ہونے کا اندیشہ نہ ہو اور اچھے حسب نشا پیام کا منتظر ہو اور اس وجہ سے انکار کرے جیسا کہ مروج ہے تو کیا غاضل ہوگا؟

(۲) کفو صغیرہ نے ولی اقرب کو پیام دیا اور مہر کا کچھ تذکرہ نہیں کیا (کیونکہ دستور ہے کہ مہر اقرار کرنے کے بعد قرار پاتا ہے۔ اول ہی پیام کے ساتھ ذکر نہیں کرتے) ولی اقرب نے انکار کر دیا تو کیا یہ غاضل ہوگا؟ ذکر مہر غاضل کے لئے ضروری ہے یا نہیں؟

(۳) غاضل میں ائتنان ولی کا صراحۃً ہونا چاہئے یا اگر قرائن سے معلوم ہو جائے کہ یہ بھی انکار کرے گا اور وہ بھی تو ایسی صورت میں ولی بعد کو ان کے بغیر کہے سنے حق تزویج حاصل ہوگا یا نہیں؟

(۴) غاضل کی صورتوں میں ولایت قاضی کی طرف منتقل ہوگی یا دیگر اولیاء کی طرف؟ مفتی بہ کیا ہے؟ اور یہاں چونکہ قاضی نہیں ہے تو دیگر اولیاء کی طرف ولایت منتقل ہوگی یا نہیں؟ اور اگر منتقل ہوگی تو علی الترتیب منتقل ہوگی کہ اول جس کو حق حاصل ہے جب وہ غاضل ہو تو اس کے بعد کے ولی کی طرف منتقل اور اگر یہ بھی غاضل ہو تو اس کے

(۱) رد المحتار، کتاب النکاح، باب المہر، ۳، ۱۳۰، سعید

(۲) لہ الا ح ثم العہ رد المحتار، کتاب النکاح، باب الولی، ۳، ۶۱، سعید

(۳) البتہ لڑکی کو ذخیرہ ہونا، قال فی الدرر وان کان مکف، او بمہر المثل صح ولكن لہما ای للصغیر والصغیرۃ خیار الفسخ بالولع، (الدر مختار کتاب النکاح، باب الولی، ۳، ۶۹، سعید)

(۴) الولایۃ فی مال الصغیر لاول ثم وصیہ ثم وصیہ ولو بعد فلو مات الاب ولم یوص بالولایۃ لابی الاب (الی) واما وصی الاح والعہ وسائر دوی الارحام فی شرح الاسبحانی، ان لہم بیع ترکۃ المیت لدینہ او وصہ

بعد ولی کی طرف منتقل۔ علی ہذا ثم وثم۔ یادرمیانی اولیا کی طرف علی السواء منتقل ہوگی بالاحاطہ تقدم و تاخر ہر ایک کو ولایت حاصل ہوگی۔ یا صرف آخر درجہ کا جو ولی ہے اس کی طرف؟

(۵) ولی اقرب صغیرہ میں اور ولی بعد میں (جس کی ترتیب میں صغیرہ ہے) یا خود صغیرہ اور ولی اقرب میں میل جول نہ ہو یا مال وغیرہ کی وجہ سے آپس میں مخالفت و منازعت ہو تو کیا اس صورت میں بھی ولایت منتقل ہوگی؟ بینوا تو جروا (جواب ۶۹) (۱) جب کہ مخاطب کفو ہو اور مہر مثل پر راضی ہو تو اقرار بالزکاح ولی صغیرہ پر لازم ہے خصوص فقہیہ سے یہی ثابت ہوتا ہے اور فوت کفو سے مراد کفو مخاطب حاضر کا فوت ہونا ہے۔ محض اسی برادری کے لوگوں کے موجود ہونے سے کام نہیں کیونکہ ایسی صورت تو نادر الوقوع ہے۔ جس میں ذات برادری کے لوگ بھی موجود نہ ہوں۔ پھر اگر صرف ان کا موجود ہونا کافی ہو تا تو فقہاء اس کی تصریح کر دیتے۔ لیکن عبارات فقہیہ سے اس کے خلاف کی تصریح مفہوم ہوتی ہے۔ غیبت منقطعہ کے مسئلے میں فوت کفو سے یہی مراد لی گئی ہے۔ اور بعد کو کفو حاضر مخاطب کے فوت نہ جانے کی صورت میں بوجہ اقرب کے غیبت منقطعہ پر غائب ہونے کے اجازت نکاح دے دی ہے۔ شامی میں مسئلہ غیبت میں کہا ہے۔ قال فی الذخیرۃ الاصح انه اذا کان فی موضع لو انتظر حضورہ او استطلاع رایہ فوات الکفو الذی حضر فالغیبة منقطع الخ وقال بعد ذلك لکن فیہ الثانی اعتبر فوات الکفو الذی حضر۔ (۱) الخ۔ اور مسئلہ عضل میں بھی شامی نے خر سے نقل کیا ہے۔ واذا امتنع عن تزویجہا من هذا المخاطب الکفو یزوجہا من کفو غیرہ استظہر فی البحرانہ یکون عاضلاً قال ولم ارہ وتبعہ المقدسی والشر نبلا لالی الی قولہ قلت وفیہ نظر لا نہ متی حضر الکفو المخاطب لا ینتظر غیرہ خوفاً من فوته ولذا تنتقل الولاية الی الا بعد عند غیبة الا قرب کما مر۔ (۲) ان عبارتوں سے صاف ظاہر ہے کہ کفو حاضر مخاطب کا فوت ہونا ہی موجب عضل ہے۔ ہاں اگر دو مخاطب ہوں اور دونوں کفو ہوں تو اول سے نکار کر دینا موجب عضل نہیں کیونکہ دوسرا موجود ہے۔ جیسا کہ شامی نے خود تصریح کر دی ہے۔ (۳)

(۲) جبکہ کفو نے پیام دیا تو انکار کی کوئی وجہ نہیں اس لئے لازم ہے کہ اس سے مہر مثل ملے کر لیا جائے۔ اگر وہ مہر مثل پر راضی ہو جائے تو ظاہر ہے کہ مقصود حاصل ہے اور انکار کی کوئی صورت نہیں رہی۔ اور اگر وہ مہر مثل پر راضی نہ ہو تو اب انکار کی ایک صورت پیدا ہو گئی اس وقت انکار کر دینا جائز ہے۔ (۴)

(۳) جب تک کہ اقرب کا عضل متحقق نہ ہو بعد کو کوئی اختیار تزویج حاصل نہ ہوگا۔ اور تحقق عضل انکار صریح یا اتنی دیر لگانے سے ثابت ہوگا جس میں خوف فوت کفو پیدا ہو جائے۔ (۵)

(۴) عضل اقرب کی صورت میں قاضی کی طرف ولایت منتقل ہوگی یا اولیائے نسب کی طرف۔ اس میں روایات فقہیہ مختلف ہیں۔ شامی کے انداز کلام سے انتقال ولایت الی القاضی کی ترجیح معلوم ہوتی ہے اور

(۱) رد المحتار، کتاب النکاح، باب الولی، ۳، ۸۱، سعید

(۲) رد المحتار، کتاب النکاح، باب الولی، ۳، ۸۲، سعید

(۳) لو کان الکف، الاخر ایضا و امتنع الولی الا قرب من تزویجہا من الکف، الاول لا یکون عاضلاً۔ (رد المحتار، کتاب النکاح، باب الولی، ۳، ۸۳، سعید)

(۴) اما لو امتنع عن غیر الکف، او لو کان المہر اقل من مہر المثل فلیس بعاضل۔ (رد المحتار، کتاب النکاح، باب الولی، ۳، ۸۲، سعید)

(۵) اعتبر فوات الکف، الذی حضر وینعی ان ینظر ہنا الی الکف، ان رضی بالا انتظار مدۃ یرجی فیہا ظہور الا قرب المخصص لم یجز نکاح الا بعد والا جاز۔ (رد المحتار، کتاب النکاح، باب الولی، ۳، ۸۱، سعید)

در مختار نے اولیائے نسب کی طرف منتقل ہونا بیان کیا ہے اور اسے شرح وہبانیہ سے نقل کیا ہے۔ لیکن آج کل چونکہ قاضی شرعی نہیں ہے اس لئے اگر قاضی کی طرف منتقل ہونے کا فتویٰ دیا جائے تو دفع ظلم عن الصغیرہ کی کوئی صورت نہیں۔ لہذا میرے نزدیک اولیائے نسب کی طرف ولایت کے منتقل ہونے کی روایت ہی قابل فتویٰ ہے اور انتقال اس ترتیب سے ہوگا۔ جس ترتیب سے ان کی ولایت ہے جیسا کہ مسئلہ غیبت میں مصرح ہے۔ (۱)

(۵) محض میل جول کا نہ ہونا انتقال ولایت کو مستلزم نہیں۔ ہاں اگر ولی اقرب سوء اختیار کے ساتھ معروف بویا صغیرہ کے حق میں اس کی عدولت یا بے پروائی یا اس کے فسق کی وجہ سے صغیرہ کی حق تلفی کا نہ ایشہ ہو تو ان صورتوں میں ولایت منتقل ہو جائے گی۔ (۲) واللہ اعلم۔

ولی اقرب کے ہوتے ہوئے ولی ابعد نے نکاح کر دیا، کیا حکم ہے؟

(سوال) ایک نابالغ لڑکی کا نکاح اس کے دادا نے کر دیا تھا کچھ دن گزر گئے۔ اب لڑکی کا باپ اس لڑکی کے نکاح کو رد کرتا ہے آیا یہ رد کرنے کا اختیار اسے حاصل ہے یا نہیں؟

(جواب ۷۰) دادا ولی ابعد ہے باپ ولی اقرب ہے۔ باپ کے ہوتے ہوئے دادا نے اگر نکاح کیا تھا تو وہ نکاح باپ کی اجازت پر موقوف تھا۔ فلو زوج الا بعد حال قیام الا قرب تو قف علی اجازتہ (در مختار) (۳) باپ کا سکوت قائم مقام اجازت کے نہیں ہے۔ بلکہ اجازت صراحتاً یا دلالتاً ہونی چاہئے۔ فلا یکون سکوته اجازۃ لنکاح الا بعد وان کان حاضر افی مجلس العقد مالم یرض صریحاً او دلالتاً (رد المحتار) (۴) ولایت رضائیں طلب مہر طلب نفقہ وغیرہ داخل ہیں۔ ایسے ہدایا جو خاص طور پر ابعد عقد بھیجے جاتے ہوں بھیجنا قبول کرنا دلالت رضائیں داخل ہوگا۔ (۵) واللہ اعلم

کتبہ محمد کفایت اللہ غفرلہ، سنہری مسجد دہلی

(الجواب صواب) بندہ محمد قاسم غنی عنہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی۔

(الجواب صواب) بندہ ضیاء الحق غنی عنہ مدرسہ امینیہ دہلی مرید الارفا۔

باپ نابالغ کا نکاح کر دے تو خلاصی کے لئے طلاق ضروری ہے

(سوال) مسماۃ جنت کا نکاح عمر ۱۲ سال بقیام ہوش و حواس اس کے باپ یوسف نے برضا و رغبت عزیز محمد صدیق کے ساتھ بعض مہر شرعی ۴۵۰ کر دیا تھا۔ بارہ سال سے بیس بائیس تک مسماۃ مذکورہ نے صدیق کے نکاح سے کبھی نفرت و کراہت وغیرہ ظاہر نہیں کی۔ اور نہ اس کے باپ یوسف نے مسماۃ مذکورہ کو عزیز محمد صدیق کے ساتھ رخصت کرنے سے انکار کیا۔ عزیز محمد صدیق ایک دفعہ اپنی منکوحہ جنت کو یوسف کے پاس لینے کے لئے گیا تو یوسف

(۱) واللہ ولی الا بعد التزويع بغیة الا قرب۔ (الدر المختار)

وفي الرد: المراد بالا بعد من یلی الغائب فی القرب فلو كان الغائب اباها ولها جدوعم فلولا یة للجد لا للعم۔ (رد المحتار، کتاب النکاح، باب الولی، ۸۱/۳، سعید)

(۲) ان المانع هو كون الاب مشهوراً بسوء الاختیار قبل العقد، فاذا لم یکن مشهوراً بذلك لم زوج بنته من فاسق صح۔ (رد المحتار، النکاح، باب الولی، ۶۷/۳، سعید)

(۳) الدر المختار، کتاب النکاح، باب الولی، ۸۱/۳، سعید

(۴) ایضاً

(۵) المهر ونحوه مما یبدل علی الرضاء وضاء دلالة۔ (الدر المختار باب المهر، ۵۸/۳، سعید)

نے کہا کہ جنت ابھی مولوی عبداللہ کے پاس قرآن پڑھ رہی ہے۔ جب قرآن مجید پڑھ کے فارغ ہو گیا تب تمہارے ہمراہ رولہ کروں گا۔ پھر کالا جو محمد صدیق کا باپ ہے یوسف کے پاس گیا تب یوسف نے کہا کہ میں نے تو جنت کا نکاح مولوی عبداللہ کے ساتھ کر دیا ہے جس نے اس کو قرآن پڑھایا ہے۔ اور مولوی عبداللہ نے کہا کہ جنت کا نکاح میرے ساتھ بلا طلاق جائز و درست ہے۔ کیونکہ جنت نے پہلے نکاح سے انکار کر دیا ہے لہذا شرعاً نکاح سابق فسخ ہو گیا۔ لہذا مندرجہ ذیل امور کا جواب مطلوب ہے:-

(۱) کیا نکاح ثانی شرعاً بلا طلاق درست ہے یا نہیں؟ (۲) کیا مدت مذکورہ کے بعد لڑکی کو خیال فسخ حاصل ہے۔ (۳) کیا مولوی عبداللہ کا کہنا کہ جنت کا نکاح میرے ساتھ بلا طلاق درست ہے، صحیح ہے یا نہیں؟ (۴) کیا جنت بلا طلاق دوسرے کے لئے حلال ہو سکتی ہے؟ (۵) کیا مولوی مذکور نکاح پر نکاح کرنے سے شرعاً مسلمان رہا یا کافر ہو گیا؟ (۶) خیال فسخ زوجہ کو ہے یا زوج کو؟ (۷) مولوی مذکور کی اعانت و امداد کرنے اور جھوٹے مقدمات میں روپیہ پیسہ خرچ کرنے اور اس نکاح ثانی میں شہادت وغیرہ دینے والے کیسے ہیں؟ (۸) مولوی عبداللہ کے ساتھ میل جول کرنا مسلمانوں کو اور قوم اوڈان کو جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۹ کالاولد کریم بخش قصبہ فاضلہ ضلع فیروز پور ۹ ربیع الثانی سن ۱۳۵۲ھ ۲ اگست سن ۱۹۳۳ء۔ (جواب ۷) (۱) پہلا نکاح جو لڑکی کے باپ نے لڑکی کی بارہ سال کی عمر میں کیا تھا صحیح و درست ہو چکا ہے۔ (۲) اب اس لڑکی کا دوسرا نکاح بغیر اس کے کہ پہلا شوہر طلاق دے جائز نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ منکوحۃ الغیر کا نکاح اتفاقاً باطل ہے (۳) اور آیت والمحصنت من النساء (۴) کے خلاف ہے۔ (۲) جب کہ نکاح لڑکی کے باپ نے کیا ہے تو لڑکی کو خیال بلوغ حاصل نہیں تھا۔ (۳) اور جب کہ اس نے بائیس سال کی عمر تک نکاح سے نہ انکار کیا نہ ناراضگی ظاہر کی تو اب تو اختیار فسخ کا کوئی سوال ہی باقی نہیں رہا۔ (۴) (۵) مولوی عبداللہ کا یہ قول باطل ہے جس کے لئے کتاب و سنت و اقوال ائمہ میں کوئی دلیل نہیں۔ (۶) جنت بغیر طلاق یا خلع دوسرے شوہر کے لئے حلال نہیں ہو سکتی۔ (۷) تکفیر کرنی تو مشکل ہے (۸) البتہ وہ اس فعل کی وجہ سے سخت گناہ گار اور فاسق ہے۔ (۹) جن صورتوں میں کہ نابالغوں کو خیال بلوغ حاصل ہوتا ہے ان میں زوجہ اور زوج کی تفریق نہیں ہے دونوں کو ہو سکتا ہے۔ (۱۰) لیکن جب صغیر یا صغیرہ کے باپ نے نکاح کیا ہو تو اس صغیر یا صغیرہ کو اختیار فسخ نہیں ہوتا اور جب بلوغ کے بعد معاً انکار نہ کرے تو اختیار باطل ہو جاتا ہے۔ اور بہر صورت خیال بلوغ میں نکاح صرف بالغ ہونے والے کے انکار سے فسخ نہیں ہو جاتا بلکہ قضائے

(۱) الولولی النکاح الصغیر و الصغیرۃ ولزم النکاح۔ (الدر المختار، کتاب النکاح باب الولی، ۳/ ۶۵، سعید)

(۲) لا یجوز للرجل ان یتزوج زوجۃ غیرہ (الہندیۃ، کتاب النکاح، الباب الرابع، ۱/ ۲۸۰ ماجدیۃ۔

(۳) النساء: ۲۳

(۴) فان زوجهما الاب والجد فلا خیار لهما بعد بلوغهما۔ (الحدایہ، کتاب النکاح باب فی الاولیاء، ۲/ ۳۱، شرکتہ ملیہ)

(۵) ویبطل هذا خیاری فی جانبہ بالسکوت اذا كانت بکراً ولا یمتد الی آخر المجلس حتی لو سکت کما بلغت وہی بکر بطل

الخیار۔ (الہندیۃ، کتاب النکاح، الباب الرابع، ۱/ ۲۸۶، ماجدیۃ)

(۶) ویجب ان یعلم انه اذا کان فی المسئلۃ وجہ توجب التکفیر وجہ واحد یمنع التکفیر فعلی المفتی ان یمیل الی الوجہ الذی

یمنع التکفیر تحسیناً للظن بالمسلم ثم ان كانت نية القائل الوجہ الذی یمنع التکفیر فهو مسلم وان لم تکن له نية حمل المفتی

کلامہ علی وجہ لا یوجب التکفیر ویومر بالتوبۃ والا ستغفار۔ (فتاویٰ، ۵/ ۳۵۸)

(۷) ولکن لهما ای لصغیر وصغیرۃ خیار الفسخ۔ (الدر المختار، کتاب النکاح باب الولی، ۳/ ۶۹، سعید)

قاضی سے ہوتا ہے۔ (۱) (۷) شخص مذکور کے معاونین بھی ولا تعاونو اعلیٰ الاثم والعدوان (۲) کی خلاف ورزی کرنے والے اور ظالم و فاسق ہیں۔ (۸) ایسے لوگ جب تک تائب نہ ہوں اور اپنے افعال کی احکام شرعیہ کے مطابق اصلاح نہ کر لیں مسلمانوں کو جائز ہے کہ ان سے تعلقات اسلامیہ ترک کر دیں۔ (۳) اسی طرح ان کے معاونین (۴) سے بھی۔ واللہ اعلم۔ کتبہ محمد کفایت اللہ کان اللہ، مدرسہ امینیہ دہلی

بھائی نکاح کا ولی ہو تو لڑکی کو خیار باوخ ہوتا ہے

(سوال) ایک لڑکی نابالغہ کا نکاح ایسی صورت میں جب کہ اس کے باپ کا انتقال ہو چکا تھا اس کے بھائی نے کر دیا اور رخصت کی نوبت اب تک نہ آئی۔ اور اس نے یوقت باوخ اپنے گھر کے چند اعزاء کے سامنے اس نکاح سے نارضا مندی ظاہر کر دی اور اس نارضا مندی کی اطلاع بذریعہ خط اس کے خاوند اور گھر والوں کو کر دی گئی۔ لڑکی باوجود سمجھانے کے اس نکاح پر رضا مند نہیں اور موت کو اس کے مقابلہ پر ترجیح دیتی ہے۔ صورت مذکورہ میں اس کا نکاح قائم رہا نہیں۔

المستفتی نمبر ۴۰ محمد نور الحق صاحب۔ ۱۳ جمادی الاخریٰ سن ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۴ اکتوبر سن ۱۹۳۳ء

(جواب ۷۲) نابالغہ کا نکاح جب کہ باپ یا دادا کے سوا اور کسی ولی نے کر دیا ہو تو نابالغہ کو اس کا حق ہوتا ہے کہ وہ بالغ ہوتے ہی اس نکاح سے ناراضی ظاہر کر دے اور اس کو قبول کرنے سے انکار کر دے اور جب کہ وہ ایسا کر لے تو اس کے بعد کسی مسلمان حاکم عدالت یا ثالث مسلم فریقین سے فیصلہ حاصل کر سکے گی۔ (۵) اور بعد حکم فسخ (جب کہ رخصتی اور خلوت نہیں ہوئی ہے تو بغیر انتظار مدت عدت) دوسرا نکاح کرنا جائز ہو گا۔ (۶) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ،

باپ نے کہا ”میری لڑکی تمہارے لڑکے کے لئے ہے، کیا حکم ہے؟“

(سوال) زید نے اپنی لڑکی بندہ عمرو کو بخش دی۔ زید نے عمرو سے کہا کہ میری لڑکی تمہارے لڑکے کے لئے ہے۔ اور عمرو کا اس وقت ایک لڑکا بچر تھا۔ اتفاق سے چند سال بعد وہ رخصت کر چکا تھا اور عمرو کا دوسرا لڑکا پیدا ہوا تھا۔ تو عمرو کہتا ہے کہ لڑکی میرے تصرف (یعنی اختیار) میں ہے کیونکہ مجھ کو بخش دی گئی ہے اور زید کہتا ہے کہ نہیں بلکہ میرے اختیار میں ہے۔ منشا اختلاف کیا ہے کہ عمرو اپنے دوسرے لڑکے کو لڑکی دینا چاہتا ہے۔

(۱) ویشتط فیہ القضاء بخلاف حیاز العق۔ (المندیہ، کتاب النکاح، الباب الرابع، ۱/۲۸۵، ماجیہ) (۲) المائدة ۲۰ (۳) وفی البخاری: باب ما يجوز من الهجران لمن عصی قال محشیہ: اراد بهذا الترجمة بیان الهجران الجائز لان عموم النهی مخصوص بمن لم یکن لهجره سبب شرعی فبین ههنا السبب المشروع وهو لمن صدرت عنه معصية۔ (فتح البخاری، ۲/۸۹۷، ندین)

(۴) فلا تعد بعد الذکوی مع القوم الظالمین، (الانعام، ۲۸)

(۵) فان زوجهما غیر الاب والجد فکل واحد منهما الخيار اذا بلغ ان شاء اقام وان شاء فسخ وهذا عند ابی حنیفة و محمد رحمہما اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ ویشتط فیہ القضاء الهندیہ، کتاب النکاح، الباب الرابع، ۱/۲۸۵، ماجیہ

(۶) یا ایہا الذین آمنوا اذا نکحتم المنونات ثم طلقتموهن من قبل ان تمسوهن فما لکم علیہن من عدة تعتدونها۔ (الاحزاب، ۴۹)

(۷) ولی المراء فی تزویجها ابوہا واولی الا ولیاء۔ (خاصۃ الفتوی، کتاب النکاح، ۲/۱۸، میرت)

(۸) ویعقد نکاح الحرة العاقلة البالغة برضاها وان لم یعقد علیها ولی۔ (المندیہ، کتاب النکاح، ۲/۳۱۳، شریعہ)

اس لئے کہ یہاں نکاح کا عقد بالرضا ہی ہے، اور اس سے نکاح اس وقت منعقد ہوتا ہے جب کہ نکاح کی مجلس میں ولایا جائے، مگر بغیر کسی مجلس میں بھی اس سے نکاح منعقد نہیں ہوتا۔ کما فی الرد۔ لو قال هل اعطيتها فقال اعطيت ان كان المجلس للوعد فوعد وان كان للعقد فکاح۔ (رد المحتار، کتاب النکاح، ۳/۱۱، میرت)

دوم یہ کہ یہاں صرف کا ذکر ہے، قبول ہوا ہی نہیں، لہذا مجلس نکاح بھی ہو تب بھی اس صورت میں نکاح منعقد نہیں ہوتا۔ لو قال هبت ابنتک لا بنی فقال وهبت لم یصح ما لم یقل ابو الصغیر قبلت (محرم الرائق، کتاب النکاح، ۳/۸۸، میرت)

المستفتی نمبر ۴۹ محمد اسلام خاں ضلع پشاور۔ ۱۸ جمادی الاخریٰ سن ۱۹۵۲ء مطابق ۱۹ اکتوبر سن ۱۹۳۳ء (جواب ۷۳) زید کی لڑکی زید کے اختیار میں ہے اور وہ اپنی مرضی (۷) سے یا وہ لڑکی اگر بالغ ہو تو لڑکی کی مرضی سے جہاں چاہے اس کا نکاح کر سکتا ہے۔ (۸) عمر و کا یہ دعویٰ کہ لڑکی میرے تصرف میں ہے غلط ہے۔۔۔ محمد کفایت اللہ ولی کس کو کہتے ہیں؟

(سوال نمبر ۱) کس کو کہتے ہیں اس کی تشریح فرمائی جائے۔

المستفتی نمبر ۵۳ شیخ بھائی جی (علاقہ خاندیس) ۱۹ جمادی الاخریٰ سن ۱۳۵۲ھ ۱۰ اکتوبر سن ۱۹۳۳ء (جواب ۷۴) ولی ہر اس عصبہ کو کہتے ہیں جو نابالغوں کی تربیت اور ان کی طرف سے ان کا کام انجام دینے کا حق رکھتا ہے مگر مال میں تصرف کرنا صرف نابالغ کے باپ یا دوا یا ان کے وصیوں کو جائز ہے باقی اولیاء کو جائز نہیں۔ (۱) صرف باپ نابالغ کی جائیداد فروخت کر سکتا ہے جبکہ نابالغ کو اس کی ضرورت ہو (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ (جواب دیگر ۷۵) نابالغ بچوں کے مال کی حفاظت اور ان بچوں پر اس کا خرچ کرنا باپ کا حق ہے کیونکہ مال کی ولایت نانا، نانی کو نہیں پہنچتی۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

عاق شدہ بیٹے سے بہنوں کے نکاح کی ولایت ساقط نہیں ہوتی

(سوال) زید متولی نے بعد وفات تین بیٹیوں کی لولاد چھوڑی۔ دو بیٹیاں حمیدہ و آمنہ سے دو لڑکے اور ایک میمونہ سے تین لڑکیاں حمیدہ و صابرہ و رقیہ چھوڑیں۔ مگر دونوں لڑکوں مسمیان عبد اللہ و حامد کو بہ سبب بد چلتی اپنی حیات میں ہی عاق کر دیا اور بالکل تعلقات سے علیحدہ کر دیا۔ اور اپنی وفات کے وقت تینوں لڑکیوں حمیدہ و صابرہ و رقیہ کو بحالت نابالغی ان کی والدہ رقیہ اور نانا عبد الرحمن اور ماموں عبد الرشید کے سپرد کیں۔ مگر عبد اللہ و حامد باوجود عاق ہونے کے اپنی تینوں نابالغ بہنوں پر جبر یہ قبضہ اور تولیت کے طالب ہیں تو کیا شرعاً عبد اللہ و حامد کو بعد عاق ہونے کے بھی جبر کا حق پہنچتا ہے اور ان کا نکاح عبد اللہ و حامد اپنے جبر و اکراہ سے اپنی تولیت سے کرویں تو یہ نکاح شرعاً جائز و نافذ ہو سکتا ہے یا نہیں۔ بیوا تو جبر و۔

المستفتی نمبر ۶۸ نعمت علی سہارنپور۔ ۲۵ جمادی الاخریٰ سن ۱۳۵۲ھ ۶ اکتوبر سن ۱۹۳۲ء (جواب ۷۶) لڑکیاں اپنی مال رقیہ کی حضانہ پرورش میں رہیں گی۔ باوجود تک مال ان کو اپنے پاس رکھ سکتی ہے۔ (۱) (بشرط یہ کہ رقیہ نے کسی ایسے شخص سے جو لڑکیوں کا غیر ذی رحم محرم ہو (۵) نکاح نہ کر لیا ہو) نکاح کی ولایت بھائیوں کو حاصل ہے۔ (۶) عاق کرنا شرعاً غیر معتبر ہے اور اس سے ان کی ولایت ساقط نہیں ہوتی۔ اگر وہ لڑکیوں کی نابالغی کی حالت میں ان کا نکاح کر دیں گے تو نکاح ہو جائے گا مگر لڑکیوں کو بالغ ہونے کے وقت اس نکاح کو

(۱) (الولی فی النکاح) لا المال (العصبۃ بنفسہ) ، الدر المختار وقال الشامی : (قوله لا المال) فله الوصی فیہ الاب وصیدہ والجد وصیدہ والقاضی نانہ فقط (رد المحتار کتاب النکاح، باب الولی، ۷۶/۳، سعید) (۲) الوصی لا یتجر فی مال الیتیم ، لان المفوض الیہم الحفظ دون الجارۃ بخلاف الاب والجد حیث یكون لہم ولایۃ التصرف فی مال الصغیر مطلقاً من غیر تنقید فیما ترکہ میراثاً فکذا وصیدہ یملک ذلک (البحر الرائق ، کتاب الوصایا ، باب الوصی وما یملکہ ، ۵۳۴/۸ ، بیروت) (۳) ایضاً (۴) والام والجدۃ احق بالجارۃ حتی تحییض (الہندیۃ ، کتاب النکاح ، الباب السادس عشر ، ۵۴۲/۱ ، ماجدیۃ) (۵) والحضانۃ یسقط حقها بنکاح غیر محرم (ای الصغیر) (الدر المختار ، کتاب النکاح ، باب الحضانۃ ۵۶۵/۳ ، سعید) (۶) ثم الاخ لاب وام ثم الاخ لاب (الہندیۃ ، کتاب النکاح ، الباب الرابع فی الاولیاء ، ۲۸۳/۱ ، ماجدیۃ)

باقی رکھنے یا فتح کرانے کا حق ہوگا۔ (۱) اور جب لڑکیاں بالغ ہو جائیں گی تو پھر لڑکیوں کی اجازت و رضا مندی کے بغیر نکاح درست نہ ہوگا۔ (۲)

فقط محمد کفایت اللہ

باپ کی موجودگی میں اس کی رضا سے نبالغ کا ایجاب و قبول

(سوال) زید کا نکاح ہوا آٹھ برس کی عمر میں اور اس کی زدجہ کی عمر تین برس کی تھی۔ عمر کم ہونے کی وجہ سے زبان تو تلی تھی۔ اس وجہ سے قبول کراتے وقت سمجھ میں نہ آتا تھا۔ لیکن قبول کر رہا تھا۔ اس کے بعد زید کے اخیانی بھائی کو قبول کر لیا گیا۔ اس کے بعد زید کی والدہ نے جو اس کی ولیہ ہے اخیانی بھائی کے قبول کرنے کو سنا تو اس نے اس کو نا منظور نہیں کیا بلکہ راضی رہی۔ زید کا خسر کتنا ہے کہ نکاح درست نہیں ہوا۔ مگر اس کے بلوغ نبالغی کی حالت میں دو مرتبہ لڑکی کو رخصت بھی کیا یعنی شوہر کے ہاں بھیجا۔ اور چیز وغیرہ بھی دیا۔ بیوا تو جروا۔

المستفتی نمبر ۸ عبد الجبید مالگاؤں ۵ رجب سن ۱۳۵۲ھ ۲۶ اکتوبر سن ۱۳۳۳ء

(جواب ۷۷) نبالغوں کا ایجاب و قبول معتبر نہیں۔ بلکہ ان کے ولی کا کام ہے کہ وہ ایجاب و قبول کریں۔ اس نکاح میں اگر نبالغوں کے جائز ولی نے ایجاب و قبول کیا تھا تو نکاح صحیح ہوا۔ ورنہ نہیں۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ، (جواب مکرر ۷۸) لڑکی کے باپ کا یہ کہنا کہ نکاح صحیح نہیں ہوا جب کہ خود اس نے ایجاب کیا تھا قابل سماعت نہیں ہے۔ (۲) چیز وغیرہ دے کر رخصت کیا۔ دلاؤ کو بلایا اور دعوت کی تو اب..... صحت نکاح کا انکار غیر معتبر ہے۔ (د) اور لڑکے کی طرف سے قبول اخیانی بھائی نے کیا مگر ماں نے جو ولیہ تھی اس کو زبانی یا عملی طور پر منظور کیا تو نکاح صحیح ہوا۔ اور اب نکاح کے عدم جواز کا عذر ادھر سے بھی نہیں اٹھایا جاسکتا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ،

نبالغہ کا نکاح بوڑھے سے کر دیا گیا، اس کو خیار بلوغ ہے یا نہیں؟

(سوال) ہندہ کا نکاح حالت نبالغی زید کے ساتھ ہوا۔ زید کی عمر تقریباً ۸۰ سال اور ہندہ کی تقریباً اٹھارہ یا تیس سال ہے۔ حالت بلوغت ہندہ نے قبل از جانے خاوند خود کے انکار کر دیا کہ میرا نکاح جو زید سے ہوا ہے میں اس کو قبول نہیں کرتی۔ المستفتی نمبر ۱۰۲ مولوی حکیم عبدالرزاق صاحب ضلع جالندھر ۲۱ رجب سن ۱۳۵۲ھ

م نومبر سن ۱۹۳۳ء

(جواب ۷۹) ہندہ کی نبالغی میں اس کا نکاح اگر ہندہ کے باپ یا ولولانے کیا تھا تو ہندہ کو خیار بلوغ نہیں ہے۔ اور اگر باپ یا ولولانے کے علاوہ کسی اور نے کیا تھا تو ہندہ کو خیار بلوغ حاصل تھا (۱) اور اگر اس نے بالغ ہوتے ہی انکار کر دیا تھا تو بذریعہ

(۱) فان زوجہما غیر الاب والجد فلکل والجد منهما الخيار اذا بلغ ان شاء اقام علی النکاح وان شاء فسخ۔ (الہندیہ، کتاب النکاح، الباب الرابع، ۱/۳۸۵، ماجدیہ)

(۲) ومنہا رضا المرأة اذا كانت بالغة بکراً أو ثیباً فلا یملک الولی اجبارها علی النکاح (الہندیہ، کتاب النکاح، الباب الاول، ۱/۲۶۹، ماجدیہ)

(۳) وهو ای الولی شرط صحة نکاح صغیر ومجنون۔ (الدر المختار، کتاب النکاح، باب الاول، ۳/۵۵، سعید)

(۴) ینعقد متلبساً بايجاب من احدهما وقبول من الآخر..... کزوجت نفسی او بنتی او موکلتی وفي الرد: (قوله کزوجت نفسی) اشار الی عدم الفرق بین ان یکون الموجب اصلیا او ولیا او وکیلاً۔ (رد المختار، کتاب النکاح، ۳/۵۰، سعید)

(۵) وقبض المهر ونحوه رضا لانه تقدیر لحکم العقد..... فشملاً ما اذا جهزها به او لا اما ان جهزها به فهو رضا اتفاقاً (المحرر الرائق، ۳/۱۳۹، بیروت)

(۶) فان زوجہما اب اوجد فلا خيار لهما بعد بلوغهما وان زوجہما غیر الاب والجد فلکل واحد منهما الخيار اذا بلغ۔ (الہندیہ، کتاب النکاح، باب الاول، ۲/۳۱۷، شرکتہ علمیہ)

عدالت اس نکاح کو فسخ کر سکتے ہیں۔ (۱)
 باپ ولی ہے اگرچہ کفالت نہ کرتا ہو

(سوال) ایک لڑکی نابالغہ جس کی حقیقی ماں لڑکی کا عقد کرنا چاہتی ہے۔ لڑکی کا کفیل بجز ماں کے باپ یا چچا یا بھائی کوئی نہیں ہے۔ نہ کوئی موجود ہے۔ نابالغہ کی ماں غیر کفو میں نکاح کرنا چاہتی ہے۔ لڑکی کا باپ ہے لیکن عرصہ چار پانچ سال سے اپنی عورت سے ترک تعلق کر دیا ہے اور نہ کسی قسم کی کفالت اپنی لڑکی یا عورت کی کرتا ہے۔ لڑکی کی پرورش و بر قسم کی کفالت ماں کرتی ہے۔ باپ، لڑکی اور لڑکی کی ماں دونوں نے بے خبر ہے۔

المستفتی نمبر ۲۰۱ قاضی عبدالعزیز صاحب ریاست دتیا ۲۶ شوال سن ۱۳۵۲ھ م ۱۱ فروری سن ۱۹۳۴ء (جواب ۸۰) جب کہ لڑکی کا باپ موجود ہے اگرچہ وہ لڑکی کا کفیل نہ ہوتا ہم لڑکی کے نکاح کی کفالت اور ولایت کا حق اسی کو ہے۔ نابالغہ لڑکی کے نکاح کا حق باپ کی اجازت کے بغیر کسی کو نہیں ہے۔ (۲) ماں نابالغہ کا نکاح نہیں کر سکتی۔ اگر غیر کفو میں نابالغہ کا نکاح ماں کر دے گی تو نکاح درست نہ ہوگا۔ (۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

باپ نے اپنی شادی کی لالچ میں نکاح کر دیا۔ کیا لڑکی فسخ کر سکتی ہے؟

(سوال) ایک شخص نے اپنی دختر نابالغہ عمر ۵ سال کا نکاح ایک شخص سے بہ تبادلہ نکاح خود کر دیا۔ اور مبلغ دو سو روپے بصورت نقد و زلیور بھی ادا کیا۔ بعد ابھی اپنی شادی نہ کی تھی کہ وہ خود (والد دختر نابالغہ) فوت ہو گیا۔ اب اس کی دختر (جو اس وقت بالغ ہو چکی ہے) کا نان کبہت بری عادتیں اختیار کر چکا ہے۔ در بدر دھکے کھاتا پھرتا ہے۔ اپنے خرچ خوراک کے لائق بھی نہیں منکوحہ کے اخراجات کا متحمل بھی نہیں ہو سکتا۔ نیز اس کی منکوحہ اس پر رضامند نہیں۔ اس صورت میں شرع شریف کا کیا حکم ہے۔

المستفتی نمبر ۲۵۴ حاجی احمد بخش صاحب ریاست بھاولپور ۷ ازی الحجہ سن ۱۳۵۲ھ م ۱۲ اپریل سن ۱۹۳۴ء (جواب ۸۱) اگر لڑکی کے والد نے اپنی لڑکی کے نکاح میں یہ شرط کی تھی کہ اس کے بدلے میں اس کو عورت دی جائے تو لڑکی کا نکاح کرنے میں اس کی اپنی غرض نفسانی شامل ہو گئی اور اس کی ولایت مطلقہ میں نقصان آگیا اور لڑکی کو اپنے خاوند سے اپنے نکاح کو فسخ کرالینے کا حق ہو گیا۔ (۴) لڑکی بذریعہ عدالت مجازاً اپنا نکاح فسخ کر سکتی ہے۔

فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

ولی کو نابالغ کی منکوحہ کو طلاق دینے کا اختیار نہیں

(سوال) نابالغ کے ولی کو طلاق دینے کا اختیار ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۷۲ مفتی عبداللطیف (ضلع جسر بنگال) ۲۰ محرم سن ۱۳۵۳ھ م ۵ مئی سن ۱۹۳۴ء

(۱) لهما خيار الفسخ بالبلوغ..... بشرط القضاء۔ (الدر المختار، کتاب النکاح باب الولی، ۲۹/۶، سعید)

(۲) ولی المراءة تزویجها ابوها وهو ولی الاولیاء۔ (خلاصۃ الفتوی، کتاب النکاح، ۱۸/۲، بیروت)

(۳) لو ان کان المزوج غیر ہما ای غیر الاب والجد..... ولو الام..... لا یصح النکاح من غیر کفء او بغیر فاحش اصلاً۔ (الدرمع رالمختار، کتاب النکاح باب الولی، ۲۸، ۲۷، سعید)

(۴) بلکہ ایسا نکاح ولی کے سوء اختیار کی وجہ سے معتقد ہی نہیں ہوا۔ کما فی الشامیہ: لو عرف من الاب سوء الاختیار لسفهہ او لطمعہ لا یجوز عقده اجماعاً۔ (روا المختار، کتاب النکاح باب الولی، ۲۶/۳، سعید)

(جواب ۸۲) حنفیہ کے نزدیک نابالغ کے ولی کو یہ حق و اختیار نہیں کہ نابالغ کی منکوحہ کو طلاق دے دے۔ (۱)

محمد کفایت اللہ

عصبہ کتنا بھی دور کا ہو اس کے ہوتے ہوئے ماں کو ولایت نہیں

(سوال) ایک شخص اپنا ایک لڑکا اور دو لڑکیاں نابالغ چھوڑ کر انتقال کر گیا اور ان بچوں کی پرورش بیوہ متوفی کرتی رہی اور بسلسلہ پرورش طفلان مذکورہ بیوہ متوفی نے عقد ثانی کر لیا اور اسی مکان میں رہ کنبھوں کی پرورش کرتی رہی۔ اب ایک پختی ۱۳ سالہ اور دوسری ۱۱ سالہ ہے۔ ان کی شادی حقیقی والدہ کر سکتی ہے یا نہیں اور تیسری پیڑھی کے بھائی متوفی منع کرنے کا حق رکھتے ہیں یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۷۹۷۷ کا لے خاں فیض محمد خاں (ڈوگر پور۔ راج پوتانہ) ۲۷ محرم سن ۱۳۵۳ھ م ۱۲ مئی سن ۱۹۳۴ء (جواب ۸۳) والدہ کو پرورش کرنے کا حق تھا اور اس نے اپنے حق کے بموجب (۲) پرورش کی۔ لیکن نابالغ لڑکیوں کے نکاح کر دینے کا حق والدہ کو نہیں ہے جب کہ کوئی ولی عصبہ موجود ہو۔ (۳) تیسری پیڑھی کا اگر کوئی ولی عصبہ موجود ہے تو وہ منع کرنے کا حق رکھتا ہے۔ ہاں لڑکیاں جب نابالغ ہو جائیں تو لڑکیوں کی اپنی اجازت اور رضامندی سے ان کا نکاح ہو سکے گا۔ (۴)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

باپ دادا کے کئے ہوئے نکاح میں خیار بلوغ نہیں

(سوال) ایک لڑکی کا سات برس کی عمر میں نکاح ہوا اور وہ اپنی سسرال میں وداع ہو کر گئی اور قریب ایک برس زبردستی ماں کے ہاں رہی۔ پھر اس کے خسر صاحب آکر لے گئے اور لڑکی جانے کے لئے بالکل راضی نہ ہوئی۔ یہ لوگ زبردستی لے گئے اور یہ نابالغ تھی۔ پھر وہاں برس دن رہی۔ پھر ماں بہا کر کے لے آئی۔ اب وہ جانے کو راضی نہیں ہے اور حق ہے کہ میں اس لڑکے سے راضی نہیں اور میں اس نکاح کو قبول نہیں کرتی۔ اب اس کی عمر چودہ برس کی ہے۔

المستفتی نمبر ۳۱۹۱ شیخ۔ اے۔ میاں (ٹانال افریقہ) ۵ ربیع الاول سن ۱۳۵۳ھ م ۱۸ جون سن ۱۹۳۴ء (جواب) (از مولوی حبیب المرسلین صاحب نائب مفتی) اگر اس لڑکی کا نکاح نابالغی کے زمانے میں باپ دادا نے پڑھا یا تھا تو یہ لڑکی اپنی ناراضی کی وجہ سے اس نکاح کو فسخ نہیں کر اسکے گی اور اگر ماں باپ دادا کے اور کسی ولی ماں وغیرہ نے اس لڑکی کا نکاح پڑھا یا تھا تو یہ لڑکی اپنا نکاح فسخ کر سکتی ہے۔ (۲) حاکم مسلمان کی عدالت سے بشرط یہ کہ بلوغ کے پہلے ہی جلسے میں اپنی ناراضگی کا اظہار کر دے گی اور اس ناراضگی پر دو گواہ بھی مقرر کر لے گی۔ (۳) اور بعد فسخ کر لینے نکاح کے اگر خلوت صحیح شوہر کی نہیں پائی گئی تو بغیر انقضائے عدت کے یہ لڑکی خود دوسرا نکاح کر سکے گی۔ (۴) اور خلوت

(۱) (واحد زوج عاقل) احتراز بالزوج عن سید العبد و والد الصغیر۔ (رد المحتار، کتاب الطلاق، ۳/ ۲۳۰، سعید)

(۲) (والام والجدۃ) لام اولاد (احق بہا) بالصغیرۃ (حتى تحيض)۔ (الدر المختار، کتاب الطلاق باب الخصایہ، ۳/ ۵۶۲، سعید)

(۳) (الولی فی النکاح) العصبۃ بنفسہ علی ترتیب الارث۔ (الدر المختار، کتاب النکاح، باب الولی، ۳/ ۶۷، سعید)

(۴) (و یعقد نکاح الحرۃ العاقلۃ البالغۃ، برضاہا وان یعقد علیہا ولی)۔ (الہندیۃ، کتاب النکاح، باب فی الاولیاء، ۲/ ۳۱۳، شریعہ)

(۵) فان زوجہما الاب والجد فلا خيار لہما بعد بلوغہما وان زوجہما غیر الاب والجد فکلک واحد منہما الخيار وبشرط فیہ القضاء (الہندیۃ، کتاب النکاح، الباب الرابع، ۱/ ۲۸۵، ماجدیۃ)

(۶) (واذا بلغت وہی بکر فسکت ساعۃ بطل حیارہا فان اختارت نفسها کما بلغت و اشہدت علی ذلک صحیح) (قاضی خان، کتاب النکاح، فصل فی الاولیاء، ۱/ ۲۸۶، ماجدیۃ)

(۷) (یا بیہا الذین امنوا اذا نکحتم المؤمنات ثم طلقنہن من قبل ان یتسوجن فما لکم علیہن من عدۃ تعدنہا) (الاحزاب: ۴۹) وقال صاحب

الہندیۃ: و یعقد نکاح الحرۃ العاقلۃ البالغۃ برضاہا وان لم یعقد علیہا ولی (الہندیۃ، کتاب النکاح، باب فی الاولیاء، ۲/ ۳۱۳، شریعہ علمیۃ)

صحیح پائی جانے کی صورت میں بعد انقضائے عدت کے دوسرا نکاح کر سکے گی۔ (۱) فقط واللہ اعلم
(جواب ۸۴) (از حضرت مفتی اعظم) اگر اس لڑکی کا نکاح اس کے باپ دادا کے سوا کسی اور ولی نے کیا تھا تو اس لڑکی کو حق تھا کہ بالغہ ہونے پر نکاح سے ناراضی ظاہر کر کے بذریعہ عدالت کے اپنا نکاح فسخ کر لے۔ مگر شرط یہ تھی کہ بالغہ ہونے کے وقت فوراً ناراضی ظاہر کرے۔ ایک منٹ کا توقف نہ کرے اور اگر نکاح اس کے باپ دادا نے کیا تو اسے یہ حق حاصل نہیں۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

بالغہ لڑکی نے اپنا نکاح خود کیا اور شافعی باپ نے دوسری جگہ اس کا نکاح کر دیا۔ کیا حکم ہے؟
(سوال) ایک لڑکی بالغہ باکرہ عمر بیس سال اپنی والدہ کے ساتھ والدہ کے میٹے میں والد کے وطن سے دور چند سال رہتی ہے۔ لڑکی اپنے ماموں کے لڑکے سے نکاح ہونے کے لئے قبول و خواہش رکھتی ہے۔ لڑکی بھی قبول ہے۔ یہاں کئی سال سے اقرار ہو چکا ہے۔ لڑکے کے والدین اور لڑکی کی والدہ بھی راضی ہیں۔ لڑکی کا ماموں اور اس کا لڑکا، نیاہ لڑکی کا والد جس گاؤں میں رہتا ہے وہیں ان کی زمین و تجارت ہے اور یہ سب وہیں رہتے ہیں۔ لڑکی کے باپ میں اور ماموں میں نا اتفاقی ہے اور لڑکی کا باپ اس رشتے سے ناراض ہے۔ لڑکی کا باپ اپنے وطن کے دوسرے شخص سے نیاہ کر دینے کے لئے اس شخص کو اور اس کے باپ بھائی اقربا اور دوستوں کو لڑکی جس وطن میں رہتی ہے وہاں بلاواتا ہے اور ان سب کو دوسرے مکان پر ٹھہراتا ہے اور خود بھی انہیں کے ہمراہ رہتا ہے۔ ان حالات سے لڑکی اطمینان پا کر مجسٹریٹ کی عدالت میں عرض گزارتی ہے اور باپ کی مداخلت سے بچنے کیلئے لڑکی کے مکان پر پولیس کا پسرہ بٹھا دیا گیا اس بستی میں ایک دوسرے شہر کا قاضی کچھ اپنے کام کو گیا، ہوا تھا۔ لڑکی کا باپ اس کو بلایا اور کہا کہ میں شافعی مذہب ہوں۔ میری لڑکی کا نکاح فداں شخص سے پڑھ دو۔ قاضی نے پوچھا تمہاری لڑکی کی عمر کیا ہے اور کون سا مذہب رکھتی ہے۔ باپ نے کہا کہ عمر تخمیناً بیس سال بالغہ باکرہ ہے۔ قاضی نے کہا کہ اس کے اذن قبولیت کی ضرورت ہے۔ لڑکی کے والد نے کہا کہ میں ولی ہوں۔ میرے مذہب میں مجھ کو جبر کا حق ہے۔ میری لڑکی کا مذہب کچھ بھی ہو اس کے اذن قبولیت کی ضرورت نہیں۔ قاضی نے کہا کہ یہ نکاح صحیح نہ ہوگا۔ مگر وہ نہ مانا۔ مجبوری قاضی نے قبول کر نکاح پڑھا دیا۔ قاضی بھی شافعی مذہب ہے۔ آیا یہ نکاح شرعاً درست ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۳۳۵ بستی علی بن آدم (شمالی کنڑا) ۷ ربيع الاول سن ۱۳۵۳ھ ۲۰ جون سن ۳۵ء
(جواب ۸۵) حنفیہ کے نزدیک یہ نکاح صحیح نہیں ہوا۔ کیونکہ بالغہ باکرہ پر ولایت اجبار باپ کو حاصل نہیں۔ حنفیہ کی دلیل یہ حدیث ہے: لا تنکح الثیب حتی تستامر ولا البکرا لا باذنہا۔ (ابوداؤد) (۲) تستامر الیتمۃ فی نفسہا فان سکتت فہوا ذنہا وان ابت فلا جواز علیہا (ابوداؤد) (۳) ان جاریۃ بکرا اتت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فذکرت ان اباہا زوجہا وہی کارہۃ فخیروا النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ (۴) اگر لڑکی کا مذہب حنفی ہو تو باپ اس پر اپنے مذہب کے لحاظ سے جبر نہیں کر سکتا۔ (۵) ہاں شوافع کے نزدیک ولایت اجبار

(۱) ارحل تروج امراء و طلقها بعد الدخول او بعد الخلوة الصحیحة کان علیہا العدة۔ (قاضی خان، کتاب الطلاق، باب العدة ۱، ۲۸۵، ۲۸۶ء)

(۲) ابوداؤد، کتاب النکاح، باب فی الاستمارة ۱، ۲۸۵، ۲۸۶ء

(۳) ابوداؤد، النکاح، باب فی المکرہ یروجہا ولا یستامرها ۱، ۲۸۵، ۲۸۶ء

(۴) ابوداؤد، النکاح، باب فی الاستمارة ۱، ۲۸۵، ۲۸۶ء

(۵) ابوداؤد، النکاح، باب فی الاستمارة ۱، ۲۸۵، ۲۸۶ء

بالغہ باکرہ پر باپ کو حاصل ہوتی ہے (۱) اور اگر لڑکی بھی شافعی مذہب رکھتی ہو تو صحت نکاح کا حکم دیا جائے گا۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ له،

نکاح کے بعد انکار کرنے سے نکاح باطل نہیں ہوتا

(سوال) محمد اہلبیت واحد حسین حقیقی بھائی ایک ماں سے اور مبارک حسین ایک ماں سے یہ تین شخص تھے۔ احمد حسین کی لڑکی مسماۃ زہرہ کا نکاح بحالت بھانگی مبارک حسین کے لڑکے مسمی سعادت علی کے ساتھ باجائز بھائی حقیقی مسمی محمد حنیف سے ہوا۔ اس نکاح کے بعد ایک مولوی صاحب نے یہ کہا کہ مسماۃ زہرہ کا نکاح اس کے حقیقی چچا محمد اہلبیت کے ہوتے ہوئے بھائی کی اجازت سے نہیں ہو سکتا۔ مولوی صاحب کے اس فتویٰ پر لڑکی کی ماں اور اس کے بھائی کو شبہ پیدا ہو گیا اور معاملہ تردد میں پڑا رہا۔ نکاح کے تین چار سال قبل ہی مسماۃ زہرہ کا باپ مسمی احمد حسین بحالت ملازمت فوج انتقال کر چکا تھا۔ انتقال کے بعد گورنمنٹ نے فوجی ملازمت کے صلے میں بطور مد گزارہ احمد حسین کی بیوہ مسماۃ افروز اس کی لڑکی مسماۃ زہرہ اور اس کے لڑکے محمد حنیف کے لئے پنشن مقرر کر دی تھی۔ ایک عرصہ تک یہ پنشن گورنمنٹ سے ان وارنٹوں کو ملتی رہی۔ زہرہ کے نکاح کے کچھ روز کے بعد مسماۃ افروز بیوہ احمد حسین نے ایک غلط درخواست بہ شامات عبد الوہاب و باقر حسین جو مسماۃ زہرہ کے شوہر کے حقیقی بھائی تھے اس مضمون کی دی کہ میری لڑکی مسماۃ زہرہ کی شادی ابھی نہیں ہوئی اور نہ اس بیوہ غریب عورت کے لئے کوئی سہیل ہی ہے کہ نکاح کر سکے۔ اگر سرکار سے کچھ روپیہ شادی کے واسطے مل جاوے تو مجھ غریب عورت پر بہت کچھ سرکار کی مہربانی ہوگی۔ اس درخواست کے بعد گورنمنٹ کی طرف سے اس امر کی جانچ ہوئی کہ آیا دراصل احمد حسین کی لڑکی مسماۃ زہرہ کا نکاح ہوا یا نہیں۔ جب جانچ کے لئے آدمی گورنمنٹ کی طرف سے آیا تو اس کو نکاح کے ہونے اور نہ ہونے دونوں باتوں پر شہادت ملی۔ جب مسماۃ افروز وغیرہ عدالت میں طلب ہوئی تو سعادت علی نے اس وجہ سے کہ کہیں میرا نکاح کا اعدہ نہ ہو جائے عدالت مذکور میں درخواست دی کہ میرا نکاح ان دو گواہوں مسمی ناہر و امتیاز الدین کے موجودگی میں ہو چکا ہے۔ جو درخواست مسماۃ افروز نے دی ہے غلط اور جھوٹ ہے۔ اور اس نے دونوں گواہوں کو پیش کیا۔ مسماۃ افروز اور زہرہ اور محمد حنیف نے نکاح سے قطعی انکار کیا۔ اس کے بعد عدالت نے تجویز کیا کہ اگر یہ تینوں نکاح نہ ہونے پر حلف اٹھا لیں تو تم دونوں آدمیوں کو یہ حلف منظور کرنا پڑے گا۔ اس پر عبد الوہاب اور باقر نے رضامندی ظاہر کر دی اور سعادت علی نے بھی جو زہرہ کا شوہر تھا اپنے دونوں بھائیوں کی وجہ سے منظور کر لیا۔ عدالت کی اس تجویز کے بعد افروز زہرہ اور محمد حنیف نے ایک بڑے مجمع کے روبرو نکاح نہ ہونے پر حلف اٹھا لیا حلف کے بعد معاملہ ختم ہو گیا۔ نکاح کے وقت زہرہ بنا لگے تھی اور حلف کے وقت بالغہ تھی۔ حلف کے تین چار دن کے بعد بلا طلاق شوہر اول زہرہ کا نکاح دوسرے کے ساتھ کر دیا گیا۔ اب چند امور دریافت طلب ہیں :-

(۱) جن مولوی صاحب نے فتویٰ دیا تھا کہ چچا کی موجودگی میں بھائی کا کیا ہوا۔ نکاح درست نہیں اور انہیں کے کہنے سے بلا طلاق شوہر اول اس کا نکاح دوسری جگہ کر دیا گیا۔ ان کے لئے کیا حکم ہے؟

(۲) چچا کی موجودگی میں جب بھائی اپنی بہن کا نکاح کر چکا تو یہ نکاح جائز ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(۱) ولابلاب تزویج البت البکر صغیرۃ او کبیرۃ من غیر اذنہا و مرا حمتہا و لکن یستحب ان تراجع البالغة ویستاذنہا ولولہ یفعل واجبرہا علی النکاح صح۔ (الفتاویٰ رضویہ) میان ادا کام الاولیاء ۷۷ ۵۳۷ ہجری

(۳) عدالت میں جب مسماۃ زہرہ اور اس کی ماں اور بھائی نے حلف اٹھا لیا کہ نکاح نہیں ہوا تو اس حلف سے لڑکی کے لئے خیار بلوغ ثابت ہو گیا نہیں؟ اور عدالت میں انکار کر دینے سے نکاح فسخ ہو گیا نہیں؟

(۴) خیار بلوغ میں جب کوئی عورت بوقت بلوغ اور بوقت علم نکاح اپنا نکاح توڑنے پر تیار ہو گئی ہو یا یہ کہہ دیا ہو کہ میں نے اپنا نکاح توڑ دیا اور کہہ کر دوسرا نکاح کر لیا ہو تو ایسی صورت میں بلا در خواست عدالت مجاز توڑ کر دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

(۵) حلف کے بعد دوسرا نکاح جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۳۳۹ - سبیل اللہ (ضلع پرتاب گڑھ) ۸ ربیع الاول سن ۱۳۵۳ھ ۲۱ جون سن ۱۹۳۲ء (جواب ۸۶) (۱) یہ فتویٰ صحیح نہیں تھا۔ بھائی کی ولایت چچا پر مقدم ہے۔ (۱)

(۲) بھائی اور چچا کی موجودگی میں بھائی ولی ہے۔ چچا اس صورت میں ولی قریب نہیں۔ لہذا بھائی نے جو نکاح کر دیا وہ صحیح ہو گیا۔ (۲)

(۳) ان کے اس حلف سے وہ نکاح جو منعقد ہو چکا تھا باطل نہیں ہوا۔ (۳) مگر اب یہ انکار نکاح کی وجہ سے خیار بلوغ کی بناء پر فسخ نکاح کا دعویٰ نہیں کر سکتے۔ کیونکہ یہ دعویٰ ان کے پہلے بیان حلفی کے منافی ہے۔

(۴) خیار بلوغ میں محض عورت کے انکار کرنے سے نکاح فسخ نہیں ہوتا۔ بلکہ قضائے قاضی فسخ نکاح کے لئے ضروری ہے۔ (۴) ہندوستان میں مسلمان حاکم عدالت کا فیصلہ قائم مقام قضائے قاضی کے ہو سکتا ہے۔

(۵) حلف کے بعد دوسرا نکاح صحیح نہیں ہوتا۔ (۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

لڑکی بالغ ہو گئی ہے اور شوہر ابھی نابالغ ہے تو کیا لڑکی کو خیار بلوغ حاصل ہے؟

(سوال) دو نابالغ لڑکیوں کا نکاح دو نابالغ لڑکوں کے ساتھ کیا گیا تھا۔ اب جب کہ لڑکیاں بالغ ہو گئیں اور شوہر ان کے بالغ نہیں ہوئے تو وہ دونوں وہاں جانے سے انکار کرتی ہیں اور کہتی ہیں کہ ہم کو یہ عقد منظور نہیں ہے اور ماں باپ بھی لڑکیوں کی مرضی کے موافق ہیں۔ بوقت نکاح ماں باپ دونوں بے سار تھے۔ وکالت بھی غیر قوم کے شخص نے کی تھی۔

المستفتی نمبر ۳۴۲ - نصیر الدین حجام (ضلع میرٹھ) ۸ ربیع الاول سن ۱۳۵۳ھ ۲۱ جون سن ۱۹۳۲ء (جواب ۸۷) اگر ان لڑکیوں کا نکاح ان کے باپ نے کیا تھا یا اس کی اجازت سے ہوا تھا تو اب فسخ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ باپ کے کئے ہوئے نکاح میں نابالغوں کو خیار بلوغ نہیں ہوتا۔ (۶) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

لڑکی کے مرتد ہونے کے ذریعے سے نکاح فسخ کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

(سوال) زید نے اپنے نابالغ لڑکے مسمیٰ عمر کا نکاح اپنی بچی مسماۃ رحمت نابالغہ سے جس کا والد فوت ہو چکا تھا اور اسی لڑکی کا ایک نابالغ بھائی موجود تھا۔ پڑھا۔ لڑکے اور لڑکی کی طرف سے زید خود ہی ولی ہوا اور خود ہی ایجاب و قبول کیا۔

(۱) وفي الهندية: ثم الاخ لا ب وام ثم العم - (الهندية، كتاب النكاح، الباب الرابع، ۱/۲۸۳، ماجدية)

(۲) ابن ابي (۳) وجحد العقد لا يرتفع العقد - (الفرق للفتوى، ۱/۱۳۱، كويت)

(۳) وبیشتر ط فيه القضاء - (الهندية، كتاب النكاح، الباب الرابع، ۱/۲۸۵، ماجدية)

(۵) وبیشتر ط ان تكون المرأة محلا لالنشاء حتى لو كانت ذات زوج لا ينفذ قضائه لانه لا يقدر على الانشاء في هذه الحالة (تبيين الحقائق، فصل في الخراجات، ۳/۱۱۶، امدية)

(۶) فان زوجهما الاب والجد فلا خيار لهما بعد بلوغهما - (الهندية، كتاب النكاح، الباب الرابع، ۱/۲۸۵، ماجدية)

زید سے دریافت کیا گیا کہ تو نے کس طریقے سے ایجاب و قبول کیا تو وہ کہتا ہے کہ مجھے یاد نہیں۔ نکاح خواں مولوی نے جس طرح کہا تھا ویسا کیا۔ بیبیوں کے نکاح خواں چنداں مسائل سے واقفیت نہیں رکھتے اور اب وہ نکاح خواں موجود نہیں کہ اس سے دریافت کیا جاسکے۔ اب وہ لڑکی مسماۃ رحمت عرصہ چار سال سے بالغ ہو چکی ہے اور عمر کی بھر ابھی بارہ سال کی ہے۔ لڑکی کو جب ابتدائے یام باو غ میں اس نکاح کا علم ہوا تو اس نے انکار نہ کیا۔ جب مکمل چار سال گزر گئے تو وہ کہتی ہے کہ مجھے نکاح منظور نہیں۔ زید کہتا ہے کہ لڑکی مسماۃ رحمت یوجہ بالغ ہو جانے کے اب میرے پاس رہنا نہیں چاہتی اور چند مرتبہ لکھ چکی ہے کہ اگر مجھے طلاق نہ دی گئی تو میں تبدیل مذہب کر لوں گی۔

المستفتی نمبر ۳۶۱ محمد حیات (ذریعہ الاستیعاب) ۸ ربیع الاول سن ۱۳۵۳ھ م یکم جولائی سن ۱۳۴۲ء (جواب ۸۸) نبالغہ کا نکاح اس کے چچا نے کیا ہے اسے خیاباوغ حاصل تھا لیکن جب اس نے باو غ کے وقت نکاح سے انکار نہ کیا تو وہ خیاباوغ ساقط ہو گیا۔ (۱) تاہم یہ نکاح یوجہ مفاسد مذکورہ کے قابل فسخ ہے اور لڑکی اور ولی زوج دونوں مل کر کسی صالح شخص کو حکم بنادیں اور وہ فسخ نکاح کا حکم دے دے تو فسخ ہو سکتا ہے۔ خوف ارتداد زوجہ اس کے لئے یوجہ رخصت بن سکتا ہے۔ (۲) اور نکاح فی حد ذاتہ صلاحیت فسخ کی رکھتا تھا۔ یہ دوسری بات ہے کہ یوجہ وقت پر مطالبہ نہ کرنے کے لڑکی کا حق مطالبہ ساقط ہو گیا۔ نبالغہ کی طرف سے طلاق نہیں ہو سکتی ورنہ طلاق دلاوائی جاسکتی تھی۔

بাপ مجلس نکاح میں موجود ہوتے ہوئے کسی دوسرے کو وکیل بنا سکتا ہے (سوال) شادی کے موقع پر دلہن کا باپ نکاح کے وقت موجود ہوتے ہوئے اپنے اختیار سے کسی رشتہ دار کو وکالت دیتا ہے۔ یہ درست ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۶۱۸ غلام حسین (رتاگیری) ۱۹ جمادی الثانی سن ۱۳۵۳ھ م ۱۸ ستمبر سن ۱۹۳۵ء (جواب ۸۹) دلہن کا باپ خود موجود ہو تو کسی کو وکیل بنانے کی ضرورت نہیں خود ہی نکاح کر دے۔ یہی طریقہ مسنونہ متوارث ہے۔ لیکن اگر کسی شخص کو وکیل بنادیا جائے تو وہ بھی جائز ہے۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ،

باپ داد کے علاوہ کسی ولی کے لئے ہونے نکاح میں خیاباوغ ہے

(سوال) ایک شخص کا انتقال ہوا۔ اس کی زوجہ نے بعد انقضائے عدت نکاح ثانی لے لیا۔ اس کی گود میں شوہر اول سے ایک شیر خوار لڑکی تھی۔ خاوند ثانی نے اس لڑکی نبالغہ کا نکاح ولی بن کر ایک شخص کے ساتھ کر دیا اور رخصتی نہیں کی۔ یہ لڑکی ۲ شعبان سن ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۵ نومبر سن ۱۹۳۶ء کو بالغ ہو کر نکاح فسخ کرتی ہے اور کہتی ہے کہ میں اس شوہر کے ہاں اس وجہ سے جاں نہیں چاہتی کہ وہ بد چلن ہے۔

المستفتی نمبر ۶۸۰ عبد الرشید (پہاڑ گنج دہلی) ۲۹ شعبان سن ۱۳۵۳ھ م ۲ نومبر سن ۱۹۳۵ء۔

(۱) وبطل خبر البکر والسکوت ولا یستدل الی آخر المجلس۔ (الدر المختار، کتاب النکاح باب الولی، ۳، ۳۲، ۳۳) (۲) زوجہ کے ارتداد کے خوف سے چار رخصتیں باطل نظر، باہمی مراد کو بھی زوجہ اول سے نکاح پر مجبور کیا جائے گا اس لئے کہ، توہم مطابق، وہ نکاح سے توبہ کرے۔ (۳) من مواعظ کو فتاویٰ محمدیہ، ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹

(جواب ۹۰) ہاں جب کہ لڑکی نے بائوہ ہوتے ہی نکاح سے انکار کر دیا اور ناراضی ظاہر کر دی تو اب اس کو حق ہے کہ بذریعہ عدالت نکاح کو فسخ کرا لے۔ حاکم بعد بیان و ثبوت نکاح کو فسخ کر دے گا۔ (۱)

فقط محمد کفایت اللہ کاں اللہ،

(سوال) زید نے اپنی بیوی کو طلاق دی اور نابالغ لڑکی کو شوہر نے اس کی ماں کے ساتھ کر دیا۔ پھر نابالغی کی حالت میں لڑکی کا نکاح نانا نے کر دیا۔ اب لڑکی نے بالغ ہونے پر جب کہ اس کو ایام آنے لگے نکاح فسخ کر دیا۔ از روئے شرع شریف وہ نکاح فسخ ہو گیا نہیں؟

المستفتی نمبر ۷۱۰ محمد یوسف امرتسری۔ ۱۹ شوال سن ۱۳۵۴ھ ۱۵ جنوری سن ۱۹۳۶ء۔

(جواب ۹۱) اگر نانا نے اپنی نواسی کا نکاح اس کی نابالغی کی حالت میں لڑکی کے باپ کی اجازت اور رضامندی کے بغیر کر دیا تھا۔ اور اس کے باپ نے رضامندی ظاہر نہ کی ہو اور نکاح سے انکار کر دیا ہو تو لڑکی کے بلوغ کے وقت انکار کرنے سے حق فسخ حاصل ہو گیا۔ (۲) بذریعہ عدالت فسخ کر لیا جاسکتا ہے۔ محمد کفایت اللہ کا ان اللہ لہ

منح نکاح کے لئے قضاء قاضی ضروری ہے

(سوال) عم حقیقی نے لڑکی نابالغہ کا نکاح لڑکے نابالغ سے کیا ہے۔ عرصہ طویل کے بعد لڑکی بالغ ہو گئی اور لڑکا ابھی نابالغ ہے۔ لڑکی بوجہ لوازمات بشری منکح کی خواہاں ہوتی ہے علمائے عظام نے امام مالک رحمۃ اللہ کے مذہب پر فتویٰ دیتے ہوئے بجاہزت قاضی منکح کا حکم دیا ہے لیکن ایک مولوی صاحب غیر مقلد نے قضائے قاضی کی ضرورت نہ سمجھتے ہوئے لڑکی کا نکاح دوسری جگہ پڑھایا ہے۔ لڑکے نابالغ کا والد اس نکاح میں مانع بھی نہیں ہوا اور شہادت بھی نہیں کی۔ البتہ عم الامراء نے لڑکی کے لحاظ سے کئی تمسک لکھوائے ہیں۔ اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ والد صاحب کیا اس میں عند اللہ ماخوذ تو نہیں ہوگا؟ اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا ناجائز ہے؟

المستفتى: **نمبر ۹۰۰** الخش (ماتان) ۷ سفر سن ۵۵ ۳۵۵ ۲۹ ايريل سن ۱۹۳۶ء.

(جواب ۹۲) اس میں قصور لڑکی کے ولی کا ہے کہ اس نے منکوحہ کا دوسرا نکاح کر دیا۔ لڑکے کا ولی قصور وار نہیں ہے جب کہ وہ شریک نکاح نہیں۔ ولی اس پر صرف یہ الزام ہے کہ اس نے منع کیوں نہیں کیا۔ تو ممکن ہے وہ یہی سمجھتا ہو کہ یہ تعلق منقطع ہو جائے اس لئے خاموش رہا ہو اور اس کا الزام جب بالغ ہو جائے تو طلاق دلواوے۔ لیکن یہ نکاح ثانی جو بدولت فسخ نکاح اول ہو اب صحیح نہیں۔ ولی (۲) اور اس کو فوراً علیحدہ کرنا لازم ہے۔ پھر باقاعدہ نکاح اول کو فسخ کرا کے از سر نو تجدید کی جائے۔ نکاح اول کے فسخ کرانے کا مبنی عورت کے زمانہ میں ہونا چاہئے کہ خوف ہو سکتا ہے۔ (۲) اور اس بنا پر نکاح اول فسخ کیا جا سکتا ہے۔ محمد کفایت اللہ کاں اللہ،

(١) كان احبناوت نفسها كما بلغت الشجعت على ذلك منح - (قاضي خان، كتاب الزكاه، فصل في الخيرات، ١: ١٦٦، مابديه) وفي الجديده: ويشرح فيه القضاء - (كتاب الزكاه، الما، المراتب، ١: ٢٨٥، مابديه)

(۲) وان فعل غیر ماضی، ان بمسما فلینما ان بمسما بعد الماوع۔ (الاعتناء، کتاب الزکات، باب الولی ۳، ۶۸، سعید)

(٣) وكان زوجهما غير الف والجد فلكل واحد منهما الخيار ويشترط فيه القضاء (الحنفية، كتاب النكاح، ١، ٢٨٥، ماجية) حسب ما كان في وقت وقوعه، فغيرهما كان في وقت وقوعه، وفي الهدية لا يجوز للرجل ان يتزوج زوجة غيره وكذا المعتدة (كتاب النكاح، الباب الثاني، ١، ٢٨٠، ماجية)

وقت نہ موت شدید و مذہب ملاحیہ کے مطابق عدم لفظ کی بنا پر حیات جاری رکھتا ہے۔

نکاح کے بعد انکار معتبر نہیں

(سوال) ہندہ کو کچھ روپے کی ضرورت تھی۔ کسی طریقے سے کوئی سبیل روپیہ ملنے کی نہ تھی۔ ہندہ کی ایک لڑکی زینت جس کا نکاح ہمراہ زید کے اس بات پر طے پایا کہ مبلغ ۲۴ روپے ہندہ کو لو اکرے تاکہ اس کی ضرورت رفع ہو اور ہندہ اپنی لڑکی کا نکاح ہمراہ زید کے کردے اور یہ روپیہ علاوہ مہر کے قبل نکاح زید کو دینا پڑا۔ لڑکی زینت کے والد کا انتقال ہو گیا تھا۔ ولی اس نابالغ لڑکی کا اس کا چچا جو کہ اس سے علیحدہ رہتا تھا اور دوسری ولی اس کی والدہ تھی جو ہمراہ اپنی لڑکی کے تھی۔ بروقت نکاح قاضی نے زینت کے چچا کو جو کہ چند قدم کے فاصلے پر تھے بلایا۔ چچا نے کہا کہ میں سنتا ہوں تم نکاح پڑھو۔ میں اسی جگہ پر بیٹھا ہوں۔ نکاح میں قاضی نے کچھ الفاظ غلط استعمال کئے جس کی درستی کے واسطے اس کے چچا نے اقمہ دیا اور الفاظ کو درست کرایا۔ اور قاضی سے اسی وقت اس کے چچا نے یہ کہا کہ آپ ۲ روپے اور لا دو تاکہ اس کی ضرورت رفع ہو جائے۔ بعد ازاں مبلغ ۱۰، ۲۵ روپے مہر مقرر ہو اور نکاح پڑھایا گیا۔ اب عرصہ چھ سال کا ہوا۔ دولہا دامن دونوں بالغ ہوئے۔ اب بابت رخصتی لڑکی کے جھگڑا پڑا۔ چچا کہتا ہے کہ میں ولی ہوں۔ میری اجازت سے نکاح نہیں ہوا۔ اس لئے میں رخصت نہیں کر سکتا اور لڑکی کو لور لڑکی کی والدہ کو سکھایا۔ لڑکی نے لور لڑکی کی والدہ نے رخصتی سے انکار کر دیا۔ اس فساد پر تمام اطراف کے مسلمان جمع ہوئے اور پچائیت ہوئی۔ مسلمانوں نے زینت کو سمجھایا کہ تو اپنے شوہر کے مکان پر جا۔ مگر اس نے انکار کیا۔ جب اس کو دوبارہ پھر سمجھایا تو اس نے یہ کہا کہ جو روپیہ ہماری والدہ نے قبل از نکاح لیا ہے اس کو معاف کریں ہمیں طعنہ وغیرہ کے الفاظ نہ کہیں تو آپ بیچ اوگ کا کہا مجھے منظور ہے۔ بعد ازاں اس کے چچا نے سکھایا اب وہ پھر شوہر کے ہاں جانے سے انکار کرتی ہے۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ یہ نکاح صحیح ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۹۰۹ مقصود علی (ضلع گونڈہ) ۱۱ صفر سن ۱۳۵۵ھ ۳ مئی سن ۱۹۳۶ء

(جواب ۹۳) نکاح تو چچا کی اجازت اور شرکت کی وجہ سے صحیح ہو گیا تھا۔ (۱) لیکن لڑکی کو بروقت باوغ انکار کر دینے کا حق حاصل تھا۔ اگر لڑکی نے بروقت باوغ ناراضی کا اظہار کر دیا تھا تو وہ اپنے نکاح کو فسخ کر سکتی ہے۔ (۲) اور اس کی ماں نے جو روپیہ نکاح سے پہلے لیا تھا وہ واپس کرنا لازم ہے۔ (۳)

باپ دادا کے کئے ہوئے نکاح میں خیاباوغ نہیں

(سوال) اگر کوئی شخص اپنی بیٹی صغیرہ کا نکاح کر دے تو بعد از باوغ وہ لڑکی نکاح فسخ کر سکتی ہے یا نہیں؟

(جواب ۹۴) باپ کے کئے ہوئے نکاح میں لڑکی کو بعد باوغ فسخ نکاح کا اختیار نہیں ہوتا۔ الا یہ کہ باپ کو لڑکی کے

خاوند نے کوئی دھوکا دیا ہو تو اس صورت میں باپ لور لڑکی دونوں نکاح کو فسخ کر سکتے ہیں۔ (۲) محمد کفایت اللہ

الجواب صحیح۔ محمد شفیع عفی عنہ مدرسہ عبد الرب دہلی الجواب صحیح محمد مظہر اللہ غفرلہ، امام مسجد فتحپوری دہلی

(۱) ویعتقد بالیجاب وقبول کروجہ نفسی اوہنی او موکلشی وفی الرد : (قوله کروجہ نفسی الخ) اشار الی عدم الفرق بین ان یکون الموجب اصلیا او ولیا او وکیلا۔ (رد المحتار، کتاب النکاح ۳، ۹، سعید)

(۲) وان فعل غیر ہما فلہما ان یفسحا بعد البلوغ۔ (رد المحتار، کتاب النکاح باب الولی ۳، ۶۸، سعید)

(۳) خطب بنت رجل وبعث الیہا اشیاء ولم یزوہا فمابعت للمہر یسترد ... وکذا مابعت ہدیۃ وہو قائم۔ (الدر المختار، باب النکاح ۳۰، ۱۵۳، سعید)

(۴) زوج بنتہ من رجل ظنہ مصلحا لا یشررب مسکرا فاذا هو مدمن فقالت بعد البکر لا ارضی بالنکاح ان لم یکن ابوہا یشررب المسکر ولا عرف بہ وغلبۃ اہل بنیہا الصالحین فالنکاح باطل بالاتفاق۔ (رد المحتار، کتاب النکاح، باب الخفاء ۳، ۸۹، سعید)

(جواب دیگر ۹۵) باپ اپنی کم عمر نابالغہ بچی کا نکاح کر دینے کا حق رکھتا ہے اور اس کا کیا ہوا نکاح جائز اور صحیح ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

بیوہ کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر ناجائز ہے

(سوال) بعد فوت ہونے شوہر کے بیوہ کا نکاح ثانی وار ثانی نے بلار ضامندی پڑھادیا اور وہ خاوند کے گزرنے کے بعد دو سال تک انکاری رہی۔ اور اس نکاح کے بعد بھی انکاری ہے۔ کیونکہ جس کے ساتھ بیوہ کی بلار ضامندی کے نکاح پڑھایا گیا ہے وہ عمر میں پچاس سال سے بھی زیادہ ہے اور بیوہ کی عمر ۱۵ سال ہے۔

المستفتی نمبر ۹۳۳ علیم الدین بے پور۔ ۲۷ صفر سن ۱۳۵۵ھ ۱۹ مئی سن ۱۹۳۶ء

(جواب ۹۶) بیوہ بالغہ کا نکاح بلار ضامندی بیوہ کے ناجائز ہے۔ بیوہ نے جب اس نکاح کو قبول کرنے سے انکار کر دیا تو نکاح باطل ہو گیا۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

عقد سے پہلے مشورہ دینا اجازت نہیں

(سوال) ایک لڑکی مسماۃ جنت کو اس کی مطاقہ والدہ نے مشورہ شوہر سہبتہ جب کہ جنت کی عمر چار سال تین ماہ کی تھی مسکمی حاکم سے نکاح کر دیا۔ اور والدہ نے مسماۃ جنت کو پرورش کے واسطے اپنے پاس رکھ لیا اور پرورش کرتی رہی۔ جب جنت کی عمر چودہ سال چار ماہ کی ہوئی تو پہلی دفعہ حیض والا لڑکی نے اپنے شوہر کے گھر جانے سے انکار کر دیا۔ اس وقت لڑکی کی عمر سولہ سال ہے مگر وہ بدستور شوہر کے گھر جانے سے انکاری ہے۔

المستفتی نمبر ۹۸۸ بشیر محمد (ضلع جالندھر) ۲۳ ربیع الاول سن ۱۳۵۵ھ ۱۴ جون سن ۱۹۳۶ء

(جواب ۹۷) اگر نکاح لڑکی کی والدہ نے کیا تھا۔ باپ نے صرف اجازت نکاح سے قبل دے دی تھی بعد نکاح کے باپ نے کچھ نہیں کہا تو یہ نکاح لڑکی کے انکار کرنے سے فسخ ہو گیا۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

ولی اقرب بالغ ہو تو ولی البعد کو ولایت نہیں

(سوال) زینب نابالغہ کے باپ کا انتقال ہو گیا اور ماں باپ شریک بھائی ابھی نابالغ ہے اور باپ شریک بالغ ہے تو باپ شریک بھائی ولی ہو سکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۳۴۹ محمد یونس صاحب (مقرر ۱) ۲۷ ذی قعدہ سن ۱۳۵۵ھ ۱۰ فروری سن ۱۹۳۷ء

(جواب ۹۸) ہاں زینب کا باپ شریک بھائی اس کا ولی ہے اور وہ نابالغہ زینب کا نکاح کر سکتا ہے اور زینب کا حقیقی بھائی بالغ ہوتا تو وہ علاقائی بھائی سے مقدم ہوتا۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

جبراً دستخط کروانے سے نکاح نہیں ہوتا

(سوال) محمد صدیق ولد حافظ ابراہیم ساکن منگالہ ضلع حصار کا ناجائز تعلق ایک عورت مسماۃ عائشہ زوجہ یعقوب ولد مہر الدین کے ساتھ تھا اور مورخہ ۶ ماہ محرم الحرام سن ۱۳۵۶ھ بوقت درمیان مغرب و عشاء کے عورت مذکور

(۱) لایجوز نکاح احد علی بالغة صحيحة العقل من اب او سلطان بغیر اذنها بکراً كانت او ثیباً فان فعل ذلك فالنکاح موقوف علی احازتها فان اجازته جاز ان ردته بطل۔ (الھندیۃ، کتاب النکاح، الباب الرابع، ۱، ۲۸۸، ماجدیۃ)

(۲) وان زوجهما غیر الاب والجد فکل واحد منهما الخیار اذا بلغ ان شاء اقام علی النکاح وان شاء فسخ۔ (الھندیۃ، کتاب النکاح، الباب الرابع، ۱، ۲۸۵، ماجدیۃ)

(۳) ثم الا ح لایب وام ثم الا ح لایب وان سفلوا۔ (الھندیۃ، النکاح، الباب الرابع، ۱، ۲۸۳، ماجدیۃ)

محمد صدیق کو بات چیت کرنے کے لئے یو کالنگ بلا کر مکان بشیر محمد ولد یعقوب کے اندر لے گئی اور جب دونوں مکان کے اندر چلے گئے تو باہر عورت کے خاوند وغیرہ کو بھی پتہ ہو گیا کہ مرد عورت اس مکان کے اندر ہیں۔ اور پتہ ہونے کے بعد عورت تو نکل کر بھاگ گئی مگر محمد صدیق کو مکان کے اندر عورت کے خاوند یعقوب اور اس کے دیگر اقرباء وغیرہ نے محصور کر لیا اور لکڑی داوہ وغیرہ کے سب نے پکڑ لئے کہ اب محمد صدیق کو اس مکان کے اندر جان سے مار دیں گے اور ہر گز نہیں چھوڑیں گے اور مکان کے اندر محمد صدیق کے اقرباء جو تھے ان کو بھی نہایت بے قراری ہو کر چروں پر زردی چھا گئی اور سب کو یقین ہو گیا کہ محمد صدیق نے بھی سمجھ لیا کہ اب میری جان کی بالکل خیر نہیں ہے۔ لہذا مارے جانے کے ڈر سے بے حواس سا ہو گیا۔ اور باہر محمد صدیق کی جان تلف ہونے کے علاوہ ہم پر خدا جانے کیسی مصیبت و تکلیف قیامت خیز نازل ہوگی۔ اور از حد مضطرب تھے اور بالکل بے عقل ہوئے اور یہ تھے۔ ایسے خطرناک نازک وقت میں محمد صدیق محصور کی بناغہ لڑکی کا نکاح جبراً اور قرا کر لیا۔ مخالفین نے اپنے لڑکے کے ساتھ کر دیا۔ اور نکاح نامہ کا ایک کاغذ بنا کر کئی شخصوں کے اٹگوٹھے لگوا دیئے ہیں۔ اور نیز محمد صدیق محصور کا بھی ہاتھ پکڑ کر اٹگوٹھا لگوا دیا ہے۔ اور جب نکاح کر لیا اور کاغذ وغیرہ کا خوب انتظام ہوا تو پھر محمد صدیق کو مکان سے نکال کر پھینک دیا۔ اور اب اختلاف اس بات میں ہے کہ محمد صدیق نے اذن نکاح کرنے کا اشارہ تیا صراحۃً دیا ہے یا نہیں۔ اور تفصیل اختلاف اذن کی یہ ہے کہ جب مخالفین نے نکاح کرنے کا ارادہ کیا تو مولوی عبدالعزیز صاحب جو کہ نکاح پڑھنے والا ہے چار گواہوں کو ساتھ لے کر محمد صدیق کے پاس طلب اذن کے لئے گیا تھا تو مولوی عبدالعزیز اور دو گواہ قسمی عبدالغفور بن جمال الدین و عبدالخفیظ بن علیا کا بیان ہے کہ محمد صدیق نے صراحۃً اذن دیا ہے۔ اور محمد صدیق کا بیان ہے کہ میں اس ہولناک وقت میں بہت مغموم و مہموں تھا۔ اس لئے زبان سے اذن دینا تو درکنار بلکہ ہوں وہاں کر کے اشارہ بھی نہیں کیا کہ جس سے اشارۃً ہی ثابت ہو کہ نکاح کر دو۔ اور مولوی صاحب اور دونوں گواہ بالکل جھوٹ بولتے ہیں۔ اور باقی دو گواہوں میں سے حاجی قمر الدین کا بیان ہے کہ لڑکی کا اذن اور مرد وغیرہ کی بابت بات چیت میرے ساتھ ہوئی اور محمد صدیق بالکل نہیں بولا اور یعقوب ولد اسماعیل کا بیان ہے کہ میں دروازے کے اوپر بیٹھا رہا تھا اندر نہیں گیا تھا۔ خدا جانے محمد صدیق محصور نے اذن دیا ہے یا نہیں۔ مجھے کوئی علم نہیں ہے۔ اور نیز صاحب مکان کا بیان ہے کہ میں نے دروازے کے اندر سوائے مولوی عبدالعزیز صاحب کے اور حاجی قمر الدین صاحب کے کسی کو بھی داخل نہیں ہونے دیا اور سب جھوٹ اور افتراء اور بالکل جعل سازی ہے۔ اب سوال یہ درپیش ہے کہ نکاح مذکور بالا مندر الشرح ہوا ہے یا نہ؟

المستفتی نمبر ۱۴۳۱ مولوی عبدالملیک صاحب (ضلع حصار) ۲۹- سفر سن ۱۴۳۵ھ ۱۱ مئی سن ۱۹۳۷ء (جواب ۹۹) اس واقعہ میں محمد صدیق کا بیان یہ ہے کہ میں نے نکاح کی اجازت تو لایا اشارۃً بھی نہیں دی صرف اس کا اٹگوٹھا جبراً لگوا لیا گیا ہے۔ افتہ کی بولناکی اس جبر کے لئے کھلی دلیل ہے اور اس کو حد اکثر اویس داخل کرنے کے لئے کافی ہے لہذا اس میں ثبوت کو قائم مقام تلفظ کے نہیں کیا جاسکتا۔ (۱) گواہوں کا بیان کہ محمد صدیق نے زبان سے اجازت دی ہے تو یہ شہادت اس لئے ناقابل اعتبار ہے کہ گواہوں کو وہ افتہ کا علم تھا کہ محمد صدیق قائل وجہ سے محصور ہے اور یہ لوگ اس سے جبراً اس کی لڑکی کے نکاح کا اذن لینا چاہتے ہیں تو ان کا ان جلدین کی حمایت میں محمد صدیق سے اذن

(۱) ان السواد الا کراہ علی التلفظ بالطلاق فلوا کراہ علی ان یتکلم طلاق امراته فکتب لا تطلق، لان الکتابۃ اقبست مقام العبارة باعتبار الحاجة ولا حاجة هنا۔ (رد المحتار کتاب الطلاق، ۳، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰،

لینے کے لئے جانا ظلم کی اعانت کا کھلا ہوا قرار ہے۔ اس لئے سب اپنے فسق کا اقرار کر رہے ہیں اور فاسق کی گواہی معتبر نہیں ہو سکتی۔ (۱) گواہوں کو اگر یہ عذر ہو کہ ان کو محمد صدیق کی محصوری و مجبوری کا علم نہ تھا تو عذر ثبوت واقعہ کے بعد ناقابل قبول ہے۔ ایسے ہولناک موقع پر جتنے لوگ موجود ہوں گے ان میں سے کوئی بھی صورت حال سے بے خبر نہ ہوگا۔ لہذا قضاء بھی ان گواہوں کی شہادت سے ثبوت نکاح کا حکم نہیں دیا جاسکتا۔ (۲)

فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی
باپ نے بے خبری میں لڑکی کا نکاح آوارہ سے کر دیا، کیا لڑکی کو خیار فسخ ہے؟
(سوال) اگر باپ نے عدم علم کی بنا پر اپنی لڑکی کا نکاح ایک آوارہ شخص سے کر دیا ہو اور لڑکی اس کے یہاں جانا نہ چاہتی ہو تو خیار فسخ ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۳۳۸ شفع احمد خاں صاحب (تکمنو) ۷ ربیع الاول سن ۱۳۵۶ھ ۱۸ مئی سن ۱۹۳۷ء،
(جواب ۱۰۰) اگر باپ نے بے خبری میں اپنی لڑکی کا نکاح بد چلن اور آوارہ شخص سے کر دیا۔ اور لڑکی اس کی بد چلنی کی بنا پر اس کے پاس جانا نہیں چاہتی تو وہ بذریعہ عدالت اپنا نکاح فسخ کر سکتی ہے۔ رجل زوج ابنته الصغيرة من رجل علی ظن انه صالح لا يشرب الخمر فوجدہ الاب شریبا مد منا وکبرت الابنة فقالت لا ارضی بالنکاح ان لم يعرف ابوہا يشرب الخمر وغلبه اهل بيته صالحون فالنکاح باطل ای یبطل (فتاویٰ ۲) عالمگیری) اس عبارت کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ کسی شخص نے اپنی چھوٹی یعنی نابالغ لڑکی کا نکاح کسی شخص سے ساتھ (بے خبری میں) اس خیال سے کہ دیا کہ زوج نیک آدمی ہے شرابی نہیں۔ پھر لڑکی کے باپ نے شوہر کو دیکھا کہ وہ شرابی دائم الشرب ہے اور لڑکی نے بالغ ہو کر نکاح سے ناراضا مندی ظاہر کر دی تو یہ نکاح باطل قرار دیا جائے گا۔

فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

دادا کے کئے ہوئے نکاح میں خیار بلوغ نہیں

(سوال) ایک لڑکی نابالغ کا نکاح ایسی صورت میں جب کہ اس کے باپ کا انتقال ہو چکا تھا اس کے بھائی نے کر دیا اور رخصت تک کی بھی نوبت نہیں آئی۔ اس نے بوقت بلوغ اپنے گھر کے چند اعزاء کے سامنے ناراضا مندی کا اظہار کر دیا اور اس کی ناراضا مندی کی اطلاع بذریعہ خط اس کے خاوند اور گھر والوں کو کر دی گئی۔ لڑکی باوجود سمجھانے کے اس نکاح پر رضامند نہ ہوئی اور موت کو اس کے مقابلہ میں ترجیح دیتی ہے اس صورت میں لڑکی کا نکاح قائم رہا نہیں؟

(جواب ۱۰۱) نابالغ کا نکاح جب کہ اس کے باپ (۲) دادا نے کر دیا ہو تو نابالغ کو حق حاصل ہے کہ وہ بالغ ہوتے ہی اس نکاح سے ناراضی ظاہر کر دے اور اس کو قبول کرنے سے انکار کر دے اور جب کہ وہ ایسا کرے تو اس کے بعد کسی

(۱) یا ایہا الذین امنوا ان جاءکم فاسق بنباء فتبینوا الحجرات:

(۲) ویصح النکاح عند فاسقین ولا یظہر النکاح علی الحکام بشہادتہما عند الدعوی وانکار احد المتعاقدین۔ (جامع الرموز، ۲/۳۳۷، کریم)

(۳) الہندیہ، کتاب النکاح، الباب الخامس فی الکفاء، ۲۹۰، ماجدیہ

(۴) عبارت میں سقط ہے، دراصل عبارت یوں ہے، نابالغ کا نکاح جب کہ اس کے باپ دادا کے علاوہ کسی نے کر دیا ہو،

مسلمان حاکم عدالت یا ثالث مسلم فریقین سے حکم فسخ حاصل کرے گی (۱) اور بعد حکم فسخ جب کہ رخصت اور موت نہیں ہوئی تو بغیر انتظار عدت دوسرا نکاح کرنا جائز ہو گا۔ (۲) آپ نے مذکورہ فتویٰ صادر فرمایا تھا۔ گزارش ہے کہ اگر لڑکی نابالغ کا نکاح پڑھا گیا جب کہ اس کے والدین کا انتقال ہو چکا تھا اور صرف نابالغ کا دادا اور ہمیشہ زندہ تھی قدرت کی نیرنگیاں ہمیشہ کا بھی انتقال ہو جاتا ہے اور نابالغ جب سے اس کے والدین کا انتقال ہوا تھا اپنی ہمیشہ کے پاس پرورش پاتی رہی اور اپنے دادا کے پاس کبھی نہیں گئی۔ جب ہمیشہ کا انتقال ہوتا ہے اور نابالغ کب عمر اس وقت قریب آٹھ نو سال ہے دادا کا ایک خطر جبری ہو کر آتا ہے۔ اس میں تحریر ہے کہ نابالغ کا نکاح میں نے کر دیا ہے۔ نابالغ اپنے بہنوئی کے پاس پرورش پا رہی ہے۔ ایسی صورت میں کیا وہ نکاح جائز ہے۔ نابالغ سن بلوغ کو پہنچتے ہی بلکہ اس جگہ جب کہ اس کے دادا نے نکاح تھلایا جانے سے پہلے ہی سے انکار کرتی ہے۔ ایسی صورت میں دوسری جگہ نکاح جائز ہو سکتا ہے۔ حوالہ دے کر مشکور فرمائیں۔ یا اگر ایک بالغ لڑکی کا نکاح اس کی رضامندی سے ہوتا ہے۔ اور اس کے بعد لڑکی کے تایا صاحب و دیگر رشتہ دار لڑکی کو بھکھادیتے ہیں۔ اور کوئی رخصتی و خلوت وغیرہ ہی نہیں ہوئی۔ (مؤمن لا، جو کہ مسلمانوں میں جب وہ خدا رسول کی حکم کو توڑ کر انسان کا بنایا ہوا قانون پیش نظر رکھتے ہیں) کے مطابق نوٹس منجانب لڑکی کے شوہر کو دوا دیتے ہیں۔ ایسی صورت میں کیا طلاق ہو گی اور وہ دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔ شوہر اس نکاح کے متعلق کیا کارروائی (جب کہ کسی عالم کو یہ دھوکا دیا جائے کہ لڑکی کنواری ہے نکاح پڑھو لے) کر سکتا ہے اور نکاح کس صورت میں جائز ہو سکتا ہے۔

المستفتی نمبر ۱۴۳۹ غلام علی (شملہ) ۸ ربیع الاول سن ۱۴۳۵ھ ۱۹ مئی سن ۱۹۹۳ء
(جواب ۱۰۱) (۱) جواب کی نقل میں شاید غلطی ہوئی ہے۔ صحیح عبارت یوں ہونی چاہئے۔ نابالغ کا نکاح جب کہ اس کے باپ دادا کے سوا کسی اور ولی نے کر دیا ہو تو نابالغ کو حق حاصل ہے۔ (۲) الخ۔

دادا کے کئے ہوئے نکاح میں نابالغ کو اختیار باو غ حاصل نہیں ہوتا۔ (۳) باپ دادا کے کئے ہوئے نکاح میں نابالغ جن وجوہات کی بنا پر شوہر کے پاس جانا نہیں چاہتی وہ بیان کرنے چاہئیں۔ اگر ان میں سے کوئی وجہ شرعی طور پر قابل فسخ ہو گئی تو جواز فسخ کا حکم دیا جائے گا۔

بالغ لڑکی کا نکاح جب کہ اس کی اجارت اور مرضی سے کیا گیا ہو تو پھر بالغ اس نکاح سے پھر نہیں سکتی۔ (د) البتہ اگر اور کوئی وجہ قابل فسخ نکاح کے پیدا ہو جائے تو اس کو بیان کر کے حکم دریافت کرنا چاہئے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

سببی الاختیار باپ کا کیا ہوا نکاح صحیح ہے یا نہیں؟

(سوال) شامی وغیرہ کتب فقہ میں جن کی عبارت ذیل میں درج کی جانی گی مصرح ہے کہ ولی صغیرہ نابالغ اگرچہ باپ یا

(۱) وان زوجهما غیر الاب والجد فکل واحد منهما الخيار اذا بلغ ان شاء اقام علی النکاح وان شاء فسخ... ویشترط فیہ القضاء (الہندیہ، کتاب النکاح، الباب ۱، ۲۸۵/۱، ماجدیہ)

(۲) یا بیہ الذین آمنوا اذا نکحتم المومنات ثم طلقتم من قبل ان تمسوا من فمالکم علیہن من عدۃ تعتدوہا (الاحزاب: ۴۹)

(۳) وان زوجهما غیر الاب والجد فکل واحد منهما الخيار اذا بلغ (الہندیہ، کتاب النکاح، الباب الرابع، ۱/۲۸۵، ماجدیہ)

(۴) فان زوجهما الاب والجد فلا خيار لهما بعد بلوغهما (ایضاً)

(۵) ویعقد نکاح الحرۃ العاقلۃ البالغۃ، برضاها (الہادیہ، کتاب النکاح، ۱/۳۱۳، شرکتہ علمیہ)

دوا کیوں نہ ہو اس صغیرہ کا نکاح کر دیتا ہے۔ لیکن اس نکاح میں ایسے فعل کا ارتکاب کرتا ہے جو کہ شفقت پدری یا غرض ولایت کے بالکل مخالف ہے مثلاً طمع مال کے لئے یا کسی اور وجہ سے صغیرہ کا نکاح کر دیا جس میں صغیرہ کا نقصان ہے تو کیا یہ نکاح صحیح ہے یا نہیں۔ اگر نہیں جیسا کہ عبارت شامی سے معلوم ہوتا ہے تو تائید کی ضرورت ہے۔ (وفی الشامی حتی لو عرف من الاب سوء الاختیار لفسقه او لطمعه لا يجوز اجماعاً وفي الدر وان عرف لا یصح النکاح اتفاقاً) اور اگر نکاح صحیح ہے تو عبارات مندرجہ کمال جواب دے کر ممنون و مشکور فرمائیں۔

المستفتی نمبر ۶۱۲ احافظ احمد بخش صاحب ضلع مظفر گڑھ۔ ۱۰ جمادی الاولیٰ سن ۱۳۵۶ھ ۱۹ جولائی سن ۱۹۳۷ء (جواب ۱۰۲) باپ یا دادا کی طرف سے اگر کوئی ایسی صریح بے رحمی اور بے شفقتی نا انصافی سرزد ہو تو نکاح صحیح نہ ہونے کا حکم صحیح ہے (۱) اور ظاہر یہ ہے کہ کسی نکاح میں ان باتوں میں سے کسی ایک بات کا ثبوت حکم بطلان کے لئے کافی ہے مگر فقہاء نے لفظ عرف کو سامنے رکھ کر اس کا یہ مطلب لیا ہے کہ کسی نا انصافی بے رحمی طمع وغیرہ کا صدور و ثبوت بطلان کا حکم لگانے کے لئے کافی نہیں بلکہ باپ یا دادا کا ان اوصاف ذمہ کے ساتھ معروف ہو نا ضروری ہے۔ اس کے لئے ضروری قرار دیا کہ کم از کم یہ شخص اپنی ایک لڑکی کا نکاح اس سے پہلے اسی طرح نا انصافی یا بے رحمی یا طمع زر کے ماتحت کر چکا ہو تو دوسرا نکاح جو اسی طرح واقع ہو باطل قرار دیا جائے گا۔ اور اگر یہ چیزیں پہلے نکاح میں ہی سرزد ہوئیں تو باوجود ثبوت کے بھی نکاح کو باطل قرار نہیں دیا جائے گا۔ کیونکہ اس صورت میں عرف منہما سوء الاختیار صادق نہیں۔ (۲) اگرچہ تفصیل کچھ مناسب اور موجہ نہیں ہوتی مگر فقہانے اس کو لیا ہے اور اس کے موافق تقریعات کی ہیں۔ واللہ اعلم۔

جہاں قاضی نہ ہو تو وہاں کے علماء کرام نکاح فسخ کر سکتے ہیں یا نہیں؟

(سوال) نابالغہ لڑکی کا نکاح بوجہ فوت ہونے باپ کے اس کے بھائی نے کسی کے ساتھ باندھ دیا۔ بالغ ہونے پر اس لڑکی نے کہا کہ یہ نکاح جو میرے بھائی نے باندھا ہے مجھے منظور نہیں تو کیا یہ اختیار جو شرع نے لڑکی کو دیا ہے فسخ نکاح کے وقت قاضی کی شرط ہے یا نہیں۔ اگر شرط ہے تو ان ممالک میں قاضی کا وجود مفقود ہے تو کیا اس روایت کے تحت علمائے کرام موجودہ کو اختیار ہے کہ وہ قاضی کے قائم مقام ہو کر نکاح کو فسخ کر سکتے ہیں۔ شیخ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ استاذ شیخ علامہ شامی حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ نوع ثالث فصل ثانی ص ۲۴ میں لکھتے ہیں۔ اذا خلا الزمان من ذی سلطان کفایۃ فالامور کلہ منوکلۃ الی العلماء فیجب علی الامۃ الرجوع الیہم ویصرون ولاۃ فاذا عسر جمعہم علی واحد انتقل کل قطر باتباع علمائہ فان کثروا فالمتبع اعلمہم فان استوا فافترع بینہم۔ اور جب مجموعہ فتاویٰ مولانا عبدالحی صاحب مرحوم کا دیکھا گیا تو اس میں رائے دی گئی جو ذکر کی جاتی ہے۔ و فسخ نکاح بخیار بلوغ قضائے قاضی شرط است چنانچہ در رد مختار می آرد۔ حاصلہ انہ اذا کان المزوج

(۱) لو عرف من الاب سوء الاختیار لفسقه او لطمعه لا يجوز اجماعاً۔ (رد المحتار، کتاب النکاح باب الولی، ۳/ ۶۷، سعید)

(۲) والحاصل: ان المانع ہو کوں الاب مشہوراً بسوء الاختیار قبل العقد، فاذا لم یکن مشہوراً بذلك لم زوج بنتہ من فاسق صح وان تحقق بذلك انہ سببی الاختیار و اشتہر بہ عند الناس فلو زوج بنتا اخرى من فاسق لم یصح الثانی، لانه کان مشہوراً بسوء الاختیار قبلہ بخلاف العقد الاول لعدم المانع قبلہ، ولو کان المانع مجرد تحقق سوء الاختیار بدون الا شہار لزم احوالہ المسئلہ اعنی قولہم: ولزم النکاح ولو بغبن فاحش او بغیر کف ان کان الولی اباً او جدًا۔ (رد المحتار، کتاب النکاح باب الولی، ۳/ ۶۷، سعید)

للمصغیر والصغيرة غیر الاب والجد فلهما الخيار بالبلوغ او العلم به فان اختار الفسخ لا يثبت الفسخ الا بشرط القضاء انتهى بناءً عليه در صورت سوال نکاح دوئم صحیح نخواهد شد و در جامع الفصولین می نویسد لو اختار احدهما الفرقة ورد النکاح بخيار البلوغ لم يكن ردًا ولا يبطل العقد مالم يحكم به القاضي في اثنان قبل الحكم انتهى

در بلادیکہ امیر حکومت کفار اندو قضائے قاضی در آنجا مفقود است اگر بچو واقع اقتد ضرور است کہ صاحب معاملہ بہ بلاد اسلام کہ در ان قضائے قاضی موجود است مثلاً بلاد حجاز و بلاد روم وغیرہ و از بلاد ہند و امپور و بھوپال وغیرہ رفتہ تفصیل سازد یا ذریعہ تحریر از قضات بلاد اسلام حکم فسخ طلب سازد۔ واللہ اعلم حررہ راجی عبدالحی

توان روایات بالا کو مد نظر رکھتے ہوئے ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ آیا حدیقتہ ندیہ کی روایت پر عمل کریں اور یہاں علماء کے ذریعہ سے نکاح فسخ کر لیا جائے یا مولانا عبدالحی مرحوم کی روایت کو لحاظ کرتے ہوئے بلاد روم پور یا بھوپال میں جو قاضی مقرر ہیں ان سے نکاح فسخ کر لیا جائے۔ دیگر عرض یہ ہے کہ جب لڑکی بالغ ہوئی تو کیا اسی مجلس کا اعتبار ہوگا کہ وقت باوغ کی اس حالت کذائی میں کہے کہ مجھے نکاح سبقتہ منظور نہیں۔ یا شرع نے اس کو بوجہ لاعلمی کے اختیار و سبقت دیا ہے کہ جب علم ہو تو نکاح فسخ کر سکتی ہے۔ اس مسئلہ میں سخت تشویش ہے۔

المستفتی نمبر ۱۶۳۸ اسید محبوب شاہ صاحب (ضلع کیمپلور ۱۸۶۱ جمادی الاول سن ۱۲۵۶ھ ۷ جولائی سن ۱۸۷۳ء) (جواب ۱۰۳) اختیار باوغ کو کام میں لانے کے لئے مجلس باوغ میں رہ کر نا لازم ہے۔ (۱) البتہ اگر لڑکی کو اس بات کا علم نہ ہو کہ میرا نکاح فلاں شخص سے ہوا ہے اور وہ بالغ ہو جائے تو جس وقت اس کو نکاح ہونے کا علم ہو اسی مجلس میں رد کر دے۔ (۲) اگر مجلس نکاح یا مجلس علم بالنکاح میں اس نے سکوت کیا تو یہ اختیار باطل ہو جائے گا۔ خواہ سکوت مسئلہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے ہی ہو۔ (۳) پھر انکار اور رد کرنے کے بعد فسخ کے لئے قضاء قاضی شرط ہے۔ ہندوستان میں شرعی قاضی نہیں۔ لیکن یہاں کی انگریزی عدالتوں کے مسلمان جج اور سب جج اس بارے میں قاضی کے قائم مقام ہو سکتے ہیں۔ (۴) وہ فسخ کا حکم کر دیں تو صحیح ہے۔ ریاستوں کے قاضی فسخ نہیں کر سکتے۔ کیونکہ جب زوج و زوجہ ریاست سے باہر باشندے ہیں تو وہ قاضی کے حدود ولایت سے خارج ہیں۔

اور حدیقتہ ندیہ کی عبارت کا مطلب یہ ہے کہ جہاں شرعی قاضی نہ ہوں وہاں مسلمانوں کو لازم ہے کہ وہ فصل خصوصیات کے لئے علماء کو اختیارات فصل قضایا دیں۔ (۵) اور اپنے مقدمات کے ان سے فیصلے کرائیں اور ان کے فیصلے شرعی فیصلے ہوں گے۔ تو اگر مسلمان ایسا کرتے کہ کسی علاقہ میں ایک عالم کو خود مقرر کر لیتے اور سب اس بات کا معاہدہ کرتے کہ اپنے مقدمات کے اس عالم سے فیصلے کرائیں گے اور ان فیصلوں کو تسلیم کریں گے تو بے شک وہ ایسا

(۱) (بخاری، البلوغ لا یتمد الی آخر المجلس)۔ (الحدیۃ، باب فی الاولیاء، ۲، ۳۱۸، شریعت علیہ)

(۲) (ان لم تعلم بالنکاح فلها الخيار حتی تعلم)۔ (الحدیۃ، کتاب النکاح، باب فی الاولیاء، ۲، ۳۱۷، شریعت علیہ)

(۳) (وبطل خيار البکر بالسکوت لو مختارة عالمة باصل النکاح)۔ (ولا یتمد الی آخر المجلس)۔ (ان جهلت به لفرغها للعلم)

(الدراختار، کتاب النکاح، باب اولی، ۳، ۷۳-۷۵، سعید)

(۴) (ولکن اذا ولی الکافر علیہم قاضیا ورضیه المسلمون صحت تولیتہ)۔ (رد المحتار، کتاب القضاء، ۵، ۳۶۹، سعید)

(۵) (واذا لم یکن سلطان ولا من لا یحوز الثقل منه)۔ (یحجب علی المسلمین ان یتفقوا علی واحد منهم، یجعلونه والیا فیولی قاضیا ویكون هو الذی یفتی بینہم)۔ (رد المحتار، کتاب القضاء، ۵، ۳۶۹، سعید)

کر سکتے تھے۔ لیکن جب انہوں نے ایسا نہیں کیا تو اب کوئی عالم یہ حق نہیں رکھتا کہ وہ اس جیت مقدمات میں فسخ نکاح فیصلہ اور حکم کرے۔ اور اگر کوئی عالم ایسا کرنے کو اس کا فیصلہ معتبر اور موثر نہ ہوگا۔ سرکاری عدالتوں کے حق اور سب حق یہ کام اس لئے کر سکتے ہیں کہ ان کو حکومت غیر مسلمہ کی طرف سے قانونی طاقت حاصل ہے کہ ایسے مقدمات میں اسامی حکم کے موافق فیصلہ کر دیا کریں۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

شوہر کے آوارہ ہونے کی وجہ سے فسخ نکاح

(سوال) زید نے اپنی ایک نابالغ لڑکی کا بچہ کے ایک بالغ لڑکے کے ساتھ نکاح کر دیا تھا۔ چونکہ لڑکی اس وقت نابالغ تھی اس لئے وہ باپ کے گھر رہی اور وداۓ نہیں کیا گیا تھا اور نہ دولاہما کے ساتھ خلوت ہوئی۔ اب جب کہ لڑکی مذکورہ بالغ ہوئی ہے تو لڑکے والے وداۓ چاہتے ہیں لیکن لڑکی جانا نہیں چاہتی اور نہ وہ نکاح منظور کرتی ہے۔ وجہ اس یہ ہے کہ دولاہما چلن ہے۔ کیا ایسی حالت میں نکاح فسخ ہو گیا کہ نہیں؟

المستفتی نمبر ۵۵۷۷ حکیم عظمت اللہ (کراچی) ۸ ربیع سن ۱۳۵۶ھ ۱۴ ستمبر سن ۱۹۳۷ء (جواب ۱۰۴) دولاہما کی بد چینی اور فسق و فجور کی وجہ سے لڑکی بعد نابالغ اپنا نکاح کسی مسلمان حاکم کی عدالت سے فسخ کر سکتی ہے۔ (مائمیری) (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

باپ کا کیا وداۓ نکاح درست ہے، طلاق لئے بغیر دوسری جگہ نکاح جائز نہیں

(سوال) زید نے تقریباً ایک سو آدمیوں کے سامنے ہتھائی ہوش و حواس اپنی نابالغ لڑکی کا عقد بکر کے لڑکے کے ساتھ لڑ دیا اور عام لوگوں کو معلوم کر لیا کیا۔ اس سے پہلے اس کے پیرے لڑکی کی منگنی اسی لڑکے کے ساتھ کی تھی۔ اب زید لڑکی کا رشتہ کسی دوسری جانب دینے کو تیار ہے۔ کیا از روئے شرع وہ مجاز ہے کہ وہ لڑکی کا رشتہ کسی غیر شخص سے کر دے۔

المستفتی نمبر ۱۸۲۹ سید ار مولاد صاحب (ضلع گجرات) ۳ شعبان سن ۱۳۵۶ھ ۱۹ اکتوبر سن ۱۹۳۷ء (جواب ۱۰۵) جب کہ باپ نے اپنی لڑکی کا نکاح ہوش و حواس کی حالت میں کر دیا ہے تو اب اس لڑکی کا رشتہ کسی دوسری جگہ کرنا جائز نہیں ہے۔ (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

ولی بعد کا کیا وداۓ نکاح ولی اقرب کی اجازت پر موقوف ہے

(سوال) زید نے اپنی منکوحہ کو طلاق دی اور زید کے نطفہ سے دو لولادیں نابالغ ہیں۔ ایک لڑکا اور ایک لڑکی۔ لڑکا زید کے پاس رہا اور لڑکی کو سبب زیادہ ہونے رغبت ماں سے اس کی ماں کو دے دیا۔ اور طعام و لباس کا زید کفیل رہا۔ بعد چھ مہرہ کے لڑکی کی ماں نے اپنا عقد ثانی کر لیا اور اپنے شوہر ثانی کے لڑکے سے اپنی لڑکی نابالغہ کا نکاح کر دیا۔ لہذا یہ نکاح بالاجازت باپ کی درست ہے کہ نہیں۔ اور یہ کہ لڑکی کو سبب زیادہ ہونے رغبت ماں سے زید کا مجبور لڑکی کو دے دینا اور طعام و لباس کا کفیل رہنا کیا زید کی ولایت کو فسخ کرتا ہے اور لڑکی کے جملہ حقوق جو کہ باپ پر فرض ہیں، جیسے

(۱) باپ نے امر، حرم، شوک میں امرایے شخص کے ساتھ نکاح کیا تو یہ نکاح منعقد ہی نہیں ہوا۔

رجل زوج انتہ الصغیرۃ من رجل علی طن انه صالح لا یشر ب الحمر فوجد الاب شریبا مدونا وکبرت الابۃ ففالت لا ارضی بالنکاح ان لم یعرف ابوہا یشر ب الحمر غلبۃ اهل بیتہ الصالحون فالنکاح باطل ای یطل وهذه المسئلة بالانفاق۔ (الحدیث، کتاب الزکاح، الباب الثانی فی الکفاۃ ۱۰۰، ۲۹۱، ماہدیہ)

(۲) ولزم النکاح ان کان الولی اما او جد۔ (الدر المختار، کتاب الزکاح، باب الولی، ۳، ۶۶، سعید)

وراثت، پرورش تعلیم قرآن و مسائل ضروریہ کیاباپ سے جاتے رہیں گے اور یہ کہ لڑکی کی ماں خالت و ماری اپنے اقاربوں سے وصیت کرتی ہے کہ بعد میرے لڑکی کو اس کے باپ کے پاس پہنچادینا اور اس کے اقارب زید کو بلا کر کہتے ہیں کہ مرحومہ کی وصیت کے مطابق لڑکی تمہاری کفالت میں دیتے ہیں اور تم لڑکی کے ولی ہو۔ زید لڑکی کو لا کر کچھ عرصہ بعد دوسری جگہ لڑکی نابالغہ کا نکاح کر دیتا ہے۔ یہ نکاح ثانی درست ہے کہ نہیں اور لڑکی کے بالغ ہونے تک لڑکی کی رضامندی پر منحصر ہے کہ نہیں۔ تو کفالت لڑکی کی بالغ ہونے تک شرعاً باپ پر واجب ہے یا کسی دیگر لڑکی کی ماں کے رشتہ دار پر جس کی کفالت میں لڑکی کی پرورش حفاظت تعلیم دینی و تعلیم امور خانہ داری شامل ہیں۔ اور جب کہ مرحومہ کی وصیت کے مطابق لڑکی باپ کے پاس پہنچ گئی اور باپ ان تمام باتوں کی تعلیم پر سرگرم ہے۔

المستفتی نمبر ۱۹۴۲ سید پیارے علی تاجر عطر (بائس بریلی) ۲۱ شعبان سن ۱۳۵۶ھ ۷ اکتوبر سن ۱۹۳۷ء (جواب ۱۰۶) (۱) یہ نکاح باپ کی اجازت پر موقوف ہے۔ اگر وہ اجازت دے تو جائز ہوگا اور رد کرے تو باطل ہوگا۔ (۲) باپ کا حق ولایت باطل نہیں ہوگا اور لڑکی کے حقوق تربیت و وراثت باپ کے ساتھ قائم ہیں۔ (۳) اگر لڑکی کے باپ نے پہلے نکاح کو رد کر دیا ہے تو وہ باطل ہو گیا۔ اور دوسرا نکاح جو یہ باپ نے کیا وہ صحیح اور درست ہو گیا۔

باپ ولی ہے اگرچہ کفالت نہ کرتا ہو

(سوال) الحمد للہ جواب فتویٰ صادر ہوا۔ نفس مطلب سے اطلاع ہوئی۔ مگر زید کے مخالف ایک بات پر معتض ہیں کہ زید جملہ اخراجات و ضروریات لڑکی کا کفیل نہیں تھا۔ یہ فتویٰ بھی جو سوال اول میں درج ہے بہ بنائے کل کفالت اباس و طعام کے تحت میں ولی کامل ہونے کی اجازت دیتا ہے۔ لہذا لہذا خدا جواب ہر ایک بات کا تفصیل کے ساتھ مرحمت فرمائیے تاکہ اتمام حجت ہو۔

المستفتی نمبر ۱۹۶۸ سید پیارے علی صاحب تاجر عطر (بریلی) ۲۶ شعبان سن ۱۳۵۶ھ ۷ اکتوبر سن ۱۹۳۷ء (جواب ۱۰۷) لڑکی کا باپ حقیقی ولی ہے۔ خواہ وہ لڑکی کے نان نفقہ کا کفیل ہو یا نہ ہو اور خواہ وہ لڑکی سے دستبردار ہو جائے اور خواہ لڑکی ماں کے پاس رہتی ہو یا باپ کے ساتھ۔ غرض ہر صورت میں باپ ولی ہے اور نابالغہ لڑکی کا نکاح باپ کی اجازت کے بغیر درست نہیں ہوتا۔ (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

ماں کے کئے ہوئے نکاح میں خیار بلوغ ہے

(سوال) ایک لڑکی مسافر سولہ سال یا آٹھ سال کی ہوئی کہ اس کے باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ اس کی والدہ نے ایک اور نکاح کر لیا۔ آج سے ڈیڑھ سال پیشتر اس کی والدہ نے اس کی شادی ایک جگہ پر کر دی لیکن وہ لڑکی اب تک نابالغ ہے اور لڑکی کا دل اس خاوند سے بالکل نہیں ماتا اور وہ چھ سات ماہ سے اپنی والدہ کے گھر آگئی ہے اور جب اس کی والدہ نے اس کی شادی کی اس وقت مسافر سولہ بارہ تیرہ سال کی ہوگی اور سولہ سال کے جائز وارث اس کے چچا زاد بھائی ہیں جو اس کے نکاح میں شامل نہیں ہوئے تھے۔

(۱) فلوزوج الا بعد حال قیام الا قرب توقف علی اجازتہ۔ (الدر المختار، کتاب النکاح، باب الولی، ۳، ۸۱، سعید)

(۲) قال الامام ابو منصور یجب علی المومن ان یعلم ولده الجود والا حسان کما یجب علیہ ان یعلم النوحید والایمان۔ (الدر المختار، کتاب الہبۃ، ۶/۹۸۷)

(۳) وهو ای الولی شرط صحۃ نکاح صغیر۔ (الدر المختار، کتاب النکاح، باب الولی، ۳، ۵۵، سعید) وفي الخلاصۃ: ولی السراء فی نزویجہا ابوها وهو ولی الاولیاء۔ (خاتم الفتاوی، کتاب النکاح، ۲، ۱۸، میروت)

لمستفتی نمبر ۵۷۹۷ (۱۹ غلام حسین (بوسال۔ ضلع گجرات، پنجاب) ۷ شعبان سن ۱۳۵۶ھ ۲ نومبر سن ۱۹۳۷ء (جواب ۱۰۸) ماں نے نابالغ لڑکی کا جو نکاح کر دیا ہے اگر لڑکی کا اور ولی نہیں ہے تو یہ نکاح منعقد تو ہو گیا (۱) مگر لڑکی نابالغ ہونے کے وقت اختیار ہو گا کہ چاہے اسے قبول کرے اور چاہے رد کرے۔ اگر بالغا ہوتے ہی اس نے رد کر دیا تو پھر حاکم اس نکاح کو باطل کر دے گا۔ (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

بالغا لڑکی اپنا نکاح خود کر سکتی ہے

(سوال) لڑکی کی عمر چودہ سال کی ہونے والی ہے مگر لڑکی سن باوغ کو پہنچ گئی ہے۔ کل علامات موجود ہیں ماہواری ہوتی ہے۔ لڑکی چاہتی ہے کہ اپنا نکاح اپنی خواہش سے جس سے چاہوں کر لوں۔ لڑکی کا باپ بھی زندہ ہے مگر لڑکی اپنی ماں کے پاس رہتی ہے۔ لڑکی کا باپ ایک بازاری عورت کے پاس رہتا ہے۔ آٹھ دس برس سے اپنے بیوی بیٹوں کو روٹی کپڑا نہیں دیتا۔ لڑکی کی ماں اور ایک لڑکا نابالغ اور ایک لڑکی یہ جو اپنا نکاح کرنا چاہتی ہے یہ تینوں مانگ کر اپنا گزارہ کرتے ہیں۔ لڑکی چونکہ بالغ ہو گئی ہے وہ اپنا نکاح کرنا چاہتی ہے۔ آیا لڑکی بحیثیت بالغ ہونے کے نکاح خود کر سکتی ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۰۱۶ سید محمد راہیم جعفری باپور۔ ۱۰ رمضان سن ۱۳۵۶ھ ۱۵ نومبر سن ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۰۹) اگر لڑکی کو ایام ماہواری آنے لگے ہیں تو وہ بالغ ہو گئی ہے اور اس کو اپنی مرضی سے اپنا نکاح کرنے کا حق حاصل ہو گیا ہے۔ (۳) اگرچہ اس کی عمر ابھی چودہ سال کی ہے مگر ایام ماہواری شروع ہو جانے پر بالغ ہو جانا متفق علیہ ہے۔ البتہ ایام ماہواری شروع نہ ہوں تو پھر پندرہ سال کی عمر ہو جانی لازم ہے۔ (۴)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

نا جائز اولاد کی ولایت کس کو ہے؟

(سوال) مسماۃ فتح منکوحہ و مدخولہ نور امیرہ صلحہ تعلق ناجائز پیدا کر کے اس کے ہمراہ اغوا ہو گئی۔ صلحہ کے نطفہ حرام سے چند لڑکے لڑکیاں بھی پیدا ہوئیں۔ ایک لڑکی بالغ ہے اور دو باقی جو اولاد ہیں وہ بالغ نہیں۔ عمر و زمانہ فتح کے ہوش بجا ہوئے اور فتح مذکورہ کا بیان ہے کہ وہ اپنی جملہ اولاد لے کر اپنے جائز خاوند کے پاس پہنچی جائے اس کے دیگر رشتہ دار بھی تھے۔ عورت مذکورہ کا بیان ہے کہ چند دن تک میں اپنے رشتہ داروں اور اپنے خاوند کے آگے گڑ گڑاتی اور خوشامد کرتی رہی کہ میرے قصور سے درگزر فرمایا جائے اور اپنے گھر میں جگہ دی جائے اور اس اولاد کا بھی وارث ہو جانا چاہئے جو کہ صلحہ کے نطفہ حرام سے ہے لیکن فتح بیان کرتی ہے کہ میرے جائز خاوند نورانے کہا کہ میں نے دوسری شادی کر لی ہے۔ میرا تمہاری بابت اور اس اولاد کی بابت کوئی تعلق نہیں ہے۔ تم جانو اور تمہارا کام۔ آخر فتح ناامید ہو کر واپس صلحہ کے پاس آئی اور نشیب و فراز زمانہ کو مد نظر رکھتے ہوئے مسماۃ فتح اپنی جملہ اولاد بالغ اور نابالغ کا عقد نکاح مسمی صلحہ کے رشتہ داروں سے کرنا چاہتی ہے۔ سو غرض یہ ہے کہ صلحہ اور رشتہ داران صلحہ کو حق ولایت حاصل

- (۱) وان لم یکن عصبۃ فالو لایۃ للام (الدر المختار کتاب النکاح، باب الولی، ۸۳، ۷۸، سعید)
- (۲) وان زوجہما غیر الاب والجد فلکل واحد منهما الخيار اذا بلغ ان شاء اقام علی النکاح وان فسخ۔ (الہندیۃ، کتاب النکاح، الباب الرابع، ۲۸۵، ماجدیہ)
- (۳) وینعقد نکاح الحرة العاقلۃ البالغة برضاها وان لم یعقد علیہا ولی بکراً کانت اوفیاً (الہدیۃ، کتاب النکاح، ۲، ۳۱۳، شریعہ طبع)
- (۴) بلوغ الغلام بالا حلام والا حبال والجارۃ بالا حلام والحیض والجل فان لم یوجد فیہما شئی فحتی ینم لکل منهما خمس عشر سنۃ، بہ یعنی، (الدر المختار، کتاب النکاح، فصل فی بلوغ الغلام، سعید)

نہیں ہے اور مفتی مذکور کے جائزہ و انداز اس کے رشتہ داران بالغ و نابالغ اولاد کی سرپرستی سے کوسوں دور ہیں تو کیا فتویٰ دہا بیت میں اور صلح کے لکھو میں ان کے لڑکے لڑکیوں کا نکاح کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۱۱۰) مسماۃ فتیح کی ناجائز اولاد صلح کو نہیں ہے اگر فتیح نابالغوں کی شادی کر دے گی تو منعقد ہو جائے گی۔ کیونکہ وہ بہر حال ماں ہے۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ له، دہلی

باپ کے کئے ہوئے نکاح میں خیار باو غ نہیں

(سوال) ایک لڑکی آٹھ سال کی ہے۔ اس کے باپ نے اس کا نکاح کر دیا تھا۔ لیکن لڑکی کا باپ گزر گیا اور اس لڑکی کو ایک لڑکا جو رشتہ دار ہے یعنی یہ لڑکی اس لڑکے کے ماموں کی لڑکی ہے وہ لے آیا ہے جس کو تخمیناً ایک سال ہو کیا ہے۔ اب جس شخص سے باپ نے نکاح کر دیا تھا وہاں جانے کے لئے رضامند نہیں ہے بلکہ جو لڑکا اس کو لے آیا ہے اپنے ماموں کی لڑکی سمجھ کر اس سے نکاح کرنا چاہتا ہے اور اس وقت لڑکی کی عمر گیارہ سال کی ہے۔ لہذا لڑکا راضی ہے کہ جس سے نکاح پہلے ہوا تھا وہ طلاق نہیں دیتا اور نہ لڑکی اس کے کچھ جانا چاہتی ہے۔ اب اس نابالغ لڑکی کا ماموں کے اس لڑکے سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۰۵۲ احمد خاں واسطیل خاں صاحب،

قصبہ بلوچی (کرمان) ۵ ار مضان سن ۱۳۵۶ھ ۲۰ نومبر سن ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۱۱) اس نابالغ لڑکی کا جو نکاح باپ نے کر دیا تھا وہ نکاح قائم ہے اور جب تک وہ خوند طلاق نہ دے گی وہ نکاح نہیں دوسکتا۔ (۲) اب جب تک لڑکی بالغ نہ ہو اس کو خیار باو غ کے ماتحت کوئی کارروائی کرنے کا مجاز نہیں۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ له، دہلی

صحت نکاح کے لئے قاضی کے رجسٹر میں اندراج شرط نہیں

(سوال) وجہ نہ ملنے قاضی کے ۱۰ مئی سن ۳۵ء کو مجھ محمد اسحاق ولد کلن کا نکاح مسماۃ حمید بنت شباب الدین سے ساتھ نائب امام مسجد قچوری نے پڑھایا ہے۔ چنانچہ مسماۃ حمید کو اس کے بھائی محمد اسحاق کے یہاں سے لے لے کر اور اوگ کہتے ہیں کہ نکاح نہیں ہوا مسماۃ حمید کی عمر جوان ہے۔ اس کی والدہ نے خود ولی بن کر نکاح پڑھایا ہے۔ آیا یہ نکاح شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۰۵۶ محمد اسحاق ولد کلن (دہلی) ۵ ار مضان سن ۱۳۵۶ھ ۲۰ نومبر سن ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۱۲) جب کہ نکاح باقاعدہ ایجاب و قبول کے بعد ہو گیا تو نکاح صحیح اور جائز ہے۔ (۳) خواہ قاضی کے رجسٹر میں اس کا اندراج ہو یا نہ ہو۔ لڑکی جوان تھی اور خود اس کی مرضی کے ساتھ نکاح ہوا تو مالکے ولی بنت نہ بنے گا کوئی اثر نہیں۔ (۴)

محمد کفایت اللہ کان اللہ له، دہلی

دادا نے ضد اور ستانے کی غرض سے پوتی کا نکاح کر دیا تو اس کو فسخ کیا جاسکتا ہے یا نہیں

(سوال) مسمی گاموں نے کہ جس کا نزن بیٹے کی زندگی میں تھا اور اب بعد میں از حد نزاع ہو گیا ہے۔ اور آپس میں

(۱) فان لم یکن عصبۃ فالولی لایۃ للاجد۔ (الدر المختار، کتاب النکاح باب اولی، ۳۰، ۶، سعید)

(۲) فان زوجہما الاب والجد فلا خیر لہما بعد بلوغہما (الحدیث، ۱۰۰، ۱۰، باب النکاح، ۲۸، ماہدیت)

(۳) النکاح ینقذ بالايجاب والقبول۔ (الحدیث، کتاب النکاح، ۲، ۳۰، ۵، شریعت طبع)

(۴) ینقذ نکاح حرة مکلفۃ بلا رضا ولی والاصل ان کل من تصرف فی ماله تصرف فی نفسه وما لا فلا۔ (الدر المختار، کتاب النکاح، باب اولی، ۳۰، ۵۶، سعید)

(جواب ۱۱۴) یہ نذر کہ بوقت نکاح شوہر بچہ تھا اس لئے نکاح صحیح نہیں ہوا اگرچہ قبول اس کے جائز ولی نے کیا تھا تاہم اور مہمل ہے۔ جائز ولی کے قبول کرنے سے نکاح صحیح ہو گیا۔ (۱) اور خفیوں کے نزدیک نابالغ (۲) اور اس کے ولی کی طلاق غیر معتبر ہے۔ (۳) پس صورت مسئلہ میں نکاح اول قائم ہے اور اس کی صحت اور قیام کی صورت میں نکاح ثانی ناجائز ہے۔ (۴) جو لوگ نکاح ثانی میں شریک تھے اور ان کو نکاح اول کا علم تھا وہ سب گنہگار ہوئے ان پر توبہ واجب ہے۔ ان کے کفر کا حکم کرنا لازم نہیں ہاں توبہ کرنی لازم ہے۔ (۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی

چچا کے ہوتے ہوئے ماں کا کیا ہوا نکاح موقوف ہے

(سوال) مسماۃ ہندہ نے اپنے نابالغ لڑکے کا نکاح اپنی اجازت سے کر دیا۔ لڑکے کے باپ موجود نہیں انتقال کر چکے ہیں۔ اس کے باپ کے چچا موجود ہیں لیکن وہ اپنے باپ کے انتقال پر سسرال سے میکے گئی تھی۔ اس وقت سے سسرال واپس نہیں آئی اور چچا کی عدم موجودگی میں اپنی اجازت سے اپنے نابالغ لڑکے کا نکاح کر دیا۔ آیا یہ نکاح از روئے شریعت جائز ہو یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۱۵۸ چودھری عبدالرحمن صاحب (ضلع جالون) ۲۷ شوال سن ۱۳۵۶ھ (جواب ۱۱۵) جب کہ نابالغ لڑکے کے چچا یا اس کے باپ کے چچا موجود ہیں تو ہندہ کو ولایت نکاح حاصل نہیں۔ ب نکاح لڑکے کے چچا یا اس کے باپ کے چچا کی اجازت پر موقوف ہے۔ (۱) اگر وہ خبر پا کر جائز رکھیں تو صحیح ورنہ باطل ہو جائے گا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی

نکاح پر نکاح پڑھانے والے کا حکم

(سوال) مسماۃ فضل بیگم نابالغہ ولد احمد قوم حجام کا نکاح اس کے چچا زاد بھائی حکیم محمد دین، امام دین اور اسی کی والدہ۔ سن ۱۹۲۱ء میں پڑھایا تھا اور مسماۃ فضل بیگم نابالغہ کے باپ دلافوت ہو چکے تھے اور حقیقی بھائی کوئی نہیں تھا اس نے چچا زاد بھائیوں اور والدہ نے نکاح پڑھایا۔ اب بہت مدت گزر جانے کے بعد اسی کی والدہ نے اس کا نکاح دوسری جگہ کر ۱۹۳۸ء میں پڑھا دیا ہے کیا پہلا نکاح درست ہے یا دوسرا۔ دوسرا نکاح واقع نہ ہوا تو جنہوں نے پہلے نکاح کی موجودگی میں نکاح پڑھا ہے۔ نکاح خوال۔ شاہدین کے حق میں کیا اور ہے؟

المستفتی نمبر ۲۲۸۵ ناظم مدرسہ عربیہ ڈنگہ (ضلع گجرات) ۵ ربیع الثانی سن ۱۳۵۷ھ ۵ جون سن ۱۹۳۸ (جواب ۱۱۶) چچا زاد بھائی ولی تھے اور ان سے قریب تر کوئی اور ولی نہیں تھا تو وہ نکاح صحیح ہو گیا تھا۔ (۱) اور جب تک کہ وہ نکاح قائم ہے دوسرا نکاح نہیں ہو سکتا۔ (۲) اس کی والدہ نے دوسرا نکاح کیوں طور کس وجہ سے کیا۔ پہلے نکاح

(۱) وللولی النکاح الصغیر والصغیر۔ (الدر المختار، کتاب الزکاح، باب الولی، ۳، ۶۵، سعید)

(۲) فلا یصح طلاق صبی۔ (الدر المختار، کتاب النکاح، ۶، ۱۲۴، سعید)

(۳) اہل زوج عاقل بالغ وفي الرد۔ احتراز بالزوج عن سید العبد ووالد الصغیر۔ (رد المختار، کتاب الطلاق، ۳، ۲۳۰، سعید)

(۴) لا یجوز للرجل ان یتزوج زوجة غیرہ وكذلك المعتدہ۔ (الہندیۃ، کتاب الزکاح، الباب الثالث فی الخرمات، ۱، ۲۸۰، ماجدیت)

(۵) یجب ان یعلم انه اذا کان فی المسئلۃ وجہ توجب التکفیر وجہ واحد یمنع التکفیر فعلى المفتی ان یمیل الى الواحد الذ یمنع التکفیر تحسینا للظن بالمسلم ان کان نية القائل الوجه الذی یمنع التکفیر فهو مسلم وان لم تکن له نية حمل السند

کلامہ علی وجہ لا یوجب التکفیر ویومر بالتوبة والا مستغفار واستجداد النکاح۔ (التآثر خانیہ، ۵، ۴۵۸)

(۶) فلو زوج الا بعد حال قیام الا قرب توقف علی اجازتہ۔ (الدر المختار، کتاب الزکاح، باب الولی، ۳، ۸۱، سعید)

(۷) وللولی النکاح الصغیر والصغیر۔ (الدر المختار، کتاب الزکاح، باب الولی، ۳، ۶۵، سعید)

(۸) لا یجوز للرجل ان یتزوج زوجة غیرہ وكذلك المعتدہ، (الہندیۃ، کتاب الزکاح، الباب الثالث، ۱، ۲۸۰، ماجدیت)

کے قائم ہونے کی صورت میں دوسرا نکاح پڑھانا بغیر کسی معقول وجہ شرعی کے حرام ہے اس لئے نکاح پڑھانے والے اور شرکاء جن کو اس بات کا علم تھا کہ لڑکی منکوحہ ہے، سب گنہگار اور فاسق ہوئے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

نابالغہ کا نکاح باپ کی اجازت کے بغیر درست نہیں

(سوال) سیکنہ بیگم اپنی نابالغہ لڑکی ریمہ بیگم کی شادی اپنی مرضی اور خوشی سے کر سکتی ہے یا نہیں اس صورت میں جب کہ ریمہ بیگم کا والد و دادا و چچا رضامند نہ ہوں اور موجود بھی ہوں اور اگر سیکنہ بیگم اپنی لڑکی نابالغہ ریمہ بیگم کے والد و دادا و چچا کے خلاف مرضی شادی کر دے تو وہ نکاح شرعاً جائز ہو گا یا نہیں اور ریمہ بیگم کا ولی اس کا والد ضمیر الدین یا اس کے چچا یا اس کا دادا قاضی بشیر الدین یا اس کی والدہ سیکنہ بیگم مذکورہ بالا اشخاص میں سے کون ہیں؟

المستفتی نمبر ۲۲۹۶ قاضی محمد رفیع الدین صاحب میرٹھ۔ ۷ ربیع الثانی سن ۱۳۵۷ھ ۷ جون سن ۱۹۳۸ء (جواب ۱۱۷) نابالغہ لڑکی کا نکاح اس کے باپ کی اجازت کے بغیر نہیں ہو سکتا کیونکہ باپ ولی ہے باپ کی موجودگی میں ماں کو حق ولایت حاصل نہیں۔ باپ کے بعد اگر دادا موجود ہو گا تو وہ ولی ہو گا اور جب تک کوئی عصبہ موجود ہو ماں ولی نہیں ہو گی۔ (۲) اگر ماں ولی جائز کی اجازت کے بغیر نابالغہ لڑکی کی شادی کر دیگی تو وہ شادی ولی کی اجازت پر موقوف ہو گی۔ (۳) ولی اگر ناراضی کا اظہار کر دے گا تو شادی باطل ہو جائے گی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

تایازاد بھائی اور بہن میں سے ولایت کس کو ہے

(سوال) میرے والدین انتقال کر گئے۔ ہم دو بہنوں کے سوا اور کوئی لڑکا نہیں۔ ایک کی شادی ہو گئی۔ دیگر ناکت خدا ہے۔ کیا شرعاً ناکت خدا لڑکی کی شادی کرنے کا حق حقیقی بہن کو ہے یا قریبی رشتہ دار یعنی تایازاد بھائی کو۔

المستفتی نمبر ۲۲۹۸ عباس خاں صاحب (راج پوتانہ) ۷ ربیع الثانی سن ۱۳۵۷ھ ۷ جون سن ۱۹۳۸ء (جواب ۱۱۸) نابالغہ لڑکی کی شادی تایازاد بھائی کی اجازت سے ہو گی (۲) اور اگر ناکت خدا لڑکی بالغ ہو تو پھر اس کی اپنی اجازت اور رضامندی سے اس کی شادی ہو سکتی۔ (۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

چچا کے ہوتے ہوئے ماں کا کیا ہوا نکاح موقوف ہے

(سوال) ایک لڑکا نو دس سالہ یتیم ہے اور اس کا ایک چچا جو اس کے باپ کا چچا اور بھائی ہے موجود ہے۔ اس چچا کی عدم موجودگی میں اس لڑکے یتیم کی والدہ نے اپنی رضامندی سے کسی جگہ اس اپنے لڑکے کا نکاح کر لیا ہے اور یہ چچا اس لڑکے کے اس نکاح سے سخت ناراض اور ناخوش ہے اور چاہتا ہے کہ میں اس لڑکے کا نکاح اپنی رضامندی سے کسی دوسری جگہ کروں اور اس رشتہ کو چھوڑ دوں۔ آیا اب شریعت مقدسہ اس مسئلہ میں کیا حکم دیتی ہے۔ کیا اس لڑکے کے نکاح کو چچا فتح کر سکتا ہے یا نہیں اور کیا صورت اس کے منسوخ ہونے کی ہے یعنی اس نابالغی کی حالت میں اس لڑکے کے نکاح کو چچا فتح کر سکتا ہے یا کہ بعد بلوغ کے اور لڑکے کے بالغ ہونے کی شریعت مقدسہ نے کیا حد مقرر کی

(۱) والفتویٰ علی التردید ان استعمل مستحلاً کفر والا لا، فان ارتکب من غیر استحلال فسق۔ (شرح فقہ اکبر لملا علی القاری: ۱۸۸)

(۲) فان لم یکن عصبۃ فالولایۃ للادہ۔ (الدر المختار، کتاب النکاح، باب الولی، ۳، ۷۸، سعید)

(۳) فخلو زوج الا بعد حال قیام الا قرب توقف علی اجازتہ۔ (الدر المختار، النکاح، باب الولی، ۳، ۸۱، سعید)

(۴) واقرب الاولیاء الی السواء الابن ثم ابن الابن وان سفلی ثم الاب ثم الجد ابو الاب ... ثم العم۔ (الہندیۃ، کتاب النکاح، الباب الرابع، ۱، ۲۱۳، ماجدیۃ)

(۵) ویعتقد نکاح الحرۃ العاقلۃ البالغۃ برضاها وان لم یعتقد علیہا ولی۔ (الہندیۃ، کتاب النکاح، باب فی الاولیاء، ۲، ۳۱۳، شریعت علیہ)

ہے؟ المستفتی نمبر ۲۳۵۳ محمد ہزار علی صاحب (کرنال) ۲ جمادی الاول سن ۱۳۵۷ھ ۳ جولائی سن ۱۹۳۸ء (جواب ۱۱۹) اس نابالغ لڑکے کے نکاح کی ولایت اس کے چچا کو حاصل تھی۔ اس کی موجودگی میں ماں کو حق ولایت نہیں تھا۔ پس ماں نے جو نکاح کر دیا تھا وہ چچا کی اجازت پر موقوف تھا۔ اگر چچا نے اس نکاح سے نارضا مندی کا اظہار کر دیا تو یہ نکاح خود ہی باطل ہو گیا۔ (۱) اس کے فتح کرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

لڑکی کی حد باوغت

(سوال) ایک لڑکی جس کی عمر بہ وقت نکاح تیرہ سال تین ماہ تھی۔ باپ دادا، پردادا فوت ہو چکے تھے۔ حقیقی باغی بھائی موجود تھے لیکن بلا اس کی اجازت اور رضامندی کے سوتیلے بھائی نے ولی بن کر بے میل لڑکے کے ساتھ نکاح کر دیا۔ خلوت صحیحہ نہیں ہوئی۔ نہ لڑکی آج تک شوہر کے مکان میں گئی۔ نہ رخصت ہوئی اب لڑکی کی عمر پندرہ سال نو ماہ ہے حقیقی بھائی اب تک اس نکاح سے رضامند نہیں ہے۔ لڑکی نے بعد باوغ نوٹس انفساخ نکاح مانگ کر دے دیا ہے۔ تو حالات واقعہ بالا۔

- (۱) لڑکی کا بابت نکاح باوغ کس نمبر میں منظور ہے۔
- (۲) سگے بھائی کے ہوتے ہوئے سوتیلے بھائی کا کیا ہوا نکاح موقوف ہے حقیقی بھائی کی موجودگی اور نارضا مندی میں نکاح مذکور باطل ہے یا نہیں۔ اگر باطل ہے تو طلاق کی ضرورت ہے یا بلا طلاق کے دوسرے شخص کے ساتھ نکاح ہو سکتا ہے۔
- (۳) اگر شوہر باطل نہیں ہے تو لڑکی جو نکاح کو منظور نہیں کرتی اور نوٹس انفساخ باضابطہ دے چکی ہے اس کے لئے چارہ کار کیا ہے؟

المستفتی نمبر ۲۳۹۰ شیخ احمد صاحب (ایڈ) ۱۰ جمادی الثانی سن ۱۳۵۷ھ ۸ اگست سن ۱۹۳۸ء (جواب ۱۲۰) حقیقی بھائی ولی اقرب تھا۔ (۲) اس کی موجودگی میں سوتیلے بھائی نے جو ولی بعد تھنا باغ کا نکاح کیا تو یہ نکاح ولی اقرب کی اجازت پر موقوف تھا۔ (۱) اگر حقیقی بھائی نے اس نکاح کو نا منظور کر دیا تو نکاح اسی وقت باطل ہو گیا اور اگر حقیقی بھائی نے اجازت دے دی ہو اور لڑکی نے باوغ کے وقت ناراضی ظاہر کر دی ہو تو بذریعہ عدالت نکاح فسخ ہو لیا جاسکتا ہے۔ (۵) عدالت مسلمان حاکم کی ہو۔

لڑکی نے بالغ ہوتے ہی کہا کہ چار اشخاص بلا لاؤ کیونکہ میں اپنا نکاح نہیں رکھنا چاہتی، کیا حکم ہے۔

(سوال) ایک لڑکی جس کا نکاح نابالغی میں اس کے ولی اقرب نے (ماسوائے باپ اور دادا کے) اپنے پسے کر لیا تھا۔

- (۱) فلور روح الابد حال فیما الاقرب توقف علی اجازتہ۔ (الدر المختار کتاب النکاح باب الولی، ۸۱، ۳، سعید)
- (۲) اگر لڑکے کا بالغ ہونے کی حد پندرہ برس ہے۔ وہی الذی: بلغ العلام بالا حلام والا حال والا نزال فان لم یوجد فہیما شہسی حتی یتہ لکل منہما خمس عشرة بدیفتی۔ (الدر المختار، کتاب النکاح، الباب الرابع، ۱۵۳، ۶، سعید)
- (۳) اقرب الاولیاء الی المرءۃ الابن ثم الاح لا ثم الاخ لا ثم۔ (الہندیۃ، النکاح، الباب الرابع فی الاولیاء، ۱، ۲۸۳، ماجہ)
- (۴) لو ان زوج الصغیر او الصغیرۃ بعد الاولیاء فان کان الاقرب حاضرًا وھو من اھل الولاية توقف نکاح الا بعد علی اجازتہ۔ (الہندیۃ، النکاح، الباب الرابع، ۱، ۲۸۵، ماجہ)
- (۵) ولھما خيار الفسخ بالبلوغ فی غیر الاب والحد بشرط القضاء ای الصغیر والصغیرۃ۔ (المحرر الرائق، کتاب النکاح، باب الولی، ۱، ۲۸۳، میر)

جب اس کو حیض اول آیا تو وہ اس وقت اپنی خالہ کے پاس بیٹھی تھی۔ اس نے فوراً اپنی خالہ کو یہ کہا۔ ”چار اشخاص کو بلا لاؤ کیونکہ میں بحر کے ساتھ اپنا نکاح نہیں رکھنا چاہتی۔“ چنانچہ اس کی خالہ جا کر چار پانچ اشخاص کو بلا لائی۔ اس لڑکی نے ان کو کہا کہ جو نکاح عمرو نے اپنے لڑکے بحر سے کیا ہے وہ نکاح مجھے منظور نہیں ہے۔

(۱) کیا لڑکی کے ان الفاظ ذیل ”چار اشخاص بلا لاؤ کیونکہ میں بحر کے ساتھ اپنا نکاح رکھنا نہیں چاہتی“ کے کہنے سے اس مجلس میں نکاح کا منظور کرنا پایا جاتا ہے یا صرف نام منظور کرنے کا راوہ ظاہر ہوتا ہے یا جب گواہان مجلس دوئم میں آئے ہیں تب اس نے نام منظور کیا ہے۔

چار اشخاص بلا لاؤ کہنے سے جو تاخیر واقع ہوئی اس سے کیا خیال بلوغ جاتا رہے گا؟

(۲) ”چار اشخاص بلا لاؤ“ کے الفاظ جو الفاظ ذیل ”بحر کے ساتھ اپنا نکاح نہیں رکھنا چاہتی“ کے پہلے بیان ہونے کیلئے لازمند الفاظ ہیں اور ان کے کہنے سے کوئی تاخیر واقع ہوئی ہے۔ یہ مسلسل کلام ہونے کی وجہ سے کوئی تاخیر رہ نما نہیں۔

المستفتی نمبر ۲۴۰۲ سید حسین صاحب مہنف درجہ اول (بھاولپور اسٹیٹ) ۲ رجب سن ۱۳۵۷ھ (جواب ۱۲۱) اس قول سے نکاح سے راضی نہ ہونا اسی مجلس میں پایا جاتا ہے۔ دوسری مجلس میں گواہوں کے سامنے ناراضی کا اظہار ہے۔ لہذا اس کے اس قول سے مجلس بلوغ میں نکاح سے ناراضی کا اظہار ہو گیا۔ (۱) یہ تاخیر مضر نہیں ہے اور اس سے اس کا خیال باطل نہیں ہوا۔ (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

نانا کا کیا ہوا نکاح باپ کی اجازت پر موقوف ہے

(سوال) ”سماۃ ہندہ کا شوہر زید وہ نزل باہمی کے مسماۃ ہندہ اپنی زوجہ منکوحہ کو جب کہ وہ حاملہ تھی چھوڑ کر اپنی قدیم جائے سکونت پر چلا گیا۔ بعد جانے زید کے مسماۃ ہندہ کے لڑکی پیدا ہوئی۔ زید بسلسلہ تجارت بر لبر آتا جاتا ہے۔ ہندہ کے پدر نے باا اجازت زید کی لڑکی کا عقد نکاح زمانہ نابالغی کر دیا۔ اب لڑکی جوان العمر بالغ ہے۔ عقد سے قطعی انکار کرتی ہے اور نکاح سے تائید دم لڑکی شوہر کے یہاں بھی نہیں گئی ہے۔ زید اپنی قدیم سکونت موضع خانپور میں موجود ہے۔ ایسی صورت میں نکاح زید کا جائز ہو یا نہیں۔ فقط

المستفتی نمبر ۲۴۰۵ عبد اللہ صاحب لکھنؤ۔ ۳ رجب سن ۱۳۵۷ھ ۳۰ اگست سن ۱۹۳۸ء (جواب ۱۲۲) جب کہ لڑکی کا باپ موجود ہے تو لڑکی کے نانا نے جو نکاح کر دیا تھا وہ نکاح لڑکی کے باپ کی رضا و مدد اور اجازت پر موقوف تھا۔ اگر باپ نے اجازت دے دی تھی تو نکاح ہو گیا تھا اور اگر اس نے نارضا مندی کا اظہار کیا تھا تو نکاح اسی وقت باطل ہو گیا تھا۔ (۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

باپ نے لڑکی کی وجہ سے لڑکی کا نکاح اس کی رضا کے بغیر کر دیا، یہ فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(سوال) زید نے اپنی لڑکی کی شادی دولت کے لالچ میں خلاف مرضی لڑکی بحر سے ریاست بھر تپور میں کر دی۔ لڑکی

(۱) ان اختارات نفسہا کما بلغت واشہدت علی ذلک صح۔ (الخیرۃ، کتاب النکاح فی سنن ابی یوسف، ۱۰۰، ۳۵، ۳۵، ۳۵)

(۲) لو بلغت وقالت الحمد لله احترت نفسی فبیعی علی خيارها وبیعنی ان تقول فور البلوغ احترت نفسی ونقصت النکاح فبعدہ لا یصل حقیقاً بالتأخیر (رد المحتار، کتاب النکاح، باب الولی، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱،

چار روز بجز کے پاس رہ کر واپس دہلی چلی آئی۔ زید سے لڑکی نے اصرار کیا کہ بجز سے فیصلہ کرادو۔ زید نے بجز اور اس کے سر پرستوں کو جو کہ غیر اشخاص ہیں بلا کر ایک تحریر دوسری جگہ لکھوائی کہ بجز کا علاج کرو۔ اور تین ماہ کا خرچہ خوراک ادا کر دو گے تو لڑکی کو کسی نہ کسی صورت سے بھیج دوں گا۔ لڑکی کو زید نے وہی تحریر دکھا کر کہا کہ تم کو طلاق دلوائی ہے۔ دو تین روز بعد لڑکی کو شہر ہوا اور زید سے کہا کہ طلاق نہیں دلوائی ہے بلکہ مجھ کو دھوکہ دیا ہے۔ اس پر زید نے لڑکی کو زہریلی چیز کھانے میں کھلا دی جس سے لڑکی کی موت واقع نہ ہوئی۔ صحتیاب ہونے پر لڑکی نے پوشیدہ طور پر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ دہلی کو اس امر کی درخواست دی۔ لیکن پولیس کی پرائیویٹ ہدایت پر زید اور اس کے دوستوں نے لڑکی کو زبردستی موٹر میں ڈال کر رات ہی رات ریاست بھر تپور بجز کے سر پرستوں کے پاس چھوڑ آئے اور بجز کے سر پرستوں کو ہدایت کر دی کہ لڑکی کو دہلی اس کی بہن و بھائی سے ملنے کے لئے نہ بھیجنا۔ اگر لڑکی جانے کے لئے اصرار کرے تو جان سے مار دینا مگر دہلی نہ بھیجنا۔ زید نفس پرست شخص ہے اور اپنی بیوی کو بھی زہر دے کر ختم کر چکا ہے۔ کیا ایسی صورت میں لڑکی کا نکاح قائم رہا نہیں۔ اگر نہیں تو زید کس سزا کا مستحق ہے؟

المستفتی نمبر ۲۴۶۱ زہرہ بیگم کوچہ ناہر خان دہلی۔ ۱۷ محرم سن ۱۳۵۸ھ ۹ مارچ سن ۱۹۳۹ء (جواب ۱۲۳) اگر یہ واقعات صحیح ہیں۔ اور لڑکی بوقت نکاح نابالغہ نہیں تھی۔ بلکہ بالغہ تھی اور اس کی مرضی کے خلاف جبر باپ نے نکاح کر دیا اور جبر اوداع کر دئی تھی تو وہ نکاح ہی صحیح اور جائز نہیں ہوا۔ (۱) اور لڑکی بذریعہ عدالت اپنی گلو خلاصی کر سکتی ہے۔ باپ نے اگر لڑکی کو زہر دیا تو لایا ہے تو وہ سخت ظالم ہے اور قابل سزا ہے اور اس کی ولایت لڑکی پر باقی نہیں رہی۔ (۲)

کیا بالغہ اپنا نکاح خود کر سکتی ہے؟

(سوال) زید کہتا ہے کہ حنفی لوگ کنواری، آزاد، عاقلہ، بالغہ، مطلقہ، بیوہ، آزاد، عاقلہ بالغہ عورتوں کا نکاح بغیر ولی کے کر دیتے ہیں جو ان کی اپنی فقہ کی رو سے جائز مگر اللہ اور اس کے رسول کے حکم صریح کے خلاف ہوتا ہے۔ ثبوت میں حدیث ترمذی حضرت عائشہ صدیقہؓ والی (بغیر ولی کے نکاح باطل، باطل، پیش کی۔ دوسری دلیل حدیث مسند امام احمدؓ تہیقی طبرانی وغیرہم) والی (جس کا مطلب۔ نکاح نہیں ہوتا بغیر ولی اور دو گواہوں کے) بیان کرتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ اس کی سند صحیح ہے، تو بغیر ولی کے کنواری، بیوہ، مطلقہ کا نکاح جائز ہو سکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۴۷۰ محمد عبدالغنی صاحب ہوشیار پور سٹی۔ (پنجاب) ۶ صفر سن ۱۳۵۸ھ ۲۸ مارچ سن ۱۹۳۹ء (جواب ۱۲۴) قرآن پاک میں ہے۔ حتیٰ تنکح زوجاً غیرہ یعنی (۲) نکاح کرے عورت دوسرے خاوند سے نکاح کرنا عورت کے اختیار میں اللہ پاک نے دیا۔ یہ نہیں فرمایا کہ نکاح کر دے ولی عورت کا دوسرے خاوند سے اور مسلم شریف میں حدیث ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ الایم احق بنفسہا من ولیہا۔ (۳) ایم سے مراد ثیبہ بالغہ ہے کہ وہ اپنے نکاح کی خود مختار ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(۱) لا یفخذ عقد الولی علیہا بغیر رضاھا عندنا۔ (المحرر الرائق، کتاب النکاح باب الاولیاء، ۳، ۱۸، بیروت)
(۲) کو فی شرح المجموع، حتی لو عرف من الاب سوء الاختیار لسفیه او لطمعه لا یجوز عقدہ اجماعاً۔ (رد المحتار، کتاب النکاح باب الولی، ۳، ۶۶، سعید)
(۳) البقرة ۲۳
(۴) الصحيح للمسلم، کتاب النکاح، باب استیذان الثیب فی النکاح، ۱، ۴۵۵، قدیمی

لڑکی کی حد بلوغت

(سوال) ایک شخص نے باوجود بیوی منکوحہ کے ایک اور عورت مطلقہ سے نکاح کر لیا تھا اس شخص سے اس مطلقہ عورت کے ایک لڑکی ہوئی۔ اس کے بعد شخص مذکور مر گیا۔ بعد میں نے شخص مذکور عورت مذکورہ نے خاوند مذکور کے گھر سے ایک گونہ تعلق سا کر لیا مگر کبھی کبھی خاوند کے گھر بھی رہ جاتی۔ لڑکی مذکور کبھی اپنی ماں کے پاس اور بیشتر اپنے دادا، دادی اور چچا حقیقی کے پاس رہتی رہی۔ اب لڑکی کی عمر ۱۳ سال ۸ ماہ کی ہے جو دادی کے پاس ہے۔ اب لڑکی کو اس خیال سے کہ لڑکی قابل نکاح ہے ماں اس کا کسی غیر کفو وغیرہ میں نکاح نہ کر دے روک لیا ہے۔ اس پر لڑکی کی ماں نے والا اپنے لڑکی کا دعویٰ کیا۔ واقعات بالا کی صورت میں حسب ذیل قابل تحقیق ہے۔

(۱) لڑی سال قمری کے موافق کس مدت میں بالغ ہوتی ہے؟

(۲) دادا، دادی، چچا اور ماں میں ولایت کس کو ہے دادا، دادی، چچا حقیقی اور ماں حقیقی میں سے لڑکی کے نکاح کی ولایت کا کون مستحق ہے؟

المستفتی نمبر ۲۵۳۸ شجاعت حسین صاحب۔ (آگرہ) ۹ رجب سن ۱۳۵۸ھ ۲۶ اگست سن ۱۹۳۹ء

(جواب ۱۲۵) (۱) پندرہ سال کی عمر پوری ہو جائے یا اس سے پہلے اسے حیض آنے لگے تو لڑکی بالغہ قرار دی جاتی ہے۔ (۱)

(۲) ولایت نکاح صرف دادا کو حاصل ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے دادی، چچا اور ماں کو ولایت حاصل نہیں ہے۔ (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ مددہ

بالغی کی حالت کا انکار معتبر نہیں

(سوال) جولائی سن ۱۷ء میں ہندہ پیدا ہوئی۔ اس کا باپ کچھ دنوں بعد فوت ہو گیا۔ مارچ سن ۲۹ء میں ہندہ کے چچا نے اپنی حق ولایت کی بنا پر اس کا نکاح اپنے بیٹے زید سے (۷) سال کر دیا مگر رسم نکاح کی ادائیگی کے وقت ہندہ برابر نہ تھی رہی کہ میں اس نکاح پر راضی نہیں ہوں میرے چچا مجھے ذبح کر رہے ہیں۔ میں ہرگز یہ نکاح قبول نہیں کرتی۔ ادھر ولی نے ایجاب و قبول کے سب مراحل و مراسم طے کر دیئے ادھر ہندہ اپنی نفرت و ناراضی کا اظہار کرتی رہی اور جہاں تک معلوم ہے آج تک زید و ہندہ میں باوجود ایک گھر میں رہنے سننے کے کوئی تعلق یا برتاؤ زن و شوہر کا عمل میں نہیں آیا۔ ہندہ زید کی صورت سے سخت متنفر اور ہیزار رہتی ہے اگست سن ۳۵ء میں ایک ناگوار واقعہ اور پیش آیا کہ ہندہ کے بطن سے ایک بیٹی پیدا ہوئی جس کی بابت ہندہ نے نہایت صفائی سے کہہ دیا کہ یہ لڑکی زید کی نہیں ہے۔ ہمدردان ہندہ اب تک اس امید میں تھے کہ شاید امتداد زمانہ سے ہندہ اس تعلق پر کسی طرح راضی ہو جائے مگر ہنوز روز اول ہے۔ مجبوراً اب انہوں نے باب شریعت پر دستک دی ہے اور اس کا سوال ہے کہ کیا از روئے حکم شرعی ہندہ اس نکاح کی پابند ہے؟ اور کیا ہندہ غیر طلاق کیے ہوئے دوسرے نکاح کی مجاز مختار ہے؟ اور کیا وہ نکاح شرعی صحیح و جائز ہوگا؟

المستفتی نمبر ۲۶۳۱ محمد یوسف اعظمی (اعظم گڑھ) ۳ جمادی الثانی سن ۱۳۵۹ھ ۱۰ جولائی سن ۱۹۴۰ء

(۱) والحاجۃ بالا حلال والحیض والحمل فان لم یوجد فیہما شئی فحتی یتم لکل منہما خمس عشرة سنة، بدیفتی۔ (الدر المختار، کتاب النکاح، ۱۵۳، سید)

(۲) ولی المرأة فی تزویجها ابوہا وھو ولی الاولیاء ثم الجد ابو الاب۔ (خاصہ الفتاویٰ، کتاب النکاح، ۲، امیر ہوت)

فتح قاضی کے بغیر خیار بلوغ استعمال کرنے سے نکاح نہیں ٹوٹتا۔

(سوال) ایک لڑکی نابالغہ کو تعلیم دی گئی تھی کہ توجب بالغہ ہو جائے اسی وقت فی الفور بلا ونگ اپنے نکاح کو فسخ کر دے۔ لڑکی نے بالغ ہونے پر دو گواہینا کر کہا کہ اب میں بالغہ ہو گئی ہوں تم گواہ رہو کہ میں نے نکاح کو توڑ دیا ہے۔ لیکن قبل از قضاء و تحکیم پھر لڑکی اور لڑکی نے صلح کر لی ہے۔ کیا وہی پہلا نکاح قائم ہے یا از سر نو ایجاب و قبول کرنا لازم ہے؟

المستفتی نمبر ۸۹۷۲ مولوی احمد الدین گنجیالوی۔ سرگودھا۔ ۳ ربیع الاول سن ۱۳۶۳ھ
(جواب ۱۲۸) خیار بلوغ کے ماتحت بلوغ کے وقت عورت کے انکار کر دینے اور نکاح کو فسخ کر دینے سے نکاح نہیں ٹوٹتا جب تک قاضی نکاح کو فسخ نہ کرے نکاح قائم رہتا ہے۔ لہذا قضاء سے قبل دونوں بدستور زن و شوہر ہیں اور اسی طرح رہنا چاہیں تو رہ سکتے ہیں۔ بشرط القضاء للفسخ فیتوارٹان فیہ (در مختار) (۱) فیتوارٹان فیہ ان فی ہذا النکاح قبل ثبوت فسخہ (رد المختار) لا یثبت الفسخ الا بشرط القضاء (۲) (رد المختار) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

سو تیلے بھائی جب خیر خواہ نہ ہوں تو ان کی ولایت صحیح ہے یا نہیں؟

(سوال) زید فوت ہو گیا اور پس ماندگان میں اس کی زوجہ اور ایک دختر لڑکی کے موجود ہیں۔ چوں کہ یہ تینوں بچے نابالغ ہیں۔ دونوں لڑکی کے لڑکی سے بھی چھوٹے ہیں اور لڑکی کے نکاح کا معاملہ درپیش ہے۔ زید کی اولاد بطن زوجہ اول سے جو سو تیلے بھائی ہیں اور ہندہ زوجہ ثانی متوفی سے باہم عداوت اور جائیداد نقدی اور ولایت نابالغان پر عرصہ دراز سے مقدمہ بازی ہے۔ ہندہ بھی مقابلہ ولایت ذات و جائیداد کی بہت عدالت مجاز میں دعویدار ہے۔ اور سردست مسئلہ نکاح دختر زیر تصفیہ ہے۔ لہذا سوال یہ ہے کہ ولی ذات و مجاز اجازت کون ہے اور شرعاً کس کو منصب ہے۔ ہندہ کلباب بھی جوان بہنوں کا حقیقی نانا ہے زندہ ہے۔ پس سو تیلے بھائیوں کو حق ہے یا بھائیوں کی والدہ یا نانا کس کی اجازت احق و مقدمہ و جائز ہوگی؟

المستفتی محمد رکن الدین دہلوی ریاست بے پورہ بھرت پور
(جواب ۱۲۹) ان نابالغ بہنوں کے نکاح کی ولایت ان کے سو تیلے ملاقی بھائیوں کو حاصل ہے۔ (۳) ان کے مائیں ماں اور نانالی نہیں ہیں۔ (۴) لیکن اگر ملاقی بھائیوں کی مخالفانہ کارروائیاں واضح ہوں اور وہ بھائیوں کی خیر خواہی کے خلاف نکاح کرنا چاہیں تو قاضی بعد تحقیقات ان کو نکاح کرنے سے روک سکتا ہے۔ (۵) یہاں تک کہ لڑکی بالغ ہو جائے اور وہ اپنی مرضی اور اپنے اولاد سے نکاح کر لے۔ (۶) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ مدرہ امینیہ دہلی

ولی اہل کا کیا ہوا نکاح موقوف ہے

(سوال) متعلقہ ولی اقرب ولی اہل۔

المستفتی نمبر ۷۲۱ محمد جلیل کوچہ دکنش رائے دہلی ۲۴ جمادی الثانی سن ۱۳۵۶ھ یکم ستمبر سن ۱۹۳۷ء

(۱) الدر المختار، کتاب النکاح، باب الولی، ۴۰، سعید (۲) ایضا

(۳) اقرب الا ولیاء الی السراء فالاولین ثم الاخ لابی وام ثم الاخ لابی الہندیہ، کتاب النکاح، الباب الرابع، ۲۸۳، ناجیہ

(۴) فان لم یکن العصبۃ فالولی لایۃ لایام (الدر المختار، النکاح، باب الولی، ۷۸، سعید)

(۵) کیونکہ سوء اختیار کی وجہ سے ان کو حق ولایت نہیں رہے گا۔ وفقی الرد: حتی لو عرف من الاب سوء الاختیار لفسخہ او لطمہ لا یجوز عقدہ اجماعاً رد المختار، النکاح، باب الولی، ۶۶، سعید

(۶) ویبقد نکاح الحرۃ العاقلۃ بالغۃ برضاها وان لم یعقد علیہا ولی۔ (الحدیۃ، النکاح، باب فی الاولیاء، ۲۰، ۳۱۳، شمس علیہ)

(جواب ۱۳۰) ولی اقرب نے جب ولی اہد کے کئے ہوئے نکاح کو فسخ کر دیا اور لڑکی کو واپس لانے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوا تو اہد کا کیا ہوا نکاح باطل ہو گیا۔ (۱) اس کے بعد جب خاوند نے لڑکی سے وطی کی تو وہ وطی ناجائز واقع ہوئی اور جب لڑکی ولی اقرب کے قبضہ میں آگئی تو اب جدید فسخ کرانے کی ضرورت نہیں۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

ولی کا مجلس نکاح میں ہونا رضامندی پر دلالت نہیں کرتا

(ازسہ روزہ الجمعۃ مورخہ ۲ ستمبر سن ۱۹۲۵ء)

(سوال) ہندہ کے والد کا انتقال ہو چکا۔ اور اس نے اپنے چچا کی سرپرستی میں پرورش پائی ہے۔ جب ہندہ کی عمر تیرہ سال کی ہوئی تو اس کا نکاح زید سے کر دیا گیا۔ اس صورت سے کہ ہندہ کو نابالغ تصور کیا گیا۔ ہندہ اس وقت بیمار بھی تھی اس لئے اس کے دادا سے اجازت نکاح چاہی گئی مگر دادا زید کے ساتھ اس کا نکاح کرنے سے ناخوش ہیں اس لئے انکار کیا۔ تو ہندہ کے چچا نے ہندہ کی دای سے اجازت حاصل کر کے نکاح کر دیا۔ حالانکہ ہندہ کی والدہ بھی حیات ہے اور وہ بھی اس نسبت سے ناخوش ہے۔ مگر یہ بھی ہوا کہ ہندہ کے دادا اور والدہ ہر محفل نکاح میں شریک رہے۔ اب آٹھ ماہ کے بعد رخصتی کرنے کا قصد کیا گیا تو ہندہ انکار کرتی ہے۔ اور اس کی ماں اور دادا بھی اس سے متفق ہیں۔ کیونکہ زید کا چال چلن بہت خراب ہے۔

(جواب ۱۳۱) نکاح درست نہیں ہوا۔ کیونکہ ہندہ کی نابالغی کی صورت میں ولایت نکاح دادا کو حاصل تھا۔ (۲) اور جب کہ اس نے اجازت دینے سے انکار کر دیا تو نکاح درست نہیں ہوا۔ (۳) اور اگر ہندہ بالغہ تھی تو خود اس کی اجازت و رضامندی ضروری تھی۔ اگر اس کی خائف مرضی نکاح کر دیا گیا تو بھی ناجائز ہوا۔ (۴) دادا کے انکار صریح کے بعد اس کی شرکت مجلس قائم مقام اجازت کے نہیں ہو سکتی (۵) کیونکہ شرکت سے دلالت اجازت نکلتی ہے اور صراحت کے ہوتے ہوئے دلالت کام نہیں کر سکتی۔ (۶)

بالغہ لڑکی کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر صحیح نہیں

(الجمعۃ مورخہ ۲۲ ستمبر سن ۱۹۲۵ء)

(سوال) ہندہ نے اپنی پندرہ سالہ لڑکی کو اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر ایک دوسرے مقام پر لے جا کر لڑکی کے علم کے بغیر اس کا نکاح کر دیا۔ لڑکی کو جب اس کا علم ہوا تو موقع پاکر بھاگ کے اپنے باپ کے پاس چلی آئی اور پانچ برس ت واپس باپ کے پاس ہے۔ باپ اس کا نکاح پڑھانا چاہتا ہے مگر کوئی اس سے نکاح کرنے پر اس خیال سے تیار نہیں ہوتا کہ اس کا پہلا شوہر خلل اندازی نہ کرے۔

(۱) فلو زوج الا بعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ وفی الرد: فلولی الا اعتراض مالہ یرض صریحا او دلالۃ کفیض المہر ونحوہ۔ (رد المحتار، النکاح باب الولی، ۳، ۸۱، سعید)

(۲) ولی المرأة فی تزویجہا ابوہا وھو ولی الا ولیاء ثم الجد ابو الاب۔ (خاصۃ الفتاوی، کتاب النکاح، ۳، ۸۱، سعید)

(۳) فلو زوج الا بعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ۔ (رد المحتار، کتاب النکاح باب الولی، ۳، ۱۸، سعید)

(۴) ولا یجوز البالغۃ البکر علی النکاح لا تقطاع الولاية بالبلوغ۔ (رد المحتار، النکاح باب الولی، ۳، ۵۸، سعید)

(۵) فلا یكون سکوتہ اجازۃ لنکاح الا بعد وان کان حاضرا فی مجلس العقد مالہ یرض بالعقد صریحا او دلالۃ رد المحتار، کتاب النکاح، باب الولی، ۳، ۸۱، سعید) (۶) لان الصریح یفوق الدلالۃ۔ (رد المحتار، باب النکاح، ۳، ۵۷، سعید)

(جواب ۱۳۲) بالغہ لڑکی کا نکاح بغیر اس کی اجازت و رضامندی کے نہیں ہو سکتا۔ (۱) اور جب کہ لڑکی نکاح کی خبر پا کر اظہار ناراضی کے طور پر بھاگ آئی تو نکاح جو (بطور نکاح فضولی) منعقد ہوا تھا باطل ہو گیا۔ (۲) اور دوسرا نکاح اس کا بالاتل جائز ہے۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ،

ایجاب و قبول کے بغیر صرف شربت پر کلمہ پڑھ کر پلانے سے نکاح نہیں ہوتا
(الجمعیۃ مورخہ ۲۲ ستمبر سن ۱۹۲۵ء)

(سوال) ایک لڑکی نابالغہ عمر گیارہ ماہ اور لڑکا عمر ۵ سال کا نکاح شربت پڑھ کر کیا گیا تھا اور ان کو پایا گیا تھا۔ اب اس نکاح کو غرضہ دس سال کا ہو چکا ہے اور لڑکا نہایت بد چلن اور خدا و رسول سے بالکل ناواقف ہے۔ یہ نکاح درست ہو یا نہیں؟

(جواب ۱۳۳) اگر ان دونوں نابالغ بچوں کے باپوں نے ان کا نکاح کیا تھا اور باقاعدہ ایجاب و قبول ہوا تھا تو نکاح صحیح لازم ہو گیا۔ (۱) لیکن اگر دونوں میں سے کسی ایک فریق یا دونوں فریق کے باپ نے نکاح نہیں کیا بلکہ کسی اور جائز ولی نے نکاح کیا تھا تو نکاح صحیح تو ہو گیا مگر جس فریق کے باپ نے نکاح نہیں کیا ہے اس کو خیار بلوغ حاصل ہے یعنی وہ بالغ ہوتے ہی اگر انکار کر دے تو نکاح حکم قاضی فسخ ہو سکتا ہے۔ (۲) واضح رہے کہ دادا کا کیا ہوا نکاح باپ کے کئے ہوئے نکاح کی طرح فسخ نہیں ہو سکتا۔ دوسرے اولیا مثلاً بھائی، چچا وغیرہ کے کئے ہوئے نکاح فسخ ہو سکتے ہیں۔ اور اگر نکاح مذکور میں باقاعدہ ایجاب و قبول نہیں ہوا تھا بلکہ صرف شربت پر کلمہ وغیرہ پڑھ کر دم کر دیا اور زوجین کو پلا دیا تھا اور اسی فعل کو عقد نکاح سمجھ لیا گیا تھا تو درحقیقت یہ نکاح ہی نہیں ہوا۔ (۳)
بالغہ اپنا نکاح خود کر سکتی ہے، بھائی کی رضامندی شرط نہیں۔

(اخبار الجمعیۃ مورخہ ۲۶ نومبر سن ۱۹۲۵ء)

(سوال) زید، بحر خاندانی، ہم زلف ہیں۔ زید نے بحر کو اپنی لڑکی کے عقد کا اختیار دے دیا۔ زید مر گیا۔ زید کی زوجہ اپنے شوہر کے اقرار پر پابند ہے۔ لڑکی کی عمر ۱۴ سال ہے۔ زید کا لڑکا جو سولہ سال کا ہے اپنی والدہ کی مرضی کے خلاف ہے۔ آیا لڑکی اور والدہ عقد کی اجازت دیں تو شرعاً عقد جائز ہے؟

(جواب ۱۳۴) چودہ سال کی لڑکی اگر نابالغہ ہے تو اس کے نکاح کی ولایت (باپ کے انتقال کے بعد) اس کے بھائی کو ہے۔ (۱) لیکن اگر لڑکی بالغہ ہو گئی ہے (جو چودہ ۱۴ سال کی عمر میں ممکن ہے) تو خود لڑکی کی رضامندی اور اجازت سے

(۱) ویعقد نکاح الحرة العاقلۃ البالغة برضاها۔ (المندیۃ، کتاب النکاح، ۲، ۲۱۳ شریعہ علیہ)

(۲) لا یجوز نکاح احد علی بالغۃ صحیحۃ العقل من اب او سلطان بغیر اذنیہا بکراً کانت او ثیباً فان فعل ذلك فالنکاح موقوف علی اجازتہا، فان اجازتہ جاز وان ردته بطل۔ (المندیۃ، کتاب النکاح، الباب الرابع، ۱، ۲۸۷، ماجیدیہ)

(۳) وللولی النکاح الصغیر والصغیرۃ ولزم النکاح ولو بغیر فاحش ان کان الولی المزوج بنفسه ابا او جدًا۔ (الدر المختار، کتاب النکاح، باب الولی، ۳، ۶۶، سعیدی)

(۴) فان زوجهما الاب والجد فلا خیار لهما بعد بلوغهما وان زوجهما غیر الاب والجد فلیکل واحد منهما الخیار اذا بلغ ان شاء اقم علی النکاح وان شاء فسخ۔ ویشرط فیہ القضاء۔ (المندیۃ، کتاب النکاح، الباب الرابع، ۱، ۲۸۵، ماجیدیہ)

(۵) ان کان المجلس للوعود فوعده وان کان للعقد فکاح۔ (رد المحتار، کتاب النکاح، ۳، ۱۱، سعیدی)

(۶) واقرّب الاولیاء الی المرأة الا بان۔ ثم الاب ثم الجد ثم الاخ لاب وامہ۔ (المندیۃ، کتاب النکاح، الباب الرابع، ۱، ۲۸۳، ماجیدیہ)

اس کا نکاح ہو سکتا ہے۔ (۱) بھائی کی ولایت سے نکاح ہونا ضروری نہیں۔ نہ صحت نکاح کے لئے بھائی کی رضامندی شرط ہے۔ واللہ اعلم۔
محمد کفایت اللہ غفرلہ،

باطل نکاح کے فسخ کے لئے قضاء قاضی ضروری نہیں

(اخبار الموعیہ مورخہ ۲۲ جنوری سن ۱۹۲۶ء)

(سوال) ایک شخص کا دعویٰ ہے کہ میرا نکاح ہمراہ فلاں نابالغہ کے حقیقی ماموں نے بااجازت والد لڑکی مذکورہ کے کر دیا۔ اب لڑکی مذکورہ کے والد نے اور جگہ نکاح کر کے دے دیا۔ میرا نکاح بشرح صدر باقی ہے۔ لڑکی جواب میں کہتی ہے کہ میرا نکاح حالت باہرغ میں ہمارا مدنی کے بغیر اجازت والد کے ہوا۔ اور میں نے اس نکاح کو فسخ کر لیا۔ فیہ۔ والد نے علمائے ہندوستان کو لکھ بھیجا تھا کہ جو نکاح بغیر مرضی باپ دادا اور ان کی موجودگی کے کوئی ولی کر دیوے۔ فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں؟ علماء نے لکھ دیا ہے کہ فسخ ہو سکتا ہے۔ اس واسطے میں نے اور جگہ نکاح کر لیا اب اس معاملہ کی فوت عدالت تک پہنچ چکی ہے۔ عدالت کے نزدیک بھی نکاح ثابت ہو چکا ہے مگر فسخ میں جھگڑا ہے۔ مدعی کہتا ہے کہ اگر یہ نکاح میرا بعد البالوغ لڑکی مذکورہ سے ہوا ہے اور وہ نکاح سنتے ہی ناراض ہو گئی تو فسخ کرانے کی کیا ضرورت پڑی۔ فسخ کے لئے وجود نکاح کے انتہام کی ضرورت ہے۔ اور اگر قابل فسخ ہے تو فسخ کے لئے اتنا عذر کافی نہیں ہو سکتا۔ فیہ۔ خوانش وغیرہ تحریر و درخواست زوجین کے قاضی فسخ نہیں کر سکتا۔ بلکہ زوجین حاضر ہوں یا خاص کر ان کی تحریر موجود ہو تو قاضی ان دونوں کو حکم کرے کہ تم دونوں اور نکاح کرو۔ پہلا نکاح جاتا رہا۔ جب فسخ ہو سکتا ہے۔ فان زوجہما غیر الاب والجد فلیسما الخيار بعد البلوغ بشرط قضاء القاضی (ہدایہ) (۲) باقی روایات فقہ سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ اگر اس صورت میں دوسرا نکاح صحیح نہ ہوا تو پہلا اگر باقی ہے تو جس امام نے وہ نہ نکاح دیدہ و دانستہ پڑھ دیا ہے اور اس فسخ مانباہ کو اصلی فسخ سمجھ کر عمل درآمد کر لیا ہے۔ شرعاً اس کی کیا سزا ہے؟

(جواب ۱۳۵) اگر واقعہ یہ ہے کہ لڑکی پہلے نکاح کے وقت بالغہ تھی اور اس کی مرضی کے بغیر کسی نے اس کا نکاح کر دیا تو خود لڑکی کو یہ اختیار تھا کہ وہ اس نکاح کو قبول کرے یا نہ کرے۔ اگر لڑکی قبول نہ کرے تو نکاح باطل ہو جاتا ہے۔ خواہیوں کو کہ لڑکی نے ناراضی ظاہر کی ابتدا نکاح جاتا رہا۔ یا یوں کہ لڑکی نے نکاح فسخ کر دیا۔ دونوں کام مطالب ہمارے عرف میں ایک ہے۔ اس بطلان نکاح یا فسخ کے لئے قضاء قاضی شرط نہیں ہے۔ (۳) ہاں اگر لڑکی نابالغہ تھی اور نکاح باپ نے کیا تھا تو وہ نکاح لازم تھا۔ اب لڑکی کو اس کے فسخ کرنے کا بلکہ دعوائے فسخ دائر کرنے کا بھی حق نہیں۔ (۴) اور اگر نابالغہ ہونے کی صورت میں باپ دادا کے سوا کسی اور ولی نے نکاح کر دیا تھا اور باپ بھی لڑکی کا زندہ موجود تھا اور عاتب بھی نہیں تھا تو یہ نکاح باپ کی اجازت پر موقوف تھا۔ اگر باپ نے اجازت دے دی اور تسلیم کر لیا تو نکاح صحیح ہو گیا۔ اور اگر ناراضی کا اظہار کیا تو نکاح باطل ہو گیا یا یوں کہ کو کہ باپ نے فسخ کر دیا۔ (۵) البتہ اگر نابالغہ کا نکاح باپ نے کر دیا۔

(۱) وبعد نكاح الحرة العاقلة البالغة برضاها۔ (الہدیۃ، کتاب النکاح، باب فی، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲

کے سوا کسی ولی نے کیا ہو اور باپ اور دادا زائد نہ ہوں یا غیبت منقطعہ کے ساتھ غائب ہوں تو یہ نکاح لڑکی کی اجازت بعد بلوغ سے تام اور نافذ ہو جاتا ہے۔ لیکن لڑکی کو دعویٰ فسخ کا اختیار ہوتا ہے اور اس کے فسخ کے لئے قضائے قاضی کی ضرورت ہے۔ (۱)

صورت مسئلہ میں جو واقعہ ہو اس کے موافق حکم سمجھا جائے۔ نکاح پڑھانے والے نے اگر یہ سمجھ کر نکاح پڑھایا کہ پہلا نکاح جاتا رہا ہے تو اگر اس کی یہ سمجھ صحیح تھی تو اس کا یہ فعل بھی صحیح ہو اور نہ غلط۔ تاہم اس کے ساتھ سختی مناسب نہیں۔ محمد کفایت اللہ نغفر لہ،

باپ، بیٹی کا نکاح کروانے کے بعد اسے فسخ نہیں کر سکتا

(۱) معیہ مورخہ ۲ فروری سن ۱۹۲۶ء)

(سوال) ہندو نابالغہ عمر ۷ سالہ کا نکاح زید نابالغہ عمر ۸ سالہ کے ہمراہ ہندو اور زید کے حقیقی والد نے اپنی ولایت سے پڑھایا۔ بعد کسی وجہ سے ہندو کا باپ اس نکاح سے ناراض ہو گیا اور چاہتا ہے کہ میں نکاح فسخ کر دوں۔ تو کیا ہندو کا باپ کو فسخ نکاح کا مجاز ہے یا ہندو کو خود کسی وقت انفسان نکاح کا مجاز ہو سکتا ہے؟

(جواب ۱۳۶) باپ یا دادا کا کیا ہوا نکاح صحیح نافذ ہو جاتا ہے۔ (۲) نابالغوں کو جن کا نکاح ان کے باپ یا دادا نے کیا ہو بلوغ کے وقت خیار بلوغ حاصل نہیں ہوتا۔ (۳) باپ یا دادا خود بھی اپنے کئے ہوئے نکاح کو نابالغوں کی نابالغی کے زمانے میں یا بعد بلوغ فسخ نہیں کر سکتے۔ (۴) ہاں اگر کوئی ایسی صورت ہو جائے کہ ان کی وجہ سے نکاح فسخ ہو سکتا ہو تو یہ ایسے حالات فسخ کر لیا جاسکتا ہے۔ مثلاً غیر کفو زوج نے نابالغہ کے باپ کو دھوکا دے کر نکاح کر لیا ہو وغیرہ۔ (۵)

محمد کفایت اللہ نغفر لہ،

لڑکی کو پتہ چلا کہ شوہر کی دوسری بیوی بھی ہے تو کیا نکاح فسخ کر سکتی ہے؟

(۱) معیہ مورخہ ۲ دسمبر سن ۱۹۲۶ء)

(سوال) ایک لڑکی نابالغہ کا عقد حالت نابالغی میں ہوا۔ بعد بالغ ہونے کے اس کو معلوم ہوا کہ میرا شوہر دوسری عورت رکھتا ہے اور میرا گزارنا ہونا مشکل ہے۔ ایسی صورت میں وہ عقد ثانی کے بارے میں کیا کرے؟

(جواب ۱۳۷) اگر نابالغہ لڑکی کے باپ یا دادا نے اس کا نکاح کیا ہو تو نابالغہ کو بلوغ کے وقت خیار بلوغ حاصل نہیں ہوتا۔ ہاں اگر لڑکی کے کسی دوسرے ولی (مثلاً بھائی، چچا یا وغیرہ) نے نکاح کیا ہو تو لڑکی کو خیار بلوغ حاصل ہوتا

(۱) فان زوجہما غیر الاب والجد فلکل واحد مہما الخیار اذا بلغ (۲۸۵، ۲۸۶ ماہیت)

(۲) فلو زوج الا بعد حال فیاہم الا قرب بوقف علی اجازتہ۔ (الدر المختار، کتاب النکاح، باب الولی، ۳، ۸۱، سعید)

(۳) فان زوجہما غیر الاب والجد فلکل واحد مہما الخیار اذا بلغ (۲۸۵، ۲۸۶ ماہیت) (۴) ولزم النکاح ولو بغین ان کان الولی اما او جد۔ (الدر المختار، کتاب النکاح، باب الولی، ۱، ۶۶، سعید)

(۵) فان زوجہما الاب والجد فلا خیار لہما بعد بلوغہما۔ (المختار، کتاب النکاح، الباب الرابع، ۱، ۲۸۵، ماہیت)

(۶) اذا شرطوا الکفاء او اخبرہما بها وقت العقد فزوجوا علی ذلک ثم ظہر انہ غیر کفء کان لہما الخیار۔ (الدر المختار، کتاب النکاح، باب النکاح، ۳، ۸۱، سعید)

ہے، (۱) جسے وبالغ ہوتے ہی فوراً استعمال کر سکتی ہے۔ اور اگر فوراً استعمال نہ کرے تو وہ اختیار بھی قطع ہو جاتا ہے۔ (۲)
فقط محمد کفایت اللہ غفرلہ،

بالغہ اپنا نکاح خود کر سکتی ہے

(سوال) ایک لڑکی بالغہ باکرہ اپنی مرضی سے بلا موجودگی والدین کے نکاح پڑھنا چاہتی ہے تو کیا وہ عورت بلا والدین کے نکاح پڑھ سکتی ہے؟

(جواب ۱۳۸) بالغہ لڑکی خواہ باکرہ ہو یا ثیبہ اپنی مرضی سے نکاح کرے تو نکاح صحیح و نافذ ہو جائے گا۔ اگرچہ ایسی حالت میں کہ والدین زندہ ہوں ان کی اجازت کے بغیر نکاح کرنا مکروہ ہے تاہم نکاح کرے تو منعقد اور نافذ ہو جاتا ہے۔ (۳)
محمد کفایت اللہ غفرلہ،

مسلم پر کافر کو ولایت نہیں

(المجمعیۃ مورخہ ۱۰ فروری سن ۱۹۲۷ء)

(سوال) ایک نابالغہ مسلمہ کو ایک غیر مسلم نے بصیت والدین نابالغہ پرورش کیا ہے۔ اب اس غیر مسلم نے اس کا نکاح کر دیا ہے تو وہ نکاح صحیح ہو لیا نہیں؟

(جواب ۱۳۹) نابالغہ کا نکاح بغیر ولی کے درست نہیں ہوتا۔ (۲) اور غیر مسلم کو کسی حال میں مسلم پر ولایت حاصل نہیں ہوتی۔ (د) پس نکاح مذکور درست نہیں ہوا۔

باپ نکاح کروانے کے بعد فسخ کا اختیار نہیں رکھتا

(المجمعیۃ مورخہ ۲۲ اپریل سن ۱۹۲۷ء)

(سوال) ایک شخص اپنی دو نابالغ لڑکیوں کا باقاعدہ نکاح پڑھا دینے کے بعد رشتہ داروں کی باہم ناچاقی کی وجہ سے فسخ کرنا چاہتا ہے۔ دو لہماؤں میں سے ایک بالغہ اور ایک نابالغہ ہے۔ دلائل دونوں نابالغہ ہیں۔

(جواب ۱۴۰) باپ کو نابالغہ لڑکی کے نکاح کر دینے کا تو اختیار ہے مگر کرنے کے بعد نکاح فسخ کرنے کا اختیار نہیں۔

(۱) جو لڑکا بالغ ہے اس سے طلاق حاصل کر کے نکاح کو رفع کیا جاسکتا ہے مگر جو لڑکا کہ نابالغ ہے اس کے بالغ ہونے سے پہلے اس کا نکاح بحال قائم رہے گا۔ (۲)

ماں کے کئے ہوئے نکاح کو لڑکی بعد بلوغ فسخ کر سکتی ہے یا نہیں؟

(المجمعیۃ مورخہ ۲۲ جولائی سن ۱۹۲۷ء)

(۱) من زوجہما الاب والجد فلا خيار لهما بعد بلوغهما وان زوجهما غیر الاب والجد فلكل واحد منهما الخيار اذا بلغ۔ (الحنیۃ، کتاب النکاح، الباب الرابع، ۱، ۲۸۵، ماہدیۃ)

(۲) ثم خيار البكر يظل بالسكوت ولا يسند الى آخر المجلس۔ (الہدیۃ، کتاب النکاح، باب فی الاولیاء، ۲، ۳۱، شریعت طبع)

(۳) ثم نکاح حرة مكلفة بلا ولی، لا ینہا تصرف فی خالص حقها وھی من اهلہ لکونہا عاقلۃ بالغة وانما یطالب الولی بالتزوج کیلا تنسب الی الوقاحۃ۔ (المحرران، کتاب النکاح، باب الاولیاء، ۳، ۱۱، بیروت)

(۴) وھو ای الولی شرط صحة نکاح صغیر ومجنون۔ (الدر المختار، کتاب النکاح، باب الولی، ۳، ۵۵، سعید)

(۵) ولا ولاية لصغیر ولا مجنون ولا لکافر علی مسلم۔ (الحنیۃ، کتاب النکاح، الباب الرابع، ۱، ۲۸۳، ماہدیۃ)

(۶) واهله زوج عاقل، وفي الرد احتراز بالزوج عن سید العبد والذ الصغیر۔ (رد المحتار، کتاب الطلاق، ۳، ۲۳۰، سعید)

(۷) ولا یقع طلاق الصبی والمجنون۔ (الحنیۃ، کتاب الطلاق، ۱، ۳۲۹، ماہدیۃ)

(سوال) ایک لڑکی کی شادی نابالغی میں اس کی ماں نے اپنی مرضی سے کر دی تھی۔ اب لڑکی بالغ ہے۔ رخصتی نہیں ہوئی تھی اور اب وہ شوہر کے گھر جانے سے انکار کرتی ہے۔

(جواب ۱۴۱) جب کہ نابالغہ کی شادی اس کی والدہ نے کی تھی اس وقت کوئی ولی قریب موجود تھا یا نہیں، اگر تھا اور اس نے نکاح کی اجازت نہیں دی تھی تو نکاح ہی صحیح نہیں ہوا۔ (۱) اور نہیں تھا تو ماں کا کیا ہوا نکاح جب کہ لڑکی نے بالغہ ہوتے ہی ناراضی ظاہر کر دی ہو۔ حکم حاکم مجاز فسخ ہو سکتا ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ غفرلہ۔

اقرار نامہ پر عمل نہ کرنے سے نکاح فسخ نہیں ہوتا
(المجموعۃ موریہ ۲ اکتوبر سن ۱۹۲۷ء)

(سوال) لڑکی جس کی شادی بوقت نابالغ ہوئی تھی اور اس کے والدین نے اپنی مرضی سے شادی کی تھی۔ ولی حاضر تھا اس نے اجازت دی تھی۔ شوہر نے اقرار نامہ لکھ دیا تھا کہ لڑکی اس وقت نابالغ ہے اس لئے وہ اس سال تک اپنے نیکے میں رہ سکتی ہے۔ اس نے مبلغ دس روپے ماہانہ خوراک و دیگر اخراجات کے لئے دینا اقرار نامہ میں لکھ دیا تھا۔ اور یہ کہ میں کسی قسم کی تکلیف نہیں دوں گا۔ لیکن اس نے اقرار نامہ پر عمل نہیں کیا۔ یعنی ایک سال کے اندر ہی اس کو جبراً اپنے گھر لے گیا۔ جس رقم کا اقرار کیا تھا وہ ادا نہیں کی۔ اور بہت تکلیف دی۔ لڑکی ابھی نابالغ ہے اور نکاح سے ناراض ہے۔ اور طلاق لینا چاہتی ہے اور شوہر طلاق نہیں دینا چاہتا۔

(جواب ۱۴۲) اگر لڑکی نابالغہ کے باپ نے اس کا نکاح کیا تھا تو لڑکی کو نکاح کے فسخ کرانے کا حق نہیں ہے۔ (۳) ماں اگر کوئی اور وجہ ایسی ہو جس سے فسخ نکاح کی خواہش پیدا ہوئی ہو تو اسے بیان کرنا چاہئے۔ صرف نابالغی کا نکاح وجہ فسخ نہیں ہو سکتا۔ اقرار نامہ کی خلاف ورزی بھی فسخ نکاح کے لئے کافی وجہ نہیں ہو سکتی۔ (۴) اگر نباہ نہ ہو سکے کا اندیشہ ہو تو طلاق لینے کی صورت کرنی چاہئے۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ۔

باپ کے کئے ہوئے نکاح میں خیار بلوغ نہیں
(المجموعۃ مونیہ ۲ اکتوبر سن ۱۹۲۷ء)

(سوال) ایک نابالغہ لڑکی زید کے ساتھ منسوب ہوئی اور نسبت کے تین سال کے بعد زید کے ساتھ اس کا نکاح ہوا۔ لیکن لڑکی چونکہ نابالغہ تھی اس لئے بہ مجمع عام اس کے باپ کی ولایت سے نکاح ہوا۔ اب ہندہ کہتی ہے کہ بلوغ کے وقت ہم نے نکاح منسوخ کر دیا۔

(جواب ۱۴۳) باپ کا کیا ہوا نکاح لازم ہو جاتا ہے۔ نابالغہ کو بلوغ کے وقت یہ اختیار نہیں ہوتا کہ باپ کے کئے ہوئے نکاح کو فسخ کر سکے۔ (۵) اس لئے صورت مسئلہ میں لڑکی کے فسخ کرنے سے نکاح منسوخ نہیں ہوا۔

(۱) اخلو زوج الا قرب حال قیام الا بعد توقف علی اجازتہ۔ (الدر المختار، کتاب الزکاح، ۳، ۸۱، سعید)
(۲) وان زوج غیر الاب والجد فلیکل واحد منهما الخيار اذا بلغ ويشترط فيه القضاء۔ (المحندیہ، کتاب الزکاح، الباب الرابع، ۲۸۵، ماجہ)

(۳) فان زوجہما الاب والجد فلا خيار لهما بعد بلوغہما۔ (ایضاً)

(۴) ولا یبطل بالشروط الفاسد القرض والنکاح۔ (الدر المختار، کتاب الزکاح، ۳، ۲۸۹، سعید)

(۵) فان زوجہما الاب والجد فلا خيار لهما بعد بلوغہما۔ (المحندیہ، کتاب الزکاح، الباب الرابع، ۲۸۵، ماجہ)

دوسری شادی کرنے کی وجہ سے پہلی بیوی نکاح منہج کرانے کا حق نہیں رکھتی
(المعینہ مورخہ ۱۶ فروری سن ۱۹۳۶ء)

(سوال) ایک شخص نے اپنی نابالغ لڑکی کا نکاح ایک لڑکے سے کر دیا۔ وہ لڑکا اب اپنے ماں باپ کی خوشی سے ایک اور شادی کرنا چاہتا ہے اور اپنی پہلی بیوی کو بھی رکھنا چاہتا ہے۔ لڑکی کا باپ کہتا ہے کہ اگر تم اپنی دوسری شادی کرو گے تو ہماری لڑکی نابالغ ہونے پر تیار۔ نکاح سے انکار کر کے اپنی دوسری شادی کرے گی۔
(جواب ۱۴۴) لڑکی کو نابالغ ہونے پر محض اس وجہ سے کہ خاوند نے دوسری شادی کر لی ہے نکاح منہج کرانے کا حق نہیں ہوگا۔ (۱) الب کہ خاوند اس کو بھی روکنے اور اس کے حقوق ادا کرنے پر تیار ہو۔

محمد کفایت اللہ کاں اللہ ا۔

باپ کا نابالغ اولیٰ نکاح میں گواہ بن سکتا ہے

(المعینہ مورخہ ۲۴ جنوری سن ۱۹۳۹ء)

(سوال) زید نے اپنے لڑکے کی شادی بحر کی لڑکی سے کی اور بوقت نکاح کے زید کو بحر نے رشتہ کی یازندگی کی وجہ سے لڑکی کا ولی مقرر کیا۔ یعنی اپنا حق ولایت سپرد کیا۔ اور بحر ولی نہ بنا بلکہ گواہ بنا اور دوسرا ولی زید کے دوسرے لڑکے کو بنایا اور زید نے ہی ایجاب قبول کر لیا۔ یہ نکاح صحیح ہو یا نہیں؟

(جواب ۱۴۵) اگر بحر کی لڑکی نابالغ تھی تو یہ نکاح اس کی اجازت پر موقوف تھا۔ (۲) اگر اس نے اجازت دے دی تو وہ نکاح کو منظور کر لیا تو نکاح درست ہو گیا۔ اور اگر نابالغ تھی تو یہ نکاح اس لئے درست ہوا کہ لڑکی کا ولی جائز یعنی باپ اس نکاح سے راضی اور خود بطور شاہد مجلس عقد میں موجود تھا۔ اس لئے ایجاب یا قبول لڑکی کی طرف سے کسی نے کیا تو باپ کی طرف منسوب اور منتقل ہو جائے گا۔ (۳)

محمد کفایت اللہ کاں اللہ ا۔

(۱) مسمى وثلاث ورباع الفاطر ۱

عن ابی ہریرۃ قال - قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تسئل المرأة طلاق احتیاجا لتستفرغ صفحہا ولنسکح فانسا لہا ما قدر لہا۔ (ابو داؤد، کتاب الطلاق، ۱، ۳۱۳، الحدیث)

(۲) لا يجوز نکاح احد علی بالغۃ صحیحۃ العقل من اب او سلطان بغير اذنیہا فان اجازتہ جائز۔ (المعینہ، کتاب النکاح، الباب الرابع، ۱ - ۲۸، ماہیہ)

(۳) فی الدرر امر الاب رجلا ان یزوج صغیرتہ فزوجها عند رجل و امراتین والحال ان الاب حاضر، لانه یجعل عاقدا حکما وفی الرد: لان الوکیل فی النکاح سفیر و معبر ینقل عبارة المؤکل فاذا کان المؤکل حاضرا کان ماثرا لان العاقد یتقل الد و هو فی المجلس۔ (رد المحتار، کتاب النکاح، ۳ - ۲۴، سعید)

پانچواں باب

ایجاب وقبول

بدلے کا نکاح

(سوال) ایک شیخ نے اپنی نابالغ لڑکی کا نکاح ایک شخص کے لڑکے سے اس طرح کیا کہ مثلاً زید کی بیٹی بکر کے بیٹے سے اور بکر کی بیٹی زید کے بیٹے سے بیاہی گئی۔ اس طرح کا ایجاب وقبول صحیح ہو یا نہیں اور مہر اس کا ٹھیک رہا یا نہیں؟

پیدا تو جروا۔

(جواب ۱۴۶) صورت مسئلہ اگر دونوں لڑکیوں یا لڑکوں کا مہر بھی مقرر کیا گیا ہو تو یہ دونوں نکاح جائز ہو گئے۔ اور اگر مہر مقرر نہیں کئے گئے تاہم دونوں نکاح منعقد ہو گئے اور دونوں کے مہر مثل شوہروں کے ذمہ واجب ہو گئے۔ (۱) اور یہ فعل مکروہ ذیل (۲)

باپ نے بیٹے کی بجائے اپنے لئے قبول کر لیا تو کیا حکم ہے؟

(سوال) بکر نے اپنے بیٹے زید کا نکاح عمر ساڑھے تین سال مسماۃ ہندہ کے ساتھ جس کی عمر گیارہ سال کی تھی کیا۔ جس کو مہر مسماۃ آٹھ سال کا ہوتا ہے۔ چونکہ زید بچہ تھا جب نکاح کے وقت جلسہ میں لایا گیا تو رونے لگا۔ قاضی صاحب نے بکر سے کہا کہ تم اس کی طرف سے ایجاب وقبول کرو۔ پس قاضی صاحب نے بعد پڑھنے خطبے کے بکر سے کہا کہ مسماۃ فلاں بیٹی فلاں کو اس قدر زر مہر کے عوض میں نے تیرے عقد نکاح میں دیا۔ بکر نے اس کے جواب میں صرف یہ الفاظ ”میں نے قبول کیا“ کہے۔ تین مرتبہ ایسے ہی قاضی صاحب نے کہا اور بکر نے یہی جواب دیا۔ پس اس صورت میں مسماۃ ہندہ کا نکاح زید سے جائز ہو یا نہیں۔ اور جائز ہوا تو کس کے ساتھ؟ نیز یہ کہ عمر اب دس سال کی ہے لیکن پستہ قد اور منحنی ہونے کی وجہ سے چھ سال کا معلوم ہوتا ہے۔ ہندہ کی عمر اٹھارہ سال کی ہے۔ چونکہ زمانہ نازک ہے اس لئے گو اس کی عمرانی طور پر کی جاتی ہے لیکن اندیشہ ہے۔ لہذا اس کا دوسرا نکاح ہونا ضروری خیال کیا جاتا ہے۔ اس لئے گزارش ہے کہ مقابلہ شخص غیر زید کے والد بکر سے اس کا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۱۴۷) یہ نکاح زید کے ساتھ اس وجہ سے منعقد ہوا کہ ایجاب وقبول میں اس کا نام ہی نہیں لیا گیا اور اس کی طرف نسبت نہیں کی گئی۔ الفاظ کا مقصد یہ ہے کہ زید کے باپ بکر کے ساتھ یہ نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔ (۳) لیکن سوال میں یہ تصریح نہیں کہ قاضی صاحب نے ایجاب کے جو الفاظ کہے ہیں ان کی اجازت ہندہ کے کسی ولی جائز سے حاصل کی تھی یا نہیں۔ اگر اس کے ولی جائز کی اجازت سے یہ الفاظ کہے ہوں تو بکر کے ساتھ یہ نکاح بندہ

(۱) حتی لو لم یقل ذلك ولا معاده، بل قال زوجته بنتی علی ان تزوجنی بنتک فقبل او علی ان یکون بضع بنتی صداقک بنتک فلم یقبل الآخر، بل زوجه بنته ولم یجعلها صداقا فلم یکن شعارا بل نکاحا صحیحاً اتفاقاً وان وجب مہر المثل فی الكل۔ (روایت کتاب النکاح، باب مہر، ۳۰، ۱۰۱، سید)

(۲) وهو منہی عنه لخلوه عن المہر وفال فی الرد ای النہی محمول علی الکراهۃ والکراهۃ لا تووجب الفساد فیکون الشرع اوجب فیہ امرین الکراهۃ ومنہر المثل۔ (ایضاً)

(۳) لو قال ابو الصغیر لا بی الصغیر زوجت اسی ولم یزد شیئاً فقال ابو الصغیر قبلت يقع النکاح للاب هو الصغیر ووجب ان یحاط فیہ فبقول قبلت لا بی الفصح یموز النکاح علی الاب وان حدی بینہما مقدمات النکاح للابن هو المحار۔ لان الاب اصناف الی نفسه فلیت وہ یعلم بالاولی حکمہ ما ینکرو قوعہ حیث یقول زوج ابنتک لا سی فبقول له، زوجت، فبقول الاول قبلت فقع العقد للاب۔ (روایت کتاب النکاح ۳۰، ۲۶، سید)

منعقدہ ہو گیا۔ (۱) اور بلا اجازت استعمال کئے جس تو یہ نکاح فضولی ہوا جو ولی کی اجازت پر موقوف تھا۔ اگر ولی نے اجازت دی ہو تو جائز نہ باطل ہے۔ (۲) ہاں اگر سر نو بصر کے ساتھ بندہ کا نکاح ہو سکتا ہے۔ (۳) کیونکہ اس کے بیٹے زید کے ساتھ بہر حال نکاح منعقد نہیں ہوا ہے۔ (۴) واللہ اعلم۔

گوئے کا نکاح

(سوال ۱) ایک شخص گوئے کا ہے اس کا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اگر ہو سکتا ہے تو ایجاب و قبول کس طرح ہو؟ (۲) وہی گوئے اگر کسی پیر کا مرید ہو تو ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اگر ہو سکتا ہے تو کس طرح ہو؟ ۲۱۲ حافظ رفیع الدین امام مسجد محلہ کانٹھیل۔ ضلع مشرقی خاندیش۔ ۲ ذی قعدہ سن ۱۳۵۲ھ (جواب ۱۹۹) گوئے کا اشارے سے ایجاب و قبول کر سکتا ہے۔ قبول کرنے کا اشارہ جس کو سب لوگ سمجھتے ہوں کہ یہ قبول کر رہا ہے کافی ہو گا۔ (۲) مرید ہو سکتا ہے اور بیعت کرنے کے لئے قبول کرنے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔

الجواب صحیح۔ حبیب المرسلین غفری عنہ نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لا،

نکاح کے وقت لڑکی کا دوسرا نام لیا تو کیا نکاح ہو یا نہیں

(سوال ۱) ایک شخص کی دو لڑکیاں ہیں۔ بڑی لڑکی کا نام کلثوم عرف اح۔ چھوٹی کا نام حوا عرف حبیبہ رض حبیبہ فی جہ۔ حفیظ نام سے بلایا کرتے ہیں۔ اتفاقاً بڑی لڑکی کے نکاح کے موقع پر باپ نے اس کے نام کو کسی وجہ سے نامناسب سمجھ کر بجائے کلثوم کے حافظ نام رکھا اور باقاعدہ حاضرین مجلس کے روبرو نکاح کر دیا۔ بروقت نکاح جدید نام حافظ لیا گیا۔ اور دفتر نکاح میں بھی یہی نام درج کیا گیا۔ یہ نکاح صحیح ہو یا نہیں؟ زید کہتا ہے کہ چھوٹی لڑکی کا نکاح ہوا کیونکہ چھوٹی لڑکی حفیظ نام سے مشہور ہے اور حافظ غیر مشہور نام حفیظ کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے اور باپ کو ایک مرتبہ نام رکھنے کے بعد دوسری مرتبہ نام تبدیل کرنے کا حق نہیں ہے۔

المستفتی نمبر ۱۴۹ پی ۱۴۹ (ایس کنارا) ۲۱ ربیع الاول سن ۱۳۵۴ھ ۲۴ جون سن ۱۹۳۵ء (جواب ۱۵۰) حافظہ چونکہ پہلے سے کسی لڑکی کا نام معروف نہیں تھا اس لئے دونوں میں سے کسی کا نکاح منعقد نہیں ہوا۔ (۱) یہ صحیح نہیں کہ حافظہ کون سے حفیظ کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے اور باپ کو ایک مرتبہ نام رکھنے کے بعد دوسری مرتبہ نام تبدیل کرنے کا حق نہیں ہے۔

(۱) وللولی النکاح الصغیر والصغیرۃ (الدر المختار، کتاب النکاح باب الولی، ۳، ۶۵، سعید)

(۲) ونکاح عدد و امة بغير اذن السيد موقوف علی الا جازة کنکاح الفضولی توقف عقوده کلیہا ان لینا مجیز حالة العقد والاطن (الدر المختار، کتاب النکاح باب النکاح، ۳، ۹، سعید)

(۳) واصل لکم ماوداء ذلکم (اشرا، ۲۴)

(۴) والہ بالانہ

(۵) ففی کافی للحاکم الشہید مانصہ فان کان الآخرس لا یکتب وکان له اشارة تعرف فی طلاقہ ونکاحہ وشرانہ وبعده فیر جائز۔ (رد المحتار، کتاب الطلاق، ۳، ۲۶۱، سعید)

(۶) رجل له ابنت واحدة واسمها عائشہ فقال الاب وقت العقد زوجت ملک ابنتی فاطمة لا یتعقد النکاح بینہما رجل له ابنت اسم الکبریٰ منہما عائشہ واسم الصغریٰ فاطمة قال زوجت ابنتی الکبریٰ فاطمة فقال الزوج قلت، قالوا لا یجوز نکاح واحدة منہما۔ (التمیہ علی الحدیث، کتاب النکاح، ۱، ۳۲۴، ماہد)

قبول کر دیا جائے۔ باپ کو نام بدلنے کا حق ہے۔ لیکن تبدیل کے بعد جب تک وہ نام مشہور نہ ہو جائے اس پر احکام جاری نہ ہوں گے۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ ا۔

ولی کا ایجاب و قبول بالغ کی اجازت پر موقوف ہے

(سوال) ایجاب و قبول ایک وقت میں عدم موجودگی زوجین کے کئے جاتے ہیں۔ بذریعہ ولیوں کے حالانکہ ہر دو بالغ ہیں۔ ولی زوج نے گھر جا کر زوج کو بالکل قبول نہ کر لیا ہو صرف زوجین کے سکوت سے حق زوجیت ثابت ہو گیا نہ؟

المستفتی نمبر ۱۱۳۹۹ اللہ وادخال و قاضی محمد عالم، راجہ محمد باقر، نجیب علی صاحب

(راولپنڈی ۴ جمادی الثانی سن ۱۳۵۵ھ ۲۳ اگست سن ۱۹۳۶ء)

(جواب ۱۵۱) ولی جائز مجلس نکاح میں اگر ایجاب و قبول کرے اور زوجین میں سے کوئی حاضر نہ ہو تو نکاح ہو جاتا ہے۔ (۲) اور زوجین بالغین کے قبول پر یعنی ان کی اجازت پر موقوف ہوتا ہے۔ اگر زوجین بالغین نے نکاح کی خبر پانے پر رد نہیں کیا اور کوئی فعل ایسا کر لیا جس سے اجازت سمجھی جاتی ہو تو نکاح قائم رہتا ہے۔ البتہ اگر کوئی ایسی بات کریں جس سے ناراضی ظاہر ہوتی ہو یا زبان سے رد کر دیں تو رد ہو جاتا ہے۔ (۳) بالغہ باکرہ کو ولی قریب خبر دے تو اس کا سکوت بھی رضامندی کے قائم مقام ہے۔ (۴)

محمد کفایت اللہ کان اللہ ا۔

بالغہ عورت اگر نکاح کے وقت انکار کر دے تو نکاح نہیں ہوگا۔

(سوال) ایک شخص محمد کی لڑکی منہا شرم خاتون عاقل بالغ موجود ہے۔ محمد غیر برادری میں لین دین کرنا چاہتا تھا۔ اس کے شریک قوم غلام حیدر نے اس کے پیر کو کہا کہ اس کو منع کر دو کہ غیر برادری میں لین دین نہ کرے۔ محمد نے کہا کہ برادری میں مجھ سے لین دین کوئی نہیں کرتا۔ غلام حیدر نے کہا کہ میں کرنا چاہتا ہوں پیر صاحب نے اجازت دے دی۔ غلام حیدر نے جمع کر کے پانچ نکاح یکجا پڑھانے شروع کئے۔

(۱) غلام رسول کی لڑکی اللہ و سایا کا لڑکا جو ہر دو نابالغ تھے والدین کے ایجاب و قبول سے نکاح ہوا۔

(۲) اللہ و سایا کی لڑکی نابالغ بہ ایجاب والد کے محمد حسین بالغ کے ساتھ ہوا۔

(۳) اللہ و سایا کی لڑکی محمد کا لڑکا جو ہر دو نابالغ بہ ایجاب و قبول والدین نکاح ہوا۔

(۱) کما قال الخصاف رحمۃ اللہ تعالیٰ : جاریۃ سمیت فی صغرها باسم کبرت سمیت باسم آخر قال : لا تزوج باسمینا الاول اذا صارت معروفۃ بالاسم الآخر۔ (الفتاویٰ : کتاب الطلاق، ۱، ۳۲۳، ماجدیہ)

(۲) لا يجوز نکاح احد علی بالغۃ صحیحۃ العقل من اب او اسلطان بغیر اذنیها بکراً کانت او نیبا فان فعل ذلك فالنکاح موقوف علی اجازتیها، فان اجازته جاز وان رده بطل۔ (الہندیہ، کتاب النکاح، الباب الرابع فی الاولیاء، ۱، ۲۸۷، ماجدیہ)

(۳) واذا قال لیا الولی اريد ان ازوجک من فلان بالف فسکت ثم زوجها فقالت لا ارضی او زوجها ثم بلغها الخبر فسکت فالسکوت منها رضا فی الوجهین جميعا اذا کان المزوج الولی۔ (الہندیہ، کتاب النکاح، الباب الرابع، ۱، ۲۸۷، ماجدیہ)

وفی الہدایۃ فاذا استاذنہا الولی فسکت او ضحکت فهو اذن لقوله علیہ الصلوۃ والسلام: البکر تستامر فی نفسها فان سکت فقدر ضیت۔ (الہدایۃ، ۲، ۳۱۴، شریعت مطبوعہ)

فاذا استاذنہا الولی فسکت او ضحکت فهو اذن لقوله علیہ الصلوۃ والسلام البکر تستامر فی نفسها فان سکت فقد رضیت۔ (الہدایۃ، ۲، ۳۱۴، شریعت مطبوعہ)

(۴) النکاح ینعقد بالا ایجاب والقبول، لانه عقد۔ (الجوہرۃ فی تفسیر کتاب النکاح، ۲، ۱۷۱، مدلولیہ)

(۴) امام حیدر کی لڑکی اللہ وسایا کا لڑکا ہو وہ نابالغ باہیجاب قبول والدین نکاح ہوا۔

(۵) محمد کی لڑکی شرم خاتون خایہ محمد کا لڑکا رحیم بخش ہر دو بالغان کا نکاح شروع ہوا۔ رحیم بخش شادی شدہ کھر آباد تھا۔ وقت ایجاب محمد اور اس کی عورت اور لڑکی شرم خاتون نے انکار کر دیا کہ اگر امام حیدر کے لڑکے سے نکاح ہو تو رضا مند ہیں ورنہ ہرگز نکاح منظور نہیں۔ سخت واویلا ہو گیا تو محمد کا سالہ محمد حسین نے سونالے ایام محمد کے عورت اپنی ہمیشہ بیکہمان اور بھانجی شرم خاتون کو خوب مارا اور محمد کو سخت دشنام دیئے۔ فساد برپا ہو گیا۔ ملائے اس وقت یہ نکاح نہ پہنچا۔ پھر صبح کو اسی طرح جمع ہوا اور ایجاب کے لئے ملا، وکیل، دو گواہ، مامول محمد حسین والد محمد لڑکی کے پاس گئے۔ محمد حسین نے لڑکی کو دھمکی دی اور ملائے دریافت کیا تو اس کے منہ سے نکاحی ہاں۔ اس پر مشورہ ہو کیا۔ نکاح ہو گیا۔ یہ سب نکاح ملائے ار کے مارے کتاب نکاح خوانی میں کہ ہمیں رحیم بخش منظور ہے درج نہ لے اور نہ کسی نکاح کا لگو نکاح و نکاح و وارثان وغیرہ نکاح کیا گیا۔ عورت اور اس کی والدہ کا بیان ہے کہ بطور استغنام لفظ جی کہا ہے نہ کہ جی ہاں۔ حاضرین میں سے بعض کہتے ہیں کہ لفظ جی کہا ہے اور بعض آدمی کہتے ہیں کہ جی ہاں کہا ہے۔ اب اس کی شہادی دہنے میں تنازعہ ہے۔ آیا نکاح شرم خاتون و رحیم بخش جائز ہے یا نہیں۔ اور باقی نکاح بھی جائز ہیں یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۶۶۹ عبد اللہ (ماتان) ۴ جمادی الثانی سن ۱۳۵۶ھ ۱۲ اگست سن ۱۹۳۷ء (جواب ۱۵۳) شرم خاتون و رحیم بخش کے نکاح کے عاودہ اور نکاحوں میں تو کوئی بات ایسی مذکور نہیں جن سے نکاح نہ ہونے کا شبہ ہو تا رہے۔ لہذا وہ نکاح تو ہو گئے۔ والدین کے ایجاب قبول سے یا شوہر کے قبول سے اور والد کے ایجاب سے نکاح ہو گئے۔ شرم خاتون یہ نہ کہ بالغہ تھی اس لئے اس کی اجازت ضروری تھی اور اگر اس کو خاوند کا نام اور مہر بتایا گیا ہو اور اس نے صاف سے مت منظور دی ہو تو نکاح ہوا ورنہ نہیں کیونکہ اسی شخص سے وہ پہلے نکاح ونا منظور کر چکی ہے۔ لہذا اب دوبارہ صاف سے مت منظور سے نکاح ہو گا۔ (۲) اور اگر اس نے صرف لفظ جی کہا ہے اور رحیم بخش سے قبول کرانے کا بھی حال میں ذکر نہیں تو اس صورت میں انعقاد نکاح کا حکم نہیں دیا جاسکتا۔ (۳)

محمد کفایت اللہ کان ائمہ۔

الجواب صحیح ضیاء الحق غفرلہ۔ مدرسہ امینیہ دہلی

ایجاب قبول سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے و مستحظ کی ضرورت نہیں

(سوال ۱) ایک لڑکی جس کی عمر ۱۱ سال ہے جس کا نکاح ایک لڑکے کے ساتھ ہوا جس کی عمر ۱۳-۱۴ سال ہے نکاح درست و جائز ہو گیا یا نہیں۔ کیونکہ وقت نکاح لڑکی کے ولی اور نہ لڑکے کے ولی کے نکاح میں مستحظ نہیں ہیں۔ ان لڑکیوں کے دستخطوں کے۔

المستفتی نمبر ۸۸۱ آرام حسین پوسٹ مین، تاج گنج (آمرہ) ۵ شعبان سن ۱۳۵۶ھ، ۱۱ اکتوبر سن ۱۹۳۷ء

(۱) قولہ النکاح ان کان الولیٰ اما اوحدا (الدر المختار، کتاب النکاح، باب الولی، ۳، ۶۶، سعید)
(۲) لا يجوز أحد علی بالغه صحیحۃ العقل من اب او سلطان بغیر اذ نہا بکرا کانت اولیٰا فان فعل ذلك فالنکاح موقوف علی احازیب دن اجازتہ جائز وان ردہ بطل۔ (سندیہ، کتاب النکاح، الباب الرابع، ۱، ۳۸، ماجدیہ) وفي الدر فان استاذ یت غیر الوی صرف فلا عیوۃ لسلوکہا بل لا بد من القول کالسب۔ (الدر المختار، کتاب النکاح، باب الولی، ۱، ۶۲، سعید)
(۳) ومن شرائط الايجاب والقول اتحاد المجلس (الدر المختار) وفي الرد: فلو اختلف المجلس لم یعتقد. فلو اوجب احدهما ففاد الآخر واشتغل بعمل آخر بطل الايجاب۔ (رد المختار، کتاب النکاح، ۳، ۱۲، سعید)

(جواب ۱۵۴) اگر ایجاب قبول دونوں نابالغوں کے ولی نے کیا تو نکاح صحیح ہو گیا دستخط ہوں یا نہ ہوں (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ اعلم، دہلی

قاضی نے باپ کی موجودگی میں نابالغ سے ایجاب و قبول کر لیا تو نکاح ہو گیا۔

(سوال) زید نابالغ کا نکاح ہندہ نابالغہ سے ہوا تھا۔ مجلس نکاح میں زید کا باپ موجود تھا مگر قاضی نے زید ہی سے ایجاب و قبول کر لیا اس کے باپ سے نہیں کروایا تھا تو یہ نکاح درست ہو یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۰۰۲ حکیم نظام الدین ضلع ہزاری باغ۔ ۵ رمضان سن ۱۳۵۶ھ م ۱۰ نومبر سن ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۵۵) اگر ایجاب قبول نابالغ لڑکے نے باپ کی موجودگی میں باپ کی رضامندی سے کیا تو معتبر ہے اور نکاح منعقد ہو گیا۔ (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ اعلم، دہلی

ولی کے ایجاب و قبول سے نابالغ کا نکاح منعقد ہو جاتا ہے

(سوال) ایک شخص اپنی نابالغ لڑکی کا نکاح لڑکی کی رضامندی سے ایک تین سال کی عمر کے لڑکے سے کر دیتا ہے۔ چند روز بعد فریقین علماء سے دریافت کرتے ہیں کہ ایسی صورت میں یہ لڑکا آیا طلاق دینے کا اختیار رکھتا ہے یا نہیں۔ اس قسم کے فتوے طلب کر دینے کے بعد بلا آخر لڑکے کے نکاح کو کالعدم تصور کر کے لڑکے سے بلا طلاق حاصل کئے لڑکی کا نکاح ایک دوسری جگہ کر دیتے ہیں اور غدر گناہ یہ تراشتے ہیں کہ چونکہ لڑکا وقت نکاح بالکل بچہ تھا اس لئے شرعاً لڑکے کا نکاح ہی پایہ تکمیل تک نہیں پہنچ سکا۔

اب قابل استفتاء یہ امر ہے :-

(۱) کیا حدیث یافتہ یا اقوال صحابہ میں کہیں کوئی اس قسم کی جزئی مل سکتی ہے جس سے یہ مفسر شیعہ کہے کہ وقت نکاح اگر لڑکا بالکل شیر خوار ہو تو اس کا نکاح کالعدم ہوگا۔

(۲) مذکورہ بالا صورت میں نکاح اول معتبر ہو گیا کہ ثانی۔ صورت مذکورہ میں نکاح خوان اور حاضرین مجلس کے اپنے نکاح باقی رہیں گے یا ان کو تجدید نکاح ضروری ہے۔

(۳) اگر ان پر تجدید نکاح اور توبہ از سرحد ضروری ہو اور وہ ایسا نہ کریں تو ان کے ساتھ کھانا پینا اور دیگر مجلسی و خانگی تعلقات کرنے شرعی کیسے ہیں؟

المستفتی نمبر ۲۰۹۵ ایم حافظ عبدالستار صاحب (ماٹان) ۴ شوال سن ۱۳۵۶ھ م ۸ دسمبر سن ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۵۶) لڑکے کی طرف سے قبول کرنے والا اگر کوئی ولی یا فضولی موجود تھا اور اس نے ایجاب قبول کیا تھا تو نکاح درست ہو گیا۔ اور اگر لڑکے نے خود قبول کیا یعنی اس کی زبان سے کلمہ ادا کیا تو نکاح صحیح نہیں ہوا۔ (۳)

پسلی صورت تھی تو نکاح قائم ہے اور دوسرا نکاح صحیح نہیں ہوا۔ (۴)

(۱) وینعتقد بالاحباب و قول کز وحت نفسی او بنتی او مو کلینی۔ (الدر المختار، کتاب النکاح، ۳۰، ۵، معید)

(۲) وھو ای الولی شرط صحیحۃ نکاح صغیر و محنون۔ (الدر المختار، کتاب النکاح، باب اولی، ۳، ۵۵، معید)

(۳) فلا یعتقد نکاح المسجون و النسی الذی لا یعقل۔ (المحندیہ، کتاب النکاح، الباب الرابع، ۱، ۲۸، ماجدیہ)

(۴) لا یحور للرجل ان یتزوج زوجۃ غیرہ۔ (المحندیہ، کتاب النکاح، الباب الرابع، ۱، ۲۸، ماجدیہ)

دوسرا نکاح پڑھانے والوں کا بیان لیا جائے کہ انہوں نے کس بنا پر دوسرا نکاح پڑھایا تھا تو پھر کوئی حکم دیا جاسکتا ہے۔

فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

ایجاب میں ”دی جاتی“ ہے کہنے سے نکاح منعقد ہوایا نہیں

(سوال) ایک شخص وکیل بالنکاح مقرر ہو کر جمع دو گواہ کے آیا اور اس نے ان الفاظ میں اپنی وکالت کا اظہار فرمایا کہ مجھ کو عبداللہ نے اپنی لڑکی صابرہ کا وکیل بالنکاح مقرر کیا ہے جس کے یہ دونوں گواہ ہیں (گواہان کی طرف اشارہ کر کے بتلایا) اور گواہان نزدیک ہی موجود تھے۔ وکیل بالنکاح نے ان الفاظ میں ایجاب و قبول کرایا (مسماۃ صابرہ دختر عبداللہ کی بہو جس کا پانچ سو روپے کے آپ کی زوجیت میں دی جاتی ہے قبول کیا؟)

اس کے جواب میں نو شہ نے کہا (قبول کیا) اس طرح سے تین بار مذکور الصدر عبارت میں ایجاب و قبول ہوا۔ اب مولوی عبدالمنان صاحب فرماتے ہیں کہ یہ نکاح درست نہیں ہوا کیونکہ مضارع مجہول کے صیغہ سے ایجاب کرایا گیا۔ کیونکہ (دی جاتی ہے) مضارع مجہول ہے اور مضارع مجہول سے ایجاب درست نہیں لہذا تجدید نکاح کی ضرورت ہے اور مولوی عبد الجبار صاحب فرماتے ہیں کہ نکاح صحیح و درست ہو گیا تجدید نکاح کی ضرورت نہیں ہے (دی جاتی ہے، قبول کیا) مضارع اور ماضی دونوں معنوں کا مجموعہ ہے بلکہ آخر کا فعل فعل ماضی ہی ہے۔ (دی جاتی ہے، قبول کیا) اور قبول کا فعل بھی فعل ماضی ہی ہے (قبول کیا) لہذا بطریق احسن ایجاب و قبول ہوا اور نکاح کی درستی میں تو کوئی کام و شک و شبہ ہی نہیں ہے۔ بہر کیف دونوں حضرات میں کون صاحب صائب ہیں اور کون صاحب مخطی۔ نکاح صحیح ہوایا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۳۱۴ منظور احمد ضلع پٹنہ ۱۴ ربیع الثانی سن ۱۳۵۷ھ م ۱۴ جون سن ۱۹۳۸ء (جواب ۱۵۷) صحیح عبارت ایجاب کی یہ تھی، کہ مسماۃ صابرہ دختر عبداللہ کو بعض پانچ سو روپے (سما) مہر کے میں نے تمہاری زوجیت میں دیا۔ دی جاتی ہے بے شک مضارع مجہول ہے اور قبول کیا ایجاب میں شامل نہیں وہ نواستغنام ہے یعنی کیا تم نے قبول کیا اور استغنام ایجاب نہیں۔ اگرچہ یہ نکاح منعقد ہو گیا (۱)

کیونکہ صیغہ حال جب کہ اس سے انشاء کے معنی مراد ہوں قائم مقام ماضی کے ہو جاتا ہے اور دینے والا ذکر وکالت سے متعین ہو جاتا ہے تاہم احتیاطاً تجدید ایجاب و قبول کر لینا بہتر ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

مرد عورت دو گواہوں کے سامنے آپس میں ایجاب قبول کر لیں تو نکاح درست ہے

(سوال) ایک شخص ہے جو عمر میں قریباً ۵۵ سالہ ہے اور صاحب اولاد ہے اور اس کی اہلیہ جو نہایت شریف و متعذر عورت ہے مگر اس عورت اور اولاد کی موجودگی میں اپنی بیچازادہ بمشیرہ جو قریباً عمر میں چالیس سالہ ہے اور وہ بھی صاحب اولاد ہے اور خدا کے احکام کو اچھی طرح سمجھنے والی ہے اس سے اپنی محبت کا اظہار کر چکا ہے مگر لڑکی پہلے تو بالکل رضامند نہ تھی مگر اب راضی ہو گئی ہے اور ہر دو نے پہلے تو تنہائی میں قرآن پاک کو ہاتھ میں لے کر اور خدا کو گواہ بنا کر

اس مرد نے عورت کو اپنی زوجہ قبول کر لیا اور عورت نے اس کو اپنا شوہر مان لیا۔ یہ دونوں اس نکاح کو اپنی اولاد اور دیگر اقرباء سے خفیہ رکھنا چاہتے ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ خدا بھی ہم سے ناراض نہ ہو۔ اس کے اقرباء یہ بھی کہتے ہیں کہ تم نکاح کا اقرار کرو مگر وہ ہر دو اس بات کا جواب ہاں اور ناں میں نہیں دیتے بلکہ خاموش ہو جاتے ہیں۔ ان کی آپس میں محبت بے حد ہے اس لئے وہ مفارقت کو برداشت نہیں کر سکتے۔ عورت اور مرد نے دو معزز اور صالح علم دار اشخاص کی موجودگی میں شوہریت اور زوجیت کا اقرار کر لیا ہے۔ کیا ان حالات میں یہ نکاح نکاح ہو سکتا ہے اور ایسی صورت میں اگر وہ مباشرت کر سکیں تو ان کو خدائی گرفت تو نہیں ہوگی؟

المستفتی نمبر ۲۳۹۸ گل محمد خاں صاحب لدھیانہ ۲۲ جمادی الثانی سن ۱۳۵۷ھ ۲۰ اگست سن ۱۹۳۸ء (جواب ۱۵۸) اگر ان مرد و عورت نے صالح شخصوں کے سامنے ایجاب و قبول کر لیا ہے تو ان کا آپس میں عقد ہو گیا اور یہ باہم مباشرت کر سکتے ہیں۔ (۱) بشرط یہ کہ عورت منکوحہ و معتدہ نہ ہو۔ (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

نابالغ کا ایجاب و قبول ولی کر سکتا ہے

(سوال) آٹھ سال کا بچہ اگر ایجاب و قبول کرے تو نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟ کیا اس کے ولی شرعی کو بھی ایجاب و قبول کرنا ضروری ہے؟

(جواب ۱۵۹) نابالغ بچہ سے ایجاب و قبول کرنا فضول ہے۔ اس کے ولی سے کرنا ضروری ہے۔ (۳)

محمد کفایت اللہ غفرلہ، مدرسہ امینیہ دہلی

صرف شہرت پر کلمہ پڑھ کر پلانے سے نکاح نہیں ہوتا

(سوال) ایک لڑکی نابالغ عمر گیارہ ماہ اور لڑکا عمر ۵ سال کا نکاح شہرت پڑھ کر کیا گیا تھا اور ان کو پایا گیا تھا۔ اب لڑکا بد چلن نکلا۔ اس نکاح کو دس سال ہو چکے ہیں۔

(جواب ۱۶۰) اگر ان دونوں نابالغ بچوں کے باپوں نے ان کا نکاح کیا تھا اور باقاعدہ ایجاب و قبول ہوا تھا تو نکاح صحیح لازم ہو گیا۔ (۴) اور اگر نکاح مذکور میں باقاعدہ ایجاب و قبول نہیں ہوا تھا بلکہ صرف شہرت پر کلمہ وغیرہ پڑھ کر دم کر دیا اور زوجین کو پایا دیا تھا اور اسی کو عقد نکاح سمجھ لیا گیا تھا تو درحقیقت یہ نکاح ہی نہیں ہوا۔ (۵) محمد کفایت اللہ غفرلہ،

صحت نکاح کے لئے قاضی یا وکیل کا ہونا شرط نہیں

(سوال) زید نے ایک عورت سے نکاح کیا۔ اس وقت صرف دو حضرات حاضر مجلس تھے۔ ہر دو صاحب کو گواہ لڑنا

(۱) ویعتقد بالاحاب من احدهما وقبول من الآخر و شرط حضور شاهدين حرين او حر و حرتين سامعين قولهما معا۔ (الدر المختار کتاب النکاح، ۳، ۳۱، سعید)

(۲) لايجوز للرجل ان يتزوج زوجة غيره۔ (المحذیۃ، کتاب النکاح، الباب الرابع، ۱، ۲۸۰، ماجدیہ)
(۳) وهو ای الولی شرط صحة نکاح صغير و مجنون۔ (الدر المختار، کتاب النکاح، باب الولی، ۳، ۵۵، سعید) وفي الرد: والصبی کالعبد لو باع الصبی ماله او اشتری او تزوج توقف علی اجازة الولی۔ (الدر المختار، کتاب النکاح، باب النکاح، ۳، ۹۷، سعید)
(۴) ولرد النکاح ولو بغین فاحش ان کان الولی ابا او جدا۔ (الدر المختار، کتاب النکاح، باب الولی، ۳، ۶۶، سعید)
(۵) (سئل فیما اذا حطب زید لابنہ الصغیر بنت عمرو الصغیرة وقراء الفاتحة ولم یجر بينهما عقد شرعی فهل لایکون مجرد القراءۃ نکاحاً؟) الجواب نعم۔ (فتاویٰ البامدیۃ، مسائل و فتاویٰ، باب النکاح، ۱، ۲۹، قنجدار، انفالستان)

کیا۔ گواہوں نے عورت سے دریافت کیا کہ وہ وضو نہ کر رہی ہے کہ ساتھ نکاح کرنے کے لئے راضی ہو۔ عورت نے قبول کیا۔ اور طہر فین سے بھی ایجاب و قبول ہوا۔ زید نے خطبہ نکاح پڑھا کیا یہ نکاح درست ہے۔ کیونکہ نہ وکیل تھا نہ قاضی۔

(جواب ۱۶۱) جب کہ زوجین نے دو شخصوں کے سامنے ایجاب و قبول کیا تو نکاح درست ہو گیا۔ (۱) وکیل یا قاضی کا ہونا صحت نکاح کی شرط نہیں ہے۔

فیظ محمد کفایت اللہ فخر لہ،

کیا لڑکی کے لکھے ہوئے خط میں ”شوہر“ لکھنے سے رضا مندی ثابت ہوتی ہے؟
(امعیہ مورخہ ۲۸ دسمبر سن ۱۹۳۴ء)

(سوال) زید نے اپنی لڑکی بالغہ کا نکاح عمرہ سے کرادیا اور ایجاب منجاب پر زید بالعوض مردس ہزار منجملہ ان کے ہزار قبائل اور نو ہزار مہر اور مردہ نے قبول کر لیا۔ اور شاہدان موجود تھے۔ من جہاں چڑھایا گیا۔ شیرینی تقسیم کئے۔ اور یہ عقد موجود ہو گیا چند آدمی ہوا۔ زید پر رختہ نے جو تحریر عمرہ کو لکھی اس میں یہ لفظ تھے۔ ”زوجہ شامہ وغیرہ۔ اور تحریر منجاب لڑکی عمرہ کے پاس آئی اس میں لفظ ”شوہر“ ہے۔ کیا اس سے لڑکی کی رضائے نکاح ثابت ہوگی یا نہیں؟

(جواب ۱۶۲) اگرچہ لڑکی بالغہ کی رضا مندی ثابت کرنے کے لئے کوئی ایسا فعل جو رضا مندی پر دلالت کرتا ہو کافی نہ ہو تا ہے۔ مگر سوال میں لڑکی کے کسی ایسے فعل کا ذکر نہیں ہے۔ صرف یہ لفظ ”شوہر“ جو لڑکی کی کسی تحریر سے نقل کیا گیا ہے کافی نہیں ہے۔ تحریر کی پوری عبارت نقل کرنے چاہئے تھی تاکہ اس سے رضا مندی یا نہ رضا مندی پر استدلال کیا جاسکتا۔ ممکن ہے کہ لفظ ”شوہر“ ایسی عبارت میں ہو جس سے ناراضی ثابت ہوتی ہو۔ مثلاً ”شخصے راکہ شوہر گفتہ اند من اور اپسند نمی کنم“ بہر حال پورا واقعہ اور پوری عبارت لڑکی کی تحریر کی لکھنی چاہئے جب پورا جواب دیا جاسکے گا۔

نابالغ کا ایجاب و قبول معتبر نہیں

(سوال) زید نے اپنی نابالغہ لڑکی کا رشتہ بدین شرط بجز کے نابالغ لڑکے کو دیا کہ وہ مجھے فلاں عورت کی طاق دلاوے اور قبول نکاح نابالغ لڑکے نے کیا۔ کیا لڑکے کا قبول کرنا موجب عقد ہوگا؟ اگر نکاح منعقد ہو گیا تو کیا لڑکا حالت سفہ میں طلاق دے سکتا ہے؟ اور شرط مذکورہ کا عقد پر کوئی اثر ہے یا نہیں؟

(جواب ۱۶۳) نابالغ لڑکے کا قبول معتبر نہیں۔ اس لئے وہ نکاح منعقد نہیں ہوا۔ اور اس میں طلاق کی ضرورت نہیں۔ شرط کا نکاح پر کوئی اثر نہ ہوگا۔ مگر نکاح بوجہ قبول صحیح نہ ہونے کے نہیں ہوا (۲)

محمد کفایت اللہ کمال اللہ، دہلی

(۱) ولا یعتد نکاح المسلمین الا بحضور شاهدين حرین مسلمین بالغین عاقلین و یشرط حضورهما عند العقد لا عند الاحتراق۔ (ابوہریرہ، کتاب النکاح، ۲۰، ۲۱، ۲۲)

(۲) یہ بھی چاہئے کہ بارے میں ہے۔ اور بھی وارچہ (یعنی مہر) کا ایجاب و قبول معتبر ہے البتہ نکاح کے انعقاد کے لئے ولی کی اجازت نہ دینی ہے۔ کما فی الہندیۃ، و اما شروط فہما العقل والبلوغ والحرية فی العقد الا ان الاول شرط الانعقاد فلا یعتد نکاح المسلمین والصبی الذی لا یعقل والاخیر ان شرط النفاذ فان نکاح الصبی العاقل یتوقف نفاذہ علی ولیہ۔ (الہندیۃ، کتاب النکاح، الباب الاول، ۱ - ۲۶، ۲۷)

چھٹا باب

مہر، چڑھاؤ وغیرہ

لڑکے والوں سے مہر کے علاوہ رقم لینا حرام ہے

(سوال) لڑکی کا نکاح اس شرط سے کرنا کہ لڑکا کچھ روپیہ سمات سویا بزار دے تو اس قسم کا روپیہ لینا جائز ہے یا نہیں اور یہ نکاح جائز ہے یا نہیں۔ روپیہ لینے والا لور دینے والا گناہ میں دونوں برابر ہیں یا کچھ فرق ہے اور وہ روپیہ خیرات کرنے سے ثواب ملے گا یا نہیں؟ ایسے لوگوں کو کوئی برا لفظ کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

(جواب ۱۶۴) لڑکی کے ولی کو لڑکے سے کچھ روپیہ علاوہ مہر کے لے کر نکاح کرنا رشوت ہے۔ (۱) اور رشوت لینا حرام ہے اور اس روپے کو جو لڑکی کے ولی نے لڑکے سے لیا ہے جو رشوت اور حرام ہونے کے کسی کار خیر میں صرف کرنا نہیں چاہئے۔ اس سے کوئی ثواب نہیں مل سکتا۔ بلکہ اسی کو واپس کر دینا چاہئے جس سے لیا ہے۔ (۲) جو لوگ ایسا کرتے ہیں ان کو منع کرتے ہوئے زجر سخت الفاظ مناسب طریقہ سے استعمال کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ (۳)

جیمز وغیرہ کا مالک کون ہے؟

(سوال) ہندو زید کے نکاح میں ہے لیکن زید نے دوسرا نکاح کر لیا اور ہندو کو رکھنا نہیں چاہتا۔ اس صورت میں جو بیچہ دین مہریا زور جو ہندو کے باپ نے دیا ہے یا دوسرا نکاح یا بعد نکاح مالا تھا اور جیمز مالا تھا یا شوہر کی طرف سے کپڑے کا جوڑا مالا تھا اس کی مستحق از روئے شریعت ہندو کہاں تک ہے۔ بیوہ تو جروا۔

(جواب ۱۶۵) ہندو کو جو زور اور جیمز اپنے گھر سے مالا تھا وہ اور دین مہر اسی طرح چڑھاؤ جو خاوند کی طرف سے نکاح کے وقت دیا جاتا ہے۔ بہر حال ہندو کا حق ہے۔ ان چیزوں کو روکنے کو نہ دینے کا زید کو کوئی حق نہیں۔ (۴) اس کے علاوہ شوہر نے جو اسباب یا زور ہندو کو پہنچا دیے وہ بھی اس کی ملکیت ہے۔ (۵) لیکن اگر ان چیزوں کا زید نے ہندو کو مالک نہیں بنایا بلکہ صرف استعمال کے لئے دی ہیں تو ان چیزوں کا مالک خود زید ہے۔ (۶)

بیچہ مہر کے طور پر بیوی کو دینا جائز نہیں

(سوال) زید نے اپنی زوجہ کو طلاق دی۔ جب زوجہ مطاقہ نے مہر طلب کیا تو زید نے کہا کہ میرے پاس تو مہر نہیں ہے میں تجھ کو اپنے بیچے مہر میں دیتا ہوں۔ اور وہ بیچے اسی عورت سے ہیں۔ اور ابھی نابالغ ہیں لہذا کتب معتبرہ سے جواب دیجئے کہ اپنے مہر میں دینا جائز ہے یا نہیں

(۱) اخذ اہل السواء شینا عند التسليم فلزوج ان يستردده لانه رشوة۔ (الدر المختار، کتاب النکاح، باب المہر، ۳، ۱۵۶، سعید)

(۲) الرشوة يجب ردھا ولا تملك۔ (رد المحتار، کتاب النکاح، ۵، ۳۶۲، سعید)

(۳) من رای منکم منکرًا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فلیسأنہ فان لم یستطع فلیقلہ وذلك اضیعف الايمان۔ (صحیح المسلم، ۱، ۵۱، ترمذی)

(۴) لوزجر ابتد وسلمہ الیہا لیس لہ فی الاستحسان استردادہ منها وعلیہ الفتویٰ واذا بعث الزوج الی اہل زوجته شینا عند رافقیا منها دیاج، فلما زفت الیہ اواد ان یسترد من المراء الذیاج لیس لہ ذلك اذا بعث الیہا علی جهة التملیک۔ (الحنذلیہ، کتاب النکاح، الباب السابع، ۱، ۳۴۷، ماجدیہ)

(۵) ولا رجوع فیہا یتب لزوجتہ۔ (رد المحتار، کتاب النکاح، باب المہر، ۳، ۵۹۶، سعید)

(۶) ولو بعث الی امراتہ شینا ولم یدکر حثتہ عند الدفع فقالت هو ای المبعوث ہدیۃ وقال هو من المہر او من الکسوة او عاریۃ فالقول لہ بيمينہ۔ (الدر المختار، کتاب النکاح، ۳، ۱۵۱، سعید)

(جواب ۱۶۶) لاکھوں کو مہر میں دینا ناجائز ہے کیونکہ انسان کا بچہ ایک آزاد انسان ہے اور آزاد انسان مال نہیں ہے (۱) لہذا اس کے ساتھ مہر کا مبادلہ صحیح نہیں ہے کی پرورش کا حق والد کو ہے۔ اور احد ختم مدت حضانت والد بچے کو لے سکتا ہے۔ عورت کا مہر مرد کے ذمہ واجب الادا ہے۔ (۲)

کیا عورت مہر کا مطالبہ طلاق یا موت سے پہلے نہیں کر سکتی؟

(سوال) میاں بیوی میں نا اتفاقی ہو جانے کے باعث میاں بیوی کو رکھنا نہیں چاہتا۔ دھائی تین برس سے دونوں اپنے اپنے گھر ہیں۔ اب بیوی نے عدالت میں اپنے مہر کا دعویٰ کیا ہے کہ میرا مہر مانا جائے۔ خاوند مہر کے دینے سے انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مہر بعد طلاق یا موت کے تم لے سکتی ہو اس سے پہلے نہیں لے سکتیں۔ نکاح نامہ میں لفظ مہر باقی لکھا ہوا ہے۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ بعد طلاق یا موت تمہارا حق ہو گا۔ بیوی کہتی ہے کہ مہر باقی کا یہ مطلب ہے کہ عند الطلب جب میں چاہوں لے سکتی ہوں۔ میاں بیوی کو نہ رکھنا چاہتا ہے نہ طلاق دیتا ہے نہ مہر ادا کرنا چاہتا ہے۔ ایسی صورت میں کیا کیا جائے۔ نکاح نامہ میں مہر مؤجل یا مہر منجل یہ دونوں لفظ چھپے ہوئے ہیں۔ ان دونوں لفظوں کو کاٹ کر "مہر باقی" نکاح کے وقت بنایا گیا تھا۔ کیا مہر مؤجل اور مہر باقی کے مفہوم میں فرق ہے؟ عدالت میں مہر باقی کے لفظ پر جھگڑا ہے کہ اس لفظ کی بناء پر عورت مہر کی کب مستحق ہے اور صورت مسئلہ میں شریعت کا فیصلہ کیا ہے؟

(جواب ۱۶۷) اگر نکاح نامہ میں لفظ "مہر باقی" لکھا گیا ہے تو یہ لفظ مؤجل کے ہم معنی ہے۔ مؤجل کا لفظ شاید اس کے معنی نہ سمجھنے کی وجہ سے یا تلفظ میں منجل کے ساتھ ملتبس ہو جانے کی وجہ سے کاٹ دیا گیا ہو گا۔ اور جب مؤجل کا کہ دیا یا باقی لکھ دیا اور اجل بیان نہیں کی تو مہر نقد واجب الادا یا عند الطلب واجب الادا ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اجل جب بمول نبیالہ فاحشہ ہو تو مہر حالاً یعنی فی الفور واجب ہو جاتا ہے۔ الا اذا جهل الا اجل جهالة فاحشة فيجب حالا غايه كذا في الدر المختار۔ (۳) اور جب کہ اجل کا بالکل ذکر ہی نہ کیا جائے تو وہ بھی مجهول بجهالة فاحشہ ہے۔ پس مہر فی الفور واجب الادا ہو چکا ہے عورت جب چاہے لے سکتی ہے۔ موت و طلاق پر واجب الادا ہونے کی صورت یہ ہے کہ عقد نکاح کے وقت یہ تصریح کر دی جائے کہ مہر طلاق یا موت پر دیا جائے گا۔ یہی مطلب ہے الا التاجیل لطلاق او موت فیصح للعرف بزایده (در مختار) (۴) یعنی اگر مہر کی مدت ادائیہ مقرر کی جائے کہ طلاق یا موت پر ادا کیا جائے گا، تو اگرچہ موت یا طلاق کا وقت معلوم اور معین نہ ہونے کی وجہ سے یہ تاخیر بھی جائز نہ ہونی چاہئے تھی مگر چونکہ عرف میں ایسی تاخیر کو تسلیم کر لینا معروف ہے تو اگر نکاح کے وقت زوجہ یا اس کے اولیا اس تاخیر پر راضی ہو جائیں تو یہ صحیح و درست ہوگی۔ مگر صورت مرقومہ میں نکاح نامہ میں اس قسم کی تاخیر نہیں ہے۔ لہذا یہ صورت اس حکم کے ماتحت نہیں آتی۔ اس میں صرف لفظ باقی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ مہر مؤجل یعنی باقی ہے اور اجل یعنی مدت ادا کا کوئی ذکر نہیں۔ لہذا یہ صورت الا اذا جهل الا اجل (۵) میں داخل ہے

(۱) عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال : قال اللہ تعالیٰ : ثلثة اناخصمہم یوم القیمة ، رجل اعطى بی ثم غدر و رجل باع حراً فاکل ثمنہ الحدیث۔ (۱) الخ بخاری ، کتاب لویہ باب انکم من بائع حراً ، ۲۹۷ ، (مندی)

(۲) یوجب عند وطء او خلوة صحت من الزوج او موت احدهما او تزوج ثانیاً فی العدة۔ (الدر المختار ، کتاب النکاح ، باب المحرم ، ۱۰۲ ، ۱۰۳)

(۳) الدر المختار ، کتاب النکاح ، باب المہر ، ۳۰ ، ۱۲۴ ، سعید (۴)

(۵) الدر المختار ، کتاب النکاح ، باب المہر ، ۳۰ ، ۱۲۴ ، سعید

اور عورت اپنا مہر وصول کر سکتی ہے۔ بالخصوص ایسی حالت میں کہ خاوند کا اس کے ساتھ سلوک بھی اچھا نہیں۔ واللہ اعلم۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ، مدرسہ امینیہ دہلی

عورت نے شرط پر مہر معاف کر دیا، شوہر نے شرط پوری نہ کی تو کیا مہر کا مطالبہ کر سکتی ہے؟

(سوال) شوہر نے کہا کہ بی بی تو دین مہر معاف کر دے۔ میں تان افقہ اور تیرے جملہ حقوق بدستور ادا کرتا رہوں گا۔ بی بی نے شرط مذکورہ کے ساتھ مہر معاف کر دیا۔ اس کے بعد اب شوہر تان افقہ سے بھی کوتاہی کرتا ہے بلکہ بائبل نہیں دیتا۔ تو کیا عورت معاف کئے ہوئے دین مہر کی دوبارہ (عدم وجود شرط کی وجہ سے) مستحق ہوگی۔ یا چونکہ یہ بیہ ہے اور بیہ میں شرط کا اعتبار نہیں۔ نیز شوہر کو بہہ کر کے اٹھانا جائز نہیں ہے۔ معاف کردہ مہر کی مستحق نہیں ہوگی؟

(جواب ۱۶۸) اگر بی بی نے یہ کہہ کہ معاف کیا ہے کہ اس شرط پر معاف کرتی ہوں کہ تم میرے تان افقہ میں کوتاہی نہ کرو اور شوہر نے کوتاہی کی تو عورت کو مطالبہ کا حق ہے۔ اور اگر اس نے مطمئنہ غیر ذکر شرط معاف کر دیا تو اب مطالبہ نہیں کر سکتی۔ اگرچہ خاوند سخت گنہگار ہوگا۔ ترک مہر ہا للزوج علی ان یحج بہا فلم یحج بہا قال محمد بن مقاتل انہا تعود بمہرہا لان الرضا بالہبة کان بشرط العوض فاذا انعدم العوض انعدم الرضا والہبة لا تصح بدون الرضا۔ شامی (۱) ص ۷۳ جلد خامس کتاب الہبة فصل فی مسائل متفرقة۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ، مدرسہ امینیہ دہلی

مہر میں مذکور دینار سے مراد رائج الوقت دینار ہے

(سوال) نکاح میں جو مہر کے لئے یہ لفظ کہا جاتا ہے کہ بالعوض دو دینار سرخ اور پانسو نکلے دونوں لفظوں سے دور تم مراد میں یا ایک؟ دینار کتنی رقم ہوتی ہے؟ اور نکلے دو پیسے کو کہا جاتا ہے یا جو کچا پیسہ جس کو منضوری کہتے ہیں جو اکثر دیہات میں شادیوں میں بہت خرچ ہوتے ہیں؟

(جواب ۱۶۹) دو دینار سرخ کی قیمت تیس روپے ہے۔ کیونکہ دینار اشرفی کو کہتے ہیں اور اشرفی سے مراد وہی اشرفی ہوگی جو رائج ہو اور نکلے سے مراد ہوں گے وہ دو پیسے جن کا رواج ہو۔ اگر دیہات میں نکاح کر کیا جائے اور وہاں صرف منضوری پیسے چلتے ہوں تو اس جگہ دو منضوری کا نکلے مراد ہوگا اور اگر وہاں منضوری اور ڈبل پیسہ دونوں چلتے ہوں تو جس پیسے کا رواج زیادہ ہو اس کا نکلے مراد ہوگا۔ (۲)

محمد کفایت اللہ غفرلہ، مدرسہ امینیہ دہلی

کیا شرم کی وجہ سے مہر معاف کرنے سے معاف ہو جاتا ہے؟

(سوال) زید مرض الموت میں حالت نزع میں مبتلا تھا۔ اس وقت چند آدمی اس کے پاس جمع تھے۔ کئی عورتوں نے زید کی زوجہ کو بلایا اور اصرار کیا کہ اپنے شوہر کا دین مہر معاف کر دو۔ زوجہ نے اس وقت لوگوں کی شرم و لحاظ اور عورتوں کے ضد و اصرار سے ناخوشی و ہلا ر ضامندی کہہ دیا کہ معاف کر دیا۔ آیا یہ معاف کر دینا قضاء دیناً معتبر ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۷۷ محمد حسین متعلم مدرسہ شمس الہدیٰ پٹنہ ۸ ربیع الثانی سن ۱۳۵۲ھ کیم اگست سن ۱۹۳۳ء

(۱) رد المحتار، کتاب الہبة، فصل فی مسائل متفرقة، ۵، سعید (۲) وال کانت متلفۃ الماریۃ والرواح معافاً لئلا یصح ویصرف الی الارواح والذی لہ حق منہ وجوب العمل بالعرف والعادۃ۔ (فتح القدیر، کتاب البیوع، ۶/۲۶۴، مصر)

(جواب ۱۷۰) یہ معافی اگر عورت کو مجبور و مضطر نہ کیا گیا ہو تو معتبر ہوگی۔ (۱) محض شرم و لحاظ سے کہ دینا مجبوری نہیں ہے۔
محمد کفایت اللہ

شوہر نے زیورات دینے کا وعدہ کیا تھا پھر مر گیا تو اس کے ترکہ سے بیوی زیورات لے سکتی ہے
(سوال) زید نے ہندہ سے بوقت نکاح کچھ زیورات کا اقرار کر کے مستعار زیور دے کر شادی کی۔ عد شادی کے مستعار زیور واپس لے لیا۔ لیکن اقرار پورا کرنے سے پہلے زید کا انتقال ہو گیا۔ متوفی پر اقرار کر دہ زیور دینے سے یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۵۸ یگانہ عبدالرحمن (مدراس) ۲۱ جمادی الاخریٰ سن ۱۳۵۲ھ ۱۲ اکتوبر سن ۱۳۳۰
(جواب ۱۷۱) وہ زیور جس کا زید نے وعدہ کیا تھا اور ایفاء وعدہ سے پہلے اس کا انتقال ہو گیا۔ زید کے ترکہ میں سے وصول نہیں کیا جاسکتا۔ (۲)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

عورت اگر خاوند کے ہاں نہ جائے تو بھی مہر ساقط نہیں ہوگا
(سوال) زید نے مسماۃ عاصمہ سے نکاح کیا اس سے دو بچے تولد ہوئے۔ احد چار برس کے اس کے والدین نے مسماۃ عاصمہ کو وراثت میں لے لیا اور زید کے ساتھ بچے سے انکار کر دیا۔ زید نے عدالت سے چارہ جوئی کی اور وہاں سے مسماۃ عاصمہ اور اس کے والدین پر ڈگری ہوئی۔ اور عدالت نے مسماۃ کو ہدایت کی کہ تم اپنے خاوند کے ساتھ جاؤ مگر وہ اپنے والدین کے گھرنے سے نہیں گئی۔ اس صورت میں وہ زید سے اپنا مر لینے کی حق دار ہے یا نہیں؟ جب کہ اس کا خاوند لے جانے و تیار ہے۔
المستفتی نمبر ۶۰ چاند خاں (مر) ۲۱ جمادی الاخریٰ سن ۱۳۵۲ھ ۱۲ اکتوبر سن ۱۹۳۳۔
(جواب ۱۷۲) مہر تو اس کا خاوند کے ذمے ہے۔ اس بات سے مہر ساقط نہیں ہوا۔ (۳) البتہ نفقہ خاوند نے اس وقت تک لینے کی حق دار نہیں جب تک کہ خاوند کے مکان پر نہ آجائے۔ (۴)

فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، مدرسہ امینیہ دہلی
بد چلنی کی وجہ سے اگر طلاق دی جائے تو بھی مہر واجب الاداء ہوگا
(سوال) اگر زوجہ کا چال چلن مشتبہ ہو جو عورت ثبوت بد چلنی طلاق دینے پر خاوند پر مہر کی ادائیگی واجب ہوگی یا نہیں؟
اگر زوجہ شوہر کو مجبور کرے کہ وہ اس کو طلاق دیدے تو اس صورت میں شوہر مہر لو اکر نے کا ذمہ دار ہوگا یا نہیں؟
المستفتی ۸۸ عبدالقادر خان۔ پوری دروازہ دہلی۔ ۷ رجب ۱۳۵۲ھ ۲۸ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(۱) وان حط عنه من مہرھا صح الحط ، لا ل السیر حقھا والحط یلاقیہ حالۃ البقاء۔ (الہدایۃ، کتاب النکاح، باب المہر، ۲، ۲۵۵۔
شریعت طبع)

(۲) اس لئے کہ محض وعدہ کرنے سے قنناہ زیور اس کے ذمہ واجب الاداء نہیں، لہذا اس کو دین نہیں کہہ سکتے جب کہ ترکہ سے دین (قرض) میں سوال کیا جاسکتا ہے

سعلی تزکیۃ المیت حقوق اربعۃ مرتبۃ، الاول یدہ ابتکفینہ ونجھیزہ من غیر تزویر ولا تقیر ثم تقضی دیونہ من جمیع ما بقی من مالہ (المسئلۃ فی المیراث ۲، سعید)

(۳) والمہر یتأكد باحد معان ثلاثۃ الدحول والحلولہ الصحیحۃ وموت احد الزوجین سواء کان مسمی او مہر المثل لایسقط منه سبی بعد ذلك الا بالبراءۃ من صاحب الحق۔ (الہدایۃ، کتاب النکاح، الباب السابق، الفصل الثانی، ۱، ۳۰۳، ماہدیت)

(۴) وان نشرت فلا نفقة لہا حتی یعود الی منزلہ۔ (الہدایۃ، کتاب الطلاق، الباب السابق، نشر، الفصل الاول، ۱، ۵-۵، ماہدیت)

(الجواب ۱۷۳) اگر خاوند طلاق دے گا تو مہر ادا کرنا: وہاں خاوند طلاق دینے کی وجہ بد چلتی کا شبہ ہو یا بد چلتی کا ثبوت ہو (یعنی وہ ثبوت جس پر لعان ہو کر تفریق کرا دی جائے) زوجہ کے مجبور کرنے سے خاوند مجبور نہیں ہو جاتا اگر وہ طلاق دے گا تو اختیاری طور پر دے گا۔ اور اس صورت میں بھی مہر ادا کرنا ہوگا۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

شوہر نہ طلاق دیتا ہے، نہ اپنے ساتھ رکھتا ہے نہ نفقہ دیتا ہے، کیا حکم ہے

(سوال) شوہر نہ طلاق دیتا ہے نہ اپنے ساتھ رکھتا ہے، نہ نان و نفقہ دیتا ہے۔ شوہر نے سامان جینز چڑھاوا وغیرہ بھی سب رکھ لیا اور اب مہر معجل کی وجہ سے دیوالیہ ہونا چاہتا ہے۔ ایسی صورت میں عورت کے واسطے کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۱۱۲ ظہور خاں۔ للست پور۔ ضلع جھانسی ۲۵ رجب سن ۱۳۵۲ھ ۱۵ م نومبر سن ۱۹۳۳ء (جواب ۱۷۴) شوہر پر مہر معجل کا ادا کرنا واجب ہے۔ (۲) نیز جینز اور چڑھاوے کے تمام سامان اور زیورات کی مالک عورت ہے وہ سب شوہر سے عورت کو دوا لیا جائے۔ (۳) اور عورت اس صورت میں کہ شوہر اس کو اپنے پاس نہیں رکھتا نفقہ پانے کے مستحق ہے۔ (۴) بلکہ اگر عورت غیر شوہر کے بسر نہ کر سکتی ہو اور خاوند اس کو رکھنے یا طلاق دینے پر آمادہ نہ ہو تو بذریعہ کسی مسلمان حاکم عدالت کے اس کا نکاح فسخ کرایا جاسکتا ہے اور حاکم تحقیقات کے بعد جب کہ مرد کا ظلم ثابت ہو جائے نکاح فسخ کر سکتا ہے۔ (۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

لڑکے والوں سے بارات کو کھانا کھلانے کے لئے رقم لینا

(سوال) ہمارے یہاں کا عرف ہے کہ "دلمن والے دولہا سے قبل از عقد یا بعد العقد کچھ روپے لیتے ہیں۔ جس سے بارات والوں اور دیگر خولیش و اقربا اور ہمسایہ والوں کو کھانا کھلایا جاتا ہے۔ بعضے تو ماخوذہ رقم کو مہر میں شمار کرتے ہیں اور بعض نہیں کرتے بلکہ اسے مہر سے علیحدہ محسوب کرتے ہیں۔ اکثر علماء اس فعل کو نظر استحسان نہیں دیکھتے بلکہ اسے ناجائز اور بے اصل بتاتے ہیں۔ ان کی دلیل یہ ہے ومن السحت ما یاخذہ الصهر من الختن بسبب بنتہ بطیب نفسہ حتی لو کان بطلہ یوجع الختن بہ۔ مجتبیٰ۔ شامی (۶) جلد ۵ ص ۳۱۰ ولو اخذ اهل المرأة شیئاً عند التسليم فللزوجة ان یستردہ لانہ رشوة ہندیہ (۷) ص ۳۴۰ وغیرہما۔ مگر زید اس کا جواز علامہ شامی کی عبارت سے ثابت کرتا ہے اور وہ یہ ہے:- ما هو معروف بین الناس فی زماننا من البکر لھا اشیاء زائدة علی المہر منها ما یدفع قبل الدخول کدراہم للنقش والحمام وثوب یشمی لفافۃ الکتاب واثواب اخیر سلھا الزوج لیدفعھا اهل الزوجة الی القابلة وبلاۃ الحمام ونحوھا ومنها ما یدفع بعد الدخول کالازار والخف

(۱) المہر ینا کد باحد معان ثلثة: الدخول والخلوۃ الصحیحة و موت احد الزوجین الا یسقط منه شیئی بعد ذلك الا بالا براء من صاحب الحق۔ (الہندیہ، کتاب النکاح، الباب السابع، الفصل الثانی، ۱، ۳۰۳، ماجدیہ)

(۲) ایضاً

(۳) او اذا بعث الزوج الی اهل زوجۃ اشیاء عند زفافھا منها دیاج، فلما زفت الیہ اراد ان یسترد من المرأة الدیاج لیس لہ ذلك اذا بعث الیھا علی جهة التملیک۔ (الہندیہ، کتاب النکاح، الباب السادس، ۱، ۳۲۷، ماجدیہ)

(۴) النفقة واجبة للزوجة علی زوجها۔ (الہندیہ، کتاب النکاح، باب النفقة، ۲، ۴۳۷، تشریح نمویہ)

(۵) مقال فی غرر الا ذکار: ثم اعلم ان مشائخنا استحسنوا ان ینصب القاضی الحنفی من مذهبہ التفریق بینھما اذا کان الزوج حاضراً وابی عن الطلاق والتفریق ضروری اذا طلبتہ والحالۃ الا ولی جعلھا مشایخنا حکماً مجتہدا فیہ فینفذ فیہ القضاء (رد المحتار، کتاب الطلاق، باب النفقة، ۵۹۰/۳، سعید)

(۶) رد المحتار، کتاب الحظر والا باحة، ۶، ۴۲۴، سعید

(۷) الہندیہ، کتاب النکاح، الفصل السادس عشر، ۱، ۳۲۷، ماجدیہ

نہ اب ہے کہ اس مہر کو ادا کر سکوں۔ لیکن مجھ کو سسرال والوں نے یہ کہا تھا کہ صرف دکھاوے کے لئے اتنا مہر دو گا اور بعد میں تمہاری بیوی تمہیں مہر معاف کر دے گی۔ مختصر یہ کہ شادی کے تین چار مہینے کے بعد میری بیوی نے روبرو پنچ کے مجھے مہر معاف کر دیا اور ایک کاغذ بھی لکھ کر دیا۔ جس میں کہ غرضی نوایس نے ایک آنہ کا ٹکٹ لگا کر میری بیوی کا دستخط لیا۔ بیوی کا مجھے مہر معاف کرنا اس کے والدین کو ناگوار گذرا۔ اور ایک دن موقع پا کر جب کہ میں سرکاری نوکری پر تھا میری بیوی کو لے گئے اور بعد تین سال کے پھر میرے پاس بھیجا۔ میں نے اس کی بد چال چلن کی وجہ سے اسے طلاق دے دیا۔ بعد طلاق کے بیوی نے پانچ ہزار روپے مہر کا میرے اوپر دعوئی کیا یہ کہتے ہوئے کہ اس کی نابالغی میں میں نے زبردستی مہر معاف کر لیا۔ ثبوت معافی کے لئے میں نے اپنا گواہ پیش کیا۔ انہیں اوگوں کو جو کہ پنجایت میں شامل تھے۔ ان سبھوں نے کہا کہ میری بیوی نے مجھے مہر معاف کر دیا ہے اور ایک کاغذ بھی لکھ کر دیا ہے۔ کاغذ میں ہمیش نہیں کر سکا کیونکہ وہ مجھ سے کھو گیا تھا۔ کورٹ نے یہ فیصلہ کیا کہ میری بیوی کی عمر جب کہ اس نے مہر معاف کیا تھا ساڑھے چودہ برس کی تھی اور اس بات کا بھی پورا ثبوت موجود ہے کہ اس نے مہر اپنی خوشی سے معاف کیا ہے اور نابالغ نہیں تھی اور شرعاً کوئی لکھت پڑھت کی ضرورت نہیں ہے۔ اس بناء پر مقدمہ خارج کر دیا گیا۔

انہوں نے پھر اپیل کی اور لیبلٹ کورٹ نے یہ فیصلہ کیا کہ میری بیوی نابالغ تھی اور مہر زبردستی معاف کر لیا گیا ہے اور میرے اوپر ڈگری پانچ ہزار روپے کی وے دی۔ میں نے پھر ہائی کورٹ میں اپیل کیا جس نے اپنے فیصلے میں یہ لکھا کہ مثل میں سب باتوں کا یعنی بیوی کی نابالغی، مہر خوشی سے معاف کرنا اور کاغذ کا لکھا جانے کا پورے طور سے ثبات ہے اور زبردستی مہر معاف کرانے کا اور بیوی کے ۱۳ ۱/۲ برس کے سن میں نابالغ ہونے کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ صرف بات یہ رہی کہ پانچ ہزار روپے مہر معافی کے لئے کنٹریکٹ ایکٹ (جو کہ ایک انگریزی قانون ہے) کے مطابق پانچ روپے کے کاغذ کی ضرورت تھی اور اس کا رجسٹری ہونا بھی ضروری تھا۔ اس وجہ سے مہر کا معاف ہونا بالکل باطل ہے اور میرے اوپر ہائی کورٹ نے پانچ ہزار روپے کی ڈگری وے دی۔ اب چونکہ ہائی کورٹ کا فیصلہ آخری ہے اس لئے میں کوئی اپیل وغیرہ کونسل میں نہیں کر سکتا۔ میں اس کی خاطر واپس بھی گیا تھا اور آپ نے خود اس بات کا فتویٰ بھی دیا کہ شرعاً اس معاملے میں کوئی لکھنے پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن اب چونکہ آگے کوئی راستہ نہیں ہے اس لئے میں آپ صاحبان سے متمسک ہوں کہ آپ لوگ میرے مقدمہ کو آگے بھجئے گا کوئی ذریعہ نکالیں۔

المستفتی نمبر ۲۱۶ عبد الاحد کلرک چیف کمنشنر آفس۔ پورٹ ملیئر ۵ ذی قعدہ سن ۱۳۵۲ھ ۲۰ فروری سن ۱۹۳۴ء (جواب ۱۷۶) مہر کی معافی کے لئے شرعاً تحریر کی ضرورت نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا کے نزدیک معاف ہو گیا۔ یہ مطلب نہیں کہ عدالت بھی اسے تسلیم کر لے گی۔ اگر شرعی عدالت میں بھی شوہر معافی مہر کا دعویٰ کرے تو اس کو معافی کا ثبوت دینا ہو گا۔ ہاں شرعی عدالت گواہوں کی شہادت جبکہ گواہ معتبر ہوں قبول کر لیتی ہے۔ (۱)

انگریزی عدالت اپنے مروجہ قانون کی مطابقت کا مطالبہ کرتی ہے۔ یہ کام تمام اہل ملک کا ہے کہ وہ مجموعی طاقت سے قانون بدلوائیں اور یہ پاس کرائیں کہ جب معتبر شہادت معافی کی ہو تو عدالت معافی کی ڈگری دے۔ لیکن جب تک

(۱) یونصا بھا لغیر ما من الحقوق سواء كان الحق مالا او غيره كمنكاح وجلان او رجل وامرأتان (الدر المختار، کتاب اشادات، ۵، ۴۶۵، سعید) وفي التوضیح: شرطها العقل الكامل والسط والولاية والقدرة على التمييز بين المدعى والمدعى عليه (الدر المختار، کتاب اشادات، ۵، ۴۶۲، سعید)

قانون نہیں بدلتا اس وقت تک انگریزی رعایا کو قانون کے مطابق کارروائی کرنی ہوگی یا قانون شکنی کرنی ہوگی مگر وہ ایک شخص کے کرنے سے مفید نہیں ہو سکتی۔ جمعیت علماء آپ کے کیس کو کس طرح ہاتھ میں لے سکتی ہے اور کس طرح آگے چلا سکتی ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

مہر کی مقدار مقرر کرنے کے متعلق ایک تجویز

(سوال) جاوہر ایک اسلامی ریاست ہے۔ یہاں کے مسلمان حیثیت سے بہت زیادہ مہرباندہتے ہیں۔ جس کو وہ کسی طرح ادا نہیں کر سکتے۔ یہ بے اعتدالی نہ ہی نقطہ نظر سے بھی قابل تدارک ہے۔ یہاں کے مفتی صاحب نے میری ہدایت کے موافق مسئلہ تجویز پیش کی ہے۔ اس میں بھی حسب حیثیت صاف حد بندی نہیں اس لئے مختلف خدمت دہوں کہ اگر تجویز میں ترمیم کی گنجائش ہو تو ازراہ کرم اصلاح فرمادیں۔

المستفتی نمبر ۲۱۸ سر فراز علی خاں چیف سکریٹری ریاست جاوہر۔ ۶ ذی قعدہ سن ۱۳۵۲ھ ۲۱ فروری سن ۱۹۳۴ء (جواب ۱۷۷) اس میں شک نہیں کہ شریعت مطہرہ نے مہر کی زیادتی کی طرف کوئی حد معین نہیں کی اور اس لئے زوجین مختار ہیں کہ جتنا چاہیں مہر مقرر کریں۔ (۱) لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ لوگوں نے اس اختیار کو بری طرح استعمال کیا ہے۔ اور مہر کی زیادتی کو حد افراط تک پہنچا دیا ہے اور اس افراط کی وجہ سے بہت شدید مفاسد پیش آتے ہیں ان کا دفع کرنا ولی الامر کے فرائض میں سے ہے (۲) علماء و عظام و تذکیر سے اصلاح کر سکتے ہیں، مگر محض وعظ و تذکیر استیصال مفاسد کے لئے ناکافی ثابت ہوئے ہیں۔ پس اگر ولی مسلم اس کی باعتبار تفاوت و غنا و ثروت کے مختلف مقدار معین کر دے کہ مثلاً سالانہ ایک ہزار روپے آمدنی رکھنے والا شخص دو سو روپے سے زیادہ مہر نہ باندھے اور پانچ ہزار روپے سالانہ آمدنی رکھنے والا شخص پان سو روپے سے زیادہ نہ باندھے و علی ہذا۔ اور قانون کی خلاف ورزی کرنے والے کو کوئی سزا نہ دی جائے۔ ہاں یہ اعلان کر دیا جائے کہ مقدار مقررہ سے زیادہ ڈگری نہ دی جائے گی۔ اور اس کی قانونی گنجائش رکھی جائے کہ جو شخص معینہ مقدار سے زیادہ مہر باندھنا چاہے وہ ولی مسلم سے خاص اجازت حاصل کر کے باندھ سکے گا۔ اجازت چاہنے والے کو ولی کے سامنے اس امر کا ثبوت دینا ہوگا کہ وہ اپنی جائیداد یا کسی دوسرے شیخ ذریعہ سے اس مطلوبہ مقدار کی ادائیگی پر قادر ہے تو ایسی تحدید میں کوئی مضائقہ نہ ہوگا کہ اس کی غرض اصلاح ہے نہ ادا کام شریعیہ میں مداخلت۔ اور ایسی اصلاح کا ولی مسلم حق رکھتا ہے۔ ہاں غیر مسلم حکومت کی جانب سے یہ تحدید مسلمانوں کی مذہبی آزادی میں مداخلت ہوگی اور اس کو ایسی تحدید کا حق نہ ہوگا۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

الجواب صحیح حبیب المرسلین عفی عنہ نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی

(۱) و اتیم احدھن قطار النساء (۲۰)

(۲) عن ابی العجمہ السلمي قال: حطنا عمر فقال: الا تغالوا بصدق النساء فانها لو كانت مكرمة في الدنيا او تقوى عند الله كان اولي لكم بها النبي صلى الله عليه وسلم، ما اصدق رسول الله صلى الله عليه وسلم امراء من نساؤه ولا اصدق امراء من نساؤه اكثر من ثلثي عشرة اوقية۔ (سنن ابی داود، کتاب النکاح، باب الصدق، ۱، ۲۹۴، ۲۹۵)

عورت مہر مؤجل کا مطالبہ کب کر سکتی ہے؟

(سوال) کیا فاطمہ اپنے مہر مؤجل کو معجل طریقے پر زید سے طلب کرنے کا حق رکھتی ہے جب کہ زید کی نیت طلاق دینے کی نہ تھی اور فاطمہ اپنے خیال میں سمجھ رہی ہے کہ میں مطلقہ ہو چکی ہوں۔

المستفتی نمبر ۲۹۴ سعید الدین صاحب۔ ۱۴ صفر سن ۱۳۵۳ھ م ۲۹ مئی سن ۱۹۳۴ء

(جواب ۱۷۸) مہر مؤجل جو بغیر تعیین مدت کے ہو معجل کے حکم میں ہو جاتا ہے اس لئے زوجہ اپنے ایسے مہر کا مطالبہ کر سکتی ہے جو صرف مؤجل بلا تعیین مدت کے لکھا گیا ہے۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

کیا عورت شوہر کو مہر مؤجل میں وقت سے پہلے ادائیگی پر مجبور کر سکتی ہے؟

(سوال) اگر مہر مؤجل ہے تو شوہر اپنی آسودگی کے زمانے میں مہر اپنی زوجہ کو اپنی مرضی سے ادا کر سکتا ہے یا مہر مؤجل کی صورت میں بھی زوجہ ہر وقت اپنے شوہر کو مہر کی ادائیگی میں اپنی خواہش کے مطابق مجبور کر سکتی ہے۔

المستفتی نمبر ۳۲۵ مرزا برکت اللہ بیگ (بارہنکی) ۵ ربیع الاول سن ۱۳۵۳ھ م ۱۸ جون سن ۱۹۳۴ء

(جواب ۱۷۹) مہر مؤجل میں اگر مدت معینہ بیان کی گئی ہو تو اس مدت سے قبل زوجہ مہر کا مطالبہ نہیں

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

کر سکتی۔ لیکن اگر مدت مذکور نہ ہو تو کر سکتی ہے۔ (۲)

(۱) الا اذا حبل الا جل جمالة فاحشة فيجب حالا (الدر المختار، كتاب النكاح، باب المهر، ۱۴۴/۳، سعید)
(۲) وان لم يؤجل او يعجل كله فكما شرط (ابضا) وفي الرد: قوله فكما شرط) جواب شرط محذوف تقديره فان اجل كله او
عجل كله (رد المحتار، كتاب النكاح، ۱۴۴/۳، سعید)

عورت مرگئی اور مہر معاف کرنے یا نہ کرنے کا پتہ نہیں

(سوال) بندہ کا زید سے نکاح ہو اور اس کے بطن سے دو لڑکیاں ہوں نہیں جو حیات ہیں۔ کچھ عرصہ سے ہندہ مدہ متحی جس کی وجہ سے اس کے وارثان کی خواہش سے وہ منع اپنے شوہر و دختران و سامان و جیمز چڑھلوے وغیرہ کے اپنے والدین کے مکان پر سکونت پذیر ہو گئی۔ اس کے بعد بندہ کا انتقال ہو گیا۔ ایک روایت کے مطابق بندہ نے خود یا اس کی موت کے بعد اس کے وارثان نے زر مہر معاف کر دیا اس صورت میں اس کی تقسیم وراثت شرعاً کیا ہے۔ اور اگر معافی مہر کی تصدیق نہ ہو سکے تو شرعاً کیا حکم ہے۔ اور اگرچہ دختران کی تمام کفالت پدر و دختران کر رہا ہے مگر حق پرورش کس کو پہنچتا ہے؟

المستفتی نمبر ۳۳۶ محمد حسین حامد حسین دہلی ۷ ربیع الاول سن ۱۳۵۳ھ ۲۰ جون سن ۱۹۳۴ء (جواب ۱۸۰) اگر بندہ نے مرض الموت میں مہر معاف کیا ہے تو یہ معافی معتبر نہیں۔ (۱) ہاں بندہ کی وفات کے بعد جن بالغ عاقل وارثوں نے بندہ کی معافی سے رضا مندی ظاہر کر دی یا از خود مہر معاف کر دیا تو ان کا حصہ مہر میں سے معاف ہو گیا۔ نابالغ وارثوں کا حصہ اور ان بالغوں کا بھی جو معافی پر رضا مندی نہ دیں محالہ قائم ہے (۲) لڑکیوں کی پرورش کا حق نانی کو چاہے صل ہے۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

مہر میں دیا گیا مکان عورت کی ملکیت ہے، قرض خواہ اس کو نیلام نہیں کر سکتے (سوال ۱) زید نے اپنا مکان ساڑھے چار سو روپے میں عوض دین مہر اپنی اہلیہ کو دے دیا اور اس وقت تک وہ قطعی قرض دار نہ تھا۔ ادائیگی مہر کے چار سال بعد مقروض ہو گیا اور قرض خواہوں نے نو سال بعد عدالت میں چارہ جوئی کر کے ڈگری حاصل کر لی اور مکان قرق کر کر نیلام کرانا چاہتے ہیں۔ یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

مہر منو جل اور مقبل کی ادائیگی کس طرح کی جاتی ہے؟ (۲) مہر مقبل اور مہر منو جل کی ادائیگی شرعاً کس طرح کی جاتی ہے؟ اعتراض ہوا ہے کہ شوہر اپنی زندگی میں مہر نہیں ادا کر سکتا۔ مگر یہاں پر اب تک ادائیگی مہر شوہر کی زندگی میں عموماً ہوا کرتی ہے۔ بلکہ یہی رواج عام ہو گیا ہے۔

زیادہ قیمت کا مکان کم مہر کے عوض بیوی کو دینا کیسا ہے؟ (۳) زید نے اپنی غیر منقولہ جائیداد اپنی زوجہ کو ساڑھے چار سو روپے کے عوض مہر میں دے دی۔ مگر دراصل جائیداد کی قیمت خرید پانسو سینتیس روپے تھی۔ کیا زید ایسا کر سکتا ہے؟

المستفتی نمبر ۴۰۶ حافظ احمد جمدل پور۔ ۲۲ جمادی الثانی سن ۱۳۵۳ھ ۲ اکتوبر سن ۱۹۳۴ء

(۱) وفي الدر المختار : وصح حطبها لکله او بعضه عنم قبل اولا وفي الدر المختار : الحط الا سقاط كما في المغرب . وان لا تكون مريضة مرض الموت . (رد المحتار ، کتاب النکاح باب المهر ۳۰ ، ۱۱۳ ، سعید)

(۲) وما اذا تاكد المهر بما ذكر لا يسقط بعد ذلك لان البدل بعد تاكده لا يحتمل السقوط الا بالا براء . (رد المحتار ، کتاب النکاح باب المهر ۳۰ ، ۱۰۲ ، سعید)

(۳) وان لم يكن له ام تستحق الحضنة بان كانت غير اهل للحضنة او متزوجة بغير محرم او ماتت فام الام اولی من كل واحدة وان علت . (المختار ، کتاب الطلاق ، الباب السادس عشر في الحضنة ۱ ، ۵۴۱ ، مابدية)

(جواب ۱۸۱) جب کہ اس قرض کے وجود سے پہلے وہ مکان اپنی بیوی کو مر میں دے چکا تو بعد کے قرض خواہ اس مکان کو اپنے قرضہ میں نہیں لے سکتے۔

(۲) معجل کی ادائیگی فوراً یا جس وقت زوج طلب کرے واجب ہے (۱) اور مؤجل کی مدت معینہ کے بعد۔ اور اگر صرف مؤجل کہا گیا ہو اور مدت معین نہ کی گئی ہو تو وہ بھی معجل کے حکم میں ہے۔ (۲)
(۳) شوہر کے زندگی میں مہر ادا کرنا چاہئے اور جب رواج بھی یہی ہے تو زوج اور مہر کوکد ہو گیا۔ (۳)
(۴) اس میں کوئی شرعی قباحت نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

عورت سے اس خیال پر نکاح کیا کہ باکرہ ہے حالانکہ وہ ثیبہ ہے، کیا مہر ساقط ہوگا
(سوال) اہل اسلام میں شرفاء میں کنواری لڑکیوں میں نکاح طے کرنے کے سلسلہ میں یہ بات پنہاں رہتی ہے کہ لڑکی باکرہ ہے۔ چنانچہ مہر طے ہو جانے کے بعد شرعی بالغ لڑکا جس کی عمر ستائیس برس کی اور شرعی بالغ لڑکی جس کی عمر تیس برس کی ہے لڑکا مع اس طے شدہ مہر کے نکاح قبول کرتے وقت اس نیت سے لڑکی کو زوجیت میں قبول کرتا ہے کہ وہ باکرہ ہے۔ اگر بعد نکاح کے لڑکی غیر باکرہ ثابت ہو۔ یعنی قبل از نکاح وہ زانیہ رہی ہو تو شوہر کو شرعاً طلاق دینا ضروری ہے۔ یا نہیں؟ ایسی کون سی حالتیں ہیں کہ شوہر اپنی زوجہ کو طلاق دیتے وقت مہر سے بالکل بری ہو جاتا ہے۔

المستفتی نمبر ۴۹۹ سید اقبال احمد علی گڈھ۔ ۲۲ ربیع الاول سن ۱۳۵۴ھ م ۲۵ جون سن ۱۹۳۵ء
(جواب ۱۸۳) صورت سوال میں تو اس کی بھی تصریح نہیں ہے کہ عقد کے وقت بکارت کی شرط کر کے مہر مقرر کیا تھا اور مسئلہ یہ ہے کہ اگر بکارت کی شرط کر کے بھی مہر مثل مقرر کیا ہو اور عورت غیر باکرہ ہو جب بھی تمام مہر لازم ہوتا ہے۔ ولو شرط البکارۃ فوجد ثیباً الزمہ الکل۔ (۲) اور وجہ یہ ہے کہ بکارت کبھی گر پڑنے یا کسی چوٹ کے صدمے سے بھی زائل ہو جاتی ہے تو اس بات کی تحقیق ناممکن ہے کہ زوال بکارت کا سبب کوئی غیر اختیاری فعل ہے یا اختیاری۔ نیز مہر کا تقرر جو از استمتاع کے لئے ہے وہ بہر حال حاصل ہے۔ محض لڑکی کو ثیبہ پانے پر طلاق دے دینا مستحسن نہیں ہے کیونکہ ثیبہ ہونے میں اس کا قصور وار نہ ہونا ممکن ہے۔ اور طلاق دے دینے میں لوائے مہر لازم ہوگا۔ اور خلوت صحیحہ کے بعد پورا مہر ادا کرنا لازم ہوتا ہے۔ (۵)

مہر سے رات کی صورت لڑکی کی رضامندی سے خلع کرنے کی ہے اور بس۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

پہلی بیوی کے مہر سے بچنے کے لئے ساری جائیداد دوسری بیوی کے مہر کے عوض میں لکھ دی۔ کیا یہ جائز ہے؟

(سوال) زید نے تین شادیاں کیں۔ اول بیوی کو طلاق دی مگر زید ایسا ناہند ہے کہ بڑی مشکل سے نالش وغیرہ کرنے

(۱) ان المعجل اذا ذکر فی العقد ملک طلبہ۔ (المہرانیۃ علی حاشیہ الحدیث، کتاب النکاح، ۱۳۲/۴، ماجدیہ)
(۲) رجل تزوج امرأة بالف علی ان کل الالف مؤجل ان کان الناجیل معلوماً صح الناجیل وان لم یکن لا یصح۔ (الناجیۃ علی حاشیہ الحدیث، کتاب النکاح، ۳۸۰، ماجدیہ) (۳) واذا لم یصح الناجیل یوم الزوج یتعجل قدر ما یعارفہ اهل البلدة (ایضاً)
(۴) الدر المختار، کتاب النکاح، باب المہر، ۳۲۱، سعید (۵) والمہر یتا کد باحد معان ثلثة: الدخول والخلوۃ الصحیحۃ و موت احد الزوجین (الحدیث، کتاب النکاح، الباب السابع، الفصل الثانی، ۳۰۳، ماجدیہ)
(۶) بیوی کے معاف کرنے سے بھی بری ہو جاتا ہے۔ کما فی الدر۔ واذا تاکد المہر بما ذکر۔ لا یحتمل السقوط الا بالابراء۔ (رد المحتار، کتاب النکاح، باب المہر، ۱۰۲، سعید)

کے بعد اس کا مہر ادا کیا۔ اس پہلی بیوی سے جو بچہ ہے اس کی خوراک کے لئے نمبر ۱۰ روپے عدالت سے مقرر ہوئے تھے وہ بھی بڑی مشکل سے نالش کے بعد ادا کرتا ہے۔ دوسری بیوی کو طلاق دے دی مگر اس کا نہ تو مہر ادا کیا اور نہ نان نفقہ کا خرچ ادا کیا۔ تیسری بیوی کو نکاح سے پہلے اپنی بی بی لکھتا ہے اور دوسری بیوی کے مہر کے ادائیگی سے بچنے کے واسطے اس تیسری بیوی کو قبل از نکاح اپنی تیس چالیس ہزار روپے کی جائیداد پندرہ ہزار روپے کے فرضی مہر کے بدلے میں رجسٹری کر کے دے دیتا ہے۔ حالانکہ اس قوم میں لکھ پتی کا مہر بھی پانچ ہزار روپے سے زیادہ نہیں ہوتا۔ وہ بھی پیشگی نہیں ماتبکہ زفاف یا طلاق پر ملتا ہے۔

المستفتی نمبر ۱۹۷۱ شیخ نور الحسن (حکمت) ۲۷ شوال سن ۱۳۵۴ھ ۲۳ مئی ۱۹۳۶ء (جواب ۱۸۳) اگر تیسری عورت سے ابھی تک نکاح نہیں ہوا اور قبل از نکاح اس نے اپنی جائیداد اس کے مہر کے نام سے دے دی تو اس جائیداد سے دوسری بیوی کا مہر اور دیگر قرضے جو اس کے ذمہ ہوں وصول کئے جاسکتے ہیں۔ (۱) یعنی نکاح سے قبل دے دیئے اور مہر کا نام لگا دینے سے وہ جائیداد بیوی کی ملک میں نہیں گئی۔ محمد کفایت اللہ کا نالہ۔

شوہر کے مرنے کے بعد بیوہ کے دوسری جگہ نکاح کرنے پر سسرال والوں کا رقم لینا جائز نہیں۔ (سوال ۱) ہمارے شیخاوائی ریاست بے پور و قرب وجوار کے قصبات میں یہ رواج ہے کہ جب کسی عورت کا خاوند انتقال کر جائے تو وہ عورت بذات خود یا ورثائے عورت اس کا نکاح ثانی کرنا چاہتے ہیں تو عورت کے سسرال والے با حصول رقم کثیر یعنی چار پانچ سو روپے کے نکاح نہیں ہونے دیتے۔ اس روپے لینے کی رسم کو ہمارے یہاں پچھو پھتے ہیں۔ لہذا عرض ہے کہ بعد انتقال زوج کے سسرال والوں کا تعلق شرعی رہتا ہے یا نہیں؟ اور بطور پچھو پھتے کے بعد النکاح اتنی رقم عورت کے سسرال والوں کا وصول کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) عموماً ہمارے یہاں خصوصاً قوم بیپاری میں مہر ڈھائی روپے سے لے کر تیس سو روپے تک باندھا جاتا ہے۔ مگر اب بعض لوگ خواہ مخواہ پریشان کرنے کے لئے چار پانچ سو روپے تک بلکہ ہزار روپے تک مہر باندھتے ہیں۔ جو بوجہ عدم ادائیگی بوقت مرگ زوج و رثائے متوفی عورت سے معاف کرانے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ بے چاری عورت جو کہ غمزدہ ہوتی ہے لوگوں کے کہنے سننے سے معاف کرنے پر مجبور ہو جاتی ہے۔ لہذا التامر مقرر کرنا جس کی معافی کی خواہش عورت سے کی جائے کہاں تک جائز ہے۔ حالانکہ لڑکی کے خاندان میں کسی کا بھی مہر اتنا مقرر نہیں کیا گیا۔

(۳) ایک یہ بھی رسم ہے کہ لڑکی والا سو دو سو چار سو روپے پاس رکھتا ہو یا نہیں مگر لڑکی والا نوشہ کے ورثا سے وصول ۵۷ نکاح کے وقت علاوہ مہر کے وصول کرتا ہے اور اس وصولی رقم کو ہمارے یہاں لیک کہتے ہیں۔ چونکہ ہمارے یہاں یہ رسم ہے کہ خاندان میں جتنی لڑکیاں دس بیس ہوتی ہیں ان کی شادی ایک دم کر دیتے ہیں۔ لہذا اتنی ہی راتیں بھی آتی ہیں۔ آدمی بھی کثیر تعداد میں جمع ہوتے ہیں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔ بدیں وجہ مما جن سے سامان خورد و نوش وغیرہ قرض لے لیا جاتا ہے۔ اور لیک کاروپہ جب وصول ہو جائے تو مما جن کو روپیہ ادا کر دیا جاتا ہے اسراف بجا کی وجہ سے بعض دفعہ لڑکی والا سو دو سو روپے کا مقروض ہو جاتا ہے۔

بیوہ سے سسرال والوں کا دوسری شادی کے بعد زیور لینا جائز نہیں

(۳) جب نکاح ثانی عورت کا کیا جاتا ہے تو عورت کے سسرال والے پچھوپہ بھی لیتے ہیں اور جو زیور عورت کے والدین نے لڑکی کو شادی کے موقع پر دیا تھا وہ بھی لے لیتے ہیں۔ سسرال والوں کو یہ زیور لینا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۸۵۹ مستری محمد احمد صاحب بمبئی ۲۲ محرم سن ۱۳۵۵ھ ۱۵ م اپریل سن ۱۹۳۶ء (جواب ۱۸۴) شوہر کے انتقال کے بعد شوہر کے گھر والوں کا متوفی کی بیوی پر کوئی حق اس قسم کا نہیں رہتا کہ وہ اس پر کوئی رقم وصول کریں۔ یہ رسم جس کا سوال میں ذکر ہے جاہلانہ رسم اور ظلم ہے۔ (۱) اس کو بند کرانے کی سعی کرنا ہر مسلمان پر لازم ہے۔ (۲)

(۲) مہر میں محض نام و نمود کے لئے بیوی رقم مقرر کرنا ناجائز ہے۔ (۳) ہاں اگر شوہر میں اتنی رقم ادا کرنے کی وسعت ہو اور وہ ادا کرنے کے ارادے سے بڑا مہر باندھے تو مضائقہ نہیں۔ لیکن معاف کرانے کے لئے بند ہونا اور باندھنا اصول اسلام کے خلاف ہے۔

(۳) یہ رسم بھی اسلامی تعلیم کے خلاف ہے اور اس قدر انتظام کرنا کہ طاقت سے زیادہ ہو اور قرض کا وجہ سر پر ہو جائے یہ بھی فتنہ ہے۔

(۴) سسرال والوں کو عورت کا زیور لینے کا کوئی حق نہیں۔ یہ بھی صریح ظلم ہے۔ (۳) محمد کفایت اللہ کا ائد لہ، فاجح کے مریض کا مہر میں اضافہ کرنا

(سوال) زید ایک سال کے عرصے سے زیادہ مرض فاجح میں مبتلا رہا اور پورے ایک سال کے بعد اپنی زوجہ کے مہر مسمیٰ میں اضافہ کرتا ہے۔ درحالت رضا و رغبت و بد رستی ہوش و حواس اور لکھ بھی دیتا ہے۔ اس معاملے کے تقریباً ڈیڑھ سال بعد اسی مرض میں فوت ہو جاتا ہے۔ کیا یہ اضافہ اصل مہر مسمیٰ کے ہاتھ منضم ہو کر ترکہ سے واجب الادا زوجہ کے لئے ہوگا۔ کیا یہ اضافہ تھ فوات مرض الموت میں شمار ہوگا۔ یا تصرفات حالت صحت میں؟ کتب حنفیہ میں لکھا ہے جو مرض سال بھر تک یا کچھ زیادہ عرصے رہا تو اس کو ابتداء ہی سے مرض الموت شمار نہ کریں گے اور ابتداء ہی سے اس کے تصرفات میں خلل نہ آئیگا۔ بلکہ جس روز سے مرض شدید ہو کر ہلاکت کی نوبت پہنچی ہے اس روز سے مرض الموت شمار ہوگا اور اسی روز سے اس کے معاملات کو پوری طرح نہ سمجھیں گے۔ پس اگر کوئی شخص سال دو سال سے تپ و دق و غیرہ میں مبتلا تھا۔ اس کے بعد ایک ہفتے کے لئے مرض شدید ہو کر اسی میں انتقال ہو گیا۔ تو مرض الموت صرف ایک ہفتہ شمار ہوگا۔ اس سے پہلے معاملات بالکل صحیح اور جائز مثل حالت صحت کے سمجھے جائیں گے۔ المستفتی نمبر ۹۰۱ محمد عبداللہ مستمدرسہ انوریہ لدھیانہ ۷ صفر سن ۱۳۵۵ھ ۲۹ م اپریل سن ۱۹۳۶ء

(۱) بابا الذین امنوا لایحل لکم ان ترثوا النساء کرها النساء : ۱۹ وفقی البخاری۔ حدثنا محمد بن مقاتل عن ابن عباس "بابا الذین امنوا لا یحل لکم ان ترثوا النساء کرها قال کانوا اذا مات الرجل یکان اولیاءه احق یا مراثه ان شاوروا بعضہم ورجوها وان شاوروا لم یزوجوها فہم احق بہا من اہلہا فنزلت ہذہ الایۃ فی ذلک" (بخاری، کتاب النکاح، ۲، ۶۵۸، ترمذی) (۲) من رای منکم منکرا فلیغیرہ یدہ فان لم یستطع فلیسأله فان لم یستطع فلیقلبه وذلک اضعف الایمان۔ (بخاری، کتاب النکاح، ۲، ۵۱، ترمذی) (۳) عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من یرائی یرای اللہ بہ ومن یستمع یستمع اللہ بہ۔ (جامع الترمذی، باب ما جاء فی الریاء، ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱

(جواب ۱۸۵) : نکاح کا مریض جب کہ مرض مند ہو کر ایک حالت پر ٹھہر جاتا ہے اور موت کا خطرہ نہیں رہتا تو اس کے تصرفات صحت کے تصرفات قرار دیئے جاتے ہیں۔ (۱) پھر جب مرض میں اشتداد پیدا ہو کر نئی صورت اختیار کر لیتا ہے تو وہ مریض قرار دیا جاتا ہے۔
لفظ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

باپ نے بیٹے کے لئے نکاح کیا، اب مہر کس کے ذمہ واجب ہے؟
(سوال) باپ نے بیٹے کے لئے نکاح کر لیا۔ یہ مہر ادا کرنا باپ کے ذمہ واجب ہے۔ اگر مہر ادا کرنے سے باپ انکار کرے تو بیٹے کا نکاح فسخ ہو جائے گا یا نہیں؟

(جواب ۱۸۶) : اگر والد نے مہر کی ضمانت کی ہو تو والد پر ادا کیلئے لازم ہے۔ (۲) ورنہ بیٹے پر ادا کرنا لازم ہے۔ اگر والد انکار کر دے تو نکاح نہیں ٹوٹتا۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

بیوی کے مرنے کے بعد مہر کا حق دار کون ہے؟
(سوال) زید کی زوجہ فوت ہو گئی ہے۔ زید اپنی فوت شدہ زوجہ کا مہر جو زید کے ذمہ واجب الادا ہے ادا کرتا ہے تو زہر کا حق دار کون ہے؟

المستفتی نمبر ۹۸۰ عبد الوحید صاحب (خلع بلند۔ شہر) ۵ ربیع الاول سن ۱۳۵۵ھ ۶ جون سن ۱۹۳۶ء
(جواب ۱۸۷) : زید کی متوفیہ بیوی کا مہر جو زید کے ذمہ واجب الادا تھا اس میں سے زید کا حصہ ساقط ہو گیا۔ اگر متوفیہ لاولد ہو تو زید کا حصہ ۲/۱ یعنی نصف ہے اور صاحب اولاد ہو تو زید کا حصہ ۳/۱ یعنی ایک چوتھائی ہے اور باقی متوفیہ کے دوسرے وارثوں کو ملے گا۔ (۲)

نکاح جدید میں جدید مہر کے ساتھ پرانا مہر بھی دینا ہوگا
(سوال) نکاح جدید میں زر مہر کی کیا صورت ہو اور پہلا زر مہر جو شوہر کے ذمہ دینا باقی ہے اس کی کیا صورت ہو؟
المستفتی نمبر ۱۰۰۵ محمد یوسف صدر بازار دہلی۔ ۲۹ ربیع الاول سن ۱۳۵۵ھ ۲۰ جون سن ۱۹۳۶ء
(جواب ۱۸۸) : پہلا زر مہر جو زید کے ذمہ واجب الادا ہے۔ تجدید نکاح کی صورت میں اس نکاح جدید کا مہر علیحدہ مقرر ہو گا۔ (۱) اور اگر زوجین میں سلوک ہو اور دونوں باہم راضی ہوں تو ممکن ہے کہ دوسرے نکاح کا مہر دس بیس روپے مقرر کر لیں۔ یعنی ایک معمولی چھوٹی سی رقم پر نکاح کر لیں تاکہ زید پر جداگانہ مستقل دوسرے مہر کی بڑی رقم کا بار نہ پڑے۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

(۱) وفي الهبة عن الصمر تاشي وفسر اصحابنا التطاول بالسنة، فاذا بقي على هذه الحالة سنة فتصرف، بعد ما كصرف، في حال صحة المقعد والمفلوج مادام يزداد ما به كالمريض فان صار قديما ولم يزد فهو كالصحيح في الطلاق وغيره۔ (رد المحتار، کتاب اطلاق باب طلاق المریض، ۳، ۳۸۵، سعید)

(۲) وضح صمان الولی مہر ہا ولو المرأة صغيرة وتطالب بأشياء من زوجها البالغ أو الولی الضامن ولا يطالب الاب بمهر ابنه الصغير الا اذ ضمنه وفي الرد: سواء كان ولی الزوج أو الزوجة صغيرین كانا أو كبيرین، اما صمان ولی الكبير منهما قضاہ، لانه كالا جنسی، ثم ان كان يامر د رجوع والا لا۔ (رد المحتار، کتاب النکاح باب المهر، ۳، ۱۳۰، سعید)

(۳) واما للزوج فحالتين: النصف عند عدم الولد وولد الاب وان سفل والربع مع الولد او ولد الاب وان سفل۔ (السر اقی، ۲، سعید)
(۴) والطلاق بعد الدخول يعقب الرجعة ويوجب كمال المهر، فيجب عليه المسمى في النكاح الثاني فيجتمع عليه مهران۔ (آئینہ علی حاشیہ الحدیث، کتاب النکاح، الفصل الثالث عشر ۱، ۳۹۳، ماجدیہ)

شوہر کی طرف سے دیا گیا سامان کس کی ملکیت ہے؟

(سوال) شوہر کی طرف سے جو سامان مثلاً زیور، کپڑے بری میں دلہن کو بھیجے جاتے ہیں اور وہ دلہن کے ساتھ شوہر کے گھر واپس آجاتے ہیں۔ بعد وفات شوہر وہ کس کی ملکیت سمجھا جائے گا؟

المستفتی نمبر ۱۰۲۸ محمد یعقوب علی صاحب (دہلی) ۱۰ ربیع الثانی سن ۱۳۵۵ھ مکیم جولائی سن ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۸۹) اگر اس زیور اور جوڑے کے متعلق پہلے تصریح کر دی جائے کہ وہ بیہ ہے یا عاریت، یا مہر میں دیا گیا ہے تو تصریح کے موافق عمل ہوگا۔ لیکن اگر یہ تصریح نہ کی گئی ہو تو پھر اس کا مدار عرف پر ہے۔ اگر اس قوم کا عرف غالب یہ ہو کہ ان چیزوں کا مالک شوہر رہتا ہے، تو یہ چیزیں شوہر کی رہیں گی اور اس کے انتقال کے بعد ترکہ میں شامل ہو کر تقسیم ہوں گی لیکن اگر عرف غالب یہ ہو کہ دلہن کی ملک کر دی جاتی ہیں تو تنہا زوجہ ان اشیاء کی مالک ہوگی اور ترکہ زوج میں شامل نہ ہوں گی۔ چونکہ شہروں اور قوموں کے عرف مختلف ہوتے ہیں اس لئے عرف کی تحقیق و تعیین حاکم یا حکم کا کام ہے۔ (۱)

فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی

کیا بیوی طلاق یا شوہر کے مرنے سے پہلے مہر مؤجل کا مطالبہ کر سکتی ہے؟

(سوال) مہر مؤجل کو بیوی قبل طلاق یا بافاوت خاوند کے بھی طلب کر سکتی ہے یا نہیں اور مہر مقبل کا کیا حکم ہے اور اس میں یہ شرط عند الطلب کیا چیز ہے؟

المستفتی نمبر ۱۰۳۹ احافظ رحیم بخش صاحب (مقرر) ۱۵ ربیع الثانی سن ۱۳۵۵ھ ۵ جولائی سن ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۹۰) مہر مقبل اور عند الطلب دونوں کا مطلب یہ ہے کہ عورت ہر وقت طلب اور وصول کرنے کا اختیار رکھتی ہے۔ (۲) اور مہر مؤجل کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ مدت ادا معین کر دی جائے اس وقت مانگ سکے اور جس مہر مؤجل میں کوئی مدت معین نہ کی جائے صرف یہ کہہ دیا جائے کہ مؤجل ہے تو وہ بھی حتماً مقبل ہو جاتا ہے۔ (۳)

علاقہ والوں کی طرف سے مہر کی ایک مخصوص مقدار مقرر کرنا

(سوال) ایک مسلم جماعت نے بستی کے مسلمانوں کی شادیوں کی فضول خرچی کو روکنے کے لئے چند قواعد مرتب کئے ہیں۔ ان میں مہر کے متعلق یہ حد مقرر کی ہے کہ کم سے کم سو روپے اور زیادہ سے زیادہ چھ سو پچیس روپے مہر رکھا جائے۔ اس حد و مہر سے کم یا زیادہ مہر رکھنے والا اپنی جماعت کا گنہگار سمجھا جاتا ہے اس مجرم کے لئے جرمانہ بھی مقرر ہے۔ کیا شریعت حقہ میں مہر کے لئے کوئی حد مقرر ہے یا نہیں۔ مذکور بالا حد بندی از روئے شریعت جائز ہے یا نہیں۔ ایسی حد بندی قائم کرنے والی جماعت حق بجانب ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۱۵۴ حاجی محمد یوسف صاحب (جواب ۱۹۱) مہر کے لئے کم از کم مقدار دس درہم (تقریباً ڈھائی روپیہ) ہے اور زیادہ کی حد مقرر نہیں ہے۔ یعنی

(۱) الحدیث کے قول کا حکم کے ساتھ اعتبار ہوگا۔

وا ان مات احدهما واختلف وارثه مع الحي في المشكل الصالح لهما فالقول فيه للحي وفي الرد: فالقول فيه للحي مع يمينه در منتقى اذ لا يد للميت، وذكر في البحر عن الخزائية استثناء ما اذا كانت المراءة ليلة الزفاف في بيته، فالمشكل وما يجهز مثلها به لا يستحسن جعله للزوج الا اذا عرف بتجارة جنس منه فهو له۔ (رد المحتار، کتاب الدعوى، باب الخفاف، ۵، ۶۳، - سعيد)

(۲) ان المعجل اذا ذكر في العقد ملكت طلبه (البرازية على هامش الهندية، كتاب النكاح، ۴/ ۳۲، - ماجدية)

(۳) ان لم ينو جل او يعجل كله فكما شرط: لان الصريح يفوق الدلالة الا اذا جهل الا جل جهالة فاحشة فيجب حاله (الدور المختار، كتاب النكاح، باب المهر، ۳۰، ۴۴، - سعيد)

اگر کسی شخص کو قدرت ہو تو وہ اپنی قدرت کے موافق جتنا مہر مقرر کرے (مثلاً ہزار دو ہزار دس ہزار وغیرہ) تو اتنا مہر لازم ہو جاتا ہے لیکن اپنی طاقت اور قدرت سے زیادہ مہر مقرر کرنا مذموم ہے اگر کوئی انجمن اصلاح کے طور پر مہر کا اوسط درجہ مقرر کر دے تو مضائقہ نہیں۔ مگر اس قاعدے کو اس طرح بنایا جائے کہ شرعی حکم کی تصریح بھی اس میں موجود ہو۔ مثلاً یہ عبارت ہو (شریعت مقدسہ میں مہر کی کم از کم مقدار دس درہم ہے۔ (۱) اور زائد کے لئے کوئی حد معین نہیں ہے۔ شوہر اپنی وسعت کے موافق جتنا داکر سکے مقرر کر سکتا ہے۔ اس شرعی حکم کو پیش نظر رکھتے ہوئے انجمن اصلاح کے لئے یہ حد مقرر کرتی ہے۔ کم از کم مقدار تو وہی ہو جو عورت یا اس کا ولی منظور کرے مگر زیادتی کی جانب میں چھ سو چودہ روپے سے زیادہ تجاوز نہ کیا جائے، اس عبارت کے ساتھ قاعدہ بنایا جائے اور خلاف کرنے والے پر جرمانہ کرنا جائز نہیں۔ جو خلاف کرے اس کو صرف یہ تنبیہ کی جائے کہ لوگ اس کی تقریب میں شرکت نہ کریں اور اگر کوئی خاص شخص صاحب وسعت زیادہ مہر مقرر کرنے کی درخواست کرے تو انجمن میں اس کی درخواست پیش ہو اور انجمن مناسب سمجھے تو اس کو خاص طور پر اس شرط سے اجازت دے دے کہ وہ مہر بوقت عقد فوراً دے اور عورت کے نام اس رقم کی جائیداد خرید دی جائے تاکہ وہ محفوظ ہو جائے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ اعلم

عقد نکاح کے وقت سے ہی شوہر کا رازد مہر دینے کا نہ تھا تو نکاح صحیح ہو گیا نہیں ۹

(سوال) ایک عورت نے اپنے شوہر سے کئی برس بعد اپنا مہر مانگا۔ شوہر نے جواب دیا کہ جب میرا عقد تمہارا ساتھ ہوا تھا اس وقت بھی میری نیت میں خلل تھا کہ مہر نہیں دوں گا۔ اور اب بھی میری یہی نیت ہے کہ تمہارا مہر نہیں دوں گا خواہ تم معاف کرو یا نہ کرو۔ عورت بھی مہر معاف نہیں کرتی ہے۔ فرمائیے یہ نکاح جائز ہو یا ناجائز۔ عورت کئی بچے بھی اپنے شوہر سے جن چکی ہے۔

المستفتی نمبر ۱۳۳۷ مستری صادق علی صاحب (بلند شہر) ۲۴ شعبان سن ۱۳۵۵ھ ۱۰ نومبر سن ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۹۲) عورت نے اپنے خاوند سے مہر کا مطالبہ کیا تو اس کا مطالبہ بجا ہے۔ خاوند کا یہ کہنا کہ میری نیت مہر دینے کی نہیں تھی اور میں مہر نہیں دوں گا غلط ہے۔ اور اس سے نکاح پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ ہاں خاوند گنہگار ہوگا۔ (۲) اور اس پر مہر کی ادائیگی لازم ہوگی۔ (۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ اعلم

مہر معجل اور مؤجل کے معنی

(سوال) نکاح میں مہر معجل اور مؤجل کے کیا معنی ہیں۔ تفصیل کی سخت ضرورت ہے

المستفتی نمبر ۱۴۳۷ امیر زماں خاں صاحب (برار) ۷ ربیع الاول سن ۱۳۵۶ھ ۸ مئی سن ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۹۳) مہر معجل سے مراد یہ ہوتی ہے کہ اس کی ادائیگی فی الفور لازم ہو اور مؤجل سے یہ مراد ہے کہ ادائیگی

(۱) الا لا مہر اقل من عشرة درہم۔ اشعری ۷۰ ۳۳۲

(۲) حد ثنا عبد اللہ قال سمعت صہب بن سنان یحدث قال قال رسول اللہ صلی اللہ علی وسلم (یسارحل اصدف امرء اصداف والذ یعلم اللہ لا یرید اداء ہا الیہ فعرھا باللہ واستحل فرجھا بالناطل لقی اللہ یوم یلقا وھو زان)۔ (مسند احمد، ۳/۳۲۲ دار صادر، ص ۷۰)

(۳) وتجب العشرة ان سهاها او دونها یجب الا کثر ان سمي الا کثر وینا کد عند وطی او خلوة صحت من الروح او موت احد ہما۔ (الدر المختار، کتاب النکاح باب المہر، ۳/۱۰۲ سعید)

کے لئے کوئی مہلت اور میعاد مقرر کر دی جائے۔ (۱)

قاضی نے نکاح کے وقت مہر کی کئی مقداریں ذکر کیں، کون سی مقدار کا اعتبار ہوگا؟

(سوال) عمر کی شادی ہوئی اور نکاح کے وقت پہلی مرتبہ قاضی صاحب نے اس طرح نکاح کیا کہ تمہاری شادی ہزار روپے اور دس درہم شرعی پر ہوتا ہے اور عمرو نے اس کو منظور کیا۔ مگر دوسری اور تیسری مرتبہ یہ کہنا کہ ایک ہزار دس درہم شرعی پر نکاح کیا اور اس نے منظور کیا تو اب عمرو مہر میں ایک ہزار درہم شرعی اور کڑے یا ایک ہزار روپے اور دس درہم شرعی اور کڑے؟

المستفتی نمبر ۵۱۴ محمد عبدالسلام صاحب (الہ آباد) اربع الثانی سن ۱۳۵۶ھ ۲۱ جون سن ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۹۴) ایک ہزار دس درہم پر نکاح منعقد ہوا۔ کیونکہ پہلے الفاظ ایجاب کے لئے کافی نہیں ہیں۔ اس میں یہ کہا گیا ہے کہ تمہارا نکاح اتنے مہر پر ہوتا ہے یہ ایجاب نہیں ہے۔ ایک ہزار دس درہم پر نکاح کیا یہ ایجاب ہے۔ لہذا یہی مہر قرار پایا۔ (۲)

عورت کی موت کے بعد اس کا سامان اور زیور کس کی ملکیت ہوگا؟

(سوال) سماء زینب زوجہ زید الاولد فوت ہو گئی ہے۔ شاہی کے موقع پر سسرال کی طرف سے جو مال از قسم زیور و پارچہ جانت اس کو دیئے گئے تھے خاوند نے بعد وفات واپس لے لئے۔ متوفیہ کو اپنے والدین (میکے) سے جو مال ملا تھا وہ متوفیہ کے والدین کے قبضہ میں ہے۔ اس متروکہ مال کے متعلق جو زینب کو اپنے والدین نے دیا تھا شرعاً کیا حکم ہے۔ آیا متوفیہ کے خاوند کو دیا جائے یا اس کے والدین اپنے تصرف میں لے آئیں۔ نیز اس مال کے متعلق کیا حکم ہے جو مال زید نے واپس لے لیا ہے اور اپنے تصرف میں لانا چاہتا ہے۔ اگر مال متروکہ کو جو زینب کے والدین کے پاس ہے کار خیر میں تعمیر مسجد وغیرہ میں لیا جائے تو کیا حکم ہے۔

بیوی کے والدین اپنا حصہ میراث اپنی مرضی سے خیرات کر سکتے ہیں

(۲) اگر متوفیہ کے والدین دیئے ہوئے مال کے شرعی مستحقین رضاور غبت اپنا حصہ نہ لینا چاہیں اس صورت میں یہ مال مستحقین خیرات میں تقسیم کر دیا جائے تو کیا حکم ہے۔

اگر خاوند نے متوفیہ کے مال سے اپنا دیا ہو مال واپس لے لیا تو کیا وہ متوفیہ کی میراث میں حق دار ہوگا؟

(۳) جس صورت میں خاوند نے اپنا مال واپس لے لیا ہے حالانکہ اس کا مال اس مال سے قیمت میں بہت زیادہ ہے اور وہ اپنا مال شرعاً اور میں تقسیم نہیں کرنا چاہتا تو کیا اس صورت میں وہ متوفیہ کے دیئے ہوئے مال میں سے شرعی حصہ لینے کا مستحق ہو سکتا ہے۔

(جواب ۱۹۵) شادی کے موقع پر خاوند کی طرف سے جو زیور اور کپڑے بیوی کو دیئے جاتے ہیں، ان کے بارے میں عاریتہ ہونے کی تصریح عام رواج ہو تو خاوند کی ملک ہوں گے۔ اور اگر عاریت کی تصریح رواج عام نہ ہو تو وہ

(۱) وان بینوا قدر المعجل یبجل ذلك لا خلاف لاحد ان تاجیل المہر الی غایۃ معلومۃ نحو شہر او سنۃ، صحیح۔ (الہندیہ، کتاب النکاح، الباب السابع، ۱، ۳۱۸، ماجدۃ) (۲) ثم عرف المہر فی العایۃ باند اسم للمال الذی یجب فی عقد النکاح علی الزوج فی مقابلة الصع بالنسبۃ او بالعقد۔ (رد المحتار، کتاب النکاح، باب المہر، ۳۰، ۱۰۰، سعید)

بیوی کی ملک ہوتے ہیں اور اس کے ترکہ میں شامل ہو کر تقسیم ہوں گے۔ (۱) اور والدین کی طرف سے جو زیور و سامان دیا جاتا ہے وہ سب لڑکی کی ملک ہوتا ہے۔ سب ترکہ میں شامل ہوگا۔ (۲) پس ہندہ کا ترکہ جس میں اس کا مہر جیز اور چڑھاوا یعنی خاوند کا دیا ہوا مال بھی شامل ہوگا اس کے وارثوں پر تقسیم ہوگا۔ پھر جن وارثوں کے حصے میں جو رقم آئے وہ اپنی مرضی سے مسجد میں یا کسی کار خیر میں صرف کر دیں تو انہیں اختیار ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ کا ان اللہ، دہلی

عورت قابل جماع نہ ہو تو نصف مہر واجب الادا ہوگا

(سوال) زید کی شادی ہوئی اور تحلیہ ہوا مگر اتفاق سے زوجہ میں ایسی خامی پائی گئی کہ جماعت کے وقت دخول نہیں ہو سکا جو دوشش کے یہ خامی دور نہیں ہو سکی۔ عرصہ دراز تک یہ دونوں اسی طرح باہم رہے۔ اب سوال یہ ہے کہ مقررہ مہر ہندہ خاوند واجب الادا ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۸۷۵ احمد خاں صاحب (ملک ماہ) ۲ ربیع الثانی سن ۱۳۵۶ھ ۷ جولائی سن ۱۹۳۷ء (جواب ۱۹۶) اگر عورت ایسی ہے کہ جماع ممکن نہیں یعنی دخول حشفہ بھی نہیں ہو سکتا تو اس کا نصف مہر خاوند کے ذمہ واجب الادا ہوگا۔ اور اگر بقدر حشفہ دخول ہو سکے تو پورا مہر لازم ہوگا۔ (۳) محمد کفایت اللہ کا ان اللہ، دہلی

مہر ادا کئے بغیر طلاق

(سوال ۱) یون مہر زوجہ کے بغیر معاف کئے ہوئے اگر زید اپنی زوجہ کو طلاق دے دے تو جائز ہوگا یا نہیں؟
(۲) زید کی بیوی نے زنا کیا اور زنا سے بچہ پیدا ہوا۔ اس کے بعد بچہ مر گیا۔ زید کو اس زنا کی ولادت کی خبر ملی۔ زید یہی کہتا ہے کہ ولد الزنا تھا۔ چونکہ ہم دونوں عرصہ سے یکجانہ ہوئے۔ دوسرے زوجہ بھی زنا سے انکار نہیں کرتی ہے۔ زید چاہتا ہے کہ طلاق دوں۔ زید کی زوجہ دین مہر معاف نہیں کرتی ہے۔ لوگ زید کو کہتے ہیں کہ بغیر دین مہر ادا کئے طلاق نہیں ہو سکتی ہے۔ اس وجہ سے وہ مجبور ہے صلاحیت ادا کرنے کی نہیں ہے۔ نہ وہ ادا کر سکتا ہے اور نہ زوجہ کو رکھے گا۔ جس میں اور بھی زنا کا اور ہر قسم کی انوہیت کا احتمال ہے۔ ایسی صورت میں دونوں کو علیحدہ کر دینا مناسب ہے کہ نہیں تاکہ دونوں اپنی اپنی شادی طبعیت کے مطابق کر لیں۔ دوسرے جو لوگ کہتے ہیں کہ بغیر دین مہر ادا کئے طلاق نہیں ہو سکتی حق بجانب ہیں کہ نہیں ان کے لئے حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۱۶۰۳ مولوی عبدالرافع صاحب (ضلع گیا) ۶ جمادی الاول سن ۱۳۵۶ھ ۱۵ جولائی سن ۱۹۳۷ء (جواب ۱۹۷) دو گوں کا یہ کہنا کہ بغیر دین مہر ادا کئے ہوئے طلاق نہیں ہوتی غلط ہے۔ طلاق تو ہو جائے گی۔ (۴) ہاں دین مہر کی ادائیگی شوہر کے ذمہ واجب الادا رہے گی۔ (۵) جب قادر ہو ادا کر دے۔ جب کہ خاوند بیوی کو

(۱) واذا بعث الزوج الى اهل زوجة اشياء عند زفافها منها ديباج، فلما زفت اليه اراد ان يسترد من المرأة ديباج ليس له ذلك اذا بعث اليها على جهة التملك. (الحندي، كتاب النكاح باب الفسخ، ۱، ۳۲۷ ما جديہ)
(۲) جيز ابنه بجهاز او سلمها ذلك ليس له الا استرداد منها ولا لورثته بعد. (الدر المختار، كتاب النكاح باب المهر، ۳، ۱۵۵، سعيد)
(۳) ويبحث نصفه بطلاق قبل وطئ او خلوة. (الدر المختار، كتاب النكاح باب المهر، ۳، ۱۰۳، سعيد)
(۴) وفي الهندية: ومن الموانع لصحة الحلوة ان تكون المرأة رتقاء او قرناء او عقلا او شعراء (الحندي، النكاح، الباب السابع، الفصل الثاني، ۱، ۳۰۵ ما جديہ) (۵) ويقع طلاق كل زوج عاقل بالغ. (الدر المختار، كتاب الطلاق، ۳، ۲۳۵، سعيد)
(۶) والمهر يتأكد باحد معان ثلاثة: الدخول والخلوة الصحيحة وموت احد الزوجين حتى لا يسقط منه شيئي بعد ذلك الا بالبراءة من صاحب الحق. (الحندي، كتاب النكاح، الباب السابع، الفصل الثاني، ۱، ۳۰۳ ما جديہ)

رکھنا پسند نہیں کرتا تو طلاق دے دینا مناسب ہے۔ (۱) اور اگر رکھنا چاہے تو رکھنا اور تعلقات زوجیت قائم کرنا بھی جائز ہے۔ (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

عورت شوہر کے گھر سے زیورات اور نقدی لے جانے کے بعد مہر منجمل کا مطالبہ کرتی ہے، کیا حکم ہے؟

(سوال) ہندہ اپنے شوہر کی غیر حاضری میں بغیر اجازت کے نقد مبلغ ڈیڑھ ہزار روپیہ زیورات کیڑے وغیرہ تقریباً پانسو روپے کے گھر سے اٹھا کر اپنی نانی کے گھر چلی گئی۔ جب زید سفر سے آیا اور ہندہ کی مذکورہ بے اعتدالیوں کی جماعت میں فریاد کی۔ اہل جماعت نے دریافت کرنا چاہا تو جماعت کے حکم کو ٹھکرا دیا اور حاضری نہ ہوئی۔ بلکہ مہر کے لئے سرکار میں دعویٰ دائر کر دیا۔ مہر غیر مؤجل ہے۔ فی زمانہ یہاں کاروائیوں ہے کہ مہر غیر مؤجل موت احد الزوجین یا تفریق بین الزوجین کے وقت مطالبہ کیا جاتا ہے۔ پس ایسی بے اعتدالیوں کے باوجود ہندہ کا اپنے شوہر سے اپنے مہر غیر مؤجل ۶۲۴ روپے کا مطالبہ درانحالیحہ دونوں کے مابین کسی قسم کی تفریق واقع نہیں ہوئی درست ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۶۳۵ محمد ابراہیم صاحب مدرسہ معدن العلوم (فورٹ وانمہاڈی ڈسٹرکٹ نار تھہ ارکٹ)

۲۲ جمادی الاول سن ۱۳۵۶ھ ۳۱ جولائی سن ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۹۸) ہندہ کی یہ بے اعتدالی قابل مؤخذہ ہے اور جو نقد زیورہ لے گئی ہے وہ اس سے واپس لیا جائے۔ مگر مہر غیر مؤجل کے معنی تو منجمل کے ہوئے۔ یعنی جس کی ادائیگی فوراً لازم ہو اور غیر منجمل ہو تو اس میں اگر کوئی اجل معین ہو تو اس اجل پر مطالبہ کر سکے گی اور اجل معین نہ ہو تو وہ بھی منجمل کے حکم میں ہوتا ہے۔ (۲) البتہ اگر وہ مہر سے زیادہ رقم لے جا چکی ہے تو مہر میں محسوب کی جاسکتی ہے۔

عقد کے وقت رائج سکے کا اعتبار ہوگا

(سوال) زید نے ہندہ سے سن ۱۳۰۶ھ میں نکاح نمبر ایک ہزار روپیہ کیا اور مہر مؤجل (یعنی عند الطلب) کیا۔ اب سندہ پچاس کے بعد مسماۃ ہندہ ہزار روپیہ زر مہر کی طالب ہے۔ اگر اس درمیان میں دوسرا سکہ رائج ہو جائے تو مسماۃ مذکور اپنا مہر مقررہ ایک ہزار روپیہ (اہل) پائے گی یا وجہ تبدیل ہو جانے سکے کے کم بیش کا اثر بھی اس کی رقم معینہ زر مہر میں فقط المستفتی نمبر ۱۶۸۲ محمد یوسف صاحب انسپکٹر انکم ٹیکس (بھوپال) پڑے گا۔

(جواب ۱۹۹) جس وقت مہر مقرر ہوا تھا اس وقت جو سکہ رائج تھا وہی ایک ہزار واجب الادا ہے۔ (۴) اگر اب اس کی مقدار یا قیمت کم یا زیادہ ہو گئی ہو تو نکاح کے وقت کی مقدار ادا کرنا ہوگی۔ مگر چاندی کے سکہ ہیں وزن اور سکہ دونوں معتبر ہوں گے۔ مثلاً اس وقت کے ایک ہزار روپے دس سیر وزن کے ہوتے تھے تو اب یہی دس سیر وزن کے سکہ

(۱) لا اذا خاف ان لا يتما حدود الله فلا بأس ان يتفرقا۔ (الدر المختار، کتاب النکاح، ۵۰/۳، سعید)

(۲) ولا يجب على الزوج تطليق الفاجرة (ايضا)

(۳) ان لم ينو جل او يعجل كله فكما شرط، و لان الصريح يفوق الدلالة الا اذا جهل بالجل جهالة فاحشة فيجب حالا (الدر المختار، کتاب النکاح، باب المهر، ۳، ۱۴۴، سعید)

(۴) تزوج امراء على الف درهم وفي البلد نقود مختلف ينصرف الى الغالب منها۔ (الھندی، کتاب النکاح، الباب السابع، ۱، ۳۱۰، ماجیہ)

دینے پڑیں گے خواہ ان کی قیمت ایک ہزار سے زیادہ ہو جائے۔ (۱)
شوہر اگر مہر نہیں دیتا تو نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(سوال) میری ایک رشتہ دار عورت کی شادی سن ۱۹۱۸ء میں ہوئی تھی بروقت نکاح ایک اقرار نامہ منجانب دو لہما تحریر ہوا تھا کہ میں اقرار کرتا ہوں کہ پچاس ۵۰ پیسہ اراضی جو رض زر مہر مبلغ پانسو روپیہ اپنے گھر پر جا کر نامزدہ کرادوں گا۔ سن ۱۹۱۸ء سے سن ۱۹۳۳ء تک خاوند اور بیوی کے تعلقات نہایت خوشگوار رہے۔ پھر اس کے خاوند نے سن ۱۹۳۳ء میں دوسری شادی کر لی اور اپنی زوجہ کو اس کے والدین کے گھر چھوڑ گیا چونکہ سن ۱۹۱۸ء سے سن ۱۹۳۳ء تک خاوند اور بیوی کے تعلقات بہت اچھے رہے۔ سن ۳۳ء کے بعد خراب ہو گئے۔ عدالت میں مہر کا دعویٰ کیا گیا۔ عدالت نے حکم دے دیا کہ اقرار نامہ زائد المیعاد ہو گیا ہے اس لئے پچاس پیسہ اراضی کی حق دار مدعیہ نہیں ہے اور چونکہ اس اقرار نامہ میں یہ تحریر ہے کہ جو رض پچاس پیسہ اراضی مبلغ پانسو روپیہ ادا کروں گا۔ اس لئے اس کی بھی میعاد ختم ہو گئی ہے۔ مدعیہ پانسو روپیہ لینے کی بھی حق دار نہیں ہے۔ ایسی صورت میں نکاح پر کیا اثر پڑا۔ مکرر عرض ہے کہ مدعا علیہ مہر کی ادائیگی سے انکار کرتا ہے اور عدالت نے بھی یہی فیصلہ دیا ہے کہ جس اقرار نامہ میں مہر درج ہے اس کی میعاد گزر چکی ہے اس لئے مدعیہ نہ تو پچاس پیسہ اراضی کی مستحق ہے اور نہ پانسو روپیہ مہر جو جو رض پچاس پیسہ اراضی کے ہے اس کی حق دار ہے۔ ایسی صورت میں نکاح جائز رہا نہیں۔ لڑکی جوان الامر ہے۔

المستفتی نمبر ۱۸۵۱ تصدق حسین صاحب حصار۔ سن ۲۹ جب سن ۱۳۵۶ھ ۱۳ اکتوبر سن ۱۹۳۷ء (جواب ۲۰۰) عدالت کا یہ فیصلہ غلط ہے اور خلاف قانون بھی ہے۔ اگر قانونی طور پر عورت پچاس پیسہ اراضی کی مستحق قرار نہ پائے تو اپنے مہر کی رقم پانے کی بہر صورت حق دار ہے۔ (۲) مہر کی رقم جب تک نکاح باقی ہے ہر وقت واجب الادا ہے اس پر کوئی میعاد حاوی نہیں ہے اور طلاق یا موت ہو جانے پر شاید قانوناً تین سال کی میعاد ہے مگر یہ بھی شرعی طور پر صحیح نہیں ہے۔ (۳) بہر حال اس فیصلے سے نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑتا اور عورت اپنا مہر پانے کی مستحق ہے۔ (۴)

لڑکی کے وارثوں کے اقرار نامے کی خلاف ورزی سے لڑکی کا مہر ساقط نہیں ہوگا۔

(سوال) ایک لڑکی جس کی عمر ۱۱ سال ہے وہ لڑکی اپنی سرال یعنی خاوند کے مکان پر عرصہ ایک سال تک بیٹھتی جاتی آتی رہی۔ لڑکی کے وارث جو خراب ہونے کے اس کی آمد و رفت میں ایک سال کے اندر جھگڑے ڈال چکے اور لڑکی کو ایسی تعلیم دی گئی جس کی وجہ سے لڑکی اپنی سرال سے تین بے قرار ہو کر چلی گئی۔ لڑکی کے خاوند خسر نے لڑکی کے ایسے قصوروں کو معاف کرتے ہوئے سہ بارہ رکھ لیا۔ لڑکی کے وارث و عزیز و اقربا کی آمد و رفت برابر روزمرہ جاری رہی لیجانے کے واسطے کہا گیا تو لڑکی کے خسر نے لڑکی کے وارث حقیقی یعنی والدہ سے یہ کہا کہ ایک تحریر اس قسم کی

(۱) ولو تزوجہا علی دراهم من نقد البلد فکسدت و سائر النقد غیر ہا فکان علی الزوج قیمت تلك الدراهم يوم کسدت علی المختار۔ (الطحاوی من الدر المختار، کتاب النکاح، باب المهر، ۲۰، ۴۹، بیروت)

(۲) حتی لا یسقط منه شیئی بعد ذلك الا بالابا براء من صاحب الحق۔ (الہندیہ، کتاب النکاح، الباب السابع، ۳۰۳/۱، ماحدیہ)

(۳) الحق لا یسقط بتقادم الزمان۔ (الاشباہ والنظائر، ۲۰، ۳۳، دار الفکر)

(۴) والمهر یناکد باحد معان ثلاثہ: الدخول والخلوۃ الصحیۃ وموت احد الزوجین، سواء کان مسمی او مہر المثل حتی لا یسقط منه شیئی بعد ذلك الا بالابا براء من صاحب الحق۔ (الہندیہ، کتاب النکاح، الباب السابع، الفصل الثانی، ۳۰۳، ماحدیہ)

لکھ دو کہ ہمیشہ کبھی کسی حالت میں بھیجنے اور رخصت کرنے میں رکاوٹ نہیں ہوگی۔ اگر لڑکی کے اس کی سسرال میں بھیجنے یا پہنچانے میں رکاوٹ کی جائے تو لڑکی کے کل حقوق مع مہر شرعی کے سوخت اور ناجائز ہو جائیں گے جس کے وصول کرنے کے ہم اور ہمارے کل ورثا کبھی حق دار نہ ہوں گے۔ لڑکی کی والدہ نے یہ اقرار نامہ تحریر ایک بارہ آنے کے اسامپ پر لکھ دیا ہے جس پر اہل محلہ جملہ چار شخص معزز بطور گواہی اور دونوں طرف کے ذمہ دار بھیجنے اور لانے کے لکھے گئے اور بعد تحریر اقرار نامہ ہذا کے لڑکی کو اس کی والدہ اور دیگر وارثان کے سپرد کر دیا گیا۔ لیکن اس کے خسر نے رخصت کے لئے لڑکی کی والدہ سے کہا تو انکار کیا کہ میں نہیں بھیجوں گی اور دیگر شخصوں کو بھی مکان پر لے گئے اور کہا گیا کہ تم نے تحریر اقرار نامہ میں لکھ دیا ہے کہ اگر لڑکی کو ہم اس کی سسرال بھیجنے میں رکاوٹ کریں تو لڑکی کے کل حقوق مع مہر شرعی کے سوخت و ناجائز ہو جائیں گے۔ کہ جس کے وصول کرنے میں ہم حق دار نہیں ہوں گے۔ تم لڑکی کو بھیج دو لیکن لڑکی کے وارثان وغیرہ خلاف تحریر و اقرار نامہ ہذا لڑکی کو بھیجتے نہیں۔ جب کہ مسماۃ یعنی لڑکی کی والدہ خلاف تحریر اقرار نامہ ہذا ہیں تو ایسی حالت میں کل حقوق مع مہر شرعی کے سوخت و ناجائز ہوئے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۸۸۱ اکرام حسین پوسٹ مین تاج گنج (آگرہ) ۵ شعبان سن ۱۳۵۶ھ ۱۱ اکتوبر سن ۱۹۳۷ء (جواب ۲۰۱) اس اقرار نامہ سے لڑکی کا مہر ساقط نہیں ہوگا۔ اگرچہ اس کی خلاف ورزی کی گئی ہو۔ کیونکہ اقرار نامہ وارثوں نے لکھا ہے اور لڑکی کا مہر ساقط کرنے کا انہیں کوئی حق نہیں (۱) ہاں اگر لڑکی بلاوجہ خاوند کے گھر نہیں آتی تو اس کا نفقہ شوہر کے ذمہ سے ساقط ہو جائے گا جب تک کہ شوہر کے گھر نہ آئے نفقہ کی مستحق نہ ہوگی۔ اور اگر اس کا نہ آنا کسی معقول اور جائز شکایت پر مبنی ہو تو نفقہ بھی لے سکتی ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ، دہلی

جہیز میں دیئے گئے زیورات کی مالک لڑکی ہے

(سوال ۱) نکاح کے وقت لڑکی کے ماں باپ جو چیز رسماً و عاداتاً بصورت زیورات یا پارچہ جات اور برتنوں وغیرہ کے دیتے ہیں۔ وہ جہیز لڑکی کی ملکیت میں آجاتا ہے یا لڑکی کا شوہر مالک ہو جاتا ہے یا لڑکی کے والدین ہی مالک رہتے ہیں؟

شوہر کی طرف سے دیئے ہوئے زیورات کا مالک کون ہے؟

(۲) نکاح کے وقت عادتاً و رسماً شوہر جو بیوی پر زیورات اور پارچہ جات وغیرہ ڈالتا ہے وہ زیورات وغیرہ شوہر کی ملکیت میں رہتے ہیں یا بیوی مالک ہو جاتی ہے۔ یہاں پر ایک عورت مر گئی ہے اور باپ اور شوہر اس کے پیچھے موجود ہیں۔ عطیہ والدین اور شوہر کے ڈالے ہوئے زیورات اور مہر کس طرح تقسیم کئے جائیں۔

المستفتی نمبر ۱۹۵۹ عبد اللہ خاں صاحب (بنگلور چھانوی) ۲۳ شعبان سن ۱۳۵۶ھ ۳۰ اکتوبر سن ۱۹۳۷ء (جواب ۲۰۲) (۱) لڑکی کو جو چیزیں دی جاتی ہیں وہ لڑکی کی ملک ہوتی ہیں۔ شوہر صرف اس چیز کا مالک ہوتا ہے۔ جو اس کے لئے دی جاتی ہے مثلاً جوڑا۔ (۲)

(۱) کوئیس للاب ان یهب مہر ابنہ عند عامۃ العلماء کذا فی البدائع۔ (الہندیہ، کتاب الزکاح، الباب السابع، الفصل العاشر، ۳۱۶/۱، ماجدیہ)
(۲) لا نفقة لاحد عشر مرتدة وخارجة من بیتہ بغير حق وهي الناشئة حتی تعود۔ (الدر المختار، کتاب الزکاح، باب النفقة، ۵/۵۷۶-۵۷۷، سعید)
(۳) لو جہز ابنہ وسلمہ البہائیس لہ فی الا مستحسان استر دادہ وعلیہ الفتویٰ، (الہندیہ، کتاب الزکاح، الباب السابع، الفصل السادس عشر، ۱، ۳۲۷، ماجدیہ)

(۲) شوہر کی طرف سے جو زیور عورت کو دیا جاتا ہے اس میں عرف مختلف ہے کہیں بطور تملیک ہوتا ہے۔ کہیں بطور عاریت۔ دہلی میں بطور تملیک دیا جاتا ہے اور عورت مالک ہوتی ہے۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

مہر کی اقسام

(سوال) مہر کے کتنے اقسام شرعی طور پر معروف و مشہور ہیں مع معانی تحریر فرمائیں۔

المستفتی نمبر ۲۰۳۴ منشی سید الطاف حسین صاحب (کنوڑ) ۱۲ رمضان سن ۱۳۵۶ھ ۷ نومبر سن ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۰۳) مہر مقل جو بوقت نکاح ادا کر دیا جائے یا ہر اس وقت ادا کرنے کا اقرار کیا جائے جس وقت عورت طالب کرے۔ مہر مؤجل جس کی ادائیگی کسی مدت معینہ میں نہ ہو محول کی گئی ہو۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

مہر میں کسی سکے کی تخصیص نہ کی گئی ہو تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۱) مسماۃ ہندہ کا نکاح زید سے بعوض مبلغ گیارہ ہزار روپیہ مہر مؤجل سن ۱۳۰۶ھ میں بمقام بھوپال ہوا تھا۔ (۲) یہ کہ سن ۱۳۰۶ھ میں بھوپال میں جہاں نکاح ہوا تھا سکے بھوپالی رائج تھا مگر زمر مہر میں کسی سکے کی تخصیص نہیں تھی۔ (۳) نکاح کے تقریباً تین سال کے بعد سکے بھوپالی مسدود ہو گیا اور بجائے اس کے سکے انگریزی رائج کر دیا گیا۔ (۴) یہ کہ سکے کی تبدیلی کے ۳۸ سال بعد زید کا انتقال ہو گیا اور اب مسماۃ ہندہ مہر کی طالب ہے۔ (۵) حالات مذکور بالا میں جب کہ سکے بھوپالی موقوف ہوئے ۳۸ سال کا زمانہ ہو چکا ہے اور سکے رائج انگریزی کا ہے اور وجوب مہر کا اس وقت ہوا ہے جب کہ سکے انگریزی رائج ہے مہر کی ادائیگی کس صورت سے عمل میں آئے گی آیا سکے رائج الوقت ادا کیا جائے گا یا وہ سکے جو بوقت نکاح رائج تھا اور اب مفقود ہو گیا ہے۔ اور اگر سکے مروجہ وقت نکاح سے ادائیگی ہو گی تو شرح تبادلہ کیا قرار دی جائے گی۔

المستفتی نمبر ۲۱۳۹ منشی محمد ابراہیم صاحب۔ بھوپال ۱۸ شوال سن ۱۳۵۶ھ ۲۲ دسمبر سن ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۰۴) گیارہ ہزار سکے بھوپالی مہر تھا وہی واجب الادا ہے۔ مگر اس کے مسدود ہو جانے پر اس کی قیمت سکے رائجہ میں ادا کی جائے گی۔ شرح مبادلہ وہ قرار پائے گی جو بھوپالی سکے کے بند اور موقوف ہونے کے وقت قرار دی گئی تھی۔ پھر اگر وہ روپیہ جو اس قیمت کے حساب سے معین ہو اور وزن میں سکے مسدود کے برابر ہو تو انگریزی روپیہ دلویا جائے گا اور اگر وزن میں کمی بیشی ہو تو ادائیگی کسی دوسری جنس کی صورت میں مثلاً گیہوں کی صورت میں واجب ہو گی۔

رجل تزوج امرأة علی الف درهم فکسدت دراهم و صار النقد غیر ہاتجب قيمة تلك الدراهم يوم کسدت هو المختار ذکرہ الصلر الشہید۔ فتاویٰ ہندیہ ج ۱ ص ۳۳۰ (۲) طبع مصر

شوہر کے مرنے کے بعد مہر کے سلسلے میں کس کا قول معتبر ہوگا؟

(سوال) زید جو ایک مسجد کا امام ہے اپنے انتقال کے وقت سے پہلے وصیت کرتا ہے کہ میرا زر نقد و مال غریبوں میں

(۱) الو المعتمد البناء علی العرف کما علمت۔ (رد المحتار، کتاب النکاح، باب المہر، ۳/ ۱۵۷، سعید)

(۲) والمہر المعجل او المنوجل ان یبنا فی العقد کله او بعضه یكون معجلاً او منوجلًا فذاک المبین واجب اداءہ علی ما بین۔ (جائز الرموز، کتاب النکاح، ۲/ ۳۳۳، کریم)

(۳) الہندیۃ، کتاب النکاح، الباب السابع، الفصل الخامس فی المہر، ۱/ ۳۱۰، ماہدیۃ

تقسیم کر دیا جائے۔ چنانچہ زید کے انتقال کے بعد اہل محلہ میں سے ایک مولوی صاحب نے ان کا تمام سامان ان کے ورثاء میں تقسیم کر دیا۔ صرف ان کی مالیت کا تہائی حصہ مبلغ ۱۰۰ روپے تقسیم غرباء روک لیا۔ لیکن زید کی بیوہ اس رقم کو اپنے مہر میں لینا چاہتی ہے مگر مولوی صاحب کہتے ہیں کہ تم مہر معاف کر چکی ہو لہذا اس کی مستحق نہیں مسماۃ بیوہ کا بیان ہے کہ اس پر چھ رشتہ دار مرد اور تین عورتوں کی شہادت موجود ہے کہ بیوہ نے وقت تقسیم ورثہ ہرگز مہر معاف نہیں کیا۔ لیکن تنہا مولوی صاحب کہتے ہیں کہ تقسیم ورثہ کے وقت مہر معاف کیا تھا۔ اب فرمائیے کہ تنہا مولوی صاحب کا قول ناقابل قبول ہے یا نہیں یا مسماۃ بیوہ اور اس کے شاہدوں کا۔ نیز مسماۃ اس وقت معذور اور سخت محتاج ہے۔ کیا علاوہ مہر کے محتاج ہونے کی حیثیت سے اس کو مقدم سمجھا جائے گا۔

المستفتی نمبر ۲۲۱ حافظ عبدالجید (میرٹھ) ۲۰ ذیقعدہ سن ۱۳۵۶ھ ۲۳ جنوری سن ۱۹۳۸ء (جواب ۲۰۵) تنہا مولوی صاحب کا قول و برابرہ معافی مہر مقبول نہیں (۱) بیوہ کو پور مہر اٹلے گا۔ اس کے بعد جو کچھ بچے تو اس کی ایک تہائی وصیت میں دی جائے اور دو تہائی وارثوں میں تقسیم ہوگی۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی صحبت سے پہلے بیوی مر جائے تو پورا مہر دینا ہوگا (سوال ۱) اللہ دے گی کہ زوجہ مسماۃ خانم جان قبل از طی فوت ہوگئی۔ کیا اس صورت میں اللہ دے پر سالم مہر واجب ہو گا نصف؟

نکاح کے وقت سر کو دی ہوئی رقم وغیرہ شوہر واپس لے سکتا ہے یا نہیں؟ (۲) اللہ دے نے وقت خطبہ اور وقت عقد نکاح کے جو ماکولات و مشروبات اور نقدی روپیہ و زیورات اپنے خسر کو بموجب اس کی طلب دیئے ہیں یعنی خسر نے اس کو تنگ کیا کہ مجھے یہ اشیاء مذکورہ بالا دے گا تو اس وقت میں اپنی لڑکی کا نکاح کر دوں گا تو کیا یہ اشیاء و نقد و زیور اللہ دے واپس لے سکتا ہے یا نہیں۔ در مختار میں یہ عبارت مذکور ہے۔ ومن السحت ما یاخذہ الصہر من الختن بسبب بنتہ بطیب نفسہ حتی لو کان یطلبہ یرجع الختن بہ۔ (۳) انتہی۔ قال فی العالمگیرۃ خطب امراءۃ فی بیت اخیا فابی ان یدفعها حتی یدفع الیہ دراهم فدفع وتزوجها یرجع بما دفع لانه رشوة کذا فی القنبۃ قال فی البحر الرائق لو اخذ اهل المرءۃ شیئا عند التسليم فللزوج ان یستردہ لانه رشوة۔ انتہی تو قابل دریافت یہ امر ہے کہ اللہ دے اپنے خسر سے ماکولات و مشروبات و نقد و زیور جملہ اشیاء واپس لے سکتا ہے؟ اور بموجب حوالہ جات سابقہ کے اور اللہ دے عند الشرع اپنی زوجہ متوفی کے ترکہ سے کتنے حصہ کا وارث ہوگا؟ المستفتی نمبر ۲۲۷ مولوی عبدالغفور صاحب کمیل پور ۲۸ ربیع الاول سن ۱۳۵۷ھ (جواب ۲۰۶) (۱) اللہ دے کے ذمہ زوجہ مرحومہ کا پورا مہر واجب ہوا۔ (۲) ہاں خاوند بھی زوجہ کا وارث ہے اس لئے

(۱) ادعت امراءۃ علی زوجہا بعد موتہ ان لہا علیہ الف درہم من مہرہا فالقول قولہا۔ (الہندیۃ، کتاب النکاح، الباب السابع، الفصل الثانی، نشر ۱/۳۲۲، ماخذیہ)
(۲) بتعلق بترکۃ المیت حقوق اربعۃ مرتبۃ: الاول ببداء بتکفینہ ثم تقضی دیونہ من جمیع ما بقی من مالہ ثم تنفذ وصایاہ من ثلث ما بقی بعد الدین ثم یقسم الباقی بین ورثتہ۔ (السرائی، ص: ۳، سعید)
(۳) رد المحتار، کتاب الحظر والا باخذہ ۶/۴۲۳، سعید
(۴) والمہر یتا کد باحد معان ثلاثۃ: الدخول والخلوۃ الصحیحۃ وموت احد الزوجین سواء کان مسمیٰ او مہر المثل۔ (الہندیۃ، کتاب النکاح، الباب الرابع، الفصل الثانی، ۱/۴۰۰، ماخذیہ)

اس کو حصہ میراث ملے گا۔ (۱)

(۲) جو اشیاء کہ اللہ دین کے خسر کے طلب کرنے پر اللہ دین نے دی تھیں ان میں سے جو باقی ہوں وہ اللہ دین واپس لے سکتا ہے اور جو کھاپی لی گئیں ان کی واپسی کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔ (۲) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی دلسن کوہری اور جہیز میں ملنے والے زیورات کا حکم

(سوال) ایک شخص مسلمان صاحب جائیداد و مالدار اپنی زندگی میں ایک وصیت لکھ گیا کہ میری جائیداد میں سے دس ہزار روپیہ میرے اکلوتے بیٹے کی شادی پر خرچہ کیا جاوے اور جائیداد و دیگر مال کے متعلق دو شخصوں کو ٹرسٹی مقرر کر کے ان کی ہدایت تحریری کر گیا حتیٰ کہ وہ شخص قضاء الہی سے (یعنی وصیت کرنے والا) فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کے اکلوتے بیٹے کی شادی اس لڑکے کی سگی والدہ نے خود کر دی اور خرچہ حسب تحریر اس کے والد کے کیا۔ یعنی زیور وغیرہ اور کپڑے عروسانہ وغیرہ اس رقم کے بنا کر دلسن کے لئے دیئے گئے۔ خدا کی شان شام کو دلسن سسرال میں ان زیورات اور اپنے میکے والے زیورات کپڑے و برتن وغیرہ جہیز کے لئے کر آئی۔ صبح کو لڑکا یعنی دو لہما اچانک موت آجانے سے فوت ہو گیا۔ اب دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ بموجب شرع محمدی شریف ان زیورات و پارچہ جات و دیگر سامان جو سسرال کی طرف سے لڑکی کو ملے اور جو زیورات پارچہ جات و سامان وغیرہ بطور جہیز دلسن کے میکے والوں سے ملے ان سب کی مالک دلسن ہے یا یہ کہ دلسن کی جائیداد بھی مرحوم کے رشتہ داروں میں تقسیم ہوگی جس طرح باقی جائیداد بموجب شرع محمدی تقسیم ہوگی۔

المستفتی نمبر ۷۷۷۷ ۱۳۷۷ھ

معرفت حاجی محمد الدین صاحب فیرس لین نمبر ۶۰ کسٹہ ۱۹ جمادی الاول سن ۱۳۵۷ھ ۱۸ جولائی سن ۱۹۳۸ء (جواب ۲۰۷) دلسن کا جہیز کا سامان زیور کپڑے و برتن وغیرہ جو میکے سے ملا ہے وہ سب دلسن کا ہے۔ (۳) جو زیور سسرال سے ملا ہے اس میں عرف کا اعتبار ہے۔ (۴) اگر یہ زیور تملیک دیا جاتا ہو تو تملیک قرار پائے گا اور دلسن کا ہو گا اور اگر عاریت کے طور پر دیا جاتا ہو تو عاریت قرار پائے گا اور دو لہما کے ترکے میں شامل ہوگا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی زانیہ عورت اپنے شوہر سے مہر پانے کی مستحق ہے

(سوال) ایک عورت نے کسی مرد سے زنا کیا۔ چند آدمیوں نے دونوں کو ایک چارپائی پر دیکھا اور عورت نے اقرار کیا اور زانیہ مرد بھی زنا کرنے کا اقرار کرتا ہے۔ ایسی صورت میں زانیہ عورت مہر لینے کی حق دار ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۳۸۹ محمد عمر محمد ظفر (گورگاہوں) ۸ جمادی الثانی سن ۱۳۵۷ھ ۶ اگست سن ۱۳۸۷ء

(جواب ۲۰۸) اس صورت میں بھی شوہر کو مہر ادا کرنا لازم ہوگا۔ (۵)

(۱) واما للزوج فحالتان: النصف عند عدم الولد وولد الابن۔ (السراجی، ص: ۶۰ سعید)

(۲) اخذ اهل المرأة شيئا عند التسليم للزوج ان يسترد لانه رشوة (الدر المختار، كتاب النكاح، باب المهر، ۱۵۶/۳، سعید) وكذا يسترد ما بعته هدية وهو قائم دون الهالك والمستهلك، لان فيه معنى الهبة (تفقيح الفتاوى الحامدية، كتاب النكاح، ۱/ ۲۵، قندهار افغانستان)

(۳) لو جهن ابنته وسلمه اليها ليس له الا استحسان استرداده منها وعليه الفتوى۔ (الهمدية، كتاب النكاح، الباب السابع، الفصل السادس عشر، ۳۲۷، باجديہ)

(۴) والمعتمد البناء على العرف كما علمت۔ (الدر المختار، كتاب النكاح، باب المهر، ۱۵۷/۳، سعید)

(۵) والمهر يتأكد باحد معان ثلاثة: الدحول والخلو الصحيحة وموت احد الزوجين سواء كان مسمى او مہر المثل، لا يسقط منه شئ بعد ذلك الا بالا براء من صاحب الحق۔ (الهمدية، كتاب النكاح، الباب السابع، ۳۰۳، باجديہ)

مہر کی اقسام اور ان کی تشریح

(سوال) مہر دو طرح کا ہوتا ہے (۱) مہل۔ جلدی۔ فوراً (۲) مؤجل۔ دیر سے۔ مہلت سے وقت کیا اس کے علاوہ کوئی اور قسم بھی ہے۔ مہل عند الطلب۔ مؤجل عند الطلب کے کیا معنی ہیں اور کون صحیح ہے؟

المستفتی نمبر ۲۴۲۷ شادانی صاحب (آگرہ) ۲۱ شوال سن ۱۳۵۷ھ ۱۴ ستمبر سن ۱۹۳۸ء (جواب ۲۰۹) مہل کے معنی یہ ہیں جس کی ادائیگی فوراً واجب ہو اس میں دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ زوج مجلس عقد میں اوکر دے یا مجلس عقد کے بعد اوکر دے۔ دوم یہ کہ مہل ہونے کے بعد عورت اس کو عند الطلب قرار دے دے۔ یعنی زوج ادا نہ کرے اور عورت فوراً طلب نہ کرے بلکہ اس کی طلب کی مؤخر کر دے تو یہ قسم حتماً مہل ہی ہوتی ہے۔ (۱) مؤجل کے معنی یہ ہیں کہ ادائیگی مہر کے لئے کوئی اجل یعنی مدت مقرر کر دی جائے۔ اس میں مدت معینہ سے پہلے عورت کو مطالبہ کا حق نہیں اور مرد پر مدت معینہ سے پہلے ادائیگی واجب نہیں۔ اس قسم میں مدت کی تعیین مثلاً سال دو سال دس سال یا طلاق یا موت بطور مدت کے قرار دے سکتے ہیں۔ (۲) اور مدت کے طور پر جو چیز ذکر کر دی جائے گی اس سے پہلے مطالبہ کا حق نہ ہوگا۔ (۳) مؤجل عند الطلب کوئی صحیح قسم نہیں کیونکہ اجل مہول ذکر کرنا درست نہیں اور صرف مؤجل کہہ دینا اور اجل کی تعیین نہ کرنا بھی صحیح نہیں۔ ایسی صورت میں کہ اجل معلوم و متعین نہ ہو مہر مہل لازم ہو جاتا ہے۔ (۴)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

کسی کی عورت اگر اعلانیہ زنا کرتی ہو تو مہر کی مستحق ہے یا نہیں؟

(سوال) خالد نے ریحہ سے ڈھائی سو روپے مہر مؤجل کے ساتھ نکاح کیا۔ چند برس دونوں نے خوش اسلوبی سے باہم زندگی بسر کی۔ کچھ دنوں کے بعد ریحہ نے ضرورت کسب معیشت خالد کو سفر میں رہنے کا اتفاق ہوا۔ ادھر مخفی طور سے ریحہ نے اپنے شیشہ عصمت کو سنگ فحاحت سے توڑنا شروع کیا۔ رفتہ رفتہ بے محابا مطلق العنان ہو کر اعلانیہ بر سر بازار باہم نشین ہو کر سفاحت و زنا کاری کو اپنا پیشہ بنالیا۔ پچارہ خالد دوسرے سے متنفر ہو کر اس سے منقطع التعلق ہو کر اس تردد و فکر میں ہے کہ اگر لفظ طلاق کا اس کو کہتا ہوں تو دین مہر کا معاملہ پیش آتا ہے اور نہیں کہتا ہوں تو خلاف شریعت ہوتا ہے اور ایسی حالت میں ایسی باغیہ طافیہ کو مہر کا روپیہ ادا کرنا ہرگز ہمت گوارا نہیں کرتی اس لئے استغنا کرتا ہوں اگر خالد اس کو طلاق دے تو ایسی عورت کو از روئے شرع شریف کے مہر کا روپیہ بھی ادا کرنا ہوگا اور ادا نہ کرنے سے خالد عند اللہ ماخوذ ہو گیا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۴۳۷ ۱۴ مہر مسجد (ضلع پٹنہ) ۲۴ ذی قعدہ سن ۱۳۵۷ھ (جواب ۲۱۰) اس فقہ و فہم کی وجہ سے اس کا حق مہر ساقط نہیں ہوا۔ (۵) مہر شوہر کے ذمہ واجب الادا ہے اور

(۱) ان المعجل اذا ذکر فی العقد ملک طلبہ (المہرانیۃ علی حاشی الخندیۃ، کتاب النکاح الشانی عشر فی المہر، ۴/۱۳۲، ماجدیۃ)

(۲) لا خلاف لاحد ان تاحیل المہر الی غایۃ معلومۃ نحو شوہر او سنیۃ صحیح۔ (الخندیۃ، کتاب النکاح، الباب السابع، ۱/۳۱۸، ماجدیۃ) ولو اجل الكل ذکر الامام صاحب المسئوۃ فی فیاو اد انه لا یصح وتاویلہ ان یدکر التاحیل الی وقت الموت او الطلاق لا یصح للتحیل لہ والصباح اند یصح لاند الثالث عرفاً بلا ذکر فذکر الثالث لا یطلل۔ (المہرانیۃ علی حاشی الخندیۃ، کتاب النکاح، ۱۳۲، ماجدیۃ)

(۳) تزوج امراء علی الف الی سنیۃ فاراد الروح الدحول بھا قبل السنۃ قبل ان یعطیھا شینا فان شرط الزوج الدحول بھا فی العقد قبل السنۃ فله ذلك ولیس لھا لمنع عند ملا خلاف۔ (الخندیۃ، کتاب النکاح، الباب السابع، ۱/۳۱۸، ماجدیۃ)

(۴) ادا جہل الا حل جہل الا فاحشۃ فجب حالا۔ (الدر المختار، کتاب النکاح، باب المہر، ۳/۱۳۳، سعید)

(۵) اتوا النساء صدقاتہن نحلة (النساء، ۴) والمہرینا کد باحد معان ثلاثۃ: الدحول والحلۃ الصحیحۃ وموت احد الزوجین لا یسقط منه شیء بعد ذلك الا نالاً نراً، من صاحب الحق (الخندیۃ، کتاب النکاح، الباب السابع، ۱/۳۰۳، ماجدیۃ)

ایسی صورت میں طلاق دے دینا ہی بہتر ہے۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

لڑکی والے رقم لئے بغیر لڑکی نہیں دیتے، کیا مجبوراً ان کو رقم دینا صحیح ہے؟

(سوال) ایک شخص کی زوجہ فوت ہو گئی اور اس شخص کا عین شباب کا زمانہ ہے۔ بلا عقد ثانی عمر کا کٹنا نہایت دشوار ہے بلکہ سخت خطرہ ہے کہ شدت جوش شباب کے مقتضایٰ وجہ سے زنا کا عادی ہو جائے۔ اور علاوہ گناہ کبیرہ کے خاندانی اعزاز کو بھی برباد کر دے اور عبادات ضروریہ کا بھی ترک ہو جائے۔

دوسرے پہلو میں صورت حال یہ ہے کہ شخص مذکور کی قوم میں ایک نہایت فقیح رواج کے مطابق دو سو یا تین سو روپے کی رقم نہ دی جائے تو شادی ہو ہی نہیں سکتی اور دوجہ کی شادی تو بلار رقم کثیرہ ہوتی ہی نہیں اور فقہی مسائل پر نظر ڈالنے سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ وارثان لڑکی اس زر کثیر کو بلا کسی استحقاق شرعی کے لیتے ہیں اور یہ معصیت ہے اور رقم کا دینے والا معین فی المعصیت ہے۔ اس صورت میں جواب طلب امر یہ ہے کہ شخص مذکور کے بلا عورت رہنے سے متعدد کبیرہ گناہ کے ارتکاب کا ظن غالب ہی نہیں بلکہ تجربہ سے یقین حاصل ہوتا ہے اور رقم دے کے شادی کر لینا یہ اعانت فی المعصیت ایک ہی گناہ ہے تو کیا شریعت ایسے مجبور کو رقم خرچ کر کے شادی کر لینے کی اجازت دے سکتی ہے جیسا کہ امر ناحق سے رشوت دے کر بعض احوال میں نقصان سے بچنے کی اجازت پائی جاتی ہے۔ فقط

المستفتی نمبر ۲۴۴۶ مولوی عبداللہ صاحب (گوڑگانوہ) ۷ ذی الحجہ سن ۱۳۵۷ھ ۲۹ جنوری سن ۱۹۳۹ء

(جواب) (از مولوی حبیب المرسلین نائب مفتی) شریعت میں علاج غلبہ شہوت کاروزوں کے رکھنے کا ہے عدم استطاعت کی صورت میں شرعاً اس کی اجازت ہم کو نہیں معلوم کہ نکاح کی وجہ سے حرام و ناجائز کے ارتکاب کی رخصت ہوتی ہے۔ فقط واللہ اعلم اجابہ و کتبہ حبیب المرسلین عفی عنہ نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی

(جواب ۲۱۱) (از حضرت مفتی اعظم نور اللہ مرقدہ) اگر نکاح نہ کرنے کی صورت میں ظن غالب ہو کہ گناہ سرزد ہو جائے گا تو عورت کے ولی کو یہ رقم (جس کو فقہانے رشوت قرار دیا ہے) دے کر نکاح کر لینا مباح ہے (۲) البتہ اگر روزے سے غلبہ شہوت کو تسکین نہ ہو جائے یا سہر کرنے کی طاقت رکھتا ہو تو اس اعانت علی المعصیت اور رشوت دینے سے بچے۔ (۳)

فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

مہر کی اقسام کے معنی و تشریح

(سوال ۱) مہر مجمل کے کیا معنی ہیں اور اس کی تشریح مع حوالہ کتب۔ (۲) مہر مؤجل کے کیا معنی ہیں۔ (۳) مہر عند الطلب کے کیا معنی ہیں اور اس کی تشریح۔

(۱) ویجب لوفات الامساك بمعروف (الدر المختار، کتاب الطلاق، ۲۲۹/۳، سعید)
عن ابن عباس قال: جاء رجل الى النبي صلى الله عليه وسلم ان لي امرأة لا تريد لا مس فقال النبي صلى الله عليه وسلم طلقها۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ۳۸۷/۲، سعید)

(۲) اذا دفع الرشوة خوفاً على نفسه او ماله، حرام على الاخذ غير حرام على الدافع۔ (المحرر الرائق، کتاب القنناء، ۶، ۲۸۵، بیروت)
(۳) عن عبد الله بن مسعود قال قال لنا رسول الله صلى الله عليه وسلم يا معشر الشباب من استطاع منكم البائة فليزوج فانه اغص للبصر واحسن للفرج ومن لم يستطع فعليه بالصوم فانه له وجاء۔ (المسند، کتاب النکاح، ۱، ۴۴۰، مدنی)

مہر: مہر عورت فوراً طلب کر سکتی ہے

(۴) کیا ہر مہر عورت فوراً طلب کر سکتی ہے اور اپنے نفس کو روک سکتی ہے اور اگر وہ فوراً طلب نہیں کرتی اور رخصت ہو کر شوہر کے یہاں جانے کو تیار ہے تو کیا شوہر بغیر ادائیگی مہر مہر مہر اس کو نہیں چھو سکتا۔ اس کا لے جانا کیا خلاف شرع ہے اور کیا اس کا ایسا نکاح مہر مہر کے ساتھ ہونا از روئے شرع شریف شرعی جرم یا گناہ ہے۔

کیا شوہر پر عورت کے مطالبہ کے بغیر بھی فوراً امر ادا کرنا لازمی ہے

(۵) مہر مہر کو جیسا کہ عورت فوراً طلب کر سکتی ہے اور اپنے نفس کو روک سکتی ہے جیسی قدرت اس کو حاصل ہے۔ اسی طرح پر کیا مرد کے ذمہ بھی عورت کے بغیر مطالبہ کے بھی اس مہر کا ادا کر دینا فوری لازمی ہے اور کیا فوراً ادائیگی نہ ہونے پر نکاح میں کوئی نقص واقع ہوگا۔ یہ ملحوظ رہے کہ عورت نے مہر مہر کا کوئی مطالبہ نہیں کر رہی ہے بلکہ یہاں کے چند اصحاب اور ایک مولوی صاحب کا خیال ہے کہ یہ مہر مہر مرد کو فی الفور ادا کر دینا چاہئے ورنہ نکاح میں خرابی ہے۔

عورت مہر مہر طلب نہ کرے تو عند الطلب کے معنی میں ہو جائے گا

(۶) اگر عورت اپنے مہر مہر کو فوراً طلب نہیں کرتی ہے تو کیا وہ مہر مذکور عند الطلب کے معنی میں آجائے گا؟

المستفتی نمبر ۲۴۹۱ حافظ سید شفقت علی صاحب (علی گڑھ) ۱۲ ربیع الاول سن ۱۳۵۸ھ ۳ مئی سن ۱۹۳۹ء

(جواب ۲۱۲) (۱) مہر مہر وہ ہے کہ بوقت عقد فوراً ادا کر دیا جائے یا فوراً ادائیگی کی شرط کر لی جائے۔ (۱)

(۲) مہر مہر وہ ہے کہ اس کی ادائیگی کی کوئی اجل یعنی مدت مانی گئی ہو۔ اگر مدت معین و معلوم ہو تو تاجیل صحیح مثلاً

دس برس میں ادا کیا جائے گا یا تیس برس میں ایک دفعہ یا قسط وار۔ (۲)

(۳) مہر عند الطلب در حقیقت کوئی نئی قسم نہیں ہے بلکہ یہ مہر مہر میں داخل ہے جس کے مطالبہ کو فوراً عمل میں لانے سے ذرا ڈھیا کر کے مطالبہ کرنے تک ملتوی کر دیا گیا ہے۔ (۳)

(۴) مہر مہر قرار پائے تو عورت فوراً مطالبہ کر سکتی ہے اور اپنے نفس کو روک بھی سکتی ہے۔ اور شوہر جبراً بغیر ادائیگی

مہر عورت کو لے جانے کا حق نہیں رکھتا۔ (۴) ہاں عورت اپنی خوشی سے خاوند کے ساتھ چلی جائے تو اسے اختیار ہے۔

(۵) اگر مہر مہر قرار پائے تو شوہر کو لازم ہے کہ فوراً ادا کر دے لیکن اگر وہ لاونہ کرے یا لاونہ کر سکتا ہو تو عورت کو یہ حق ہے

کہ جب تک مہر وصول نہ کرے خاوند کو اپنے نوپر قدرت بند دے۔ (۵) لیکن اگر عورت مطالبہ نہ کرے اور خود بغیر وصول

کئے ہوئے خاوند کے پاس چلی جائے یا اپنے گھر رہے دونوں صورتوں میں نکاح کے اندر کوئی نقصان اور خرابی نہیں آتی۔

مرد کے ذمہ یہ لازم ہے کہ مہر مہر فوراً ادا کر دے۔ عورت مطالبہ کرے یا نہ کرے مرد پر لوا کر دینا ضروری ہے۔

(۶) ہاں اگر عورت نے فوراً وصول نہ کر لیا تو گویا وہ عند الطلب جیسا ہوگا۔ جس وقت بھی چاہے مطالبہ کر سکتی ہے۔

فقط محمد کفایت اللہ کا ان اللہ، دہلی

(۱) وان شرطوا فی العقد تعجیل کل المہر یجعل الکل معجلاً (الہندی، کتاب النکاح، الباب السابع، ۱/۳۱۸، ماجدیہ)

(۲) لا خلاف لا حد ان تاجیل المہر الی اجل معلومۃ نحو شهر او سنة صحیح۔ (الہندی، کتاب النکاح، الباب السابع، ۱/۳۱۸، ماجدیہ)

(۳) ولو شرط علیہا ان یدخل قبل ایفاء المہر صح الشرط (ایضاً)

(۴) اولیٰا معہ من الوطء ودراعیہ والسفر فیہا۔ (الدر المختار، کتاب النکاح، باب المہر، ۳/۱۴۳، سعید)

(۵) للمراء فان تمع نفسها من زوجہا لا سنیفاء المہر المعجل۔ (فتاویٰ النوازل، ۱/۱۲۰، محسن الاسلام، حیدرآباد)

نکاح سے پہلے سرال کو دی ہوئی رقم واپس لینا

(سوال) آج کل مروجہ دستور یہ ہے کہ نکاح سے پہلے سرال والے اپنے داماد سے کچھ پہلے روپیہ نقدی و جنس وغیرہ لیتے ہیں تب نکاح ہوتا ہے۔ کیا در مختار کا یہ حوالہ جو پیش کیا جاتا ہے اس کے مطابق داماد وہ روپیہ وغیرہ سرال سے واپس لے سکتا ہے کیونکہ اس روپے کو رشوت سے تعبیر کیا ہے جس کو مفصل مجموعہ فتاویٰ شاہ عبدالحمی صاحب کی جلد دوم ص ۱۹۱ تحریر میں لایا گیا ہے۔ اس مسئلہ کی وضاحت فرما کر ممنون فرمائیں۔ فی در المختار اخذ اهل المراءۃ شیئا عند التسليم فللزوج ان یسترده لانه رشوة انتهى (۱) المستفتی نمبر ۲۵۰۵ محمد حبیب الرحمن (کشمیل پور) ۲۱ ربیع الثانی سن ۱۳۵۸ھ الجون سن ۱۹۳۹ء

(جواب ۲۱۳) نکاح سے پہلے دولہا سے یا اس کے اولیا سے جو چیزیں لی جاتی ہیں وہ دو قسم کی ہوتی ہیں۔ اول تو وہ جو دامن کے واسطے لی جاتی ہیں۔ مثلاً جوڑا کپڑے زیور، منمدی چوڑیاں وغیرہ تو یہ چیزیں یعنی جائز ہیں مگر ان میں اعتدال اور سعت کا لحاظ رکھنا اور ان کی کسی خاص مقدار کو مخصوص اور لازم نہ کر دینا لازم ہے۔ (۲)

دوسری قسم وہ جو دامن کا دلی کوئی رقم یا زمین یا اور کوئی شے دولہا سے محض اس بنا پر لیتا ہے کہ دامن کا نکاح اس کے ساتھ کرے گا یہ چیزیں مہر میں شامل نہیں ہوتیں اور نہ دامن کے استعمال کی ہوتی ہیں۔ نہ دامن ان اشیاء کی مستحق سمجھی جاتی ہیں۔ اس قسم کی چیزیں رشوت میں داخل ہیں اور دولہا کو ان کی واپسی کا حق ہے۔ (۳) در مختار کی عبارت میں اسی قسم کی چیزیں مراد ہیں۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی

نکاح کے بعد معلوم ہوا کہ عورت جماع کے قابل نہیں، یہ نکاح صحیح ہو یا نہیں؟

(سوال) جناب والا سے ایک فتویٰ لیا گیا تھا۔ فتویٰ یہ تھا۔ زید نے ہندہ سے نکاح کیا۔ ہندہ وقت نکاح ۱۶ سال ہے۔ بعد نکاح معلوم ہوا کہ ہندہ مرد کے باطل قابل نہیں۔ پیشاب کا راستہ ہے۔ دخول کا راستہ نہیں۔ دایہ وغیرہ کو دکھایا۔ انہوں نے الامان بتلایا۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ زید کا نکاح صحیح ہے یا نہیں۔ یعنی زید اگر علیحدہ کرنا چاہے تو طلاق کی ضرورت ہوگی یا نہیں اور مر لازم ہوگا یا نہیں۔ زید نے ہندہ کے نام مہر میں کچھ جائداد لکھی ہے۔

جناب والا نے جواب میں فرمایا کہ نکاح تو ہو گیا اور نصف مر لازم ہے۔ اب عرض یہ ہے کہ اعتراض مقصود نہیں بلکہ تحقیق مقصود ہے کہ مقصد نکاح حاصل نہیں یعنی جماع نہیں ہو سکتا نہ آئندہ امید پھر نکاح کیسا اور جب نکاح نہیں تو پھر مہر کیوں؟ المستفتی نمبر ۲۶۹۳ عبد الحمید صاحب (مراد آباد) ۳ محرم سن ۱۳۶۱ھ

(جواب ۲۱۴) صحت نکاح کے لئے صرف منکوحہ کا عورت ہونا کافی ہے۔ گواصل مقصد وطی اور اولاد حاصل نہ ہو

(۱) رد المحتار، کتاب النکاح، باب المہر، ۱۵۶، ۱۵۷، سعید

(۲) ما ہو معروف بین الناس فی زماننا ان البکر لہا اشیاء زائدۃ علی المہر منها ما یدفع قبل الدخول کدراہم للنقش والحماہ وروب یسبی لفافۃ الكتاب واثواب آخر یرسلہا الزوج لہ ففعی اهل المراءۃ القائلۃ وبلاۃ الحمام ونحوہا، ومنہا ما یدفع بعد الدخول کالازار والخف والكعب واثواب الحماہ۔ (رد المختار، کتاب النکاح، باب المہر، ۱۳۰، ۱۳۱، سعید)

(۳) حد اهل المراءۃ شیئا عند التسليم فللزوج ان یسترده۔ (الدر المختار، کتاب النکاح، باب المہر، ۱۵۶، ۱۵۷، سعید)

(۴) هو عقد نفیہ ملک المتعۃ ای حل استمتاع الرجل من امراء لم یسع من نکاحہا مانع شرعی، فخرج الذکر والخنثی المشکل۔ (الدر المختار، کتاب النکاح، ۱۳۰، ۱۳۱، سعید)

مگر نکاح یعنی عقد صحیح ہو چکا ہے۔ (۱) لہذا نصف مہر لازم ہو گا۔ (۲) اور اگر آپریشن یا کسی علاج سے وہ قابل وطی ہو جائے تو پورا مہر لازم ہو گا۔ اگر عورت غنیہ ہو اور عمر بھر اولاد نہ ہو جب بھی مہر کی مستحق ہوتی ہے۔ (۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ له، دہلی

عقد نکاح میں بار استباج کے ساتھ چڑھانا جائز نہیں

(سوال ۱) عقد نکاح میں بار استباج وغیرہ کے ساتھ چڑھانا اور سر او غیرہ زیب کرنا اور مقنعہ الناز و ناچ رنگ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

شوہر مہر کی جس رقم کو ادا نہیں کر سکتا اسے مقرر کرنا کیسا ہے؟

(۲) وقت نکاح نوشاہ کی ہستی سے زیادہ کہ جس رقم کو کسی حال میں بھی ادا نہیں کر سکتا اس سے زیر سستی تسلیم کرنا اور جب دامن گزر جائے تو دو لہاسے اور دو لہا گزر جائے تو اس کے وارثوں سے اس کثیر رقم کو جو وہ ادا نہیں کر سکتے جھوٹے الزام لگا کر اور فوجداری مقدمہ چلا کر اور ہر ایک ناجائز طریقہ سے جبراً وصول کرنا جائز ہے یا نہیں؟

والدین بے شرائط کی وجہ سے لڑکیوں کی شادی نہ کریں تو وبال کس پر ہو گا

(۳) شادی کے وقت یہ بھی رسم ہے کہ لڑکی والے جب تک چڑھاؤں اور طوائی و نقری وغیرہ اور جوڑو وغیرہ لڑکے والوں سے نہ چڑھوائیں جس میں رقم کثیر خرچ ہوتی ہے جو غریب نہیں خرچ کر سکتا اور غریب ہر قوم میں زیادہ ہوتے ہیں اس وجہ سے لڑکیاں عمر میں حد سے گزر جاتی ہیں اور ان کی شادی ان کے مال باپ نہیں کرتے۔ اس کا عذاب کس کے ذمہ ہے؟

شادی قرار پانے کے وقت لڑکی والوں کا پیسہ وصول کرنا ناجائز ہے

(۴) اکثر دیرمات میں اور خاص کر ہماری برادری میں یہ چلن ہے کہ ایران کی لڑکی کی شادی کہیں قرار پاتی ہے تو لڑکی پر سو روپے یا دو سو یا تین سو روپے کا دل چاہے لیتا ہے۔ جب وداں کرتا ہے اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

(جواب ۲۱۵) (۱) نکاح یا اور کسی تقریب کے موقع پر باج وغیرہ ہونا، سر باندھنا، ناچ رنگ کرنا ناجائز ہے۔ (۲) سنت کے خلاف جو کام کیا جاتا ہے اس میں خدا کی مدد شامل نہیں ہوتی اور ہر کت زائل ہو جاتی ہے۔ مسلمانوں کو لازم ہے کہ وہ ہر موقع پر شادی، دیوانی، جناب پیغمبر ﷺ کی سنت پر عمل کریں اور اسی کو اپنے لئے وسیعہ نجات سمجھیں۔

(۲) مہر دو لہا کی حیثیت کے موافق باندھنا چاہئے (۵) محض نام و نمود کے لئے بڑے بڑے مہر باندھنا بڑی

(۱) (و حسب تصنف بطلاق وطی، او حلوة۔ (الدر المختار، النکاح، باب المهر، ۳، ۱۰۴، سعید) وفي الهندية: ومن البدائع لصحة الحلوة ان تكون المرأة ثقاء او قرناء او عقلاء او شعراء۔ (الهندية، کتاب الاکاح، الباب السابع، الفصل الثاني، ۱، ۳۰۵، ماجدیت)
(۲) والمهر يتاكد واحد معان ثلاثة، الدخول والحلوة الصحيحة وموت احد الزوجين۔ (الهندية، کتاب الاکاح، الباب السابع، الفصل الثاني، ۱، ۳۰۳، ماجدیت)

(۳) وفي السراج ودلت المسئلة ان الملاهي كلها حرام ويدخل عليهم بلا اذ نهم لا نكار المسكر، قال اس مسعود رضي الله عنه صوت اللهو والغناء يثبت النفاق في القلب كما يثبت الماء السات، قلت وفي البرازية خ ۱۔ مع موت الملاهي كصوت قصب وسحره حرام، لقوله عليه الصلوة والسلام "استمأخ الملاهي معصية والجلوس عليها فسق واللذذ بها كفر"۔ (الدر المختار، کتاب النکاح، باب ۱، ۳۰۳، سعید)

(۴) عن عائشة رضي الله عنها قالت قال النبي صلى الله عليه وسلم، ان اعظم النکاح بركة ايسرة مؤونة۔ (شعب الایمان للبيهقي کتاب النکاح، باب الا فساد في الفداء، ۵، ۲۵۵) وفي ۶۵۶، دار احیاء التراث العربی بیروت

بات ہے۔ (۱)

(۳) چڑھاوا بھی حیثیت کے موافق لینا چاہئے اور بڑے بڑے چڑھاوے نہ ملنے کی وجہ سے لڑکیوں کو زیادہ

عمر تک بٹھائے رکھنا گناہ کی بات ہے۔ (۲)

(۴) مہر اور چڑھاوے کے علاوہ دامن والے جو سودو سو روپے دو لہاسے لے لیتے ہیں جب لڑکی دیتے ہیں۔

یہ رشوت ہے اور حرام ہے۔ لینا اور کھانا اس کا قطعاً جائز ہے۔ (۲)

محمد کفایت اللہ غفرلہ، مدرس مدرسہ امینیہ دہلی احقر مظہر الدین غفرلہ،

لڑکے والوں سے پیسہ لے کر برادری کو کھانا کھلانا

(سوال) بھرنے اپنی دختر مسماۃ مریم کا نکاح زید کو دیا اور زید سے اپنی لڑکی پر مبلغ پان سو روپے لے کر برادری کو کھانا کھلایا۔

یہ روپیہ لینا اور کھانا کھلانا اور برادری کو یہ کھانا کھانا جائز ہے یا نہیں؟ قاضی صاحبان بھی یہ کھانا کھاتے ہیں۔

المستفتی میاں جی نور محمد۔ موضع خنی ضلع گورگانوہ

(جواب ۲۱۶) لڑکے والوں سے روپیہ لے کر برادری کو کھانا کھلانا ناجائز ہے وہ روپیہ لڑکے والا واپس لینے کا حق

رکھتا ہے (۵) قاضی ہو یا کوئی اور جس کو معلوم ہو کہ لڑکے والے سے روپیہ لے کر کھانا دیا ہے ان سب کو کھانا ناجائز

ہے۔ (۶) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

لڑکیاں مہر کا عوض نہیں ہو سکتیں

(سوال) زید نے اپنی بیوی کو طلاق دی تو بیوی نے برضا و رغبت اپنے مہر میں اپنے خاوند سے دونوں لڑکیاں طلب

کر لیں جو اسی خاوند سے تھیں۔ زید نے خوشی و خوشی دونوں لڑکیاں مہر کی ادائیگی کے طور پر اپنی مطلقہ بیوی کے حوالے کر

دیں۔ واضح ہو کہ زید سے اگر مہر اجرت نقد طلب کیا جاتا تو وہ بھی لوٹا ہو سکتا تھا۔

(جواب ۲۱۷) لڑکیاں مہر کے بدلے فروخت نہیں ہو سکتیں۔ (۷) زوجہ اپنا مہر لے سکتی ہے یا معاف کر سکتی

ہے۔ (۸) لڑکیوں کا حق پرورش مال کے لئے ہے۔ (۹) لیکن نکاح کی ولایت بہر صورت باپ کے لئے قائم رہے گی۔ (۱۰)

فقط۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، مدرسہ۔ امینیہ دہلی

(۱) عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من یرانی یرانی اللہ بہ ومن یستمع یسمع بہ۔ (جامع الترمذی باب ما جاء فی

یہ۔ ۲۰، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳

(جواب ۲۲۰) (۱) مرحومہ کے وارث اگر صرف شوہر اور چار لڑکیاں ہیں اور کوئی وارث نہیں ہے تو اس کے مر اور ترکہ میں سے ایک چوتھائی شوہر کا حق ہے۔ (۱) اور باقی چاروں لڑکیوں کو حصہ مساوی ملے گا۔ پس مر میں سے فی روپیہ بارہ آنے فی لڑکی تین آنے کے حساب سے دیدیا جائے۔ اور اگر مرحومہ کے والدین یا اور وارث بھی ہوں تو دوبارہ دریافت کیجئے۔ (۲) شوہر پر لازم ہے کہ وہ بیوی کا مر اور کر دے یا اس سے خوشی معاف کر لے تاکہ حق سے سبکدوش ہو۔ (۲)

عورت کے مرنے کے بعد جیمز اور چڑھاوا اس کے ورثاء کو دیا جائے گا
(سوال) ایک شخص کی لڑکی کی شادی ہوئی۔ بوقت نکاح مبلغ ایک ہزار روپے مر مؤجل مقرر ہوا تھا۔ نوشہ والہ نے مبلغ تین سو روپے کا زیور دامن کے لئے جس کو یہاں چڑھاوا کہتے ہی لا کر دیا۔ اور دامن کے والد نے زیورات اور برتن وغیرہ جس کی قیمت مبلغ پان سو روپے تھی جیمز میں دیا تھا۔ یہ مذکورہ بالا زیورات اور برتن وغیرہ لڑکی حسب دستور اپنے خسر کے یہاں لے کر چلی گئی تھی۔ اس کا خاوند اپنے باپ کے ساتھ شامل میں رہتا ہے۔ لڑکی کے ہاں دو سال کے عرصے میں ایک بچی پیدا ہوئی۔ بچی کی عمر نو ماہ کی تھی ماں کا انتقال ہو گیا اور ایک ہفتہ کے بعد بچی بھی گذر گئی۔ لڑکی مرحومہ کا والد اور بھائی زندہ ہیں۔ ماں انتقال کر چکی ہے۔ خاوند اور خسر بھی زندہ ہیں۔ مگر خاوند کی کوئی ملکیت نہیں ہے۔ اب مرحومہ لڑکی کے والد کا مطالبہ ہے کہ مر زیورات اور برتن وغیرہ جو کچھ بھی لڑکی کو دیا گیا تھا وہ واپس ملے۔ اس وقت یہ سب چیزیں لڑکی کے خسر کے قبضہ میں ہیں۔

(جواب ۲۲۱) لڑکی کو جو زیور کہ نوشہ یا خسر کی طرف سے شادی کے وقت بطور چڑھاوے کے دیا جاتا ہے اور جو زیور اسباب کپڑا برتن وغیرہ لڑکی کے باپ کی جانب سے جیمز میں ملتا ہے یہ سب لڑکی کی ملک ہو جاتا ہے اور وہی اس کی مالک ہوتی ہے۔ (۲) اسی طرح مر بھی اس کی ملک ہے پس اس صورت میں لڑکی کے تمام ترکہ میں سے (جو مر، چڑھاوا، جیمز وغیرہ پر مشتمل ہے) اس کے والد کو ایک چوتھائی ملے گا۔ اور باقی تین چوتھائی اس کے خاوند کو ملے گا (مگر خود اس کا حق اور لڑکی پیدا شدہ کا حق جو اس کے مرنے پر اس کے باپ کو مل گیا) اور متوفیہ کے بھائی کا کوئی حق نہیں ہے۔

اگر بیوی مر کی رقم پر قبضہ نہیں کرتی تو اس کی زکوٰۃ کس پر ہوگی؟

(سوال) زید کی زوجہ کا پان سو روپیہ دین مہ ہے۔ وہ ادا کرنا چاہتا ہے مگر زوجہ اس کو ایک رسمی چیز سمجھ کر اس کو اپنے قبضہ میں نہیں کرتی ہے نہ اپنے کو اس کا مالک سمجھتی ہے۔ اور زید کے پاس پان سو روپیہ نقد موجود ہے۔ اب اس روپے کا زکوٰۃ یہاں کراوا کیا جائے۔ زید تو اس وجہ سے اس کی زکوٰۃ نہیں دیتا ہے کہ میں بیوی کے دین مر کا مقروض ہوں۔ اور بیوی اس وجہ سے نہیں دیتی کہ اپنے کو مالک نہیں سمجھتی ہے۔

(جواب ۲۲۲) جب کہ زید کا ارادہ مر ادا کرنے کا ہے تو زید کے ذمہ اس روپے کی زکوٰۃ نہیں ہے، زوجہ کو چاہئے کہ

(۱) فان كان لهن ولد فلکم الربع مما تركن۔ (النساء ۱۲)

(۲) والمیر بتا کد باحد معان ثلثة: الدخول والخلو والصحيحة وموت احد الزوجين حتى لا يسقط منه شئني بعد ذلك الا بالابراء من صاحب الحق۔ (المنہج، کتاب النکاح، الباب السابع، ۱۰، ۳۰۳، ج ۱)

(۳) المرحوم اسد وسلمہ البیانیس لہ فی الا ستحسان الا سترداد، علیہ الفتویٰ واذا بعث الزوج الی اهل زوجة اشياء عامہ فی فیہا منیادیا، فلما رقت الیہ اراد ان یستردها من المراءۃ الدیاج لیس لہ ذلك اذا بعث الیہا علی جهة التملیک۔ (المنہج، کتاب النکاح، الباب السابع، ۱۰، ۳۰۳، ج ۱)

روپیہ وصول کر کے خود زکوٰۃ وا کرے (۱) یا خاوند کو اجازت دے کہ وہ اس کی طرف سے زکوٰۃ وا کر دے۔
بیوی کو قسم دلا کر مہر معاف کروانے سے کیا واقعی معاف ہو جاتا ہے؟
(المجمعیۃ مورخہ ۱۸ مئی سن ۱۹۲۸ء)

(سوال) زید اپنی بیوی سے خلوت میں کہتا ہے کہ اگر تم میری ایک بات مان لو تو کموں۔ وہ کہتی ہے کہ اگر مان لینے کے قابل ہوگی تو مان لوں گی۔ وہ یقین دلاتا ہے کہ مان لینے کے قابل ہے۔ بیوی دریافت کرتی ہے تو وہ کہتا ہے کہ خدا کی قسم کھاؤ کہ مان لوں گی۔ بیوی طوعاً و کرہاً شوہر کی ناخوشی کے خیال سے قسم کھا لیتی ہے بلا خرید مہر معاف کرنے کے لئے کہتا ہے۔ چونکہ عورت قسم کھا چکی ہے۔ پس معاف کر دیتی ہے۔ کیا مہر معاف ہو گیا۔

(جواب ۲۲۳) ایسی قسم کھا لینے کے بعد بھی منکوحہ مہر معاف نہ کرنے اور اپنی قسم کا کفارہ دے دینے کی گنجائش تھی۔ لیکن اگر اس نے اس گنجائش سے فائدہ نہیں اٹھایا اور مہر معاف کر دیا تو مہر معاف ہو گیا۔ (۲) خاوند اگر عورت سے بطیب خاطر مہر معاف کرنا چاہے تو بغیر کسی قسم کے دباؤ اور ایچ پیج کے اس سے صاف صاف درخواست کرے کہ اگر تم خوشی سے اپنا مہر معاف کر دو تو میں شکر گزار ہوں گا۔ اگر وہ اس کے جواب میں معاف کر دے تو خیر ورنہ اس پر اظہار ناراضی یا تشدد نہیں کرنا چاہئے۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ،

خلوت سے پہلے طلاق کی صورت میں آدھا مہر واجب الاداء ہے

(المجمعیۃ مورخہ ۱۸ جون سن ۱۹۲۸ء)

(سوال) زید نے مسماۃ ہندہ سے ہزار روپیہ مہر اور دیگر چند شرائط پر جو جنس مال سے تمہیں نکاح کیا۔ نکاح پڑھے عرصہ زائد از نو ماہ گزر چکا ہے۔ ابھی تک زید نے اس سے خلوت نہیں کی۔ ہندہ کے والد نے ہندہ کو زید کے ساتھ بھیجنا پسند نہیں کیا۔ دوسرے جو زیور زید نے ہندہ کے لئے اس کے والدین کو دیا تھا۔ وہ کسی ساہوکار کے پاس رہن رکھ دیا گیا ہے۔ لڑکی بالغ ہے گوہر تھہ سرٹیفکیٹ میں عمر کم لکھی ہوئی ہے۔ اب اگر زید دوسری شادی کر لے اور ہندہ کو چھوڑ دے تو مہر کس قدر واجب الادا ہوگا؟

(جواب ۲۲۴) جب کہ ہندہ کے اقارب ہندہ کو نہیں بھیجتے اور زیادتی ان کی ہے تو آپ مہر کی معافی کی شرط پر طلاق دے سکتے ہیں۔ دوسری شرائط کا بھی یہی حال ہے۔ لیکن اگر آپ بغیر کسی مفاہمت کے طلاق دیدیں گے تو نصف مہر واجب الادا ہوگا۔ (۳)

شوہر مہر منجملہ ادائے بغیر بیوی کو گھر لے جانے پر مجبور نہیں کر سکتا

(المجمعیۃ مورخہ ۲۰ ستمبر سن ۱۹۳۱ء)

(سوال) شوہر اور بیوی میں نا اتفاقی رہتی ہے۔ شوہر کے تشدد سے مجبور ہو کر تنگ آکر وہ اپنے میکے چلی گئی۔ وہ مطالبہ

(۱) وتجب زکاتہا اذا تم نصابا وحال الحول، لكن لا فوراً بل عند قبض متین مع حولان الحول بعده ای بعد القبض من دین ضعیف وهو يدل غیر مال کمہر، (الدر المختار، کتاب الزکاة باب زکاة المال، ۲/ ۳۰۶، سعید)

(۲) (المہرینا کدبا حد معان ثلاثۃ : الدخول والخلوة الصحیحة وموت احد الزوجین حتی لا یسقط منه شئی بعد ذلك الا بالبراء من صاحب الحق، (الہندیۃ، کتاب النکاح الباب السابع، الفصل الثانی، ۱/ ۳۰۳، ماجدیۃ)

(۳) ويجب نصف مهر بطلاق قبل وطء او خلوة الدر المختار، کتاب النکاح، باب المہر، ۳/ ۱۰۴

کرتی ہے کہ تم میرا مہر مہجّل ادا کر دو۔ کیا شوہر کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ مہر مہجّل ادا کرے بغیر بیوی کو اپنے گھر لے جانے پر مجبور کرے؟

(جواب ۲۲۵) اگر مہر مہجّل مقرر ہوا تھا تو بیوی کو اس کے مطالبہ کا حق ہے اور جب تک شوہر مہر ادا نہ کرے وہ اس کے گھر جانے سے انکار کر سکتی ہے۔ (۱)

عورت مہر مؤجل کا مطالبہ کب کر سکتی ہے؟

(المجمعیۃ مورخہ ۵ ستمبر سن ۱۹۳۴ء)

(سوال) ایک عورت کا مہر مؤجل ہے اس کو اس مہر مؤجل کے مطالبہ کا کن کن حالتوں میں حق ہے؟
(جواب ۲۲۶) مہر مؤجل میں اگر اجل معین کر دی گئی ہے۔ مثلاً دس برس، بیس برس، یا یکہ کہ دیا گیا ہو کہ موت یا طلاق کے بعد حق مطالبہ ہوگا تو اس صورت میں تو تصریح کے موافق عمل ہوگا۔ (۲) اور اگر یہ تصریح نہیں کی گئی تو صرف مہر مؤجل کہہ دیا گیا یا لکھ دیا گیا تو مؤجل بھی مہجّل کے حکم میں ہے۔ اور عورت کو ہر وقت مطالبہ کا حق ہے۔ (۳)
محمد کفایت اللہ کان اللہ،

کیا کپڑے اور زیور مہر میں شمار ہوں گے؟

(المجمعیۃ مورخہ ۲۰ جنوری سن ۱۹۳۶ء)

(سوال) اگر ہم اپنی بی بی کو ایک سال میں دو جوڑے کپڑے سے زیادہ پہنائیں اور دل میں نیت کر لیں کہ بی بی کے مہر میں دیتے ہیں اور بی بی کو اس کی خبر بھی نہ ہو اور زیور بھی جو اس کو پہنائیں مہر تصور کر لیں تو درست ہو گیا نہیں؟
(جواب ۲۲۷) کپڑا تو بیوی کو مہر کے علاوہ خاوند کی طرف سے ملنا چاہئے۔ اس لئے یہ کپڑا مہر میں محسوب نہیں ہوگا۔ (۲) ہاں دیتے وقت تصریح کر دی جائے اور بیوی منظور کر لے تو مہر میں محسوب ہو سکے گا۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ،

مہر جو مرض کی حالت میں واجب ہوا ہو اس پر حالت صحت قرضے کو مقدم نہیں کر سکتے

(سوال) زید فاج کے مرض میں گرفتار تھا۔ اسی حالت میں اس نے ہندہ سے نکاح کر لیا۔ نکاح کے بعد کچھ کشتہ وغیرہ کما لیا اور زید کے مرض میں زیادتی ہو گئی۔ اس کے بعد زید کا انتقال ہو گیا۔ یہ معلوم نہ ہو سکا کہ فاج کی وجہ سے زید مر گیا ہے یا کشتہ کھانے کی وجہ سے یا دونوں مرضوں سے اتنا ضرور ہے کہ مرنے کے وقت تک فاج کا اثر باقی تھا۔ اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ ہندہ کا مہر جو قرضہ ہے وہ تدرستی اور صحت کے قرضے کے ساتھ ساتھ ادا کیا جائے یا صحت کا قرضہ ہندہ کے مہر پر مقدم ہے؟ اور اگر صحت کا قرضہ ادا کیا جائے اور ترکہ میں سے کچھ باقی نہ بچے تو ہندہ کا مہر کس طرح ادا ہوگا۔

(۱) اولیٰا معہ من الوطنی ... او السفر بها ولو بعد وطنی لاخذ ما بین تعجیلہ۔ (الدر المختار، کتاب النکاح باب المہر، ۱۳۲/۳، سعید)

(۲) لا خلاف لا حدان تاجیل المہر الی غایۃ معلومۃ نحو شہر او سنۃ صحیح۔ (المندۃ، کتاب النکاح، الباب السابع، ۳۱۸/۱، ماجدیۃ)

(۳) اذا جہل الا جہل جہالۃ فاحشۃ فیجب حالاً۔ (الدر المختار، کتاب النکاح باب المہر، ۱۳۲/۳، سعید)

(۴) الفقہۃ ہی لغۃ ما ینفقہ الانسان علی عیالہ و شرعاً ہی الطعام و الکسوة و السکنی للزوجة بنکاح صحیح علی زوجہا، لانہا جزء الا احتباس۔ (الدر المختار، کتاب الطلاق، باب الفسخ، ۵۷۲/۳، سعید)

(جواب ۲۲۸) مرض کا وہ دین مؤخر ہوتا ہے جس کا سبب معلوم نہ ہو اور صرف اقرار مرلیض اس کے ثبوت کی دلیل ہو۔ نکاح اور اس میں مہر کا تقرر معلوم و معین ہے۔ اس دین مہر کا ثبوت صرف اقرار مرلیض سے نہیں ہے۔ لہذا یہ دین اور دین صحت ایک درجے کے ہیں۔ ان میں تقدم و تاخر نہیں ہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی نام و نمود کے لئے مرداشت سے زیادہ مہر مقرر کرنا

(سوال) ایک جگہ یہ دستور ہے کہ بوقت نکاح مہر ایک لاکھ یا سو لاکھ کا باندھا جاتا ہے۔ باوجود یہ کہ دولہا کی حیثیت ہزار روپے کی بھی نہیں ہے۔ لیکن رواج یہ مہر باندھا جاتا ہے اور خیال یہ ہوتا ہے کہ میاں کون مانگتا ہے اور اگر مانگے بھی تو لے گا کہاں سے؟ جب ہمارے پاس روپیہ نہیں ہے تو کس سے لے گا؟ ایسی صورت میں نکاح اس رواجی مہر پر جائز ہو گا یا نہیں؟ اور اولاد اس کی حلال کی ہو گی یا نہیں؟

المستفتی منشی محمد احسان اللہ۔ دفتر ایس۔ ایم۔ یوسف۔ صدر بازار دہلی
(جواب ۲۲۹) اس خیال سے مہر باندھنا کہ ”کون مانگتا ہے اور مانگے بھی تو لے گا کہاں سے؟“ سخت گناہ ہے۔ مہر خاوند کی حیثیت کے موافق باندھنا چاہئے۔ (۲) اور ادا کرنے کی نیت رکھنی چاہئے لیکن اگر حیثیت سے زیادہ مہر باندھا جائے تو نکاح ہو جاتا ہے۔ اور اسی قدر مہر خاوند کے ذمہ واجب الادا ہو جاتا ہے۔ جس کا مواخذہ اسکے سر رہتا ہے۔ (۳) اور اولاد اس کی ثابت النسب ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔
کتبہ، محمد کفایت اللہ غنی عنہ مدرسہ امینہ دہلی

صح الجواب بالکتاب۔ وسیح الزکاح وان لم یسم فیہ مہراں لخصذانی الہدایہ۔ (۴) حررہ محمد یوسف غنی عنہ
عورت مہر معاف کر دے تو ولی کو اعتراض کا حق نہیں

(سوال) ایک عورت بعم تقریباً پندرہ سولہ سال جو کہ عرصہ چار سال سے حائضہ ہے اپنے شوہر سے طلاق لینا چاہتی ہے اور مہر عند اللہ معاف کر چکی ہے۔ مگر باپ عورت کا مہر ادا کرنے کی صورت میں، بحیثیت ولی ہونے کے، طلاق نامہ پر تصدیق کرنے کے لئے آمادہ ہے ورنہ نہیں۔ یاد ستخفظ کرنے کے لئے ایک معقول رقم کا طالب ہوتا ہے۔

المستفتی منشی محمد احسان اللہ (بازہ ہندو اور دہلی)

(جواب ۲۳۰) عورت بالغہ کو اپنے مہر کے معاف کر دینے کا حق ہے اور جب کہ وہ مہر معاف کر دے تو پھر کسی ولی کو حق نہیں کہ وہ مزاحمت کرے۔ (۵) اور اسے لازم ہے کہ حق بات کو ظاہر کر دے اور طلاق نامہ کی تصدیق کر دے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی

الجواب صحیح۔ محمد مظہر اللہ غفرلہ، امام مسجد پنجپوری دہلی

(۱) و دین الصحة مطلقاً و المزمع فی مرضه بسبب معروف یبینہ او بمعانیۃ قاض قدم علی ما قر به فی مرض موته ولو المقربہ الودعۃ . و السبب لیس بتصریح کتکاح مشاہد (الدر المختار، کتاب الاقرار باب اقرار المرلیض، ۵، ۶۱۱، سعید)

(۲) عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ان اعظم النکاح برکۃ ابصره مؤنۃ۔ (شعب الایمان، کتاب النکاح، باب الاقتصاد فی النکحۃ، ۵، ۲۵۳ رقم (۲۵۶۶) کولر الکتاب العلمیہ سیرت۔

(۳) و المہرینا کد باحد معان ثلاثہ: الدخول و الخلوة الصحیۃ و موت احد الزوجین حتی لا یسقط منه بعد ذلك شینی الابالابا براء من صاحب الحق۔ (المندیۃ، کتاب النکاح، الباب السابع، الفصل الثانی، ۱، ۳۰۳، ماہدیۃ)

(۴) الہدایۃ، کتاب النکاح، باب المہر، ۲، ۲۹۳، سعید

(۵) للمراء ان تہب مالہا لزوجہا من صدق دخل بہا زوجها او لم یدخل ولیس لاحد من او لیانہا اب ولا غیرہ الا اعتراض۔ (المندیۃ، کتاب النکاح، الباب السابع، الفصل العاشر، ۱، ۳۱۶، ماہدیۃ)

عورت مہر معاف کرنے کے بعد دوبارہ مطالبہ نہیں کر سکتی

(سوال) عورت اپنا مہر معاف کرنے کے بعد اپنے شوہر سے خلع کی درخواست کرے اور پھر مہر کی طالب ہو مگر شوہر مہر نہیں دینا چاہتا۔ تو کیا عورت کی طرف سے مہر کا مطالبہ درست ہوگا؟

المستفتی مفتی محمد احسان اللہ باڑہ ہندو راولپنڈی

(جواب ۲۳۱) اگر عورت مہر معاف کر چکی ہے تو اب اس کو عند اللہ مہر کے مطالبہ کا کوئی حق نہیں۔ (۱) اگر باوجود مہر معاف کرنے کے مطالبہ کرے گی تو اس کا مطالبہ غیر مقبول اور غیر مقبول ہوگا۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

الجواب صحیح۔ محمد مظہر اللہ غفرلہ، امام مسجد فتح پوری دہلی

مہر کے جھوٹے مطالبے کی تلقین کرنے والے امام کی اقتداء

(سوال) ایک پیش امام جو نماز عیدین بھی پڑھاتا ہے اس کا رویہ یہ ہے کہ ایک مسماۃ جو اپنے شوہر سے مہر معاف کرنے کے بعد طلاق لینا چاہتی ہے۔ پیش امام اس کو اپنی بزرگانہ باتوں کے فریب میں لا کر کہتا ہے کہ تم مہر کیوں معاف کرتی ہو؟ سب لوگوں کے سامنے کہہ دو کہ میں نے مہر معاف نہیں کیا، کیا ایسے امام کے پیچھے نماز جائز ہے؟

المستفتی مفتی محمد احسان اللہ باڑہ ہندو راولپنڈی

(جواب ۲۳۲) مہر معاف کر دینے کے بعد مہر کے مطالبے کی تلقین کرنا گناہ کی بات ہے۔ اور امام مذکور کو معافی مہر کا ظلم ہو اور پھر وہ کہے کہ اپنا مہر طلب کرو تو وہ ظالم اور معین علی الظلم ہے۔ (۲) اگر وہ اس گناہ پر اڑا رہے تو فاسق ہوگا اور اس کی امامت بھی مکروہ ہوگی۔ (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

الجواب صحیح محمد مظہر اللہ غفرلہ، امام مسجد فتح پوری دہلی

(۱) واذا وهب احد الزوجين لصاحبه لا يرجع في الهبة۔ (الثانية على حاشي المندية، کتاب الهبة، فصل في رجوع الهبة، ۳/ ۷۷، ۲، ماجدية)

(۲) تعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الاثم والعدوان۔ (المائدة: ۲)

(۳) ويكره تنزيها امامة عبد واعرابي وفاسق (الدر المختار) وفي الشامية: واما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بانه لا يهتم لامر دينه وان في تقديمه للامامة تعظيمه وقد وجب عليهم اهانتة شرعا۔ (رد المحتار، كتاب الصلوة باب الامامة۔ ۱/ ۵۶۰، سعيد)

ساتواں باب

وکیل اور گواہ

لڑکی سے اجازت لیتے وقت گواہوں کا ہونا صحت نکاح کے لئے شرط نہیں

(سوال) ملک ہندوستان میں ہمیشہ سے یہ قاعدہ ہے کہ کسی بالغہ جوان لڑکی کا نکاح ہوتا ہے سب راتی لڑکی کے مکان پر آجاتے ہیں تو لڑکی سے اس کے مہر اور انفس کی اجازت لینے تین شخص جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک تو لڑکی کا باپ یا چچا یا ماموں یا کوئی اور سگا ہوتا ہے وہ تو وکیل کی نیت سے جاتا ہے اور دوسرے جو دو آدمی ہوتے ہیں وہ گواہ کی نیت سے جاتے ہیں۔ مگر وہ دو آدمی بھی ایسے ہوتے ہیں جن سے لڑکی کا پردہ نہیں ہوتا ہے اور وہ لڑکی کی آواز سمجھتے ہیں اب لڑکی سے وہ شخص سوال کرتا ہے جو وکالت کی نیت سے گیا ہے کہ مسماۃ فلاں بنت فلاں بی بی تم نے اپنے مہر اور انفس کا اختیار مجھ کو دیا؟ وہ لڑکی گواہوں کے سامنے کہتی ہے کہ میں تم کو اپنے مہر کا اور انفس کا اختیار دیا۔ تب وہ وکیل اور گواہ لڑکی کے کام کو سن کر باہر آتے ہیں اور اہل مجلس کو سلام کر کے بیٹھ جاتے ہیں اور بیان کرتے ہیں کہ مسماۃ فلاں بنت فلاں نے مہر اور انفس کا اختیار ہمارے سامنے فلاں بن فلاں کو دیا ہے۔ پھر قاضی صاحب وکیل سے اجازت لے کر خطبہ شروع کرتے ہیں۔ بعد خطبہ کے وکیل سے سوال کرتے ہیں کہ میں فلاں بن فلاں صاحب آپ نے اپنی وکالت یا ہدایت سے فلاں بنت فلاں کا نکاح بعض مہر مبلغ اس قدر روپیہ اور فلاں گواہوں کی گواہی سے حاضرین مجلس کے حضور فلاں بن فلاں سے کر دیا۔ تب وکیل اقرار کرتا ہے پھر قاضی صاحب دولہا کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ غرض دونوں طرف ایجاب و قبول کرا کے دعا خیر کرتے ہیں۔ اب عرض یہ کرنا ہے کہ وہ دو گواہ جو اجازت لینے کے وقت وکیل یعنی لڑکی کے باپ چچا ماموں وغیرہ کے ساتھ گئے تھے وہ گواہ فرض ہیں یا واجب یا سنت یا مستحب یا شرط نکاح یا محض رواج؟

(جواب ۲۳۳)۔ وہ دونوں گواہ جو لڑکی کی اجازت کو سننے کے لئے وکیل کے ہمراہ جاتے ہیں وہ صرف ثبوت توکیل یا ثبوت اذن کے لئے ہوتے ہیں۔ انعقاد نکاح کی مجلس میں وہ گواہ نہ ہوں اور ایجاب و قبول دوسرے لوگوں کے سامنے کر دیا جائے جب بھی نکاح صحیح و درست ہو جائے گا۔ اور جب وہ دونوں گواہ مجلس نکاح میں بھی ہوں اور ایجاب و قبول بھی ان کے سامنے ہو تو وہ وکالت اور اذن کے گواہ بھی ہوں گے اور نکاح کے بھی۔ اگر وکیل کی وکالت کا یا اپنی جانب سے اذن دینے کا لڑکی انکار کر دے تو اذن اور وکالت کے ثبوت کرنے کے لئے ان گواہوں کی ضرورت ہوگی ورنہ صحت نکاح کے لئے ان گواہوں کی ضرورت نہیں ہے۔ (۱) یعنی لڑکی اگر کسی گواہ کی موجودگی کے بغیر بھی اپنے ولی کو اپنے نکاح (۲) کا اذن دے دے یا کسی کو وکیل بنادے اور وہ ولی یا وکیل باقاعدہ مجلس میں نکاح کر دے تو نکاح منعقد ہو جائے گا۔ (۳) واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ، مدرسہ امینیہ دہلی۔ ۳۰ ستمبر سن ۱۹۳۰ء

(۱) بولا یعقد نکاح المسلمین الا بحضور شاهدين حریین عاقلین بالغین مسلمین (الہدایۃ، کتاب النکاح، ۲ / ۲۷۴، شریکۃ علمین)

(۲) اما الشہادۃ علی التوکل بالنکاح فلیست بشرط لصحتہ کما قد مناه فی البحر و انما فائدتہا الاثبات عند جمود التوکیل (رد المحتار، کتاب النکاح، ۳ / ۲۱، سعید)

(۳) ویعقد متلبسا بالیجاب من احدهما وقبول من الآخر کزوجت نفسی اوبنتی او موکلنی منک (الدر المختار) وفي الرد: (قوله کزوجت نفسی) اشار الی عدم الفرق بین ان یکون الموجب اصلیا او ولیا او وکیلا (رد المحتار، کتاب النکاح، ۳ / ۱۰، سعید)

صحت نکاح کے لئے دو مسلمان گواہ ہونا شرط ہے

(سوال) جب کہ منکوہ مسلمان ہو اور عقد نکاح کے گواہ مسلمان نہ ہوں یا ایک ہندو (غیر مسلم) اور دوسرا مسلمان۔ ایسا عقد صحیح ہو گا یا نہیں؟ و نیز غیر مسلم کی شہادت معاملہ نکاح میں جائز ہو گی یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۱ محمد عبدالعلی صاحب بلارم دکن۔ ۳۰ ربیع الاول سن ۱۳۵۲ھ ۲۴ جولائی سن ۱۹۳۳ء (جواب ۲۳۴) مسلمہ عورت کے نکاح کے انعقاد و جواز کے لئے مسلمان شاہدوں کی موجودگی اور ایجاب و قبول کو سننا شرط ہے۔ ایک گواہ مسلمان اور ایک غیر مسلم ہو تو نکاح جائز نہ ہوگا۔ فلا یعتقد (النکاح) بحضرة العیذ ولا یعتقد الا بسماع کل من العاقدین کلام صاحبه و حضور مسلمین۔ لانه لا شهادة الکافر علی مسلم انتهى مختصراً (البرهان شرح مواهب الرحمن)

محمد کفایت اللہ کان اللہ له، دہلی

نکاح میں قرآن مجید کو گواہ بنانا صحیح نہیں

(سوال) زید مرد بالغ نے ہند سے نکاح بموجب سنت شریعت ادا کیا۔ نکاح میں صرف ایک قاضی موجود تھا۔ زید اور ہندہ نے ایجاب و قبول خود آپس میں کر لیا۔ حسب الحکم شرع شریف دو گواہ شرعی موجود نہ تھے۔ قاضی کو گواہ بنالیا اور دوسرا گواہ کلام مجید کو قرار دیا، بموجب شرع شریف نکاح جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۱۳ سید اصغر علی ہیدما سٹریٹ لڈی۔ ۲ ذی قعدہ سن ۱۳۵۲ھ ۷ فروری سن ۱۹۳۴ء (جواب ۲۳۵) ایجاب و قبول زوجین نے خود کر لیا تو زوجین کے علاوہ دو گواہ ضروری تھے (۳) ایک گواہ تو قاضی صاحب ہو گئے لیکن دوسرا گواہ قرآن مجید کو قرار دینا صحیح نہیں۔ (۴) اس لئے یہ نکاح صحیح نہیں ہوا۔ (۵)

محمد کفایت اللہ کان اللہ له، مدرسہ امینیہ دہلی

شیعہ سنی کے نکاح میں گواہ بن سکتا ہے یا نہیں؟

(سوال) شیعہ سنی کے نکاح کی گواہی میں لئے جائیں یا نہیں؟

المستفتی عزیز احمد مدرس مکتب عبداللہ پور (ضلع میرٹھ)

(جواب ۲۳۶) شیعہ لوگ سنی کے نکاح میں گواہی میں نہ لئے جائیں۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ له، دہلی

(۱) البحر الرائق، کتاب النکاح، ۳/ ۹۵، بیروت۔

(۲) الہندیہ، کتاب النکاح، الباب الاول، ۱/ ۲۶۷، ماجدیہ

(۳) ولا یعتقد نکاح المسلمین الا بحضور شاهدين حرین، عاقلین بالغین مسلمین (الہدیۃ، کتاب النکاح، ۲/ ۳۰۶، شرکت علمیہ)

(۴) تزوج بشهادة الله ورسوله لم یجز (الدر المختار، کتاب النکاح، ۳/ ۲۷، سعید)

(۵) کو بشرط العدد فلا یعتقد النکاح بشاهد واحد وھکذا فی البدائع (الہندیہ، کتاب النکاح، ۱/ ۲۶۷، ماجدیہ)

(۶) فلا یعتقد النکاح بحضور العیذ والمجانین والصیوان والکفار (البحر الرائق، کتاب النکاح، ۳/ ۹۵، دار المعرفۃ، بیروت)

ایک عورت نے کہا کہ اگر میں وکیل بنادوں تو میرا نکاح ہی ہو جائے گا، بعد میں اس نے وکیل بنادیا، کیا حکم ہے؟ (المجمعیۃ مورخہ ۲ مئی سن ۱۹۲۷ء)

(سوال) ایک بیوہ کو ایک جماعت نکاح کے واسطے زور دے اور بیوہ انکار کرے۔ اس کے انکار پر جماعت یا پانچایت نے یہ کہا کہ اگر تو اس وقت نکاح نہیں کرتی تو اپنے نکاح کا ایک آدمی کو وکیل بنادے۔ اور آدمی وہ ہو جس کو پانچایت مقرر کرے۔ عورت نے جواب دیا کہ اگر میں وکیل بنا دوں گی تو میرا نکاح ہی ہو جاوے گا۔ باوجود اس کہنے کے بھی بیوہ نے اپنا وکیل بنادیا۔ یہ لفظ صرف ایک ہی دفعہ کہا ہے۔ نکاح ہوا یا نہیں؟

(جواب ۲۳۷) جب اس نے نکاح کے لئے وکیل بنادیا تو اس کا نکاح اگر وکیل پڑھلوے گا تو نکاح صحیح ہو جائے گا۔ (۱) محمد کفایت اللہ غفرلہ،

دو گواہوں کے بغیر ایجاب و قبول سے نکاح منعقد نہیں ہوگا
(المجمعیۃ مورخہ ۱۸ ستمبر سن ۱۹۲۷ء)

(سوال) زید نے ایک عورت سے عدم موجودگی میں کسی گواہ یا قاضی کے اپنا عقد اس طرح پر کر لیا کہ زید نے عورت سے کہا کہ میں نے تم کو بعوض اتنے مہر کے اپنی زوجیت میں لیا اور عورت نے کہا کہ میں نے بھی قبول کیا۔ یا عورت نے زید سے کہا کہ میں نے اپنے کو بعوض اتنے مہر کے تمہاری زوجیت میں لیا اور زید نے کہا کہ میں نے قبول کیا۔ حالانکہ ان ہر دو صورتوں میں کوئی شاہد یا قاضی یا وکیل موجود نہیں ہے۔ کیا یہ عقد جائز ہوا؟
(جواب ۲۳۸) انعقاد نکاح کے لئے شاہدین کا موجود ہونا اور ایجاب و قبول کو سننا شرط ہے۔ (۲) پس صورت مسئلہ میں نکاح منعقد نہیں ہوا۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ،

(۱) وتنعقد متلبساً بإيجاب من أحدهما وقبول من الآخر.... كزوجت نفسي أو بنتی أو موكلتی منك (الدر المختار) وفي الشامية: (قوله كزوجت نفسي) إشار إلى عدم الفرق بين أن يكون الموجب أصلياً أو ولياً أو وكیلاً۔ (رد المختار، کتاب النکاح، ۳/ ۹، سعید)
(۲) وشرط حضور شاهدين حرين أو حر و حرتين مكلفين سامعين قولهما معاً۔ (الدر المختار، کتاب النکاح، ۳/ ۲۱، سعید)

آٹھواں باب

نکاح خوانی اور اس کا مسنون طریقہ

نکاح ہر شخص پڑھا سکتا ہے، قاضی صاحب سے پڑھوانا ضروری نہیں

(سوال) ہمارے شرناگیور میں قاضی صاحب نکاح خوانی میں اپنے حق کا دعویٰ کرتے ہیں۔ کیا کوئی دوسرا مسلمان جو مسائل سے واقف ہو نکاح خوانی کر سکتا ہے یا نہیں۔ کیا قاضی صاحب کا کوئی حق فقہ حنفی کی رو سے ہے؟

راقم محمد اسماعیل محلہ ہنسا پوری۔ ناگیور۔

(جواب ۲۳۹) نکاح ہر شخص کے پڑھانے سے صحیح ہو جاتا ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ قاضی صاحب سے ہی نکاح پڑھوایا جائے۔ (۱)

نکاح خوانی کی اجرت لینا اور اندراج نکاح

(سوال ۱) نکاح خوانی لینا جائز ہے یا ناجائز اور (۲) نکاح خوانی خاص اشخاص کا کام ہے یا یہ کہ اہل اسلام میں سے اور لوگ بھی انجام دے سکتے ہیں۔ (۳) اس معاملہ مذہبی میں حکام وقت کی مداخلت جائز ہے یا نہیں؟ (۴) اور نکاح خوانی مجبور کر کے لینا کیسا ہے؟

المستفتی فضال الحق ساکن کوچہ روح اللہ خاں دہلی

(جواب ۲۴۰) (۱) نکاح خوانی طرفین یعنی قاضی اور اس کو بلانے والے کی باہمی رضامندی سے لینا جائز ہے۔ (۲) نکاح خوانی ہر وہ شخص کر سکتا ہے جو احکام نکاح سے واقف ہو اور نیک صالح ہو تو اولیٰ ہے۔ (۳) قاضی کی نکاح خوانی کا واسطہ بھی ضروری نہیں۔ اگر زوجین یا دونوں کے ولی یا وکیل گواہوں کے سامنے ایجاب و قبول کر لیں تو نکاح منعقد ہو جائے گا۔ (۴) لیکن اگر حکام یا دہشت کے طور پر منازعت کے مواقع پر کام آنے کے لئے نکاحوں کے اندراج کے لئے راجسٹر رکھنے کا حکم دیں اور ان رجسٹروں میں نکاح لکھے جایا کریں تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں۔ (۵) اجرت نکاح خوانی باہمی رضامندی سے مقرر کر لینے کے بعد جبراً لی جاسکتی ہے اور جو شخص یعنی بیٹی والا یا دوا لہا والا نکاح خواں کو بلانے کا اس کو اجرت ادا کرنی ہوگی۔ اور اگر اجرت پہلے طے نہ کی ہو تو جو عرف ہو گا اس کے موافق دینی ہوگی۔ (۶)

فقط محمد کفایت اللہ غفرلہ، ۲۵ اکتوبر سن ۱۳۵۵ء

متولی نے بلا وجہ قاضی کو معزول کر کے نیا قاضی مقرر کر دیا، کس قاضی کا ساتھ دیا جائے؟

(سوال) متولی جامع مسجد اپنے ساتھیوں کی مدد سے بغیر کسی سبب شرعی کے قاضی کو معزول قرار دے اور نئے قاضی کا تقرر کرے تو اہل شر کو کس قاضی کا ساتھ دینا چاہئے؟ خصوصاً ایسی حالت میں کہ پہلا قاضی تمام اہل شر سے منتخب کیا گیا ہے اور بیس سال سے قضا کر رہا ہے۔ المستفتی نمبر ۵۱۲ / ۴ ربیع الثانی سن ۱۳۵۴ھ

(جواب ۲۴۱) متولی جامع مسجد کے اختیار میں قاضی کو معزول کرنا داخل ہو تو عزل صحیح ہو۔ لیکن اگر اس نے بلا

(۱) ویعتقد ای النکاح ای یثبت ویحصل انعقاده بالا یجاب والقبول۔ (رد المحتار، کتاب النکاح، ۳، ۹، سعید)

(۲) وکل نکاح باشرہ القاضی وقد وجبت مباشرتہ علیہ ککاح الصغار فلا یحل له اخذ الا حرة علیہ ومالم تجب مباشرتہ علیہ حل له اخذ الا حرة۔ (الہندیۃ، کتاب اب القاضی، ۳، ۳۴۵، ماجدیت) کولا تا کلوا اموالکم ینکم بالباطل الا ان تكون تجارة عن تراض منکم النساء۔

(۳) ویعتقد ابیجاب من احدہما وقبول من الآخر۔ کز وجت نفسی او بنی موکلی منک۔ (الدر المختار، کتاب النکاح، ۳، ۹، سعید)

(۴) یہ حاشیہ لکھے حضرت حاشیہ نمبر ۱ پر ملاحظہ فرمائیں :-

سبب معزول کر دیا تو وہ مؤاخذہ دار ہو گا۔ اور اگر اس کے اختیارات میں یہ داخل ہی نہیں تو قاضی معزول نہیں ہو اور اس صورت میں لوگوں کو اس کا ساتھ دینا چاہئے۔ (۱)

نکاح کس جگہ پڑھنا بہتر ہے؟

(سوال) ہمارے یہاں شادی ہوتی ہے تو شب گشت وغیرہ تمام کاروبار رات کے وقت ہوتا ہے۔ تب دولہا دلہن کے مکان میں جا کر بیٹھ جاتا ہے۔ علی الصبح دلہن کے مکان میں نکاح پڑھا جاتا ہے۔ اور کثیر جماعت لوگ دلہن کے گھر نکاح کا پڑھنا بہتر سمجھتے ہیں۔ بعدہ رواج یہ ہے کہ دولہا کے گھر مولود النبی پڑھی جاتی ہے اور یہ مولود النبی رستے سے پڑھتے پڑھتے دلہن کے گھر ختم کی جاتی ہے۔ اس کے بعد فجر کے بعد اس کا نکاح دلہن کے گھر پڑھا جاتا ہے۔ ہمارے یہاں بعض لوگ دولہا کے گھر نکاح پڑھنا بہتر سمجھتے ہیں اور بعض لوگ دلہن کے گھر بہتر سمجھتے ہیں۔

المستفتی نمبر ۶۱۸ غلام حسین (ضلع رتناگیری) ۱۹ جمادی الثانی سن ۱۳۵۴ھ ۱۸ ستمبر سن ۱۹۳۵ء (جواب ۲۴۲) ترمذی شریف میں آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد موجود ہے۔ واجعلوه (۲) فی المساجد یعنی نکاح مسجد میں کیا کرو۔ اس حدیث کے بموجب نکاح کے لئے مسنون اور افضل جگہ تو مسجد ہے۔ اگر مسجد میں نہ کیا جائے تو پھر دوبارہ دولہا کے مکان میں کیا جائے یا دلہن کے مکان میں دونوں جائز ہیں۔ شب گشت کرنا اور راستہ میں مولود النبی پڑھنا یہ دونوں باتیں واجب الترتیب ہیں کہ خلاف سنت (۳) ہیں۔

نکاح خوانی کی اجرت

(سوال ۱) کیا شرعاً قاضی کو یہ بات لازم ہے یا نہیں کہ اگر کوئی شخص غریب اور بالکل محتاج ہو تو اس کا نکاح فی سبیل اللہ پڑھادیں۔ (۲) کیا بغیر اجرت لئے قاضی صاحب نکاح نہیں پڑھا سکتے؟ (۳) کسی بھی مصیبت زدہ شخص کو قاضی صاحب امداد دے سکتے ہیں یا نہیں؟ (۴) قاضی صاحب کو نکاح خوانی کا کتنا حق لینا چاہئے؟ مجید خاں مقام جموٹ (جواب ۲۴۳) (۱) قاضی پر یہ لازم نہیں ہے۔ لیکن اگر وہ بغیر اجرت نکاح پڑھا دے تو ثواب کا مستحق ہو گا اور نہ پڑھانے تو مجلس میں سے کوئی اور شخص ایجاب و قبول کر دے نکاح ہو جائے گا۔ ضروری نہیں کہ قاضی صاحب ہی نکاح پڑھائیں۔ (۲) وہ چاہیں تو پڑھادیں۔ (۳) قاضی کے اختیار میں جس قدر امداد ہو اس قدر امداد دینا لازم ہے۔ (۴) نکاح پڑھوانے والے کی حیثیت کے مطابق اجرت لینا چاہئے۔ (۵)

(۱) والمختار للفتویٰ انه اذا عقد بکراً یا حذ دیناراً فی الیوب نصف دینار و یحل له ذلك هکذا قالوا کذا فی البر جندی۔ (الہندیہ، کتاب لوب القاضی، الباب الخامس، ۳، ۳۰۵، ماہدیہ)

(۲) ولا یملک یصب القضاء وعز لہم الا السلطان ومن له اذن السلطان اذا هو صاحب ولاية العظمی فلا یستفادان الا منه۔ (شرح الشیخ محمد بن کتاب التناہ، ۲، ۳۹۰، اور القرآن)

ولا یحوز للقاضی عزل الناظر۔ بلا حایۃ ولو عزله لا یبصر الثانی متولياً۔ (رد المحتار، ۴، ۳۶۰، سعید)

(۳) جامع الترمذی، ابواب النکاح، باب ما جاء فی اعلان النکاح، ۱، ۲۰۷، سعید

(۴) عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من احدث فی امرنا هذا مالیس منه فہو رد۔ (صحیح البخاری، کتاب الصلح، باب اذا اصطلحو علی صلح حور فہو مردود، ۱، ۳۷۱، قدیمی)

(۵) ویعتقد بابیحاب من احدثهما وقبول من الآخر۔ (الدور المختار) وفي الرد: ویعتقد ای النکاح ای یثبت ویحصل انعقاده بالابیحاب والقبول۔ (رد المحتار، کتاب النکاح، ۳، ۹، سعید)

(۵) والمختار للفتویٰ انه اذا عقد بکراً یا حذ دیناراً فی الیوب نصف دینار و یحل له ذلك هکذا قالوا۔ (الہندیہ، کتاب لوب القاضی، الباب الخامس، ۳، ۳۰۵، ماہدیہ)

نکاح خوانی کی اجرت لینا جائز ہے

(سوال) نکاح خوانی کی اجرت جائز ہے یا نہیں

المستفتی نمبر ۱۵۲۸ قاری عبدالمطیف صاحب دھال۔ ۳ اربیع الثانی سن ۱۳۵۶ھ ۲۳ جون سن ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۴۴) نکاح پڑھانے والے کو اجرت دینا جائز ہے۔ (۱) مگر اجرت تراخی طرفین سے طے کی جائے۔
زبردستی کوئی رقم معین نہ کر لی جائے۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ،

کئی نکاح اکٹھے پڑھے جائیں تو کیا ان سب کے لئے ایک خطبہ کافی ہے؟

(سوال) کئی نکاح ایک ہی جگہ پر ہوں تو ان کے لئے خطبہ مسنونہ ایک ہی کافی ہے یا ہر نکاح کے لئے علیحدہ علیحدہ۔

المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی

(جواب ۲۴۵) ہر ایک نکاح کے لئے خطبہ مسنونہ پڑھنا مسنون ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی

نکاح خوانی کی اجرت کی شرعی حیثیت

(سوال) نکاح پڑھانے والے کو کچھ روپیہ نقد دینا سنت ہے یا مستحب؟ اور نکاح پڑھانے والا نکاح پڑھانے سے پہلے کچھ نقد روپیہ پہلے مقرر کرے تو جائز ہے یا نہیں؟ اور پھر جبراً وصول کر سکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۶۳۳ مولوی عبدالحق امام مسجد دوحہ ضلع پنج نخل۔ مورخہ ۱۳ جمادی الثانی سن ۱۳۵۹ھ۔

(جواب ۲۴۶) نکاح پڑھانے والے کو نکاح خوانی کی "اجرت دینا جائز ہے۔ (۳) اور نکاح خواں پہلے اجرت مقرر کر کے نکاح پڑھائے تو یہ بھی جائز ہے اور اس کو مقرر شدہ اجرت جبراً وصول کرنے کا حق ہے۔ (۴)

محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی

نکاح خواں کے لئے علم ضروری ہے یا نہیں؟

(سوال) نکاح پڑھانے والے کو کچھ علم نکاح و طلاق وغیرہ کی ضرورت ہے یا نہیں؟ یا ہر جاہل شخص ایجاب و قبول کر سکتا ہے؟

المستفتی فقیر بلد ارخاں الملقب بہ نبی بخش چشتی غنی عنہ (مالیگاؤں)

(جواب ۲۴۷) بہتر ہے کہ نکاح پڑھانے والا متعلقات نکاح کے مسائل جانتا ہو۔ (۵) اور اگر ایجاب و قبول جاہل بھی کر دے تو نکاح صحیح ہو جائے گا۔ (۶)

محمد کفایت اللہ غفرلہ، مدرس مدرسہ امینیہ انیسویں مسجد دہلی

الجواب صحیح عزیز الرحمن غنی عنہ مفتی مدرسہ عربیہ دیوبند۔ ۲ شعبان سن ۱۳۳۳ھ

(۱) ایضاً - اى راجع المصححة ۲۹ علی حاشیہ ۵

(۲) ویندب اعلانه و تقدیم خطبہ و کونہ فی مسجد۔ (الدر المختار، کتاب الزکاح، ۳، ۸، معید)

(۳) وال المختار للفتویٰ انه اذا عقد بکراً یا خذ دیناراً و فی الثیب نصف دینار و یحل له ذلك هکذا قالوا۔ (الھندیہ، کتب اوب القاضی، الباب الثامن، ۳، ۳۳۵، ماجدیہ)

(۴) قال فی الدر المختار: لا یتحق المشترک الا جر حتی یعمل و فی الرد: حتی یعمل، لان الاجارة عقد معاوضة فتقتضی المساواة بینھما فما لم یسلم الموقوف علیہ للمستاجر لا یسلم له العوض، والموقوف علیہ هو العمل و اثره علی ماینا، فلا بد من العمل۔ (رد المختار، کتاب الاجارة، ۶، ۶۳، معید)

(۵) واما المحتشد فی حکم دون حکم فیلزم معرفة ما یتعلق بذلك الحکم مثلاً، کالا جتھا د فی حکم متعلق بالصلوة لا بتوقف علی معرفة جمیع ما یتعلق بالنکاح۔ (رد المختار، کتاب القضاء، ۵، ۳۶۵، معید)

(۶) وینعقد بايجاب من احدهما وقبول من الآخر۔ (الدر المختار، کتاب الزکاح، ۳، ۹، معید)

نکاح کے وقت دلہا، دلہن کا کرسی پر بیٹھنا

(سوال) جزیرہ ٹرینی دلا میں دولہا اور دلہن نکاح خوانی کے وقت کرسی پر بیٹھتے ہیں۔ آیا شرعی جائز ہے؟

(جواب ۲۴۸) دولہا دلہن کو عقد نکاح کے وقت کرسیوں پر بٹھانا اسلامی رواج کے خلاف ہے۔ اس لئے اس سے احتراز کرنا چاہئے۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ۔

ایجاب و قبول کے بعد رجسٹر پر انگوٹھا لگانا صحت نکاح کے لئے شرط نہیں

(سوال) ایک شخص نے عام مجلس میں برضائے خود و رولام دیسہ و گولان اپنی نابالغ لڑکی کا عقد نکاح بہ ایجاب و قبولیت کر دیا۔ اور مجازی حکومت کے رجسٹر نکاح پر انگوٹھا وغیرہ دچسپاں کرنے کا وعدہ ہر باوخت کیا گیا تھا۔ اب لڑکی کا والد فوت ہو گیا ہے۔ اور اس کی بیوہ اب لڑکی دینے سے انکاری ہے۔ شہادت وغیرہ معقول ہے۔ کیا بغیر نشان انگوٹھا رجسٹر نکاح عقد نکاح درست ہے یا نہیں؟

(جواب ۲۴۹) اگر نکاح کی شہادت معتبرہ موجود ہے تو نکاح ثابت ہو جائے گا۔ (۱) نکاح کے رجسٹر پر انگوٹھے کا نشان ہونا ضروری نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ۔

نکاح کا شرعی طریقہ

(سوال ۱) نکاح کے کیا معنی ہیں؟ (۲) ایجاب و قبول جب دو گواہوں کے سامنے ہو گیا تو پھر کلمہ پڑھنا ضروری ہے؟ نیز اگر خطبہ نہ پڑھے تو عورت مرد پر حلال ہوگی یا نہیں؟

(جواب ۲۵۰) (۱) نکاح ایک شرعی معاہدہ ہے جس کے ذریعہ سے عورت مرد کے لئے حلال ہو جاتی ہے (۲) عقد نکاح میں ایجاب و قبول سے پہلے خطبہ پڑھنا مسنون ہے (۳) اس کے بعد ایجاب و قبول کر لیا جائے۔ کلمے پڑھنا نکاح میں نہ داخل ہے نہ مسنون۔ اگر بغیر خطبہ کے ایجاب و قبول کر دیا جائے جب بھی نکاح صحیح ہو جاتا ہے۔ (۴) صرف سنت خطبہ ادا نہ ہوگی۔

شادی بیاہ، پینڈ بیاہ اور ایسی شادی میں شرکت کرنا

(سوال) شادی میں بیاہ بجانے کی مذہب اسلام اجازت دیتا ہے یا نہیں؟ اگر صرف دف بجانے کی اجازت دیتا ہے تو کس مصلحت سے؟ دف نہ ملنے کی صورت میں خیال اعلان شادی و اظہار مسرت و خوشی ترقی یافتہ بیاہ مثلاً پینڈ یا مشک کا بیاہ بجا یا جائے تو کیسا ہے۔ جس شادی میں بیاہ بجا یا جا رہا ہو اس کی دعوت طعام وغیرہ میں شرکت کرنا کیسا ہے؟ بیاہ اگر کسی وقت بند کر دیا جائے اس وقت شریک ہونا کیسا ہے؟

(۱) لا یعقد نکاح المسلمین الا بحضور شاهدين حریین عاقلین بالغین مسلمین، رجلین اور جل وامراتین۔ (المداہی، کتاب النکاح، ۲/ ۳۰۶)

(۲) حل استمتاع کل منهما بالآخر علی وجه الماذون فیہ شرعاً۔ (ح القدر، کتاب النکاح، ۳/ ۱۸۹، مصر)

(۳) ویندب اعلانه و تقدیم خطبہ۔ (الدر المختار، کتاب النکاح، ۳/ ۸، سعید)

(۴) حدثنا محمد بن بشار عن رجل من بنی سلیم قال: خطبت الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم امامة بنت عبدالمطلب فانکحن من غیر ان یتشہد۔ (سنن ابی داؤد، باب فی خطبة النکاح، ۱/ ۲۸۹، سعید) وقال محشیہ: فدل علی جواز النکاح بغیر خطبة وفی الترمذی: وقد قال بعض اهل العلم ان النکاح جائز بغیر خطبة وهو قول سفیان الثوری وغیرہ من اهل العلم۔ (جامع الترمذی، باب اجاء فی خطبة النکاح، ۱/ ۲۱۰، سعید)

(جواب ۲۵۱) شادی میں نکاح کے وقت اعلان کی غرض سے دف بجانے کی نہ صرف اجازت بلکہ تاکید ہدایت ہے۔ اعلنوا هذا النکاح واجعلوه فی المساجد واضربوا علیہ بالدفوف (۱) (لوکما قال) حدیث شریف کا منہ بان ہے۔ یعنی حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ نکاح اعلان کے ساتھ کیا کرو اور مسجد میں مجلس نکاح منعقد کرو اور دف بجاؤ۔ دف نہ ہو تو نقار یا ڈھول دف کا قائم مقام ہو سکتا ہے۔ پیٹیا اور کوئی باجہ بجانا مکروہ اور خلاف متواتر ہو گا۔ (۲) جس شادی میں پیٹیا اور کوئی باجہ ہو یعنی صرف باجہ ہو ناچ گانا نہ ہو اس میں شرکت حرام نہیں۔ نہ دعوت کھانا حرام ہے۔ (۳) اور باجہ بند ہو جانے کے بعد شریک ہونے میں تو کوئی مضائقہ نہیں۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ اعلم .

(۱) جامع الترمذی، ابواب النکاح، باب ماجاء فی اعلان النکاح
(۲) لوکرہ کل لہو ... والا طلاق شامل لنفس الفعل واستماعہ کالرقص والتصفيق وضرب الاوتار من الطصور والبرط والرباب واستماع ضرب الدف والمزمار حرام۔ (رد المحتار، کتاب الحظرو الاباحۃ، ۳۹۵/۶، سعید)
(۳) ومن دعی الی ولیمۃ فوجد شمه لعبا او غناء فلا یاس بان یقعہ ویاکل (الہدایۃ، کتاب الکراہیۃ، ۴: ۵۵، شریکۃ علمیۃ)

نوال باب

دعوت ولیمہ یا برات کی دعوت

دعوت ولیمہ میں بلائے بغیر جانا کیسا ہے؟

(سوال) دعوت ولیمہ میں بے بلائے جانا جائز ہے یا نہیں؟ اگر ایک شخص یا کئی آدمی بے بلائے آجائیں تو صاحب خانہ ان کو روک سکتا ہے یا نہیں؟ اگر کسی نے بے بلائے آدمیوں کو روکا تو وہ گناہ گار ہوا یا نہیں؟

(جواب ۲۵۲) بے بلائے کسی دعوت میں جانا جائز نہیں ہے۔ (۱) خواہ ولیمہ کی دعوت ہو یا اور کوئی دعوت بے بلائے ہوئے آنے والے کو گھر والا جس کے ہاں دعوت ہے روک سکتا ہے۔ روکنے میں اس پر کوئی گناہ نہیں۔ (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی مریدانہ افتاء

(۱) لڑکی والوں کا برات کو کھانا کھانا اور اس کھانے میں شرکت کرنا کیسا ہے؟

(۲) چند احادیث کا ترجمہ

(۳) جائز امر اگر رسم کی صورت اختیار کر لے تو کیا حکم ہے؟

(۴) ولیمہ کی دعوت میں اقارب اور عام لوگوں میں امتیازی سلوک کیسا ہے؟

(سوال ۱) لڑکی والوں کی طرف سے جو برات کا کھانا دیا جاتا ہے وہ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ (۲) مذکورہ بالا کھانے میں شرکت کرنے والے کا کیا حکم ہے؟ (۳) احادیث ذیل کا ترجمہ اور منہوم کیا ہے اور ان سے برات کے کھانے کا جواز نکلتا ہے یا نہیں؟ اذا دعا احدکم اخاه فلیجب عرسا کان اونحوۃ (رواہ مسلم) من لم یجب الدعوة فقد عصى ابا القاسم اذا دعا احدکم الی طعام فلیجب فان شاء طعم وان شاء ترک (۴) جو کام شرعاً جائز ہو اور رسم کی صورت اختیار کر لے تو اس کا کیا حکم ہے؟ (۵) ولیمہ کی دعوت میں عام لوگوں کو ایک قسم کا کھانا کھانا اور اپنے اعزہ کو دوسری قسم کا کھانا کھانا درست ہے یا نہیں؟

(جواب ۲۵۳) (۱) لڑکی والوں کی طرف سے برات کو جو کھانا دیا جاتا ہے اگر یہ اتفاقی ہو یا ضرورت دیا جائے۔ مثلاً برات باہر سے آئی ہو اور کھانے میں بھی اسراف ریاؤ نمود اور پابندی رسم و رواج کو دخل نہ ہو تو ان شرائط کے ساتھ فی حد ذاتہ نہایت ہے۔ (۲) شرائط نمبر ایک کے موافق دعوت دی جائے تو اس میں شرکت کرنا جائز ہے۔ (۳) احادیث کا ترجمہ۔ حسب ذیل ہے: الف۔ اذا دعا احدکم اخاه فلیجب عرسا کان اونحوۃ (۵) جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کی دعوت کرے تو قبول کر لینی چاہئے شادی کی ہو یا اسی جیسی اور کوئی تقریب ہو (مثلاً ختنے کی خوشی)۔

(۱) قال عبد اللہ بن عمر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من دعی فلم یجب فقد عصى اللہ ورسولہ، ومن دخل علی غیر دعوة دخل سارقاً وخرج مغیراً۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الطعمہ، ۲، ۱۶۹، سعید)

(۲) عن ابی مسعود الا نضاری قال کان رجل من الانصار یکنی ابا شعیب وکان لہ غلام اللہام فاتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وهو فی اصحابہ فعرّف الجوع فی وحده النبی صلی اللہ علیہ وسلم فذهب الی غلامہ اللہام فقال اصنع لی طعاماً ینفخ خمسۃ لعلی ادعوا النبی صلی اللہ علیہ وسلم حامس خمسۃ فصنع لہ طعاماً ثم اتاہ فدعاه فبیعہم رجل فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا ابن شعیب ان رجلاً تبعنا اذنت لہ ان شرب ترکہ، قال لا بل اذنت لہ۔ (بخاری، کتاب الطعمہ، ۲، ۸۲۱، ترمذی)

(۳) (الصحيح لمسلم، کتاب، ۱، ۴۶۲، قدیمی)

(۴) ایضا

(۵) (الصحيح لمسلم، باب الامر باجابة الداعی الی دعوة، ۱، ۴۶۲، قدیمی)

ب۔ من لم یحب الدعوة فقد عصى ابا القاسم (۱) جس نے دعوت قبول نہیں کی اس نے ابو القاسم ؑ کی نافرمانی کی۔ ج۔ اذا دعی احدکم الی طعامه فلیجب فان شاء طعم وان شاء ترک۔ (۲) جب تم میں سے کسی کو کھانے کے لئے دعوت دی جائے تو اس کو چاہئے کہ داعی کے یہاں چلا جائے پھر چاہے کھانا کھائے اور چاہے نہ کھائے۔ ان حدیثوں کا مطلب یہ ہے کہ دعوت قبول کرنا سنت ہے۔ دعوت قبول کرنے سے مطلب یہ ہے کہ داعی کے گھر چلا جائے۔ کھانا ضروری نہیں۔ جیسا کہ حدیث نمبر ۳ میں تصریح ہے۔

اجابت دعوت کی تاکید اس حکمت پر مبنی ہے کہ دعوت دینے والے کی دل شکنی نہ ہو اور مدعو اپنے کو اتنا نہ سمجھے کہ غریب اور کمزور اور کم درجہ لوگوں کی دعوت میں جانے کو اپنے لئے توہین قرار دے۔ اسی نظر سے حضور ﷺ کی عادت شریفہ یوں منقول ہے۔ وسیب دعوت العبد۔ (۳) یعنی اگر حضور ﷺ کو کوئی غلام بھی دعوت دیتا تو قبول فرماتے تھے۔ حدیث نمبر ۳ سے اس مضمون پر اور زیادہ روشنی پڑتی ہے کہ جب مدعو داعی کے گھر چلا گیا تو اس نے اپنے طرز عمل سے ثابت کر دیا کہ اس کو داعی کے گھر آنے میں بڑائی یا تکبر کی وجہ سے تکلف نہیں تھا اور داعی بھی خوش ہو گیا کہ مدعو نے اسے ذلیل و حقیر نہیں سمجھا بلکہ اس کے گھر اس کی دعوت پر آ گیا اور جب اجابت کا مقصد حاصل ہو گیا تو اب جی چاہے کھانا کھائے، جی نہ چاہے تو نہ کھائے۔

ان حدیثوں کا مطلب صرف اسی قدر ہے کہ مدعو اپنے مرتبے یا شان اور تکبر کی راہ سے دعوت رو نہ کرے۔ اگر داعی کو حقیر سمجھ کر دعوت قبول نہ کرے گا تو آنحضرت ﷺ کی نافرمانی اور اسوہ حسنہ کی خلاف ورزی کا مرتکب ہوگا۔ پھر دعوت سے بھی وہ دعوتیں مروا دیں جو دائرہ شریعت کے اندر نہوں اور ظاہر ہے کہ جن دعوتوں کا بننا اخلاص پر نہ ہو محض ریاء نمود پر یا رسم و رواج کی پابندی پر نہ ہو ان کی اجابت ضروری نہ ہوگی اور ایسی دعوت کا رد کرنا حکمت اجابت کے خلاف نہ ہوگا۔ بلکہ عین منشاء شریعت کے مطابق ہوگا۔ خود آنحضرت ﷺ نے ولیمہ کے تیسرے دن کھانے کو سمعۃ فرما کر اس کے بارے میں ومن سمع سمع اللہ (۴) فرمادیا ہے۔ اور جو لوگ ایک دوسرے پر فوقیت لے جانے کے لئے دعوت دیں ان کی دعوت قبول کرنے سے منع فرمادیا ہے۔ المتبارکان لا یجابان ولا یؤکل طعامهما (د) یعنی تقاریر اور مقابلہ کی دعوت کرنے والوں کی دعوتوں کی اجابت نہ کی جائے نہ ان کے یہاں کھانا کھایا جائے۔ اسی طرح ایک حدیث میں فاسقوں کی دعوت قبول کرنے سے بھی ممانعت مذکور ہے۔ نبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن اجابة طعام الفاسقین۔ (۵) یعنی آنحضرت ﷺ نے فاسقوں کی دعوت قبول کرنے سے منع فرمایا ہے۔

خلاصہ یہ کہ ہر دعوت کی اجابت ضروری نہیں ہے بلکہ اسی دعوت کی اجابت سنت ہے جو دائرہ شریعت کے اندر نہ ہو اور ترک اجابت اسی حالت میں مذموم ہے کہ براہ استعلاء و تکبر ہو۔ اگر کسی صحیح و معقول وجہ سے اجابت

(۱) الہدایۃ، کتاب الکراہیۃ، ۴، ۳۵۵، شریعہ طبعیہ

(۲) الصحیح لمسلم، کتاب النکاح، ۱، ۳۶۲، ترمذی

(۳) کشمال الترمذی، باب ماجاء فی تواضع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ص: ۲۲، سعید۔

(۴) جامع الترمذی، باب ماجاء فی الولیمہ، ۱، ۲۰۸، سعید

(۵) شعب الایمان للبیہقی، ۵، ۱۲۹، رقم (۶۰۱۸)، دار الکتب العلمیہ بیروت

(۶) شعب الایمان للبیہقی، فصل فی طب المطعم والمطعم، ۵، ۶۸، رقم (۵۸۰۳)، دار الکتب العلمیہ بیروت

ترک کی جائے تو مضائقہ نہیں بلکہ بعض صورتوں میں ترک اجابت ہی لازم ہے۔ (۱)

(۴) جو کام مباح یا مستحب ہو اور وہ ایک واجب یا فرض کی طرح لازم کر لیا جائے اور اس کے ساتھ بہت سے منکرات منضم ہو جائیں تو اس کو ترک کر دینا لازم ہے۔ شادی بیاہ کی بہت سی رسوم کی یہی حالت ہے۔ (۲)

(۵) یعنی اپنے اعزہ اور دوستوں یا سہمیوں کو عمدہ اور بڑھیا اور مختلف اقسام کے کھانے کھانا اور وہ بھی معمولی قسم کا کھانا کر مومروت کے خلاف ہے۔ بالخصوص ایک مقام پر ایک دوسرے کے مقابلے میں ایسا فرق کرنا تو بہت ہی نازیبا ہے۔ (۳) اور اگر بہ نیت تحقیر عام مہمانوں کے ساتھ ایسا کیا جائے تو حرام ہے۔ (۴)

محمد کفایت اللہ غفرلہ، مدرسہ امینیہ دہلی ۱۲ جولائی سن ۱۹۳۱ء

شادی کی رسومات ختم کرانے کی ضرورت

(سوال) قوم پنجابیان کے اندر بیاہ شادی میں زمانہ جاہلیت کی رسومات اکثر جاری تھیں۔ چنانچہ ان فتنہ رسوں میں سے ایک رسم قبل شب عروس بارات کو کھانا کھلانے کی بیعتی والوں کی طرف سے بھی تھی جو انتہائی تباہ کن تھی۔ حاصل یہ کہ مصلحان قوم نے قوم کا عام جلسہ کیا اور رسومات قبیحہ کو قوم کے سامنے پیش کیا۔ قوم نے کثرت رائے سے ان رسومات کو جو تہذیب و نمود و اسراف پر مبنی تھیں ان کو جہاں تک ممکن ہو سکا کم کیا اور بند کیا۔ چنانچہ چند نمودیوں نے جو اپنے آپ کو اکابرین و معززین خیال کرتے تھے رائے عامہ کو اس وقت بھی ٹھکرانا چاہا مگر کثرت رائے کے آگے ان کی کچھ نہ چلی اور اب یہ چند نمود پرست کثرت رائے کے خلاف جاری شدہ اصلاحات کی شدید مخالفت کر رہے ہیں اور ان اصلاحات کو نقصان پہنچانے کے لئے تحریری و تقریری یہ پروپیگنڈا شروع کر دیا ہے کہ بارات کو کھانا کھلانا واجب اور سنت نبوی ہے۔ بیوقوفو جروا۔

(جواب ۲۵۴) اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ اس وقت مسلمانوں کی تباہی اور اقتصادی مصیبت کی زیادہ تر وجہ یہی مسرفانہ رسوم ہیں۔ یہ رسوم اندر ہی اندر مسلمانوں کی دولت، عزت، خودداری کو گھن کی طرح کھائے جا رہی ہیں۔ جو رسمیں کہ کافروں سے سیکھ کر مسلمانوں نے اختیار کر لی ہیں ان کے تو ناجائز اور واجب الترتیب ہونے میں کوئی تامل نہیں ہو سکتا۔ ان کی مثال چوتھی اور چالوں کی دعوتیں ہیں جو شرعی فرائض سے بھی زیادہ التزام و پابندی کے ساتھ ادا کی جاتی ہیں۔

اگر بعض رسمیں ایسی بھی ہوں کہ وہ کفار سے ماخوذ نہ ہوں اور شریعت اسلامیہ بھی ان کو مباح قرار دیتی ہو۔

(۱) او من الا عذار المسقطۃ للوجوب او الذب ان یكون فی الطعام شبهة او لا تلیق بہ مجالسة او یدعی لدفع شرہ او لبعوانہ علی باطل او هناك منہی عنہ کالخمیر او اللہو وغیر ذلک۔ (مرقات الفناج، باب الولیۃ، ۶، ۲۵۳، اداویہ)

(۲) وفيہ ان من اصر علی امر مندوب وجعلہ عزما ولم یعمل بالرخصة فقد اصاب منه الشیطان من الا ضلال۔ (مرقات الفناج، باب الدعا فی الشیخ، الفصل الاول، ۲، ۳۵۳، اداویہ)

(۳) اگر عیدہ و ستر خواتین پر بٹھا کر کھانا کھلانے میں امتیاز کرے تو کوئی حرج نہیں۔ کما فی فتح الباری: قال ابن بطال: واذا میز الداعی بین الا غیاء والفقراء فاطعم کلاً علی حدة لم یکن بہ باس۔ (فتح الباری، باب من ترک الدعوة فقد ضعی الذکر و رسولہ، ۹، ۲۱۲، المطبۃ الکبریٰ مصر)

(۴) عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: المسلم اخو المسلم لا یخونہ ولا یکذبہ ولا یتخذہ، کل المسلم علی المسلم حرام عرضہ و مالہ و دمہ، التقویٰ ہینا بحسب امراء من الشر ان یحتقر اخاہ المسلم، جامع الترمذی، باب ما جاء فی شفقتہ المسلم علی المسلم، ۲، ۱۳، سعید، وفی المسلم: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کان منکن یوم باللہ والیوم الآخر فلیکرم ضیفہ۔ (اصح مسلم، کتاب الایمان، ۱۰، ۵۰، ترمذی)

بلکہ مستحب بتاتی ہو مگر ابن پر التزام کرنا متعدد مفسدہ میں قومہ کا موجب ہو اور قوم کی تباہی کا پیش خیمہ تو ایسی رسوم کو بھی ترک کرنا مسلمانوں پر لازم ہے۔ (۱) لڑکی والوں کی طرف سے بارات کو کھانا دینے کی رسم بھی اس قسم کی رسوم میں داخل ہے جو بہت سے نقصانات اور فسادات اپنے اندر رکھتی ہے۔ اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ یہ رسم کفار سے مانوذا نہیں ہے جب بھی اس میں شبہ نہیں کہ شریعت مقدسہ نے لڑکی والوں پر یہ واجب اور فرض نہیں کیا کہ بارات کو ضرور کھانا کھلائیں اور اس میں بھی شبہ نہیں کہ قرون اولیٰ میں اس دعوت کا رواج نہ تھا۔ ولیمہ کی دعوت مسنون ہے۔ (۲) مگر وہ دولہا والوں کی طرف سے زفاف کی صبح کو ہوتی ہے۔ دامن کی طرف سے جو دعوت بارات کو دی جاتی ہے اس کو ولیمہ کہنا درست نہیں۔ ہاں کبھی لفظ ولیمہ کا اطلاق مطافہر دعوت پر کر دیا جاتا ہے۔ (۳) مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ ولیمہ کی طرح تمام دعوتیں مسنون ہو جائیں۔ لڑکی والوں کی طرف سے بطور مہمانی باراتیوں کو کھانا کھلانا دینا ناشائستہ کراہینا فی حدیث جائز ہے۔ لیکن جب کہ اس کو ایک رسم کی طرح اختیار کر لیا جائے اور اس کی وجہ سے متعدد خرابیاں اور نقصانات پیش آجائیں تو اس کا ترک لازم ہے اس لئے نہیں کہ یہ دعوت فی حدیث ناجائز ہے بلکہ اس لئے کہ وہ بعض مکروہات و محرمات کا سبب بن گئی ہے۔ (۴) اور جب کہ کسی قوم یا جماعت کے اکثر افراد کسی بات کو قوم کے لئے مسخر سمجھ کر اس کے ترک کرنے پر اتفاق سے یا کثرت رائے سے تجویز منظور کر دیں تو پھر تمام لوگوں کو اس پر عمل کرنا چاہئے اور اختلاف پیدا کرنے سے بچنا چاہئے۔

لڑکی والے کی طرف سے بارات کو کھانا دینے کی رسم میں ایک بڑی خرابی یہ ہے کہ غریبوں کی لڑکیوں کی شادی میں مشکلات پیش آجاتی ہیں۔ لڑکے والے ایسی لڑکی سے شادی کو پسند نہیں کرتے۔ جس کے سر پر ست بارات کو کھانا نہ دیں یا نہ دے سکیں۔

حضرت ام حبیبہؓ کے واقعہ عقد اور نجاشی کی طرف سے کھانا کھانے کے قصے سے اس امر پر استدلال کرنا کہ لڑکی والوں کی طرف سے بارات کا کھانا ثابت ہو گیا، قلت تدبر کی دلیل ہے۔ کیونکہ اسی قصہ میں یہ منقول ہے کہ نجاشی آنحضرت ﷺ کے وکیل اور آپ کے قائم مقام تھے۔ اور حضرت ام حبیبہؓ کے وکیل خالد بن سعید تھے۔ تو نجاشی نے جو کھانا کھلایا وہ حضور کی طرف سے یعنی دولہا کی طرف سے تھا۔ اور نجاشی کا یہ قول فان سئلا انبیاء ان تزوجوا الخ۔ (۵) اس کی کھلی دلیل ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کی طرف سے یہ کھانا دیا اور اس کو انبیاء علیہم السلام کی سنت بتایا کہ جب انبیاء نکاح کرتے ہیں تو کھانا دیتے ہیں اور ظاہر ہے کہ وہی ولیمہ ہے جس کے مسنون ہونے میں کلام نہیں۔ اس کی ایک دلیل اور بھی ہے کہ یہ کھانا آنحضرت ﷺ کی طرف سے بطور ولیمہ دیا گیا تھا۔ وہ یہ کہ بعض روایات سے ثابت ہے کہ یہ نکاح ام حبیبہؓ کا حضور ﷺ کے ساتھ نجاشیؓ کی موجودگی میں حضرت عثمانؓ نے کیا تھا اور حضور ﷺ کی

(۱) من اصر علی فعل مندوب وجعلہ عروما ولم یعمل بالرخصة فقد اصاب منه الشيطان من الاضلال۔ (مرقاۃ المفاتیح باب الدعاء فی اشہیہ ۲، ۳۵۳، ۱، ۲)

(۲) عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم رای علی بن عبد الرحمن بن عوف اثر صفرة، قال ما هذا؟ قال انی تزوجت امرأة علی وزن نوافذ ذہب، قال باریک اللہ لک اولم ولو بشاة۔ (صحیح البخاری، کتاب النکاح باب کیف یدعی المتزوج، ۲، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳

طرف سے مہر کے چار سو دینار نجاشی نے دیئے اور ولیمہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھلایا۔ بہر حال یہ کھانا حضور ﷺ کی طرف سے بطور ولیمہ کے دیا گیا ہے۔ بیٹی والوں کی طرف سے نہیں تھا۔ زیادہ سے زیادہ کہ زفاف سے پہلے دیا گیا ہے۔ تو اس کا مضائقہ نہیں۔ کیونکہ ولیمہ دو لہا کی طرف سے عقد کے وقت زفاف سے پہلے دیئے جانے کے بھی بعض علماء قائل ہیں۔ (۱) گو جمہیر علماء کے نزدیک زفاف کے بعد ہوتا ہے۔ اور حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے واقعہ میں پہلے دینے کی وجہ ظاہر ہے کہ نکاح حبشہ میں ہوا تھا اور حضور ﷺ مدینہ منورہ میں تھے۔ زفاف میں دیر تھی اس لئے نجاشیؓ یا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ولیمہ کی سنت ادا کر دی۔ تاخیر مناسب نہ تھی۔ ام حبیبہ بنت ابی سفیان و اسمہا رملہ زوجہا ایہ عثمان بن عفان بارض الحبشۃ انتہی (۲) (استیعاب) یعنی ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابوسفیان کی صاحبزادی جن کا نام رملہ ہے ان کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حبشہ میں آنحضرت ﷺ سے کیا تھا۔ دوسری روایت یہ ہے:- تزوج رسول اللہ ﷺ ام حبیبہ بنت ابی سفیان زوجہا ایہ عثمان بن عفان وہی بنت عمہ زوجہا ایہ النجاشی و جہزھا الیہ و صدقھا اربع مائۃ دینار و اولم علیھا عثمان بن عفان لھما وثریداً (انتہی باختصار) استیعاب۔ (۳) یعنی آنحضرت ﷺ نے ام حبیبہ بنت سفیان سے نکاح کیا۔ حضور ﷺ کے ساتھ ان کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا کہ ان کی پھوپھی زاد بہن تھیں۔ حضور ﷺ سے نکاح نجاشی نے کر لیا اور نجاشی نے ہی سامان تیار کیا۔ اور چار سو اثر فیاں مہر میں ادا کیں اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ثرید اور گوشت کا ولیمہ کیا۔ اور اسی کتاب استیعاب میں یہ بھی ہے کہ حضور ﷺ کی طرف سے نجاشی نے یہ بات ظاہر کی کہ مجھ کو حضور ﷺ نے تحریر فرمایا ہے کہ میں ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضور ﷺ کے ساتھ کر دوں اس لئے میں حضور ﷺ کے حکم کی تعمیل کرتا ہوں اور چار سو دینار مہر کے دیتا ہوں۔ پھر خالد بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وکیل کی حیثیت سے قبول کیا۔ نجاشی نے مہر کی اثرفیاں خالد بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے دیں۔ اور لوگوں سے کہا ٹھہرو حضرات انبیاء کی یہ سنت ہے کہ جب وہ نکاح کریں تو کھانا بھی کھایا جائے۔ پھر کھانا منگایا اور لوگوں نے کھایا۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ نجاشی نے آنحضرت ﷺ کے وکیل کی حیثیت سے کھانا دیا تھا اور حضور ﷺ کی طرف سے سنت ولیمہ ادا کی تھی۔ واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ عفا عنہ ربہ مدرسہ امینیہ دہلی۔ ۱۱ رجب سن ۱۳۵۰ھ

نکاح کے بعد لڑکی والوں کا برادری کو کھانا کھانا

(سوال) نکاح کے بعد لڑکی والوں کی طرف سے برادری کو کھانا دینا کیسا ہے اور برادری کے لوگوں کو وہ کھانا کھانا از روئے شریعت کیسا ہے؟

المستفتی عبد الرحمن۔ فورٹ ولیم کالج۔ ۲۰ اکتوبر سن ۱۹۳۳ء

(جواب ۲۵۵) لڑکی والوں کی طرف سے براتیوں کو یا برادری کو کھانا دینا لازم یا مستحب اور مستحب نہیں ہے۔ اگر

(۱) قبل انھا تكون بعد الدخول، وقيل بعد العقد، وقيل عندهما۔ (مرقاۃ المفاتیح باب الولیمہ: ۶۰، ۲۵، ۲۷، ۲۸)

(۲) الاستیعاب فی معرفة الاصحاب علی هامش الاصابة فی تمييز الصحابة، ۳/ ۳۰۳، وراحياء تراث العربی بیروت۔

(۳) الاستیعاب فی معرفة الاصحاب علی هامش الاصابة فی تمييز الصحابة، ۳/ ۳۰۴، وراحياء تراث العربی بیروت۔

بغیر الزام کے وہ اپنی مرضی سے کھانا دے دیں تو مباح ہے نہ دیں تو کوئی الزام نہیں۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

کیا ولیمہ کرنا اسراف ہے؟

(المجموعۃ مورخہ ۱۳ جولائی سن ۱۹۲۹ء)

(سوال) زید کہتا ہے کہ ضیافت ولیمہ کرنا اور دوست احباب کو کھانا کھلانا جائز نہیں اسراف ہے۔

(جواب ۲۵۶) شادی کثرائی کے موقع پر دعوت ولیمہ دینی مسنون ہے۔ (۱) مگر اس میں ریا و سمعہ کی نیت نہ ہو۔ (۲)

بلکہ شادی کی خوشی حاصل ہونے کی شکر گزاری اور اتباع سنت نبویہ کی نیت سے دعوت دی جائے۔ اور اپنی وسعت

کے موافق دی جائے۔ (۳) قرض ادھار کر کے زیریاری نہ اختیار کی جائے۔ تو موجب ثواب ہے۔ اپنی وسعت کے

موافق اس دعوت مسنونہ میں صرف کرنا اسراف نہیں ہے۔

محمد کفایت اللہ غفر لہ،

(۱) عن ثابت قال ذکر تزویج زینب ابنة جحش عند انس فقال ما رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اولم علی احد من نسائه ما اولم علیہا اولم بشاة (صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب من اولم علی بعض نسائه اکثر من بعض، ۷۷۷/۲، قدیمی)
(۲) من یرانی یرانی اللہ بہ ومن یستمع یسمع بہ (جامع الترمذی، باب الریاء والسمة، ۶۳/۲، سعید)
(۳) والمختار انه علی قدر حال الزوج (مرقات المفاتیح، کتاب النکاح، باب الولیمہ، ۲۸۷/۲، ماجدیہ)

دسوال باب

رضاعت اور حرمت رضاعت

رضاعی بہن کی حقیقی بہن سے نکاح

(سوال) زید و عمرو دونوں مرد اور حقیقی ہیں یا زید و مسماۃ زاہدہ دونوں مرد اور و ہمیشہ حقیقی ہیں اور ہر دو جانب چند اولاد لڑکے و لڑکیاں ہیں۔ اگر زید کا ایک لڑکا اور عمرو کی ایک لڑکی نے ایک ہی دانی سے دودھ پیا ہو تو ایسی حالت میں زید کے اسی لڑکے اور عمرو کی اسی لڑکی سے (جو کہ مشترک دودھ ہے) نکاح نہیں ہو سکتا یا کہ کل لولاء سے نکاح نادرست و ناجائز ہے۔ اور اگر خود مسماۃ زاہدہ نے اپنے بھائی زید کے کسی لڑکے کو دودھ پلایا ہو تو زاہدہ و زید کی کسی اولاد سے باہم نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

(جواب ۲۵۷) صورت مسئلہ میں اگر زید کے ایک لڑکے اور عمرو کی ایک لڑکی نے کسی غیر دانی کا دودھ پیا ہے تو صرف ان دونوں کے درمیان نکاح نہیں ہو سکتا۔ زید کے اس لڑکے کا عمرو کی دوسری لڑکی سے نکاح ہو سکتا ہے۔ نیز عمرو کی اس لڑکی کا زید کے دوسرے لڑکے سے نکاح ہو سکتا ہے۔ اور اسی طرح زید اور مسماۃ زاہدہ کی اولاد کا حکم ہو گا کہ جن دو لڑکی لڑکا نے ایک مشترک دانی سے دودھ پیا ہے ان دونوں کا آپس میں نکاح نہ ہو سکے گا۔ لیکن اگر مسماۃ زاہدہ نے اپنے بھائی زید کے کسی لڑکے کو دودھ پلایا ہے تو جس لڑکے کو دودھ پلایا ہے اس کا زاہدہ کی کسی لڑکی سے نکاح نہیں ہو سکتا اور اگر زید کی لڑکی کو دودھ پلایا ہے تو اس لڑکی کے ساتھ زاہدہ کے کسی لڑکے کا نکاح نہیں ہو سکتا۔ زید کی اس لڑکی یا لڑکے کے علاوہ اوروں کا نکاح زاہدہ کی اولاد سے ہو سکتا ہے۔ کل من تحریم بالقراۃ والصہریۃ تحریم بالرضاع علی ما عرف فی کتاب الرضاع کذا فی محیط السرخسی ہندیۃ (۱) ج ۱ ص ۲۹۳ بحرم علی الرضیع ابواہ من الرضاع واصولہما وفرو۔ عہما من النسب والرضاع جمیعاً حتی ان المرضعۃ لو ولدت من هذا الرجل او غیرہ قبل هذا الا رضاع او بعدہ او ارضعت رضیعاً او ولد لہذا الرجل من غیر ہذہ المراءۃ قبل هذا الارضاع او بعدہ او ارضعت امراۃ من لبنہ رضیعاً فالکل اخوة الرضیع و اخواتہ و اولادہم اولاد اخوتہ و اخواتہ و اخوالرجل عمہ و اختہ عمتہ و اخوالمرضعۃ خالہ و اختہا خالہ و کذا فی الجد والجدۃ انتہی (ہندیۃ (۲) ج ۱ ص ۳۶۵)

کیا خاوند کی اجازت کے بغیر دودھ پلانا جائز ہے؟

(سوال) ایک عورت نے اپنے خاوند کی اجازت نہ لے کر دودھ پلایا۔ خاوند بہت غصہ ہوا۔ خاوند کی بلا اجازت دودھ پلانا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۲۵۸) رضاعت کے لئے خاوند کی اجازت ضروری نہیں۔ کیونکہ مرضعہ کا دودھ خاوند کی ملک نہیں۔ اور اسی وجہ سے خاوند کو یہ حق نہیں کہ زوجہ کو اپنی اولاد کے دودھ پلانے پر مجبور کرے۔ سوائے خاص صورتوں کے کہ ان میں جبر کا حق ہے۔ پس خاوند کو ناراض ہونے کا کوئی حق نہیں۔ (۲) ہاں چوں کہ رضاعت کی وجہ سے نکاح وغیرہ کے

(۱) الہندیۃ، کتاب النکاح، الباب الثالث فی بیان المحرمات، ۱/ ۲۷۷، ماجدیۃ

(۲) الہندیۃ، کتاب الرضاع، ۱/ ۳۴۳، ماجدیۃ

(۳) امام حالت میں خاوند کی اجازت کے بغیر مکروہ ہے، منوع نہیں۔ فی رد المحتار: تکرہ للمراءۃ ان ترضع صبیاً بلا اذن زوجها الا اذا خافت ہلاکہ۔ (رد المحتار، کتاب النکاح باب الرضاع ۳، ۲۱۳، سعید)

ایک مختلف ہوتے ہیں اس لئے عورتوں کو مناسب ہے کہ دوسرے بچوں کو دودھ پلانے کے وقت خاوند سے استئذان کر لیں اور اس کو اطلاع کر دیں تاکہ تعلقات رضاعت کا خاوند کو بھی علم رہے۔ اور نکاح کی ولایت اور اختیار چونکہ والد کو ہے تو نکاح کرتے وقت اس کو ان تعلقات رضاعت کا معلوم ہونا مفید ہوگا۔

رضاعی بہن کے حقیقی بھائی سے نکاح درست ہے

(سوال) ایک عورت نے ایک لڑکی کو دودھ پلایا دودن یا چار دن۔ دودھ پینے والی لڑکی کی عمر شش ماہ کی تھی۔ بعد وہ لڑکی گزر گئی۔ جس لڑکی نے دودھ پیا اس کا بھائی لو پر کا جس کی عمر چودہ سال کی ہے اور اس دودھ پلانے والی کی لڑکی اب پرکی ہے۔ اس صورت میں ان دونوں کا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں۔ ان دونوں نے اپنی اپنی والدہ کا دودھ پیا ہے۔

(جواب ۲۵۹) جس لڑکی نے دودھ پیا ہے اس کا نکاح مرضعہ کے کسی لڑکے سے جائز نہیں۔ لیکن اس کے بھائی کا نکاح مرضعہ کی لڑکی سے جائز ہے۔ کیونکہ ان دونوں میں کوئی تعلق رضاعت کا نہیں۔ وتحل اخت اخیه رضاعا یصح اتصاله بالمضاف کان یکون له اخ نسبی له اخت رضا عیة وبالمضاف الیه کان یکون لا خید

رضاعا اخت نسبا وبہما وهو ظاهر انتہی (در مختار ج ۲ ص ۲۴۲) (۱)

رضیع کے لئے مرضعہ کی سب لڑکیاں حرام ہیں

(سوال) حقیقی دو بہنیں ہیں اور ان دونوں کے پاس لڑکے ہیں دودھ پیتے ہوئے۔ ایک موقع پر دونوں بہنیں شادی میں گئیں اور وہاں فرش پر سو گئیں۔ لیکن بھول سے ایک بہن نے دوسری بہن کے لڑکے کو دودھ پلادیا۔ جب اس کو معلوم ہوا کہ یہ لڑکا میرا نہیں ہے تو اس نے اپنی بہن سے کہا کہ میں نے تیرے لڑکے کو بھول سے دودھ پلادیا ہے۔ جس نے دودھ پلایا تھا اس کے دو تین حمل کے بعد لڑکی پیدا ہوئی تو اب اس لڑکے کا جس نے دودھ پلایا تھا اس لڑکی کے ساتھ نکاح ہو گیا ہے آیا یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۲۶۰) صورت مسئلہ میں جس لڑکے نے اپنی خالہ کا دودھ پیا ہے وہ اپنی خالہ کی کسی لڑکی سے نکاح نہیں کر سکتا۔ خالہ کی تمام اولاد اس کے رضاعی بہن بھائی ہیں۔ جس طرح کہ حقیقی بھائی بہن سے نکاح حرام ہے اسی طرح رضاعی بہن بھائی سے بھی نکاح کرنا حرام ہے۔ یحرم علی الرضیع ابواہ من الرضاع و اصولہما وفرو عہما من

النسب والرضاع جمیعا الخ (ہندیہ) (۲)

بیوی بچپن میں شوہر کی ماں کا دودھ پی لے تو شوہر پر حرام ہو جائے گی

(سوال) زید کی زوجہ ایام رضاعت میں زید کی والدہ کی گود میں لیٹی تھی۔ اب زید کی والدہ کہتی ہے کہ میں جب بیدار ہوئی تو زید کی زوجہ کو اپنی پستان سے دودھ پیتے دیکھا۔ اس صورت میں زوجہ زید کے لئے حلال ہے یا نہیں؟

(جواب ۲۶۱) صورت مسئلہ میں جب کہ زوجہ زید نے اس کی ماں کا دودھ پیا ہے تو اس پر قطعی حرام ہوگئی۔ کیونکہ یہ زید کی رضاعی بہن ہوگئی اور رضاعی بہن سے نکاح حرام ہے۔ یحرم علی الرضیع ابواہ من الرضاع و اصولہما وفرو عہما من النسب والرضاع جمیعا الخ (ہندیہ) زید کے لئے تورع کا حکم یہ ہے کہ وہ اپنی

زوج کو چھوڑ دے۔ لیکن اگر وہ نہ چھوڑنا چاہے تو قضاء اس پر کوئی الزام نہیں۔ کیونکہ صرف ایک عورت کے کہنے سے رضاعت کا حکم ثابت نہیں ہو سکتا۔ (۱)

رضاعت کا خرچہ عدت کے شروع سے ہے یا پورا ہونے کے بعد سے

(سوال) رضاعت کا خرچہ عدت کے شروع سے ہے یا پوری ہو جانے کے بعد سے؟ خالد کہتا ہے کہ جب عدت پوری ہو جائے جب سے اجرت رضاعت دینی چاہئے۔ کیونکہ ابھی تو عدت کے پورے ہونے تک زید ہی کا خرچہ ہے۔

(جواب ۲۶۲) چونکہ یہ عورت مطلقہ ثلاثہ ہے اس لئے اگر یہ شوہر سے اولاد کی رضاعت کی اجرت مانگے تو اس کو دینا ہوگی اور یہ اجرت اس نفقہ کے علاوہ ہوگی جو ایام عدت کے زید کے ذمہ ہے۔ المعتدة عن طلاق بائن او طلاقات

ثلث فی روایۃ ابن زیاد تستحق اجر الرضاۃ وعلیہ الفتویٰ کذا فی جو اهر الا خلاطی (ہندیہ) (۲)

بچہ جتنے دن دودھ پئے گا اتنے دنوں کی اجرت دینا ہوگی

(سوال) کسی بچے نے ایک سال تک دودھ پیسا اس کے بعد انجان کھانے لگا۔ لیکن ماں مطلقہ کے پاس تین سال رہا تو ایک ہی سال کی اجرت رضاعت دینی ہوگی یا تینوں سال کی؟

(جواب ۲۶۳) بچہ جتنے دنوں تک دودھ پئے گا اتنے ہی دنوں کی اجرت رضاعت دینا ہوگی۔ (۳) اس کے بعد اس کے کھانے کا خرچہ باپ کے ذمہ ہوگا۔ (۴)

صرف چھائی منہ میں لینے سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوگی

(سوال) ہندہ لیٹی ہوئی تھی اور احمدی (ہندہ کی دختر) ہندہ کا دودھ پی رہی تھی۔ احمدی نے دودھ چھوڑا اتنے میں ہندہ منہ موڑ کر کسی عورت سے باتیں کرنے لگی کہ اچانک حمیدہ نے (جو ہندہ کی سگی بہن کی لڑکی ہے) ہندہ کی چھائی منہ میں لے لی۔ ہندہ نے فوراً اپنی چھائی حمیدہ کے منہ سے نکال لی اور پھر حمیدہ کا منہ کھولا اور دیکھا تو کچھ دودھ نظر نہ آیا اور ہونٹوں کو کپڑے سے پونچھ دیا۔ کیا ایسی حالت میں رضاعت ثابت ہوگئی اور حمیدہ کا نکاح پسر ہندہ سے جائز ہے یا نہیں؟ بیوا تو حروا۔

(جواب ۲۶۴) محض چھائی منہ میں لے لینے سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی جب تک کہ دودھ حلق سے اترنے کا یقین یا گمان غالب نہ ہو جائے۔ التعم الحلمۃ ولم یدر ا دخل اللبن فی حلقہ ام لا لم یحرم الخ (در مختار) (۵)

بوڑھی عورت کے پستانوں سے اگر سفید پانی نکلے تو کیا اس سے حرمت رضاعت ثابت ہوگی؟

(سوال) ایک عورت جس کی عمر ساٹھ برس کی ہو اور اس کے پستان سے بجائے دودھ خالص پانی نکلتا ہو اگر کوئی بچہ مدت رضاعت کے اندر پی لے تو رضاعت ثابت ہوتی ہے یا نہیں؟

(۱) والرضاعۃ حجة حجۃ المال وہی شہادۃ عدلین او عدل و عدلین۔ (الدر المختار، کتاب النکاح، باب الرضاۃ، ۳/۲۲۲، سعید)

(۲) الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب السابع عشر فی النفقات، ۱/۵۶۱، ماجدیہ

(۳) المعتدة عن طلاق بائن او طلاقات ثلاث فی روایۃ ابن زیاد تستحق اجر الرضاۃ وعلیہ الفتویٰ۔ (الہندیہ، کتاب الطلاق،

الباب السابع عشر، ۱/۵۶۱، ماجدیہ)

(۴) وبعد الغمام یفرض القاضی نفقۃ الصغار علی قنبر طاقۃ الاب وتدفع الی الام حتی تنفق علی الاولاد (ایضاً)

(۵) الدر المختار، کتاب النکاح، باب الرضاۃ، ۳/۲۱۲، سعید

(جواب ۲۶۵) صورت مسئلہ میں اس عورت کی چھاتی کے پانی سے حرمت رضاعت ثابت ہو جائے گی۔ بشرط یہ کہ بچہ نے دو برس کی عمر کے اندر پیا ہو۔ وهو مص من ثدی اُمیۃ ولو بکرا او میتۃ او انسۃ فی وقت مخصوص الخ (در مختار) (۱)

زنا سے پیدا شدہ دودھ سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی
(سوال) زید کی دو بیویاں ہیں ایک منکوحہ اور دوسری غیر منکوحہ یعنی یونہی ڈال رکھی ہوئی۔ عمرو نے اس دوسری غیر منکوحہ کا دودھ پیا ہے۔ اب عمرو زید کی دوسری منکوحہ بی بی کی لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟ بیہوا تو جروا۔
(جواب ۲۶۶) غیر منکوحہ عورت کا دودھ اگرچہ وطی زانی سے پیدا ہوا ہے لیکن زنا سے پیدا شدہ دودھ رضیعہ کو خود زانی پر بھی حرام نہیں کرتا۔ اس کی اولاد پر پس عمرو جو زنا کے دودھ کا رضیع ہے اس پر زانی کی اولاد جو دوسری بیوی سے ہے حرام نہ ہوگی۔ اور عمرو کا نکاح اس سے جائز ہے۔ وحاصلہ ان فی حرمة الرضیعة بلبن الزنا علی الزانی وکذا علی اصولہ وفروعه روایتین وان الا وجہ روایۃ عدم الحرمة (در المختار) (۲)

بیوی کا دودھ پینے سے بیوی حرام نہیں ہوتی لیکن ایسا کرنا گناہ ہے
(سوال) اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کا دودھ پی لے تو وہ اس پر حرام ہو جائے گی یا نہیں؟ اور بے ضرورت دودھ پینے سے گناہ گار ہو گیا نہیں؟

(جواب ۲۶۷) اپنی زوجہ کا دودھ پینے سے وہ حرام نہیں ہوتی۔ ہاں اس کا دودھ پینا حرام ہے جو ایسا کرے گا گناہ گار ہوگا۔ مص رجلا ثدی زوجۃ لم تحرم (در مختار) (۳) ولم یبح الا رضاع بعد مدتہ لا نہ جزء ادمی والا تنفاع بہ لغیر ضرورۃ حرام علی الصحیح (در مختار) (۴)

کیا رضاعی بھائی کی حقیقی بہن سے نکاح درست ہے؟

(سوال) مولانا مولوی محمد حسین خاں ندوی جھجری جب دیول گھاٹ میں تشریف فرما تھے اس وقت رضاعت کے متعلق استفسار کرنے پر منجملہ کئی طریقوں کے ایک اس طریقے اور مضمون و مفہوم کا فتویٰ مولانا مذکور نے تحریر ارسال فرمایا کہ رضاعی بھائی کی حقیقی بہن کو نکاح کرنا درست ہے۔ مثلاً زید کی ماں زہرہ ہے اور خالد کی ماں عصمت ہے۔ پس زید اور خالد دونوں نے عصمت کا دودھ پیا تو اب زید اور خالد دونوں رضاعی بھائی ہوئے۔ پس زید کے حق میں عصمت کی لڑکی اور خالد کے حق میں زہرہ کی لڑکی کو نکاح کرنا درست ہے۔

مذکورہ فتویٰ خاکسار کی سمجھ میں نہیں آیا۔ کیونکہ میرے خیال ناقص سے اگر مذکورہ بالا مسئلہ درست ہے تو میری لڑکی کا نکاح میری بمشیرہ کے لڑکے کے ساتھ جائز ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ میری حقیقی بہن کے تین لڑکے اور لڑکیاں ہیں۔ لڑکوں کی اس وقت عمر ۲۷-۲۵-۲۳ سال کی اندازاً ہوگی اور لڑکیوں کی عمر اندازاً ۱-۱۵-۹ سال ہوگی۔ میری لڑکی کی عمر تخمیناً پندرہ سال کی ہوگی۔ میری لڑکی نے اپنی عمر شہ ۱۱ گئی میں جب کہ میری بمشیرہ کی پندرہ سالہ لڑکی دودھ

(۱) الدر المختار، کتاب النکاح، باب الرضاع، ۳، ۲۱۲، سعید

(۲) الدر المختار، کتاب النکاح، باب الرضاع، ۳، ۲۲۰، سعید

(۳) الدر المختار، کتاب النکاح، باب الرضاع، ۳، ۲۲۲، سعید

(۴) الدر المختار، کتاب النکاح، باب الرضاع، ۳، ۲۲۵، سعید

پتی تھی اس زمانے میں بمشیرہ کا دودھ پیا ہے۔ میری لڑکی کا نام خدیجہ اور بمشیرہ کی لڑکی کا نام لطیفہ ہے۔ یعنی خدیجہ اور لطیفہ نے اپنی عمر شیر خوارگی میں میری بمشیرہ یعنی لطیفہ کی والدہ کا دودھ پیا ہے۔ اس طرح لطیفہ اور خدیجہ دونوں رضاعی بہنیں ہوتی ہیں۔ چونکہ میری لڑکی خدیجہ نے میری بمشیرہ کا دودھ پیا ہے لہذا میری بمشیرہ کے مذکورہ لڑکے بھی بالفاظ عمر میری لڑکی کے رضاعی بھائی بہن ہوتے ہیں اور اس وجہ سے میری مذکورہ لڑکی بمشیرہ کے کسی بھی لڑکے کو نکاح میں دینا جائز نہیں۔ ایسا میرا خیال تھا اور فتویٰ کی کتابوں سے یہی اخذ ہو سکا۔ اگر مولانا موصوف کا فتویٰ صحیح ہے تو کیا اس فتوے کی قوت پر میں اپنی لڑکی بنام خدیجہ بمشیرہ کے تینوں لڑکوں میں سے کسی لڑکے کو نکاح میں جائز طریقے سے دے سکتا ہوں؟

(جواب ۲۶۸) رضاعت کا قاعدہ یہ ہے کہ جو بچہ جس عورت کا دودھ پی لیتا ہے اس عورت کی تمام اولاد اس بچے کی رضاعی بہن بھائی ہو جاتی ہے۔ پس جب کہ زید نے عصمت کا دودھ پیا تو عصمت کی تمام اولاد زید کے بہن بھائی بن گئے اس لئے زید کا نکاح عصمت کی کسی لڑکی سے جائز نہیں۔ (۱) اسی طرح جب کہ خدیجہ نے اپنی چھوٹی بھی کا دودھ پیا تو چھوٹی بھی کی تمام اولاد خدیجہ کی بہن بھائی ہو گئی اور خدیجہ کا نکاح چھوٹی بھی کے کسی لڑکے سے جائز نہیں۔ (۲) فتویٰ محولہ میں جو قاعدہ لکھا ہے کہ رضاعی بھائی کی حقیقی بہن سے نکاح درست ہے۔ وہ بھی صحیح ہے۔ (۳) مگر اس میں اتنی شرط اور ہے کہ رضاعی بھائی کی ایسی حقیقی یا رضاعی بہن سے نکاح درست ہے جو نکاح کرنے والے لڑکے کی رضاعی بہن نہ ہوتی ہو۔ پس پہلی مثال میں جو فتویٰ محولہ بالا میں مذکور ہے یہ قاعدہ ایک طرف سے جاری ہو گا یعنی خالد کے لئے جائز ہو گا کہ وہ اپنے رضاعی بھائی زید کی حقیقی بہن سے نکاح کر لے کیونکہ زید کی حقیقی بہن خالد کی رضاعی بہن نہیں ہے۔ مگر زید کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے رضاعی بھائی خالد کی حقیقی بہن سے نکاح کرے (۴) کیونکہ عصمت کی تمام اولاد زید کی رضاعی بہن بھائی بن چکی ہے۔ واللہ اعلم۔

حمد کفایت اللہ غفرلہ، مدرسہ امینیہ دہلی

رضاعی بھائی بہن کا نکاح آپس میں کر دیا گیا کیا حکم ہے؟

(سوال) ایک لڑکے لڑکی نے ایک عورت کا دودھ پیا ہے کئی مہینے متواتر۔ اب جاہل مال باپ نے ان کا نکاح کر دیا۔ لیکن لڑکی اس مسئلہ سے واقف ہے۔ وہ کہتی ہے کہ میرا اس کا شرعاً نکاح نہیں ہو سکتا میں اس کے گھر رہ کر اولاد حرام کی نہیں جنتی اور روز خنی نہیں بنتی۔ غرض تیرہ سال سے کھانے پینے کو کچھ نہیں دیا۔ عورت سالہ اپنا گزارہ مصیبت بھر کر کرتی رہی اب کیا کیا جائے؟

المستفتی نمبر ۸۴ مولوی عبداللہ ریاست فرید کوٹ۔ ۵ رجب المرجب سن ۱۳۵۲ھ ۲۶ اکتوبر سن ۱۳۳۳ء

(۱) یحرم علی الرضیع ابواہ من الرضاع واصولہما وفروعہما من النسب والرضاع جمیعاً۔ (الحنذلی، کتاب الرضاع، ۱/۳۴۳،

ماجہ)

(۲) ایضاً

(۳) وتحل اخت اخیه رضاعاً یصح اتصالہ بالمضاف کان یكون له اخ نسبی له اخت رضاعیة، وبالمضاف الیه کان یكون لاخیه رضاعاً اخت نسباً وبہما و هو ظاهر۔ (الدر المختار، کتاب النکاح، باب الرضاع، ۳/۳۱۷، سعید)

(۴) عن عائشة زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: یحرم من الرضاع ما یحرم من الولادة۔ (سنن ابی داؤد، کتاب النکاح، باب ما یحرم من الرضاع، ۱/۲۸۰، عید)

(جواب ۲۶۹) اگر زوجین نے حالت شیر خوارگی میں ایک عورت کا دودھ پیا ہے تو ان دونوں کا آپس میں نکاح حرام ہے۔ (۱) اگر نکاح ہو چکا ہے تو دونوں میں تفریق کرانی لازم ہے اور تفریق کے بعد عدت گزار کر عورت دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ، مدرسہ امینیہ دہلی

دودھ پلانے والی کی تمام اولاد دودھ پینے والے پر حرام ہے

(سوال) ہندہ کے چھ لڑکے مسیمان اکبر، احمد، حسین، یعقوب، انور، غوث ہیں۔ ہندہ کے بھائی مسمیٰ زید کی دولڑکیاں مسماۃ سلمیٰ، زینب ہیں۔ غوث اور سلمہ نے ہندہ کا دودھ ساتھ پیا ہے تو ہندہ کے اول الذکر پانچ لڑکوں میں سے کوئی ایک لڑکا مسماۃ سلمہ سے عقد شرعی کر سکتا ہے؟

المستفتی نمبر ۱۱۲۶ احمد علی خاں۔ کچیکوڑہ حیدر آباد کن۔ یکم شعبان سن ۱۳۵۲ھ م ۲۰ نومبر سن ۱۹۳۳ء (جواب ۲۷۰) مسماۃ سلمہ ہندہ کی رضاعی بیٹی ہو گئی اور ہندہ کی تمام اولاد سلمہ کی رضاعی اخوت میں شامل ہو گئی۔ اس لئے ہندہ کے کسی لڑکے سے سلمہ کا نکاح جائز نہیں ہو گا۔ (۲) ہاں ہندہ کے لڑکوں کا نکاح زینب سے جائز ہے۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

رضاعت میں صرف ایک عورت کی گواہی معتبر نہیں

(سوال) نصیر نے مسماۃ یلیحہ کی بیٹی قریشہ سے عقد کیا جس سے دولڑکے بھی پیدا ہوئے۔ اب مسماۃ یلیحہ یہ کہتی ہیں کہ میں نے مسماۃ نصیبہ کا دودھ پیا ہے اور نصیر کو بھی کہتی ہیں کہ اس نے بھی مسماۃ نذیرہ کو دودھ پیا ہے۔ لیکن دودھ پینے کی صورت یہ بیان کرتی ہیں کہ مسماۃ نصیبہ کی بیوی نامی ایک بیٹی ہوئی جس کا جھوٹا دودھ مسماۃ یلیحہ نے پیا اور اس کی آٹھ دس برس بعد اسی مسماۃ نصیبہ کے عبدالکریم نامی ایک بیٹا ہوا جس کا جھوٹا دودھ نصیر نے پیا۔ یعنی دونوں نے ایک دودھ نہیں بلکہ آٹھ دس برس کے فرق سے الگ الگ دودھ پیا ہے تو ایسی صورت میں مسماۃ یلیحہ کی بیٹی اور نصیر کا رشتہ رضاعت ثابت ہو گا۔ اور نکاح فسخ ہو جائے گا یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۷۷۷ عبد الرحمن (دارجلنگ) ۱۰ ربیع الثانی سن ۱۳۵۳ھ م ۲۳ جولائی سن ۱۹۳۴ء (جواب ۲۷۱) ثبوت حرمت رضاعت کے لئے ضروری ہے کہ بچے نے اپنی دس سال کی عمر کے اندر دودھ پیا ہو۔ (۱) دس سال کی عمر کے بعد دودھ پینے سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔ (۲) یہ ضروری نہیں کہ ایک زمانہ ہو (۱) اور ایک ہی بچے پر کا دودھ دونوں نے پیا ہو۔ بلکہ اگر لڑکے نے ایک عورت کا دودھ ایک وقت میں پیا اور لڑکی نے اس کے دس سال بعد اس عورت کا دودھ پیا تو یہ دونوں رضاعی بہن بھائی ہو جائیں گے۔ اگر صورت واقعہ میں یلیحہ

(۱) حرمت علیکم امہاتکم وبناتکم و اخواتکم من الرضاعة (النساء: ۲۳) (۲) ایضاً

(۳) وتحل اخت اختہ رضا عا یصح اتصالہ بالمضاف کان یكون له اخ نسبی له اخت رضاعیة، وبالمضاف الیه کان یكون لاخیة رضاعا اخت نسبا و بہما و هو ظاهر۔ (الدر المختار، کتاب النکاح باب الرضاع، ۳/ ۲۱۷، سعید)

(۴) وهو مص من ثدی آدمیة ولو بکرا أو میة او آیة فی وقت مخصوص وهو حولان ونصف عنده وحولان فقط عندہما وهو الاصح وبہ یفتی۔ (الدر المختار، کتاب النکاح باب الرضاع، ۳/ ۳۰۹، سعید) (۵) وإذا مضت مدة الرضاع لم یعلق بالرضاع تعریب لقوله علیہ السلام "لا رضاع بعد الفطام" (لحدیث: بیاب الرضاع، ۳/ ۳۵۰، شریعت علیہ)

(۶) ولا یشرط الاجتماع علی ثدیہا ہنا۔ (تین الخفاف، کتاب الرضاع، ۲/ ۱۸۲، لدنویہ)

کے بیان کے ساتھ اور کوئی شہادت دودھ پینے کی نہیں ہے تو یلیحہ کا بیان انگو ہو گا اور نصیر و قریشہ میں تفریق نہیں کی جائے گی نہ قضاء نہ دیانہ۔ قضاء اس لئے کہ ثبوت رضاعت کے لئے دو گواہ (مرد) یا ایک مرد و عورتیں درکار ہیں۔ (۲) اور دیانہ اس لئے کہ اس قدر طویل مدت تک یلیحہ کا خاموش رہنا اور اس تعلق کو ظاہر نہ کرنا اس کے موجودہ بیان کا مکذب ہے۔ البتہ اگر یلیحہ کے سوالور بھی گواہ اس واقعہ کے موجود ہوں اور رضاعت ثابت ہو جائے تو نصیر و قریشہ میں تفریق لازم ہو جائے گی۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

کیا شوہر بیوی کو دودھ پلانے پر مجبور کر سکتا ہے؟

(سوال) مرد اپنی زوجہ کو بچے کے دودھ پلانے پر مجبور کر سکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۴۹۶ محمد انور (ضلع جالندھر) ۲۰ ربیع الاول سن ۱۳۵۴ھ ۲۳ جون سن ۱۹۳۵ء

(جواب ۲۷۲) مرد کو یہ حق نہیں کہ منکوحہ عورت پر بچے کو دودھ پلانے کے لئے جبر کرے۔ بشرط یہ کہ وہ اتنی استطاعت رکھتا ہو کہ بچے کے لئے دایہ کا انتظام کر سکے ورنہ ماں پر بچے کو دودھ پلانا لازم ہے۔ (۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

بیوی کا دودھ پینا حرام ہے

(سوال) زید اپنی بیوی کا دودھ پینا جائز سمجھتا ہے۔

المستفتی نمبر ۶۱۱ حکیم محمد قاسم (ضلع میانوالی) ۷ جمادی الثانی سن ۱۳۵۴ھ ۱۶ ستمبر سن ۱۹۳۵ء

(جواب ۲۷۳) بیوی کا دودھ پینا حرام ہے سوائے مدت رضاعت کے عورت کا دودھ استعمال کرنا خواہ شوہر کرے یا اور کوئی، حرام ہے (۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

رضاعی بھائی کے حقیقی بہن بھائیوں کا مرضعہ کی اولاد سے نکاح جائز ہے

(سوال) اگر کسی نے ایک عورت کا دودھ پیا تو پینے والے کے لئے اس کی لڑکی حرام ہوگی یا پینے والے کے اور بھائی بہن کے لئے بھی حرام ہوگی؟

المستفتی نمبر ۶۴۶ عبدالاحد (ضلع دربھنگہ) ۱۴ رجب سن ۱۳۵۴ھ ۱۳ اکتوبر سن ۱۹۳۵ء

(جواب ۲۷۴) پینے والے کے لئے اس کی لڑکی حرام ہوگی۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

(۲) وہی شہادۃ عدلیہ ای من الرجال وافاد انه لا یثبت بخبر الواحد امرأة کان او رجلاً قبل العقد او بعده۔ (رد المحتار، کتاب النکاح، باب الرضاع، ۳، ۲۲۳، سعید)

(۳) الولد الصغیر اذا کان رضیعاً فان کانت الام فی نکاح الاب والصغیر یاخذلبن غیرها لا تجبر الام علی الرضاع وان لم یاخذ الولد لبن غیرها، قال شمس الاتمة العلوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ: لا تجبر ایضاً وقال شمس الاتمة السرخسی: تجبر ولم یذکر فیہ خلافاً، وعلیہ الفتوی، وان لم یکن للاب ولا للولد مال تجبر الام علی الرضاع عند النکاح۔ (الفتاوی علی حاشی الحدید، کتاب الرضاع، ۱، ۵۶۰، جادید)

(۴) ولم یجح الارضاع بعد مدته، لا نه جزء آدمی والا تنفعا به لغیر ضرورة حرام علی الصحیح شرح الوہابیۃ۔ (الدر المختار، کتاب النکاح، باب الرضاع، ۳، ۲۱۱، سعید)

دودھ پینے والے کے لئے دودھ پلانے والی کی سب لڑکیاں حرام ہیں۔

(سوال) زید کی کئی حقیقی خالہ زاد بہنیں ہیں۔ ان بہنوں میں سے صرف ایک بہن کے ساتھ زید نے اپنی خالہ کا دودھ پیا ہے۔ ایک اس بہن کو چھوڑ کر باقی بہنوں میں سے کسی ایک کے ساتھ زید نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۶۷۱ محمد حسین بنی اے۔ بنی۔ فی ملیک (دہلی) شعبان سن ۱۳۵۴ھ ۹ نومبر سن ۱۹۳۵ء (جواب ۲۷۵) جس خالہ کا دودھ زید نے پیا ہے اس کی تمام لڑکیاں زید کی رضاعی بہنیں ہو گئیں۔ ان میں سے کسی کے ساتھ زید کا نکاح جائز نہیں۔ (۲) فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

مدت رضاعت کے بعد دودھ پینے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی
(سوال) رضاع الکبیر قرآن وحدیث واقوال ائمہ سے ثابت ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۶۸۴ مولوی رحمت اللہ۔ اجیری دروازہ دہلی۔ ۱۲ رمضان سن ۱۳۵۴ھ ۹ دسمبر سن ۱۹۳۵ء (جواب ۲۷۶) (ہوالموفق)۔ حرمت رضاعت دو سال کی عمر سے مخصوص ہے۔ دو سال کی عمر کے بعد کی رضاعت مُرْم نہیں ہے اور مُرْم رضاعت قرآن مجید سے ثابت ہے۔ (۲) اور حرمت کا مُرْم رضاعت کے ساتھ مخصوص ہونا حدیث انما الرضاۃ من المجاعة (۵) وغیرہ سے ثابت ہے۔ سالم کا واقعہ مخصوص ہے کیونکہ وہ مخصوص صریح کلیہ کے خلاف ہے۔ (۵) اس لئے مورد پر مخصوص رکھا جائے گا۔ جمہور علمائے سلف وخلف کا یہی مذہب ہے۔ واللہ اعلم۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

رضاعت کے بارے میں ایک عورت کی شہادت معتبر نہیں

(سوال) کچھ عرصے سے زینب کی والدہ کی منشا یہ تھی کہ زینب کا نکاح زید کے ساتھ کرے۔ لیکن زید نے بوجہ منکوحہ بیوی کے زندہ ہونے کے پہلو تھی کی۔ اب بعد وفات اپنی منکوحہ بیوی کے زید نے زینب سے نکاح کرنے کی رضامندی ظاہر کی تو والدہ زینب نے یہ ظاہر کیا کہ زید نے اس کا دودھ پیا ہے جب کہ اس کا لڑکا عمر وشیر خوار تھا۔ نیز ظاہر کرتی ہے کہ زید بوقت پیدائش عمر دو سو اور دو سال کی عمر کا تھا اور جب کہ عمر و کی عمر آٹھ نو ماہ کی تھی اس وقت زید نے دودھ پیا تھا۔ لیکن کوئی شہادت کسی قسم کی بہت رضاعت نہیں ہے نیز فی الحقیقت زید عمرو سے تین سال بڑا ہے۔ حسب بیان والدہ زینب اگر زید نے دو سال گیارہ مہینے کی عمر میں والدہ زینب کا دودھ پیا ہو تو کیا زید زینب اور عمرو کا رضاعی بھائی ہوگا؟ المستفتی نمبر ۶۹۸ مولوی عبدالستار (خوارج) ۶ شوال سن ۱۳۵۴ھ ۲ جنوری سن ۱۹۳۶ء

(۱) عن عائشة زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: یحرم من الرضاۃ ما یحرم من الولادة۔ (سنن ابی داؤد، کتاب النکاح، باب ما یحرم من الرضاۃ، ۱/ ۲۸۰، سعید)

(۲) ایضاً

(۳) والوالدات یرضعن اولادھن حولین کاملین لمن اراد ان یتیم الرضاۃ۔ (البقرہ: ۲۳۳)

(۴) صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب من قال لا رضاع بعد الحولین، ۲/ ۶۲۰، قد

(۵) واجابوا عن قصۃ سالم باجوبۃ منها انه حکم منسوخ ومنها دعوی الخصوصیۃ بسالم والا صل فیہ قول ام سلمۃ وازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ مانری هذا الا رخصۃ ارخصھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاصۃ۔ (فتح الباری، کتاب النکاح، ۱/ ۴۹۹، دار الفکر بیروت)

(جواب ۲۷۷) دو سال کی عمر کے بعد رضاعت کے احکام ثابت نہیں ہوتے۔ (۱) اور صرف ایک عورت کے کہنے سے رضاعت ثابت نہیں ہو سکتی۔ (۲) اگر فی الحقیقت زید عمرو سے تین سال بڑا ہے اور زید نے اپنی دو سال کی عمر کے اندر والدہ کا دودھ نہیں پیا ہے اور سوائے والدہ زینب کے اور کوئی شہادت بھی نہیں ہے تو زید اور زینب کے نکاح کے لئے کوئی مانع نہیں ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ

دو عورتوں کی گواہی سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔

(سوال) زید کا نکاح ہندہ کے ساتھ ہونے کی تجویز ہے۔ صرف دو عورتیں مختلف یہ بیان کرتی ہیں کہ ہندہ کو زید کی عاقلی بہن موند النساء نے دودھ پلایا ہے۔ بیان کرنے والی ایک تو ہندہ کی والدہ شبیر جہاں بیگم ہیں۔ دوسری زید کی دوسری عاقلی بہن سعید النساء بیگم ہیں۔ یہ دونوں اس بیان پر متفق ہیں کہ ہندہ کو چھاتی سے لگاتے ہوئے اور چوستے ہوئے تو ہم نے دیکھا۔ لیکن یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہندہ کے منہ میں دودھ گیا یا نہیں۔ ان دونوں کے علاوہ اور کوئی مرد یا عورت اس دودھ پلانے کا شاہد نہیں ہے۔ مخالف اس کے خود موند النساء متوفیہ کی خواہش یہ تھی کہ ہندہ کا نکاح زید کے ساتھ ہو اور وہ مسئلہ مسائل سے واقف بھی تھیں۔ اگر دودھ پلانے کا واقعہ صحیح ہو تا تو ان کی ذات سے عید تھا کہ وہ ہندہ کے نکاح کا رشتہ زید کے ساتھ تجویز کرتیں۔ پس اس صورت میں جب کہ موند النساء کی اس خواہش اور رشتہ تجویز کرنے کی شہادتیں بھی موجود ہیں ہندہ کا نکاح شرعاً زید کے ساتھ درست ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۰۹۵ محمد عبدالرشید صاحب وکیل ہائی کورٹ (ریاست گوالیار) ۱۴ جمادی الاول سن ۱۳۵۵ھ

م ۳ اگست سن ۱۹۳۶ء

۱) وبثبت التحريم في المدة فقط (الدر المختار) وفي الرد: وفي المدة فقط اما بعدها فانه لا يوجب التحريم (رد المحتار، كتاب النكاح، باب الرضاع، ۳/۲۱۱، سعيد)
 ۲) ولا يقبل في الرضاع الا شهادة رجلين او رجل وامرأتين عدول كذا في المحيط (الهندية، كتاب الرضاع، ۱/۳۴۷، ماجدية)

(جواب ۲۷۸) چونکہ "وَدَّ النِّسَاءَ" جن کے دودھ پلانے کا ذکر کیا جاتا ہے وفات پا چکی ہیں ان کی طرف سے تو کوئی بیان حاصل نہیں ہو سکتا خلاف اس کے اگر ان کی یہ خواہش کہ زید و ہندہ کا رشتہ ہو جائے ثابت ہو تو عدم رضاعت کی تائید ہوگی۔ اور دو عورتیں جو رضاعت کا ذکر کرتی ہیں وہ بھی یقینی طور پر دودھ حلق سے اترنے کا دعویٰ نہیں کرتیں۔ اس کے علاوہ ثبوت رضاعت کے لئے شہادت کا نصاب بھی لازمی ہے وہ بھی موجود نہیں (یعنی دو مرد یا ایک مرد دو عورتیں) اس لئے صورت واقعہ میں رضاعت کا حکم نہیں دیا جاسکتا۔ (۱) اور زید و ہندہ کا رشتہ ازدواج روکا نہیں جاسکتا۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

بیوی کا دودھ پینے سے نکاح نہیں ٹوٹتا

(سوال) اگر کسی شخص نے قصد لیا سموا: اپنی زوجہ کا دودھ پی لیا تو کیا حکم ہے۔ کیا اس کی وجہ سے نکاح پر کچھ اثر ہوگا؟
المستفتی نمبر ۱۸۰ سید جلال الدین (ضلع آرہ۔ شاہ آباد) ۲۲ جمادی الثانی سن ۱۳۵۵ھ ۱۰ ستمبر سن ۱۹۳۶ء
(جواب ۲۷۹) دودھ زوجہ کا پینا حرام ہے (۲) لیکن بالغ شوہر کے اس عمل سے زوجہ اس کے نکاح سے نہیں نکلتی۔ (۳)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

دادی کا دودھ پینے والے کا پھوپھی اور چچا کی اولاد سے نکاح حرام ہے

(سوال) ایک لڑکا ہے جس نے اپنی دادی کا دودھ پیا ہے اور اس کی پھوپھی کی لڑکی ہے مگر وہ پھوپھی اس سے بڑی ہے اور چچا کبھی بھی لڑکی ہے۔ وہ بھی اس سے بڑا ہے تو وہ ان کی لڑکیوں سے شادی کر سکتا ہے یا کہ نہیں۔ جس پھوپھی کے ساتھ اس نے دودھ پیا ہے اس سے اس کا چچا اور پھوپھی بڑے ہیں ان کی لڑکیوں سے شادی کر سکتا ہے؟
المستفتی نمبر ۱۳۹۹ عبد الستار صاحب انصاری (سندھ) ۲۷ محرم ۱۳۶۵ھ ۱۰ اپریل سن ۱۹۴۷ء

(۱) ولا فی الرضاع الا شهادة رجلین اور رجل وامرأتین عدول (الہندیۃ، کتاب الرضاع، ۳۴۷/۱، ماجدیۃ)

(۲) وللم یح الارضاع بعد مدته، لانه جزء آدمی والا نفع به لغير ضرورة حرام علی الصحیح (الدر المختار، کتاب النکاح باب الرضاع ۲۱۱/۳، سعید)

(۳) اذا مص الرجل ثدی امراته و شرب لبنها لم تحرم علیہ امراته لما قلنا انه لا رضاع بعد الفصال (الخانیۃ علی هامش الہندیۃ، کتاب النکاح، باب الرضاع، ۴۱۷/۱، ماجدیۃ)

(جواب ۲۸۰) جس لڑکے نے اپنی دواوی کا دودھ پیا ہے وہ اپنی کسی پھوپھی اور کسی چچا کی لڑکیوں سے شادی نہیں کر سکتا (۱) کیونکہ تمام پھوپھیاں اور تمام چچا اس کے بھائی بہن ہو گئے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

بچی کے منہ میں چھانی دی مگر دودھ نہیں نکلا، کیا حکم ہے؟

(سوال) زید کی ماں نے زید کی چچا زاد بہن کے منہ میں اپنی چھانی دی مگر اس میں دودھ نہیں نکلا تو زید اور زینب کی شادی آپس میں ہو سکتی ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۵۱۴ محمد عبدالسلام صاحب (الہ آباد) اربع الثانی سن ۱۳۵۶ھ ۲۱ جون سن ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۸۱) اگر یہ بات یقینی ہے کہ دودھ نہیں نکلا اور زینب نے زید کی ماں کا دودھ نہیں پیا تو ان دونوں کا باہم نکاح جائز ہے۔ (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

رسماعی بھتیجی سے نکاح حرام ہے

(سوال) زید۔ نہ اپنی چچیری بہن بندہ کا دودھ چھ مہینے کی عمر میں ایک ماہ تک پیا ہے۔ دریافت طلب یہ ہے کہ زید کی لڑکی کا ہندہ کے لڑکے کے ساتھ نکاح جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۸۳۳ عبدالعزیز بلیوی۔ ۲۸ رجب سن ۱۳۵۶ھ ۴ اکتوبر سن ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۸۲) زید کی لڑکی اور ہندہ کے لڑکے کا نکاح آپس میں جائز نہیں۔ (۳) کیونکہ زید ہندہ کے لڑکے کا رضاعی بھائی ہو گیا ہے اور زید کی لڑکی اس کی بھتیجی ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

ایضاً!

(سوال) زید کے والدین کا انتقال ہو جاتا ہے۔ زید کے حقیقی ماموں کی ایک لڑکی ہے۔ اب زید بالغ ہے اور ماموں کی لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہے مگر زید کی نانی حقیقی نے زید کو اپنے دودھ سے پرورش کیا ہے جب کہ زید اپنی نانی کا دودھ پنی چکا ہے تو کیا اس کے ماموں کی لڑکی اس کے لئے جائز ہے؟

المستفتی نمبر ۲۱۷۰ شیخ شفیق احمد (دہلی) ۲ ذیقعدہ سن ۱۳۵۶ھ ۵ جنوری سن ۱۹۳۸ء

(جواب ۲۸۳) زید کے ماموں کی لڑکی زید کی رضاعی بھتیجی ہے اس لئے زید کا نکاح جائز نہیں۔ (۴)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(۱) عن عائشة زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: یحرم من الرضاعة ما یحرم من الو لادة (سنن ابی داؤد، کتاب النکاح، باب ما یحرم من الرضاعة ۲۸۰/۱، سعید)

(۲) لواء خلت الحلمة فی الصبی وشکت فی الارضاع لا تبیت الحرمة بالشک (رد المحتار، کتاب النکاح، باب الرضاع، ۲۱۲/۳، سعید)

(۳) عن عائشة زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: یحرم من الرضاعة ما یحرم من الو لادة (سنن ابی داؤد، کتاب النکاح، باب ما یحرم من الرضاعة ۲۸۰/۱، سعید)

(۴) ایضاً

رضاعی بہن سے نکاح

(سوال) کسی لڑکے نے کسی عورت کا دودھ پیا۔ جس عورت کا دودھ پیا گیا اس عورت کے لڑکے کے ساتھ دودھ پینے والی لڑکی کا نکاح جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۹۷۲۷۱۔ اے۔ سی منصوری (بمبئی) ۲ ربیع الثانی سن ۱۳۵۷ھ

(جواب ۲۸۴) دودھ پینے والی لڑکی کا نکاح دودھ پلانے والی عورت کے لڑکے سے ناجائز ہے۔ (۱) کیونکہ یہ لڑکی اور لڑکا آپس میں رضاعی بھائی اور بہن ہیں۔

(جواب دیگر ۲۸۵) جس لڑکی نے کسی عورت کا دودھ پیا ہے اس لڑکی کی شادی دودھ پلانے والی کے بیٹے یا پوتے سے جائز نہیں ہے۔ (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی

عورت نے شوہر کی اجازت کے بغیر دودھ پلایا تو بھی حرمت ثابت ہوگی

(سوال) مسمیٰ زید مسمیٰ بحر کا ماموں زاد بھائی ہے اور ایام رضاعت میں بحر اور زید نے اکٹھا دودھ پیا ہے یعنی رضاعی بھائی بھی ہیں۔ اب بحر کے چھوٹے حقیقی بھائی مسمیٰ عمرہ کے ساتھ زید اپنی لڑکی مسماۃ ہندہ کا سلسلہ مناکحت قائم کرنا چاہتا ہے۔ شرعی طور پر کیا یہ نکاح جائز ہو سکتا ہے۔ قریبائیس علمائے کرام نے فیصلہ دیا ہے کہ موجودہ صورت مسئلہ میں نکاح جائز قرار نہیں دیا جاسکتا۔ اب چند ایسے لوگوں نے جو نکاح کرنے کے حق میں ہیں یہ وجہ جواز پیش کی ہے کہ دودھ بلا اجازت خاوند پلایا گیا ہے۔ حالانکہ یہ سفید تھوٹ ہے کیونکہ دودھ پلانے کی ميعادتیں یا لڑھائی ماہ ہے۔

المستفتی نمبر ۲۳۱۶ رسول شاہ صاحب لائل پور۔ ۴ ربیع الثانی سن ۱۳۵۷ھ ۱۲ جون سن ۱۹۳۸ء

(جواب ۲۸۶) زید اور بحر نے اگر بحر کی والدہ کا دودھ پیا ہے تو بحر کے کسی بھائی کے ساتھ زید کی لڑکی کا نکاح نہیں ہو سکتا۔ (۲) خواہ دودھ خاوند کی اجازت سے پلایا نہ ہو بغیر اجازت۔ فقط۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی

کیا دایہ کا قول ثبوت رضاعت کے لئے کافی ہے؟

(سوال ۱) ایک دایہ نے اپنی ایام رضاعت میں مسماۃ سکینہ کو دودھ پلایا ہے۔ اس کے دس بارہ سال بعد زید کو بھی دودھ پلایا ہے۔ مسماۃ سکینہ کی لڑکی فاطمہ سے زید کا نکاح کیا گیا ہے اور ان کے بطن سے ایک دو لڑکے بھی ہوئے ہیں۔ اب سوال یہ پیدا ہو گیا ہے کہ یہ رضاعی ہمیشہ زانیہ ہے نکاح شرعی عارضہ مستبہ نہیں۔ دایہ اقرار کرتی ہے میں نے ان دونوں کو بھی دودھ پلایا ہے۔ زید اس بات سے انکار کرتا ہے میں نے دودھ نہیں پیا ہے۔ اس لئے کہ فاطمہ سے والمانہ محبت ہے اور اپنے اقربا میں ننگ و عار سمجھ کر اس پر راضی نہیں ہے۔ زید کی والدہ اس کی رضاعت کو تسلیم کرتی تھی۔ مگر سکینہ کو دودھ پلانے کا اس کو علم نہ تھا۔ افسوس اس دنیا سے زید کی والدہ کوچ کر گئی۔

رضاعی بھائی کی حقیقی بہن سے نکاح

(۲) زید و کلثوم حقیقی بہن ہیں۔ زہرہ نے اپنے چوتھے لڑکے کا دودھ کلثوم کے پہلے لڑکے کو پلایا ہے اور کلثوم نے اپنے دوسرے لڑکے کا دودھ زہرہ کے چھٹے لڑکے کو پلایا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ زہرہ کے کسی لڑکے کو کلثوم کی لڑکی سے

(۱) ایضاً۔۔۔۔۔ صفحہ نمبر ۱۶۹ پر حاشیہ نمبر ۵۵ ملاحظہ فرمائیے شکریہ

(۲) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ان اللہ حرم من الرضاع ما حرم من النسب (جامع الترمذی ابواب الرضاع والطلاق، باب ما جاء یحرم من الرضاعة ما یحرم من النسب ۱/ ۲۱۷، سعید) (۳) ایضاً

یا کلثوم کے لڑکے کو زہرہ کی لڑکی سے نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ اس میں رضاعت سے کون سی چیز شرعاً ممنوع قرار پائی ہے؟

(جواب ۲۸۷) (۱) اگر زید اور سکینہ کو دایہ مذکورہ کا دودھ پلانا شہادت شرعیہ سے ثابت ہو تو دونوں کا آپس میں نکاح ناجائز تھا۔ اب تفریق کر ادینی لازم ہے۔ (۱) لیکن اگر اس کی شہادت موجود نہ ہو اور ان دونوں (زید اور سکینہ) کو اپنی رضاعت کا یقین نہ ہو تو صرف دایہ کے بیان سے ان دونوں میں قضاء تفریق نہیں کرائی جاسکتی۔ البتہ احتیاط اور تقویٰ کی رو سے ان کو خود ایک دوسرے سے قطع تعلق کر لینا بہتر ہے۔ (۲)

(۲) زہرہ کے کسی ایسے لڑکے کا جس نے کلثوم کا دودھ نہیں پیا ہے کلثوم کی ایسی لڑکی سے جس نے زہرہ کا دودھ نہ پیا ہو نکاح جائز ہے۔ اسی طرح کلثوم کے ایسے لڑکے کا جس نے زہرہ کا دودھ نہیں پیا ہے زہرہ کی ایسی لڑکی سے جس نے کلثوم کا دودھ نہ پیا ہو نکاح جائز ہے۔ (۳) زہرہ کے اس لڑکے کا یا لڑکی کا جس نے کلثوم کا دودھ پیا ہے کلثوم کے کسی بچے کے ساتھ نکاح جائز نہیں۔ اسی طرح کلثوم کے اس بچے کا جس نے زہرہ کا دودھ پیا ہے زہرہ کے کسی بچے کے ساتھ نکاح جائز نہیں ہے۔ (۴)

محمد کفایت اللہ کان اللہ له، دہلی

مدت رضاعت کے بعد دودھ پینے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی
(سوال) زید کی عمر تخمیناً دو سال چار ماہ کی تھی اور زید کچھ کھانے پینے بھی لگا تھا مگر دودھ ضرور پیتا تھا۔ دفعۃً والدہ زید سے مار پڑ گئی۔ بدیں وجہ زید کو ہمیشہ حقیقی ہندہ نے چند دن وقفاً و قفاً اپنا دودھ پلایا ہے۔ دریں صورت زید اپنی دختر کا نکاح ہندہ کے لڑکے کے ساتھ کر سکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۷۰۸ حاجی محمد سلیمان صاحب دہلی۔ ۲۲ صفر سن ۱۳۶۱ھ ام المارچ سن ۱۹۴۲ء
(جواب ۲۸۸) دو سال کے بعد دودھ پینے سے حرمت رضاعت قول راجح کے موافق ثابت نہیں۔ (۵) ہوتی ہذا زید کا رشتہ رضاعت بہن کے ساتھ قائم نہیں ہوگا پس زید کی لڑکی کا نکاح ہندہ کے لڑکے کے ساتھ جائز ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ له، دہلی

دودھ پینے والی لڑکی کا نکاح دودھ پلانے والی کے کسی لڑکے سے صحیح نہیں
(سوال) ہندہ نے اپنے بچے شیر خوار کے زمانے میں جیلیہ کی بیٹی کو جس کی عمر $2\frac{1}{4}$ سال سے کم تھی وہ پلایا تو کیا ہندہ اور جیلیہ کی اولاد رضاعت میں کیا اگلی بچہ بھی شاربوگی یا نہیں دونوں میں باہم شادی حرام ہے؟

المستفتی نمبر ۲۸۰۹، ۲۵ صفر سن ۱۳۶۶ھ

(۱) ولا یقل فی الرضاع الا شہادۃ رجلین اور رجل وامرأتین عدول، کذا فی المحيط، ولا تقع الفروقة الا بتفریق القاضی۔ (الہندیہ، کتاب الرضاع، ۱، ۳۴۷، ماجدیہ)

(۲) لکن فی محررات الحنفیۃ ان کان قلبہ والمسحور عدل ثقة لا یحوز النکاح، وان بعدہ وہما کبیران فالاحوط الشرف۔ (رد المحتار، کتاب النکاح، باب الرضاع، ۳، ۲۲۳، سعید)

(۳) وتحل اخت احید وضاعا۔ (الدر المختار، کتاب النکاح، باب الرضاع، ۳، ۲۱۷، سعید)

(۴) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ان اللہ حرم من الرضاع ما حرم من النسب۔ (جامع الترمذی، ابواب الرضاع، باب ما حرم من الرضاع، حرم من النسب، ۱، ۲۱۷، سعید)

(۵) وابتیحت التحريم فی المدة فقط اما بعدها فانه لا یوجب التحريم۔ (رد المحتار، کتاب النکاح، باب الرضاع، ۳، ۲۱۱، سعید)

(جواب ۲۸۹) ہندہ نے جلیلہ کی بیٹی کو جب کہ بچی کی عمر دو سال سے زیادہ تھی دودھ پلایا تو جلیلہ کے بچے کی رضاعت قبول مفتیؒ کے موافق ثابت نہیں ہوئی۔ لیکن چونکہ امام صاحبؒ ڈھائی سال تک مدت رضاعت کے قائل ہیں (۱) تو اگر جلیلہ کی بچی ابھی تک دودھ پیتی تھی۔ اور اس کا دودھ اس کی کمزوری یا بیماری کی وجہ سے دوسرے میں چھڑایا نہیں گیا تھا تو احتیاطاً ثبوت رضاعت کا حکم دیا جائے گا۔ اور اس بچی کا نکاح ہندہ کے کسی لڑکے سے جائز نہ ہوگا۔ اور اگر دوسرے میں دودھ چھڑا دیا گیا تھا اور پھر اتفاقاً ہندہ نے اسے دودھ پلایا تو رضاعت ثابت نہ ہوگی۔

محمد کفایت اللہ کا ان اللہ، دہلی

دودھ سفید پانی کی طرح ہو تو بھی حرمت ثابت ہو جاتی ہے

(المجموعہ مورخہ ۲۲ ستمبر سن ۱۹۲۵ء)

(سوال) کسی لڑکی نے اپنی داوی کا دودھ کچھ مدت تک پیا ہو اور دودھ بھی کمی کے ساتھ اتر رہا ہو۔ اور لڑکی کی عمر اس وقت ڈیڑھ سال سے زائد ہو۔ اور دودھ کی بلکہ ایک قسم کا پسینہ سا ہو تو اس لڑکی کا نکاح اس کے چچا کے لڑکے یا چچو بھی کے لڑکے کے ساتھ ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۲۹۰) جس لڑکی نے اپنی داوی کا دودھ دو سال کی عمر کے اندر پیا ہے اس کا نکاح اپنے چچا کے لڑکے یا چچو بھی کے لڑکے سے ناجائز ہے۔ (۲) دودھ کتنا ہی کم اور کسی کیفیت و صورت کا ہو۔ حکم یہی ہے۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ

رضاعی بھانجی سے نکاح حرام ہے

(المجموعہ مورخہ ۲ اکتوبر سن ۱۹۲۶ء)

(سوال) ایک شخص نے زمانہ شیر خواری میں اپنی نانی کا ایک دوسرے دودھ پیا ہے۔ اب وہ شخص اپنی حقیقی خالہ زاد لڑکی سے نکاح کرنا چاہتا ہے۔

(جواب ۲۹۱) جس شخص نے شیر خواری کی عمر میں اپنی حقیقی نانی کا دودھ پیا ہے۔ اس کی شادی حقیقی خالہ کی لڑکی سے نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ وہ لڑکی اس کی رضاعی بھانجی ہو گئی ہے۔ (۳)

محمد کفایت اللہ غفرلہ،

شادی کے بعد پتہ چلا کہ میاں بیوی نے ایک عورت کا دودھ پیا ہے اب کیا کرنا چاہئے

(المجموعہ مورخہ ۱۸ نومبر سن ۱۹۲۶ء)

(سوال) زید نے زینب سے حیدہ سے عقد کیا۔ جس کو کئی برس گزر گئے اور اس درمیان میں ایک لڑکا بھی ہوا۔ مگر زید اور حیدہ نے ایک عورت آمنہ کا دودھ پیا ہے۔ جس کا ان لوگوں کو علم شادی کے قبل ایک دوسرے کے پینے کا نہ تھا۔ حیدہ نے آمنہ کا دودھ اس وقت پیا جب اس کے ایک لڑکے متولد ہوئے۔ اور زید نے دودھ اس وقت پیا جب آمنہ کے بطن

(۱) حو حولان و نصف عندہ۔ (الدر المختار، کتاب النکاح باب الزنا، ۳، ۲۰۵، سعید)

(۲) عن عائشۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: یحرم من الرضاعة ما یحرم من الولادة۔ (سنن ابی داؤد، کتاب النکاح باب بلع من الرضاعة، ۱، ۲۸۰، سعید)

(۳) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ان اللہ حرم من الرضاعة ما حرم من النسب۔ (جامع الترمذی، ابواب النکاح، باب ما جاء من الرضاعة، حرم من الرضاعة، حرم من النسب، ۱، ۲۱۷، سعید)

ابو النجم پیدا ہوا۔ بعد دو لڑکا پیدا ہونے آمنہ کے بعد بتول کے۔ اس کی گواہی اس صورت میں ہے کہ ابو النجم یعنی آمنہ کا لڑکا جو مسلمان تعلیم یافتہ شخص ہے۔ اور جس کا جھوٹا دودھ زید نے پیا ہے کتا ہے کہ میری والدہ مجھ سے اکثر کہا کرتی تھیں کہ زید اور حمیدہ نے میرا دودھ پیا ہے۔ اور وہ لوگ ہمارے رضاعی بھائی بہن ہیں۔ زید کی داوی جواب بھی زندہ ہے اور حمیدہ کی نانی بھی ہوتی ہے اور برابر رمضان شریف وغیرہ کا روزہ رکھتی ہے کتنی ہے کہ میں نے اپنی آنکھوں سے آمنہ کو زید اور حمیدہ کو دودھ پلاتے دیکھا ہے، جب حمیدہ چار مہینے کی تھی اور زید دو یا پونے دو برس کا۔ ایک عورت ہے جو برابر ہنگامہ نماز ادا کرتی ہے اور زید اور حمیدہ کی عزیز بھی ہوتی ہے کتنی ہے کہ میرے سامنے آمنہ نے مرتے وقت زید اور حمیدہ کا دودھ نکسا ہے۔ زید کی پھوپھو کتنی ہے کہ میں نے اپنی آنکھوں سے زید کو آمنہ کا دودھ پیتے دیکھا ہے دو برس کی عمر کے اندر۔ حمیدہ کی چھوٹی خالہ کتنی ہے کہ ایک مرتبہ آمنہ نے باتوں باتوں میں یہ کہا کہ میں نے حمیدہ کو دودھ پلایا ہے۔ زید جو خود ایک عالم وقت ہے اس کو یہ اچھی طرح معلوم ہے کہ میں نے دو برس کی عمر میں دودھ پیا ہے۔ حمیدہ جو ایک پڑھی لکھی عورت ہے اور تہجد گزار ہے کتنی ہے کہ برابر میری بھجولیاں مجھے انگریزین انگریزین کہہ کر چڑایا کرتی تھیں۔ آخر کار میں نے ایک دن اپنی ماں سے شکایت کی اور اس کی وجہ پوچھی۔ میری ماں نے جواب دیا کہ چونکہ مسماۃ آمنہ ذات کی انگریزین ہے اور اس کے ایک لڑکی بتول پیدا ہوئی تھی اس کا جھوٹا دودھ تم نے پیا ہے جب چار ماہ کی تھی۔ اس صورت میں زید کا عقد زینب سے جائز ہو یا نہیں؟

(جواب ۲۹۲) رضاعت ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی سے ثابت ہو جاتی ہے اور بصورت ثبوت رضاعت زید اور زینب کا نکاح صحیح نہیں ہوا۔ ان دونوں میں علم رضاعت ہوتے ہی تفریق لازم ہے۔ (۱) بچے ثابت النسب ہوں گے اور زید سے ان کا نسب ثابت ہوگا۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ،

دودھ پینے والا دودھ پلانے والی کی کسی بھی لڑکی سے نکاح نہیں کر سکتا
(المجمعیۃ مورخہ ۱۸ جنوری سن ۱۹۲۷ء)

(سوال) ایک ممانی ہے اس نے اپنے بھانجے کو اس کی والدہ کی وفات ہونے سے اپنے شوہر کی اجازت سے دودھ پلایا ہے۔ لیکن ممانی کا بھانجہ حقیقی نہیں۔ اب وہ ممانی کی لڑکی ہے جس کی عمر بھانجے سے ایک سال کم ہے تو سوال یہ ہے کہ وہ لڑکے اور لڑکی کی شادی ہو سکتی ہے یا نہیں؟

(جواب ۲۹۳) اس عورت نے جس لڑکے کو دودھ پلایا ہے اس لڑکے کی شادی اس عورت کی کسی لڑکی سے خواہ وہ لڑکی اس لڑکے سے پہلے کی ہو یا بعد کی جائز نہیں ہے۔ (۲) کیونکہ جو بچہ کسی عورت کا دودھ پی لیتا ہے اس عورت کی تمام اولاد اس بچے کے رضاعی بھائی بہن ہو جاتے ہیں۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ،

رضاعی بہن بھائی سے نکاح

(سوال) متاب بیگم نے اپنے خالہ زاد بھائی صغیر کا جھوٹا دودھ صغیر کی والدہ خیراتی بیگم سے پیا ہے۔ اب صغیر کے بھائی

(۱) ولا یقبل فی الرضاع الا شهادة رجلین اور رجل وامرأتین عدول، کذا فی المحيط، ولا تقع الفرقة الا بتفریق القاضی۔ (الہدیت، کتاب الرضاع، ۱/۳۴۷، ج۱)

(۲) ولا حل بین رضیعتی امرأۃ لکونہما اخویں وان اختلف الزمن۔ (الدر المختار، کتاب النکاح باب الرضاع، ۱/۲۱۷، سعید)

اکبر سے متاب بیگم کا نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۲۹۴) متاب بیگم کا نکاح اپنی رضائی والدہ خیراتی بیگم کے کسی لڑکے کے ساتھ جائز نہیں۔ (۱) کیونکہ خیراتی بیگم کی تمام اولاد متاب بیگم کے بہن بھائی ہو گئے ہیں۔
محمد کفایت اللہ غفرلہ،

دودھ شریک بھائی کس کو کما جاتا ہے

(سوال) دودھ شریک بھائی کس کو کما جاتا ہے؟

(جواب ۲۹۵) جس عورت کا دودھ کوئی بچہ پی لے اس عورت کی تمام اولاد خواہ پہلے کی ہو یا دودھ پانے کے بعد کی، اس بچہ کے ساتھ دودھ شریک بھائی بہن ہو جاتی ہے اور اس دودھ پینے والے بچے کی شادی اس عورت کی کسی اولاد سے جائز نہیں ہوتی۔ (۲)
محمد کفایت اللہ غفرلہ،

ولد الحرام کی ماں کا دودھ کسی بچے کو پلانا جائز نہیں

(اخبار المذنبۃ مورخہ ۲۰ ستمبر سن ۱۹۳۱ء)

(سوال) کسی ولد الحرام بچے کی ماں کا دودھ دوسرے بچے کو پلانا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۲۹۶) ایسی عورت کا دودھ پلوانا جس نے حرام کا بچہ جنا ہونا جائز نہیں ہے۔ (۲) اور اس دودھ کے پلانے سے وہ عورت بچہ کی رضائی ماں ہو جائے گی۔ اگرچہ بہتر یہ ہے کہ بچہ کو ایسی عورت کا دودھ پلایا جائے جو اخلاق (چال چلن) اور نسب کے اعتبار سے بہتر ہو۔
محمد کفایت اللہ غفرلہ،

عورت دودھ پلانے کا انکار کرتی ہے اور برادری کے لوگ کہتے ہیں پلایا ہے، کیا حکم ہے؟

(اخبار المذنبۃ مورخہ یکم اگست سن ۱۹۳۴ء)

(سوال) زید نے اپنے ایک یتیم بچے کو جس کی پرورش خود زید نے کی ہے اپنی بالغ لڑکی کے نکاح کے واسطے تجویز کیا۔ لیکن نکاح سے قبل برادری کے چند آدمیوں نے ظاہر کیا کہ زید کا بھتیجا جس کے ساتھ اس لڑکی کا نکاح ٹھہرایا گیا ہے وہ اس لڑکی کا رضائی بھائی ہے۔ زید سے دریافت کیا گیا تو اس نے حلفیہ بیان کیا کہ ہاں مجھے یاد پڑتا ہے کہ میں نے اپنی بی بی کو اجازت دی کہ وہ اس لڑکے کو اپنا دودھ پلائے۔ زید کی بی بی نے اس بیان کے وقت موجود تھی۔ اس نے اس بیان کی تردید نہیں کی سکتا اختیار کیا۔ پھر زید نے اپنی بی بی کا بیان حلفیہ اپنے مکان پر خفیہ طور سے لکھوا کر مولانا کے یہاں پیش کیا۔ مولانا نے ارقام فرمایا کہ اگر یہ بیان صحیح ہے تو نکاح میں شک نہیں۔ اس کے بعد جب بارات آنے کو ہوئی تو زید نے اپنا مکان مع اپنی بی بی اور لڑکی کے خالی کر کے محلہ میں کسی جگہ پوشیدگی اختیار کی۔ اور ایک رپٹ بھی تھانہ پولیس میں تحریر کرائی۔ باراتیوں کو معلوم ہوا کہ زید مع بی بی کے روپوش ہے تو انہوں نے دروازے پر قیام کیا اور بعد تلاش زید کے اوپر دباؤ پختی منجانب باراتیوں کے پڑا تو زید نے پھر اپنی بی بی سے کہا کہ وہ خوب یاد کر کے بتائے کہ آیا

(۱) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ان اللہ حرم من الرضاعة ما حرم من النسب۔ (جامع الترمذی، ابواب الرضاع، باب ما حرم من الرضاعة ما حرم من النسب، ۱، ۲۱۷، سعید)

(۲) ایضاً

(۳) اولین الزانی کا لحدلال، فاذا ارضعت به بنتاً حرمت علی الزانی و آبانہ وابنانہ وان سفولوا۔ (رد المحتار، کتاب النکاح، باب الرضاع، ۲۲۱، ۳، سعید)

اس نے اس لڑکے کو دودھ پلایا نہیں؟ تو اس کی بی بی نے دودھ پلانے سے انکار کیا۔ اور دو عورتوں نے بھی اس کے بیان کی تائید کی۔ اس پر قاضی صاحب نے حسب دستور ایجاب و قبول کر اگر نکاح پڑھادیا۔ دو عورتیں جنہوں نے زید کی بی بی کے بیان کی تائید کی اور وکیل و گواہ یہ سب منجانب باراتیوں کے تھے۔ قاضی محلے کی مسجد کالام ہے اور اس کے علم میں یہ سب قضیہ آچکا تھا۔ اب محلے کے لوگ جو زید کے اور زید کی بی بی کے آخری حلف پر اعتبار نہیں کرتے اور یہ بھی ظاہر کرتے ہیں کہ لڑکی جس کے ساتھ نکاح ہوا ہے وہ اس لڑکے کے ساتھ شادی کرنے پر راضی نہیں تھی کہتے ہیں کہ یہ نکاح ناجائز ہے اور قاضی کی امامت بھی ناجائز ہے۔

(جواب ۲۹۷) سوال سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ رضاعت کا کوئی ثبوت موجود ہے۔ زید کا پہلے صرف یہ اقرار مذکور ہے کہ ”میں نے اپنی بی بی کو اجازت دی تھی کہ اس لڑکے کو دودھ پلائے“ اور اس بیان پر بیوی خاموش رہی تو اس سے دودھ پلانے کا ثبوت نہیں ہو سکتا۔ لہذا جب تک کوئی ثبوت نہ ہو اس وقت تک زید اور اس کی بیوی کے حلف بیان کو غلط کہنا صحیح نہیں۔ (۱) اور قاضی کی امامت ناجائز ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ ہاں اگر لڑکی نے نکاح سے انکار کر دیا ہو تو البتہ نکاح کی صحت میں خلل ہوگا۔ (۲) یہ لڑکی سے دریافت کر لیا جائے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ،

دو سال چار ماہ کی لڑکی نے کسی کا دودھ پیا تو حرمت ثلث نہیں ہوتی

(سوال ۱) رابعہ خاتون اور محمد ابو بکر کی ماں دونوں ایک چارپائی پر سو رہی تھیں۔ اس وقت رابعہ خاتون کی عمر دو سال چار ماہ کی تھی۔ اس نے محمد ابو بکر کی ماں کا دودھ پی لیا۔ اب محمد ابو بکر اور رابعہ خاتون کا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۲۹۸) صاحبینؒ کے نزدیک مدت رضاع دو برس ہے۔ اور امام صاحبؒ کے نزدیک ڈھائی برس۔ صاحبین کے قول پر ہی فتویٰ ہے۔ پس اگر رابعہ کا نکاح ابو بکر سے نہ کیا جائے تو احوط ہے اور کر دیا جائے تو حرمت کا حکم نہیں دیا جائے گا۔ (۳) محمد کفایت اللہ،

حقیقی بھائی کی رضاعی بھتیجی سے نکاح کیسا ہے؟

(سوال) عمر نے اپنے حقیقی بھانجے زید کے ساتھ اپنی حقیقی بہن کا دودھ پیا ہے جس سبب سے عمر اور زید رضاعی بھائی ہوئے اس لئے عمر کی لڑکی کا نکاح بیلر واسطہ رضاعت زید (رضیع عمر) کے ساتھ نہیں ہو سکتا۔ سوال یہ ہے کہ از روئے قرآن حدیث و فقہ زید کے حقیقی برادر خورد کا نکاح عمر کی لڑکی کے ساتھ ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۲۹۹) عمر نے اپنی جس حقیقی بہن کا دودھ پیا ہے اس بہن کی تمام اولاد خواہ وہ دودھ پلانے سے پہلے کی ہو یا بعد کی عمر کی رضاعی بھائی بہن ہو گئی اور عمر کی لڑکی کی نکاح دودھ پلانے والی بہن کے کسی لڑکے کے ساتھ نہیں ہو سکتا۔ (۴) محمد کفایت اللہ

(۱) ولا یقبل فی الرضاع الا شهادة رجلین اور رجل وامرأتین عدول کذا فی المحیط۔ (الہندیہ، کتاب الرضاع، ۱، ۳۴۷، ما ج ۲)

(۲) وهما کثیران فاد حوط التزود (رد المحتار، کتاب النکاح باب الرضاع، ۳، ۲۲۴، معید)

(۳) فی وقت، مخصوص هو حولان ونصف عنده و حولان فقط عندهما، وهو الاصح، وبه یفتی کما فی تصحیح القدوری۔

(الدر المختار، کتاب النکاح باب الرضاع، ۳، ۲۰۹، معید)

(۴) عن علیؑ قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: ان الله حرم من الرضاۃ ما حرم من النسب۔ (جامع الترمذی، ابواب الرضاع،

باب ما ج ۱، فضاۃ ما حرم من النسب، ۱، ۲۱۷، معید)

گیارہواں باب

حرمت مصاہرت

والہد ساس کے ساتھ زنا کا اقرار کرتا ہے اور ساس انکار کرتی ہے، کیا حکم ہے؟
(سوال) زید نے ایک مجمع کے سامنے اس بات کا اقرار کیا کہ میں نے اپنی ساس سے زنا کیا ہے۔ لیکن ساس منکر ہے اور کہتی ہے کہ یہ محض دشمنی سے اور میری لڑکی کو چھوڑنے کی غرض سے یہ تہمت لگاتا ہے تو اس صورت میں اس کی بیوی اس پر حرام ہوگی یا نہیں؟ بیوا تو جروا۔

المستفتی قطب الدین شیر کوئی پنجابی

(جواب ۳۰۰) جب کہ زید اپنی ساس سے زنا کرنے کا اقرار کرتا ہے تو اس کا یہ اقرار خود اس کے حق میں معتبر سمجھا جائے گا اور اس کی بیوی اس سے ملحدہ کی جائے گی۔ ہاں اس کے اقرار سے ساس کے ذمہ زنا کا الزام قائم نہ ہوگا۔ لیکن وہ اپنی بیوی کو اس اقرار کے بعد اپنے پاس نہیں رکھ سکتا۔ لہذا قریب حرمۃ المصاہرة یؤاخذ بہ ویفرق بینہما و كذلك اذا اضاف ذلك الى ما قبل النکاح بان قال لا مراۃ کنت جامعۃ امک قبل نکاحک یؤاخذ بہ ویفرق بینہما الخ (فتاویٰ عالمگیری) (۱) واللہ اعلم۔

شہوت میں غلطی سے لڑکی کو چھو لیا تو بیوی حرام ہوگئی

(سوال) زید سے بحالت شہوت غلطی سے مساس ہوا۔ معلوم ہوتا ہے تائب و نادم ہوا۔ ہاں مساس مع الثوب ہوا اور ثوب نہ رقیق محض نہ غلیظ بلکہ متوسط درجہ کا تھا۔ وہ ثوب ایسا نہ تھا کہ ہاتھ لگاتے ہی حرارت محسوس ہو جائے۔ براہ مہربانی اس مسئلہ کا جواب باصواب مع حوالہ کتب معتبرہ احناف رحمہم اللہ تعالیٰ ارسال فرمائیں۔ غلطی اور غیر غلطی کا بھی کچھ فرق ہے یا نہیں۔ ہر تقدیر حرام ہونے ام مسموسہ کے اس مسئلے میں احناف کے نزدیک کوئی حیلہ شرعی معتبر متصور ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۰۱) مس بالشرہوۃ میں غلطی اور قصد اور سو کا کوئی فرق نہیں ہے۔ ثم لا فرق فی ثبوت الحرمة بالمس بین کونه عامدا او ناسیا او مکرھا او مخطئا کذا فی فتح القدیر (عالمگیری) (۲) لیکن جب کہ مساس کپڑے پر سے ہوا ہے اور کپڑا ایسا نہیں تھا کہ بدن کی گرمی لا مس اور مسموسہ کے مابین محسوس ہو سکے تو حرمت مصاہرة ثابت نہیں ہوتی۔ ثم المس انما یوجب حرمة المصاہرة اذا لم یکن بینہما ثوب اما اذا کان بینہما ثوب فان کان صفیقا لا یجد الماس حرارة المسموس لا تثبت حرمة المصاہرة (عالمگیری) (۳)

محمد کفایت اللہ عفا اللہ عنہ

(۱) الہندیۃ، کتاب النکاح، الباب الثالث فی بیان المحرمات، القسم الثانی، ۱/۲۷۵، ماجدیۃ

(۲) الہندیۃ، کتاب النکاح، الباب الثالث، القسم الثانی، ۱/۲۷۳، ماجدیۃ

(۳) ایضاً

مراہق بیٹے سنے سوتیلی والدہ کا ہاتھ اپنے آلہ تناسل پر رکھا اور انکار کے چند سال بعد اقرار کیا، کیا حکم ہے؟

(سوال) عرصہ آٹھ سال کا ہوتا ہے کہ ہندہ اپنے خاوند کے ہاں بے سارے ہوشی کی حالت میں پڑی تھی اچانک جو اس کی آنکھ کھلی تو دیکھتی ہے کہ اس کے خاوند کا لڑکا (پسلی بیوی سے) پانگ پر پیر لٹکائے ہوئے بیٹھا ہے۔ اور پا جامہ اپنا کھولے ہوئے ہندہ کا ہاتھ اپنے آلہ تناسل پر رکھے ہوئے ہے۔ لڑکے کی عمر اس وقت بچوں کے قول پر گیارہ برس اور بعض کے قول پر بارہ برس اور بعض کے قول پر تیرہ برس تھی۔ ہندہ کو ہوش آنے پر جب اس امر کا احساس ہوا تو گھبرا کر کہنے لگی کہ یہ کیا کرتا ہے لڑکے نے کچھ جواب نہیں دیا اور پریشان سا ہو کر فوراً باہر چلا گیا۔ (اگرچہ لوگوں کو اس کی عمر میں اختلاف ہے مگر ہندہ کا ظن غالب یہی ہے کہ اس وقت اس کی عمر تقریباً تیرہ یا سوا تیرہ برس تھی مگر یقیناً بالغ نہیں ہوا تھا) ہندہ نے اس واقعہ کو اپنے خاوند سے بیان کیا۔ خاوند نے ہندہ کو جھٹایا کہ تو اس پر تہمت لگاتی ہے۔ ابھی اس کی عمر اس قابل نہیں جو ایسی حرکت کرے۔ اور پھر اپنے لڑکے کو بلا کر ہندہ کے سامنے پوچھا۔ لڑکے نے صاف انکار کر دیا اور قرآن اٹھالیا۔ خاوند کو سخت غصہ آیا اور ہندہ پر بے جا تشددات کئے۔ اور اس تمام واقعہ کو ماوری کی دشمنی پر محمول کرتے ہوئے ہندہ ہی کو قصور وار ٹھہرایا۔ اب بیٹے نے جو ان ہو کر اس کی تصدیق کی اور اقرار کر لیا کہ ہاں مجھ سے یہ حرکت ہوئی تھی۔ مادر نے غلط نہیں بیان کیا تھا۔ اس امر کو سن کر خاوند کو یقین آیا وہ سخت پریشانی میں ہے کہ اب کیا کرنا چاہئے۔ لہذا آپ سے دریافت طلب ہے کہ مندرجہ بالا صورت میں ہندہ کا نکاح اپنے خاوند سے قائم رہے گا یا نہیں؟

اگر بالفرض صورت مندرجہ بالا میں حرمت مصاہرت متحقق ہو گئی ہے اور حسب قول احناف کوئی طریقہ زن و شوئی کے قیام کا باقی نہیں رہا ہے تو کیا ضروریات دینیہ و دنیویہ موجودہ زمانے پر نظر ڈالتے ہوئے خاوند کو اجازت دی جاسکتی ہے کہ وہ کسی شافعی المذہب سے فتویٰ لے کر علاقہ نکاح کو برقرار رکھے۔ جب کہ مفقود الخبر وغیرہ مسائل میں بوجہ ضروریات و فتن حاضرہ تقلید غیر کی اجازت دی جاتی ہے تو کیا مسئلہ مذکور الصدر میں اجازت نہ دی جائے گی حالانکہ مختلف فتن کے وقوع کا صورت مسئلہ میں بھی خوف ہے۔

(جواب ۳۰۲) اگرچہ فقہاء کی تصریحات کے موافق حرمت مضاہرہ میں بالغ اور مراہق کا حکم ایک ہے اور بارہ تیرہ برس کا بچہ مراہق ہو سکتا ہے، اس لئے عمر میں جو اختلاف ہے وہ چنداں مفید نہیں ہے۔ مس المراہق کا البالغ و فی البزایۃ المراہق کا البالغ حتی لو جامع امراة و لمس بشهوة ثبت حرمة المصاهرة (رد المحتار) (۱) مگر ہندہ کا نکاح اپنے خاوند کے ساتھ ابھی تک قائم ہے۔ و بحرمة المصاهرة لا یرتفع النکاح حتی لا یحل لها التزوج باخر الا بعد المتاركة و انقضاء العدة و الوطی بها لا یكون زنا (رد المحتار) (۲) قوله الا بعد المتاركة ای وان مضی علیها سنون کما فی البزایۃ (رد المحتار) (۳) قوله و الوطی بها ای الوطی الکائن فی هذه الحرمة قبل التفريق و المتاركة لا یكون زنا لانه مختلف فیہ و علیہ مہر المثل بوطئها

(۱) رد المحتار، کتاب النکاح، فصل المحرمات، ۳/۳۵، سعید

(۲) الدر المختار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ۳/۳۷، سعید

(۳) رد المحتار، النکاح، فصل فی المحرمات، ۳/۳۷، سعید

بعد الحرمۃ ولا حد علیہ ویثبت النسب ۵ (رد المحتار) (۱) ان عبارتوں کا صریح مفاد یہ ہے کہ نکاح کا تعلق ابھی تک باقی ہے مرتفع نہیں ہوا ہے۔ اور وقت اخبار عورت سے وقت اقرار پسر تک جو وطیات واقع ہوئیں وہ موجب اثم و مواخذہ بھی نہیں۔ کیونکہ خاوند کو واقعہ کا یقین نہیں ہوا تھا اور ثبوت کے لئے کوئی کافی وجہ نہیں تھی۔ اب جب کہ پسر نے بالغ ہونے کے بعد اقرار کیا۔ یہ اقرار اگر فوراً ہو گیا ہو تو ممکن ہے کہ زوج کو یقین آجائے اور ممکن ہے کہ وہ اسے سوتیلی ماں کے ساتھ عداوت کا ایک کرشمہ اور تفریق کی ایک کارگر تدبیر قرار دے کر یقین نہ کرے۔ اور اس کا اسے حق ہے۔ واضح رہے کہ زوج کا اخبار زوج کے لئے نہ مستلزم یقین ہے نہ موجب ممانعت۔ رجل تزوج امرأة علی انہا عذراء فلما اراد وقاعها وجدھا قد افترض فقال لها من افترضك فقالت ابوك۔ ان صدقھا الزوج بانث منه ولا مهر لها وان کذبھا فھی امراتہ کذا فی الظہیریۃ (عالمگیری) (۲) اور اگر بالغ ہونے کے کچھ عرصہ کے بعد یہ اقرار کیا گیا ہو تو قطعاً قابل اعتبار ہے اور اس پر زوج کے ذمہ متارکت لازم نہیں ہے اور چونکہ مسئلہ بھی مختلف فیہ ہے اس لئے زوج کو اس فیصلے میں (کہ وہ لڑکے کے بیان کو مسترد کر دے) ملامت نہیں کی جاسکتی۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ، مدرسہ امینیہ دہلی
لڑکی کہتی ہے سوتیلے باپ نے میرے ساتھ زنا کیا اور باپ منکر ہے، کیا حکم ہے؟
(سوال) مسماۃ ہندہ زید کی زوجہ ہے اور ہندہ کی ایک لڑکی زینب دوسرے شوہر سے ہے۔ لڑکی کا بیان ہے کہ زید نے میرے ساتھ زنا کیا ہے اور زید منکر ہے۔ اور لڑکی کے بیان کے سوا اور کوئی ثبوت نہیں۔

المستفتی نمبر ۶۷۹ پیر نش (کوہ ڈگنائی) ۲۶ شعبان سن ۱۳۵۴ھ ۲۴ نومبر سن ۱۹۳۵ء
(جواب ۳۰۳) اگر زید منکر ہے تو صرف زینب کے کہنے سے حرمت مصاہرۃ ثابت نہیں ہوگی۔ (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

باپ بہت عرصہ بعد یہ کہتا ہے کہ ایسا ہوا ہے، میں نے بہو کو بدینتی سے ہاتھ لگایا ہے، اب کیا کرنا چاہئے؟

(سوال) زید نے اپنے لڑکے عمرو کو بحالت پیری اطلاع دی کہ مجھ کو شبہ ہوتا ہے بلکہ ضرور ایسا ہوا ہے کہ میں نے کبھی بہو کو بدینتی سے ہاتھ لگادیا ہے اور بہو کو اس کی اطلاع نہیں۔ زید نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی پڑھتا ہے یا ایہا الذین آمنوا قوا (۳) الخ اور حرمت علیکم (۵) الخ پوچھا گیا کہ تم نے زنا تو نہیں کیا۔ کہا کہ نہیں، لیکن بدینتی ضرور تھی۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں کہا۔ اس اطلاع نے عمرو کی نگاہوں میں دنیا کو تاریک کر دیا۔ کیونکہ عمرو ایک غریب آدمی ہے اور صاحب اولاد ہے۔ اور اپنی عمر کا بیشتر حصہ انتہائی کلفتوں اور مصیبتوں کے ساتھ گزار چکا ہے۔ بال بچوں کے لئے طرح طرح کی تکلیفیں اٹھا چکا ہے۔ بحالت موجودہ بھی نہایت افلاس کی حالت میں ہے۔ اکثر بیمار بھی رہتا ہے۔ نہ اس کے بچوں کا کوئی پرورش کرنے والا ہے۔ نہ وہ کوئی دوسرا انتظام کر سکتا ہے۔

(۱) ایضاً

(۲) الہندیۃ، کتاب النکاح، الباب الثالث، ۱، ۲۷۱، ماجدیت

(۳) وان ادعت الشہوة وانکرها الرجل فہو مصدق، لاہی۔ (الدر المختار، کتاب النکاح، فصل فی الحرمان، ۳، ۳۷، سعید)

(۴) النساء: ۲۳ (۵) التجریم: ۶

المستفتی نمبر ۱۴۸۶ مولوی محمد یوسف سلطان پور (لودھ) ۳۰ ربیع الاول سن ۱۳۵۶ھ ۱۰ جون سن ۱۹۳۷ء (جواب ۳۰۴) زید کی یہ بات کہ میں نے کبھی بہو کو بد نیستی سے ہاتھ لگا دیا ہے۔ یعنی ہاتھ لگانے کے ایک عرصہ دراز کے بعد گویا خبر دے رہا ہے۔ مطلب یہ کہ اپنی زبان سے اقرار کرتا ہے کہ عمرو پر اس کی بیوی حرام ہو جانے کے بعد وہ ان کے تعلقات زوجیت، دیکھنا، اور حرمت کی اطلاع نہ کی۔ اور یہ بات اس کے لئے موجب فسق ہے اور اس کا یہ قول ناقابل اعتبار ہے عمرو پر اس کی بیوی زید کے اس قول سے حرام نہیں ہوئی۔ (۱) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی ساس سے زنا کا اقرار کیا تو اس پر بیوی حرام ہو گئی

(سوال) (شہادت شاہد لول) میں گواہی دیتا ہوں اور خلفا کتاہوں کہ جو کموں گاچ کموں گا۔ کالو نے مولوی محمد سعید سے کہا کہ مجھے معافی دو۔ اور مولوی محمد سعید نے دریافت کیا کہ اس کی معافی دوں۔ کالو نے کہا کہ مجھے جو الزام لگایا ہوا ہے کہ میں نے ساس سے زنا کیا وہ جرم مجھ سے واقعی ہوا ہے اس کی معافی چاہتا ہوں مجھے مسلمان کرو۔ بعد ازاں اس نے تین بار کہا کہ راجو (منکوہ کالو) میری ماں، بہن، مولوی صاحب نے کہا کہ تین طلاق دے۔ پھر کالو نے تین بار طلاق طلاق طلاق کہہ دیا۔

(شہادت شاہد ثانی) میں گواہی دیتا ہوں کہ کالو نے معافی مانگی۔ مولوی محمد سعید نے دریافت کیا کہ کالو نے کہا کہ معافی؟ کالو نے کہا کہ میں نے رحمون (کالو کی ساس) سے زنا کیا ہے۔ اس کی معافی چاہتا ہوں۔ تین بار اس بات کا کالو نے اقرار کیا۔ پھر راجو منکوہ کو کالو نے تین بار طلاق دی۔

(شہادت شاہد ثالث) میں گواہی دیتا ہوں کہ کالو نے کہا کہ مجھے معافی دو اور مولوی محمد سعید نے کہا کہ کالو نے کہا کہ معافی۔ اس نے کہا کہ مجھ پر لوگوں نے جھوٹی قسمیں اٹھائی ہیں اور جھوٹے قرآن اٹھائے ہیں اس کی معافی دو۔ اور اس نے زنا کا اقرار نہیں کیا۔ پھر اس نے اپنی عورت کو تین طلاق دیں۔

(شہادت شاہد رابع) میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ ۳۰ نے آکر کہا کہ مجھے معافی دو اور مسلمان کر دو۔ اور جو شریعت کی تعزیر ہے لگاؤ۔ پھر مولوی صاحب محمد سعید نے دریافت کیا کہ کالو نے کہا کہ جو لوگوں نے مجھ پر بہتان گناہ لگایا ہوا ہے اس کی معافی دو اور کالو نے تو زنا کا اقرار نہ کیا اور پھر مولوی صاحب نے تین بار طلاق طلاق طلاق کہلوا دیا۔

(شہادت شاہد خامس) میں گواہی دیتا ہوں کہ کالو نے آکر معافی مانگی اور کہا کہ شریعت کی تعزیر لگاؤ اور کالو نے خود بخود زنا کا اقرار کیا اور مولوی محمد سعید نے دریافت کیا اور تین بار اقرار زنا کیا۔ جو کہ ساس کے ساتھ زنا کی تمت لگی ہوئی ہے وہ واقعی میں نے زنا کیا ہے اور اس کی معافی دو اور ہر ایک گواہوں سے اقرار کر لیا بعد کلمہ پڑھایا اور مسلمان کیا اور پھر کالو نے راجو (منکوہ کالو) کو تین بار طلاق دے دی۔

المستفتی نمبر ۶۷۰ ابدست محمد انور بخاری معلم مدرسہ امینیہ دہلی۔ ۶ جمادی الثانی سن ۱۳۵۶ھ

(جواب ۳۰۵) اقرار زنا سے ثبوت زنا کے لئے یہ شرط ہے کہ اقرار مجلس قاضی میں ہو اور مقرر چار مرتبہ چار

(۱) کو ثبوت الحرمة بلمسها مشروط بان یصدقها و یقع فی اکبر رايہ صدقها و علی هذا ینبغي ان یقال فی مسہ ایہا، لا تحرم علی ایہ او انہ الا ان یصدقها او یعلب علی ظنہ صدقها۔ (محررات اق، کتاب النکاح، فصل فی احرامات، ۳۰/۱، دار المعرفۃ بیروت)

مجلسوں میں اقرار کرے۔ مجلس قضا کے باہر اقرار ہو تو وہ معتبر نہیں۔ اور اقرار پر شہادت مقبول نہیں۔ ولا یعتبر اقراره عند غیر القاضی ممن لا ولاية له فی اقامة الحدود ولو کان اربع مرات حتی لا تقبل الشهادة علیه بذلك کذا فی التبيين ولا بد ان يكون الاقرار صریحاً (عالمگیری) (۱) والاقرار ان یقر البالغ العاقل علی نفسه بالزنا اربع مرات فی اربعة مجالس المقر کذا فی الهدایة (۲) (عالمگیری) (۳) لیکن اقرار زنا کے لئے یہ شرائط ثبوت حد زنا کے لئے ہیں اور حرمت زوجہ یا ثبوت حرمت مصاہرت کے لئے یہ شرائط نہیں ہیں بلکہ وہ ایک مرتبہ کے اقرار سے بھی ثابت ہو جائے گی۔ اور اس کے لئے مجلس قضا بھی شرط نہیں۔ قیل لرجل ما فعلت باہ امراتک قال جامعتهما قال تثبت حرمة المصاهرة قیل ان کان السائل والمسئول هازلین قال لا یتفاوت ولا یصدق انه کذب کذا فی المحيط (عالمگیری) (۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

بیٹے نے سوتیلی ماں سے زنا کیا تو وہ باپ پر حرام ہو گئی (سوال) ایک شخص کی دو عورتیں ہیں۔ ایک عورت کے شکم سے لڑکا پیدا شدہ بچہ عمر جوان ہے۔ اگر وہ لڑکا اپنی سوتیلی والدہ سے زنا کر لے اور لڑکے کا باپ اس فعل کو دیکھ لیوے تو شریعت کے مطابق کیا فتویٰ ہے۔ لڑکے کی سوتیلی والدہ اپنے خاوند پر طلاق حاصل کرنے کے لئے فسخ نکاح کی عدالت میں نالش دائر کرتی ہے۔ خاوند کہتا ہے کہ لڑکے کا ایسا فعل ہونے پر بھی تو جب کہ خاوند سے ہم بستری کرتی رہی تو نکاح فسخ نہیں ہو سکتا۔ لہذا مسئلہ کو حل فرمائیں تاکہ عدالت میں پیش ہو۔ المستفتی نمبر ۱۸۲۶ مستری عبدالرحمن (ریاست بلاسپور) ۲۳ رجب ۱۳۵۶ھ (جواب ۳۰۶) اگر خاوند کے لڑکے نے اپنی سوتیلی ماں کے ساتھ زنا کر لیا ہے تو سوتیلی ماں اپنے خاوند یعنی لڑکے کے باپ پر حرام ہو گئی۔ ان دونوں کے درمیان تفریق واجب ہے۔ اگر عورت اس واقعہ کے بعد بھی خاوند کے ساتھ رہی اور ہم بستری بھی ہوتی رہی تو اس سے وہ خاوند کے لئے حلال نہیں ہو سکتی یہ ہم بستری حرام واقع ہوئی ہے اور آئندہ بھی یہ حرام ہے۔ ان دونوں کے درمیان تفریق یعنی فسخ نکاح ضروری ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

بیوی عرصہ بعد کہتی ہے کہ خسر نے میرے ساتھ زنا کیا ہے، اب کیا کرنا چاہئے؟ (سوال) زید کی زوجہ نے اپنے خسر پر الزام لگایا کہ اس نے مجھ سے جماع ناجائز کیا اور پچائیت میں دو آدمیوں نے گواہی دی کہ وہ شاہد ہیں کہ انہوں نے ایسا فعل کرتے دیکھا ہے اور مسماۃ نے بھی ایسا ہی کہا ہے۔ (۲) مسماۃ مذکورہ مدعیہ اپنے گھر میں رہتی تھی جہاں اور اس کے رشتہ دار اور خاوند رہتے تھے۔ مسماۃ نے اس سے فعل ناجائز کے وقوع کے وقت کوئی مزاحمت نہیں کی اور نہ شور و غل اس فعل کی روک کے واسطے کیا۔ سوال یہ ہے کہ بروئے شرع شریف ایسی زوجہ اپنے خاوند کے نکاح جائز میں رہتی ہے یا نہیں۔ مدعیہ عورت نے اس فعل کی شکایت

(۱) الہندیۃ، کتاب الحدود، الباب الثانی فی الزنا، ۲/ ۱۳۳، ماجدیۃ

(۲) الہدایۃ، کتاب الحدود، ۳/ ۳۸۲، شرکتہ علیہ

(۳) الہندیۃ، کتاب الحدود، ۲/ ۱۳۳، ماجدیۃ

(۴) الہندیۃ، کتاب النکاح، الباب الثالث، القسم الثانی، ۱۰/ ۳۷۶، ماجدیۃ

(۵) قال فی البحر: اراد بحرمۃ المصاهرة الحرمان الرابع حرمة المرأة علی اصول الزانی وفروعه نسباً ورضاعاً وحرمة اصولها وفروعها علی الزانی۔ (در المنہاج، کتاب النکاح، فصل فی الحرمان، ۳/ ۳۲، سعید)

س وقت کی جب کہ فریقین میں کچھ عرصہ بعد تنازعہ ہوا۔ دونوں کی نسبت لور ان لوگوں کی نسبت جواب شاہد ہیں لور محل وقوع پر خاموش رہے ان سب کی نسبت شریعت کیا حکم دیتی ہے؟

المستفتی نمبر ۲۰۳۳ حافظ غلام رسول صاحب۔ صدر بازار۔ دہلی۔ ۲۰ شعبان سن ۱۳۵۶ھ
۲۶ اکتوبر سن ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۰۷) اگر عورت لور گواہوں نے واقعہ کے فوراً بعد اس امر کا اظہار نہیں کیا تو وہ بھی فاسقہ لور اس کے گواہ بھی جھوٹے قرار دیئے جائیں گے اور اس کے کہنے اور گواہوں کے کہنے سے نکاح میں خلل نہ آئے گا۔ (۱) ہاں اگر عورت کے خاوند کو کسی بنا پر اس واقعہ کی صحت کا یقین ہو جائے لور وہ اس کی تصدیق کرے تو پھر وہ اس عورت کو اپنے پاس بحیثیت بیوی کے نہ رکھ سکے گا۔ (۲)

خسر جب بہو سے زنا کرے تو کیا وہ دوسرا عقد کسی کے ساتھ کر سکتی ہے
(سوال) خسر اپنی بہو کے ساتھ زنا کا مرتکب ہوا جس کی تصدیق عدالت مجاز سے و نیز پچان سے کی گئی جس کا فتویٰ دہلی سے مورخہ ۲۱ جولائی سن ۱۳۶۱ء کو لیا گیا ہے جو ہم رشتہ فتویٰ ہذا ہے۔ اب چونکہ مسماۃ جوان عمر ہے۔ کیا اس کا دوسرا عقد کر دیا جائے؟ المستفتی نمبر ۲۱۷۷ وزیر خزانہ۔ آگرہ ۷ ذیقعدہ سن ۱۳۵۶ھ ۱۰ جنوری سن ۱۹۳۸ء
(جواب ۳۰۸) زوجین کی متارکت کے بعد عدت گزار کر عورت دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے (۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی
زید نے بہو سے زنا کیا تو طلاق کے بعد اس کا نکاح زید کے داماد کے ساتھ ہو سکتا ہے
(سوال) زید کا ناجائز تعلق اپنے بیٹے کی بیوی سے ہو گیا اور دو تین بچے بھی ہو گئے۔ اب عرض ہے کہ چونکہ مسماۃ مذکورہ زید کے لڑکے پر تو حرام ہو چکی اگر بعد طلاق زید کے داماد سے نکاح کرے تو درست ہے کہ نہیں۔ جو زید کے نطفہ سے بچے ہیں ان کا خرچ خوراک کس کے ذمہ ہوگا۔ ایسے بچے نابالغوں کی جو نطفہ حرام سے ہیں نکاح کی کون اجازت دے لور لڑکے کی طرف سے کون ایجاب و قبول کر اویں۔ نکاح خواں نکاح پڑھالے تو کنگار تو نہ ہوگا۔

المستفتی نمبر ۲۲۵۷ جناب فضل الرحمن صاحب (ریاست جنید) ۲۳ ربیع الاول سن ۱۳۵۷ھ
(جواب ۳۰۹) اگر زید کا لڑکا یہ تسلیم کرے کہ زید کا تعلق ناجائز بہو سے تھا تو عورت کو اس کے شوہر سے جدا کر دیا جائے گا۔ (۱) اور بچے سب شوہر کے بچے قرار دیئے جائیں گے۔ (۲) تاوقت یہ کہ باقاعدہ اعلان نہ ہو تو بچوں کا نسب قسطنی نہ

(۱) لا تقبل شهادة من يجلس مجلس الفجور والمجانف والشرب وان لم يشرب (رد المحتار، کتاب الشهادات، باب القبول وعدمه، ۴۷۳/۵، سعید)

(۲) رجل قبل امرأة ابیه بشهوة او قبل الاب امرأة ابنه بشهوة وهي مكرهة وانكرها الزوج ان يكون بشهوة فالقول قول الزوج وان صدقه الزوج وقعت الفرقة (الهندية، کتاب النکاح، الباب الثالث، القسم الثاني، ۲۷۶/۱، ماجدية)

(۳) وحرمة المصاهرة لا يرتفع النکاح حتى لیا الزوج بآخر الا بعد المتاركة وانقصاء العدة (الدر المختار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ۳۷/۳، سعید)

(۴) قبل الاب امرأة وانكرها الزوج ان يكون بشهوة فالقول قول الزوج وان صدقه الزوج وقعت الفرقة (الهندية، کتاب النکاح، الباب الثالث، القسم الثاني، ۲۷۶/۱، ماجدية)

(۵) حدثنا محمد بن زياد قال سمعت ابا هريرة قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: الولد للفراش وللعاهر الحجر (صحيح البخاری، کتاب المحاربین، باب للعاهر الحجر، ۱۰۰۷/۲، قديمی)

ہوگا (۱) عورت بعد تفریق وانقضاء عدت زید کے داماد سے نکاح کر سکے گی۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی

زانی اپنے ناجائز لڑکے کی بیوی سے طلاق کے بعد نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۸) منشی شیر محمد کامسماہ روشن ایک عورت سے بلا نکاح ناجائز تعلق تھا اس حالت میں اس کے بطن سے باقر نامی لڑکا پیدا ہوا۔ بعد ازاں شیر محمد کو رکاوٹ کا ایک دوسری عورت مسماۃ نشان کے ساتھ بلا نکاح ناجائز تعلق ہوا۔ پھر باقر کا دوسری عورت مسماۃ نشان کے ساتھ نکاح ہوا۔ بدیں وجہ شیر محمد اور باقر کے درمیان جب جھگڑا ہوا تو باقر سے طلاق لی گئیں۔ بعد انقضائے عدت شیر محمد اس مزنہ مسماۃ نشان کا نکاح کرنا چاہتا ہے۔ آپ از روئے شرع شریف مطابق اہل سنت والجماعہ فتویٰ دیں کہ شیر محمد کامسماہ روشن کے ساتھ نکاح نہ ثلاث ہونے کی صورت میں مسماۃ نشان کے ساتھ نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(۲) روشن کے عدم نکاح کا فیصلہ دینے کے لئے شریعت غراء میں کس ثبوت کی ضرورت ہے کیونکہ اہل بصیر پور کو نکاح یا عدم نکاح کا کوئی پتہ نہیں۔ وجہ یہ ہے کہ وہ باہر شہر سے کچھ غرضہ لئے پھر اور بصیر پور میں نکاح نہیں ہوا۔ نیز یہ عرض ہے کہ شیر محمد پر جب ناجائز تعلق کرنے کے الزام پر مقدمہ کیا گیا تو حاکم کے رو برو شیر محمد اور روشن نے اپنے نکاح کا اعتراف کیا تھا اس کا جواب شیر محمد یہ دیتا ہے کہ میں نے جھوٹ بولا تھا۔

المستفتی نمبر ۲۳۴۲ محمد شریف بصیر پور (منگلری) ۲۶ ربیع الثانی سن ۱۳۵۷ھ ۲۶ جون سن ۱۹۳۸ء (جواب ۳۱۰) جس طرح مسماۃ نشان باقر کے لئے حرام تھی۔ (۲) اسی طرح وہ اب شیر محمد کے لئے (وجہ موطوءۃ الابن ہونے کے) حرام ہو گئی۔ (۴) ثبوت النسب کے باب میں اگرچہ باقر کا نسب شیر محمد سے ثلاث نہ ہو مگر ثبوت حرمت نکاح میں اس کی اہمیت متبر ہوگی۔

اگر شیر محمد پہلے اپنے اور روشن کے نکاح کا اعتراف کر چکا ہے تو اب اس کا انکار باقر کے نفی نسب کے حق میں قبول نہیں ہوگا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی

خسر نے ۶۰ سال کی عمر میں بہو کا شہوت کے بغیر بطور محبت بوسہ لیا، کیا حکم ہے؟

(سوال ۱) ایک شخص بصر تقریباً ۶۵ سال بطور محبت بلا ارادہ صحبت اپنے لڑکے کی بیوی کو بوسہ لیا یعنی بوسہ لے لیا۔ قصد بائیں کوئی دوسرا نہیں اور نہ ارتکاب کیا گیا۔ اس کے لئے شرع کیا حکم دیتی ہے اور اگر اس کی عورت اس پر حرام ہو گئی تو اس کا نان و نفقہ اور رہائش کا کیا حکم ہے؟ المستفتی نمبر ۲۳۵۴ محمد بہار علی صاحب (کرناٹ) ۳ جمادی الاول سن ۱۳۵۷ھ (جواب ۳۱۱) اگر لڑکے کی بیوی کا بوسہ لیتے وقت اس شخص کو شہوت نہ تھی اور دل میں بھی شہوت کا خیال نہ تھا تو یہ عورت اپنے شوہر پر حرام نہیں ہوئی لیکن اگر یہ بوسہ شہوت سے لیا گیا تو یہ عورت اپنے شوہر پر حرام ہو گئی۔

(۱) عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا عن بین رجل و امراته فانفی من ولدها ففرق بینہما والحق الولد بالمرأۃ۔ (شیخ البخاری، کتاب النکاح باب حق الولد بالمرأۃ، ۲، ۸۰۱، مدنی) (۲) (و بحرمۃ المصاحرة لا یرفع النکاح حتی لا یحل لہا التزوج بآخر الا بعد المتارکۃ وانقضاء العدۃ۔ (الدر المختار، کتاب النکاح، فصل فی الحرامات، ۳، ۳۷، سعید)

(۳) حرمت المرأة علی الزانی وفروعه نسبا ورضاعا۔ (رد المحتار، کتاب النکاح، فصل فی الحرامات، ۳، ۳۲، سعید) (۴) (و بحرم المصاحرة بنت زوجته الموطوءۃ وام زوجته وان لم یوطا وزوجۃ اصلہ و فرعہ مطلقا۔ (الدر المختار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ۳، ۳۰، سعید)

(۱) اگر یہ شخص قسم کے ساتھ کہہ دے کہ شہوت نہ تھی تو اس کا اعتبار کر لیا جائے گا۔

محمد کفایت اللہ کا اللہ، دہلی نابالغ لڑکے اور لڑکی نے ایک دوسرے کو شہوت سے چھو لیا تو حرمت ثابت نہیں ہوئی (سوال) بحر کی عمر تقریباً آٹھ سال اور عابدہ کی تقریباً ۹ سال۔ ایک روز عابدہ کو بد خیال آیا اور عابدہ نے بحر کو بد فعلی کی طرف بلایا۔ دونوں مباشرت کے لئے آمادہ تھے اتنے میں ایک اجنبی شخص کے آنے سے بالفعل زنا تو نہیں ہوا لیکن مس و نظر الی الفرج البتہ ہوا۔ برسوں گزر گیا۔ بحر عابدہ کی بیٹی آمنہ سے نکاح کرنا چاہتا ہے نکاح جائز ہو گا یا ناجائز؟ واضح رہے کہ اس وقت بحر بالغ ہونا تو دور کنار قریب الباطن بھی نہیں ہوا تھا۔ وہ یقیناً اس واقعہ کے چند برس بعد بالغ ہوا اور عابدہ بھی اس وقت بالغہ نہیں تھی اس کے دو سال بعد بالغہ ہوئی۔

المستفتی نمبر ۲۶۲۶ محمد ارشاد علی صاحب ۲۴ پرگنہ بنگال ۲ جمادی الاول سن ۱۳۵۹ھ ۴ جولائی سن ۱۹۴۰ء (جواب ۳۱۲) آٹھ سال کی عمر کا لڑکا یقیناً راقہ نہیں۔ پس اگر لڑکی جس کی عمر تقریباً ۹ سال کی لکھی ہے مرابطہ بھی ہو تاہم لڑکے کے غیر مرابطہ ہونے کی وجہ سے ان دونوں کے باہمی مساس و نظر سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوئی۔ (۲) پس صورت مسئلہ میں عابدہ کی لڑکی سے بحر کا نکاح جائز ہے۔

محمد کفایت اللہ کا اللہ، دہلی ساس سے زنا کرنے کے بعد کیا بیوی کو طلاق دینے کی ضرورت ہے (سوال) ایک شخص نے اپنی بیوی کی والدہ کے ساتھ اس وقت زنا کیا جب کہ اس کی بیوی بطور اس کی بیوی کے عرصہ تک رہ چکی۔ اس شخص کی بیوی اس پر حرام ہوئی یا نہیں؟ اس کا نکاح فاسد ہو آیا یا طل؟ نکاح خود بخود فسخ ہو گیا یا طلاق یا حکم قاضی کی ضرورت ہے؟

المستفتی نمبر ۷۸۰ ۲ ولایت حسین بازار شنبہ بخپور۔ مورخہ ۱۳ اکتوبر سن ۱۹۴۲ء (جواب ۳۱۳) یہ حرمت حرمت مصاہرت ہے۔ جس عورت کے ساتھ زنا کیا جائے اس کی لڑکی اور اس کی ماں زانیہ پر حرام ہو جاتی ہے۔ خواہ پہلے سے نکاح میں ہو یا نہ ہو۔ فمن زنی بامرأة حرمت علیہا وان علت و بنتها وان سفلت کذا فی فتح القدیر (فتاویٰ ۴) عالمگیری مصری ج ۱ ص ۲۹۱) فلو ايقظ زوجة لیجمعها فوصلت یدہ الی بنتہ منها ففرضها بشهوة وهی ممن تشتہی یظن امها حرمت علیہ الام حرمة مؤبدہ کذا فی فتح القدیر (فتاویٰ ۴) عالمگیری ج ۱ ص ۲۹۲) نکاح فاسد ہوتا ہے باطل نہیں ہوتا۔ ان النکاح لا یرتفع بحرمة المصاهرة والرضاع بل یفسد (فتاویٰ عالمگیری ۵) ج ۱ ص ۲۹۴) متارکت یا تفریق قاضی سے نکاح ختم ہوتا ہے۔ وبحرمة المصاهرة لا یرتفع النکاح حتی لا یحل لها التزوج باخر الا بعد المتاركة

(۱) واما الحرمة بدواعی الوطیع اذا مسها او قبلها بشهوة تثبت الحرمة المصاهرة وان انکر الشهوة كان القول قوله الا ان يكون ذلك مع انتشار الالة۔ (الفتاویٰ علی حاشی النہدیہ، کتاب النکاح باب فی آخر مات، ۱، ۳۶۱، ماجدیہ)
(۲) فلو جامع غیر مزاحق زوجة ایہ لم یحرم (الدر المختار) وفي الشامية: التعلیل بعدم الإشتهاء فبعد ان من لا یشتہی لا تثبت الحرمة بجماعہ۔ (رد المحتار، کتاب النکاح، فصل فی آخر مات، ۳، ۳۵، سعید)
(۳) الہندیہ، کتاب النکاح، الباب الثالث، القسم الثاني، ۱، ۲۷۷، ماجدیہ
(۴) ایضاً (۵) الہندیہ، کتاب النکاح، الباب الثالث، القسم الثاني، ۱، ۲۷۷، ماجدیہ

والقضاء العدة (۱) (در مختار) وعبارۃ الحاوی الا بعد تفریق القاضی او بعد المتارکة (رد المحتار شامی) (۲)
ج ۲ ص ۲۰۷ مصری۔ متارکت کے معنی یہ ہیں کہ زوج کہہ دے کہ میں نے تجھ کو چھوڑ دیا علیحدہ کر دیا ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

لڑکی سے نکاح کے بعد اس کی ماں سے نکاح جائز نہیں

(سوال) شیر محمد لور مہدی ساکنان گول پور ڈیپو مونہ میں کچھ عرصے اکٹھے رہے۔ اندریں اثنا مہدی نے اپنی لڑکی مسماۃ راجاں نابالغہ کا نکاح شیر محمد کے ساتھ کر دیا لور تقریباً ایک سال کے بعد مہدی فوت ہو گیا۔ اب شیر محمد اور مسماۃ زوجہ مہدی نے اکٹھا ہونے کے لئے نکاح کے جواز و عدم جواز کی بابت اپنے علماء سے دریافت کیا۔ ان کے امام نے ان کو بتلایا کہ لڑکی کے ساتھ صرف نکاح سے اس کی ماں حرام ہو جاتی ہے۔ باوجود اس کے کچھ دنوں کے بعد انہوں نے نکاح کر لیا۔ لور ایک فتویٰ اندریں باب حاصل کر لیا جس کے سوال و جواب کا خلاصہ یہ ہے :-

ایک شخص مسمی شیر اسکن گول پور مقیم کا اس مور کا ناجائز تعلق مسماۃ سینا زوجہ مہدی کے ساتھ تین چار سال رہا۔ اس کے بعد مہدی نے اپنی لڑکی مسماۃ صغیرہ عمر ایک سال کا نکاح شیر اسے کر دیا۔ اب مہدی فوت ہو گیا ہے۔ لور عدت کے بعد سینا نے خود شیر اس کے ساتھ نکاح کر لیا ہے۔ کیا شرعاً یہ نکاح درست ہے؟ جواب۔ شیر اس کے..... ساتھ ناجائز تعلق نے مسماۃ راجاں کو شیر اس پر حرام کر دیا ہے۔ لور راجاں کا نکاح شیر اس کے ساتھ نکاح فاسد کے حکم میں ہے لور نکاح فاسد کی وجہ سے حرمت مضامہ نہیں ہوتی۔ فقط اس جواب پر ایک دوسرے مولوی صاحب نے یہ تنقید فرمائی ہے۔ ”صورت مسئلہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ شیر اسے صحت نکاح کے لئے اجازت طلب کی گئی ہے لور شیر اس نے اجازت دے دی ہے کہ میرا نکاح مہدی کی لڑکی سے ہر وجہ سے صحیح ہے لور اس اجازت سے شیر اس کا نکاح صحت کی بنا پر ثابت ہوا۔ لور مہدی کی عورت شیر اس پر ابدی حرام ہو گئی۔ اب جو شیر اس نے زنا کا اقرار کیا ہے۔ شیر اس کا دعویٰ نہیں جو شہادت کی ضرورت ہو۔ دعویٰ ہونے کو شیر اس کا نکاح کے لئے اجازت دینا باطل کرتا ہے۔ شہادت شیر اس کی اپنے نفس کے لئے ہے۔ اصول کا قاعدہ ہے کہ جو شہادت اپنے نفس کے نقصان کے لئے ہو وہ صحیح ہے لور جو نفع کے لئے ہو وہ غیر صحیح نیز اگر مہدی کی حیاتی میں شہادت دیتا تو صحیح ہوتی کیونکہ مہدی کی لڑکی شیر اس پر حرام ہو جاتی وہ جدا کر دیتے اب مہدی کے فوت ہونے کے بعد شہادت شیر اس کے نفع کے لئے ہے۔ کیونکہ شہادت شیر اس کی جواز نکاح کے لئے ہے وہ غیر صحیح ہے۔ شیر اس کا نکاح صحیح اور مہدی کی عورت شیر اس پر ابدی حرام ہے۔“ فقط غرض کہ جو صورت استفتا کے اندر دکھائی گئی ہے وہ کہاں تک درست ہے۔ ممکن ہے کہ شیر اس کا ناجائز تعلق مسماۃ سینا کے ساتھ ہو لیکن اس وقت کا نکاح مسماۃ راجاں کے ساتھ اس ناجائز تعلق کے خلاف ہے۔ اگر اس ناجائز تعلق کو مانا جائے تو کیا شرعاً اس کے لئے کسی ثبوت کی ضرورت ہے یا صرف عام افواہ یا زوجین کے اقرار کافی ہیں؟ المستفتی نمبر ۹۲۷۷ مولوی اللہ دین صاحب ضلع جہلم ۲ ربیع الثانی سن ۱۳۶۲ھ (جواب ۳۱۴) شیر اس کا سینا کے ساتھ نکاح ناجائز لور حرام ہے۔ (۳) کیونکہ وہ اس کی خوش دامن ہے۔ لور اگر شیر اس

(۱) للبر المختار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ۳/ ۳، سعید

(۲) رد المحتار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ۳/ ۳، سعید

(۳) اوامہات نسائکم (النساء: ۲۳)

سینا کے ساتھ زنا کا اقرار کرتا ہے تو اس کے اقرار کی وجہ سے راجاں بھی اس پر حرام ہو گئی۔ مگر سینا کی حرمت بدستور قائم رہے گی۔ لہذا اب اس اقرار کی صورت میں دونوں عورتیں اس پر حرام ہوں گی۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

ساس سے زنا کرنے سے بیوی حرام ہو جاتی ہے
(المجموعۃ مورخہ ۶ دسمبر سن ۱۹۲۵ء)

(سوال) زید کا ہندہ کے ساتھ نکاح ہو چکا ہے۔ بعد نکاح زید نے ہندہ کی ماں یعنی اپنی ساس کے ساتھ زنا کیا۔ اس کے لئے کیا حکم ہے؟ اگر حرام ہو چکی ہے تو ایسے نکاح کی شرعی تنسیخ کے لئے اسلامی حکومت کے مختار قاضی کا فتویٰ ضروری ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۱۵) ہاں جب کہ زید اپنی ساس کے ساتھ زنا کرنے کا اقرار کرے یا شہادت شرعیہ سے ثابت ہو جائے تو اس کی بیوی اور اس کے درمیان تفریق کرا دی جائے گی۔ کیونکہ عورت مزنیہ کی ماں اور بیٹی زانی پر حرام ہو جاتی ہیں۔ اور جب کہ وہ سبب حرمت (یعنی زنا) کا اقرار کرتا ہے شہادت سے ثابت ہو جاتا ہے تو پھر تفریق لازم ہو جاتی ہے۔ یہ حنفیہ کا مذہب ہے۔ اور یہی حضرت عمر فاروق، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت ابن عباس، حضرت عمر ان بن حصین، حضرت جابر، حضرت ابی بن کعب، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم اجمعین اور حضرت حسن بصری، حضرت امام شعبی، حضرت ابراہیم نخعی، حضرت امام اوزاعی، حضرت طاؤس، حضرت عطاء، حضرت مجاہد، حضرت سعید بن مسیب، حضرت سلیمان بن یسار، حضرت حماد، حضرت سفیان ثوری، حضرت اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سے مروی ہے۔ (۲)

فتہ حنفی کی عبارتیں یہ ہیں :-

وتثبت بالوطاء حلالا كان او عن شبهة اوزنا كذا في فتاوى قاضى خان (عالمگیری) (۳) یعنی حرمت مصاہرۃ وطی حلال اور وطی بالشبہ اور زنا سے ثابت ہو جاتی ہے۔ والزنا واللمس والنظر بشهوة یوجب حرمة المصاهرة (کنز) (۴) یعنی زنا اور مساس اور نظر بشہوت سے حرمت مصاہرۃ ثابت ہو جاتی ہے۔ لو اقرب حرمة المصاهرة یواخذ به ویفرق بینہما (عالمگیری) (۵) یعنی خاوند اگر حرمت کا اقرار کرے تو اپنے اقرار سے ماخوذ ہو گیا اور زوجین میں تفریق کرا دی جائے گی۔ ایسے زوجین میں جن کے درمیان حرمت مصاہرۃ واقع ہوئی ہے تفریق کرانے سے تفریق ہو جاتی ہے۔ ہندوستان کی انگریزی عدالتوں کے مسلمان جج کا حکم بالفتح کافی ہو گا۔ اسی طرح ثالث کا فیصلہ بھی کافی ہو گا۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ،

(۱) الخال فی البحر : اراد بحرمة المصاهرة الحرمت الاربع ، حرمة المرأة علی اصول الزانی وفروعه نسباً ورضاعاً وحرمة اصولها وفروعها علی الزانی نسباً ورضاعاً۔ (رد المحتار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ۳/۳۲، سعید)

(۲) رد المحتار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ۳/۳۲، سعید

(۳) الہندیۃ، کتاب النکاح، الباب الثالث، القسم الثاني، ۱/۲۷۴، ماجدیۃ

(۴) کنز الدقائق، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ص: ۹۸، ادلویہ

(۵) الہندیۃ، کتاب النکاح، الباب الثالث، القسم الثاني، ۱/۲۷۵، ماجدیۃ

میس بشہوت غلطی سے بھی ہو تو حرمت ثابت ہو جاتی ہے
(الجمعیۃ مورخہ ۳۱ جولائی سن ۱۹۲۷ء)

(سوال) بہشتی زیور حصہ چہارم صفحہ ۵ پر مسئلہ - رات کو اپنی بی بی کے جگانے کے لئے اٹھا۔ مگر غلطی سے لڑکی پر ہاتھ پڑ گیا یا ساس پر ہاتھ پڑ گیا اور بی بی سمجھ کر جوانی کی خواہش کے ساتھ اس کو ہاتھ لگایا تو اب وہ مرد اپنی بی بی پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو گیا۔ اب کوئی صورت جائز ہونے کی نہیں ہے۔ اور لازم ہے کہ یہ مرد اس عورت کو طلاق دے دے۔ تو اب سوال یہ ہے کہ جب دونوں اس میں بے قصور ہیں تو طلاق دینے کی کیا وجہ ہے؟

(جواب ۳۱۰۶) بہشتی زیور ... سے جو مسئلہ آپ نے نقل کیا یہ مسئلہ حنفیہ کے نزدیک اسی طرح ہے کہ اگر غلطی سے یا قصداً کوئی شخص اپنی لڑکی یا اپنی ساس کے بدن کو بغیر حائل ہاتھ لگا دے اور اس وقت اس کو خواہش (شہوت) ہو تو اس کی لڑکی کی ماں یا ساس کی بیٹی (یعنی ہاتھ لگانے والے کی بیوی) اس پر حرام ہو جاتی ہے۔ (۱) اس میں اگرچہ بیوی کا قصور نہیں اور غلطی ہو جانے کی صورت میں مرد کا بھی قصور نہیں مگر حرمت کی وجہ دوسری ہے جس میں قصور ہونے نہ ہونے کو دخل نہیں ہے۔ حنفیہ کا مذہب یہی ہے۔ واللہ اعلم۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ،

لڑکی سوتیلے باپ سے زنا کا اقرار کرتی ہے اور باپ منکر ہے، کیا حکم ہے؟
(الجمعیۃ مورخہ ۱۳ مارچ سن ۱۹۳۶ء)

(سوال) مسماۃ بندہ زید کی زوجہ ہے اور بندہ کے دوسرے شوہر سے لڑکی ہے جس کا نام زینب ہے۔ زینب کا یہ قول ہے کہ زید نے میرے ساتھ زنا کیا ہے اور زید منکر ہے اور زینب کے قول کے سوا کوئی ثبوت زنا کا نہیں ہے۔
(جواب ۳۱۷) اگر زید منکر ہے تو صرف زینب کے کہنے سے حرمت مصاہرہ ثابت نہیں ہوگی۔ (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ ا،

(۱) وما الحرمۃ بدواعی الوطی اذا مسها او قبلها بشہوة تثبت حرمة المصاہرة وان انکر الشہوة کان القول قوله الا ان ینکون ذلك مع انتشار الآلة (الخانیۃ علی ہامش الہندیۃ، کتاب النکاح، باب فی المحرمات، ۱/ ۳۶۱، ماجدیۃ)
(۲) وان ادعت الشہوة فی تقبیلہ او تقبیلہا ابنہ وانکرہا الرجل فنیو مصدق لاهی (الدر المختار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ۳۷۳، سعید)

بارہ سوال باب

کفایت

پچانے نابالغہ کا نکاح اس کے بھائی کی رضامندی کے بغیر آوارہ سے کر دیا، کیا حکم ہے؟
 (سوال) ہندہ کا نکاح زید کے ساتھ ہوا تھا۔ صورت اس کی یہ ہے کہ بھائی حقیقی ہندہ کا بالغ جائز ولی تھا وہ وقت نکاح موجود نہ تھا۔ والدہ ہندہ کی مسلوب الحواس ہے۔ اس کے پچانے بغیر اجازت بھائی حقیقی بالجبر ایک غیر محترم آدمی سے نکاح کر دیا تھا۔ جس کا حال قابل بیان نہیں ہے۔ زید نہایت آوارہ ہے اور صحبت زنانوں کی رکھتا ہے۔ جس وقت ہندہ کا نکاح ہوا تھا اس وقت عمر ہندہ کی تخمیناً گیارہ سال کی تھی۔ اس وقت بالغ نہ تھی اب بالغ ہے جس کو عرصہ تخمیناً چار سال کا ہو گیا۔ بھائی اس کا اس رشتہ سے ہر گز راضی نہیں ہے بلکہ ہندہ بھی سخت ناراض ہے اور کسی قسم کا آج تک لین دین نہیں ہوا اور زید اپنی زالت سے باز نہیں آتا۔ ہندہ کا کسی قسم کا خبر گیران نہیں۔ سخت دھوکا دیا ہے۔ جو شخص اسے غرض سے تک خبر گیران نہ ہو اور دھوکا دہی کرے اور مجبور کرے۔ اس کے واسطے از روئے شرع شریف کیا حکم ہے؟ بیہوا تو جروں۔

(جواب ۳۱۸) اگر زید نے اول یہ بیان کیا تھا کہ میں خلاف شرع امور کا مرتکب نہیں ہوں اور پچا کو اس کی ان حرکات کا علم نہیں تھا تو اس صورت میں نکاح منعقد ہی نہیں ہوا۔ رجل زوج ابنته الصغيرة من رجل علی ظن انه صالح لا يشرب الخمر فوجدہ الاب شریبا مدمنا و کبرت الابنة فقاتل لارضى بالنکاح ان لم يعرف ابوہا يشرب الخمر و غلبت اهل بيته الصالحون فالنکاح باطل ای يبطل وهذه المسئلة بالاتفاق کذا فی الذخيرة (ہندیہ ۱۱ ج ۱ ص ۳۱۰) اور اگر بھائی حقیقی اسی شہر میں یا ایسی جگہ موجود تھا کہ اس سے اجازت لی جاسکتی تھی اور پھر بھی پچانے بغیر استدیان اس کا نکاح کر دیا تو یہ نکاح بھائی کی اجازت پر موقوف تھا۔ اگر بھائی نے اطاعت نکاح ہونے پر ناراضی ظاہر کر دی تو نکاح باطل ہو گیا۔ وان زوج الصغير او الصغيرة بعد الا ولياء فان كان الاقرب حاضراً وهو من اهل الولاية توقف نکاح الا بعد علی اجازتہ (ہندیہ ۲ ج ۱ ص ۳۰۳) اور اگر بھائی نے اجازت دے دی یا خبر ہونے پر ناراضی ظاہر نہ کی ہو تو نکاح صحیح ہو گیا لیکن ہندہ کو بالغ ہوتے ہی فسخ نکاح کا حق حاصل ہے۔ لیکن فسخ نکاح کے لئے قضائے قاضی یعنی حکم حاکم مجاز کی ضرورت ہے۔ ولكن لهما ای لصغير وصغيرة وملحق بهما خيار الفسخ ولو بعد الدخول بالبلوغ او العلم بالنکاح بعد شرط القضاء (در مختار ج ۲ ص ۳۳۲) (۲)

لو نڈی زادہ نے نسب غلط بتا کر سید زاولی سے نکاح کیا، کیا حکم ہے؟

(سوال) ہندہ کا نکاح زید کے ساتھ لا علمی اور دھوکے سے اس صورت پر ہوا کہ اول زید نے اپنے آپ کو شریف المنسب، ذی وقار، صاحب حشمت بیان کیا حالانکہ بعد نکاح معلوم ہوا کہ وہ ذی اقتدار، شریف المنسب اور صاحب مقدرت نہ تھا بلکہ زید لو نڈی زادہ تھا اور ہندہ سید زاولی شریف المنسب تھی۔ وہ کفو مطلق نہ تھا۔ چونکہ گمناس نے قبلی

(۱) الہندیہ، کتاب النکاح، الباب الخامس ۱۰، ۲۹۱ ما ج ۱

(۲) الہندیہ، کتاب النکاح، الباب الرابع ۱۰، ۲۸۵ ما ج ۱

(۳) الدر المختار، کتاب النکاح، باب الولی، ۳، ۶۹، سعید

زہرات و نفرتی پر ملمع کر کر سونے کا بیان کر کے چڑھایا۔ وقت شام کا تھا۔ دوسرے روز معلوم ہوا کہ اس نے دھوکہ فاش کیا۔ چنانچہ چند آدمی اس کے شاہد موجود ہیں۔ ہندہ اس وقت بالغ نہ تھی۔ عمر اس کی تخمیناً ۱۳ سال کی تھی۔ اب بالغ ہے۔ وہ اس عقد کو نہیں چاہتی۔ ہندہ کے باپ کو سخت دھوکہ ہوا۔ عرصہ تخمیناً دو ۲ سال کا ہوا کہ دامن کی سب چیزیں اپنے قبضہ میں کر کے گھر سے باہر نکال دیا۔ جب سے وہ اپنے والدین کے گھر بیٹھی ہوئی ہے۔ جوان عمر ہے۔ نہ رونی ہے نہ کپڑا ہے نہ خرچ پٹاری وغیرہ۔ لڑکی کو امید نہیں کہ وہ نباہ کر سکے۔ اور بسبب آوارگی اور قوم کے ارزل ہونے کے ہندہ چاہتی ہے کہ غلیحہ کی کر دی جائے۔ از روئے شرع شریف کے تحریر فرمائیں۔ بیوا تو جروا

(جواب ۳۱۹) چونکہ زید نے اول یہ بیان کیا تھا کہ میں محرم شریعہ کا مرتکب نہیں ہوں اور بعد میں اس کے بیان کا خلاف ظاہر ہوا اس لئے یہ نکاح باطل ہے۔ رجل زوج ابنة الصغیرۃ من رجل ذکرانہ لا یشرب المسکرو فوجده شریبا مدمنا فبلغت الصغیرۃ وقالت لا ارضی قال الفقیہ ابو جعفر ان لم یکن ابو البنت یشرب المسکرو کان غالب اهل بیتہ الصلاح فالنکاح باطل لان والد الصغیرۃ لم یرض بعدم الکفاء و انما زوجها منه علی ظن انہ کفو انتھی (خانہ ۱) ص ۳۲۳ علی هامش الہندیہ) اور اگر اس کی آوارگی سے قطع نظر کر لی جائے تاہم اس کا اپنے آپ کو شریف المنسب ظاہر کرنا اور بعد میں اس کے خلاف ظاہر ہونا اس امر کا مقتضی ہے کہ باپ اور لڑکی دونوں کو خیار نسخ حاصل ہو۔ ولو انتسب الزوج لہا نسبا غیر نسبہ فان ظہر دونہ وہو لیس بکفو فحق الفسخ ثابت للکل وان کان کفوا فحق الفسخ لہا دون الا ولیاء (عالمگیری (۲) ج ۱ ص ۳۱۲)

غلام زادہ نے دھوکہ دے کر سیدہ سے نکاح کیا، اس کے فسخ کی کیا صورت ہے؟
(سوال) ایک غلام زادہ نے دھوکہ دے کر سید کی بیٹی سے نکاح کر لیا۔ جب مسہاکو پتہ لگا تو وہ اپنے باپ کے گھر بیٹھ رہی اور اس غلام کے گھر آنے سے انکاری ہے۔ کہتی ہے کہ میں اس کے گھر رہنا پسند نہیں کرتی۔ آیا سیدانی کا نکاح غلام زادہ سے درست ہے یا نہیں؟ بیوا تو جروا

(جواب ۳۲۰) اگر شخص مذکور نے دھوکہ دے کر اپنے کو خلاف واقعہ کسی اعلیٰ نسب کا ظاہر کیا اور بعد میں وہ اس سے ہم درجہ کا ظاہر ہوا تو اس صورت میں باپ اور لڑکی دونوں کو فسخ نکاح کا اختیار ہے۔ وان کان ماضی شرا ماضی ذکر و لیس بکفو لہا بما ظہر بان تزوج علیک علی انہ عربی فاذا ہو عجمی کان لہا حق الفسخ وان رضیت کان للاولیاء حق الفسخ الخ (قاضی خان) (۲)

خفی لڑکی کا نکاح قادیانی سے جائز نہیں

(سوال) زید ایک سنی المذہب اور خفی المشرع شخص ہے۔ اس کے ایک دختر نیک اختر ہے جو ناگذا ہے اور باپ ہی کے مذہب پر ہے۔ اور ایک شخص بحر احمدی مذہب کا ہے اور نئے پیدا شدہ فرقہ قادیانی سے تعلق رکھتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کے ساتھ مرزا غلام احمد قادیانی کو بھی رسول برحق مانتا ہے اور وہی عیسیٰ علیہ السلام تسلیم کرتا ہے جن کا ذکر

(۱) الخانیۃ علی ہامش الہندیۃ، کتاب النکاح، فصل فی الکفاء، ۱، ۳۵۳، ماجدیۃ

(۲) الہندیۃ، کتاب النکاح، الباب الخامس فی الکفاء، ۱، ۲۹۳، ماجدیۃ

(۳) الخانیۃ علی ہامش الہندیۃ، کتاب النکاح، فصل فی الکفاء، ۱، ۳۵۳، ماجدیۃ

احادیث میں ہے کہ قریب قیامت کے آسمان سے نازل ہوں گے۔ مگر قرآن مجید کو منزل من اللہ اور حضرت رسول مقبول ﷺ کو سچا رسول یقین کرنا اور اسلام کے تمام اومر و نواہی پر سچے دل سے ایمان رکھتا ہے۔ باقاعدہ طور سے نماز پڑھتا اور اسلام کے دیگر تمام احکام کو بجالاتا ہے۔ اس کا کوئی نیا کلمہ بھی نہیں۔ بلکہ ان کا امام اپنے آپ کو نہایت سچا اور بڑا پکا مسلمان سمجھتا ہے اور لکھتا ہے کہ ۷

مصطفیٰ مار الام و پیشوا

ما مسلمائیم از فضل خدا

ایک دوسری جگہ ان کا امام بڑے زور شور سے لکھتا ہے کہ ۷

مومنوں پر کفر کا کرنا گمان ہے یہ کیا ایمان داروں کا نشان۔ کیا یہی تعلیم فرقان ہے بھلا۔ کچھ تو آخر چاہئے خوف خدا ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دین۔ دل سے ہیں خدام ختم المرسلین۔ شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں۔ خاک راہ احمد مختار ہیں۔ سارے حکموں پر ہمیں ایمان ہے۔ دے چکے دل اب تن خاکی رہا ہے۔ یہی خواہش کہ ہو یہ بھی فدا تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب۔ کیوں نہیں لوگو تمہیں خوف عقاب

اس کا ایک لڑکا ہے جو اپنے باپ ہی کے دین پر ہے اور فرقہ قادیانی سے تعلق رکھتا ہے۔ اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ کیا شرع شریف کے بموجب اور قرآن مجید کے ماتحت ان ہر دو کا آپس میں نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اور یہ رشتہ مناکحت شریعت محمدی کی رو سے جائز ہو گا یا نہیں؟ نہایت اب سے عرض ہے کہ جواب باصواب نہایت جلد مرحمت فرمائیں۔ ساتھ ہی گزارش ہے کہ ضرورت صرف اس قدر ہے کہ اس معاملے میں خدا اور رسول کیا فرماتے ہیں کسی کی ذاتی رائے درکار نہیں۔ براہ کرم قرآن وحدیث سے جو کچھ اس معاملے میں حق ہو خدا کو حاضر و ناظر جان کر وہی تحریر فرما کر داخل حسنت ہوں۔ اور اس بات سے ڈر کر کہ ایک روز ضرور ایسا آنے والا ہے جس دن سب کو خداوند کریم کے سامنے کھڑے ہو کر اپنے اعمال کی جواب دہی کرنی ہوگی اور وہ دن بڑا سخت ہو گا اور موت سے خوف کھا کر کہ ایک روز مرنا یقینی ہے آپ فتویٰ دیں۔ حق بات کے کہنے میں کسی کا خوف یا ڈر یا نہ ہی تعصب آپ کو نہ روکے ورنہ خوب سمجھئے کہ قیامت میں خداوند کریم کا غصہ سب سے زیادہ انہیں لوگوں پر نازل ہو گا جو دانستہ حق کو چھپائیں گے۔

(جواب ۳۲۱) اللهم ربنا اللهمنا الصدق والسادات واتباعه وجنبا الكفر والا لحاد وارزقنا اجتنابه لك الحمد حمد اتر تضييه و الصلوة على نبيك صلوة ترضيه وعلى مقتضى اثاره و متعبيه اجمعين اما بعده۔ مستفتی کی نصیحت کہ حق بات صاف صاف ظاہر کر دی جائے۔ بسرو چشم مقبول و منظور ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی باوجود اتباع قرآن وحدیث کے طویل و عریض دعوں کے قرآن وحدیث کے منکر محرف و مبدل ہیں۔ انبیاء کی توہین قرآن پاک کی توہین، رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین علمائے مجتہدین پر سب و شتم ان کے کلام میں اس قدر ہے کہ آفتاب نیم روز کی طرح واضح ہے۔ اجماع کے وہ مخالف ہیں اور جو شخص کہ قرآن وحدیث کے احکام منصوبہ صریحہ کا خلاف کرے، انبیاء علیہم السلام کی توہین کرے، قرآن پاک کی اہانت کرے، قرآن مجید کے مضامین متفق علیہا کو بدل دے، اجماع کا خلاف کرے وہ یقیناً کافر ہے اگرچہ وہ اپنے مسلمان ہونے کا کتنا ہی لمبا چوڑا دعویٰ کرے۔

مرزا صاحب خود اپنی تصنیفات میں تمام مسلمانوں کو جو ان کے دعووں کو نہیں مانے تبلیح منکر یا مسترد بھی ہیں کافر کہتے ہیں اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے کو مرزائیوں کے لئے ناجائز و حرام بتاتے ہیں۔ (دیکھو حاشیہ تحفہ گولڑویہ) ان کے جانشین خلیفہ ثانی مرزا محمود صاحب نے اخبار ”فاروق“ میں جو قادیان سے نکلتا ہے اپنا مضمون شائع کر لیا ہے۔

اس میں احمدیوں کو فرماتے ہیں کہ تمہارے لئے قطعی حرام ہے کہ مزار صاحب کے منکروں کے جنازے کی نماز پڑھو اور ان کے ساتھ مناکحت یعنی رشتہ ناٹے کرو۔

پھر تعجب ہے کہ مرزائی کس منہ سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ مرزا کو باوجود اقرار قرآن وحدیث وتوحید و رسالت کے کافر کیوں کہا جاتا ہے۔ وہ خود اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں کہ انہوں نے کروڑوں مسلمانوں کو جو توحید و رسالت و ضروریات اسلام کے معتقد و مقرر ہیں اور ان میں ہزاروں الٰہکوں علماء و مشائخ اور صوفیہ ہیں کیسے کافر بنادیا۔

اس سوال کے جواب کے لئے جو مستحق نے دریافت کیا ہے مرزا ممود صاحب کافوتی کافی ہے کہ کسی احمدی لڑکے کا غیر احمدی لڑکی سے نکاح نہیں ہو سکتا قطعی حرام ہے۔ (۱) اور مرزائیوں پر اس فتوے کا تسلیم کرنا لازم ہے۔ کیونکہ مرزا صاحب اپنے تمام منکرین اور مترودین کو کافر بتا چکے ہیں۔ واللہ اعلم

شیعوں کا فہم کھانا اور ان سے رشتہ کرنا کیسا ہے ؟

(سوال) شیعوں کے ہاتھ کا فہم اور ان کے ساتھ کھانا اور رشتہ کرنا درست ہے یا نہیں۔ نیز سلام علیک کرنا اور جواب سلام دینا کیسا ہے ؟

(جواب ۳۲۲) رفیعہ کا وہ فرقہ جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عیاذ باللہ خدا یا اور کچھ اسی طرح جو شرعاً کفر ہو مانتا ہو ان کے ہاتھ کا فہم کھانا درست نہیں۔ (۲) اور جو لوگ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ، کو خلفائے ثلاثہ پر صرف افضل مانتے ہوں ان کے ہاتھ کا فہم جائز ہے اور ان لوگوں کی لڑکیوں سے نکاح کر لینا بھی جائز ہے۔ (۳) مگر انہیں اپنی لڑکیاں نہیں دینی چاہیں۔ (۴) بلا ضرورت ان سے سلام کرنا یا خلامار کھنا بھی اچھا نہیں۔

قادیانی لڑکے کا نکاح حنفی لڑکی کے ساتھ جائز نہیں

(سوال) زید فرقہ قادیان سے اور بحر حنفی ہے۔ زید کا لڑکا ہے اور بحر کی لڑکی ہے ان کا نکاح باہم شرعاً جائز اور درست ہے یا ناجائز ہے اور نکاح کرنے میں کوئی نقصان عائد ہو گا یا نہیں ؟

(جواب ۳۲۳) قادیانیوں کو اپنی لڑکی دینا یا ان کی لڑکی خود کرنا جائز نہیں۔ (۵)

ایضاً

(سوال) مرزا غلام احمد قادیانی کے اقوال مندرجہ ذیل ہیں :-

(۱) آیت مبشروا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد کا مصداق میں ہوں (ازالہ اوہام طبع اول ص ۶۷۳)۔

(۱) لا يجوز للمرتد ان يتزوج مرتدة ولا مسلمة وكافة اصلية وكذلك لا يجوز نكاح المرتدة مع احد كذا في المبسوط - (الهندية كتاب النكاح، الباب الثالث، القسم السابع، ۲۸۲/۱، ماجدية)

(۲) ان الرافضي ان كان ممن يعتقد الالوهية في علي او ان جبريل غلط في الوحي او كان ينكر صحة الصديق او يقذف السيدة الصديقة فهو كافر لمخالفة القواعد المعلومة من الدين بالضرورة، بخلاف ما اذا كان يفضل علياً او يسب الصحابة فانه مبتدع لا كافر - (رد المحتار، كتاب النكاح، فصل في المحرمات، ۴۶/۳، سعيد)

(۳) يجوز منا كحة المعتزلة، لا نه لا تكفر احد من اهل القبلة وان وقع الزام في المباحث - (الدر المختار، كتاب النكاح، فصل في المحرمات، ۴۵/۳، سعيد) (۴) خفي الفتح : ويجوز، تزوج، الكتابيات، والاولى ان لا يفعل ولا ياكل ذبيحتهم الا للضرورة - (رد المحتار، كتاب النكاح، فصل في المحرمات، ۴۵/۳، سعيد) (۵) لا يجوز للمرتد ان يتزوج مرتدة ولا مسلمة وكذلك لا يجوز نكاح المرتدة مع احد، كذا في المبسوط - (الهندية، كتاب النكاح، الباب الثالث، القسم السابع، ۲۸۲/۱، ماجدية) (۶) حرم احت معتدته والمجوسية بالا جماع والوثنية (البحر الرائق، كتاب النكاح، فصل في المحرمات، ۱۱۰/۳، دار المعرفة بيروت)

(۲) مسیح موعود جن کے آنے کی خبر احادیث میں آئی ہے میں ہوں (ازالہ وہام طبع اول ص ۹۶۶۵۔ (۳) میں مہدی مسعود اور بعض نبیوں سے افضل ہوں (معیار الاخیار ص ۱۱) (۴) ان قدمی علی منارۃ حتم علیہ کل رفعة (خطبہ الہامیہ ص ۳۵)۔ (۵) لا تقیسونی باحد ولا احد ابی (خطبہ الہامیہ ص ۱۹)۔ (۶) میں مسلمانوں کے لئے مسیح مہدی اور ہندوؤں کے لئے کرشن ہوں (لیکچر سیالکوٹ ص ۳۳) (۷) میں امام حسین سے افضل ہوں (دافع ابلاء ص ۱۳)۔ (۸) وانی قتیل الحب لکن حسینکم قتیل العدی فالفرق اجلی و اظہر۔ (انجاز احمدی ص ۸۱) (۹) یسوع مسیح کی تین ولایاں اور تین نانیاں زناکار تھیں (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵) (۱۰) یسوع مسیح کو جھوٹ بولنے کی عادت تھی (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵)۔ (۱۱) یسوع مسیح کے معجزات مسمریزم تھے۔ اس کے پاس بجز دھوکہ کے اور کچھ نہ تھا (ازالہ وہام ص ۳۲۲-۳۰۳) (۱۲) میں نبی ہوں اس امت میں نبی کا نام میرے لئے مخصوص ہے (حقیقۃ الوحی ص ۳۹)۔ (۱۳) مجھے الہام ہوا۔ یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً (معیار الاخیار ص ۱۱) (۱۴) میرا منکر کافر ہے (حقیقۃ الوحی ص ۱۶۳) (۱۵) میرے منکروں بلکہ متالموں کے پیچھے بھی نماز جائز نہیں (فتاویٰ احمدیہ جلد اول) (۱۶) مجھے خدا نے کہا۔ اسمع ولدی، اے میرے بیٹے سن! (البشری ص ۴۹) (۱۷) لولا ک لما خلقت الا فلاح (حقیقۃ الوحی ص ۹۹)۔ (۱۸) میرا الہام ہے وما ینطق عن الہوی (اربعین ص ۳)۔ (۱۹) وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین (حقیقۃ الوحی ص ۸۲)۔ (۲۰) انک لمن المرسلین۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۰۷)۔ (۲۱) اتانی ما لم یوت احداً من العلمین (حقیقۃ الوحی ص ۱۰۷) (۲۲) اللہ معک یقوم لہما قمت (ضمیمہ انجام آتھم ص ۷۱)۔ (۲۳) مجھے حوض کوثر ملا ہے۔ انا اعطیناک الکواثر (ضمیمہ انجام آتھم ص ۸۵) (۲۴) میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ہو بہو اللہ ہوں۔ رایتنی فی المنام عین اللہ وتیقنت انی هو فخلقت السموات والارض (آئینہ کمالات مرزا ص ۵۶۵، ۵۶۴) (۲۵) میرے مرید کسی غیر مرید سے لڑکی نہ بیاہا کریں (فتاویٰ احمدیہ ص ۷)

جو شخص مرزا قادیانی کا ان اقوال میں مصدق ہو اس کے ساتھ مسلم غیر مصدق کا رشتہ زوجیت کرنا جائز ہے یا نہیں اور تصدیق بعد نکاح موجب افتراق ہے یا نہیں؟ بیہودا تو جروا

(جواب ۳۲۴) مرزا غلام احمد قادیانی کے یہ اقوال جو سوال میں نقل کئے گئے ہیں اکثر ان میں سے میرے دیکھے ہوئے ہیں۔ ان کے علاوہ بھی ان کے بے شمار اقوال ایسے ہیں جو ایک مسلمان کو مرتد بنانے کے لئے کافی ہیں۔ پس خود مرزا صاحب اور جو شخص ان کا ان کلمات کفریہ میں مصدق ہو سب کافر ہیں۔ اور ان کے ساتھ اسلامی تعلقات مناکحت وغیرہ رکھنا حرام ہے۔ (۱) تعجب ہے کہ مرزا صاحب اور ان کے جانشین تو اپنے مریدوں کو غیر مرزا کی کجنازہ پڑھنا بھی حرام بتائیں اور غیر احمدی انہیں مسلمان سمجھ کر ان کے ساتھ رشتے ناطے کریں۔ آخر غیرت بھی کوئی چیز ہے۔

یسود و نصاریٰ (جو اپنے دین پر قائم ہوں) سے مسلمان کا نکاح کرنا کیسا ہے؟

(سوال) آج کل جو اہل کتاب یعنی یسود و نصاریٰ موجود ہیں ایسی حالت میں کہ وہ اپنے دین پر رہیں کسی مسیحی یا یسودی عورت سے مسلمان کو نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۲۵) اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ جو اس زمانے میں موجود ہیں دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ کہ اپنے دین پر قائم اور انجیل و توریت کو آسمانی کتاب، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو واجب الاحترام پیغمبر یا خدا کا بیٹا یا خدا مانتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مقدس رسول سمجھتے ہیں ایسے یہود و نصارے سے مسلمانوں کو مناکحت جائز ہے خواہ وہ اپنے دین ہی پر رہیں۔ کیونکہ کلام ربانی میں ان کے یہ عقائد مذکور ہیں (۱) اور بلو جو دان عقائد کے ان کی عورتوں سے نکاح کی اجازت دی گئی ہے۔ (۲)

دوسرے وہ کہ تعلیم یافتہ سائنس دان ہیں۔ نہ وہ خدا کے قائل نہ انجیل و توریت کے نہ حضرت عیسیٰ و موسیٰ علی نبینا و علیہا السلام کی کسی عظمت و بزرگی کے معتقد۔ صرف رسمی اور آبائی طور پر عیسائی بنے ہوئے ہیں۔ ان لوگوں سے مناکحت ناجائز ہے۔ کیونکہ یہ اہل کتاب نہیں ہیں۔ دہریہ ہیں۔ (۳) واللہ اعلم

محمد کفایت اللہ غفرلہ سنہری مسجد دہلی۔ الجواب صواب۔ منہ محمد قاسم غنی مدرس مدرسہ امینیہ دہلی۔ الجواب صواب۔ منہ ضیاء الحق غنی مدرس مدرسہ امینیہ دہلی۔ مہر دارالافتاء۔

والدین کی مرضی کے خلاف غیر کفو میں بالغہ کا نکاح

(سوال) ایک عورت بالغہ کے والدین ایک شریف اور اس کی ہم عمر قریشی رشتہ دار سے شادی کر رہے ہوں مگر وہ عورت بد چلتی سے ایک اور رشتہ دار کے ساتھ نکل کھڑی ہو اور جا کر کہیں بغیر رضامندی اور بغیر موجودگی والدین کے وہ نکاح کر لیں مگر والدین جا کر اس عورت کو واپس گھر لے آئیں۔ اس عورت کا خاوند ایک فرضی ڈاکہ کا مقدمہ چھیڑ دے۔ اس عورت کے والدین عدالت میں ایک بناوٹی نکاح اپنے کفو سے عورت کی رضا پر پیش کریں جس پر عورت والدین کو مل جائے۔ اب والدین اس بناوٹی خاوند کے ساتھ اس عورت کا نکاح کرنا چاہیں اور پہلے شخص سے طلاق چاہیں وہ کسی صورت نہ دے اور وہ شخص اخلاق میں کمزور اور صوم و صلوة کا پابند نہ ہو۔ اب عورت کے والدین پانچ سال بعد ایک مفتی مولوی محمد عبد العظیم صاحب ماتانی کو حالات عرض کریں اور وہ یہ فتویٰ دیں کہ بغیر رضامندی والدین کے کوئی بالغہ یا نابالغہ عورت کہیں بھی نکاح کرے وہ باطل ہے۔ اس عورت کا نکاح مجوزہ آدمی سے پڑھ دیا جاوے۔ والدین نے اب وہ نکاح پڑھ دیا ہو تو کیا وہ نکاح درست ہے؟ المستفتی نمبر ۷۴۷۷ شاہ محمد صاحب چشتی مظفر آباد ضلع مانان۔

(جواب ۳۲۶) پہلا نکاح جس شخص کے ساتھ عورت نے خود کیا تھا اگر وہ کفو تھا تو نکاح صحیح معتقد ہو گیا تھا اور بدون طلاق کے دوسرا نکاح درست نہیں ہوا۔ لیکن اگر وہ عورت کا کفو نہ تھا تو اس کی گنجائش ہے کہ پہلے نکاح کو باطل قرار دے کر دوسرا نکاح جائز سمجھا جائے۔ (۴)

(۱) وقالت اليهود عزيز ابن الله وقالت النصارى مسيح ابن الله۔ (التوبة: ۳۰)

(۲) والمحضات من الدين اتوا الكتاب من قبلكم اذا اتيموا من اجورهم۔ (البقرة: ۵)

(۳) ورجعه في فتح القدير بان القاتل بذلك طائفان من اليهود والنصارى انقروا لاكلهم مع ان مطلق لفظ الشرك اذا ذكر في لسان الشرع لا ينصرف الى اهل الكتاب وان صح لغة في طائفة او طوائف لما عهد من ارادته به من عبد مع الله تعالى غيره ممن لا يدعي اتباعي وكتاب الى آخر ما ذكره۔ (رد المحتار، كتاب النكاح، فصل في الحرامات ۳/ ۳۵، سعيد)

(۴) فنفذ نكاح حرمه مكلفه بلا رضا ولي والا صل ان كل من تصرف في ماله تصرف في نفسه، ومالا فلا، وله اي للولي اذ كان عصبة لا اعتراض في غير الكفو فيفسخه القاضي۔ (رد المحتار، كتاب النكاح باب الولي، ۳/ ۵۶، سعيد)

وفي المسوط: واذا زوجت المرأة نفسها من غير كفوفلا وليا ان يفروا بينهما، لانها الحققت العار بالا ولياء۔ (المسوط للرحماني، باب الاكفاء، ۵/ ۲۵، بيروت)

لا علمی میں رافضی سے نکاح ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

(سوال) زید نے اپنی لڑکی ہندہ کا بچہ کے لڑکے کے ساتھ عقد کر دیا۔ بعد چار پانچ سال کے معلوم ہوا کہ بچہ قوم رافضی ہے۔ اب زید اپنی لڑکی کو نہیں بھجیتا۔ کتا ہے کہ لا علمی میں نکاح کر دیا گیا اب نہیں بھجوں گا۔ آیا ہندہ جو مذہب حنفی رکھتی ہے اس کا نکاح رافضی کے ساتھ درست ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۹۲ اور مجدد ہوا (مطلع بنگلی)

(جواب ۳۲۷) اگر لڑکے نے یا اس کے اولیاء نے اپنے آپ کو سنی ظاہر کیا تھا اور درحقیقت شیعہ تھے۔ تو زید کو اور اس کی لڑکی کو حق ہے کہ اس دھوکہ دینے کی بنا پر اپنی لڑکی کے نکاح کو فسخ کرالے۔ (۱) اور اگر دھوکہ دینے کی نوبت نہیں آتی تو اگر خاوند ایسے شیعوں میں سے ہے جو موجودہ قرآن مجید کو نہیں مانتے یا اس میں تحریف یا کمی زیادتی کے قائل ہیں یا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر افک کی صحت کے مؤید ہیں یا حضرت علی کو خدا مانتے ہیں یا اسی قسم کے کسی اور عقیدے کے قائل ہیں تو نکاح ہی صحیح نہیں ہوا۔ (۲) اور اگر وہ تبرائی غالی شیعوں میں سے ہیں تو بوجہ فسق اور عدم امکان موافقت کے وہ نکاح کو فسخ کر سکتی ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ

(سوال) زید ایک قادیانی عقائد کے باپ کا بیٹا ہے جس نے قادیانی عقائد میں پرورش پائی اور قادیانی رہا۔ اس کی والدہ حنفی العقیدہ ہے۔ زید کا نکاح بھی ایک حنفی العقیدہ لڑکی سے ہوا۔ اور ایک ہزار روپیہ مہر مؤجل مقرر ہوا۔ اس کے بعد زید قادیانی لوگوں کی بعض حرکات سے اس قدر متغیر ہوا کہ وہ نہ صرف قادیانی مذہب سے بلکہ اسلام سے ہی بدظن ہو گیا اور آخر آریہ بن گیا۔ کچھ عرصے کے بعد مشرف باسلام ہوا۔ اب محمد اللہ وہ عقائد حقہ رکھتا ہے اور قادیانیت سے متغیر ہے مندرجہ بالا واقعات کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے سرال والوں نے بوجہ ارتداد اس کے نکاح کو فسخ شدہ قرار دے کر مہر کا مطالبہ کیا۔ اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل سوالات پیدا ہوتے ہیں۔

(۱) حنفی لڑکی کا قادیانی سے نکاح ہوا تو مہر واجب ہو گیا یا نہیں؟

(۲) قادیانی اپنا مذہب چھوڑ کر ہندو ہو جائے تو کیا یہ ارتداد عن الاسلام ہوگا؟

(۳) ہندو ہونے کے بعد زوجین نکاح کو برقرار رکھنا چاہیں تو تجدید نکاح ضروری ہے

(۴) تجدید نکاح کی صورت میں حلالہ ضروری نہیں۔

(۱) آیا ایک حنفی العقیدہ لڑکی کا نکاح ایک قادیانی شوہر سے شرعاً جائز ہے یا فاسد و باطل؟

(۲) اگر فاسد و باطل ہے تو آیا مہر پھر بھی واجب ہے؟ (تعلقات زنا شوئی کئی سال تک جاری رہے)

(۳) یہ دیکھ کر کہ حضرات علماء نے قادیانی لوگوں کے ارتداد اور خارج عن الاسلام ہونے کا فتویٰ دے رکھا ہے آیا کس

قادیانی کا اپنے مذہب کو (خواہ وہ بزرگ عم خود اس کو اسلام سمجھتا ہو) ترک کر کے آریہ ہو جائے ارتداد عن الاسلام ہے اور اس

سے نکاح صحیح ہو جاتا ہے؟

(۱) ولو انتسب الزوج لها نسباً غیر نسبہ فان ظہر دونہ وھولیس بکف فحق الفسح ثابت للکل۔ (الھدیۃ، کتاب النکاح، الباب الثامن لا الکفاء ۱/ ۲۹۳، ما جدید)

(۲) ویند ظہر ان الرافضی ان کان ممن یعتقد الا لویۃ او ان جبریل غلط فی الوحی او کان ینکر صحبۃ الصدیق او یقذف السیدۃ الصدیقۃ فھو کافر لمخالفتہ القواعد المعلومۃ من الدین بالضرورۃ۔ (رد المحتار، کتاب النکاح، فصل فی الخرمات، ۳/ ۴۶، سعید) وفی البدائع: فلا یجوز النکاح المؤمنۃ الکافر۔ (البدائع الصنائع، کتاب النکاح، باب منھا اسلام الرجل، ۲/ ۲۷۱، سعید)

- (۴) صورت زیر بحث میں اگر یہ زوجین تعلقات زنا شونئی کو جاری رکھنا چاہیں تو ان کے لئے تجدید نکاح ضروری ہے؟
- (۵) صورت تجدید نکاح آیا حلالہ ضروری ہے؟ یہ ملحوظ رہے کہ زید نے طلاق نہیں دی فتح نکاح ہو جاوے اور تداو سمجھا جا رہا ہے۔

المستفتی نمبر ۳۶۰ سید غلام بھیک نیرنگ ایڈوکیٹ انبالہ۔ ۷ ربیع الاول سن ۱۳۵۳ھ ۳۰ جون سن ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۲۸) (۱) نکاح جائز ہے یعنی فاسد ہے۔ (۱)

(۲) اگر یہ زوجین میں تعلقات زنا شونئی واقع ہو چکے ہیں تو مہر منسل لازم ہو واجب ہے۔ (۲)

(۳) ہاں، گو قادیانیوں پر کفر کا فتویٰ ہے۔ تاہم وہ اسلام کے مدعی تو ہیں۔ تو اسلام چھوڑ کر آریہ ہو جانا تداو قرار دیا جائے گا۔ اور نکاح جو فاسد ہونے کی وجہ سے پہلے ہی واجب الفسخ تھا اس کا فسخ اور زیادہ مؤکد ہو جائے گا۔ کیونکہ اس صورت میں اطلاق نکاح قیقین ہو گیا۔ (۳)

(۴) اگر یہ زوجین تجدید اسلام زوج کے بعد باہم زنا شونئی کے تعلقات رکھنا چاہیں تو ان کو از سر نو نکاح کرنا لازم ہوگا۔ لیکن نکاح سے پہلے حلالہ کی ضرورت نہیں ہوگی۔ (۴)

(۵) حلالہ کی ضرورت نہیں کیونکہ حلالہ تین طلاق دینے کی صورت میں ہوتا ہے۔ نہ کہ نکاح فسخ ہونے کی صورت میں۔ (۵)

محمد کفایت اللہ کان اللہ،

شیعہ سے اہل سنت کا نکاح

(سوال) فرقہ شیعہ سے اہل سنت و اہماتہ کی مناکحت جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۵۱۵ محمد مقدس (ضلع سلمٹ) ۵ ربیع الثانی سن ۱۳۵۴ھ ۷ جولائی سن ۱۹۳۵ء

(جواب ۳۲۹) شیعہ جو غالی ہیں یعنی ایسے اعتقاد رکھتے ہیں جن سے کفر لازم آجاتا ہے تو ان کے ساتھ مناکحت کی ایک صورت جائز ہے کہ لڑکا سنی ہو اور لڑکی شیعہ ہو۔ (۱) لیکن اگر لڑکی سنی ہو اور لڑکا غالی شیعہ ہو تو نکاح درست نہ ہوگا۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

نکاح کے بعد خاوند قادیانی ہو گیا، کیا حکم ہے؟

(سوال) زید جب کہ اہل سنت و اہماتہ تھا اس کا نکاح ایک اہل سنت و اہماتہ عورت سے ہوا تھا۔ آج وہ اپنے آپ کو

- (۱) وحرم اخت معتداتہ والمنجوسۃ بالا جماع والوثیۃ وبدخل فی عبدة الاوثان عبدة الشمس والنجوم والصور التي استحسنوها والمطلۃ والزنا دقہ۔ (الدر المختار، کتاب النکاح، فصل فی الخرمات، ۱۱۰۳، دار المعرفۃ بیروت)
- (۲) ووجب مہر المثل فی نکاح فاسد۔ (الدر المختار، کتاب النکاح، باب المہر، ۱۳۱۰، سعید)
- (۳) اور اتد ام احد ہما ای الزوجین فسخ عاجل بلا قضاء۔ (الدر المختار) وفي الرد۔ بلا قضاء ای بلا توقف علی قضاء الفاضی۔ (روایت دار المختار، کتاب النکاح، باب نکاح الکافر، ۱۴۳-۱۵۳، سعید)
- (۴) فلو اتد مرارا وجدد الا سلام فی کل مرة وجدد النکاح علی قول نبی حیثۃ تحل امراتہ من غیر اصابة زوج ثلث۔ (رد المختار، کتاب النکاح، باب نکاح الکافر، ۱۹۳، سعید)
- (۵) ینا

(۶) اس سے دو شیعہ لڑکی مراد ہے جو نہ ریاات وین کی بنیاد پر نہ تجوز مناکحتہ المعتزلۃ، لا نالا تکفر احدا من اہل القبلة وان وقع المہر فی المباحث۔ (الدر المختار، کتاب النکاح، فصل فی الخرمات، ۱۱۰۳، سعید) اور اگر ضروریات دین میں سے کسی چیز کی بھی منکر ہو تو ناجائز ہونے کی وجہ سے اس سے نکاح جائز نہیں۔

وحرم المنجوسۃ بالا جماع والوثیۃ وبدخل فی عبدة الاوثان عبدة الشمس والمطلۃ والزنا دقہ لان اسم المشرک منہ لیم حبصا (الدر المختار، کتاب النکاح، فصل فی الخرمات، ۱۱۰۳، دار المعرفۃ بیروت)

مرزائی کتا ہے اور مرزا قادیانی کو محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد نبی سمجھتا ہے اب اس کا نکاح قائم رہا نہیں؟
 المستفتی نمبر ۶۰۸ حکیم نبی بخش (ضلع جالندھر) ۱۳ جمادی الثانی سن ۱۳۵۴ھ ۱۲ ستمبر سن ۱۹۳۵ء
 (جواب ۳۳۰) زید کے قادیانی ہو جانے سے اس کا نکاح فسخ ہو گیا۔ کیونکہ قادیانی ہونے سے وہ مرتد ہو گیا۔ اور
 ارتداد سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے۔ عورت بذریعہ کسی مسلمان حاکم کے اس سے علیحدگی اور تفریق کا فیصلہ حاصل کر سکتی
 ہے۔ (۱) فقط محمد کفایت اللہ

تفصیلی شیعہ سے سنی لڑکی کا نکاح کیسا ہے؟

(سوال) ایک شیعہ لڑکا سنی لڑکی کے ساتھ نکاح کرنا چاہتا ہے۔ اس کے متعلق کیا حکم ہے؟ یہ شیعہ تعضیل ہے جو
 حضرت علی کو دیگر صحابہ پر فضیلت دیتے ہیں۔ لڑکی کے رشتہ دار صرف اس وجہ سے یہ کام کرنا چاہتے ہیں کہ یہ
 عورت خراب ہے ناجائز طریقے سے روزی کھاتی ہے۔ اس سے بہتر یہ ہے کہ شیعہ آدمی کے نکاح میں رہے۔
 مائیکیری جلد دوم صفحہ ۲۴۶ میں ہے۔ الرافضی اذا کان یسب الشیخین او یلعنهما والعیاذ باللہ فہو کافر وان
 کان یفضل علیاً کرم اللہ وجہہ علی ابی بکر الصدیق لا یكون کافراً الا انما هو مبتدع۔ اس سے معلوم
 ہوتا ہے کہ سنی لڑکی کا۔ ان کے ساتھ نکاح درست نہیں ہے۔

المستفتی نمبر ۶۳۲ حافظ محمد احمق (کور) ۲۹ جمادی الثانی سن ۱۳۵۴ھ

(جواب ۳۳۱) شیعہ اگر حضرت علی کو دوسرے صحابہ پر فضیلت دیتا ہے۔ بس اس کے علاوہ اور کوئی بات اس میں
 شیعیت کی نہیں ہے تو یہ کافر نہیں ہے اور ایسے شیعہ کے ساتھ سنی لڑکی کا نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر شیعہ
 غلطی و حمی یا الوہیت علی یا انک صدیقہ کا قائل ہو یا قرآن مجید میں کمی بیشی ہوئے کا معتقد ہو یا صحبت صدیق کا منکر ہو تو
 ایسے شیعوں کے ساتھ سنی لڑکی کا نکاح منعقد نہیں (۲) ہوتا اور چونکہ شیعوں میں تفسیر کا مسئلہ شائع اور معمول ہے اس
 لئے یہ بات معلوم کرنی مشکل ہے کہ فلاں شیعہ قسم اول میں سے ہے یا قسم دوم میں سے اس لئے لازم ہے کہ شیعوں
 کے ساتھ مناکحت کا تعلق نہ رکھا جائے شیعہ لڑکی کے ساتھ سنی مرد کا نکاح درست ہے (۳) لیکن یہ تعلق پیدا کرنا
 اکثر حالات میں مضر ہوتا ہے اس لئے اجتناب ہی اولیٰ ہے۔ (۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ،

انصرانی عورت سے نکاح

(سوال) ایک مسلم مرد اگر کسی اہل کتاب یہودی یا نصرانی عورت سے عقد کر لے تو جائز ہے یا نہیں؟ درانحالیکہ مرد

(۱) شوہر کے مرتد ہونے سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے، قاضی کی ضرورت نہیں، البتہ قانونی و اخذہ سے محفوظ رہنے کے لئے حاکم کی اجازت حاصل کر
 لینا بہتر ہے جیسا کہ سوال نمبر ۳۳۲ کے جواب میں مذکور ہے۔ فی الذکر: وارتداد احد ہما ای الزوجین فسخ عاجل بلا قضاء۔ (الدر
 المختار) وفي الرد: بلا قضاء ای بلا توقف علی قضاء القاضی۔ (رد المحتار، کتاب النکاح، باب نکاح الکافر، ۳، ۱۶۳، ۱۹۴، سعید)

(۲) ویکنفر من اراد بغض النبی صلی اللہ علیہ وسلم وبغض عائشہ رضی اللہ عنہا من نساءہ فقط و بانکارہ صحبہ ابی بکر
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ بخلاف غیرہ و بانکارہ امامہ ابی بکر رضی اللہ عنہ علی الاصح کا نکارہ خلافت عمر رضی اللہ عنہ علی الا
 صح۔ (البحر الرائق، کتاب الجہاد، باب المرتد، ۵، ۱۳۰، ۱۳۱، دار المعرفہ)

(۳) جب کہ وہ ضروریات دین کی منکر نہ ہو۔ وفي الهدایہ: ویجوز تزویج الکتابیات۔ (الهدایہ، کتاب النکاح، فصل فی الحرامات، ۲، ۳۱۰،
 شریعہ علیہ) لیکن اگر ضروریات دین میں سے کسی چیز کی منکر ہو تو اس سے سنی کا نکاح جائز نہیں۔ وبهذا ظہر ان الرافضی ان کان ممن یعتمد
 الا لوهیة فی علی او ان جبریل غلط فی الوحی او کان ینکر صحبہ الصدیق او یغض السیدة الصدیقة فہو کافر لمخالفتہ التواضع
 المعلومۃ من الدین بالضرورۃ۔ (رد المحتار، کتاب النکاح، فصل فی الحرامات، ۳، ۳۶، سعید)

(۴) والا ولی ان لا یتزوج کتابة ولا یاکل ذبیحتہم الا للضرورة (البحر الرائق، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ۳، ۱۱۱، دار المعرفہ)

اسلامیت پر اور عورت انصرانیت پر قائم رہے فقط

المستفتی نمبر ۸۰۵ اے۔ آر۔ جان (بمبئی) ۷ اذی الحجہ سن ۱۳۵۴ھ ۲ مارچ سن ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۳۲) ہاں مسلمان کے لئے کتبیہ عورت یعنی یہودی یا نصرانی عورت کے ساتھ نکاح کرنا جائز ہے۔ (۱)
کتبیہ اپنے مذہب پر قائم رہ سکتی ہے مگر اپنے مسلمان ہوں گے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

سنی لڑکی کا نکاح قادیانی سے ہوا، کیا حکم ہے؟

(سوال) ایک شخص کا باپ احمدی ہے اور وہ خود بھی احمدی ہے۔ اس شخص کی شادی ایک اہل سنت و الجماعۃ لڑکی سے ہوئی ہے۔ شادی ہونے سے پہلے اس شخص کے احمدی خیالات پوشیدہ تھے۔ شادی ہونے کے بعد اس نے اپنے خیالات ظاہر کئے۔ اس کا باپ اپنی احمدیت نہیں چھوڑتا ہے مگر وہ شخص تو یہ کرنے کے لئے تیار ہے۔ اور علمائے دین کے فتوے کو بھی ماننے کے لئے تیار ہے مگر اپنی زبان سے مرزا صاحب کو کافر نہیں کہتا ہے۔ اب اگر وہ اپنا قادیانی عقیدہ چھوڑ کر دائرہ اسلام میں آتا ہے اور اپنی زبان سے مرزا صاحب کو کافر نہیں کہتا اس کو مسلمان سمجھا جائے یا نہیں اور اس کے ساتھ رشتہ داری رکھی جائے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۸۱۴ عبد اللہ بورخاں (ریاست جنید) ۲۲ ذی الحجہ سن ۱۳۵۴ھ

(جواب ۳۳۳) قادیانی کا نکاح اہل سنت و الجماعۃ لڑکی سے درست نہیں ہوتا۔ اگر ایسا نکاح ہو گیا ہے تو وہ ناجائز اور باطل ہے۔ (۲) اب اگر خاوند قادیانی مذہب اور اس کے عقائد سے تائب ہو کر مذہب اہل سنت و الجماعۃ اختیار کر لے اور مرزا غلام احمد کو کاذب اور ضال و مضل سمجھنے لگے تو جب بھی از سر نو نکاح کی تجدید کرنی ہوگی۔ مرزا صاحب کو اپنی زبان سے کافر نہ کہے تو نہ کہے مگر یہ اقرار کرنا لازم ہو گا کہ جو علماء مرزا صاحب کی تکفیر کرتے ہیں وہ حق پر ہیں۔ اس کے ساتھ اہل سنت و الجماعۃ کے عقائد کو مانے اور ان کے اعمال میں شریک رہے تو دوبارہ نکاح کر دیا جائے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ

غیر مقلدوں کا فیحہ کھانا، ان کے پیچھے نماز پڑھنا اور ان سے بیاہ کرنا کیسا ہے؟

(سوال) غیر مقلد جو وہاں اہل حدیث کے نام سے مشہور ہیں ان کے ہاتھ کا فیحہ احناف کو کھانا جائز ہے یا نہیں اور غیر مقلدوں کے پیچھے احناف نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں، اور ان سے شادی بیاہ لین دین جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۸۵۶ قاضی حکیم محمد نور الحق (چامراج نگر) ۲۱ محرم سن ۱۳۵۵ھ ۴ اپریل سن ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۳۴) اہل حدیث غیر مقلدوں کا فیحہ بلاشبہ حلال ہے۔ (۲) ان کے پیچھے خفیوں کی نماز درست ہے۔ (۱) ان سے بیاہ شادی لین دین سب جائز ہے۔ (۲) ہاں اگر خفی کسی اختلاف یا جھگڑے کے خیال سے رشتہ تات نہ

(۱) بوضیح نکاح کتابیہ مؤمنہ بنی مقربہ بکتاب منزل (الدر المختار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ۴۵/۳، سعید)

(۲) الولد یتبع خیر الابین کذا فی الكنز (الہندیہ، کتاب النکاح، الباب العاشر، ۱۹۶/۳، ماجدیہ)

(۳) ولا یجوز تزوج المسلمۃ من مشرک ولا کتابی (الہندیہ، کتاب النکاح، الباب الثالث، القسم السابع، ۲۸۱/۱، ماجدیہ)

(۴) واما شرائط الذکاۃ فانواع، ومنها ان یکون مسلما (الہندیہ، کتاب الذبايح، الباب الاول، ۲۸۵/۵، ماجدیہ)

(۵) غیر مقلد امام اگر اس امر کی رعایت کرتا ہے کہ وہ ایسا فعل نہ کرے جس سے حنفی کی نماز فاسد یا مکروہ ہو اور وہ متعصب نہ ہو تو اس کی اقتداء میں نماز درست ہے، کتب فقہ میں اس کی تفصیل مذکور ہے کما فی الدر: ان یتقن المراعاة لم یکرہ، او عدمہا لم یصح وان شک کرہ (الدر المختار، کتاب الصلوۃ، باب الامامۃ، ۵۶۳/۱، سعید)

(۶) ومنها الا سلام فی نکاح المسلم والمسلمۃ (بدائع الصنائع، کتاب النکاح، فصل و منها الا سلام، ۲۵۳/۲، سعید)

کریں تو انہیں اختیار ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

غیر کفو کے ایک شخص نے لڑکی کو اغواء کر کے اس سے نکاح کر لیا، یہ فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں؟
(سوال) ایک بالغہ عورت جو اعوان قوم سے ہے جو اپنے آپ کو قریشی سمجھتے ہیں اس کو ایک غیر کفو کا آدمی جو اعوان قریشی نہیں اور نہ ان سے اعلیٰ نسب کا ہے اغوا کر کے لے گیا اور اس سے نکاح کر لیا۔ کیا یہ نکاح درست ہے؟ اگر درست ہے تو اس کو فسخ کر لیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ کیا مسلمانوں کی پچائیت اس کو فسخ کر سکتی ہے؟ یا حاکم مجاز کی ضرورت ہے؟ اگر پچائیت نکاح فسخ کر دے لیکن اس عورت کو مرد سے واپس لینے پر قادر نہ ہو اور وہ مرد اس سے وطی کرے تو وہ حلال ہو گی یا حرام؟

المستفتی نمبر ۱۱۰۱۱ انو محمد صاحب (ضلع گوجرانوالا) یکم ربیع الثانی سن ۱۳۵۵ھ ۲۲ جون سن ۱۹۳۶ء (جواب ۳۳۵) اعوان کا اپنے آپ کو قریشی سمجھنا قریشی ہونے کے لئے کافی نہیں۔ بلکہ اس کا ثبوت ضروری ہے کہ اعوان قریشی ہیں۔ پھر دوسرے شخص نے جو اعوان میں سے نہیں ہے۔ اگر اعوان عورت سے بدون اجازت اولیا کے نکاح کر لیا اور عورت بالغہ تھی تو نکاح ظاہر روایت کی بنا پر منعقد ہو گیا۔ (۱) پھر اگر یہ شخص عورت کے خاندان سے اس قدر کم درجے کا ہو کہ عام طور پر ان میں مناکحت نہ ہوتی ہو اور عار سمجھی جاتی ہو تو اولیائے عورت کو اعتراض کا حق ہے۔ وہ نکاح کو بذریعہ حاکم مجاز کے یا ایسی پچائیت کے جس کے فیصلے اس بارے میں عام طور پر مقبول و نافذ ہوتے ہوں فسخ کر سکتے ہیں۔ (۲) اگر ایسی پچائیت موجود نہ ہو تو اگر بڑی عدالتوں کے مسلمان جج کا فیصلہ بھی معتبر ہو گا۔ اس فیصلہ فسخ کے بعد اگر خاوند عورت کو علیحدہ نہ رکھے تو حرام کا مرتکب ہو گا۔ فیصلہ فسخ سے پہلے وہ زنا کا مرتکب نہیں ہے۔ متاخرین کا فتویٰ کہ نکاح منعقد نہیں ہوتا معلل بطلت فساد زمان ہے۔ (۳) جو خود بتاتا ہے کہ وہ ایک زجر و انتظام کا فتویٰ ہے۔ نہ یہ کہ حالت و حرمت کی بنیاد اس پر قائم کی جاسکتی ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

خلفاء ثلاثہ کو کافر کہنے والے شیعہ سے نکاح جائز نہیں

(سوال) زید کا مذہب ہے کہ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ غیر یہ یہ تمام کافر تھے۔ نعوذ باللہ اور مناقب تھے اور اس کا عقیدہ تمام اہل شیعہ کا ہے۔ اس کے ساتھ اہل سنت عورت کا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں۔ اس کی لڑکی یا لڑکا بالغ ہو یا غیر بالغ؟

المستفتی نمبر ۱۰۸۵ قاضی اللہ بخش صاحب (ماتان) ۱۰ جمادی الاول سن ۱۳۵۵ھ ۳۰ جولائی سن ۱۹۳۶ء (جواب ۳۳۶) جس شخص کا یہ عقیدہ ہو اس کے ساتھ سنی لڑکی کا نکاح نہیں ہو سکتا۔ (۴) ہاں اس کی لڑکی سے سنی

(۱) فسخ نکاح حرة مکلفة بلا رضا ولی۔ (الدر المختار، کتاب النکاح باب الولی، ۳، ۵۶، سعید)

(۲) ولہ ای للولی اذا کان عصبۃ الاعتراض فی غیر الکفو فیفسخ القاضی۔ (ایضاً)

(۳) وینفی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلاً وهو المختار للفتویٰ لفساد الزمان۔ (ایضاً)

(۴) وینہد اظهر ان الرافضی ان کان ممن یعتمد الاولیۃ او کان ینکر صحبة الصدیق او یقفد السیدۃ الصدیقۃ فهو کافر سجال عند القواطع المعلومۃ من الدین بالضرورة۔ (رد المحتار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ۳، ۴۶، سعید)

مذہب نکاح کر سکتا ہے۔ (۱) لیکن ایسے خالی شیعہوں کے ساتھ تعلقات مناکحت رکھنا مصلحت نہیں ہے۔ (۲) فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

اپنے کو اہل سنت کہنے والے نے اگر شیعہ سے شادی کی ہو تو اس کی اولاد سے نکاح کیسا ہے؟

(سوال) زید کے دادا اپنی زبان سے اقرار کرتے ہیں کہ میں اہلسنت و اہلجماعت ہوں۔ مگر انہوں نے اپنا نکاح ایک عورت شیعہ یعنی عورت رافضی سے کیا ہوا ہے اور اس رافضی عورت سے چار بچے ہیں۔ اور انہوں نے اپنی لڑکیوں کی شادیاں بھی شیعہ لوگوں میں کر رکھی ہیں اور زید کا کہنا ہے کہ میں شیعہ نہیں ہو سنت جماعت ہوں۔ حالانکہ اس نے اپنی شادی بھی ایک عورت شیعہ سے کر رکھی ہے اور ماننا چاہنا غلط مطلب سب کا اسی طرح ہے کوئی فرق نہیں ہے۔ زید کتنا ہے کہ میں اہلسنت و اہلجماعت ہوں۔ اور ایک سنت جماعت حنفی المذہب کے ہاں رقعہ اپنی شادی کا بھیجا ہے اور شادی سنت جماعت میں کرنی چاہتا ہے۔ ایسی صورت میں اس لڑکے سے سنت جماعت کا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں ہو سکتا۔ جواب: رافضی کے تخم سے پیدا ہوئی اور وہیں پرورش پائی وہ کون ہوئی۔ رافضی ہوئی یا اہلسنت و اجماعت ہوئی۔ شیعہ لوگوں میں دھوکہ دینا جائز کر رکھا ہے۔ اپنی مطلب برآری کے واسطے جس کو وہ لوگ تقیہ کہتے ہیں۔ آیا شرعاً کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۱۳۵۳ محمد دین صاحب دہلوی۔ ۲۸ ذی قعدہ سن ۱۳۵۵ھ ۱۱ فروری سن ۱۹۳۷ء (جواب ۳۳۷) شیعہوں کے بہت فرقے ہیں۔ بعض فرقے کافر ہیں۔ مثلاً جو حضرت علیؑ کی الوہیت یا حلول کا اعتقاد رکھتے ہیں یا غلطی الوہی یا الفک مائتہ صدیقہ یا قرآن مجید میں کمی زیادتی کے قائل ہیں۔ ایسے شیعہوں کے ساتھ رشتہ کرنا ناجائز ہے اور جو لوگ کہ حد کفر تک نہیں پہنچتے ان کے ساتھ مناکحت جائز ہے۔ (۳) یہ صحیح ہے کہ شیعہوں کے یہاں تقیہ کا مسئلہ ہے اور اس بنا پر ان کے خیالات اور عقائد کا پتہ لگانا مشکل ہے۔ اور جو شخص اس بات سے واقف ہے وہ شیعہوں میں رشتہ نہ کرنے کی جرات نہیں کر سکتا ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

رشتہ کے بعد معلوم ہوا کہ اپنے کو سنی کہنے والا غالی شیعہ ہے، کیا کیا جائے؟

(سوال) بندہ نابالغ کا نکاح اس کے باپ نے ایک شخص سے کیا جو شیعہ تھا اور اس نے یہ ظاہر کیا کہ میں سنی ہو گیا ہوں۔ اس کے اس کہنے پر کہ میں سنی ہو گیا ہوں بندہ کے والد نے نکاح کر دیا۔ لیکن بندہ ابھی رخصت بھی نہ ہونے پائی تھی کہ معلوم ہوا وہ شخص سنی نہیں بلکہ شیعہ ہی ہے اور سخت قسم کے شیعہ ہیں۔ اب جب کہ لڑکی بالغ ہوئی اور اس نے اپنے شوہر کے یہاں جانے سے اس بنا پر انکار کیا کہ وہ شیعہ ہیں اور اختلاف مذہب رکھتے ہیں۔ پس ایسی حالت میں کہ جب کہ یہ لوگ قرآن شریف کے پندرہ پاروں کو ماننے میں اور پندرہ سیپاروں کو نہیں مانتے اور شیعہ بھی سخت قسم کے ہیں۔ بندہ نابالغ کا نکاح شیعہ کے ساتھ ہوا یا نہیں۔ اگر ہو گیا تو لب چھٹکارے کی کیا صورت ہے؟

(۱) یعنی ایسے شیعہ لڑکی جو ضروریات دین کی منکر نہ ہو اس سے سنی مرد کا نکاح جائز ہے۔ تجوز مناکحة المعتزلة لا لالا نکفر احدا من اهل الفسلة وان وقع الزام في المباحث۔ (رد المحتار، کتاب النکاح، فصل فی الخرمات، ۳، ۴، ۵، سعید) اور اگر ضروریات دین میں سے کسی چیز کا تعلق نہ ہو تو نکاح میں نہ سکتا۔ وفي الرد بخلاف من ادعى ان علیاً الہ وان جبریل غلط، لان ذلك ليس عن شخصية واستفراغ وسع في الاحتياط بل محض جوی اذ تمامہ فیہ، قلت وکذا بکفر قاذف عائشة و منکر صحبة ايها، لان ذلك تکایب صریح القرآن۔ (رد المحتار، کتاب النکاح، باب النکاح، ۲، ۳، ۴، سعید)

(۲) وتجوز تزوج الکتابیات، والا ولی ان لا یفعل، ولا باکل ذیہم الا للضرورة۔ (رد المحتار، کتاب النکاح، فصل فی الخرمات، ۳، ۴، ۵، سعید)

(۳) وفي البیہ: تجوز مناکحة المعتزلة، لا لالا نکفر احدا من اهل القبلة۔ (ایضاً)

المستفتی نمبر ۱۵۴۴ عبد اللہ خاں (ضلع میانوالی) ۸ ربیع الثانی سن ۱۳۵۶ھ ۲۸ جون سن ۱۹۳۷ء (جواب ۳۳۸) اگر یہ صحیح ہے کہ وہ شخص قرآن مجید کے پندرہ پاروں کو کلام الہی نہیں مانتا تو ایسے شخص کے ساتھ سنی لڑکی کا نکاح درست ہی نہیں ہوا (۱) اور اس کو حق ہے کہ وہ بغیر طلاق حاصل کئے دوسرا نکاح کر لے۔ ہاں قانونی مواخذہ سے محفوظ رہنے کے لئے حاکم سے اجازت حاصل کر لینا لازم ہے اور اگر وہ اس بات سے انکار کرے یعنی کہے کہ میں سارا قرآن کلام خدا سمجھتا ہوں جب بھی لڑکی کو حق ہے کہ وہ اختلاف مذہب اور دھوکہ (۲) ہی کو وجہ سے اپنا نکاح فتح کرالے کیونکہ سنی عورت اور خالی شیعہ کے درمیان نباہ نہیں ہو سکتا۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

الجواب صحیح حبیب المرسلین عفی عنہ نائب مفتی مدرسہ امینہ دہلی

ماں نے بالغ لڑکی کا نکاح کر دیا، بعد میں پتہ چلا کہ شوہر شیعہ ہے، فتح کی کوئی صورت ہے؟ (سوال) ایک عورت بالغ ہے اس کی ماں نے اس عورت کا نکاح باوجود باپ کے ہوتے ہوئے بلا اس کا ذکر کئے ہوئے کہ خاوند کس مذہب کا ہے قاضی سے پڑھوا دیا۔ اس نکاح کے ہو جانے کے بعد معلوم ہوا کہ خاوند شیعہ مذہب کا ہے اور سب شیخین کرتا ہے عورت نے انکار کر دیا ہے اور کسی طرح بھی رضامند نہیں ہے اور باپ بھی عورت منکوحہ کے ساتھ ہے۔ موجودہ صورت میں نکاح قائم رہے گا یا فتح ہوگا۔

المستفتی نمبر ۱۵۸۸ محمد احمد صاحب (علی گڑھ) ۳ جمادی الاول سن ۱۳۵۶ھ ۱۲ جولائی سن ۱۹۳۷ء (جواب ۳۳۹) ماں کا بالغ لڑکی کا نکاح کر دینے کا کوئی حق نہیں تھا۔ (۴) اور اگر بالغ لڑکی کو اس کے ہونے والے خاوند کے مذہب سے واقف رکھا گیا اور اس سے اذن حاصل کر لیا گیا تو یہ نکاح بھی لڑکی کے انکار کر دینے پر واجب الفسخ ہے۔ (۵) بعد ربیعہ عدالت فتح کر لینا چاہئے۔

شیعہ سنی کا آپس میں نکاح

(سوال) شیعہ لڑکی کا نکاح اہل سنت مرد سے اور سنی عورت کا نکاح شیعہ مرد سے جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی عزیز احمد مدرس مکتب عبد اللہ پور (ضلع میرٹھ)

(جواب ۳۴۰) شیعہ لڑکی کا نکاح اہل سنت مرد سے جائز ہے۔ (۶) اگرچہ مناسب اور بہتر نہیں ہے۔ (۷) سنی عورت کا نکاح شیعہ مرد سے جائز نہیں۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) وینذا ظہر ان الہ افطنی ان کان ممن یعقد الا لہویۃ فی علی تاب النکاح، فصل فی الخومات ۳، ۴۶، ۴۷ (۲) ولد انس الروح لہا نساغر نسہ فان ظہر دونہ فحق الفسخ ثابت للکل۔ (المندیۃ، کتاب الزکاح، الباب الخامس ۱، ۲۹۳، ۲۹۴) (۳) وینذا الا سلام اذا كانت المرأة مسلمة فلا يجوز النکاح المؤمنة الکافر خوف وقوع المؤمنة فی الکفر۔ (بدائع الصنائع، کتاب النکاح، فصل بمضاہاة الامام ۲، ۲۷۱، ۲۷۲) (۴) ولا يجوز للولی احبار البکر بالغة علی النکاح۔ (المندیۃ، کتاب الزکاح، فصل فی الاولیاء والا کفاء، ۲، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱

سنی لڑکی کا مرزائی سے نکاح جائز نہیں ۔

(سوال) ایک شخص مسلمان اہل سنت والجماعت نے اپنی لڑکی مسلمان اہل سنت کا عقد ایک مرزائی قادیانی کے مرزائی لڑکے کے ساتھ دیدہ و دانستہ باوجود منع کرنے ایک عالم کے کر دیا۔ برادری کے تمام لوگ مرد و زن اس شادی میں شریک ہوئے اور عقد پڑھ لیا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا وہ عقد نکاح جائز ہے اور نکاح ہو گیا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۹۷۶ مولوی محبوب عالم صاحب (بھٹنڈہ) ۲۷ شعبان سن ۱۳۵۶ھ ۲ نومبر سن ۱۹۳۷ء (جواب ۳۴۱) حنفی سنی لڑکی کا نکاح مرزائی مرد کے ساتھ جائز نہیں۔ (۲) نکاح کرنے والے اور شریک ہونے والے سب گنہگار ہوئے۔ اس نکاح کی تفریق کرانی لازم ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی

باپ نے نابالغہ قریشیہ کا نکاح ایک لڑکے سے کر دیا بعد میں پتہ چلا کہ شوہر قریشی نہیں، کیا حکم ہے؟ (سوال) زید نے اپنی نابالغہ لڑکی کا ایک دوسرے گاؤں کے باشندے عمرو کے نابالغ لڑکے سے بولایت عمرو نکاح کر دیتا زید کا نسب تعلق قریشی خاندان سے ہے۔ احمد بن زید کو جب یقینی طور پر ثبات ہوا کہ عمرو قوم میرا سی سے ہے تو اس نے لڑکی دینے سے انکار کر دیا۔ اب لڑکی اور لڑکا دونوں بالغ ہیں۔ لڑکے اور لڑکے کے باپ کی طرف سے اصرار ہے اور لڑکی اور اس کے والدین کی طرف سے برابر انکار ہے۔

المستفتی نمبر ۲۰۴۳ عبد اللطیف صاحب۔ چکوال (جہلم) ۳۱ رمضان سن ۱۳۵۶ھ ۸ نومبر سن ۱۹۳۷ء (جواب ۳۴۲) اگر لڑکے والوں نے اپنا نسب قریشی بتایا تھا اور بعد میں ظاہر ہو کہ وہ قریشی نہیں ہیں یعنی ان کا سلسلہ نسب قبیلہ قریش کے کسی خاندان تک نہیں پہنچتا تو اس صورت میں لڑکی اور اس کے اولیاء کو حق ہے کہ اس نکاح کو منسوخ کر لیں کیونکہ لڑکے والوں کی طرف سے دھوکہ دیا گیا ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی

شیعہ کا نکاح مسلمان ہونے کے بعد سنی لڑکی سے درست ہے

(سوال ۱) زید مذہب شیعہ تھا اور ہندو جو اس کی بیچا زادہ ہے وہ مذہب اہل سنت ہے اور زید نے مذہب شیعہ سے رو برو گواہان کے توبہ کر لی ہے۔ اور رشتہ دار اس کے جو شیعہ تھے انہوں نے بھی توبہ کر لی ہے اور کلمہ کی تجدید بھی کرالی ہے اور زید کو قرآن سر پر اٹھا کر حلف کو کہا گیا ہے اس نے منظور کر لیا ہے۔ بعد کو صرف حلف منظور کرنے اور آمادہ

(۱) اس سے وہ شیعہ لڑکی مراد ہے جو ضروریات دین کی منکر نہ ہو۔ کما فی البدیہ: وفي النهي: تجوز منا كحة المعتزلة: لانا لانكفر احدا من اهل القبلة وان وقع الزمان في المباحث (الدر المختار، کتاب النکاح، فصل فی الخرافات، ۳، ۴، ۵، سعید) جو شیعہ عورت ضروریات دین میں سے کسی چیز کی منکر نہ ہو اس کے ساتھ نکاح جائز نہیں۔ وبهذا يظهر ان الرافضة ان كان ممن يعتقده الا لوهية في علي، او ان جبريل غلط في الوحي، او كان ينكر صحبة الصديق، او يقذف السيدة الصديقة فيؤ كافر لمخالفته القواطع المعلومة من الدين بالضرورة. (رد المحتار، کتاب النکاح، فصل فی الخرافات، ۳، ۴، ۵، سعید)

(۲) انفي الفتح: ويجوز تزوج الكنايات، والا ولي لا يفعل ولا ياكل ذبيحتهم الا للضرورة۔ (رد المحتار، کتاب النکاح، فصل فی الخرافات، ۳، ۴، ۵، سعید)

(۳) اس لئے کہ قادیانی کافر ہے۔ دعوی النبوة بعد نبينا صلى الله عليه وسلم كفر بالا جماع۔ (شرح فقہ الاکبر، ص: ۲۰۲) اور کافر کے ساتھ مسلمان کا نکاح جائز نہیں۔ وفي البدائع: اذا كانت المرأة مسلمة فلا يجوز انكاح المؤمنة الكافر۔ (البدائع الصنائع، کتاب النکاح، فصل في من لا يملك العقل، ۲، ۲۱، سعید)

(۴) وان نسب الزوج لها نسباً غير نسبه، فان ظهر دونه وهو ليس بكافر فحق الفسخ ثابت للكل۔ (الھندیہ، کتاب النکاح، الباب الثامن، ۱، ۲۹۳، ماہدیہ)

ہو جانے پر اعتبار اور یقین کر لیا ہے اور اس مجلس میں زید کے توبہ کرنے کے متعلق اور تجدید کرانے کے متعلق دعائے خیر اس لئے مانگی گئی کہ اللہ تعالیٰ اس کو اس مذہب اہل سنت والجماعت پر مستقیم رکھے بعد توبہ وغیرہ کے زید کا نکاح ہندہ کے ساتھ رو برو دو گواہان جو کہ پہلے شیعہ تھے بعد کو سنت والجماعت ہوئے جو کہ زید کے رشتہ دار تھے مطابق شرع شریف کے کیا گیا۔ کیا نکاح زید کا ہندہ سے درست ہے یا نہیں؟

ایک مولوی صاحب عدم اعتماد کی وجہ سے مذکورہ نکاح کو صحیح نہیں کہتے، کیا حکم ہے؟

(۲) صورت مذکورہ میں بعد نکاح ہو جانے کے ایک مولوی فارسی داں نے شور مچایا کہ نکاح زید و ہندہ کا نہیں ہوا۔ کیونکہ زید شیعہ ہے اور گویہ بھی شیعہ ہیں۔ پھر اس مولوی صاحب کو کہا گیا کہ انہوں نے شیعیت سے توبہ کر لی ہے۔ پھر مولوی صاحب نے کہا کہ اگر توبہ کر لی ہے تو میرے سامنے حلف اٹھاؤ پھر زید نے اس کے سامنے حلف اٹھائی۔ اس مولوی نے زید کی قسم پر اور توبہ پر اعتبار نہیں کیا۔ المستفتی نمبر ۲۱۰۷ مولوی مولائش (ملتان) ۸ شوال سن ۱۳۵۶ھ (جواب ۳۴۳) (۱) اگر زید نے فی الحقیقت شیعہ مذہب سے توبہ کر لی ہے اور مذہب اہل سنت والجماعت قبول کر لیا تو اس کا نکاح ہندہ سیحہ سے درست ہو گیا اور اگر خدا نخواستہ بعد میں وہ پھر شیعہ ظاہر ہو تو نکاح فسخ ہو سکے گا۔ (۱)

(۲) اگر ان لوگوں نے حلف کر کے توبہ کر لی ہے تو ان کا اعتبار کر لینا جائز تھا۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی

مسلمانوں کے باہمی رشتہ میں رخنہ ڈالنے والے گناہ گار ہیں

(سوال) میں پہلے غیر قوم سے تعلق رکھتا تھا۔ لیکن عرصہ ۳۵ سال کا ہوا کہ میں دائرہ اسلام میں داخل ہوا۔ اور اب تک اسلام کی خدمت کرتا چلا آیا ہوں اور بفضلہ تعالیٰ صوم و صلوٰۃ کا پابند ہوں اور بیوی بھی ایک مسلمان صاحب ایمان اللہ بخش کی لڑکی ہے جو صوم و صلوٰۃ کی پابند ہے۔ میرا ایک لڑکا ہے اور ایک لڑکی ہے جس کی عمر تقریباً دس سال کی ہے اور قرآن شریف پڑھ رہی ہے۔ میں اپنے لڑکے کی شادی ایک جگہ کرنا چاہتا ہوں اور لڑکی والے بھی بالکل تیار ہیں لیکن ان کے کچھ رشتہ دار کچھ ایسے جاہل ہیں جو ان کو روکنا چاہتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ وہ نو مسلم ہے ان کے لڑکی نہیں دینی چاہئے تو ایسے لوگ جو اس نیک کام میں رخنہ ڈالیں ان کے لئے کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۲۱۰۸ شیخ عبد الرحمن صاحب (دہرہ دون) ۸ شوال سن ۱۳۵۶ھ ۲۴ ستمبر سن ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۴۴) نو مسلم جو نیک صالح اور صوم و صلوٰۃ کے پابند ہوں ان کو لڑکی دینا جائز (۲) بلکہ موجب اجر و ثواب ہے۔ جو لوگ کہ اس نیک کام میں رخنہ اندازی کرتے ہیں۔ وہ سخت گنہگار ہوں گے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی

مقلد کا نکاح غیر مقلد کے ساتھ جائز ہے

(سوال) مقلد کا نکاح غیر مقلد کے ساتھ جائز ہے یا نہیں اور کلمہ گو مسلمان کو کافر کرنا جائز ہے یا نہیں۔ معروض یہ

(۱) اور شیعہ بھی وہ جو ضروریات دین میں سے کسی جزئی کا منکر ہو۔ ایسی صورت میں نکاح خود بخود فسخ ہو جائے گا۔ وارتداد احدہما ای الزوجین فسخ عاجل بلا قضاء۔ (الدر المختار) وفي الرد: بلا قضاء ای بلا توقف علی قضاء القاضی۔ (رد المختار، کتاب النکاح، باب نکاح الکافر، ۳ ۱۹۳-۱۹۴، سعید) (۲) واسلامہ ان یاتی بکلمۃ الشہادۃ ویترک عن الادیان کلہا سوی الا سلام وان تبرأ عما انتقل الیہ کذافی السیوطی، (المندیۃ، کتاب النکاح، الباب التاسع فی اقسام المرتدین، ۱، ۲۵۳، ماجدیۃ) (۳) فمن له اب وجد فی الا سلام او الحرۃ کفو۔ لمن له آباء، قال فی فتح القدیر: والحق ابو یوسف الواحد بالمشنی کما هو مذهبہ فی التعریف ای فی الشہادۃ والدعوی۔ (۴) المختار، کتاب النکاح، باب النکاح، ۳، ۸۷-۸۸، سعید)

ہے کہ میں حنفی ہوں اپنی لڑکی کی کسی غیر مقلد عالم سے شادی کر دی اس پر کوئی عالم ظاہر کرتا ہے کہ وہ حنفی عالم کافر ہو گیا کیونکہ غیر مقلد کافر ہے۔ اس کے ساتھ جس نے نکاح دیا وہ بھی کافر ہے۔ اس کے ساتھ جو چلے گا اور ملت کرے گا وہ بھی کافر ہے۔ ان لوگوں سے سلام کا اہم ہند کرو۔

المستفتی نمبر ۲۲۲۱ مولوی عبدالکیم صاحب (جگال) ۲۱ ذی قعدہ سن ۱۳۵۶ھ ۲۴ جنوری سن ۱۹۳۸ء (جواب ۳۴۵) غیر مقلدوں کو وہ ف ترک تقلید کی بنا پر کافر کہنا صحیح نہیں (۱) اور پھر کسی شخص کو اس بنا پر کہ اس نے اپنی لڑکی غیر مقلد کو شادی کر کے دے دی کافر کہنا غلط و درغاط ہے۔ (۲) کافر بتانے والے سخت گنہگار ہیں ان کو توبہ کرنی چاہئے۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی

نسب باپ سے شمار ہوتا ہے، ماں سے نہیں

(سوال) ایک عورت نو مسلمہ نے ایک نورباف سے شادی کر لی اس سے تین لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ ایک لڑکی کی شادی اس نے اسی برادری میں کر دی جس سے لڑکے کے عزیز و اقارب بے حد خوش ہیں۔ لڑکی نہایت پرہیزگار ہے لیکن اب چھ لوگ اس کی دوسری لڑکی سے شادی کرنے میں گریز کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے کفو نہیں ہے اور اس سے کفایت و نسل خراب ہو جائے گی۔ پس اس صورت میں چند امور دریافت طلب ہیں۔ نسب باپ سے شمار ہوتا ہے یا ماں سے۔ ہندوستان میں کون کس کا لقب ہے کیا محض زبانی دعوے سے کفو کا اعتبار ہو گا۔ درال حالیہ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ دو تین پشت کا حال معلوم کر کے اپنے کو اہل برادری شمار کرنے لگتے ہیں۔ نو مسلمہ یا وہ لڑکی جس کی ماں صرف نو مسلمہ ہے۔ اور باپ قدیم الاسلام ہے ان سے نکاح کرنے کو معیوب سمجھنا اور پرہیز کرنا کیسا ہے۔ اور جو شخص ان کے ماتر مناکحت اور اتھتے سلوک سے پیش آنے وہ عند اللہ ماجور ہو گیا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۳۶ مولانا محمد یاسین صاحب مدرس مدرسہ احیاء العلوم مبارک پور ضلع اعظم گڑھ (جواب ۳۴۶) نسب کا شمار باپ سے ہوتا ہے۔ (۴) ماں نو مسلمہ ہے اور باپ قدیم الاسلام تو یہ لڑکی غیر کفو نہیں ہے۔ (۵) اس سے شادی کرنا نہ صرف جائز بلکہ ترغیبانی قبول الاسلام بہتر ہے۔ جو لوگ اس میں مزاحم ہیں وہ ایک اہم اسلامی مصلحت کو نقصان پہنچانے کی ذمہ دار ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی

نباغہ کا رشتہ کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ شوہر زنا کار ہے، کیا نکاح فسخ ہو سکتا ہے؟

(سوال) زید نے اپنی دختر نباغہ کا نکاح بحر سے کیا لیکن ایک عرصہ گزرنے کے بعد اب جب کہ زید کی دختر بالغ ہوئی زید کو معلوم ہوا کہ بحر اور بحر کے والدین فسق و فجور، زنا کاری اور حرام کاری میں مبتلا ہیں حتیٰ کہ بحر بحالت باو غیت اپنی

(۱) انما تحب علی الناس طاعة الله ورسوله وهو لاء اولوالا مر الدين امر الله بطاعتهم انما تحب طاعتهم تعال لطاعة الله ورسوله (نہ یمن تم ۲، ۴۶، سعویہ)

(۲) ایک مسلمان کو فعل مسنون کے ارتکاب کی وجہ سے کافر کہنا خط ناک ہے۔ عن عبد الله بن دينار انه سمع ابن عمر يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انما امرني قال لا احد كافر فقد باء بها احدهما ان كان كما قال والا رجعت عليه (۱) صحیح مسلم۔ کتاب الزیارات باب بیان حال ایمان من قول الیہ (۱) صحیح مسلم (۲) قدیم

(۳) و فیہ خلاف فیہ بالاسستغفار والیہ۔ وحاشا لله امر احتیاج۔ (رد المحتار کتاب الزیارات باب المرتبة ۴، ۲۳۰، سعویہ)

(۴) و علی السؤلود له یعی الالب فان الولد یولد له و یسب الیہ۔ (شعبہ الیہ ۱، ۲۴۳)

(۵) ایس لہ اب وحده فی الاسلام والجریدہ کفو نہیں لہ آیہ۔ (رد المحتار کتاب الزیارات باب النکاح ۳، ۸، سعویہ) ان دونوں مہرات سے معلوم ہوا کہ نسب کا شمار باپ سے ہوتا ہے۔

۱۰ والدہ کی حرام کاری اور غفلت و عصمت فروشی میں ایک طویل عرصے تک اپنے والدین کا مدد و معاون رہا اور خود بھی وہی حرام کی کمائی کھاتا رہا۔ زید چونکہ نہایت شریف اور نجیب الطرفین خاندان کا فرد ہے اس کی دختر نیک اختر اپنی خاندانی روایات سے متاثر ہو کر بحر کے گھر جانے کے لئے مطلق رضامند نہیں ہے۔ اس کا یہ نکلن غالب ہے کہ جس شخص نے دید و دانستہ با صحت نفس و ثبات عقل جب اپنی حقیقی والدہ کے ساتھ یہ ناروا سلوک کیا تو وہ اپنی بیوی کو بھی یقیناً حرام کاری پر مجبور کرے گا اور اس کی آمدنی سے اپنا دوزخ شگم پر کرے گا۔ لہذا جب حکم شرع شریف کے ان اقامت و حالات کو ملحوظ رکھتے ہوئے زید کی دختر کو بحر کے ساتھ رخصت کر دینا جائز ہو گا یا ناجائز؟

المستفتی نمبر ۲۵۱۵ شیخ عبدالحامد صاحب (دبلی) ۷ اکتوبر ۱۴۵۸ھ ۶ جولائی سن ۱۹۳۹ء (جواب ۳۴۷) اگر کوئی شخص بدانتہی کی حالت میں اپنی نابالغ لڑکی کا نکاح کر دے یہ سمجھ کر کہ زوج صالح ہے بعد میں ثابت ہو کہ زوج فاق ہے اور لڑکی بالغ ہو کر اس نکاح سے ناراضی ظاہر کر دے تو یہ نکاح صحیح کرایا جاسکتا ہے۔

رجل زوج بنته الصغيرة من رجل علی ظن انه صالح لا يشرب الخمر فوجدته الاب شرباً مدمناً وكبرت الابنة فقالت لا ارضى بالنكاح ان لم يعرف ابوها بشرب الخمر وغلبة اهل بيته الصالحون فالنكاح باطل ای بیطل وهذه المسئلة بالا تفاق (کذا فی العالمگیریہ (۱) ص ۳۱۰) پس صورت مسئلہ میں لڑکی اور اس کے اولیاء اس نکاح کو نسخ کر سکتے ہیں کیونکہ عدم کفایت کی بنا پر جو تفریق کرائی جائے اس کے لئے قضا شرط ہے۔ ولا یكون التفريق بذلك ای بعدم الكفاءة الا عند القاضي اما بدون فسخ القاضي فلا يفسخ النكاح بینهما عالمگیریہ (۲) قلت وهذا معنى قوله ای بیطل فی العبارة المقدمة ای بیطل بفسخ القاضي۔ واللہ اعلم محمد کفایت اللہ کان اللہ له۔ دہلی

سید و کا نکاح مغل پٹھان سے

(سوال) اہل سنت سید زادی غیہ سے منسوب ہو سکتی ہے یعنی شیخ مغل پٹھان سے شادی جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۲۵۷۷ اسحاق علی بخاری (۱۱ زور) ۷ صفر سن ۱۳۵۵ھ ۷ مارچ سن ۱۹۳۰ء (جواب ۳۴۸) سید زادی نسباً قریش کے قبیلہ سے ہے اور قریش باہم ایک دوسرے کے کفو ہیں اس لئے سید زادی کا نکاح صدیقیوں، فاروقیوں، عثمانیوں، عباسیوں اور زبیریوں جمعہ یوں اور دیگر قبائل قریش کی طرف منسوب ہوا غزوؤں کے افراد سے ہو سکتا ہے۔ قریش کے علاوہ کسی دوسرے عربی یا عجمی مسلمان سے اگر خود عورت (سید زادی) اور اس کے اولیاء راضی ہوں تو ہو سکتا ہے۔ (۳)

نو مسلم کی اولاد کی شادی ہر مسلمان سے جائز ہے

(سوال) کمترین کو مع اہلیہ وین اسلام قبول کئے ہوئے ۲۳ سال ہوئے۔ اسی مدت میں کمترین کے دولہے کے ہونے جن کی عمر ۷۱-۱۹ سال کی ہے۔ ان کی شادی کے لئے مسلمانوں میں پیام بحیثیت مسلمان ہونے کے دیا گیا تو بعض

نہیں۔ جن کو اپنی علیست دینی کا دعویٰ فرماتے ہیں کہ نو مسلم کی اولاد کا نو مسلم کی اولاد سے ہی رشتہ ہونا چاہئے۔ چنانچہ اس فقہاء سے شادی کا عدم ہو گئی۔

المستفتی نمبر ۲۵۸۴ عبد الرحمن مدرس مدرسہ عثمانیہ

(حیدر آباد کن) ۲۲ صفر سن ۱۳۵۹ھ مکیم اپریل سن ۱۹۴۰ء

(جواب ۳۴۹) نو مسلم کی اولاد کی شادی ہر مسلمان کی اولاد سے ہو سکتی ہے۔ (۱) یہ بات نہیں ہے نو مسلم کی اولاد کی شادی نو مسلم کی اولاد کے ساتھ ہو۔ جو مسلمان یہ کہتا ہے کہ نو مسلم کی اولاد کی شادی نو مسلم کی اولاد سے ہونا چاہئے، وہ جاہل اور اسلامی احکام سے ناواقف ہے۔ شریعت مقدسہ اسلام نے ہر مسلمان کو خواہ وہ موروثی مسلمان ہو یا نو مسلم ہو بھائی بھائی قرار دیا ہے۔ (۲) اور ہر مسلم اور نو مسلم ایک دوسرے سے مناکحت کا رشتہ کر سکتے ہیں کوئی ممانعت نہیں ہے۔ جو مسلمان اپنے نو مسلم بھائی کو رشتہ دے گا وہ دوسرے نو مسلم کا مستحق ہو گا۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

قوم حجام کی لڑکی قصاب سے نکاح کر سکتی ہے

(سوال) ایک عورت ہندو نے خلاف واقعہ باغواں چند اشخاص جو بدینتی سے اپنے کسی عزیز کے پاس عقد کرنا چاہتے ہیں اپنے شوہر پر مظالم و عدم ادائے حقوق زوجہ کا دعویٰ عدالت منصفی میں کہ فسخ نکاح کی درخواست کی ہے جب کہ عورت اس دعوے میں بالکل خلاف واقع اور جھوٹ کہتی ہیں تو ایسی صورت میں کیا حکم حاکم فسخ نکاح شرعاً ہو سکتا ہے یا نہیں اور در صورت فسخ نکاح اگر وہ عورت از قوم حجام ہو پھر وہ اپنا نکاح بلا مرضی اولیاء غیر کفو مثلاً قصاب سے کرے ایسی صورت میں اولیاء کو فسخ نکاح کا حق ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۶۶۳ چودھری عبدالعزیز صاحب امر وہ۔ مراد آباد ۲۲ صفر سن ۱۳۶۰ھ ۲۳ مارچ سن ۱۹۴۱ء

(جواب ۳۵۰) اگر عورت کا دعویٰ غلط اور خلاف واقع ہے تو شوہر کو لازم ہے کہ وہ حاکم پر وہ بات واضح کر دے اور عورت کے بیان کی غلطی ثابت کر دے تاکہ حاکم عورت کو ڈگری نہ دے لیکن اگر حاکم پر عورت کے بیان کی غلطی واضح نہیں ہوئی اور اس نے عورت کو سچا سمجھتے ہوئے نکاح کو فسخ کر دیا تو قضاء یہ فسخ صحیح ہو گا۔ (۲) مگر خدا کے نزدیک عورت اور جھوٹا دعویٰ کرنے والے اور انہما کرنے والے سب گنہگار ہوں گے۔ اور اگر فسخ کے بعد عورت عدت گزار کر کسی دوسرے شخص سے نکاح کر لے تو نکاح بشرط کفایت و مهر مثل صحیح ہو گا۔ پیشہ کے لحاظ سے کفایت کا کفائت مانا ہے۔ (۳) اگرچہ اعتبار کیا ہے مگر متقارب پیشہ کو باہم کفو بھی مانا ہے۔ (۴) اور اس صورت میں عورت کے اولیاء عدم کفایت کے مذہب سے نکاح کو فسخ نہ کرا سکیں گے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(۱) الحسن لہ اب وجد فی الاسلام او الحرۃ کفو لسن لا آء، قال فی فتح القدیر: والحق ابو یوسف الواحد بالمشی کما هو مذہبہ فی التعریف ای فی الشہادات والدعوی۔ (رد المحتار، کتاب النکاح، باب الکفاء ۳۰/۸۷، ۸۸، سعید)

(۲) انما المؤمنون اخوة۔ (الحجرات ۱۰)

(۳) ویفد القضاء بشہادۃ الزور ظاہراً وباطناً حیث کان المحل قابلاً والقاضی غیر عالم بزورہم فی العقود کبیع و نکاح والنسوخ کافالۃ وظالۃ لقول علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لتلك المرأة "شاهدک زوجک وقالوا و زفر والثلاثة ظاهراً فقط و علیہ الفتوی۔ (الدر المختار) وفي الرد: ظاہراً فقط ای یفد ظاهراً لا باطناً، لان شہادۃ الزور حجة ظاهراً لا باطناً فیفد القضاء كذلك، لان القضاء یفد بقدر الحجۃ۔ (رد المحتار، کتاب القضاء، ۵۰، ۴۰۶، سعید)

(۴) ان الحرف متی تقاربت لا یعتبر التفاوت وتثبت الکفاء۔ (الہندیہ، کتاب النکاح، الباب الخامس فی الکفاء، ۱۰، ۲۹۲، ماہدیہ)

سنی عورت سے فسخ نکاح کے پیرس برسر بعد شیعہ شوہر کا یہ دعویٰ کہ میں سنی تھا اور ہوں کیا معتبر ہے؟
 (سوال) ایک بالغ کنواری لڑکی اہل سنت کو ایک شیعہ نے ورغلا کر اغوا کر لیا اور دوسری کسی گمنام جگہ لے جا کر نکاح کیا۔ تین چار مہینوں کے بعد لڑکی کے وارث ممکن ذرائع سے لڑکی کو واپس لائے۔ شریعت کی طرف رجوع کرنے پر پیر مر علی شاہ مرحوم وغیرہ ہم جیسی ہستیوں اور دو تین علماء کرام نے متفقہ حکم دیا کہ اہل سنت اور شیعہ کا نکاح جائز نہیں۔ اس واقعہ کو عرصہ تقریباً بیس سال کا ہو گیا جب کہ اس عورت کا نکاح پڑھا گیا دیگر اہل سنت کے ساتھ۔ اب اس وقت اس عورت سے اہل سنت مسلمان کے (جس کے ساتھ سنت طریقہ پر روہر و گواہان کے نکاح خواہاں نے بعد ہر طرح تسلی اور حلف از روئے قرآن مجید کے نکاح پڑھا تھا) پانچ بچے ہیں۔ سب سے بڑی لڑکی بھی بالغ ہو گئی ہے۔ اب پہلا شخص بطور ضد اور شرارت کے کہتا ہے یا اللہ اعلم اس کا ایمان کیا ہے لیکن اب وہ علانیہ کہتا ہے کہ میں اہل سنت و اجماعت ہوں اور اس وقت بھی میں اہل سنت و اجماعت تھا۔ تو اب اتنے عرصے کے بعد اس کے حمایت کرنے والے دیگر علماء لا کر فیصلہ کراتے ہیں کہ یہ دوسرا نکاح ناجائز ہے۔ اب چونکہ جن علمائے کرام نے اس وقت حکم جدید یا نکاح ثانی کا دیا تھا وہ انتقال کر چکے ہیں اور بچوں کا باپ سخت نالاں اور پریشان ہے اور اس کے یہ الفاظ ہیں کہ یہ کسی شریعت ہے اور اسلام کا کیا حکم ہے کہ جب ایک دفعہ وہی شریعت حکم دیتی ہے اور شیعہ کے ساتھ نکاح ناجائز قرار دے کر بعد تحقیقات کے مجھے نکاح کا حکم ملتا ہے۔ اب جب کہ میں پانچ بچوں کا باپ ہوں تو پھر وہی شریعت میرا نکاح ناجائز بتاتی ہے اس لئے مجبور ہو کر جناب کی طرف رجوع کیا جاتا ہے کہ فتنہ ارتداد کا ڈر ہے۔

المستفتی نمبر ۲۶۶۷ جناب ملک امام دین صاحب (کراچی) ۷ ربیع الثانی سن ۱۳۶۰ھ ۵ مئی سن ۱۹۴۱ء
 (جواب) (از مولوی حبیب الرحمن سلین نائب مفتی) شیعہ مذہب تہرائی والے کا سکوت و دعویٰ سے اس قدر طویل زمانہ تک کہ پہلی اولاد ثانی زوج کی بالغہ بھی ہو گئی ہے دلیل و سند ہے اس بات کی کہ یہ شخص شیعہ ہی ہے اگر اہل سنت و اجماعت ہو تا تو نکاح ثانی کی خبر سنتے ہی دعویٰ کرتا اپنے نکاح کے منقذ ہو جانے کا اور دوسرے نکاح کے باطل ہو جانے کا لیکن جب اس نے دعویٰ نہیں کیا تو یہ سکوت و دعویٰ نہ کرنا اقرار ہے اس کی طرف سے اپنے مذہب کے شیعہ ہونے کا لہذا اس کا دعویٰ اہل سنت و اجماعت ہونے کا غیر معتمد ہے بوجہ تناقض کے اور اس کا دعویٰ قابل سماعت نہیں اور اس عورت کا نکاح ثانی صحیح ہے اور اس کی اولاد شوہر ثانی سے حلال کی ہے۔ راہ بیع عروضا اودا رأ فتصرف فیہ المشتري زمانا وهو ساکت تسقط دعواہ رد الحناہ (۱) جلد ثالث ص ۸۶ فقط واللہ اعلم

اجابہ و کتبہ حبیب الرحمن سلین نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی
 (جواب ۳۵۱) (از حضرت مفتی اعظم) جس وقت شریعت کا فیصلہ ہوا تھا اور ثالثوں نے اس کو شیعہ قرار دے کر عدم جواز نکاح کا حکم دیا تھا اسی وقت اس کو لازم تھا کہ اپنا سنی ہونا ثابت کرتا اور شیعیت سے تہری کر تا۔ مگر اس وقت وہ خاموش رہا اور اس کی بیوی کا دوسرا نکاح ہوا اور ایک زمانہ گزر گیا مگر یہ نہ بولا تو اب اس کا اپنے کو سنی بتانا اور بقاء نکاح سابق کا ادعا کرنا قابل قبول ہے۔
 محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(۱) یہ سیدہ اپنی مرضی سے غیر سید سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

(۲) دیوڑ، بھانج کو نکاح ثانی سے جبراً نہیں روک سکتا

(سوال ۱) ایک بیوہ سید زادی اپنی رضاور غبت سے ایک غیر سیدت شرمناکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

(۲) ایک بیوہ سید زادی زمانہ کی مجبوریوں سے غیر کفو میں نکاح کرنا چاہتی ہے۔ مگر اس کا دیور محض تعصب نسلی اور اس کو تکلیف دینے کے لئے مانع ہے۔ کیا وہ بھانج کو نکاح ثانی سے جبراً روکنے کا حق رکھتا ہے اور تعصب نسلی مشروع ہے۔

المستفتی نمبر ۷۰۰ حافہ رحیم بخش صاحب جہلم (پنجاب) ۹ محرم سن ۱۳۶۱ھ ۷ مئی ۲۰۴۲ء

(جواب ۳۵۲) (۱) سید زاوی کے لئے تمام غیر سید غیر کفو نہیں ہیں۔ بلکہ سید زاوی کے لئے تمام صدیقی، فاروقی، عثمانی، علوی، عباسی، زہیری، یعنی شیوخ قریشی کفو ہیں۔ ان میں سے وہ کسی کے ساتھ نکاح کر سکتی ہے۔ اور سید زاوی بالغہ غیر کفو میں رضامندی سے یا اس کے اولیاء میں کوئی نہ ہو تو اپنی مرضی سے نکاح کر سکتی ہے۔ (۱)

(۲) یورولی نہیں ہے اور اس کی رضامندی یا ناراضامندی کو کوئی دخل نہیں ہے۔ ولی سے مراد عورت کے باپ دادا، بھائی، چچا، تایا وغیرہم یعنی باپ کے خاندان کے عنصبات ہیں۔ (۲) اور ان میں سے جو قریب تر: واس کی اجازت اور عدم اجازت پر حکم ہوگا۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دینی

ناجائز طور پر پیدا ہونے والی لڑکی سے سید کا نکاح

(سوال) ایک کسبی کی ایک لڑکی حرام سے ہے۔ جواب قریب سن باوٹ کو پہنچنے کے ہے۔ لیکن ابھی وہ بالکل پاک ہے۔ اس کی ماں کا قصد ہے کہ اس لڑکی کو اس فعل سے بچائے اور بدین وجہ اس کی ماں مع اپنی اور بہنوں کے بالکل برے فعل ہی سے نہیں بامعنا چنے گا نہ وغیرہ بھی تائب ہو گئی ہیں۔ یہ دیکھ کر ایک شریف مسلمان سید نے اس لڑکی سے عقد کر لیا ہے۔ اب اس کی برادری والے اس خریب سید کو اس لئے کہ اس نے حرام کی لڑکی سے نکاح کر لیا ہے اپنی برادری سے نکالنا چاہتے ہیں اور تنگ کر دیا ہے۔ لہذا اول اس لڑکے کا یہ فعل خلاف شرع ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو جو لوگ اب اس کو ہر طرح سے تنگ کرتے مجبور کرتے ہیں کہ وہ یا تو طلاق دے دے ورنہ اور بھائیوں کی جہاں شرفائیں نہیں ہوتی ہیں وہ چھٹاویں جائیں گی۔ ان لوگوں کے لئے کیا حکم ہے؟

(جواب ۳۵۳) لڑکی جو حرام سے پیدا ہوئی ہے اس کا کوئی قصور نہیں ہے۔ یعنی زمانہ گناہ اس کے والدین سے ہوا ہے اور وہی اس کے مواخذہ دار ہیں۔ ہاں لڑکی کے نسب میں قصور ضرور ہے کہ وہ ولد الزنا ہے اس لئے اگر کوئی شریف النسب اس سے نکاح نہ کرے تو اس کو اس کا اختیار ہے لیکن اگر کوئی شریف لڑکا اس سے نکاح کر لے تو وہ نکاح جائز ہے۔ (۲) کیونکہ زوجہ کے شریف نہ ہونے سے نسب میں کوئی خرابی نہیں آتی۔ لان النسب للباء۔ اور جب کہ

(١) وان تزوجت المرأة غير الكفو فرضي به احد الاولياء جاز ذلك وان تزوجت المرأة غير كفء ثم جاء الولي فقبض منبرها وجعلها فيه امنه رضاء بالنكاح (الكتاب الاخير، ص ٢٦٤، ٢٦٥، ٢٦٦)

على ترتيب الآث والحجب - (الدر المختار، كتاب الزكّاح، باب الولي،

(٣) الكفء معبرة من جانبى أى الرجل ولا تعتبر من جانبها ، لان الزوج مستفروش فلا تغيبه ذناءة الفراش وهذا عند الكل فى الصحيح - (الدر المختار باب النكاح ق ٣ ، ٨٢ ، سعيد)

لڑکے کا قصد اس کے ساتھ نکاح کرنے سے یہ بھی ہو کہ وہ زنا اور برے افعال سے عقیفہ ہو جائے گی تو لڑکے کے لئے ثواب کی بھی امید ہے۔ پس نکاح مذکور جائز اور نافذ ہے۔ (۱) اور جو لوگ کہ اس نکاح کو فسخ کرانے کی سعی کرتے ہیں وہ غلطی کرتے ہیں۔ اور اگر ان کا مقصد کوئی اور امر مذموم ہو تو وہ گنہگار بھی ہوں گے۔ واللہ اعلم

محمد کفایت اللہ غفرلہ، مدرسہ امینیہ دہلی
عدالتی کارروائی کے ذریعہ ہندو اپنی نو مسلم بیوی کو دوبارہ حاصل نہیں کر سکتا

(سوال) ہندو ایک ہندو مرد کی زوجہ تھی۔ اس نے اپنے مرد کی زیادتیوں کی وجہ سے اس کے ساتھ رہنا ترک کر کے دوسرے شہر میں سکونت اختیار کی۔ بعدہ دین اسلام قبول کیا۔ جس کو زمانہ قریب ڈیڑھ سال سے زیادہ کا ہوتا ہے۔ اب وہ ہندو شوہر عدالت سے قبضہ عورت کی استدعا کرتا ہے۔ کیا وہ ہندو شوہر اس مسلمان عورت کا قبضہ پا سکتا ہے؟
توجروا۔ المستفتی نمبر ۷۳۶: دین محمد (رتلام) ۱۲ ذی قعدہ سن ۱۳۵۴ھ ۶ فروری سن ۱۳۶۰ء

(جواب ۳۵۴) مسلمان عورت ہندو مرد کی زوجہ نہیں رہ سکتی۔ اسلامی احکام اس کے متعلق بہت صاف اور واضح ہیں۔ جب کہ عورت کے اسلام لانے پر ڈیڑھ سال کا عرصہ گزر چکا ہے تو عدت بھی گزر چکی ہوگی۔ اور عدت کے گزر جانے کے بعد غیر مسلم مرد کو مسلمہ عورت پر کوئی حق زوجیت باقی نہیں رہتا۔ (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

ملہ، زندیق اور فاسد العقیدہ لوگوں سے رشتہ

(سوال) ایک پیر صاحب اپنے دادا پر اس طرح درود پڑھاتے ہیں۔ اللہم صل علی محمد الزمان السندی اللواری۔ اپنے دادا کے نام کے ساتھ جل جلالہ شانہ کہنے کی تلقین کرتے ہیں۔ ایک قصبہ کو مکہ اور اس کے نزدیک ایک گاؤں کو مدینہ اور ایک کنوئیں کو چاہ زمزم اور ایک میدان کو عرفات اور ایک قبرستان کو جنت البقیع کے نام سے موسوم کر کے ۹ ذی الحجہ کے دن ۳ بے ایک کثیر اجتماع کے سامنے ایک بڑے ممبر پر خطبہ حج پڑھتے ہیں اور رابطہ رستہ مریدوں کو حج مبارک کا سر دیتے ہیں۔ اور اپنے دادا کے مقبرہ کا طواف و سجدہ کرتے ہیں وغیرہ۔

(۱) ایسے پیر اور ان کے مریدوں سے رشتہ ناتا کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ (۲) اور جن سے رشتہ ناتا ہو چکا ہے اس کے متعلق کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۱۶۶۱ احمد صدیق مدیر اخبار ”زہر مندھ“ کراچی ۱۵ اگست سن ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۵۵) یہ پیر اور اس کے مرید جو ان عقائد شنیعہ کے معتقد ہوں ملہ اور زندیق ہیں۔ ان زنا و فحش سے علیحدہ رہنا واجب ہے اور ایسے فاسد العقیدہ لوگوں سے رشتہ ناتا کرنا ناجائز ہے۔ (۳) لیکن اس کے اقارب میں سے اگر کوئی شخص ان عقائد شنیعہ کا معتقد نہ ہو تو محض پیر کا رشتہ دار ہونے کی وجہ سے اس پر یہ حکم عائد نہ ہوگا۔

(۱) ولذا لا تعتبر تعلیل للمفہوم، وھو ان الشریف لا یابی ان یكونا مستشرقین للدينونة كالامة والكتابة وفيہ اشعار بان نکاح الشریف الوضیعة لازم فلا اعتراض للولی، (رد المحتار، کتاب النکاح، باب النکاح، ۸۲-۸۵) (۲) واما اسلام احد الزوجین المجوسین او امراة الکتابی عوض الا سلام علی الآخر، فان اسلم فیہا والا بان ابی اوسکت فرق بینہما۔ (الدر المختار، فی الرد؛ والمراد بالمجوسی من لیس له کتاب سہاوی۔) (رد المحتار، کتاب النکاح، باب نکاح الکافر، ۱۸۳، سعید) وفي المبسوط: ان الخلاف بینہم فیما اذا كانت المرافعة او الا سلام والعدة قائمة اما اذا كان بعد انقضاء نفھا فلا یفرق بالا جماع۔ (الحنیة، کتاب النکاح، الباب العاشر، ۱، ۲۳، ماہدیت)

شیعہ تفضیلیہ اہل سنت کے مذہب پر نہیں

(سوال) آپ کا فتویٰ موصول ہوا تھا اس کو دیکھ کر ایک شخص نے اعتراض کیا ہے کہ اہل سنت و الجماعہ کو ایسا فتویٰ دینے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے۔ چونکہ اہل سنت کے نزدیک ہر مسلم مومن ہے اور ہر مومن کے ساتھ نکاح جائز ہے۔ اور مومن یا مسلم کی شناخت یہ ہے کہ وہ تین اصول کا قائل ہو۔ توحید و رسالت، قیامت، شیعہ علی العموم تین اصول کے قائل ہیں۔ لیکن اس فتوے میں مفتی صاحب نے صاف نہی کیا ہے۔ چونکہ شیعہ غالی نصیری کو کہتے ہیں اور اہل سنت و الجماعہ کا مذہب ہے جس مذہب سے اصل میں معاملہ درپیش ہے اس کو بالکل از ادیان۔ یعنی شیعہ اثناء عشری اور علاوہ ازیں کوئی شیعہ اثناء عشری اپنے آپ کو نصیر مہدی یا غالی نہیں کہتا۔ چونکہ زمانہ موجودہ میں اتنیہ جائز نہیں ہے۔ اور تہر اصول مذہب اہل سنت سے کسی طرح بھی مانع نکاح نہیں ہے۔

المستفتی نمبر ۲۲۶۵ شمشاد حسین ضلع میرٹھ۔ ۲۴ ربیع الاول سن ۱۳۵۷ھ ۲۵ مئی سن ۱۹۳۸ء

(جواب ۳۵۶) مذہب اہل سنت و الجماعہ کا نہیں ہے۔ یہ شیعہ مذہب کی ایک شاخ ہے اور غالی سے مراد وہ شیعہ ہیں جو کسی ایسے عقیدے کے قائل ہوں جس سے کفر لازم آتا ہے۔ مثلاً الفک عاتشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یا قرآن مجید میں کمی واقع ہونے کا عقیدہ یا غلطی الوحی یا الوصیت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا حلت تبرائے سب و شتم صحابہ وغیرہ۔ (۱) اور جواب سابق جو میں نے لکھا تھا وہ صحیح ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ له، دہلی

کفو ہونا صحت نکاح کے لئے شرط نہیں

(سوال) ایک معروف النسب سید زادی نے غیر قریش میں سے ایک نو مسلم یا جو ابلا وغیرہ یا پٹھان راجپوت سے بارہا رضامندی کے نکاح کر لیا۔ اب صورت مذکورہ میں زید اور بکر کا اختلاف ہے۔ زید کہتا ہے کہ کفو باعتبار اسلام کے جواز نکاح کے لئے کافی ہے۔ لہذا یہ نکاح جائز اور درست ہے کفو باعتبار نسب اور مال اور حرفہ کے امر مستحسن ہے۔ ضروری نہیں۔ حسب الارشاد نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے۔ کل مؤمن تقی فہو آلی اور حسب الارشاد باری عز اسمہ، انما المؤمنون اخوة۔ اور رشتہ کرنا نبی کریم ﷺ کا ساتھ اصحاب کرام کے مؤید جواز نکاح مذکور کا ہے۔ بلکہ اگر کوئی چوبز امر دار خوار مسلمان ہو کر عالم ہو جائے تو معروف النسب سید زادی کو نو مسلم مذکور کے ساتھ نکاح کرنا بہتر ہے بسبب سید معروف النسب جاہل سے۔ کیونکہ شرافت عالم پر آیت او تو العلم درجات شاہد ہے۔ اور فقہائے کرام بھی اپنے فتاویٰ میں تحریر فرماتے ہیں ان شرف العلم فوق شرف النسب۔ بخلاف سادات کے کہ ان کی شرافت نصیٰ وارد نہیں ہوئی۔ اور بکر کہتا ہے کہ سید زادی معروف النسب کا نکاح غیر قریش سے خواہ وہ شریف ہو بلکہ ضاوی کے ہر گز جائز نہیں۔ کیونکہ فرمایا نبی کریم ﷺ نے۔ الا لا یزوج النساء الا الاء ولا یزوجن الا من الا کفاء۔ نیز اس میں بے ادبی سادات کرام کی پائی جاتی ہے۔

(جواب ۳۵۷) صحت نکاح کے لئے مرد و عورت کا مسلمان ہونا اور عورت کا محرمات میں سے نہ ہونا فی حد ذاتہ کافی

(۱) وبهذا ظہر ان الرافضی ان کان ممن یعتمد الالوہیۃ فی علی او ان جبریل غلط فی الوحی او کان ینکر صحبۃ الصدیق او یقذف السیدۃ الصدیقۃ فہو کافر لمخالفتہ القواطع المعلومۃ من الدین بالضرورۃ رد المحتار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ۳۶۳۔

ہے۔ قرآن مجید کے نصوص صریحہ اس پر دال ہیں۔ واحل لکم ما وراء ذلکم ان تبغوا باموالکم (۱) لایۃ فانکحوا ما طاب لکم من النساء۔ (۲) اور سنت سیئہ نبویہ نے عملی طور سے اس کی تصدیق کر دی۔ کہ آنحضرت ﷺ نے زینب ہاشمیہ کا عقد زید معشق سے باوجود زینب کی طرف سے انشراح قلب نہ ہونے کے کر دیا۔ اس کے علاوہ بھی بہت سی مثالیں صحابہ کرام کے افعال اور طرز عمل میں موجود ہیں کہ نسبی تفاوت ہونے کے باوجود نکاح ہو گئے۔ (۳) پس انصوص قرآنیہ اور تعامل صحابہ و سلف صالحین اس امر پر دلیل قاطعہ ہیں کہ کفایت نسبی فی حد ذاتہ تحت انعقاد نکاح کی شرط نہیں ہے۔ اسی وجہ سے غیر کفو کا نکاح جب کہ منکوحہ اور ولی منکوحہ راضی ہو جائے صحیح و نافذ ہوتا ہے۔ (۴) یعنی مثلاً کوئی حاکم ہاشمیہ سے اس طرح نکاح کرے کہ ہاشمیہ کا والد اور خود ہاشمیہ راضی ہو تو نکاح صحیح و نافذ ہوگا۔ حالانکہ نسبی تفاوت اور عدم کفایت نسبیہ بحالہا موجود اور قائم ہے اور اگر کفایت نسبیہ شرط صحت نکاح ہوتی تو نکاح ولی اور منکوحہ کی رضامندی سے بھی صحیح نہ ہوتا۔ جیسے محرمہ کا نکاح محرم سے باوجود اس کی رضامندی اور ولی کی اجازت کے صحیح نہیں ہوتا۔ (ناتمام)

مسلمان لڑکی کا شیعہ سید سے نکاح

(المجمعیہ مورخہ ۱۸ فروری سن ۱۴۷۷ء)

(سوال) ایک سنی مسلمان اپنی دختر نابالغ کا نکاح ایک شیعہ سید سے کرنا چاہتا ہے۔ کیا شرعاً یہ نکاح جائز ہوگا؟
(جواب ۳۵۸) شیعہ اگر غالی تہرائی ہو تو اس کے ساتھ سنی لڑکی کا نکاح ہی صحیح نہیں ہوتا۔ (د) اور اگر غالی نہ ہو تو نکاح جائز ہو جاتا ہے۔ (۱) مگر اختلاف عقائد زوجین کی وجہ سے رسالوات آپس میں رنجش اور منافرت رہتی ہے۔ اس لئے مناسب نہیں کہ لڑکی کو ہمیشہ کے لئے ایک عذاب میں مبتلا کر دیا جائے۔ (۷) محمد کفایت اللہ مفرلہ،
(سوال) ایک عورت قوم چہار سے تھی اور ایک سید سے اس کی قریب بیس سال سے ملاقات تھی۔ اور اسی کے گھر میں رہتی تھی۔ اس کے بلا نکاح سات بچے پیدا ہوئے۔ اب ایک ماہ سے اس کی ناراضگی ہو گئی تھی۔ اب اس کے حمل بھی موجود ہے۔ اب اس کا نکاح اسی شخص سے ہو گیا۔ جس کا اوپر ذکر کیا گیا۔ یہ نکاح ہونا ہمارے مذہب میں جائز ہے یا ناجائز؟ (المجمعیہ مورخہ ۲۶ ستمبر سن ۱۹۳۷ء)

(جواب ۳۵۹) اگر یہ عورت مسلمان ہو گئی ہے اور بیس سال سے کسی مسلمان کے پاس تھی تو اس کا نکاح اس

(۱) النساء: ۲۴

(۲) النساء: ۳

(۳) وخطب بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ الی قوم من العرب فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: قل لہم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یامرکم ان تزوجونی، وان سلمان خطب بنت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فہم ان یزوجہا منہ لم یم یفق۔ (المبسوط، کتاب الزکاح، باب الکفایۃ، ۵/۲۳، بیروت)

(۴) واذ تزوجت المرأة غیر کفء ورضی بہ احد الاولیاء جاز ذلک۔ (المبسوط، کتاب الزکاح، باب الاکفاء، ۵/۲۶، بیروت)

(۵) اس لئے کہ وہ کافر ہیں۔ کما فی الرسائل: واما قذف عائشۃ فکفر بالا جماع وکذا انکار صحبۃ الصدیق لمخالفة الصدیق نص الکتابۃ۔ (مجموعہ رسائل ابن عابدین، ۱/۳۶۷، تھیل کیڈی)

(۶) تجوز مناکحۃ المعتزلۃ، لا نالا نکفر احداً من اهل القبلة وان وقع الزام فی المباحث۔ (الدر المختار، کتاب الزکاح، فصل فی الحرامات، ۳/۳۵، سعید)

(۷) یوفی الرد: ففی الفتح ویجوز تزوج الکتابیات، والا ولی ان لا یفعل ولا یاکل ذبحہم، (رد المحتار، کتاب الزکاح، فصل فی الحرامات، ۳/۳۵، سعید)

مسلمان سے خواہ وہ کسی قوم سے تعلق رکھتا ہو جائز ہے۔ (۱) یعنی صرف اس وجہ سے کہ وہ قوم کی پیماری ہے نکاح ناجائز نہیں ہو سکتا۔ اور کوئی وجہ عدم جواز کے شبہ کی ہو تو اس کو بیان کر کے حکم دریافت کیا جائے۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ

ولد الزنا کو لڑکی کا رشتہ دینا

(المجمعیۃ مورخہ ۱۸ نومبر سن ۱۹۲۷ء)

(سوال) ایک شخص نے بلا نکاح ایک عورت کو خانہ انداز رکھا۔ اس کے بطن سے اس کا لڑکا جو ان ہے۔ آیا اس لڑکے کو لڑکی دینا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۶۰) اگر وہ لڑکا نیک صالح ہو تو اس کو لڑکی دینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ (۲) یعنی اس کا ولد الزنا ہو نا جواز نکاح سے مانع نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ،

(۱) موجودہ تورات وانجیل اور اس کو ماننے والے یہود و نصاریٰ کے متعلق چند سوالات

(۲) وہ موجودہ جو رسالت کا قائل نہ ہو اس سے عقد کرنا کیسا ہے؟

(۳) قرآن کو ناقص کہنے والے اور خلفاء ثلاثہ کی توہین کرنے والے شیعہ سے نکاح

(المجمعیۃ مورخہ ۱۶ اگست سن ۱۹۲۸ء)

(سوال) (۱) موجودہ انجیل و تورات کے مضامین قبل کے مطابق ہیں یا نہیں؟ (۲) موجودہ انجیل و تورات کے عامل اہل

کتاب کلامیں گے یا نہیں؟ (۳) موجودہ انجیل و تورات کے عامل کو مشرک، کافر، فاسق کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

(۴) موجودہ انجیل و تورات کے علمائان ذکر و وراثت سے احناف ان کے قاعدہ و ترکیب سے عقد کر سکتے ہیں یا نہیں؟

(۵) اگر موجودہ یہود و نصاریٰ سے عقد کریں تو احناف اپنے طریقے سے کریں یا ان کے طریقے سے؟ (۶) موجودہ

جو رسالت کا قائل نہیں ہے اس سے احناف عقد کر سکتے ہیں یا نہیں؟ (۷) شیعہ جو حضرت خلیفہ اول و دوم و سوم اور

بعض دیگر صحابہ کی شان میں خلاف تہذیب الفاظ استعمال کرتے ہیں اور قرآن پاک کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ

دس پارے کم ہیں۔ ان سے احناف عقد کر سکتے ہیں یا نہیں؟

(جواب ۳۶۱) (۱) موجودہ انجیل و تورات محرف ہیں۔ ان کے اندر تحریف و تبدیلی کا وقوع قرآن وحدیث سے ثابت

ہے۔ (۲) اس لئے ان کے مضامین پر یہ بھروسہ نہیں رہا کہ کون سی عبارت منزل من اللہ ہے اور کون سی تحریف

شدہ۔ (۳) ہاں موجودہ تورات و انجیل کو ماننے والے اور ان پر عمل کرنے والے اہل کتاب کلامیں گے کیونکہ باوجود خبر

تحریف دینے کے بھی قرآن مجید اور احادیث میں ان کو اہل کتاب کہا گیا۔ (۴) اور اہل کتاب کے احکام ان پر زمانہ نبوی

میں جاری کئے گئے۔ (۵) ہاں انجیل و تورات پر ایمان رکھنے والے اور عمل کرنے والے جو امور شرکیہ کے قائل ہوں

مثلاً حضرت مسیح علیہ السلام کو خدا کا بیٹا یا خدا کہتے ہوں یا حضرت مریم علیہا السلام کو خدا کا شریک بتاتے ہوں وہ

(۱) فانکحوا ما طاب لکم من النساء۔ (النساء ۳) (۲) وانکحوا الایامی منکم۔ (النور ۳۲۳)

(۳) فویل للذین یکذبون الکتاب بایدہم ثم یقولون هذا من عند اللہ۔ (البقرہ ۷۹)

(۴) قل یا اہل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم۔ (آل عمران ۶۴)

مشرک بھی اور کافر بھی ہیں اور فاسق ہیں۔ (۱) (۴) موجودہ اہل کتاب سے بھی مناکحت یعنی کتابیہ عورت کے ساتھ مسلمان مرد کو نکاح کرنا جائز ہے۔ (۲) (۵) اسلام کے طریقے سے۔ (۶) اگر وہ اہل کتاب میں سے نہیں ہے تو نہیں کر سکتے۔ (۳) (۷) شیعہ جو غالی تہرائی ہیں ان کا حکم اہل کتاب کا ہے کہ شیعہ عورت سے سنی مرد کا نکاح جائز ہے مگر سنی عورت کا نکاح شیعہ مرد سے جائز نہیں۔ (۴) محمد کفایت اللہ غفرلہ،

بدھ مذہب کی عورت سے نکاح جائز نہیں

(سوال) ملکہ برہما کی عورتیں جو کہ بدھ مذہب سے تعلق رکھتی ہیں ان سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟ ان کو ایک دفعہ تیسے کلمے صفت ایمان اور خطبہ پڑھ کر نکاح کیا۔ مرد کے پیچھے وہیت کو پوچھتی ہیں مرد کو معلوم نہیں۔ (جواب ۳۶۲) بدھ مذہب کی عورتوں سے نکاح جائز نہیں ہے (۵) کیونکہ وہ اہل کتاب کے حکم میں نہیں ہیں۔ ہاں اگر وہ ایک دفعہ کلمے کے معنی سمجھ کر کلمہ پڑھ لیں تو وہ مسلمان ہوں گی اور ان کے ساتھ نکاح جائز ہو جائے گا لیکن اگر اس کے بعد وہیت پرستی کریں گی تو پھر کافر ہو جائیں گی اور نکاح ٹوٹ جائے گا۔ (۶)

شیعہ سنی کے نکاح کے فسخ کی کیا صورت ہوگی؟

(سوال) جب کہ زوجین کے درمیان تفرقہ کرنا ضروری ہے شوہر کے غالی شیعہ ہونے کی وجہ سے۔ اور علماء کہتے ہیں کہ کافر حاکم کا فسخ کرنا معتبر نہیں۔ تو اب فسخ کرانے کے لئے کون سی صورت اختیار کی جائے۔ اگر شوہر شیعہ عقائد کو لا علمی کی وجہ سے صحیح اور ضروری جانتا ہے تو یہی کو اس کے ماتحت رہنے کی شرعی گنجائش ہے یا نہیں؟ (جواب ۳۶۳) اگر شوہر غالی بچی شیعہ ہے یعنی اس کے عقائد ایسے ہیں کہ جن کی وجہ سے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو۔ مثلاً قرآن مجید کو صحیفہ عثمانی بتاتا ہو، منزل من اللہ نہ مانتا ہو، یا اس میں کی پیشی کا قائل ہو، یا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خدا یا مظہر خدا یعنی او تار مانتا ہو، ان کے اندر خدائی قوتیں ہونے کا معتقد ہو یا غلط فی الحقیقہ کا عقیدہ رکھتا ہو۔ یعنی یہ سمجھتا ہو کہ وحی حضرت علیؑ پر آئی تھی، جبریل علیہ السلام سے غلطی ہوئی اور وہ محمد ﷺ کو دے گئے۔ یا ان کا مائتہ صدیقہ رضی اللہ عنہما کا عقیدہ رکھتا ہو یا ان کے مثل اور کوئی کفریہ عقیدہ رکھتا ہو (۷) تو ایسے شخص کے ساتھ سنیہ مسلمہ کا نکاح صحیح نہیں ہوتا۔ (۸) اور جب نکاح صحیح نہیں ہوا تو شرعاً فسخ کی ضرورت نہیں مگر قانونی مواخذہ سے بچنے کے لئے عدالتی کارروائی لازم ہوتی ہے۔ پس اگر صورت یہی ہو تو اس میں مسلمان حاکم اور غیر مسلم حاکم دونوں

(۱) لقد کثر الذین قالو ان الله هو المسيح بن مریم۔ (المائدہ: ۷۲)

(۲) والمحصنات من الذین او ثوا الکتاب۔ (المائدہ: ۵)

(۳) وحرم نکاح الوثنیہ بالا جماع (الدر المختار) وفي الرد: الوثنیہ نسبة الى عبدة الاوثان ويدخل في عبدة الاوثان عبدة الشمس ... وكل مذهب یكفر به معتقد۔ (رد المحتار، کتاب النکاح، فصل فی الحرامات، ۳/ ۴۵، سعید)

(۴) جو شیعہ ضروریات دین کا منکر ہو وہ کافر ہے اس لئے ایسے شیعہ سے نکاح مطاقاً جائز و حرام ہے۔ واما قدف عائشہ فکفر بالا جماع و کذا انکار الصدیق لمخالفتہ نص الکتاب۔ (مجموعہ رسائل ابن عبدین، ۱/ ۳۶، سہیل الکبیری)

(۵) وان کانو یعدون الکواکب ولا کتاب لہم لم تجز منا کحیثم، لا نہم مشرکون۔ (لحمہ الرائق، کتاب النکاح، فصل فی الحرامات، ۳/ ۱۱۱، دار المعرفہ بیروت)

(۶) اور اتداد احدہما ای الزوجین فسخ عاجل بلا قضاء۔ (الدر المختار، کتاب النکاح، فصل فی الحرامات، ۳/ ۴۵، سعید)

(۷) (یہنا ظہر ان الرافضی ان کان ممن یعتمد الا لویہ فی علی او ابن جریل غلط فی الوحی او کان ینکر صحبۃ الصدیق او یقفد السیدۃ الصدیقۃ فہو کافر لمخالفتہ القواطع المعلومۃ من الدین بالضرورۃ۔ (رد المحتار، کتاب النکاح، فصل فی الحرامات، ۳/ ۴۶، سعید)

(۸) کولا یجوز تزوج المسلمۃ من مشرک۔ (الہندیہ، کتاب النکاح، اسم السبع اخر مات بشرک، ۱/ ۲۸۲، ماجدیہ)

یکساں ہیں کیونکہ عورت فی الحقیقت اس کے نکاح میں نہیں ہے۔ اس کا فیصلہ صرف قانونی گرفت سے بچنے کے لئے ہے۔ نہ ایک قائم اور ثابت نکاح کو فسخ کرانے کے لئے کہ مسلمان حاکم اسے فسخ کرے۔ البتہ اگر شوہر غالی شیعہ نہ ہو اور نکاح فی حد ذاتہ منعقد ہو چکا ہو مگر اس کو یہ وجہ اختلاف عقائد و منازعت باہمی یا اعتداء زوج کی بنا پر فسخ کرانا ہو تو بے شک مسلمان حاکم کا فیصلہ ضروری ہے۔ غیر مسلم حاکم کا فیصلہ ایک قائم شدہ نکاح کو فسخ کرانے کے لئے کافی نہیں ہے۔ زوج کا لاعلمی سے کفر یہ عقائد رکھنا کوئی عذر شرعی نہیں ہے اور اگر پہلی صورت ہے تو عورت کو اس کی مطاوعت ناجائز ہے اور ہر صورت سے اس کو اس سے علیحدگی کر لینا لازم ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

بازاری عورت سے نکاح

(سوال) زید ایک بازاری رنڈی لے آیا ہے اور نکاح کرنا چاہتا ہے۔ مولوی صاحب سے جب نکاح پڑھانے کو کہا تو انہوں نے کہا کہ نکاح درست نہیں۔ کیونکہ یہ معلوم نہیں کہ وہ مسلمان کی لڑکی ہے یا ہندو کی۔ اگر مسلمان کی لڑکی ہو تو اس کا شوہر ہے یا نہیں؟ بشرط موجودگی شوہر نکاح درست نہیں ہے۔

(جواب ۳۶۴) رنڈی اگر مسلمان یا عیسائی یا یہودی ہو اور گمان غالب ہو جائے کہ اس کا کوئی خاوند نہیں ہے تو اس کے ساتھ نکاح درست ہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ غفر لہ،

مسلمان عورت کا دیانی شوہر سے جدا ہونے کے لئے نکاح فسخ کروا سکتی ہے۔

(سوال) ایک عورت کا عقد ایک شخص کے ساتھ ہوا جس کو عرصہ نو سال کا ہوا اور چار لڑکیاں بھی ہوئیں۔ اب معلوم ہوا کہ وہ قادیانی ہے اور لڑکیوں کو قادیان میں دینا چاہتا ہے۔ عورت علیحدہ ہونا چاہتی ہے۔

(جواب ۳۶۵) ہاں اس صورت میں عورت کو حق ہے کہ وہ اپنا نکاح فسخ کرالے۔ کیونکہ قادیانی فرقہ جمہور علمائے اسلام کے فتوے کے بموجب اسلام سے خارج ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ غفر لہ،

شیعہ اور سنی کے باہمی نکاح کا حکم

(سوال) سنی اور شیعہ کے درمیان نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۶۶) غالی شیعوں اور سنیوں میں مناکحت فساد پر منتج ہوتی ہے۔ نیز اگر لڑکی سنیہ اور لڑکا غالی شیعہ ہو تو نکاح ہی درست نہیں جو (۳) ہاں لڑکا سنی اور لڑکی شیعہ ہو تو نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔ (۴)

(۱) وانکحو الایامی منکم۔ (النور: ۳۲) قال ابن کثیر فی تفسیرہ: الا یامی جمع ایم و یقال ذلک للمرأة العاتیة لا زوج لها وللرجل الذی لا زوجة له، سواء قد تزوج ثم فارق اولم یتزوج واحد منها۔ (تفسیر ابن کثیر، ۳/ ۲۸۶، سیل الکیدنی)

(۲) اگر شوہر نکاح سے قبل قادیانی تھا تو نکاح منعقد ہی نہیں ہوا۔ کما فی البدائع: و منها اسلام الرجل اذا كانت المرأة مسلمة فلا یجوز انکاح المؤمنة الکافی۔ (بدائع الصنائع، کتاب النکاح، ۲/ ۲۷۱، سعید)

اور اگر نکاح کے بعد قادیانی ہوا ہو تو نکاح خود بخود ٹوٹ گیا ہے، فسخ کی ضرورت نہیں۔ وارتداد احدهما ای الزوجین فسخ عاجل بلا قضاء۔ (الدر المختار، کتاب النکاح، فصل فی الحر مات، ۳/ ۴۵، سعید)

(۳) یجوز تزوج المسلمة من مشرک ولا کتابی۔ (الہندیہ، کتاب النکاح، ۱/ ۲۸۲، ماجدیہ)

(۴) یجوز مناکحة المعزلة، لانا لا نکفر احدا من اهل القبلة، الدر المختار، کتاب النکاح، (فصل فی الحر مات، ۳/ ۴۵، سعید) لیکن ان سے نکاح نہ کرنا بہتر ہے۔ کما فی الرد: ویجوز تزوج الکتابیات والا ولی ان لا یفعل ولا یاکل ذبیحتهم الا للضرورة۔ (ایضاً، الدر المختار)

سید زادی کا امتی سے نکاح

(المجمیۃ مورخہ ۲۰ جون سن ۱۳۴۲ء)

(سوال ۱) کیا ایک سید زادی ایک امتی کے عقد میں آسکتی ہے؟ (۲) اگر نہیں آسکتی تو کیوں؟ (۳) اگر آسکتی ہے تو پھر سید کا امتی سے نسب ہونا کیسے ہو سکتا ہے؟ (۴) اگر سید زادی امتی کے نکاح میں آسکتی ہے تو خدائے کریم نے رسول کریم کی ازواج مطہرات کو امت پر کیوں حرام فرمایا اور ان کو امت کی مائیں کیوں کہا؟ (۵) جب رسول اکرم فداہ امی وہابی کی ازواج مطہرات امتی کے نکاح میں نہیں آسکتیں تو آپ کی اولاد امتی کے نکاح کے لئے کیسے حلال ہو گئی؟ (۶) اگر امتی کے نکاح میں سید زادی نہ آسکتی ہو اور ایک امتی نے ایک سید زادی سے نکاح کر لیا ہو تو اس کے متعلق کیا حکم ہے؟ (۷) اگر سید زادی امتی کے لئے حلال نہیں تو کیا اس کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے اور طلاق کی ضرورت پڑتی ہے یا نہیں؟ (۸) اگر طلاق کی ضرورت نہیں پڑتی تو بغیر طلاق لئے نکاح ثانی ہو سکتا ہے؟ (۹) اگر سید زادی مذہباً شیعہ اور امتی حنفی ہو یا امتی شیعہ اور سید زادی حنفی ہو؟ (۱۰) اگر امتی کے ساتھ نکاح جائز ہے تو کیوں بڑے بڑے عالم بھی رشتہ نہیں کرتے؟

(جواب ۱) سید زادی کسی امتی کے عقد میں آسکتی ہے۔ خواہ وہ امتی سید ہو یا نہ ہو۔ (۲) آسکتی ہے۔ کیونکہ کفایت شرائط صحت نکاح میں داخل نہیں ہے۔ (۳) سید کا غیر سید سے نسب کے لحاظ سے اشرف ہونا مسلم لیکن شرف کی کمی زیادتی اور نسب میں تفاوت ہونا اس کا موجب نہیں ہے کہ نکاح درست نہ ہو۔ (۴) آنحضرت ﷺ کی ازواج مطہرات کے لئے حضور ﷺ کے بعد دوسرے لوگوں سے نکاح ناجائز تھا۔ اس کی وجہ قرآن مجید کا صریح حکم ہے۔ ولا ان تنکحوا ازواجہ من بعدہ ابداً۔ (۵) ایسا حکم حضور کی اولاد کے لئے موجود نہیں۔ نہ قرآن پاک میں نہ حدیث میں۔ نیز ازواج کے لئے دوسرے سے نکاح ناجائز ہونے کی وجہ یہ ہے کہ حضور کا نکاح حضور کی وفات سے ٹوٹنے والا نہ تھا تو آپ کی ازواج آپ کی وفات کے بعد بھی آپ کے نکاح میں تھیں اس لئے دوسرا نکاح نہیں کر سکتی تھیں۔ تیسرے یہ کہ حضور ﷺ کی وفات ظاہری تھی ویسے آپ حیات ہیں۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام کو بعد وفات بھی ایک زندگی حاصل ہے جو شہداء کی زندگی سے اقویٰ ہے۔ اس لئے آپ کی ازواج گویا زندہ خاوند کی بیویاں تھیں جو دوسرا نکاح نہیں کر سکتی تھیں۔ امت کی مائیں احترام کے طور پر کہا گیا۔ (۵) جیسے کہ حضور ﷺ امت کے باپ تھے۔ مگر یہ وجہ عدم جواز نکاح کے لئے نہیں۔ ورنہ حضور کی بیویاں بھی بیٹیاں تھیں ان سے نکاح کیسے ہو سکتا تھا۔ (۵) نمبر ۴ میں وجہ بیان کی گئی۔ (۶) آسکتی ہے اور جائز ہے جیسے کہ حضور ﷺ کی صاحبزادی حضرت عثمان

(۱) فانکحوا مطاہب لکم من النساء۔ (انساء ۳۰)

(۲) واذ تزوجت المراء من غیر کفء ورضی بہ احد الاولیاء جاز ذلک۔ (البیضاء کتاب النکاح، ۵/ ۲۶۱ بیروت)

(۳) جیسا کہ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ کر لیا تھا۔ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چچا بھین تھیں اور زید رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ازاد کردہ غلام تھے۔

(۴) الا حزاب ۵۳

(۵) واز واحد امیتہم۔ (۱۱ حزاب ۶) ای فی الحرمۃ والا حترام والتوقیر والا کرام والا اعظام، ولكن لا تجوز الخلوة بہن ولا یسنن التحريم الی ما تھن واخواتھن بالا جماع۔ (تفسیر ابن کثیر، ۳/ ۴۶۸، سہیل الہدی) وفي احکام القرآن: قيل فيه وجهان: انھن کامیتھم فی وجوب الا حلال والتعظیم، والثانی تحريم نکاحھن، وليس المراد انھن کالامہات فی کل شئی لا نہ لو کان كذلك لما جاز لا حد من الناس ان يتزوج بنا تھن وقد زوج النبی صلی اللہ علیہ بناتہ۔ (احکام القرآن لمبصص، ۵/ ۳۵۵، بیروت)

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں آئیں باوجود یہ کہ حضرت عثمان ہاشمی نہ تھے۔ (۷) محض اس وجہ سے کہ خاوند غیر ہاشمی ہے نکاح نہیں ٹوٹتا۔ (۸) نہیں! بغیر طلاق کے سید زادی دوسرا نکاح نہیں کر سکتی۔ (۹) اگر سید زادی شیعہ ہو اور شوہر غیر ہاشمی سنی ہو تو نکاح جائز ہے۔ (۱۰) اور اگر سید زادی سنی ہو اور شوہر غالی شیعہ ہو خواہ ہاشمی ہو یا غیر ہاشمی ناجائز۔ (۱۱) غالی سے مراد یہ ہے کہ اس پر حکم کفر عائد ہو سکے۔ (۱۲) عالموں کا سید زادیوں سے احتراماً نکاح نہ کرنا اس کو مستنیزم نہیں ہے کہ نکاح ناجائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

اہل کتاب کے ساتھ نکاح

(سوال) کیا اہل کتاب (عیسائی، یہودی) کے ساتھ بموجب شرع محمدی عقد نکاح جائز ہے؟ (جواب ۳۶۸) اہل کتاب یعنی یہودی اور نصرانی عورتوں سے مسلمان شادی کر سکتے ہیں۔ (۱) لیکن کوئی مسلمان لڑکی یہودی یا نصرانی مرد کے نکاح میں نہیں دی جاسکتی۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

بے نکاحی عورت رکھنے والے سے میل جول اور اس کی اولاد سے صحیح النسب کا نکاح کیسا ہے (سوال) زید نے ایک عورت بغیر نکاح کے اپنے گھر میں ڈال رکھی ہے۔ اس سے عام مسلمانوں کو میل جول رکھنا کیسا ہے؟ نیز اس کی اولاد کا نکاح صحیح النسب مسلمانوں سے ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۶۹) بے نکاحی عورت کو گھر میں ڈال رکھنا حرام ہے۔ اس فعل کا مرتکب فاق ہے۔ اس سے میل جول اور معاشرتی اسلامی تعلقات قطع کر لینا فرض زجر و توبہ جائز ہے۔ (۱) بے نکاحی عورت سے جو اولاد ہو وہ اگرچہ ولد الزنا ہے مگر اس کا نکاح صحیح النسب مسلمانوں کے ساتھ ناجائز نہیں۔ اگر کر دیا جائے تو صحیح ہو جائے گا۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

اہل سنت لڑکی کا نکاح مرزائی سے جائز نہیں

(المجموعۃ موریہ کیم جنوری سن ۱۹۳۹ء)

(سوال) اہل سنت و اجماعت لڑکی کا نکاح ایک مرزائی سے جائز ہے یا نہیں؟ (جواب ۳۷۰) اہل سنت و اجماعت لڑکی کا نکاح مرزائی سے جائز نہیں۔ کیونکہ مرزائی با اتفاق علماء دین و ائمہ اسلام سے خارج ہیں۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(۱) لا يجوز للرجل ان يتزوج روجه غيره۔ (الحندي، کتاب النکاح، الباب الثالث، ۱، ۲۸۰، ما جدید)

(۲) اس سے وہ شیعہ عورت مرآت ہو کر یہ عقائد نہ رکھتی ہو۔ وفي الدر تجوز منا كحة المعتزلة، لا تالا نكفر احدا من اهل الفللة و ان وقع الزواجا في المباحث۔ (الدر المختار، کتاب النکاح، فصل في الحرامات، ۳، ۴۵، معید) و اگر ضروریات دین میں سے کسی چیز کی تکفیر ہو تو جہاں سے کسی وجہ سے اس سے نکاح ناجائز ہے۔ و اما قد ف عاتشة ف كفر بالا حما و كذا انكار صحبة الصديق لمخالفة نص الكتاب۔ (مبوء رسائل ابن مابدين، ۱، ۳۶۷، سہیل اکیڈمی)

(۳) والمحصنات من الذين اوتوا الكتاب۔ (الباندة، ۵) (۴) ايضا

(۵) فلا يجوز انكاح المسلمة الكتابية۔ (البدائع الصنائع، کتاب النکاح، ۲، ۲۷۲، معید)

(۶) فلا تقعد بعد الذكري مع القود الظالمين۔ (الانعام، ۶۸)

(۷) لا يجوز نكاح المجوسيات والوثنيات و كل مذهب يكفر بدمشق۔ (الحندي، کتاب النکاح، الباب الثالث، ۱، ۲۸۰، ما جدید)

تیرھواں باب

نفقہ و سکونت

نفقہ کے لئے لئے ہوئے قرض کا شوہر سے مطالبہ
(سوال) خاوند اپنی بیوی سے اس قدر غافل رہا کہ اس کے ہاں نفقہ کی بھی خبر نہ لی اور عورت نے قرض فام کر کے اپنی
تُزرواوقات کی توقع طلاق عورت اپنے اس قرضے کے لینے کی دعویدار ہو سکتی ہے یا نہیں؟
(جواب ۳۷۱) اگر ایام ہاضیہ کا نفقہ قرض وغیرہ سے عورت نے بطور خود پورا کیا قضاے قاضی یا ہمیں تراضی سے یہ
بات نہ تھی تو خاوند سے نہیں لے سکتی۔ (۱) واللہ اعلم

شوابع کے ہاں محدود مدت تک نفقہ نہ دینے سے نکاح فسخ نہیں ہوتا
(سوال) اگر کوئی شخص چار سال اپنی زوجہ کو نفقہ نہ دے تو کیا وہ امام شافعی کے نزدیک اس کے نکاح سے باہر ہو جاتی ہے؟
(جواب ۳۷۲) حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مذہب نہیں ہے کہ چار سال نفقہ نہ دینے کی صورت میں نکاح
فسخ ہو جاتا ہے۔ بلکہ ان کا صحیح معتمد مذہب یہ ہے کہ زوج کے تاویر ہونے پر زوجہ کو قاضی سے نکاح فسخ کرانے کا اختیار
حاصل ہے لیکن اگر زوج مستطیع ہو اور نفقہ نہ دے تو اس صورت میں اختیار فسخ نہیں خواہ موجود ہو یا غائب۔ (۲) فی
الشامی لکن الاصح المعتمد عندہم ان لا فسخ مادام موسرا وان انقطع خبرہ وتعذر استيفاء النفقة من
مالہ کما صرح بہ فی الام (۳) ج ۲ ص ۱۱۷

نفقہ کے لئے دی ہوئی رقم عورت کی ملکیت ہے، شوہر کے ترکہ میں شامل نہیں۔
(سوال) زید اپنی زوجہ کو ماہواری خرچ کے لئے ایک رقم دیا کرتا تھا۔ اس کی زوجہ نے اس رقم میں سے کچھ پس انداز کے
پتہ اشیاء ضروریات خرید لیں۔ اب زوج یعنی زید فوت ہو گیا۔ لہذا وہ اشیاء جو زوجہ زید نے اپنی اس مقررہ رقم سے
خریدی ہیں وہ زید کے ترکہ میں شمار کی جائیں گی یا زوجہ زید ہی اس کی مالک ہے۔
(جواب ۳۷۳) خاوند اپنی زوجہ کو خرچ کے لئے جو رقم اپنی رضامندی سے دے وہ زوجہ کی ملک ہو جاتی ہے۔ لہذا زید
سے مرنے کے بعد جو اشیاء کہ زوجہ زید نے اس رقم سے خریدی تھیں زید کے ترکہ میں شمار نہ ہوں گی بلکہ وہ زوجہ زید
کی ملکیت ہے۔ (۴)

خاوند کے تنگ دست ہونے پر شافعی المسلک سے نکاح فسخ کروانا

(سوال) زید نے اپنے خسر کے گھر پر زینہ طلاق کی چوری کی اس کے بعد یہاں سے ایک طلاق زینہ اور اپنی زوجہ سے
لے گیا اور اس کو رہن کر کے فرار ہو گیا یعنی خیانت کی اور غرضہ ساڑھے چار سال تک اپنی زوجہ کو نان نفقہ نہیں دیا زید

(۱) إذا خصمت المرأة زوجها في نفقة ما مضى من الزمان قبل أن يفرض القاضي لها النفقة وقبل أن يتراضيا على شيء فان
القاضي لا يقضي لها نفقة ماضية عندنا۔ (التأخرية، سبب الختات، ۳، ۲۰۷، اوله القران)
(۲) رد المحتار، كتاب الطلاق، باب النفقة، ۳، ۵۹۰، سعيد (۳) وفي الام: إذا لم يجد ما ينفق عليها ان تخير المرأة بين المقام
معد او فراقه۔ (الام، باب الرجل لا يجد ما ينفق على امراته، ۹۱/۵، بيروت)
(۴) راجل المسئلة ان نفقات الزوجات تصير ديناً بقضاء القاضي او بتراضيهما على شيء معلوم بكل شهر بالا اتفاق، وفي الحجة
وترجع بها الى تركه (التأخرية، كتاب النفقات، ۴، ۲۰۷، ادارة القرآن)

کے فرار ہونے کے بعد ہندہ (زوجہ زید) کا لڑکا پیدا ہوا جواب چار سال کا ہے۔ اس کے پیدا ہونے میں صرف آٹھ روپے بچے تھے اور خرچ تیس روپے ہوئے تھے۔ اس خرچ میں سے بھی بارہ روپے باقی ہیں۔ اس کے بعد چار سال ہو گئے۔ کوئی حق پرورش اس بچے کا بھی نہیں دیا۔ اور زید کا غیر مستطیع ہونا اس سے ثابت ہوا کہ ہندہ کا مہر مجمل تھا ہذا نصف مہر ہندہ نے بذریعہ عدالت طلب کیا۔ عدالت سے ہندہ کی مع خرچہ کی ڈگری ہوئی۔ چونکہ زید کی کوئی جائیداد نہ تھی۔ لہذا کچھ وصول نہ ہوا۔ پھر زید نے ناداری کی درخواست دی جو منظور ہو گئی اور زید کی نادہندگی اس امر سے ثابت ہے کہ تین آدمیوں سے محلہ کے کچھ کچھ سامان خرید کیا تھا۔ ساڑھے چار سال سے ان کو بھی نہیں دیا۔ چونکہ زید کی بد چلنی و نادہندگی اور غیر مستطیع ہونا مذکورہ حالت سے یعنی چوری کرنا، خیانت کرنا، قرض خواہوں کو نہ دینا، ہندہ کو ساڑھے چار سال تک نان و نفقہ نہ دینا بچے کا حق پرورش چار سال تک نہ دینا۔ مہر مجمل نصف طلب کرنے پر بھی نادر ہوا جانا یہ تو کافی طور سے ثابت ہیں۔ اور کوکین کھانا، شراب نوشی و قمار بازی و زنا یہ چاروں واقعات بھی سنے گئے ہیں۔ ہندہ و وارثان ہندہ نے مہر معاف کرنے پر طلاق لینی چاہی۔ زید نے منظور نہیں کیا۔ پھر مبلغ تین سو روپے علاوہ مہر معاف کرنے کے وارثان ہندہ نے بطور خلع کے دینا چاہے جب بھی زید نے طلاق دینا منظور نہیں کیا۔ وارثان ہندہ نہایت پریشان ہیں کہ ساڑھے چار سال ہندہ کو بٹھائے ہوئے گزر گئے۔ اب اور کب تک بٹھائے رکھیں۔ اور زید کی مذکور الصدر بد چلیوں سے کسی طرح امید فاج نہیں ہوتی۔ لہذا گزارش ہے کہ کیا شرع شریف میں کوئی صورت اس قید سے خلاصی کی بھی ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۷۴) حنفیہ کے نزدیک زوج کے نفقہ نہ دینے یا نہ دے سکنے کی صورت میں تفریق کا حکم نہیں دیا جاتا مگر امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ اگر زوج کی تنگدستی ثابت ہو جائے تو قاضی کو اختیار ہے کہ وہ عورت کی طلب پر تفریق کر دے۔ (۱) متاخرین مشائخ حنفیہ سے منقول ہے کہ اگر ضرورت ہو تو ایسے موقع پر حاکم کسی شافعی کو مقرر کر کے اس کے ذریعے سے نکاح فسخ کرا دے۔ پس آج کل سخت ضرورت ثابت ہو جانے پر ممکن ہے کہ کسی شافعی المذہب سے جواز فسخ کا فتویٰ حاصل کر کے اس کو کسی مسلم حج یا منصف کی عدالت سے جاری کر لیا جائے۔ غیر مسلم کا حکم کافی نہ ہوگا۔ واصحابنا لما شاهدوا الضرورة في التفريق استحسوا ان ينصب القاضي نائبا شافعي المذهب يفرق بينهما (شرح وقایہ مختصر (۲) ج ۲ ص ۱۷۴ مطبع مجتبائی دہلی)

شوہر کے گھر نہ جانے کے باوجود بیوی مہر کی حق دار ہے

(سوال) زید نے مسماۃ عاصمہ سے نکاح کیا۔ اس سے دو بچے تولد ہوئے۔ بعد چار برس کے اس کے والدین نے مسماۃ عاصمہ کو ورنہ غایا اور زید کے ساتھ بھیجنے سے انکار کیا۔ زید نے عدالت سے چارہ جوئی کی اور وہاں سے مسماۃ عاصمہ اور اس کے والدین پر ڈگری ہوئی اور عدالت نے مسماۃ کو ہدایت کی کہ تم اپنے خاوند کے ساتھ جاؤ۔ مگر وہ اپنے والدین کے کہنے سے نہیں گئی۔ اس صوت میں وہ زید سے اپنا مہر لینے کا حق دار ہو سکتی ہے یا نہیں جب کہ اس کا خاوند لے جانے کو رضامند ہے۔ یہ تو جو جواب

(۱) ومن اعسر بنفقة امرأته لم يفرق بينهما، وقال الشافعي يفرق، لانه عجز عن الا مسالك بالمعروف فينوب القاضي منابه۔ (الحدیث کتاب الطلاق، باب النفقة، ۳۳۹/۲، شرح طبریہ)
(۲) شرح الوقایہ، کتاب الطلاق، باب النفقة، ۱۵۲، سعید

المستفتی نمبر ۶۰ چاند خاں (مہو) ۲۱ جمادی الاخریٰ سن ۱۳۵۲ھ ۱۲ اکتوبر سن ۱۹۳۳ء

(جواب ۳۷۵) مہر تو اس کا خاوند کے ذمہ ہے۔ اس بات سے مہر ساقط نہیں ہوا۔ (۱) البتہ نفقہ خاوند سے اس وقت تک لینے کی حق دار نہیں جب تک کہ خاوند کے مکان پر نہ آجائے۔ (۲) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

خاوند رکھتا ہے نہ طلاق دیتا ہے، کیا کیا جائے

(سوال) ہندہ کا نکاح نورس کی عمر میں ہندہ کے باپ کی ولایت کے ساتھ زید سے ہوا۔ اس وقت ہندہ کی عمر تیس سال ہے۔ زید ہندہ کو اس کے باپ کے گھر سے رخصت نہیں کرنا نہ مان نفقہ دیتا ہے نہ طلاق دے کر اس کو آزاد کرتا ہے۔

المستفتی نمبر ۸۱ جمیل الدین (صوات) ۲۲ جب سن ۱۳۵۲ھ ۲۳ اکتوبر سن ۱۹۳۳ء

(جواب ۳۷۶) ایسی صورت میں قاضی شرعی کی عدالت میں دعویٰ کر کے خاوند کو نفقہ دینے اور زوجہ کو اپنے پاس رکھنے پر مجبور کیا جاسکتا ہے یا قاضی فسخ نکاح کا حکم دے سکتا ہے۔ اگر قاضی شرعی میسر نہ ہو تو انگریزی عدالتوں کے مسلمان دکان قاضی کے قائم مقام ہو سکتے ہیں۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

نکاح کے بعد داماد پر شرائط عائد کرنا

(سوال) بعد از نکاح والدین کو داماد پر شرطیں عائد کرنے کا حق ہے یا نہیں؟ (۲) کیا زید کے ان الفاظ سے جو اس نے پڑھ کر فاطمہ کے میچہ جاتے وقت کہہ تھے طلاق واقع ہو جائے گی جب کہ اس کی نیت طلاق دینے کی نہ تھی۔ (۳) کیا فاطمہ کا نفقہ زید کے ذمہ اس صورت میں واجب ہے جب کہ وہ بلارضا زید کے میچہ چلی گئی ہو اور اس کے والدین زید کی غیر موجودگی میں اس کو لے گئے ہوں؟ (۴) اگر مذکور بالا الفاظ سے طلاق واقع نہیں ہوئی تو فاطمہ کا نان نفقہ زید سے طلب کرنا چاہئے یا نہیں؟ نیز ولی کا طلب مہر کا حق ہے یا نہیں؟ کیا فاطمہ اپنے مہر موجب کو مجمل طریقے پر زید سے طلب کرنے کا حق رکھتی ہے یا نہیں؟ زید کی نیت طلاق دینے کی نہیں اور فاطمہ اپنے خیال میں سمجھ رہی ہے کہ میں مطلقہ ہو چکی ہوں۔ اگر شوہر خفی المسک ہو اور زید کی غیر مقلد ہو تو مسئلہ طلاق و نکاح میں مرد کے مسلک کا اعتبار کیا جائے گا یا عورت کے مسلک کا؟ المستفتی نمبر ۲۹۴ سعید الدین بک بامند ربارہ بک۔ ۱۴ صفر سن ۱۳۵۳ھ

(جواب ۳۷۷) عورت کا یہ حق تو ہے کہ وہ علیحدہ مکان میں رہنے کا زوج سے مطالبہ کرے۔ اور اس مطالبے کو پورا ہونے تک اگر وہ زید کے گھر نہ آئے تو نفقہ کی مستحق ہوگی۔ (۱) علیحدہ مکان سے مطالبہ یہ ہے کہ ایسی کوٹھڑی جو عورت اور بچوں کے رہنے کے لئے کافی ہو اس کو دی جائے کہ اس میں زوج کے مال باپ یا دیگر اغراض شریک نہ ہوں۔ (۲) باقی بدعات سے اجتناب کرنا تو خالد یہ بات بطور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے زید کو کہہ سکتا ہے۔ اور زید پر خالد

(۱) والمہرینا کدماحد معان ثلاثۃ: الدخول والحلولۃ الصبیحة وموت احد الزوجین حتی لا یسقط منه شیء بعد ذلک الا بالا برء من صاحب الحق، (المندۃ: کتاب النکاح، الباب السابع فی المہر ۱۰، ۳۰۳ ماہدیہ)

(۲) وان نشزت فلا نفقۃ لہا حتی تعود الی منزلہ، والناسوہ فی الخارجۃ من منزل زوجہا المانعۃ منہ۔ (المندۃ: کتاب الطلاق، الباب السابع، ۵۴۵، ۱۰ ماہدیہ)

(۳) حوالہ سابقہ شرح الوقایۃ

(۴) فان طلبہ فامتنع لحق لہا کثیر ہا لا تسقط النفقۃ ایضاً۔ (فتح القدر: کتاب الطلاق، باب الممتنع، ۴، ۷۹، مصر)

(۵) وکذا تجب لہا السكنی فی بیت خال عن اہلہ۔ (الدر المختار) وفي الرد: لا ینہا تتصور بمشارکۃ غیرہا فیہ، لا ینہا لا تامن علی مناعہا ویسعہا ذلک من المعاشرة مع زوجہا ومن الا ستمناع الا اذا تحت ذلک، لا ینہا رصیت بانتقاض حقہا۔ (رد المحتار: کتاب الطلاق، باب النفقۃ، ۳، ۶۰۰، سعید)

کے کہنے کے بغیر بجائے خود بھی لازم ہے کہ سنت کے موافق عمل کرے اور بدعات سے بچے۔ لیکن خالد کو ان باتوں کی بنا پر اپنی بیعتی کو زید کے گھر بھیجنے سے انکار کرنا جائز نہیں اور اس بنا پر روکنے کی صورت میں اس کی بیعتی افقہ نہیں مانگ سکتی۔ بشرط یہ کہ زید بھی بیوی کو اس کے عقیدہ اتہان سنت کے خلاف کرنے پر مجبور نہ کرے (۱) زید یہ الفاظ جو اس نے بیوی کو کہے تھے صریح طلاق کے نہیں ہیں۔ ان میں نیت طلاق ضروری ہے۔ اگر زید نے طلاق کی نیت سے کہے ہوں تو طلاق ہوگی ورنہ نہیں (۲) اور زید کا قول مع قسم کے اس بارے میں مقبول ہوگا کہ طلاق کی نیت نہ تھی۔ مگر مؤجل جو بغیر تعیین مدت کے ہو معجل کے حکم میں ہو جاتا ہے۔ اس لئے زوجہ اپنے ایسے مہر کا مطالبہ کر سکتی ہے جو نہ نف مؤجل بلاتعیین مدت کے لکھا گیا ہے۔ (۳)

شوہر کی رضامندی کے بغیر عورت میکرہ کر نفقہ کی مستحق نہیں، مہر کی مستحق ہے (سوال) اگر زید کی منکوحہ بیوی بلا اجازت اپنے شوہر کے اور اپنے شوہر کی عدم موجودگی میں بھاگ کر نیکے چلی جائے اور وہاں سے واپس نہ آجائے تو ایسی حالت میں وہ اتان نفقہ یا مہر وغیرہ پانے کی مستحق ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۳۲۵ مرزا برکت اللہ بیگ (بارہ بچی) ۱۵ ربیع الاول سن ۱۳۵۳ھ ۱۸ جون سن ۱۹۳۴ء (جواب ۳۷۸) اگر عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر اس کے گھر سے چلی جائے اور واپس نہ آئے تو اس زمانہ کا نفقہ پانے کی مستحق نہیں ہے۔ بشرط یہ کہ یہ جانا حق ہو۔ (۴)

خاوند نے طلاق کو نفقہ کی عدم ادائیگی کے ساتھ معلق کیا تو نفقہ نہ دینے سے کیا طلاق واقع ہوگی؟ (سوال) محمد یوسف کی شادی بھنو علی کی لڑکی سے ہوئی۔ کچھ عرصہ زن و شوہر کے درمیان محبت رہی اور محمد یوسف سرال میں مع بیوی رہنے لگے اور اپنا گھر بار بلا مرمت چھوڑ دیا۔ زال بعد محمد یوسف سفر میں چلے گئے اور جب کچھ عرصہ بعد یعنی ایک سال بعد سفر سے واپس آئے تو بھنو علی نے پچائیت بٹھلائی کہ یوسف علی میری لڑکی کو کھانا خرچ نہیں دیتے۔ اس بات پر شیخ نے محمد یوسف کو تنبیہ کی اور بھنو علی نے اپنی رضامندی اس بات پر ظاہر کی کہ محمد یوسف برابر ماہانہ خرچ دینے کا ایک شرائط نامہ لکھ دے۔ چنانچہ محمد یوسف نے شرائط نامہ لکھ دیا۔ (جس کی نقل منسلک استغاثہ ہذا ہے) اور محمد یوسف پھر سرال ہی میں رہنے لگے۔ بختہ دو بختہ بعد محمد یوسف اور ان کی سرال والوں کے درمیان نااتفاق ہو گئی اور محمد یوسف نے دوا علی مانگی۔ بھنو علی نے کہا کہ محمد یوسف اپنا مکان بوائے تو دوا علی میں مجھ کو پتہ ماز نہ ہوگا۔ چنانچہ محمد یوسف نے مکان دوا علی اس کے بعد رخصتی ہوئی۔ اور محمد یوسف اپنی بیوی کو گھر الیا اور بارام بھاگے۔ لیکن لڑکی کے نیکے والے محمد یوسف کے خلاف رہے۔ آخر ۲۹ مئی سن ۱۹۳۱ء کو جب کہ محمد یوسف مخرج کا تہا۔ بیٹھے گئے تو اس کے خانہ بک محمد یوسف کی خوش دامن صاحبہ بغیر اجازت محمد یوسف کے

(۱) راجع الفقہ ولو ہی فی بیت ابنہا او موصت فی سب الروح، لا لما تشرع حرجت من سبہ بغیر حق۔ (شرع البوقیہ، کتاب النکاح، ص ۱۵۰، ۱۵۱)

(۲) لکھنات لا تغفل ینا قضاء الایة۔ (مدن مختار، کتاب الطلاق، باب ۵، ص ۲۹۶، ۲۹۷)

(۳) فی حیل الاحل حیلہ فاحرہ صحت حلال۔ (مدن مختار، کتاب النکاح، باب ۳، ص ۱۵۰، ۱۵۱)

(۴) ابوالسیرت فلا نفقہ لہا حتی یعود فی مہرہ۔ (والسیرۃ فی الحواشی عن مہر زوجین الساعۃ ص ۱۵۰، ۱۵۱) (تہذیب، کتاب النکاح، باب ۱، ص ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰

اس کی بیوی کو میکے لے گئیں۔ جب محمد یوسف گھر آیا اور بیوی کو غیر حاضر پایا تو سسرال گئے وہاں جا کر تکرار ہوئی اور میکے والوں نے رخصتی سے انکار کر دیا۔ اور لڑکی ابھی تک میکے میں روکی ہوئی ہے۔ اس کے بعد محمد یوسف نے پچائیت میں ایک عرضی دی۔ اس پر بیچنے نے رخصتی دلانے کی کوشش کی اور بہت اصرار کیا۔ لڑکی والوں نے نہ معلوم کس بنا پر رخصتی دینے سے صاف انکار کر دیا اور کہا کہ لڑکی محمد یوسف کی بیوی نہیں رہی۔ حالانکہ لڑکی کو میکے گئے ہوئے پورا ایک ماہ بھی نہیں گزرا تھا۔ آخر کار بیچنے نے مجبور ہو کر محمد یوسف کی عرضی و شرائط نامہ مع مناسب سوالات کے دارالعلوم دیوبند بھیج دیا جس کی نقل مع جواب مشمولہ استفتاء ہے۔ اس بیہر پھیر میں شرائط نامہ کے مطابق مہینہ پورا ہو رہا تھا اس لئے محمد یوسف نے مبلغ پانچ روپے خرچہ کے لئے اپنی بیوی کو بھیج دیا لیکن اس نے لینے سے انکار کر دیا اور نہیں لیا۔ اس کے بعد استفتاء کا جواب آیا کہ میکے میں خرچہ دینا واجب نہیں۔ اس بنا پر محمد یوسف نے میکے میں خرچہ دینا بند کر دیا۔ البتہ رخصتی کے لئے کئی مرتبہ تقاضا کیا اور ہنوز کر رہا ہے۔ لیکن خسر صاحب رخصتی نہیں دیتے اور کہتے ہیں کہ لڑکی مطلقہ ہو گئی۔

نقل اقرار نامہ

میں شیخ یوسف علی پسر شیخ مہنی خلیفہ ساکن کھر کپور آگے ہم پچان کے سامنے اقرار کرتے ہیں اور لکھ دیتے ہیں کہ ہم اپنی بیوی کو برابر ماہ ماہ خرچ خانہ داری دیں گے اگر دینے میں کسی طرح کی کوتاہی کریں تو ایک ماہ انتظار دیکھ کر آخری دو ماہ تک نہیں دیں تو ہمارا تینوں طلاق واقع ہو جائے گا۔ اس لئے اقرار نامہ پر انگشت نشان دیا کہ وقت پر کام آوے۔ کاتب شیخ امیر علی۔ ۳۔ ۱۰۔ ۳۱۔ المستفتی نمبر ۴۳۴ قادر بخش خواجہ (ضلع موہنجھیر) ۳ ذی الحجہ سن ۱۳۵۳ھ

(جواب ۳۷۹) اقرار نامہ میں اس کی تصریح نہیں کہ محمد یوسف اپنی بیوی کو نفقہ اس صورت میں دے گا کہ بیوی اس کے گھر رہے۔ اس لئے محمد یوسف کو دونوں صورتوں میں نفقہ دینا لازم ہے۔ (۱) خواہ بیوی محمد یوسف کے گھر رہے خواہ محمد یوسف کی رضامندی یا کسی عذر صحیح شرعی کی وجہ سے میکے میں رہے۔ البتہ اگر بیوی محمد یوسف کی اجازت کے بغیر اور بغیر کسی حق شرعی کے میکے میں رہے گی تو نفقہ کی مستحق نہ ہوگی۔ (۲) پس اگر صورت واقعہ میں اس کی بیوی ناحق میکے میں چلی گئی اور بغیر کسی عذر صحیح شرعی کے وہاں رہی تو نفقہ کی مستحق نہیں۔ لیکن اگر وہ محمد یوسف کی کسی ایسی حرکت کی وجہ سے چلی گئی ہے جس پر اسے جانا اور میکے میں رہنا جائز تھا تو وہ نفقہ کی مستحق ہے۔ (۳) پہلے مہینہ کا نفقہ محمد یوسف نے مدت کے اندر بھیجا مگر زوجہ نے نہیں لیا تو اس عورت کا مطالبہ تو ساقط ہو گیا اور اقرار نامہ اس مدت کے لئے غیر مؤثر ہو گیا کیونکہ محمد یوسف نے نفقہ بھیج دیا۔ نہ لینا عورت کا قصور ہے۔ محمد یوسف کی جانب سے خیاف و رزی نہیں ہوئی۔ نفقہ کم ہونے کا عذر عورت کی جانب سے صحیح نہیں۔ کیونکہ اقرار نامہ میں کوئی مقدار نہ مقرر نہیں۔ اس کے بعد محمد یوسف نے نفقہ نہیں دیا تو اگر عورت میکے میں کسی عذر صحیح شرعی کی بنا پر مقیم ہے تو محمد یوسف کے

(۱) والنفقة لا تصیر دینا الا بالرضاء او القضاء ای اصطلاحیہما علی قدر معین۔ (الدر المنثور کتاب الطلاق باب النفقة ۳، ۵۹۶، ۵۹۷)۔
(۲) و اذا تعینت المرأة عن زوجها او ابت ان تتحول معه الی منزله او حبت یرید من البلدان وفد او فها مہر ما فلا نفقة لہا۔ لا ینبأ بالسر ولا نفقة للناشئ۔ (المسوط کتاب الطلاق باب النفقة ۵، ۸۶، ۸۷)۔
(۳) و تجب النفقة ولو فی بیت ایہا او مرضت فی بیت الزوج۔ لا لنا شرد حرجت من بیتہ بغير حق۔ احتراز عن حر و جہنا حنفی۔ (شرح القایہ باب النفقة ۲، ۱۵۰، ۱۵۱)۔

نفقہ نہ دینے سے طلاق ہوگئی۔ (۱) اور پہلی مرتبہ واپس کر دینے کو محمد یوسف اپنے نہ دینے کے عذر میں بیان نہیں کر سکتا۔ اگر عورت ناحق میکے میں مقیم ہے تو وجہ اس کے کہ وہ نفقہ کی مستحق ہی نہیں۔ (۲) محمد یوسف کے نفقہ نہ دینے سے اس پر طلاق نہیں ہوئی۔ کیونکہ اقرارنامہ استحقاق نفقہ کی صورت سے ہی متعلق ہو سکتا ہے۔

محمد کفایت اللہ کا لفظ،

عورت ہماری کی حالت میں والدین کے گھر رہے تو نفقہ کی مستحق نہیں

(سوال) مسماۃ اختر کی نکاح اشتیاق علی سے ہوا ۴ سال۔ دو دھائی سال کے بعد رخصتی ہوئی۔ بعد رخصتی کے صرف پانچ یا چھ ماہ خاوند کے گھر رہی۔ جب زیادہ مار پیٹ و مان نفقہ نہ دے سکا تو نے سے ہمار ہو گئی خاوند نے اس کے باپ کے گھر بحالت ہماری بھیج دیا۔ اس کے چار پانچ یوم کے بعد لڑکا پیدا ہوا جو کہ فوراً ہی مر گیا۔ جب سے وہ اپنے باپ کے گھر ہے۔ کیونکہ ۱۸ سال میں قانون انگریزی کے مطابق بالغ سمجھا جاتا ہے۔ لہذا ۱۷ سال میں دعویٰ دائر کر دیا گیا ہوا لایت والد کے۔ اگر وہ ۱۸ سال کی ہوتی تو از خود دعویٰ دائر کر سکتی تھی۔ یہ نفل اقرارنامہ جو اس سال خدمت ہے یہ فتویٰ عدالت میں پیش کیا جائے گا۔ المستفتی نمبر ۲۴ حکمت اللہ (آرڈ) ۵۴ ذی قعدہ سن ۱۳۵۴ھ ۲۹ جنوری سن ۱۹۳۶ء (جواب ۳۸۰) عورت نان نفقہ لینے کی مستحق ہے۔ لیکن خاوند کے گھر رہ کر لے سکتی ہے۔ اپنے والدین کے گھر بیٹھ کر شرعاً نفقہ لینے کی حق دار نہیں۔ (۲) نیز گزشتہ زمانے کا نفقہ بھی طلب نہیں کر سکتی۔ (۳) یہ اقرارنامہ شرعی طور پر گزشتہ زمانے کا نفقہ دلانے کے لئے کافی نہیں۔ البتہ بضرط خاوند کے گھر پر رہنے کے آئندہ کا نفقہ لینے کی مجاز ہے۔ اگر خاوند مار پیٹ کرتا ہے تو اس کو تنبیہ یا سزا دی جاسکتی ہے یا ضمانت لی جاسکتی ہے کہ آئندہ ایسا نہ کرے۔

محمد کفایت اللہ کا لفظ،

شادی کے وقت نابالغ بیوی کو نفقہ دینے کا وعدہ کرنے والا بعد میں انکار کرتا ہے، کیا حکم ہے؟

(سوال) ایک بیوہ نادار کی لڑکی ہے جس کی عمر گیارہ سال کی ہے۔ دھوکے سے ورغلا کر اس کی شادی کر لی اور پتہ والے روپیہ کھا گئے۔ والدہ سے شادی کے وقت حافیہ قسم کھا کر کہا تھا جب تک بالغ ہوگی نان نفقہ لڑکی کے مکان پر دیں گے۔ عدالت میں لڑکی کا شوہر روٹی کپڑا دینے سے انکار کرتا ہے۔ کہتا ہے کہ میں کیس نو کر نہیں ہوں اور کچھ کام نہیں کرتا ہوں اور لڑکی کو روٹی کپڑا نہیں دے سکتا ہوں۔ عدالت میں شوہر کے خایف گواہ گزرے کہ یہ بیس روپے ماہوار کا مزدور رہتے رنگ سازی کرتا ہے۔ لڑکا مازست یا مزدوری سے منکر ہے۔ اس لئے عدالت فتویٰ چاہتی ہے۔

(۱) وإذا اصابته ای الطلاق الی وجود شرط وقع عقب وجود الشرط وذلك مثل ان يقول لا مراثة ان دخلت الدار فانت طالق، وهذا بالاتفاق، لان الملك قائم في الحال والظاهر بقاءه الی وقت الشرط كالمستكمل بالطلاق فی ذلك الوقت، (المبایع لیدالی، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹،

المستفتی نمبر ۷۶۸ مسأۃ منذو بیوہ دین محمد (آگرہ) ۲۳ ذی قعدہ سن ۱۳۵۴ھ ۱۸ فروری سن ۱۹۳۶ء (جواب ۳۸۱) اگر عدالت کے نزدیک یہ ثابت ہو کہ اس کے پاس مال ہے تو اس پر نفقہ لازم کر دے۔ (۱) اور اگر یہ ثابت ہو کہ وہ ظلماً زوجہ کو تنگ کرتا ہے اور نفقہ نہیں دیتا تو اس کو تنبیہ کر کے کہ نکاح فسخ کر دیا جائے گا۔ (۲) مناسب مہلت دے۔ اگر پھر بھی وہ باز نہ آئے تو نکاح فسخ کر دے۔ ہاں عدالت مسلمان حاکم کی ہونی لازم ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

ناشرہ عورت نفقہ کی مستحق نہیں۔

(سوال) زید کے نکاح کو صرف ایک دو سال ہوا تھا کہ زید کی منکوحہ کسی باہمی خفگی کے باعث زید کی بلا اجازت و بلا رضائے غبت گھر سے باہر چلی گئی۔ پھر زید نے اس کو بسیار منت و سماجت کے بعد باپا۔ پھر چند روز کے بعد زید کی منکوحہ بلا کسی وجہ بلا کسی سبب کے گھر سے باہر چلی گئی اور چار سال تک نہ آئی۔ اب چار سال کے بعد منکوحہ کے لواحقین ورشتہ دار اس کے نان و نفقہ کے عوض بد لانا تک رہے ہیں۔ کیا تو انہیں ملت اسلامیہ و احکام شرعیہ الہیہ کی رو سے نکاح قائم رہ سکتا ہے جب کہ عورت منکوحہ بلا اجازت شوہر گھر سے باہر چلی گئی جس کے سبب نامعلوم ہیں۔ اور کیا مذکورہ بالا صورت میں اس کے اخراجات نان و نفقہ کا کفیل اس کا شوہر ہو سکتا ہے۔

المستفتی نمبر ۱۳۳۴ مولانا آزاد افغانی (بمبئی نمبر ۳) ۲۲ ذی قعدہ سن ۱۳۵۵ھ ۶ فروری سن ۱۹۳۷ء (جواب ۳۸۲) شوہر کے گھر سے عورت کا بلا وجہ اور بغیر سبب چلا جانا نشوز ہے اور ایسی صورت میں نکاح تو قائم رہتا ہے مگر عورت نان نفقہ کی مستحق نہیں ہوتی جب تک وہ خاوند کے گھر واپس نہ آجائے۔ نفقہ طلب کرنے کا حق نہیں رکھتی۔ (۲) جس وقت خاوند کے گھر واپس آجائے گی اس وقت سے نفقہ آئندہ زمانے کے لئے طلب کر سکے گی۔ گزشتہ غیر حاضری کے زمانے کا نفقہ آنے کے بعد بھی نہ مانگ سکے گی۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

ناشرہ عورت نفقہ کی مستحق نہیں

(سوال) ایک عورت اپنے شوہر کے مکان سے ناشرہ ہو کر نکل کر دس میل دور کسی دوسرے مرد سے مل گئی اور اس سے زنا کرتی رہی۔ کئی مہینے کے بعد شوہر نے اس بستی میں جا کر کسی جلسہ میں ایک عالم متدین اور ذوی الاقتدار کمیٹی کے ممبروں کے پاس اپنی بیوی کو اس فعل شنیع سے باز رہنے کا اور اپنے مکان میں لے جانے کی درخواست کی۔ اس نے اس کو اس زنا کار سے تفریق کرادیا۔ وہ عورت اپنے شوہر کے آدمی کے ساتھ وہاں سے روانہ ہوئی۔ راہ میں پانچ میل کے فاصلہ پر ایک بستی میں ٹھہر گئی۔ ہر چند اس کے شوہر کے آدمی اور اس کمیٹی کے بعض ممبروں نے اس عورت کو اس کے شوہر کے گھر اور بستی میں لے جانے کی کوشش کی۔ لیکن ناکامیاب ہو گئے۔

(۱) النفقة لا تصیر دیناً الا بالقضاء او الرضاء۔ (الدر المختار، کتاب الطلاق، باب النفقة، ۵۹۴/۳، سعید)

(۲) ومن اعسر بنفقة امراته لم یفرق بینہما، وقال الشافعی یفرق، لا یدعی عن الا مساک بالمعروف فینوب القاضی منابہ (الہدایہ، کتاب الطلاق، باب النفقة، ۴۳۹/۲، شركة علمية) وفي شرح الوقاویہ: واصحابنا لما شاهدوا الضرورة فی التفريق استحسنوا ان ینصب القاضی نائباً شافعی المذهب یفرق بینہما، (شرح الوقاویہ، کتاب الطلاق، باب النفقة، ۵۹۴/۳، سعید)

(۳) لا نفقة لا حد عشر: ومنها خراجة من ینتہ بغیر حق وہی الناشئة حتی تعود ولو بعد سفرہ۔ (الدر المختار، کتاب الطلاق، باب النفقة، ۵۹۴/۳، سعید) اذا خاصمت المرأة زوجها فی نفقة ما مضى من الزمان قبل ان یفرض القاضی لها النفقة وقبل ان یتراضیا علی شیء فان القاضی لا یقضی لها بنفقة ماضی عندنا۔ (التأخریة، کتاب النفقات ۴، ۲۰۷)

پندرہ روز کے بعد کئی شریوں کی سازش سے پھر وہ عورت اس زانی سابق کی بستی میں واپس چلی گئی اور اس زانی سے مل گئی اور زانیہ کو رتی رتی اب اس صورت میں - سوال یہ ہے کہ مذکورہ عورت کو اپنے شوہر سے نفقہ وغیرہ حاصل کرنے کا حق ہے یا نہیں۔ اگر نہیں ہے تو اپنے شوہر کے نفقہ وغیرہ نہ دینے کی وجوہات پیش کر کے قاضی شریعت یا کسی ذی اقتدار پنچایت کے صدر کو اس نکاح کے اس وجہ سے فسخ ہونے کا فتویٰ دینا جائز ہو گیا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۹۲۶ء محمد روح الدین صاحب (کلکتہ) ۲۰ شعبان سن ۱۳۵۶ھ ۲۶ اکتوبر سن ۱۹۳۷ء (جواب ۳۸۳) اس عورت کو اپنے شوہر سے ان حالات کی صحت کی صورت میں نفقہ مانگنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ (۱) اور ان وجوہات سے نفقہ نہ دینے کی بنا پر فسخ نکاح کا حکم بھی نہیں دیا جاسکتا۔ ہاں اگر فسخ نکاح اس بنا پر ہو کہ خاوند اور پنچایت کے قبضے سے عورت نکل چکی ہے اور زانیہیں بتلا ہے فسخ نکاح کرنے سے وہ زنا سے بچ جائے گی تو اور بات ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی

تنگ دستی کی بنا پر فسخ نکاح

(سوال) تقریباً پچودہ سال ہوئے کہ میری شادی مسماۃ لعلہ الرحمن بنت شیخ برکت اللہ ساکن دہلی سے ہوئی تھی اس وقت میں تین بچے مسماۃ مذکورہ کے بطن سے پیدا ہوئے جن میں سے دو فوت ہو گئے۔ ایک لڑکا مسمیٰ محمد سلطان عمر سات سال سمیت ہے اور اپنی والدہ کے پاس ہے۔ میری مالی حالت، قبل میں اچھی تھی مگر گزشتہ آٹھ سال سے بتدریج خراب ہوتے ہوئے اب مسرت سے زندگی بسر کرتا ہوں۔ میری اہلیہ اکثر میرے ساتھ کلکتہ میں رہا کرتی تھی مگر جب سے میری حالت خراب ہونے لگی ہے میرے خسر نے اس کو اپنے گھر روک رکھا ہے اور اب تک رکھے ہوئے ہے۔ خط و کلمات کے ذریعہ، خود جا جا کر، اپنے حقیقی بھائی اور بھابھ کو بھیج کر پیسیوں دفعہ خصوصاً تیسرے چوتھے مہینے بھی اپنے خسر سے التماس کی کہ وہ میری اہلیہ اور بچے کو رخصت کر دیں۔ جس طرح سے میں بسر اوقات کر رہا ہوں اسی طرح وہ دونوں بھی کریں گے مگر میرے خسر نے ایک نہ سنی اور اب وہ جبراً و قہراً زور سے شریعت و عدالت میری اہلیہ کو مجھ سے علیحدہ کر کے اس کا عقد ثانی کر دینا چاہتے ہیں اور میرے علاوہ چالیس روپے ماہوار کے حساب سے تین سال کا خرچ خوراک وغیرہ وصول کرنا چاہتے ہیں۔ اب صورت سوال یہ ہے کہ مذکورہ بالا باتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے محض میری سابقہ مالی حالت اچھی نہ رہنے کی وجہ سے میری بیوی کو مجھ سے علیحدہ قرار دے کر اس کا نکاح ثانی کیا جاسکتا ہے یا نہیں اور کیا جب میری حالت دس روپے ماہوار بھیجنے اور بیوی پر خرچ کرنے کی نہیں ہے اور اپنی رضا یا میرے خسر کے دباؤ سے میری اہلیہ اپنے والدین کے گھر رہتی ہے۔ تو کیا اس صورت میں بھی مجھ پر میری حسب استطاعت ان کا خرچ واجب الادا ہے؟ المستفتی نمبر ۲۱۶۹ شیخ محمد عثمان دہلوی مقيم حال کلکتہ۔ ۲ ذی قعدہ سن ۱۳۵۶ھ

(جواب ۳۸۴) نفقہ کی نوعیت اور مقدار معین کرنے میں زوجین کی حالت اور حیثیت کی رعایت رکھنی ہوتی ہے۔ یعنی اگر زوج دس روپے ماہوار قدرت رکھتا ہے اور زوجہ پچاس روپے ماہوار کی حیثیت رکھتی ہے تو زید پر پندرہ روپے ماہوار ڈالے جائیں گے۔ (۱) اور اگر زید نفقہ واجبہ ادا نہ کرے تو زوجہ کو مجبور نہیں کر سکتا کہ وہ اس کے ساتھ فقر و فاقہ

(۱) لنا شرة المرأة التي تخرج من بيت زوجها بدون اذنه بغير حق شرعي فلا يجب نفقتها الى ان تعود وترك النشوز عمدة الرعاية على شرح الوفاية، باب النفقة، ۲/ ۱۵۰، سعید

کی زندگی بسر کرے زوجہ اپنی خوشی سے قناعت کرے تو وہ اس کی رعایت اور شرافت ہے اور وہ مستحق تسمین ہوگی۔
گذشتہ زمانے کا نفقہ طلب کرنے کا زوجہ کو بھی حق نہیں ہے۔ (۲) اگر کوئی مسلمان حاکم عدم وصولی نفقہ کی بنا پر نکاح فسخ کر دے گا۔ (۳) قواعد انقضائے عدت وہ دوسرا نکاح کر سکے گی لیکن جب تک کہ مسلمان حاکم کا ایسا فیصلہ صادر نہ ہو دوسرا نکاح ناجائز ہوگا۔ (۴)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

نفقہ کی رقم وصول کرنے سے پہلے بیوی کی ملکیت نہیں

(سوال) شوہر حج کو جاتا ہے اور اپنی واپسی تک زوجہ کے نان و نفقہ کے لئے ایک معتبر شخص کے پاس کچھ رقم رکھوا جاتا ہے اور زوجہ کو کہہ جاتا ہے کہ اپنے اخراجات کے لئے فلاں شخص سے بر ضرورت منگالیا کرے لیکن زوجہ جو بے شرم اس سے کچھ نہیں منگاتی اور اپنے والدین سے لے کر خرچ کرتی رہی۔ چنانچہ شوہر کا بواپسی حج جہاز میں انتقال ہو جاتا ہے۔ اور زان بعد شخص مذکور اس رقم سے ۸/۱ حصہ شرعی متوفی کی زوجہ کو دے دیتا ہے اور بقیہ رقم اس کے شوہر مرحوم کی پہلی مرحومہ زوجہ کے لڑکے کو دے دیتا ہے۔ اب سوال صرف اس قدر ہے کہ زوجہ شوہر کے حج کی روانگی سے تا وقت اس کے انتقال اور اس کے انتقال سے تا اختتام اپنی عدت اس کی متروکہ جائداد سے علاوہ اپنے ۸/۱ حصہ کے نان و نفقہ بھی لینے کی مستحق ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۵۲۱ سید عبدالجبار صاحب ۲۸ جمادی الاول سن ۱۳۵۸ھ ۱۷ جولائی سن ۱۹۳۹ء
(جواب ۳۸۵) نفقہ کی جو رقم زوجہ نے وصول نہیں کی اور عدت کے زمانہ کا نفقہ زوجہ کو نہیں ملے گا۔ اگر وہ نفقہ کی رقم لیتی رہتی تو بے شک وہ اس کا حق تھا۔ نہ لینے کی صورت میں یہ رقم شوہر کے مودع یعنی امین کے پاس شوہر کی ملک پر باقی رہی اور اس کے انتقال پر اس کے ترکہ میں شامل ہوگی۔ (۵) اور موت کی عدت کا نفقہ متوفی شوہر کے ترکہ میں واجب نہیں ہوتا (۶) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

معذور بیوی کا نفقہ اور مہر کس کے ذمہ ہے؟

(سوال) زید کی منکوحہ بلا اجازت اپنے شوہر کے اپنے اعزاء کے اغوا سے فرار ہو گئی اور شوہر سے علیحدہ رہ کر نان و نفقہ

(۱) ولو کذا تجب سکی فی بیت خال عن اہله و اہلہا بقدر حالہا لطعام و کسوة (الدر المختار) وفي الرد: بقدر حالہما ای فی البسار والا عسار، فلیس مسکن الا غباء کمسکن الفقراء کما فی البحر۔ (رد المحتار، کتاب الطلاق، باب النفقة، ۳، ۶۰۰، سعید)

(۲) والنفقة لا تصیر دیناً الا بالقضاء او الرضاء۔ (الدر المختار، کتاب الطلاق، باب النفقة، ۳، ۵۹۴، سعید)

(۳) یہ مذہب شوافع رحمہم اللہ کا ہے، حنفیہ کے ہاں اس صورت میں نکاح نہیں فسخ کیا جاسکتا البتہ متاخرین احناف نے ضرورت کی بنا پر اس کی اجازت دی ہے کہ حاکم مسلم تحقیق کر کے شافی المسک تب سے نکاح فسخ کر سکتا ہے۔ کما فی شرح الوقایہ: واصحابنا لما شاهدوا الضرورة فی التفريق استحسنوا ان ینصب القاضي نائباً شافعی المذهب یفرق بینہما۔ (شرح الوقایہ، کتاب الطلاق، باب النفقة، ۲، ۱۵۲، سعید)

(۴) یولا یجوز للرجل ان یتزوج زوجة غیرہ۔ (الہندیہ، کتاب الزکاح، الباب الثالث، ۱، ۲۸۰، ماجدیت)

(۵) وتسقط نفقة مدة مضت الا اذا سبق فرفض قاض او رضيا بشیء فحجب لما مضی ماد اما حیین فان مات احدہما او طلقها قبل قبض ای قبل قبض المرأة تلك النفقة سقط المفروض۔ (شرح الوقایہ، کتاب الزکاح، باب النفقة، ۲، ۱۵۳، سعید)

(۶) ولا نفقة للمتوفی عنها زوجها، لان احبناہا لیس لحق الزوج بل لحق الشرع فان التریص عبارة منہا۔ (الحدیث باب النفقة ۲، ۴۳۳، شریعہ علیہ)

اور زر مر طلب کرتی ہے۔ زید اس کے چال چلن سے مشتبہ ہے۔ تو ایسی صورت میں وہ کہاں تک حقوق پانے کی مستحق ہے۔ زید کے والدین اس امر کی کوشش بھی کرتے ہیں کہ زبردستی طلاق دلوائیں حالانکہ زید اپنی منکوحہ کو طلاق دینے پر آمادہ نہیں ہے۔ کیا قاضی کو یہ اختیار حاصل ہے کہ بطور خود شوہر پر دباؤ ڈال کر عورت کو طلاق دلوائے یا تفریق کر دے۔

(جواب ۳۸۶) عورت خاوند کے گھر سے بلا اجازت چلے جانے کی صورت میں اس وقت تک نفقہ کی مستحق نہیں ہے جب تک کہ خاوند کے گھر واپس نہ آجائے۔ (۱) اگر زید کی جانب سے عورت کے ساتھ کوئی زیادتی اور بد سلوکی نہیں کی جاتی ہے تو عورت طلاق مانگنے میں گنہگار ہے۔ (۲) اور قاضی کو زبردستی طلاق دلوانے کا حق نہیں ہے اور نہ وہ بلا وجہ تفریق کرانے کا اختیار رکھتا ہے۔

محمد کفایت اللہ نغفر لہ،

(۱) واذا تغيبت المرأة عن بيت زوجها او ابت ان تتحول معه الى منزله .. فلا نفقه لها ، لا نهانا شرة ، ولا نفقة للناشزة _ (البرہ، کتاب الطلاق باب النفقة، ۵/ ۱۸۶، بیروت)
(۲) عن ثوبان رضي الله تعالى عنه قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : ايما امرأة منلت زوجها طلاقاً في غير ما باس فحرام عليها والجنة _ (سنن ابی داؤد، کتاب الطلاق باب الخلع، ۱/ ۳۰۳، سعید)

چودھواں باب

حقوق زوجین

شوہر بیوی کو اپنے ساتھ سفر پر لے جانے کا مجاز ہے (سوال) عمر و زید کے خالو ہوتے ہیں اور ان کا وطن قدیم ایٹیشی خطہ لودھ ہے۔ ان کے تعلقات ملازمت حیدر آباد کن میں ہوئے۔ زید اصل باشندہ کا کوری ضلع لکھنؤ کا ہے اور اس نے خطہ متوسط میں ملازمت انگریزی اختیار کی۔ تعارف و قرابت ساتھ کی وجہ سے زید کا نکاح عمر و کی دختر کے ساتھ حیدر آباد میں ہوا۔ اور کوئی شرط کسی قسم کی مہر اور آمد و رفت کے متعلق نہیں ہوئی۔ بعد نکاح عمر و نے اپنی دختر کو زید کے ساتھ متعدد مرتبہ زید کی جائے ملازمت مختلف اضلاع خطہ متوسط پر اس کے ہمراہ روانہ کر دیا۔ حتیٰ کہ زید کی صلب سے ہندو دختر عمر و کی تین اولادیں ہوئیں۔ نکاح سے چھ سال کے بعد مسماۃ ہندہ اور خود والد ہندہ کو یہ عذر ہوا کہ زید کے ساتھ سفر دور دراز جائے ملازمت زید پر جانا منظور نہیں۔ کیونکہ ان کا بیان ہے کہ زید کو شرعاً ایسا کرنے کا حق نہیں ہے کہ وہ ہندہ کو اپنے ساتھ سفر میں لے جائے۔ مطالبہ مہر باعث انکار سفر نہیں۔ قابل دریافت یہ امر ہے کہ ایسی حالت میں زید کو اپنی زوجہ ہندہ کو اپنی جائے ملازمت و سکونت پر لے جانے کا شرعاً حق ہے یا نہیں اگر ہندہ عذر اذیت و تکلیف دہی پر جانے سے انکار کرے اور اس عذر کو ثابت نہ کر سکے یا بے ثبوت پیش کردہ اگر ثابت سمجھا جائے تو زید اعدا و خال ضمانت معتبر ہندہ کو اپنے ساتھ لے جانے کا شرعاً مجاز ہے یا نہیں؟ بیوا تو جروا

(جواب ۳۸۷) زوج کو اختیار ہے کہ اپنی منکوحہ کو جہاں چاہے رکھے۔ سفر میں جانے تو اس کو اپنے ساتھ لے جاسکتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ اسکنوہن من حیث سکنتم من وجدکم ولا تضاروہن لتضیقوا علیہن۔ (۱) اور زوج کا بے دلیل و بے ثبوت یہ کہنا کہ زوج مجھے تکلیف و اذیت دیتا ہے غیر معتبر ہے جب کہ زوج کے ظاہر حالات سے اس بات کا گمان نہ ہوتا ہو اور وہ حسن سلوک کی ضمانت بھی دے دے۔ قالوا للزوج ان یسکنہا حیث احب ولكن بین جبر ان صالحین ولو قالت انه یضر بنی ویوذینی فمرہ ان یسکنی بین قوم صالحین فان علم القاضی ذلك زجرہ ومنعہ عن التعدی فی حقہا والا یسنال الجیران عن صنیعہ فان صدقوا منعہ عن التعدی فی حقہا ولا یترکھا ثمہ وان لم یکن فی جوارھا من یوثق بد او کانوا یمیلون الی الزوج امرہ باسکا نہا بین قوم صالحین (ردالمحتار ۲) ج ۲ ص ۶۸۲ البتہ اگر زوج کی جانب سے ضرر رسانی و ایذا دہی کا اندیشہ ہو تو ایسی حالت میں اسے زوجہ کو ساتھ لے جانے کا استحقاق نہیں ہے اور زوج کو اختیار ہے کہ وہ سفر میں جانے سے انکار کر دے۔ ثم ذکر عن الفقہیین ابی القاسم الصفار و ابی اللیث انه لیس له السفر مطلقا بلا رضاھا لفساد الزمان لا نہا لا تائمّن علی نفسھا فی منزلھا فکیف اذا خرجت وانه صرح فی المختار بان علیہ الفتوی

(۱) لطلاق: ۶

(۲) کد المختار، کتاب الطلاق، باب النفقة، ۳/۶۰۲، سعید

وفی المحيط انہ المختار (رد المحتار ج ۲ ص ۳۶۹) (۱)

بیوی شوہر کی اجازت کے بغیر چلی جائے تو نکاح میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

(سوال) بندہ منکوحہ زید کی ہے جو بے لذن اپنے خاوند کے اپنے میچہ بوقت شب ساعت ۳ بجے مع نقد و جنس روپوش ہو کر چلی گئی۔ بندہ کامیچہ زید کے مکان سے تقریباً تین سو میل کے فاصلے پر ہے۔ قبل بھاگ جانے ہندہ کے برادر ہندہ واسطے لے جانے اپنی بمشیرہ ہندہ کے آیا تھا لیکن زید و والدہ زید نے بہ سبب حاملہ ہونے ہندہ کے رخصت کرنے سے انکار کیا۔ دو مہینے بعد یہ واقعہ ہوا۔ بدین وجہ زید و والدہ زید کا خیال ہے کہ برادر ہندہ ہی مخفی طور سے اس کو اپنے ہمراہ لے گیا ہے۔ ایسی حالت میں نکاح میں کوئی خلل واقع ہو گا یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۳۹ غلام رسول کول مرچنٹ ۲۶ ذی قعدہ سن ۱۳۵۲ھ ۳ مارچ سن ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۸۸) ہندہ خواہ اپنے بھائی کے ساتھ گئی ہو یا کسی اور مرد یا عورت کے ساتھ یا تنہا بصورت نکاح میں کوئی خلل نہیں آیا۔ نکاح بدستور قائم ہے۔ ہندہ بلا اجازت بھاگ جانے میں خطا کار اور گنہگار ضرور ہے (۲) مگر کوئی کفارہ اس کے ذمہ لازم نہیں۔ سوائے توبہ اور معافی طلب کرنے کے اس کو چاہئے کہ توبہ کرے اور خاوند سے معافی مانگے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

الجواب صحیح۔ حبیب المرسلین عفی عنہ نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی۔

شوہر کی اجازت کے بغیر کسی تقریب میں شریک ہونا

(سوال) ہندہ اپنے شوہر زید کی اجازت سے میکے گئی ہوئی ہے وہاں اس کے والدین نے بلا اجازت زید کے اس کو ایک تقریب میں شریک کر دیا۔ بلکہ زید نے ممانعت کا خط بھی لکھ دیا تھا مگر اس کی تحریر پر عمل نہیں کیا گیا۔ اس کے لئے کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۳۲۴ حاجی حافظ علی محمد علی (مراد ریاست گوالیار)

(جواب) ہندہ کو بغیر اجازت اپنے شوہر کے تقریب میں شریک نہیں ہونا چاہئے تھا۔ لیکن اگر وہ شریک ہو گئی تو اس کو اپنے شوہر سے معافی مانگنا چاہئے اور شوہر کو مناسب ہے کہ وہ معاف کر دے۔ (۳) فقط۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

۵ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ ۸ جون ۱۹۳۴ء

(۱) رد المحتار، کتاب النکاح، باب المہر ۳، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴

بیوی کو ترک وطن پر مجبور کرنا۔

(سوال) زوج ترک وطن کرتا ہے اور زوجہ ترک وطن پر رضامند نہیں ہوتی اور سفر پر اس کے ہمراہ جانے کے لئے تیار نہیں ہوتی اور اپنے حقیقی بھائیوں اور باپ وغیرہ کو چھوڑنا نہیں چاہتی۔ اس صورت میں زوج اپنی زوجہ کو اپنے ہمراہ جبراً سفر میں لے جاسکتا ہے یا نہیں؟ زوجہ کے انکار پر زوج جبر و تشدد کرتا ہے۔ آیا یہ فعل اس کا جائز ہے؟ زوجہ با عصمت ہے۔ اپنے بھائیوں کے نہ چھوڑنے کے علاوہ اور کوئی وجہ انکار کی نہیں ہے۔

المستفتی نمبر ۴۲۲ مجید چڑاسی (دہلی) ۲۰ رجب سن ۱۳۵۳ھ ۳۰ اکتوبر سن ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۹۰) جب کہ زوج شریف الطبع اور حسن سلوک میں آزمودہ ہو اور اس کی غرض اضرار یا ایذائے زوجہ نہ ہو اور وہ مہر بھی کلاً معجلاً یا بعضاً علی الشرط والاعرف او اگر چکا ہو تو وہ سفر معتدل متعارف میں جہاں زوجہ کو کوئی ناوا جی تکلیف پہنچنے کا احتمال نہ ہو اپنے ہمراہ لے جانے اور رکھنے پر جبر کر سکتا ہے۔ اور یہ جبر ظلم نہ ہوگا۔ اور اگر اس کی غرض اضرار یا ایذا ہو یا اس کا بقرینہ ظاہرہ شبہ کیا جائے یا مہر کی مقدار واجب الادا وانہ کی گئی ہو یا سفر معتدل متعارف نہ ہو بلکہ دور و دراز مقام یا الکل غیر ملک میں لے جانا چاہے یا زوجہ کو وہاں کوئی ناوا جی تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہو ان صورتوں میں جبر الے جانے کا حق نہیں اور جبر کرنا ظلم قرار دیا جائے گا۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

شوہر بیوی کو دودھ پلانے اور روٹی پکانے پر مجبور نہیں کر سکتا

(سوال) مرد اپنی زوجہ کو بچہ کے دودھ پلانے پر مجبور کر سکتا ہے یا نہیں؟ نیز روٹی پکانے کے لئے مجبور کر سکتا ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۴۹۶ محمد انور (ضلع جالندھر) ۲۰ ربیع الاول سن ۱۳۵۴ھ ۲۳ جون سن ۱۹۳۵ء

(جواب ۳۹۱) مرد کو یہ حق نہیں کہ منکوحہ عورت پر بچے کو دودھ پلانے کے لئے جبر کرے بشرط یہ کہ وہ اتنی استطاعت رکھتا ہو کہ بچے کے لئے دایہ کا انتظام کر سکے۔ ورنہ ماں پر بچہ کو دودھ پلانا لازم ہے۔ (۲) روٹی پکانے کے لئے بھی جبر نہیں کر سکتا۔ (۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

غیر مرد کے ساتھ جانے سے عورت کا نکاح نہیں ٹوٹتا

(سوال) عورت اپنے شوہر کو چھوڑ کر دوسرے مرد کے ساتھ چلی گئی۔ تو شوہر کا نکاح ٹوٹ گیا یا نہیں؟ اب شوہر اس کو بٹانا چاہتا ہے۔ المستفتی نمبر ۵۴۱ الیٰ خاں (گلوے) ۱۶ ربیع الثانی سن ۱۳۵۴ھ

(جواب ۳۹۲) عورت کے چلے جانے سے نکاح نہیں ٹوٹتا۔ (۴) اگر خاوند اس فعل سے ناراض ہو کر اسے رکھنا نہ چاہے تو اسے طلاق دے سکتا ہے۔ (۵)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

(۱) ویسافر بها بعد ادا وکلہ من جلا و معجلاً اذا کان ماموناً علیہا والا بنودی کله و مالہ یکن ماموناً لا یسافر بها، وبہ یفتی: (الدر المختار، کتاب النکاح باب المہر، ۳/ ۱۴۶، سعید)

(۲) لا تجبر من لها الحضنة علیہا الا اذا تعبت لها بان لم یؤخذ ندى غیرها ولم یکن للاب ولا للصغير مال، وبہ یفتی: (الدر المختار، باب الخلاء، ۳/ ۵۵۹، سعید)

(۳) کو ان قالت لا اطبخ ولا اخبز قال فی کتاب: لا تجبر علی الطبخ والخبز۔ (المنذیہ، ۱۰/ ۵۴۸، ماجدیہ)

(۴) کو المرنی بہا لحرم علی زوجہ۔ (رد المختار، کتاب النکاح، ۳/ ۵۰، سعید)

(۵) کو اما الطلاق فان الا مل فیہ الحظر بمعنی انہ محظور الا لعرض ییحہ و هو معنی قولہم الا صل فیہ الحظر والا باحۃ للحاجۃ الی الخلاء۔ (رد المختار، کتاب طلاق، ۳/ ۲۲۸، سعید)

نافرمان بیوی کا حکم

(سوال) کوئی بیوی شوہر کا کہنا نہ مانے یعنی اس سے نماز روزہ وغیرہ کے لئے کہا جائے اور وہ اس کے خلاف کرے تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۸۵ حاجی محمد حیات (ضلع علی گڑھ) ۲۶ ربیع الثانی سن ۱۴۳۵ھ ۲۸ جولائی سن ۱۹۳۵ء
(جواب ۳۹۳) نافرمان بیوی جب کہ کسی طرح نہ مانے اور باز نہ آئے تو خاوند کو حق ہے کہ وہ اسے چھوڑ دے۔ (۱)
محمد کفایت اللہ کان اللہ،

(۱) خاوند اور بیوی کے حقوق

(۲) شرعی حاکم کو شادی کے جھگڑوں میں شریعت کے مطابق فیصلہ دینا فرض ہے

(سوال ۱) عورت کے کیا کیا حقوق مرد پر ہوتے ہیں اور اسے عورت کے ساتھ کیا کرنا چاہئے؟ (۲) عورت کا خاوند کے لئے کیا فرض ہے اور خاوند کا عورت کے لئے کیا فرض ہے؟ (۳) ایک فرماں بردار عورت کے حق میں خاوند کی طرف سے زیادتی ہونا کہاں تک درست ہے؟ (۴) حاکم شرع کو شادی کے جھگڑوں کے بارے میں مطابق شرع فیصلہ دینا چاہئے یا نہیں؟

(جواب ۳۹۴) (۱) عورت کا نفقہ کھانا، لباس، مکان میا کرنا مرد کے ذمہ ہے۔ (۲) (۲) خاوند کی اطاعت (۳) اور اس کے مال کی حفاظت، اولاد کی پرورش، عصمت کی حفاظت۔ (۴) (۳) زیادتی اگر فی الحقیقت زیادتی ہو تو ناجائز اور ظلم ہے۔ (۵) (۴) شرع کے مطابق فیصلہ دینا فرض ہے۔ (۶)
محمد کفایت اللہ کان اللہ،
بیویوں کے درمیان امتیازی سلوک کا حکم

(سوال ۱) زید کی دو بیویاں ہیں۔ ایک سے محبت زیادہ ہے دوسری سے کم۔ نیز ایک سے مباشرت کرتا ہے دوسری سے کبھی اتفاقیہ بادل ناخواستہ صحبت کی نوبت آتی ہے۔ جس سے باہمی نزاع اور منافرت پھیل کر یہاں تک نوبت آگئی کہ مذکورہ بیوی زنا پر آمادہ ہوگئی۔ زید کا عذر یہ ہے کہ کھانا کپڑا تو مساوی طور پر دے سکتا ہوں کیونکہ واجب ہے لیکن صحبت کرنی واجب نہیں۔ لہذا مجھے اختیار ہے کہ صحبت کروں یا نہ کروں۔ عورت یہ کہتی ہے کہ کھانا کپڑا تو باپ کے گھم بھی تھا۔ نکاح تو صحبت کی ضرورت کے لئے کیا تھا۔ جب میری صحبت سے نفرت ہے تو مجھے آزاد کر دے میری

(۱) لا اذا خافا الا بقیما حدود الله فلا باس ان يتفرقا (الدر المختار) وفي الرد: الا اذا خافا استثناء منقطع، لان التفريق حينئذ مندوب لقربة قوله فلا باس لكن سيأتي اول الطلاق انه يستحب لو مؤذية او تاركة صلاة، ويجب لوفات الامساك بالمعروف۔ (روايت، كتاب النکاح، فصل في الحرامات، ۵۰۳، سعید)

(۲) النفقة هي لغة ما ينفق الانسان على عياله وشرعاً هي الطعام والكسوة والسكنى — ونفقة الغير تجب على الغير باسباب ثلاثة: زوجة وقراة وملك، فنجب للزوجة بنكاح صحيح على زوجها۔ (الدر المختار، كتاب النکاح، باب النفقة، ۵۷۳، ۵۷۴، سعید)

(۳) عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: كلکم راع وكلکم مسئول عن رعيته والا مير راع والرجل راع على اهل بيته والمرأة راعية على بيت زوجها ولده، فكلکم راع وكلکم مسئول عن رعيته۔ (صح البخاري، كتاب النکاح، باب الرأ، ۸۳/۲، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹

کیوں راہ مار رکھی ہے اس معاملہ میں شرعاً کیا حکم ہے؟ ان میں مفارقت کر دی جائے یا اسی حالت میں رہنے دیا جائے جب کہ عورت زنا پر مستعد ہے۔

زنائی عادی عورت کو طلاق دینا زیادہ بہتر ہے

(۲) بحر کی بیوی بحر سے ناخوش اور متنفر ہے اور دوسری جگہ ناجائز تعلق کر رکھا ہے۔ باوجود ہر طرح کی خاطر کی بحر کی بیوی بحر کو منہ نہیں لگاتی اور نہ بحر سے ڈرتی ہے نہ اس کا کہنا مانتی ہے۔ بحر کو ہر طرح کی مجبوری درپیش ہے۔ عورت کی طرف سے بے حد تکلیف پہنچ رہی ہے۔ اس لئے مجبور ہو کر بسکدوش ہونا چاہتا ہے۔ بحر کی مالی حالت یہاں تک گری ہوئی ہے کہ پاس ایک پیسہ نہیں جو عدالت سے چارہ جوئی کر سکے یا عورت کا مہر ادا کر سکے۔

المستفتی نمبر ۹۳۱ محمد قاسم، گنگوہہ۔ ۲۸ صفر سن ۱۳۵۵ھ ۲۰ مئی سن ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۹۵) (۱) اگرچہ قضاء یہ لازم نہیں کہ ہر عورت سے اس کی باری پر جہاد بھی کیا جائے لیکن دیانۃً مرد پر واجب ہے کہ اتنی مدت تک ترک جہاد نہ کرے جس کی برداشت عورت سے نہ ہو۔ سکے یا اس پر شاق ہو۔ (۱) اور جب کہ عورت خدا ناخو استہ زنا پر آمادہ ہو اور شوہر پھر بھی اس کی حاجت پوری نہ کرے تو مفارقت کر دینی لازم ہے۔ (۲)

(۲) بحر کو ان حالات میں کہ بیوی اعلانیہ زنا کرتی ہے اور کسی طرح نہیں مانتی اس کو طلاق دے دینی چاہئے۔ (۲) اور مہر کی ادائیگی جب ممکن ہو اس وقت کر دے یا عدم ادائیگی کی وجہ سے جو تکلیف پہنچے اسے برداشت کرے معافہ چھوڑے رکھنا صحیح نہیں۔ (۴) اور اگر بیوی بحر کے گھر میں نیک عورتوں کی طرح پابندی اور پردے سے نہیں رہتی تو اس کا نفقہ بحر کے ذمہ واجب نہیں۔ (۵)

فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) نیکی کی نصیحت والدین کو بھی کی جاسکتی ہے

(۲) بہو پر ساس اور خسرو وغیرہ کی خدمت لازمی نہیں

(سوال ۱) کیا اللہ پاک نے قرآن شریف میں کہیں یہ بھی فرمایا ہے کہ تم اپنے والدین کو جو کہ خلاف شرعی کام کرتے ہیں نصیحت و ہدایت کیا کرو۔ ینا ماں باپ کو نصیحت کر سکتا ہے یا نہیں؟ (۲) زید اپنی زوجہ سے کہتا ہے کہ میرے ماں باپ بھائی بہن وغیرہ کا حق خدمت شرعی حکم سے اگر تمہارے ذمہ ہے تو ادا کرنا چاہئے۔ زید کی زوجہ کہتی ہے کہ اللہ کا حکم قرآن شریف میں اور اللہ کے رسول کا حکم حدیث شریف میں مجھے دکھائیے کہ میں بدل و جان حکم بحالوں۔

المستفتی نمبر ۹۸۰ عبد الوحید صاحب (ضلع بلند شہر) ۵ ربیع الاول سن ۱۳۵۵ھ ۶ جون سن ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۹۶) (۱) برے کاموں سے بچنے اور نیک راہ اختیار کرنے کی نصیحت پینا بھی والدین کو نرمی اور ادب کے

(۱) فی الدر المختار : لا فی المجامعة کالمحبة بل یستحب ویسقط منها بمرۃ ویجب دیانۃً حیاً ولا ینال مرۃ الا بلاء الا برضاھا

(۲) ان سببہ الحاجة الى الخلاص عند تباین الاخلاق و عروض البغضاء الموجبة عدم اقامة حدود الله۔ (رد المحتار، کتاب الطلاق، ۳، ۲۸۸، سعید)

(۳) جاء رجل الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال : ان عندي امراء ة هي من احب الناس الى وهي لا تمنع بد لا مسم ، قال : طلقها ، قال : لا اصبر عنها ، قال استمع بيا۔ (سنن انساني، کتاب النکاح، کریم، ۵۹/۲، سعید)

(۴) خامساک بمعروف او تسريح باحسن البقرة

(۵) وذا تغيب المرأة عن بيت زوجها او ابت ان تتحول معه الى منزله فلا نفقة لها ، لا نهنا ناشزة ولا نفقة للناشزة۔ (الموطأ،

کتاب الطلاق، باب النفقة، ۵، ۱۸۶، امیروت)

ساتھ کر سکتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نصیحت اپنے باپ کو قرآن مجید میں کئی جگہ مذکور ہے۔ (۱) (۲) زید کے والدین کا ادب اور احترام اور معمولی غریبی خدمت جس میں زوجہ پر کوئی مشقت اور تکلیف نہ ہو کرنی بہتر ہے۔ اس سے زیادہ زوجہ کے ذمہ لازم نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی

(۱) زوجہ پر شوہر کی تلعداری ضروری ہے یا والدین کی

(۲) بیوی کو الگ رہائش مہیا کرنا

(سوال ۱) زوجہ کو شوہر کی تلعداری ضروری ہے یا والدین کی اور وہ بھی اس صورت میں کہ والدین کی فرماں برداری عورت کو شوہر کے جائز حقوق کی لواستگی میں مانع ہو جس کی وجہ سے شوہر اور زوجہ میں نباؤں بدن مشکل ہو تا جا رہا ہے۔ (۲) شوہر کے مکان میں شوہر کی والدہ اور کلاں وغود بھی رہتے ہیں اور حیثیت اتنی نہیں ہے کہ دوسرے مکان میں رہیں لیکن زوجہ اور اس کے والدین ان کے سامنے آنے کو حرام سمجھتے ہیں جس کی وجہ سے سخت تکلیف ہوتی ہے۔ اس حال میں عورت کا تشدد کہاں تک صحیح ہے؟

المستفتی نمبر ۱۰۸۲ قاری خادم علی مراد آبادی مدرسہ نئی سڑک (دہلی) ۱۰ جمادی الاول سن ۱۳۵۵ھ
۳۰ م ۱۹۳۶ء

(جواب ۸۹۷) (۱) زوجہ کو شوہر کی تلعداری لازم ہے۔ (۲) اور والدین کی خدمت اور اطاعت اس حد تک لازم ہے کہ وہ شوہر کے حقوق میں خلل انداز نہ ہو۔ (۳) (۲) عورت کا حق ہے کہ اس کو ایسے مکان میں رکھا جائے جس میں شوہر کے اقارب نہ ہوں۔ (۴) اور شوہر اور بیٹھ کے سامنے ہونے سے اگر زوجہ انکار کرتی ہے تو اس انکار میں وہ حق بجانب ہے۔ (۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی

بیٹی کے علاج اور تجہیز و تکفین کے اخراجات کا داماد سے مطالبہ

(سوال ۱) زید کی لڑکی شادی شدہ زیادہ تر اپنے پدر زید کے پاس رہی۔ اخیر مرتبہ بیمار ہو کر اپنے شوہر کے یہاں سے زید کے یہاں آگئی اور یہیں اس کا معالجہ شروع ہوا۔ اس علاج میں زید نے کثیر مصارف کئے ایک عرصہ تک بیمارہ کر وقت آچکا تھا انتقال ہو گیا۔ اس کے مرنے پر تمامی مصارف بڑی تعداد کے ساتھ زید کے یہاں ہی ہوئے۔ اس نے ایک پتھر شیر خوار دو ڈھائی سالہ چھوڑا۔ اس کی پرورش بھی بڑے پیانہ پر زید کے یہاں ہوئی۔ اس کی خالہ نے اس

(۱) اذ قال لا یب۔ یا ب۔ یا ب۔ یا ب۔ لا یسمع ولا یبصر ولا یغنی عنک شیئاً۔ یا ب۔ انی قد جاءنی من العلم ما لم یاتک فاتبعی اہدک صراطاً سوياً۔ یا ب۔ لا تعبد الشیطان ان الشیطان کان للرحمن عصباً۔ یا ب۔ انی اخاف ان یمسک عذاب من الرحمن فتکون للشیطان ولیاً۔ (سورۃ نمر ۳۲-۳۵)

(۲) عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لو کنت امر احداً ان یسجد لا حد لا مرت المرءۃ ان تسجد لزوجہا۔ (جامع الترمذی، ابواب الرضا، باب ما جاء فی حق الزوج علی المرءۃ ۲۱۹، سعید)

(۳) لا یسمع من الخوارج الی والدین فی کل حصۃ ان لم یقترو علی اتیانہا۔ ولو ابوا ہا زمناً فاحتا جہا فعلیہا تعادہ ولو کافرا وان ابی الزوج۔ (الدر المختار، کتاب الطلاق، باب ۱۱، ۳، ۶۰۲، سعید)

(۴) وفی الہدایۃ: وعلی الزوج ان یمسک فی دار مفردۃ لیس فیہا احد من اہلہ الا ان تختار ذلک۔ (الہدایۃ، کتاب الطلاق، باب ۱۱، ۴، ۱۳۴، سعید)

(۵) عن عقبۃ بن عامر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: ایاکم والدخول علی النساء، فقال رجل من الانصار: یا رسول اللہ الفرائط الحموم، قال: الحموم الموت۔ (صحیح البخاری، کتاب النکاح، ۲، ۸، ۷، مدنی)

کو دودھ پلایا۔ ایک نوکرانی بھی دودھ پلانے کے لئے رکھی گئی۔ اس کی خدمت و پرورش میں زر کثیر صرف ہوا اور اس وقت تک وہ زید کے یہاں موجود ہے۔ جب عمر اس کی ساڑھے تین سال کی ہوئی تو اس کی تعلیم شروع ہونے پر جملہ مصارف اچھی صورت میں ہوتے رہے۔ بچہ کی عمر اس وقت دس سال کی ہے۔ اب بحر اس کا باپ تعلیم کے نام سے اس کو اپنے پاس رکھنا چاہتا ہے۔ بحر نے عقد ثانی بھی کر لیا ہے۔ اس کی بھی ولادہ ہے۔ بچہ بحر کے پاس رہنا نہیں چاہتا ہے بحر پکڑ پکڑ کر لے جاتا ہے اور وہ پھر بھاگ کر آ جاتا ہے۔ اس کو سمجھایا بھی جاتا ہے تو وہ وہاں جانے سے انکار کرتا ہے۔ بحر کو اس کے ملنے والوں کے ذریعہ سے سمجھوایا گیا کہ بقول تمہارے بچہ کو تم اپنے پاس رکھ کر تعلیم کرنا چاہتے ہو تو جس معیار پر تعلیم کرانے کا خیال ہے وہ لکھ کر دے دیا جائے اس معیار سے دو چند پیمانہ پر زید اس کا نانا اپنے مصارف سے تعلیم کرانے کے لئے تیار ہے مگر بحر اس کا باپ کسی اغراض یا ضد کی وجہ سے اس کو نہیں مانتا۔ زید اس کے نانا کو بچہ کے رکھنے میں سوائے اس کے کہ بچہ آرام سے رہے اور دختر مر حومہ کی یادگار ہے خدا قائم رکھے اور اس کی نسل کا سلسلہ خدا بڑھائے اور اپنی حیات میں ہی اگرچہ دختر مر حومہ شرعاً محروم الارث ہے۔ اس دختر کے حقوق اپنے سامنے خوشی سے دے دیئے جائیں۔ اس کے علاوہ اور اس کے ساتھ سلوک کیا جائے۔ کوئی غرض ولستہ نہیں ہے۔ اور جس قدر صرفہ زید نے زوجہ بحر کی بدماری اور تجبیز و تکفین میں کیا ہے اس کی ادائیگی کا بحر شرعاً مذموم دار ہے یا نہیں اور اسی طرح سے زید نے پسر بحر کی پرورش میں جو کچھ صرف کیا ہے اس کی واپسی بحر پر لازم ہے یا نہیں۔ اور عدم ادائیگی مطالبات مذکورہ مانع سپردگی پسر ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۱۶۶ ہدایت محمد خاں صاحب سرشتہ دار نظامت پر گنہ سر و نج ۱۳ جمادی الثانی سن ۱۳۵۵ھ
م یکم ستمبر سن ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۹۸) زید نے اپنی مر حومہ لڑکی کے علاج اور تجبیز و تکفین اور بچہ کی پرورش اور تعلیم میں بغیر امر و اذن بحر جو مصارف کئے ہیں ان کا بحر سے مطالبہ نہیں کر سکتا۔ (۱) یہ سب تبرع سمجھے جائیں گے۔ بچہ کی عمر جب سات سال سے متجاوز ہو گئی تو باپ کو یہ حق ہے کہ بچہ کو اپنی نگرانی میں لے لے۔ اور اس کی تعلیم و تربیت کا انتظام کرے۔ اگر بچہ کی تعلیم و تربیت نانا کے یہاں قابل الطمینان طریق پر ہو رہی ہے اور بچہ نانا کے یہاں رہنے میں خوش ہے تو اس کے باپ کو صلہ و رضامندی کے ساتھ اس پر آمادہ کیا جائے کہ بچہ کو نانا کے یہاں چھوڑ دے۔ جبراً بچہ کو اپنے یہاں رکھنے کا نانا کو حق نہیں۔ (۲) بالغ ہونے کے بعد بچہ نانا کے یہاں رہنا پسند کرے تو اسے یہ اختیار حاصل ہو گا۔ (۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی

(۱) شوہر پر بیوی کا علاج معالجہ لازم نہیں

(۲) بالغ کی رضامندی معتبر نہیں

(سوال ۱) بعض سوالات کا جواب بالترتیب نہ ملنے سے تسکین نہیں ہوئی۔ اگر بحر اپنی اہلیہ کا علاج کرتا تو زید کو کیا ضرورت تھی کہ وہ بحر کے مصارف روک کر اپنے مصارف شروع کر دیتا۔ کیا شوہر کے یہ فرائض میں نہیں کہ بحالت

(۱) اور تبرع میں رجوع نہیں ہو سکتا، لہذا زید بحر سے معروفہ رقم کا مطالبہ نہیں کر سکتا، لار رجوع فیما تبوع عن الغیر۔ (قواعد فقہیہ، رقم القاعدۃ: ۲۱۵، ص: ۱۰۶، اصداف پبلشرز) کو قال محشیہ تحتہ: فمن انفق علی زوجة الغیر بغیر ادنہ ولا قضاء القاضی لا يرجع علیہ۔ (ایضاً) نوٹ: حاشیہ نمبر ۲۔ ۲۰ اگلے صفحہ کے حاشیہ نمبر ۱۔ ۲ پر ملاحظہ فرمائیں۔

معدائی اہلیہ اس کا علاج کرائے اور علاج میں جو مصارف ہوں ان کو برداشت کرے۔ کیا یہ شوہر کے فرائض میں نہیں کہ اہلیہ کے مرنے پر اس کی تجہیز و تکفین کرے اور اس کے مصارف برداشت کرے۔ مضائقہ کا بار اس وقت بھر پر نہیں پڑ سکتا کہ جب بھر مصارف کر رہا ہو اور زید اس کو روک کر اپنے مصارف شروع کرے۔ یہی صورت پرورش بچہ کے مصارف کی ہے۔ کیا ایسی صورت میں بھی ان مصارف پر تبرع ہو سکتا ہے۔

(۲) زید یعنی نانا کو کیا ضرورت ہے کہ جبراً بچہ کو اپنے پاس رکھے یا مصارف برداشت کرے۔ سوال تو یہ ہے کہ بچہ کسی تکلیف سے باپ کے پاس نہ رہنا چاہے اور اپنے نانا کے پاس خود رہنا پسند کرے تو کیا باپ اس کو جبراً بار ضامندی اس کی لے جا سکتا ہے۔ کیا اس کے باپ کے دعوے پر عدالت بار ضامندی بچہ اس کو جبر کے ساتھ سپرد کر سکتی ہے۔ کیا یہ بات اخلاقاً بھی درست ہو سکتی ہے؟

المستفتی نمبر ۱۲۳۸ ابدیت محمد خاں صاحب سر شہ دار نظامت۔ سرونج ۹ رمضان سن ۱۳۵۵ھ

م ۵: دسمبر سن ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۹۹) (۱) شوہر پر زوجہ مریضہ کا علاج لازم نہیں۔ (۲) ہاں شوہر پر تجہیز و تکفین لازم ہے۔ (۳) لیکن فاتحہ ایصال ثواب وغیرہ لازم نہیں۔ تجہیز و تکفین میں غالباً زیادہ سے زیادہ تیس ۲۰ روپے خرچ ہوتے ہیں اور وہ بھی اگر متوفیہ کے اقارب بغیر امر زوج کر دیں تو ان کی طرف سے یہ تبرع ہوتا ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ روک کر کرے بلکہ بغیر امر کرنے کی صورت بھی تبرع ہوگا۔ (۲) جب بچہ نابالغ ہے تو اس کی سمجھ اور نا سمجھی ظاہر ہے اس لئے اس کی اپنی مرضی غیر معتبر قرار دی گئی ہے۔ (۱) ابھی اس کا احساس معتبر نہیں ہے کیونکہ نا سمجھی کی عمر ہے۔ بے شک شارع نے اخلاق کو پیش نظر رکھ کر ضابطہ بنائے ہیں اور ضابطہ کلیہ یہی ہے کہ باوٹھ سے پہلے بچوں کی مرضی کا اعتبار نہ ہو ورنہ تمام نظام و رہم بہرہم ہو جائے گا۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(۱) والام والحدۃ احق بالعلام حتی یستغنی وقد یسبغ سنین ، وقال القدوری . حتی یاکل وحده ویشرب وحده ویستنجی وحده وقدیر ابو بکر الرازی یسبغ سنین والفتوی علی الاول وبعد ما استغنی بالعلام وبلغت الجاریۃ فالعصبۃ اولی یقدم الا قرب فالاقرب۔ (الحدیث: کتاب الطلاق، الباب السادس عشر فی الخصیۃ، ۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱۶۸۷، ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰، ۱۶۹۱، ۱۶۹۲، ۱۶۹۳، ۱۶۹۴، ۱۶۹۵، ۱۶۹۶، ۱۶۹۷، ۱۶۹۸، ۱۶۹۹، ۱۷۰۰، ۱۷۰۱، ۱۷۰۲، ۱۷۰۳، ۱۷۰۴، ۱۷۰۵، ۱۷۰۶، ۱۷۰۷، ۱۷۰۸، ۱۷۰۹، ۱۷۱۰، ۱۷۱۱، ۱۷۱۲، ۱۷۱۳، ۱۷۱۴، ۱۷۱۵، ۱۷۱۶، ۱۷۱۷، ۱۷۱۸، ۱۷۱۹، ۱۷۲۰، ۱۷۲۱، ۱۷۲۲، ۱۷۲۳، ۱۷۲۴، ۱۷۲۵، ۱۷۲۶، ۱۷۲۷، ۱۷۲۸، ۱۷۲۹، ۱۷۳۰، ۱۷۳۱، ۱۷۳۲، ۱۷۳۳، ۱۷۳۴، ۱۷۳۵، ۱۷۳۶، ۱۷۳۷، ۱۷۳۸، ۱۷۳۹، ۱۷۴۰، ۱۷۴۱، ۱۷۴۲، ۱۷۴۳، ۱۷۴۴، ۱۷۴۵، ۱۷۴۶، ۱۷۴۷، ۱۷۴۸، ۱۷۴۹، ۱۷۵۰، ۱۷۵

شوہر بیوی کو تعلیم قرآن سے نہیں روک سکتا

(سوال) ایک نو مسلمہ عورت جو دین اسلام حاصل کرنے کی غرض سے ایمان لائی اس کا مسلمان خاوند جس نے اس کی تعلیم قرآن شریف کا مضمون عہد بھی کر لیا تھا اب تعلیم حاصل کرنے سے روکتا ہے اور اس کو اذیت بھی دیتا ہے اور تنبیہ بھی کرتا ہے تو شخص مذکور کو شریعت کیا حکم دیتی ہے اور جب کہ عورت مذکورہ کے متعلق یہ قوی اندیشہ ہے کہ اس کی منشاء کے خلاف کیا جاوے تو بہت ممکن ہے کہ وہ اسلام سے پھر جائے۔

المستفتی نمبر ۱۳۹۸ مولوی عبدالحق صاحب مدرس مدرسہ شمس العلوم۔ (ضلع مراد آباد)

۶ ربیع الثانی سن ۱۳۵۶ھ ۱۶ جون سن ۱۹۳۷ء

(جواب ۷۰۰) (تعلیم قرآن مجید سے روکنے کا خاوند کو حق نہیں۔ (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

شری بیوی کو ساتھ رکھنے کی گنجائش ہے

(سوال) میں نے ایک شادی عرصہ ۲۵ سال ہو اجب کی تھی۔ اس عورت سے اولاد بھی پیدا ہوئی۔ بلکہ ایک لڑکا خدا کے فضل سے عمر ۲۲ سال اب بھی موجود ہے مگر عورت مذکور میں دماغی طاقت بالکل نہیں ہے۔ نہ نیک و بد کی پہچان ہے۔ خاص طور سے گھر کی برپادی اور اپنا جسمانی نقصان خیال کر کے بدرجہ مجبوری میں نے ایک دیگر عورت سے نکاح کر لیا کیونکہ بغیر اس کے میری زندگی بیکار تھی۔ خیر میں نے نکاح کر کے پھر دو عورتوں کو علیحدہ علیحدہ رکھ دیا۔ مگر عورت سابقہ نے کچھ دن کے بعد کچھ لڑائی جھگڑا خود میرے ساتھ شروع کر دیا۔ میں دھوپور رہتا تھا وہاں اس قدر نوبت پہنچائی کہ باوازمند جھوٹا اتمام مجھ کو لگانا شروع کیا کہ میرا شوہر مجھ کو تلوار سے مارنا چاہتا ہے آخر کار یہ بات ہمسایوں کے کان میں پڑی اور پولیس تک کو معلوم ہوئی۔ میں بہ خوف گرفتاری وہاں سے دوسری عورت کو ساتھ لے کر بے پور گیا۔ تب اس نے دھوپور سے خطر روانہ کئے اور خرچ طلب کیا۔ خیر میں نے خرچ بھی بھیجنا شروع کر دیا تو پھر اس نے لکھا کہ میں بے پور آنا چاہتی ہوں تو میں نے بے پور بھی بلا لیا اور یہاں پر بھی اس کو بہت آرام سے رکھا مگر کچھ دن رہنے کے بعد اس نے مجھ کو جھوٹا الزام لگانا شروع کر دیا ہے کہ میرا خاوند مجھ کو زہر دے کر مارنا چاہتا ہے۔ آخر کار پھر بدنامی کے ڈر سے بوجہ مجبوری میں نے اس کو اس کی والدہ کے پاس ریاست گوالیار میں بھیج دیا۔ اب آپ سے دست بستہ گزارش ہے کہ اب مجھ کو کیا کرنا چاہئے تاکہ مجھ کو مذہبی کسی قسم کا عذاب نہ ہو۔ میں نے ہر طرح کی کوشش کی اس کو سمجھانے کی اور اس کو اب بھی ناں و پارچہ دینے کو تیار ہوں مگر اس کی خراب عادت کی وجہ سے پاس رکھنے سے مجبور ہوں۔

المستفتی نمبر ۱۲۰۳۰۔ مائیل اوہار (بے پور) ۲۱ رمضان سن ۱۳۵۶ھ ۷ نومبر سن ۱۹۳۷ء

(۱) سنل فی یتیمہ عمرہا عشر سنوات یماعم یرید اخذھا فیل لہ ذلک ولا خیار لہا، الجواب نعم والحالة هذه، لا خیار للولد عندنا مطلقاً ذکر اوائنی (الحامدیہ، باب الحضانه، ۶۲/۱، قندھار افغانستان)

(۲) وان امتنع الزوج عن السؤال کان لہا ان تخرج بغیر اذنه، لان طلب العلم فیما یحتاج الیہ فرض علی کل مسلم ومسلمة فیقدم علی حق الزوج (الحانیۃ علی هامش الہندیۃ، فصل فی حقوق الزوجیۃ، ۴۴/۱، ماجدیۃ)

(جواب ۴۰۱) اگر وہ متمتیں تراشتی۔ ہے اور اس کے رویہ سے مرد کو تکلیف پہنچے بلکہ قید و بند کی مصیبت پیش آنے کا خطرہ ہے تو پھر وہ اس کو اپنے پاس نہ بلانے اور نہ رکھنے میں گنہگار نہ ہوگا۔ (۱) ہاں بھریہ ہے کہ کچھ خرچہ بھیج دیا کرے۔ (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

بیوی والدین کے گھر سے آنے کو تیار نہیں تو کیا طلاق دینے میں کوئی حرج ہے؟
(سوال) ایک شخص عادل انصاف پسند اہل علم نے ایک بیوہ عورت سے نکاح کیا۔ بارہ سال تک عورت اس کے گھر میں آباد رہی۔ تھوڑا عرصہ ہوا کہ اس عورت نے اپنے بھائی اور بہنوں سے ملنے کی خواہش کی۔ خاوند خود اپنے ساتھ لے گیا۔ وہاں پہنچ کر عورت نے اپنے خاوند سے کہا کہ میں بہت مدت کے بعد آئی ہوں اس لئے آپ چلے جائیں میں ایک ماہ یا ڈیڑھ ماہ کے بعد آ جاؤں گی۔ اب ساڑھے چھ ماہ کا عرصہ ہو چکا شوہر نے متواتر کئی ایک خط تحریر کئے ہیں۔ وہاں سے کبھی تو جواب آتا ہے کہ اسی روپے روانہ کر دو کبھی جواب آتا ہے کہ بیس روپے یا تیس روپے روزانہ کر دو تو آجائے۔ دراصل اب اس کی آنے کی نیت نہیں۔ مجبور ہو کر خاوند نے شرعی طور پر استنفا کیا ہے اور خاوند کا یہ منشا نہیں کہ بلا وجہ طلاق دی جائے اور عورت اپنے پہلے بچوں کے پاس رہنا چاہتی ہے نکاح ثانی کے اس خاوند کے پاس جانے کی نیت نہیں۔ اس فیصلہ کی نسبت جو شرعاً حکم ہو صادر فرمائیں۔

المستفتی نمبر ۲۰۴۰ حکیم محمد بخش صاحب جالندھری ۱۳ رمضان سن ۱۳۵۶ھ ۱۸ نومبر سن ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۰۲) اگر عورت خاوند کے پاس رہنا نہیں چاہتی اور مرد اس کو اس وجہ سے طلاق دے دے تو اس میں مرد کے ذمہ کوئی مواخذہ اور گناہ نہیں ہے۔ (۲)
فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

حاملہ عورت سے کب تک جہاں درست ہے؟

(سوال) حاملہ عورت سے کس مدت تک شوہر جہاں کر سکتا ہے؟
المستفتی نمبر ۲۳۶۰ نبی احمد خاں۔ اگر وہ۔
(جواب ۴۰۳) جب تک عورت کو تکلیف اور حمل کو نقصان نہ پہنچے۔ (۲)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(۱) بیوی کو والدین اور اقارب سے مانے کے متعلق چند استفسارات

(۲) تعمیل حکم اور خدمت میں شوہر مقدم ہے یا باپ؟

(سوال) (۱) خالد بسلسلہ روزگار و معاش اپنے وطن سے بہت دور قیام پذیر ہے اور بیوی بچے بھی ساتھ رکھتا ہے چونکہ اس کی بیوی کے والدین اور قریبی رشتہ دار وطن میں رہتے ہیں۔ ایسی صورت میں خالد پر شرعاً کس قدر عرصہ میں بیوی کو اس کے والدین سے ملا دینا ضروری و لازمی ہے۔

(۲) ملا دینے میں کچھ وقت اور دن کی تعداد شریعت میں ہے یا سال دو سال میں دو چار روز کے لئے بھی ملا دینا کافی ہے۔

(۳) خالد کو اس صورت میں نہایت آرام و راحت ہے کہ جب اس کی بیوی کا مال باپ سے یا مال باپ کا بیٹی سے ملنے کو دل چاہے تو خالد آمد و رفت کا خرچہ ان کو بھیج دے خسر خوش دامن دونوں یا ایک آجائیں اور جب تک دل چاہے قیام کرے اور پھر چلے جائیں۔ یہ صورت شرعاً جائز ہے یا نہیں۔

نوٹ: اس صفحہ کا مکمل حاشیہ صفحہ سر ۲۳۵ پر سند حلف و یمن د

جانے۔ یہ شوہر عورت کو روک سکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۵۷۵۔ ۱۵ ستری نور محمد (سیالکوٹ) ۲۶ ربیع الثانی سن ۱۳۵۶ھ ۶ جولائی سن ۱۹۳۷ء
(جواب ۴۰۵) (۱) ہاں عورت پر شوہر کی اطاعت امور جائزہ میں واجب ہے۔ (۱) کسی ناجائز حکم کی اطاعت جائز نہیں
(۲) عورتوں کو نماز جمعہ کے لئے مسجد میں جانا نہ فرض ہے نہ واجب نہ سنت۔ صرف مباح تھا اور وہ بھی عدم غلبہ
فساد کی وجہ سے حضور ﷺ کے زمانے تک لیکن صحابہ اپنے زمانے میں ہی عورتوں کو نماز کے لئے مسجد میں آنے سے
منع فرمانے لگے تھے۔ (۳) عورتوں کو بقدر ضرورت قرآن مجید کا ترجمہ سیکھنا لازم ہے۔ (۴) عورت کی نماز
گمہ میں افضل ہے۔ (۵) ترجمہ قرآن مجید پڑھنے کے لئے عورت گھر سے باہر جانا چاہے اور کوئی بے پردگی اور فتنہ کا
خوف نہ ہو تو شوہر کو روکنا نہیں چاہئے۔ (۶) اور فتنہ کا خوف ہو تو روکنے کا حق ہے۔ (۷) جمعہ کی نماز سے عورت کو
روکنے کا یہی حکم ہے جو نمبر ۵ میں لکھا گیا۔ اور باوجود شوہر کی ممانعت کے چلی جائے تو ثواب کی مستحق نہ ہوگی۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ له، دہلی

بیٹے پر باپ کے حقوق

(سوال ۱) باپ کے حقوق کیا ہیں فرزند پر۔ یہاں لوگ اپنے فرزندوں سے چرائی کا کام لیتے ہیں اور کہتے ہیں فرزندوں پر
ہمارا حق ہے۔ غلم سے محروم کر رہے ہیں۔ عورت مرد کے کیا حقوق ہیں۔ یہاں لوگ عورتوں سے پانی کٹڑی دھونا
پر دہنہ دینا اور غلم سے محروم نماز روزہ سے سستی کراتے ہیں۔ کہتے ہیں ہم عورتوں کو نفقہ دیتے ہیں یہ کام لینا ہمارا حق
ہے۔ المستفتی نمبر ۱۵۱ حاجی باہو مقام المہر زبرین ڈاکخانہ یار خاں۔ ضلع اورانی (پنجاب)

۲۳ جمادی الاول سن ۱۳۵۶ھ ۲ اگست سن ۱۹۳۷ء
(جواب ۴۰۶) باپ کو فرزند کے مال میں فرزند کی اجازت کے بغیر تصرف کرنا جائز نہیں۔ ہاں کسی سخت حاجت
کے وقت بقدر حاجت فرزند کا مال خرچ کر لے تو مضائقہ نہیں۔ (۸) عورت سے زبردستی پانی بھر وانا لکڑیاں منگوانا بھی

(۱) عن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: المرأة اذا صلت خمسةا وصامت شهرها واحصنت فرجها واطاعت
بعليها فلندخل من اي ابواب الجنة شاءت رواه ابو نعيم في الحلية (مشكوة المصابيح، كتاب النكاح، باب عشرة النساء،
الفصل الثاني، ۲۸۱/۲، سعيد)

(۲) عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: السمع والطاعة على المرء المسلم فيما احب وكره ما لم يور بمعضية
فان امر بمعصية فلا سمع عليه ولا طاعة (جامع الترمذي، ابواب الجهاد، باب اجابة الاطاعة المخلوق في بقية النفاق، ۳۰۰، سعيد)

(۳) عن عائشة قالت: لو ادرك رسول الله صلى الله عليه وسلم ما احدث النساء لمنعين المسجد كما منعت نساء بني اسرائيل
فقلت لعورة او منعين، قالت: نعم۔ (سنن البخاري، كتاب الاذن، باب خروج النساء بالليل، ۱۲۰، تقي الدين)

(۴) شاید بقدر ضرورت سے آیات مرد میں جو کام پر مشتمل ہیں، ان کام کا تم پر مختلف پر لازم ہے۔ طلب العلم فرض ہے بقدر ما بحتاج الیہ
لا بد من احکام الوضوء والصلوة وسائر الشرائع ولا موز معاشه وما وراء ذلك ليس بفرض۔ (السر الہدی، کتاب اسرائیہ،
باب التعلیم، ص ۷۱)

(۵) عن عبد الله عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: صلوة المرأة في بيتها افضل من صلوتها في حجرتها وصلوتها في مخدعها
افضل من صلوتها في بيتها۔ (سنن ابی داود، کتاب الصلوة، باب التعلیم، ۸۴، سعيد)

(۶) ان لم تقع لها نازلة وادارت الخروج لعل مسائل الوضوء والصلوة ان كان الزوج يحفظ ذلك ويعلمها له معناها والا فلا ولي
ان ياذن لها (رواجع، کتاب الطلاق، باب النفقة، ۶۰۴، سعيد)

(۷) لوحيث احتمل لها الخروج فانما يباح بشرط عدم الزينة وتغير الهيئة الى ما يكون داعية لنظر الرجل واد مسالة، ايضا۔

(۸) للمعقب ان يسرق من ابنه الموسر ما يكفيه ان ابى ولا قاضى لئله والا اثم۔ (الدر المختار، كتاب الطلاق، باب النفقة، ۳، ۱۲۲، سعيد)

جائز نہیں۔ (۱) اولاد کو یا عورت کو غلم سے محروم کرنا بھی ناجائز ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کا اللہ، دہلی

بیوی کا شب باشی سے انکار سخت گناہ ہے

(سوال) سہ ماہ و سہ ماہ ایک شب کو خرواپنی زوجہ رشیدہ سے خواہش مند مواصلت کا ہوتا ہے۔ رشیدہ یہ کہہ کر انکاری ہوتی ہے کہ تم تو مجھ کو روز کے روز ستاتے ہو۔ میں آج بھی تو نہائی ہوں۔ میری صبح کی نماز قضا ہو جائے گی۔ سردی میں مجھ سے سویرے نہیں نہایا جاتا۔ جاؤ تم آوارہ عورتوں کے ساتھ خراب ہو میں تمہارے قابل نہیں ہوں۔ چنانچہ خرو عاجز ہو کر اپنے بستر پر سو رہتا ہے۔ رشیدہ اس کہنے سے گنگار ہوئی یا نہیں؟ اور اگر خرو رشیدہ کے اس فعل سے ناراض ہو کر مرتکب حرام ہو تو اس کی ذمہ داری رشیدہ پر ہے یا نہیں؟

(جواب ۷۰۷) اگرچہ خاوند کے لئے بھی مناسب ہے کہ زوجہ کی صحت اور موسم کی شدت اور غسل کے وقت کا لحاظ رکھے۔ تاہم زوجہ کا انکار بغیر کسی سخت مجبوری کے جائز نہیں۔ اگر فی الحقیقت نماز فجر سے پہلے غسل کرنے میں کوئی شرعی عذر ہو تو وہ تیمم کر کے نماز پڑھ سکتی تھی۔ (۳)

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو عورت خاوند کی ناراضی میں رات گزارے فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں۔ (۴) اور رشیدہ کے یہ الفاظ کہ ”جاؤ تم آوارہ عورتوں کے ساتھ خراب ہو“ سخت گناہ کے الفاظ ہیں۔ (۵) رشیدہ کو توبہ کرنی چاہئے۔ لیکن اگر ان الفاظ سے متاثر ہو کر خاوند حرام کاری یا مرتکب ہو تو اس کی ذمہ داری رشیدہ پر نہ ہوگی۔ بلکہ خاوند اپنے فعل کا خود ذمہ دار ہوگا۔ (۶) محمد کفایت اللہ غفرلہ،

خاوند کی اجازت کے بغیر اس کا روپیہ صرف کرنا اور خاوند کے ساتھ تکرار اور ناشائستہ الفاظوں کا ناجائز نہیں۔

(المجموعہ مورخہ ۲ فروری سن ۱۹۷۷ء)

(سوال ۱) خاوند کے منع کرنے کے باوجود اس کی زوجہ خاوند کا روپیہ اپنی والدہ وغیرہ کو دے دیتی ہے۔ اور کہتی ہے کہ سب عورتیں ایسا ہی کرتی ہیں۔ (۲) زوجہ مذکورہ بالا امر میں حجت و تکرار کرتی ہے اور خاوند کو دق کرتی ہے جس سے وہ ناراض رہتا ہے۔ الفاظ ناشائستہ بھی بولتی ہے۔ (۳) وہ سمجھتی ہے کہ مجھ پر ماں کا حق ہے۔ ماں کے پیر تلے جنت ہے۔ (۴) انہیں حالات میں وہ تکرار کر کے ایک روز شوہر کے گھر سے بغیر اجازت شوہر اپنی ماں کے گھر چلی گئی بعد میں آگئی۔ (۵) مذکورہ بالا حالات میں عورت گنگار ہے یا نہیں اور اب تلافی کی کیا صورت ہے؟

(۱) وان قالت لا اطبخ واخبز قال فی الكتاب لا تجب علیها الطبخ والخبز وعلیه من الماء ما تغتسل به ثیابها وبدنھا من الوسخ۔ (المندۃ باب الخبز، ۵۴۹، ماجدیہ)

(۲) کیونکہ ضروری مسائل کا علم ہر مسلمان مرد، عورت پر فرض ہے، جیسا کہ **ہشتم** نمبر ۴ میں بھی گذر چکا ہے، اور فرض سے روکنا جائز نہیں۔

(۳) تیمم لمحدث و جنب و حائض و نفساء لم یقدر علی الماء ای علی ماء یکنی لطیارتہ ... اور لمرض لا یقدر معہ علی استعمال الماء او ان استعمال اشتد مرضه حتی لا یشرط خوف التلف۔ (شرح الوقیۃ، کتاب الطہارۃ باب تیمم، ۸۷-۸۸، سعید)

(۴) عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال : اذا دعا الرجل امرأۃ الی فراشہ فابت ان تجنئ لعنتھا الملائکۃ حتی

تصبح۔ (صحیح البخاری، باب اذا ابت المرأة مهاجرة فراش زوجها، ۷۸۲/۲، قدیمی)

(۵) عن عبداللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سبب المسلم فسوق وقتالہ کفر، (صحیح البخاری باب ما یضی من اسباب والممن، ۸۹۳/۲، قدیمی) (۶) ولا تزد وازرة وذر اخرى۔ (الفاطر، ۱۸)

(جواب ۴۰۸) جو روپیہ اور مہمان کہ خاوند نے عورت کو اس غرض سے دیا ہے کہ وہ گھر میں خرچ کرے اور خاوند نے عورت کی تملیک نہیں کی اس میں سے عورت کو بغیر اجازت خاوند کے خیرات کرنا بھی جائز نہیں۔ اپنے ماں باپ بھائی کو دے دینا تو کسی طرح مباح نہیں۔ (۱) اگر عورت ایسا کرے گی تو یہ دیا ہو اور پیسہ اس کے ذمہ رہے گا اور مواخذہ دار مرے گی۔ (۲) ہاں اجازت کے لئے ضروری نہیں کہ صریح ہو۔ بلکہ یہ بھی کافی ہے کہ خاوند کو علم ہو اور وہ منع نہ کرے۔ (۳) اور تملیک کے بعد پھر اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔ (۲) جب کہ خاوند اس کے اس فعل سے ناراض ہو تا ہے تو عورت کو ہرگز جائز نہیں کہ وہ اس کا مال بغیر اس کی اجازت کے خرچ کرے اسے ناراض کرے اور الفاظ ناشائستہ بولنا تو اور بھی برا ہے۔ (۴) بے شک ہاں کا حق ہے اور ماں باپ کی خدمت اور ان کی رضا جزت کا دروازہ ہے لیکن خاوند کی اطاعت زوجہ پر مقدم ہے۔ (۵) خاوند کو راضی رکھ کر ماں باپ کی خدمت کرے۔ (۴) ہاں اجازت خاوند کے بغیر کسی حاجت کے جانا جائز نہیں ہے۔ (۱) (۵) جو باتیں کہ خاوند کے حق کے خلاف ہو چکی ہیں ان کی معافی طلب کرے اور آئندہ کے لئے ان کے ارتکاب سے احتراز کرے۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ۔

شادی کے بعد عورت کا انکار معتبر نہیں

(سوال) زید اپنی بی بی کا عاشق ہے۔ اپنی بی بی کو چھوڑنے کے لئے تیار نہیں۔ مرجانا پسند کرتا ہے مگر اس کو چھوڑنا نہیں چاہتا۔ اور زوجہ شوہر کے پاس رہنا نہیں چاہتی اور اس کے والدین بھی بھیجنا نہیں چاہتے۔ مگر عقد اور رخصتی ہو چکی ہے اور کچھ عرصے تک وہ زید کے پاس رہ چکی ہے۔

(جواب ۴۰۹) جب نکاح اور خلوت و صحبت ہو چکی ہے تو اب باوجود عورت جدائی کا مطالبہ کرنے میں اور اس کے والدین اس کی حمایت کرنے میں حق بجانب نہیں ہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو عورت بغیر کسی وجہ کے خاوند سے خلع چاہے وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پائے گی۔ (۱) پس زوجہ کو لازم ہے کہ وہ خاوند کے ساتھ نباہ کرے اور خواہ مخواہ جدائی کا مطالبہ نہ کرے۔ اور مرد کو بلاوجہ طلاق دینا ضروری نہیں ہے۔ (۸) محمد کفایت اللہ غفرلہ،

بیوی شوہر کے ہاں نہیں آتی تو کیا وہ جیڑ لوہ مہر کا مطالبہ کر سکتی ہے؟

(سوال) زید کا نکاح ایک نابالغ لڑکی سے پانچ سال پیشتر ہوا۔ بعد نکاح وہ لہن صرف نور و دولہا کے گھر رہی۔ دوسری مرتبہ پھر دولہا کے گھر میں ہفتہ عشرہ رہ کر میکے چلی گئی تب سے آج تک دولہا کے گھر نہیں آئی۔ کئی مرتبہ دولہا

(۱) کو لیس لہا ان تعطی شیاء من بیتہ بغیر اذنہ۔ (الثانی علی حاشیہ الحدیث کتاب النکاح، فصل فی حقوق الزوجۃ، ۴۳۳، ما ج۱)

(۲) ولا يجوز لاحد ان يتصرف فی ملک الغير بغیر اذنہ۔ (تواضع رحمہ اللہ، رقم القاعدۃ ۲۶۹۰، ص ۱۱۰، لدلوی)

(۳) کوالاء ذن عام سواء کان صراحة او دلالة۔ (ایضاً)

(۴) عام مسلمان کو براہلہا کہتا گناہ ہے اور خاوند کی اطاعت تو بیوی پر ضروری ہے، لہذا خاوند کے لئے ناشائستہ الفاظ استعمال کرنا تو مزید گناہ و عت ہے۔ عن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: سباب المسلم فسوق وقالة کفر۔ (صحیح البخاری، باب ما ینہی عن

السیاب واللعن ۸۹۳/۲)

(۵) عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: لو کنت آمر احداً ان یسجد لاحد لا مروت المرأة ان تسجد لزوجها

(جامع الترمذی، کتاب النکاح باب ما جاء فی حق الزوج علی المرأة، ۲۱۹/۱، سعید)

(۶) کو لیس لہا ان تخرج بلا اذنہ اصلاً۔ (رد المحتار، کتاب النکاح باب المہر، ۱۳۶/۳، سعید)

(۷) عن ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ایما امرأة سالت زوجها طلاقاً فی غیر ما باس فحرام علیها راحة الجنة (سنن ابی داؤد، کتاب الطلاق باب الخلع، ۳۰۳/۱، سعید)

(۸) فان اطعنکم فلا تبغوا علیہن سیلاً۔ (التساء، ۳۴)

نے جا کر دلہن کو بلایا نہیں آئی۔ اس کے باپ نے دو لہما کے سامنے دلہن کو گوشہ کر رکھا تھا۔ یہاں تک کہ دو لہما کے باپ کے سامنے بھی گوشہ کر دیا تھا۔ قریب ایک سال کے ہو لو دلہن کے باپ نے خط لکھا کہ دلہن بالغ ہو گئی ہے اب تم آکر لے جا سکتے ہو۔ اس کے بموجب دو لہما اور اقرباء وغیرہ دلہن کے یہاں گئے تو ضیافت وغیرہ دھوم دھام سے ہوئی اور تمام رات خوشی میں گراموفون وغیرہ کے گانے ہوتے رہے۔ صبح کو دو لہما والوں نے دلہن کی رخصتی چاہی تو بلا قصہ و فساد روانہ کرنے سے انکار کر دیا۔ دو لہما اور اس کے اقرباء سب مایوس واپس گئے۔ بعد چند دن کے دو لہما نے مجبوراً دوسرا نکاح کر لیا۔ اس خبر کو سن کر دلہن کے باپ نے عدالت میں دو لہما کے نام پر دعویٰ مہر اور جہیز کے لئے کر رکھا ہے۔

(جواب ۴۱۰) دلہن کی طرف سے بلا وجہ خاوند کے یہاں جانے سے انکار کرنا صریح طور پر زیادتی ہے۔ مہر اگر معجل قرار پایا تھا تو دلہن کو طلب کرنے کا حق ہے۔ (۱) مہر دو لہما کو یہ حق ہے کہ وہ دلہن کو اپنے گھر لے جائے۔ (۲) جہیز تو دلہن کی ملکیت ہے جہاں چاہے رکھے اور جب چاہے طلب کرے۔ (۳) مہر اگر معجل نہیں تھا بلکہ مؤجل تھا تو دلہن کو طلب کرنے کا حق نہیں جب تک کہ طے شدہ اجل (مدت) پوری نہ ہو جائے۔ (۴) مہر خاوند کو ہر وقت حق ہے کہ دلہن کو اپنے گھر لے آئے۔ (۵)

فقط واللہ اعلم محمد کفایت اللہ عفا عنہ ربہ، مدرسہ امینیہ دہلی

بیوی پر زنا کا شک ہونے کی وجہ سے کیا شوہر اس کو حلف دے سکتا ہے؟

(المحویۃ مورخہ ۶ مارچ سن ۱۳۲۲ء)

(سوال) ایک شخص کو اپنی بی بی پر شک ہے کہ کسی غیر شخص سے زنا کیا ہے۔ مرد چاہتا ہے کہ بی بی کو حلف دے۔ بی بی حلف لینے کے لئے تیار ہے۔ مرد کا شک بغیر حلف کے دور نہیں ہو سکتا۔ کیا حلف دینا درست ہے؟

(جواب ۴۱۱) اس صورت میں مرد کو اپنے اطمینان کے لئے بی بی سے حلف لے لینے کا مضائقہ نہیں۔ قضاء بی بی پر حلف لازم نہ ہونا دوسری بات ہے۔ ہاں مرد کو یہ لازم ہے کہ اگر بی بی حلف سے انکار کر دے تو محض اس وجہ سے اس پر ملوث بنا کر ہونے کا یقین نہ کرے۔ (۶)

محمد کفایت اللہ غفر لہ،

(۱) یولھا منعہ من الوطی..... والسفر بها ولو بعد وطء وخلوة وضیتہما..... لاخذ ما بین تعجیلہ من المہر کلہ او بعضہ (المختار، کتاب النکاح، باب المہر، ۱۴۴/۳، ۱۴۵، سعید)

(۲) یوللزوج ان یسکنہا حیث احب ولکن بین حیران صالحین (رد المختار، کتاب الطلاق، باب النفقة، ۶۰۲/۳، سعید)

(۳) یقال فی الولو الجبۃ: اذا جہز الاب ابنتہ ثم مات وبقیۃ الورثۃ یطلبون القسمۃ منها، فان کان الاب اشتری وسلم الیہا ذلک فی صحۃ فلا سیل لورثتہ علیہ ویكون للابنۃ خاصۃ (تنقیح الحامدیۃ، مسائل الجہاز، ۲۶/۱، قنہار)

(۴) لا خلاف لا حد ان تاجیل المہر الی غایۃ معلومۃ نحو شہر اوسۃ صحیح (الہندیۃ، کتاب النکاح، الباب السابع فی المہر، ۳۱۸/۱، ماجدیۃ)

(۵) واذا کان المہر مؤجلاً اجلاً معلوماً فحل الاجل لیس لہا ان تمنع نفسہا (ایضاً) وقال تعالیٰ: اسکنوہن من حیث سکنتم (الطلاق: ۶)

(۶) وان الظن لا یغنی عن الحق شیئاً (النجم: ۲۸)

وقال تعالیٰ فی مقام اخر: لولا جاؤوا علیہ باربعۃ شہداء، فاذا لم یاتوا بالشہداء، فارثک عند اللہ ہم الکاذبون (النور: ۱۳)

عن عمر بن الخطاب قال ان اللہ بعث محمدًا بالحق وانزل علیہ الکتاب..... الا وان الرجم علی من زنی اذا احسن وقامت البیۃ او کان حمل او الاعتراف (جامع الترمذی، کتاب الحدود، باب ماجاء فی تحقیق الرجم، ۲۶۴/۱، سعید)

پندرہواں باب

حقوق والدین و اولاد

والدین کا نفقہ اولاد پر اس کی حیثیت کے موافق واجب ہے

(سوال ۱) ایک بیوہ عورت کے چار بیٹے ہیں۔ ایک نابالغ اور تین بالغ۔ بالغوں میں سے دو لڑکے بہت غریب ہیں مشکل سے تین تین آنے روز کی مزدوری کرتے ہیں۔ ان دونوں میں سے ایک تو اکثر یواسیر کے مرض میں مبتلا رہتا ہے۔ بہر حال یہ دونوں بہت غریب ہیں۔ تیسرا لڑکا خوش حال ہے پچیس روپے ماہوار کا سرکاری ملازم ہے اور ابھی کچھ بچوں کو پڑھالیتا ہے۔ اس کو مہینہ میں معمول یافت ہوتی ہے۔ وہ دونوں غریب لڑکے اپنی بیوہ ماں اور نابالغ بھائی کو دو روپے ماہوار نفقہ کے لئے دیتے ہیں اور ہاتھ پاؤں سے اکثر خدمت کرتے ہیں۔ اب گزارش ہے کہ تیسرا لڑکا جو خوش حال ہے اس پر بھائی نابالغ اور والدہ کا کیا حق ہے۔ ان دونوں غریبوں کے برابر ہی حق ہے یا کچھ زائد؟

(جواب ۱۲) اگر وہ دونوں مالک نصاب نہیں ہیں یعنی ساڑھے بلون تو لے چاندی کی قیمت کا مال ان کی ملک میں نہیں ہے اور تیسرا اتنے مال کا مالک ہے تو والدہ اور چھوٹے بھائی کا نفقہ صرف تیسرے کے ذمہ واجب ہے۔ اور اگر یہ دونوں بھی مالک نصاب ہوں تو پچھرتینوں کے ذمہ واجب ہے۔ لیکن چونکہ ان کی آمدنی میں تفاوت فاحش ہے اس لئے ان دو غریبوں پر ان کی حیثیت کے موافق اور تیسرے مالدار پر اس کی حیثیت کے موافق واجب ہوگا۔ وان كان للفقير ابنان احدهما فائق في الغنى والاخر يملك نصابا كانت النفقة عليهما على السواء (عالمگیری) (۱)
قال الامام شمس الائمة قال مشائخنا رحمهم الله تعالى انما تكون النفقة عليهما على السواء اذا تفا وتافى اليسار تفاوتا يسيرا واما اذا تفاوتا تفاوتا فاحشا فيجب ان يتفاوتا في قدر النفقة انتهى (عالمگیری) (۲)
محمد کفایت اللہ ففرلہ، مدرسہ امینیہ سنہری مسجد دہلی

بہن کے حقوق کی نوعیت

(سوال) بہن کے حقوق فرض ہیں یا واجب یا سنت؟

(جواب ۱۳) حقوق بمشیرہ اگر باپ کے ترکہ میں سے بہن کا حق میراث مراد ہے تو اس کا ادا کرنا فرض ہے۔ جو نہ دے گا فاسق ہوگا۔ اور اگر یہ مراد ہو کہ بہن مسکین ہو اور اس کو ضرورت ہو تو اس صورت میں اس کی مدد کرنا واجب ہے۔ وتجب نفقة الاناث الكبار من ذوی الارحام وان كن صحیحات البدن اذا كان بهن حاجة الى النفقة كذا في الذخیرہ۔ (ہندیہ) (۳) لیکن اگر اس کو ضرورت نہ ہو تو اس کا نفقہ واجب نہیں تاہم اس کے ساتھ سلوک کرتے رہنا ایک اچھا کام اور موجب اجر ہے۔ (۴) شریعت مقدسہ میں صلہ رحمی کی بہت تعریف آئی ہے۔ (۵)

(۱) الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب السابع عشر، ۱/۵۶۵، ماجدیہ۔ (۲) ایضاً

(۳) الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب السابع عشر، الفصل الخامس في نفقة ذی الارحام، ۱/۵۶۶، ماجدیہ

(۴) عن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: لا يكون لاحدکم ثلاث بنات او ثلاث اخوات او ابنتان او اختان فاحسن صحبتتهن واتقى الله فيهن فله الجنة۔ (جامع الترمذی، ابواب البر واصله، باب ما جاء فی النفقة علی البنات، ۱۳/۲، سعید)

(۵) عن ابی سلمة قال قال عبد الرحمن: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يقول: قال الله تبارک وتعالی: انا الرحمن، خلقت الرحم وشققت لها اسمی فمن وصلها وصلته ومن قطعها قطعته۔ (جامع الترمذی، ابواب البر واصله، ۱۳/۲، سعید)

بیٹے کی شادی میں اپنی مرضی سے خرچ کی ہوئی رقم کا مطالبہ باپ نہیں کر سکتا۔
(سوال) زید نے اپنی حسب خواہش اور دستور زمانہ کے موافق بغیر رائے لڑکے کے خرچ کر کے شادی کرائی۔
مذکور شادی کا خرچ لڑکے اور لڑکی سے لیا جانے یا نہیں؟
(جواب ۴۱۴) باپ نے جو روپیہ اپنی مرضی سے لڑکے اور لڑکی کی شادی میں خرچ کر دیا وہ لڑکے اور لڑکی سے وصول نہیں کر سکتا۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، مدرسہ امینیہ دہلی

کیا باپ بیٹے کی جائیداد پر قبضہ کر سکتا ہے؟
(سوال) زید کا باپ ایک دوسری شادی کرتا ہے اور اپنی جائیداد فروخت کرنے کے بعد زید کی پیدا کردہ جائیداد قیتم چھ ہزار قابض ہو کر اپنی دوسری بیوی اور اس کی اولاد پر تقسیم کرتا ہے اور اسی جائیداد میں سے مبلغ دو ہزار روپے کا مریہ بیوی کا دینا چاہتا ہے۔ اور زید کو جس نے کہ یہ جائیداد پیدا کی ہے محروم کرنا چاہتا ہے دراصل یہ جائیداد زید کی ذاتی آمدنی کے روپے سے خرید کر دے جو کہ زید کے ایک مہاجن کے مشترکہ کاروبار کے منافع سے حاصل ہوا تھا۔ زید کے پاس ثبوت ملکیت موجود ہے اگرچہ حقوق والدین کے اولاد پر بہت ہیں لیکن زید کے بھی چھوٹے چھوٹے بچے ہیں اور بیوی ہے جن کے حقوق ابھی تک کچھ ادا نہیں ہوئے۔

المستفتی نمبر ۱۲۵ محمد یار خاں جے پور۔ یکم شعبان المعظم سن ۱۳۵۲ھ ۲۰ نومبر سن ۱۹۳۳ء
(جواب ۴۱۵) زید کے باپ کی یہ کارروائی قطعاً ناجائز ہے کہ زید کی مملوکہ جائیداد پر اس طرح تصرف کرے (۲) زید کو حق ہے کہ وہ اپنی جائیداد کو اپنے والد کے اس بجا تصرف سے محفوظ رکھنے کے لئے کارروائی کرے۔ (۲)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

عدالت از خود نکاح فسخ نہیں کر سکتی

(سوال) اگر کسی کا والد ناراض ہو اس وجہ سے کہ اس کا لڑکا اپنے خسرو خوش دامن کے خلاف ہے اور وہ اپنی بیوی کو نیکی اس وجہ سے نہیں بھیجتا ہو کہ وہ لوگ یعنی لڑکی کے ماں باپ دوسری جگہ بغیر طلاق لئے ہوئے شادی نہ کر دیں۔ کیونکہ ایک مرتبہ ان لوگوں نے جبر کیا تھا۔ اور لڑکے کا والد بھی اس بات کا قائل ہے کہ واقعی ان لوگوں نے حد سے زیادہ میرے لڑکے پر ظلم کیا مگر پھر بھی لڑکے کو دبایا جاتا ہے اور دھمکی دی جاتی ہے کہ میں طلاق دوادوں گا۔ لڑکے میں کوئی عیب بھی نہیں بلکہ حافظ بھی ہے۔ اس وجہ سے لڑکا والد کے خلاف ہے۔ اگر والد لڑکے کو عاق کر دے یا صرف ناراض ہے تو کیا اس کی بخشش نہیں ہو سکتی؟ اور خفی فرقے کے میاں بیوی ہیں اور لڑکا کوئی تکلیف نہیں دیتا ہے اس میں عیب ہے تو صرف اتنا ہے کہ نہ وہ بیوی کو نیکی بھیجتا ہے نہ اس کے ماں باپ کے سامنے نکلتے دیتا ہے وہ بھی اس وجہ سے کہ اسے اندیشہ ہے تو کیا اس صورت میں لڑکی کے والدین عدالت سے طلاق لے سکتے ہیں۔ اگر مرد طلاق نہ دے

(۱) لارجوع فیما تبرع عن الغیر قواعد الفقہ، رقم القاعدہ: ۲۵۱۔

(۲) یا ایہا الذین امنوا لا تأکلوا أموالکم بینکم بالباطل (النساء: ۲۹)

(۳) عن عمر بن نفیل عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: من قتل دون ماله فهو شهید (جامع الترمذی، ابواب الدیات، باب اجاء من قتل دون ماله فهو شهید، ۲۶۱/۱، سعید)

تو کیا عدالت اپنے آپ نکاح خفی مذہب والے کا فسخ کر سکتی ہے؟

المستفتی نمبر ۵۷۵ حافظ ثناء اللہ خاں (ضلع جالون) ۲۵ محرم سن ۱۳۵۵ھ ۸ اپریل سن ۱۹۳۶ء (جواب ۴۱۶) والد اگر اولاد سے ناراض ہو اور ناراضی کی وجہ معقول ہو تو بیشک اولاد سے مواخذہ ہوگا۔ (۱) اور اگر وجہ معقول نہ ہو تو پھر اولاد سے مواخذہ نہیں ہوتا۔ (۲) شوہر کو یہ حق نہیں کہ وہ بیوی کو اس کے والدین سے نہ ملنے دے۔ (۳) اگر اس کو اندیشہ ہو کہ وہ اس کا نکاح کہیں کر دیں گے تو اس کی روک تھام کر لے ضمانت وغیرہ کرادے۔ اگرچہ بیوی کو روکنا اور اس کے مال باپ سے نہ ملنے دینا ناجائز ہے مگر اس وجہ سے نکاح فسخ نہیں ہو سکتا۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

اولاد کے درمیان ہبہ اور عطیہ میں مساوات لازم ہے

(سوال) ایک باپ کے تین بیٹے ہیں۔ باپ نے اپنی زندگی میں دو بیٹوں کی شادی کر دی جن پر کافی مال خرچ کیا۔ اب باپ کے پاس بغیر گھر کے اور کوئی مال اور جائداد نہیں۔ چنانچہ باپ نے اپنی زندگی میں اپنا تمام گھر تیسرے بیٹے کے نام جس کی شادی ابھی تک باپ نے نہیں کی تمام سرکاری کاغذات پر درج کر دیا۔ اور شادی شدہ دونوں بیٹوں کو میراث سے محروم کر دیا۔ کچھ مدت کے بعد باپ مر گیا۔ لہذا دونوں شادی شدہ بیٹوں کا حصہ ہے یا نہیں؟

(جواب ۴۱۷) اولاد میں عطیہ کی مساوات لازم ہے۔ (۱) جس قدر مال اس نے دو بیٹوں کو بطور تملیک دیا وہ اسی قدر اس بیٹے کو بھی دے سکتا تھا۔ شادی کے فضول مصارف عطیہ نہیں ہیں اور نہ ان کا شرعاً اعتبار ہے۔ پس اگر یہ مکان جس قیمت کا ہے اس قیمت کا مال دونوں بیٹوں کو بھی دیا تھا تو یہ فعل جائز ہوا۔ اور اگر ہبہ منع القبض ہو چکا تھا تو اب دونوں بیٹے اس میں سے نہیں لے سکتے۔ (۲) اور اگر اس مکان کی قیمت ان بیٹوں کے عطیات سے زیادہ تھی تو باپ اس نا انصافی کا کنگار ہوا۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

نافرمان اولاد سے قطع تعلق کرنا کیسا ہے؟

(سوال) کوئی اولاد اپنے والدین کی فرمانی کرے اور اس نافرمانی کے اندر والدین کو اذیت پہنچے اور خدا کا کلام پڑھنے پڑھانے، بیوی بچوں کو پڑھنے پڑھانے میں روگردانی کرے، باتوں میں والدین کے ساتھ گستاخی کرتا ہو، زبانی اقرار

(۱) عن عبد الرحمن بن ابی بکرۃ عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : الا ینبکم باکر الکبائر ، قلنا : بلی یا رسول اللہ ، قال : الا شریک باللہ وعقوق الوالدین وکان متنکا فجلس فقال : الا وقول الزور وشهادة الزور مرتین فما زال یقولها حتی قلت لا یسکت۔ (صحیح البخاری، کتاب الادب باب عقوق الوالدین، ۲/ ۸۸۳، تہذیبی)

(۲) معقول نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ میر شرعی ہو اور میر شرعی امور میں اطاعت جائز نہیں، لہذا ایسی صورت میں اولاد پر مواخذہ نہیں ہوگا۔ عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : السمع والطاعة علی المرء المسلم فاما احب والا کورد مالم یضر بمعصیۃ فان امر بمعصیۃ فلا سمع والطاعة (جامع الترمذی، ابواب الجہاد، باب ماجاء لا طاعة للمخلوق فی معصیۃ الخالق، ۱/ ۳۰، سعید)

(۳) ولا یمنعہا من الخروج الی الوالدین (الدر المختار) وفي الشامیة : ولا ینبغی ان یاذن لها فی زیارتہما فی الحین بعد الحین علی قدر متعارف۔ (رد المحتار، کتاب الطلاق باب الفسخ، ۳/ ۶۰۲، سعید)

(۴) قال محمد رحمۃ اللہ علیہ وینذا کلہ ناخذہ ، ینبغی للرجل ان یسوی بین اولادہ فی الخلۃ ولا یفضل بعضہم علی بعض۔ (الموطاء لابن محمد، ۱/ ۳۳۸، میر محمد)

(۵) او شرائط صححتها فی الموهوب ان یشترط ان یشترط مقبوضاً۔ (الدر المختار، کتاب الہبۃ، ۵/ ۶۸۸، سعید)

(۶) وفي الخاتیۃ لا بأس بتفضیل بعض الاولاد فی المحبۃ ، لانہا عمل القلب وکلہا فی العطا یا ان لم یقصد بہ الا ضرر ، وان قصد فسوی بہنہم یعطى البنت کلالا بن عند الثانی وعلیہ الفتوی ، ولو وہب فی صحۃ کل المال للولد جازواثم۔ (الدر المختار، کتاب الہبۃ، ۵/ ۶۹۶، سعید)

سے قرآن و حدیث کا قائل ہو مگر فعل اور روش سے مخالف ہو، والدین نیک باتوں کی ہدایت کرتے ہوں اور وہ الناسکھہ کردل میں تعصب رکھ کر بدلہ لینے پر تیار ہو۔ بات چیت ایسے کرتا ہو کہ کفر عائد ہو جائے تو ایسی اولاد کے ساتھ نشست و برخاست، خور و نوش بائی کاٹ کر دنیا والدین کی طرف سے جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۸۱ انور محمد باز نوپ خانہ چھانوائی لکھنؤ ۲۲ جب سن ۱۳۵۶ھ ۲۸ ستمبر سن ۱۹۳۷ء (جواب ۴۱۸) ہاں نافرمان اولاد سے والدین زجر کرنے کی نیت سے مقاطعہ کر لیں تو جائز ہے اور اگر نافرمانی حد کفر تک پہنچ جائے تو پھر مقاطعہ کرنا واجب ہے۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی

جلد باب سے قطع تعلق کرنے والے کی اقتداء میں نماز جائز ہے یا نہیں؟

(سوال) زید کا طرز عمل اپنے لڑکے کے ساتھ نہایت سخت جلد لہ اور غیر منصفانہ تھا اس کو ہر طرح تنگ اور ذلیل کرتا تھا جلسہ عام میں بغیر کسی خطا و قصور کے مورد الزام بنا کر چوری اور غبن اس کے ذمہ ثابت کرتا تھا۔ بحر نے مجبور ہو کر اس کے پاس کی آمد و رفت بدیں خیال ترک کر دی کہ مبادا مقتضائے بشریت وہ کسی قسم کا جواب دینے پر مجبور ہو جائے اور موجب گستاخی اور بے ادبی ہو۔ اب بھی زید طرح طرح کی دھمکیاں دیتا رہتا ہے۔ اس کے شرعی حقوق سے بھی بحر کو محروم کرنا چاہتا ہے۔ بحر کو معاف بھی نہیں کرتا۔ یہ بھی کہتا ہے کہ مجھے صورت مت دکھاؤ۔ کیا بصورت بالا بحر فاق ہے۔ اس پر فسق کا اطلاق درست ہے۔ اور کیا اس کی امامت بلا کراہت صحیح ہے۔ یا مع الکراہت؟ کراہت اگر ہے تو تحریمی یا تنزیہی؟

المستفتی نمبر ۲۲۶۰ عبد الستار (مراد آباد) ۲۲ ربیع الاول سن ۱۳۵۷ھ ۲۵ مئی سن ۱۹۳۸ء (جواب ۴۱۹) اگر بحر اپنے والد کا فرماں بردار ہے اور اس کی طرف سے کوئی گستاخی بے ادبی اور نافرمانی اور ایذا نہیں ہوتی اور اس کے والد کی طرف سے زیادتی اور اعتدائے بحر فاق نہیں ہے۔ (۲) اور اس کی امامت جائز ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی

غلام احمد نام رکھنا

(الجمعیۃ مورخہ ۱۸ جنوری سن ۱۹۲۷ء)

(سوال) میں نے اپنے نو مولود لڑکے کا نام غلام احمد رکھا ہے۔ چند بزرگ کہتے ہیں کہ یہ نام نہ رکھو کیوں کہ غلام احمد قادیانیوں کے سردار کا نام تھا۔

(جواب ۴۲۰) ایک نام کے ہزاروں آدمی ہوتے ہیں۔ بعض ان میں سے اچھے اور بعض برے ہوتے ہیں۔ یہ نام اس وجہ سے ناجائز نہیں ہو سکتا کہ قادیانی فرقہ کے پیشوا کا نام تھا۔ تاہم اگر آپ بجائے غلام احمد کے محمد احمد نام بدل کر رکھ دیں تو بہتر ہے۔ (۳)

محمد کفایت اللہ غفرلہ،

(۱) فلا تتعد بعد الذکری مع القوم الظالمین (الانعام ۶۸)

(۲) لموافقہ قولہ تعالیٰ: وصاحبہما فی الدنیا معروفا۔ (سورۃ لقمان: ۱۵)

(۳) یہ حاشیہ ۱ محل صفحہ کے حاشیہ نمبر ۱ میں ملاحظہ فرمائیں۔

بد چلن مال باپ سے علیحدگی

(الموعیۃ مورخہ ۱۴ اپریل سن ۱۴۰۷ء)

(سوال) اگر کسی شخص کے مال باپ بد چلن ہوں اور اس کی اولاد کو سب خویش و اقربا حقارت کی نظر سے دیکھتے ہوں اور وہ خود بھی شرمندگی کے مارے کسی سے بات نہیں کر سکتا تو ایسے والدین سے علیحدہ ہو جانا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۴۲۱) ہاں اگر مال باپ کی بد چلنی مذہبی اور اخلاقی حیثیت سے اس درجہ کی ہو کہ لوگوں کی نظر میں ذلت اور حقارت ہوتی ہو تو اپنی دینی و عرفی عزت کی حفاظت اور مال باپ کے افعال ذمہ کے خلاف احتجاج کے طور پر ان سے علیحدگی کر لینی جائز ہے۔ لیکن ان کے ساتھ کوئی سختی اور توہین کا برتاؤ نہ کرے اور ان کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرتا رہے۔ (۲)

محمد کفایت اللہ غفرلہ

عاق کرنا کیسا ہے؟

(سوال) ایک عورت نے کہ جو اپنی پردہ پوش کردہ پوتی کو جسے ہمیشہ سے گود لے رکھا ہو اور اپنی اولاد بنا کر پایا ہو بعد شادی کرنے کے محض اس بنا پر عاق کر دیا ہو کہ اپنے شوہر سے طلاق لے اور مہر کی طالب بھی ہو وہ اپنا مہر معاف کر چکی ہو۔

المستفتی مفتی احسان اللہ باڑہ ہندوستان دہلی

(جواب ۴۲۲) عاق کرنے سے کوئی لڑکا یا لڑکی عاق نہیں ہوتے۔ (۳) (یعنی شرعاً محروم الارث نہیں ہوتے۔ واصف) یہ ایک فضول خیال لوگوں کے دلوں میں قائم ہو گیا ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

الجواب صحیح محمد مظہر اللہ غفرلہ، امام مسجد تنپوری دہلی

(۱) عن سہل قال اتی بالمندثر بن ابی اسید الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین ولد فوضعه علی فخذہ وابو اسید جالس فلہی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بشیء بین یدیه فامر ابو اسید بانہ فاحتمل من فخذ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاستطاق النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابن الصبی فقال ابو اسید اقبلناہ یا رسول اللہ قال ما اسمہ قال فلان قال ولكن اسمہ المندثر فسماه یومئذ المندثر۔ (صحیح بخاری، کتاب الادب، باب تمویل الاسم الی اسم هو احسن منه ۲۱/ ۹۱۴، قدیمی)

(۲) اذا رای منكراً من والديه یا مرهما مرة فان قبلا فبیئا وان کرد سکت عنهما واشتغل بالدعا والا ستغفار لهما فان اللہ تعالیٰ یکفیه ما اھمه من امرھما۔ (رد المحتار، کتاب الحدود باب التعزیر، ۸۴، ۷۸، سعید)

(۳) عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قطع میراث وارثه قطع اللہ میراثه من الجنة یوم القیمۃ۔ (الدر الثمیر، للسیوطی، ۲۰، ۱۲۸، بیروت)

سوال و جواب

ثبوت نسب

زنا سے نسب ثابت نہیں ہوتا اگرچہ زانی اقرار کرے

(سوال) بچہ دو کے ساتھ مسماۃ بستی کا نکاح ہوا۔ جب بچہ دو مر گیا تو بچہ دو کے سوتیلے لڑکے بلانے مسماۃ بستی کو گھر میں ڈال لیا اور بلا کے تخم سے مسماۃ بستی کے بطن سے ایک لڑکی مسماۃ انور عرف ولین پیدا ہوئی۔ جس کا نکاح بلانے مجھ اللہ بندہ کے ساتھ کہ میں اس کا ہم قوم اور ہم برادری ہوں اپنے سامنے اور موجودگی میں کیا۔ اب ولین کے کنبہ برادری کے لوگ یہ چاہتے ہیں کہ اس کے نکاح کو توڑ دیں اور کہتے ہیں کہ یہ ولین ولد الزنا ہے اس کی بہیت بلا سے ثابت نہیں۔ بلا اس کا باپ نہیں گو اس کے تخم سے پیدا ہوئی ہے۔ حرام میں تخم کا اعتبار نہیں ہوتا۔ نکاح اس کے باپ کا کیا ہوا نہیں ہے ایک فتویٰ بھی کسی عالم نے اس مطلب میں دے دیا ہے۔ اب علمائے دین سے یہ سوال ہے کہ اس صورت میں جب ولین پیدا ہوئی تو بلانے اپنی ولدیت کے ساتھ اس کی پیدائش لکھوائی اور بروقت نکاح کے بھی اپنی ولایت اور ولین کا اپنی بیٹی ہونا لکھوایا۔ تو آیا یہ ولین اس اقرار سے بلا کی بیٹی ہو سکتی ہے اور بلا اس کا باپ ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اور یہ ولین اپنا نکاح خود توڑ سکتی ہے یا نہیں؟ اور یہ نکاح باپ کا پڑھایا ہوا تصور کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ پینو اتو جروا۔ الجواب وهو الملهم للحق والصواب (از مولوی محمد عبدالوہاب حنفی دہلوی) صورت مر قومہ مسئلہ میں یہ لڑکی ولین ولد الحرام ہے کیونکہ بلانے اپنے باپ کی موطوءہ کو کہ یہ بلا پر دوائی حرام ہو چکی تھی۔ اپنے گھر میں ڈال لیا۔ یہ ولین اس سے پیدا ہوئی۔ اور حرام وطی میں ثبوت نسب کے لئے شرعاً دعویٰ شرط ہے۔ کیونکہ ایسی حالت میں نسب کسی سے ثابت نہیں ہوتا۔ مگر جو شخص دعویٰ نسب کا کرے اس سے ثابت ہو جاتا ہے۔ چونکہ بلا کو نسب کا دعویٰ ہے کہ جب ولین پیدا ہوئی تو بلانے اس کی پیدائش اپنی ولدیت کے ساتھ لکھوائی جیسا کہ سائل بیان کرتا ہے۔ انور عرف ولین بنت بلا۔ جب بلانے قاضی کے سامنے اقرار کیا کہ یہ ولین میری بیٹی ہے تب قاضی نے ولدیت لکھی۔ اور ولدیت ولین کی بلا کی طرف منسوب کی ورنہ قاضی اپنی طرف سے کچھ نہیں لکھ سکتا تھا۔ لہذا یہ اقرار بلا کی طرف سے دعویٰ نسب کا سمجھا جائے گا اور اس اقرار سے یہ ولین بلا کی بیٹی ہوگی کیونکہ اقرار ملزم ہے۔ لان الاقرار حجة ملزمة (مختص) (۱) جب اس اقرار اور اس دعویٰ سے بلا ولین کا باپ ثابت ہو گیا تو یہ نکاح باپ کا پڑھایا ہوا تصور ہوگا۔ اور باپ کے پڑھانے ہونے نکاح کو لایا دیا کہ یہ دار نہیں توڑ سکتے جب تک کہ باپ کی ولایت شفقتی میں نقصان نہ ظاہر ہو۔ (۲) اور نقصان یہ کہ باپ لایا ہے ایسے کم درجہ کی قوم میں یا نایا بیٹی بیاہ دے کہ جس سے ان کو شرم یا مار آتی ہو خاص کر بیٹی کو۔ تو البتہ ایسی صورت میں باپ کا پڑھنا ہوا نکاح ٹوٹ سکتا ہے بشرط یہ کہ یہ لڑکا لڑکی چاہیں۔ کیونکہ یہ امر شفقت کے خلاف ہے۔ سو یہاں یہ بات بھی نہیں ہے۔ اللہ بندہ بلا کا ہم قوم اور اس کے برابر کا ہے بلکہ لڑکی ولین اللہ بندہ سے کم درجہ کی ہے کہ ولد الزنا ہے لہذا یہ ولین از خود یا کنبہ برادری کے لوگ اس کا نکاح نہیں توڑ سکتے جب تک اللہ بندہ طلاق نہ دے۔ اگر ولین اس سے ناراض ہے تو اس سے طلاق لے لے۔ اور ولین کے کنبہ

(۱) لم اطلع علیہ (۲) ولزم النکاح ولو مع فاحش ان کان المروج بنفسه اما او حاداً لم يعرف منهما سوء الا ۛ حنیار۔ (الدر المختار، کتاب النکاح، باب الولی، ۶۶/۳، سعید)

برادری کے لوگ جو کہتے ہیں کہ بلاولین کا باپ نہیں ہو سکتا کیونکہ ولین وجہ حرام سے پیدا ہوئی ہے تو یہ قول ان کا غلط ہے۔ کیونکہ حرام سے بھی نسب ثابت ہو جاتا ہے۔ فقہا عظیم الرحمة نے ثبوت نسب کی دو صورتیں بیان فرمائی ہیں۔ ایک صورت یہ کہ اس میں بلاولین کا نسب ثابت ہو جاتا ہے جیسے نکاح صحیح اور نکاح فاسد میں اگر بچہ پیدا ہو تو بلاولین کا نسب نکاح کے ناکح سے ہی اس بچہ کا نسب ثابت ہو گا۔ اسی طرح کسی کی ام ولد کے ہاں بچہ پیدا ہو تو بلاولین کا نسب ہی ثابت ہو گا۔ کیونکہ ان تینوں صورتوں میں وطی حلال ہے۔ اور دوسری صورت میں کہ جمال وطی حرام ہے وہاں بدون دعویٰ کے نسب ثابت نہ ہو گا۔ جیسے کسی شخص نے اپنی ام ولد کو مکاتب کر دیا بعد میں اس کے ہاں بچہ پیدا ہوا تو بدون دعویٰ اس آقا کے اس سے نسب ثابت نہ ہو گا اس لئے کہ اس سے وطی اس آقا کو حرام ہے۔ اسی طرح کسی کی ام ولد سے اس کے باپ یا بیٹے نے وطی کر لی یا خود اس نے اس ام ولد کی ماں یا بیٹی سے وطی کی اور اس ام ولد کے ہاں بچہ پیدا ہوا تو بدون دعویٰ کے اس آقا سے نسب ثابت نہ ہو گا کیونکہ ان چاروں صورتوں میں یہ ام ولد اس آقا پر حرام ہو گئی ہے۔ غرض حرام وطی میں بلاولین کے نسب ثابت نہ ہو گا۔ دعویٰ کرنے سے ثابت ہوتا ہے۔ تو پس بلاکا بھی اس ولین سے نسب ثابت ہو گا۔ کیونکہ بلا کو سب جگہ اقرار ہے۔ حاکم وقت کے ہاں بھی اور مجلس نکاح میں بھی کہ موجودگی ہر خاص و عام ہے۔ اگرچہ اس گناہ کی وعید سخت ہے کہ اس نے اپنی سوتیلی ماں سے حرام کیا۔ اس کا عذاب قیامت میں دیکھنے کا یہ امر دیگر ہے۔ یہاں دنیا میں قاعدہ شریعہ کے مطابق نسب ثابت ہو گیا۔ کیونکہ اس کی وطی پر حرام ہی کا الطاق آنے لگا۔ گو حرام ہذا میں تشدد ضرور ہے تو باعتبار گناہ ہی کے ہے۔ ثبوت نسب کو مانع نہیں ہے۔ قال اصحابنا

ثبوت النسب ثلاثة مراتب احدها النکاح الصحيح وما هو فی معناه من النکاح الفاسد والحکم فیہ انہ یثبت من غیر دعوة والثانیہ ام الولد والحکم فیہا ان یثبت النسب من غیر دعوة اما اذا کان لا یحل فلا یثبت النسب بدون الدعوة کام ولد کاتبہا مولاها وکذا لو حرم علیہ وطیہا بعد ذلک بوطنی ابیہ او ابنہ او بوطنی امیہا وبنیتہا لم یثبت النسب ماثلند بعد ذلک الا بالدعوة عالمگیری۔ (۱) قوله کام ولد کاتبہا مولاها فانہا اذا اتت بولد لا یثبت من الولی الا اذا دعاه لحرمة وطیہا علیہ شامی (۲) ہاں اگر اللہ بندہ بد چلن یا نامرد بے تو ولین دو چار آدمیوں کو پتہ میں ڈال کر اس سے فیصلہ کرے خود بخود نکاح نہیں توڑ سکتی۔ فقط

حررہ: اجابہ خادم الانام محمد عبد الوہاب الحنفی الدہلوی عفا اللہ عنہ الذنوب والآثام (مہر)
 جواب صحیح ہے۔ کیونکہ فتاویٰ عالمگیری سے واضح ہے کہ جس عورت سے نکاح درست نہ ہو اور جس کو اس سے نکاح درست نہیں اس نے غلط نکاح پر سوال کیا اور بچہ پیدا ہو گیا اور اس ناکح نے دعویٰ نسب کا کیا تو دعویٰ کرنے سے نسب ثابت ہو جائے گا۔ کتبہ العاصی مشتاق احمد حنفی عفا اللہ عنہ
 الجواب صحیح عبد السمیع مدرس مدرسہ فقہوری دہلی۔ عبد المعز مدرسہ فقہوری دہلی۔ شبیر احمد مدرسہ فقہوری دہلی۔ شرف الدین مدرسہ مدرسہ فقہوری دہلی۔ محمد عالم مدرسہ مدرسہ فقہوری دہلی۔ اور عبد الحق (تفسیر حقانی)

(۱) البندیہ، کتاب الطلاق، الباب الخامس عشر فی ثبوت النسب، ۵۳۶، ماہدیہ۔

(۲) رد المحتار، کتاب الطلاق، فصل فی ثبوت النسب، ۵۵۰، ۳، ماہدیہ۔

(جواب ۴۲۳) (از حضرت مفتی اعظم) جواب مذکور غلط ہے۔ کیونکہ سوال میں مذکور ہے کہ بلا نے مسماہ بستی کو گھر میں ڈال لیا۔ اس عبارت سے ایشہات عرف یہ مفہوم ہوتا ہے کہ بلا نے بستی سے نکاح نہیں کیا۔ ویسے ہی گھر میں ڈال لیا اور یہی مطلب مجیب نے بھی سمجھا ہے کیونکہ انہوں نے ثبوت نسب کی لول صورت نکاح صحیح و نکاح فاسد میں اس کو داخل نہیں کیا۔ اور نکاح کا ذکر جواب میں کیا۔ بلکہ محض وطی حرام اس کو قرار دیا ہے۔ پس جب کہ بلا نے بستی سے بغیر نکاح وطی کو تو یہ زنا خالص ہے۔ اور زنا میں ولد الزنا کا نسب زانی سے ثابت نہیں ہوتا اگرچہ وہ دعویٰ کرے حدیث الولد للفراش وللعاہر الحجر (۱) اور قصہ عتبہ بن ابی وقاص ولین زمعة اس بات پر اصرار و دالت کرتا ہے۔ (۲) اور فقہاء رحمہم اللہ نے یہی تصریح کی ہے کہ ولد الزنا کا نسب زانی سے ثابت نہیں پس مجیب کا ہر وطی حرام میں خواہ وہ صریح زنا ہو دعویٰ سے نسب ثابت کرنا صریح غلطی ہے۔ بہر حال بہت سی صورتوں میں بوجہ شبہہ المحل نہ ہونے کے باوجود وطی حرام ہونے کے نسب ثابت نہیں ہوتا۔ جیسے مطلقہ ثلاثہ سے حالت عدت میں وطی کر لی تو باوجود دعویٰ کے نسب ثابت نہیں ہوگا۔ جیسا کہ ہدایہ وغیرہ تمام کتب فقہ میں بہ تصریح موجود ہے۔ شبہہ الفعل کے مواقع میں بھی وطی حرام ہوتی ہے مگر بایں وجہ دعویٰ نسب ثابت نہیں ہوتا۔ پس صورت مسئلہ میں نہ شبہہ الفعل ہے نہ شبہہ المحل اس لئے زنا صریح ہے اور ہرگز نسب ثابت نہیں ہو سکتا۔ قال فی الہدایۃ والنسب یشبہ فی الثانیۃ اذا داعی الولد (ای فی شبہۃ المحل) ولا یشبہ فی الاولیٰ وان ادعاہ (ای فی شبہۃ الفعل) لان الفعل تمحض زنا فی الاولیٰ انتہی الہدایۃ (۳) مع تفسیر یسیر۔ اور یہ مسئلہ ایسا معروف ہے کہ اس پر دلیل بیان کرنے کی چندال ضرورت نہیں۔ پس جب کہ بلا سے ولین کا نسب ثانیہ نہ ہوا تو وہ اس کا باپ اور ولین اس کی بیٹی نہیں۔ پس اگر حالت عدم باو غ میں اس نے نکاح کیا تھا ولین کو اختیار فسخ نکاح ہے۔ (۴) اگر ولین خود بالغ تھی اور اپنی مرضی سے نکاح کیا تھا تو اب وہ خود یا اس کنبہ والے نکاح کو نہیں توڑ سکتے اور اگر یہ بھی مان لیا جائے کہ بلا نے بستی سے نکاح بھی کر لیا تھا ہم ولین نسب بلا سے ثابت نہ ہوگا۔ کیونکہ یہ نکاح باطل ہے۔ ہاں امام صاحب کے نزدیک فقط دفع حد کے لئے کافی ہے نہ کہ ثبوت نسب کے لئے۔ عند نامۃ المشائخ۔ فی رد المختار والظاهر ان المراد بالباطل ما وجودہ کعدمہ ولذا لا یشبہ النسب ولا العدة فی نکاح المحارم ایضا انتہی (۵)

کتبہ محمد کفایت اللہ عفا عنہ مولانا
ہمارے مجیب اول کو طول طویل جواب لکھنے کا نہایت شوق ہے۔ فہم خدا سے۔ مجیب لول کی تحریر سے اب تو سارے ولد الزنا بھی صحیح نسب ہو گئے۔ چاہے جسے دس روپے دیئے دعویٰ نسب کا کرادیا پس نسب ثابت ہو گیا یہ غلط ہے اور مجیب اول کے مصدقین صرف مانگیہ کی عبارت دیکھ کر معتقد ہوئے ہیں ورنہ غور سے انہوں نے بھی کام نہیں

(۱) الصحیح لمسلم، کتاب الرضاع، باب الولد للفراش وتوفی الشہات، ۱، ۴۷۱، قدیمی۔

(۲) عن عائشۃ انہا قالت: اختصم سعد بن ابی وقاص و عبد بن زمعة فی غلام فقال سعد: ہذا یا رسول اللہ ابن اخی عتبۃ بن ابی وقاص عہد الی انہ ابنہ انظر الی شہید وقال عبد بن زمعة ہذا اخی یا رسول اللہ ولد علی فراش من ولیدتہ ففطر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی شہید فرانی شہیدنا بعتۃ فقال ہولک یا عبد الولد للفراش وللعاہر الحجر واحتججی منہ یا سودة بنت زمعة قالت فلم یر سودة قط۔ (الصحیح لمسلم، کتاب الرضاع، باب الولد للفراش وتوفی الشہات، ۱/۴۷۰، قدیمی)

(۳) الہدایۃ، کتاب الحدود، باب الوطنی الذی یوجب الحد، ۲، ۲۸۸، شرکۃ علمیۃ

(۴) وان زوجہما غیر الاب والحد فکلک واحد منهما الخيار اذا بلغ، (الہدایۃ، کتاب النکاح، باب الولی، ۲/۳۱۷، شرکۃ علمیۃ)

(۵) رد المحتار، کتاب النکاح، باب المہر، ۳۰، ۱۳۲، سعید

لیا۔ جواب مجیب ثانی نہایت درست اور بہت غور و فہم پر مبنی ہے۔
 (جواب الجواب) (از مجیب اول) مجیب صاحب کو یا تو اس مسئلے پر غور نہیں یا نظر نہیں۔ آج تک مجھے کہ زنا میں نفی نسب کی علمائے حنفیہ کے نزدیک کس وجہ سے ہے اور ان کا اس باب میں کیا مذہب ہے۔ مجیب جو مطلقاً نفی کر رہے ہیں تو یہ مذہب علمائے شافعیہ کا ہے نہ علمائے حنفیہ کا۔ حنفیہ عدم شرافت اور پردہ دری کی وجہ سے نسب ثابت نہیں کرتے۔ فرماتے ہیں کہ نسب میں شرافت ہوتی ہے اور زنا ایک مذموم چیز ہے اس میں شرافت نہیں ہوتی۔ کیونکہ زانی اور مزنہ کی اس میں ہتک ہے اور ولد الزنا کو ایک طرح کا بٹہ لگتا ہے۔ لہذا اس میں ثبوت نسب سے عدم شرافت کا ہے تو درحقیقت شرافت کی نفی ہے نہ نفس نسب کی۔ کیونکہ درحقیقت نطفہ تو اسی زانی کا ہے۔ قال الشافعی النکاح امر حمدت علیہ والزنا فعل رجعت علیہ فانی یكون سببا للنفقة الا ترى انه لا یشیت بہ النسب ولا العدة قلت اجیب بان عدم ثبوت النسب بہ بكون المقصود من النسب الشرف بہ ولا یحصل ذلك بالنسب الی الزانی عینی شرح ہدایہ کتاب النکاح ص ۳۹ (۱) اگر علمائے حنفیہ کے نزدیک بالکل نفی نسب کی ہوتی تو زنا میں مصاہرت اور اصولیت و فروغیت ثابت نہ ہوتی اور ولد الزنا زانی پر حرام نہ ہوتی۔ حالانکہ ان کے نزدیک سب کچھ ثابت ہے۔ اور ولد الزنا بھی زانی اور مزنہ پر حرام ہے۔ ہاں علمائے شافعیہ کے نزدیک اس میں سے کوئی چیز ثابت نہیں ہوتی۔ وقال الشافعی الزنا لا یوجب حرمة المصاهرة لا نہا نعمة فلا تنال بالمحظور ولنا الوطی سبب الجزیة بواسطة الولد حتی یضاف الی کل واحد منهما کما لا فیصیر اصولہا وفروعہا کا صولہ وفروعہ (ہدایہ) (۲) کا صول الوطی وفروعہ و اراد بالا صول ابانہما وبالفروع اولادہما فی الحل والحرمة۔ کتاب النکاح۔ جب وطی حلال ہو یا حرام دونوں میں اصولیت اور فروغیت کی حرمت علمائے حنفیہ کے نزدیک ثابت ہے تو نسب بھی ثابت ہوگا۔ کیونکہ نسب ہی کی جہت سے جزیت اور حرمت ثابت ہوتی ہے۔ اگر نسب ثابت نہ ہو تا تو حرمت کیونکر آتی اور جزیت کیونکر ثابت ہوتی۔ پس بہ سبب اقرار کے ولین کا نسب باا سے ثابت ہے اور ولین بلا پر حرام ہو گئی۔ کیونکہ فروغیت اس کو لگ گئی۔ اور بلا ولین پر حرام ہو گیا کیونکہ اصولیت اس کو لگ گئی تو پھر بلا کے باپ ہونے میں کیا احتمال رہا جو مجیب صاحب انکار کرتے ہیں۔ اگر شافعی بن کر انکار کرتے ہیں اور سائل کو عدم ثبوت نسب کا حکم دیتے ہیں تو سائل حنفی المذہب ہے تو شرعیہ جائز نہیں ہے۔ اور یہ حکم غیر نافذ ہوگا۔ شامی وغیرہ کتب فقہیہ میں تصریحاً مرقوم ہے اور حنفی بن کر حکم دیں تو اس میں دھوکہ دہی ہے اور مجیب کی اس میں دعا بازی ثابت ہوتی ہے اور جو قول فقہاء عظیم الرحمة کا عدم ثبوت نسب در زنا ہے اس کا مطلب اس سے عدم ثبوت شرافت ہے نہ عدم ثبوت نفس نسب کا۔ ورنہ اصولیت و فروغیت ثابت نہ ہوتی۔ اصولیت و فروغیت نسب ہی کے اعتبار سے ہے پھر یہاں مجیب کیونکر انکار کرتے ہیں۔

اگر بالفقہ یرواہ المسلم ولین بموجب النسب ٹھہرے گی تب بھی اس کا نسب بلا سے ثابت ہوگا۔ کیونکہ بلا مدنی ہے۔ بموجب نسب کا جو شخص مدعی ہوتا ہے تو اس کا نسب اس سے ثابت ہو جاتا ہے۔ یصح اقرار بالولد بشرط ان یکون

(۱) البانیہ، کتاب النکاح، فصل فی بیان المحرمات، ۲، ۳۹۔

(۲) الہدایہ، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ۲، ۳۰۹، شریعتیہ۔

المقرله بحال یولد لمثله وان لا یكون المقرله ثابت النسب من غیره وان یدقق المقرله المقر فی اقراره اذا کان له عبارة صحیحة (عائگیجی ج ۳ ص ۷۲) (۱) اذا دعت المرأة صبیاً انه ابنها لم یجز دعواها حتی تشهد امرأۃ علی الولادة ومعنی المسئلة ان تكون المرأة ذات زوج لا نها تدعی تحمیل النسب علی الغیر فلا تصدق الا بحجة بخلاف الرجل لا نه یحمل نفسه النسب (هدایہ) (۲) قوله بخلاف الرجل ای یدقق الرجل فی دعوی الولد بدون شهادة القابلة لان دعوی الرجل اقرار علی نفسه یوجب النفقة والحفظ والتربیة (کفایہ باب دعوی الخسب ص ۲۱۳) (۳) یہاں خود ولین اور اس کی ماں اور تمام برادری کو اس کے اقرار کی تسلیم ہے کیونکہ تمام برادری کے سامنے بلا نے اپنی ولایت سے ولین کا نکاح کیا اور کسی نے انکار نہیں کیا اور نکاح بلا کے ساتھ ولین کی ماں بھی شریک حال تھی۔ اور پھر اس نکاح پر عمل درآمد بھی ہوا۔ اللہ بندہ اور اس کی بہن بیان کرتی ہے کہ جب ولین بیمار ہوئی تو اللہ بندہ جہاں خود رہتا تھا ولین کو علاج کی غرض سے لے آیا۔ مہینہ ڈیرھ مہینہ اس کے ہاں رہی تو خلوت بھی ہو چکی۔ اس وقت ولین چودہ ساڑھے چودہ برس کی تھی اور اس عمر میں لڑکی خاوند کے افاق ہو جاتی ہے اور خاوند کے رشتے کو بھی جاننے لگتی ہے۔ تو ولین اللہ بندہ کو شوہر سمجھ کر اس کے ساتھ آئی کیونکہ ماں نے ضرور کہا ہوگا کہ یہ تیرا شوہر ہے تو پس یہ اس نکاح سے بھی راضی ہو گئی تو اب یہ اس نکاح کو کیونکر توڑ سکتی ہے۔ اور مجیب کو یہ بات بھی معلوم ہو کہ بلا نے ولین کا نکاح شرع شریف کے حکم سے کیا ہے۔ کیونکہ دعوی اقرار نسب بلا کے اوپر ولین کی حفاظت اور تربیت واجب ہو گئی تھی۔ اور لڑکی کا نکاح کر دینا باب حفاظت سے ہے۔ زنا اور حرام سے لڑکی کو بچانا ہے۔ تو پس بلا نے شرعی حکم سے نکاح کیا۔ اگر مجیب صاحب کہیں کہ ولین کے اللہ بندہ کے کلمہ میں آنے کا سوال میں ذکر نہیں ہے تو کوئی قباحۃ نہیں اور محل اعتراض نہیں۔ ہم نے اللہ بندہ اور اس کی بہن سے دریافت کیا کہ انہوں نے منہ زبانی بیان کیا اور مفتی کو یوں ہی چاہئے کہ جب سوال کا کاغذ ہاتھ میں لے تو مسائل سے منہ زبانی بھی سن لے تاکہ واقعہ کے مطابق حکم دے دے یہ بات تعلیم پر موقوف ہے۔ اور حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ دو شخصوں نے ایک لڑکے کا دعوی کیا تھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ولد صاحب فراش کا ہے اور زانی کے لئے پتہ نہیں ہے۔ چنانچہ مذہب علمائے حنفیہ کا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کی نکاحی یا مملوکہ سے زنا کرے تو نسب صاحب فراش سے ثابت ہوگا۔ کیونکہ اس میں ولد ان زانی پر پردہ پوشی اور اس کے لئے شرف ہے۔ اس لئے صاحب فراش سے ثابت ہوتا ہے اور یہاں یہ صورت نہیں ہے۔ اگر چھوڑ زندہ ہوتا اور بستی چھوڑ کے نکاح میں ہوتی اور بلا دعوی نسب کرتا تو بلا سے نسب ثابت نہ ہوتا چھوڑ سے ہوتا۔ یعنی شرح ہدایہ جلد ۲ کتاب الطلاق میں ہے۔ اختصم سعد بن ابی وقاص وعبد اللہ بن زمعة فی غلام الحدیث۔ (۴) الولد للفراش۔ پس جو قول فقہا علیم الرحمة کا نفی نسب میں ہے تو یا تو یہی صورت مراوے یا مراوے شرف ہے۔ یہاں جب بلا نے دعوی کر کے اپنی پٹک کی اور ولین کا شرف یہودیہ تو اب شرع کو کیا غرض ہے کہ شرف کا لحاظ کر کے نسب کی نفی کرے۔ تو پس بلا کا نسب بھی ثابت

(۱) الہدایۃ، کتاب الاقرار، الباب السابع عشر فی الاقرار بالنسب، ۲۱۰، ما جلدیۃ

(۲) الہدایۃ، کتاب الدعوی، باب دعوی النسب، ۲۲۹، شریعتیۃ

(۳) کفایۃ فی الحدیث، کتاب الدعوی، باب دعوی النسب، ۲۴۲

(۴) سنن ابی داؤد، باب الولد للفراش، ۳۱۰، مسند

ہے اور نکاح بھی نہیں ٹوٹ سکتا اور جو فقہا علیہم الرحمۃ نفس نسب کی بھی نفی کرتے تو زمان میں مصاہرت اور احوالیت و فروغیت ثابت نہ کرتے۔

محمد عبدالوہاب الحنفی دہلوی

(حواہب النجواب) از حضرت مفتی اعظمؒ ہوا المصوب۔ مجھے اب معلوم ہوا کہ مجیب صاحب دعویٰ اجتہاد بھی رکھتے ہیں اور تصریحات اعلام حنفیہ کے خلاف اپنے اجتہاد سے مسائل ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ میں تو حنفی ہوں اور حنفیہ کے مذہب کے مطابق میں نے زمان میں نسب ثابت نہ ہونے کا حکم دیا ہے۔ مگر مجیب صاحب اس حکم کو شافعی مذہب کا حکم بتا کر مجھے دغا باز بناتے ہیں۔ لیکن مجھے ان کی ایمانداری دیکھنا ہے۔ مجیب صاحب نے خود یمنی کی جو عبارت نقل کی ہے اس میں تصریح ہے کہ ”زمان میں نسب ثابت نہ ہونا حنفیہ اور شوافع دونوں کے نزدیک امر مسلم ہے۔“ ہاں شوافع اس کے قائل ہیں کہ زنا سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی اور اس کے لئے عدم ثبوت نسب کو (جو مسلما۔ فریقین ہے) حنفیہ پر بطور مقیس علیہ کے پیش کیا کہ اے حنفیہ جب تم زمان میں نسب ثابت نہیں کرتے ہو تو تم کو چاہئے کہ حرمت مصاہرت بھی ثابت نہ کرو۔ اس کے جواب میں علامہ عینی نے کہا کہ بیٹھک ہم نسب ثابت نہیں کرتے اس لئے کہ ثبوت نسب میں ایک قسم کی شرافت ہے اور ثبوت نسب سے وہی مقصود ہوتی ہے اور زمان میں وہ مفتی ہے کیونکہ زانی کی طرف نسبت ثابت ہونے سے بچنے کو کیا شرافت حاصل ہوگی۔ تو چونکہ ثبوت نسب کا فائدہ وہاں مفتی ہے اس لئے نسب ثابت نہیں کرتے۔ رہی حرمت مصاہرت تو اس کا مدار جزئیت پر ہے وہ زمان میں متحقق ہے اس لئے حرمت مصاہرت ثابت کرتے ہیں۔ الحاصل یمنی عدم ثبوت نسب کو تسلیم کر کے پھر مقیس اور مقیس علیہ میں فرق بتاتے ہیں۔ آپ نے یمنی کی عبارت تو نقل کی مگر اس کے معنی نہیں سمجھے۔ یاد رکھئے کہ زمان میں نسب کا ثبوت نہ ہونا تو حنفیہ و شافعیہ دونوں کے نزدیک مسلم ہے رہی حرمت مصاہرت تو اس کا مدار ثبوت نسب پر نہیں جیسا کہ آپ سمجھے ہیں۔ اور اس پر قیاس اور دوسری شق یعنی مجہول النسب پر دعویٰ نسب سے نسب کا ثبوت ہو جانا یہ منشاء نزاع سے کوسوں دور ہے۔ اس کا یہاں کوئی تعلق نہیں۔ تعجب ہے کہ باوجود یہ کہ میں نے ہدایہ کی عبارت (جس میں تصریح ہے کہ زمان میں باوجود دعویٰ نسب ثابت نہیں ہوتا) لکھ دی۔ اور شامی کی عبارت (جس میں تصریح ہے کہ نکاح محارم میں نسب ثابت نہیں ہوتا) نقل کر دی پھر بھی آپ کی سمجھ میں نہ آیا اور مجھے شافعی اور دغا باز کہنے لگے۔ کیا یہ کہتے ہیں بھی شافعی مذہب کی ہیں۔ اور پھر شافعی باب عدم ثبوت نسب من الزانی میں حنفیہ کے خلاف کہتا ہیں۔ اس میں تو دونوں متفق ہیں۔

اب ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ ولد الزنا کو اپنے باپ زانی مدعی ابوة کے ترکہ سے میراث ملتی ہے یا نہیں؟ اور باپ کو اس کے ترکہ سے حصہ ملے گا یا نہیں؟ قیام تو رہنے دیجئے۔ کسی فقہ کی کتاب سے ثابت کیجئے کہ زمان میں نسب ثابت ہوتا ہے اور ولد الزنا کو زانی کی میراث اور زانی کو ولد الزنا کی میراث ملتی ہے۔ حرمت مصاہرت پر قیاس نہ کیجئے ان دونوں میں بہت فرق ہے۔ اگر آپ چاہیں تو علماء کی مجلس میں زبانی میرے ساتھ اس مسئلہ کو صاف کر لیں میں تیار ہوں۔

محمد کفایت اللہ مفاعنہ مولانا

طلاق کے چار ماہ بعد بچہ پیدا ہوا تو نسب کا کیا حکم ہے؟

(سوال) ز نے مسماۃ بشر بانا و اول بزوجیت۔ زین الدین یزدی۔ عدہ او طلاق دا۔ وعدہ مرور عدت طلاق با حیدر نکاح شدہ

خلوت صحیحہ یافتہ شدہ بعد چند یوم بہ جست فرزندان طرفین مابین زوجین قضیہ شدہ شہر بانو فرار رفتہ بازوج اول کہ زین الدین است مخالفت نمودن گرفت و زوج اول راہ یافتہ بعد الت نالش کرد کہ ایں زوجہ من است طلاق ندادہ ام۔ الغرض بسیارے قضیہ و فساد شدہ حیدر طلاق دادہ است و بعد طلاق حیدر باندرون سہ چار ماہ وضع حمل شدہ است۔ دخترے کہ نامش گل بانو است تولد شدہ است ایں دختر از نسب کیست؟

ترجمہ: ایک عورت شہر بانو زین الدین کے نکاح میں تھی اس نے اس کو طلاق دے دی۔ عدت طلاق گزر جانے کے بعد حیدر کے ساتھ عورت کا نکاح اور خلوت صحیحہ ہوئی۔ کچھ عرصے کے بعد اولاد کے معاملہ میں زوجین کے درمیان جھگڑا ہوا۔ شہر بانو حیدر کے پاس سے چلی گئی اور زوج اول یعنی زین الدین سے دوبارہ تعلقات قائم کرنے۔ زین الدین نے موقع غیبت جان کر عدالت میں دعویٰ کیا کہ یہ میری بیوی ہے میں نے اس کو طلاق نہیں دی۔ الغرض جب جھگڑا بڑھتا ہوا دیکھا تو حیدر نے یہی مناسب سمجھا کہ طلاق دے دی جائے۔ حیدر کے طلاق دینے کے بعد چار ماہ کے اندر لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام گل بانو ہے۔ اس لڑکی کا نسب کس سے ثابت ہوگا؟

(جواب ۲۴) اگر بعد طلاق حیدر در مدت سہ چار ماہ فرزند تولد شدہ نسب ایں فرزند با حیدر ثابت است خواہ وہ دعویٰ کند۔ زیرا کہ ہر گاہ کہ طلاق داؤن زین الدین و انقضائے عدت و نکاح حیدر از جمیع شہادین ثابت است پس ثبوت نسب از زین صورتے ندارد و صحت نکاح حیدر مقتضی ثبوت نسب بالوست۔ واللہ اعلم۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ، مدرسہ امینیہ دہلی

(جواب) حیدر کے طلاق دینے کے بعد اگر تین چار ماہ کے اندر بچہ پیدا ہوا تو اس بچہ کا نسب حیدر سے ثابت ہوگا۔ خواہ وہ دعویٰ کرے یا نہ کرے۔ (۱) کیونکہ جب کہ زین الدین کا طلاق دینا اور پھر عدت طلاق گزرنے کے بعد حیدر کا اس عورت سے نکاح کرنا تمام گواہوں کے بیانات سے ثابت ہے تو زین الدین کے ساتھ بچہ کا نسب کسی صورت سے ثابت نہیں ہو سکتا اور حیدر کے نکاح کی صحت کی بنا پر بچہ کا نسب حیدر سے ہی ثابت ہوگا۔ واللہ اعلم

محمد کفایت اللہ غفرلہ، مدرسہ امینیہ دہلی

نکاح کے چھ ماہ بعد پیدا ہونے والا بچہ صحیح النسب ہے

(سوال) زن و شوہر کی یکجائی کو چھ ماہ چھ یوم ہوئے کہ ہندہ کے ہاں پورا بچہ پیدا ہوا۔ ایسے غیر شرعی بچہ کی پرورش باور ہندہ کے مرد و چڑھاوے اور خرچ عدت کے واسطے کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۸۰ عزیز خاں دہلی۔ ۳۰ جمادی الاخریٰ سن ۱۳۵۲ھ ۲۱ اکتوبر سن ۱۹۳۳ء

(جواب ۲۵) یکجائی کے چھ ماہ چھ دن بعد جو بچہ پیدا ہوا ہے۔ وہ صحیح النسب بچہ ہے۔ (۱) اس میں شبہ کی گنجائش نہیں۔ کیونکہ کم از کم مدت حمل چھ ماہ ہے۔ (۲) اس لئے بچہ کی پرورش باپ کے ذمہ ہے۔ اگر وہ محض شبہ کی وجہ سے

(۱) المعتدة عن طلاق بانن اذا تزوجت بزواج آخر في العدة وولدت بعد ذلك ان ولدت لا قبل من سبتي من وقت طلاق اول ولا قبل من ستة اشهر من وقت نكاح الثاني كان الولد للاول۔ (النبي عليه السلام في حاشي التمهيد، كتاب الطلاق، فصل في النسب، ۱، ۵۵۸، ماہیت) (۲) و اذا تزوج الرجل امرأة فجاءت بالولد لا قبل من ستة اشهر منذ تزوجها لم يثبت نسبہ، وان جاءت به لسته اشهر فصدا يثبت نسبہ منه اعترف به الزوج او سكت۔ (احمدية، كتاب الطلاق، الباب الخامس عشر في ثبوت النسب، ۱، ۵۳۶، ماہیت) (۳) واكثر مدة الحمل واقله ستة اشهر لقوله تعالى وحمله وفصاله ثلاثون شهرا، وفصاله في عامين فبقی للحمل ستة اشهر، (الهداية، كتاب الطلاق، باب ثبوت النسب، ۲، ۴۳۳، شركة علمية)

عورت کو طلاق دے دے گا تو عورت کا پورا امر اور عدت کا خرچہ دینا ہوگا۔ (۱) اور جیز کی مالک تو عورت ہی ہے۔ (۲) اپنا جیز اور چڑھاوا بھی لے جائے گی اور بچہ کی پرورش کا نفقہ باپ کے ذمے ہوگا۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

بارہویں مہینے میں جو بچہ پیدا ہوا وہ ثابت المنسب ہے

(سوال) زید کی لڑکی اپنے خاوند کے مکان سے اپنے والدین کے مکان پر ماہ رمضان المبارک کی انتیس تاریخ کو اپنی ماہ آٹھ ماہ رہ کر اپنے خاوند کے ہاں رخصت ہو آئی۔ پھر شوہر کے گھر دوبارہ رہ کر اپنے ماں باپ کے گھر پھر چلی گئی۔ اب مہینے میں رمضان کی ۱۵ تاریخ کو لڑکا پیدا ہوا۔ پس اس صورت میں شرع شریف کے موافق لڑکے کی بابت کیا حکم صادر ہوگا۔ یتوا تو جروا۔

المستفتی نمبر ۱۹۰ عبد الغفور معمار (ضلع رائے ریلی) ۱۲ شوال سن ۱۳۵۲ھ ۲۸ جنوری سن ۱۹۳۳ء (جواب ۴۶۶) یعنی بارہویں مہینے میں لڑکا پیدا ہوا تو کوئی مضائقہ نہیں۔ لڑکا خاوند ہی کی طرف منسوب اور ثابت المنسب ہوگا۔ (۴) حمل کی مدت دہر س تک ہے۔ شبہ کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

مسلم اور نصرانیہ کے زنا سے پیدا ہونے والا بچہ مسلم ہو گا یا نصرانی

(سوال) شرمی جلد ثانی باب نکاح الکفر میں الولد یقع خیر الابین دینا کی تحت میں تنبیہ بیان کی ہے جس میں یہ بھی بیان کیا ہے کہ مسلم اور نصرانیہ سے جو ولد الزنا پیدا ہوا اس کو حلی مقتضی مذہبنا مسلمان نہیں کہا جائے گا۔ کیونکہ اس کا نسب زانی سے ثابت نہیں۔ باقی بعض احکام میں احتیاط لگئی ہے وہ نظر الحقیقۃ الجزیۃ ہے۔ امد میں مندرجہ ذیل عبارت ہے۔ اس کا کیا مطلب ہے؟ قلت یظهر لی الحکم بالا سلام للحديث الصحيح کل مولود یولد علی الفطرۃ حتی یكون ابواه هما اللذان ینود انه او ینصرانه فانهم قالوا انه جعل اتفاقهما ناکلاً له عن الفطرۃ فاداً له یتفقاً بقى علی اصل الفطرۃ او علی ما حوا قرب الیها حتی لو کان احدهما مجوسیا والاخر کتایا فهو کتایی کما یأتی۔ وهنا لیس له ابوان متفقان بقى علی الفطرۃ ولانهم قالوا ان الحافل بالمسلم منهما او بالکتابی انفع له ولا شک ان النظر لحقیقة الجزیۃ انفع له وایضاً حیث نظر والجزیۃ فی تلك المسائل احتیاطاً فلینظر الیها هانا احتیاطاً ایضاً فان الا احتیاط بالدين اولی ان الکفر اقبح القییح فلا ینبغی الحکم به علی شخص بدون امر صریح ولا یهم قالوا فی حرمة بیتہ من الزنا ان البشرع قطع النسبة الی الزانی لما فیها من اشاعة الفاحشة فلم یثبت النفقة والارث لذلك وهذا لا ینفی النسبة الحقیقة لان الحقائق لا مرد لها فمن ادعی انه لا بد من النسبة الشرعیة فعليه البیان۔ (۵)

المستفتی نمبر ۲۱۲ سجاد ساجد صاحب جوہانسرگ (افریقہ) ۲۰ جمادی الثانی سن ۱۳۵۳ھ ۷ اکتوبر سن ۱۹۳۳ء

(۱) وبتا کد عندوطء او حرد صحیح من الروح (الدر المختار) کتاب النکاح - السیر ۱۰۲۳ - سعید

(۲) جیز اسنہا حجاز و سلمہا ذلک لیس له الا سر داد مہ، ولا نور سد عدد (الدر المختار) کتاب النکاح - باب البیہر ۱۵۵۳ - سعید

(۳) وفي البشر نالیه واعسار الاب یفید ان الاب المومر یحرم علی دفع الة جرة لارام نظر للصعیر (رد المحتار) کتاب الطلاق، باب الحضنة، ۵۵۷۳ - سعید

(۴) واكثر مادة الحمل تتنازل لقول عائشة رضي الله عنها: الولد لا سفي في بطن اكثر من سنتين وبطن معل - (الهداية) کتاب الطلاق، باب ثبوت النسب، ۴۳۳۲ - شرکہ غلمند

(۵) رد المحتار، کتاب النکاح، باب نکاح الکفر، ۳ - سعید

(جواب ۴۲۷) اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ ایسے بچے پر اسلام کا حکم کرنا ہی ظاہر ہے۔ وجہ یہ کہ حدیث (۱) صحیح میں ہے کہ ہر بچہ فطرت اسلامی پر پیدا ہوتا ہے پھر والدین اس کو یہودی یا نصرانی یا مجوسی بناتے ہیں۔ تو حدیث نے نقل عن الفطرة کو ماں باپ دونوں کی طرف نسبت کر کے یہ بتایا کہ اگر ماں باپ متحد المذہب نہ ہوں تو نقل کا حکم نہیں ہو گا اور بچہ کو اصل فطرت پر باقی قرار دیا جائے گا۔ یا جو فطرت سے قریب تر مذہب ہو اس پر بچہ کو قائم رکھا جائے گا اور صورت مجبوث عنہا میں اس بچہ کے ماں باپ متفق الدین نہیں ہیں تو وہ اپنی فطرت پر رہا اور فطرت اسلام ہے تو وہ مسلمان قرار پائے گا۔ نیز فقہانے یہ بھی کہا ہے کہ بچہ کا الحاق مسلمان یا کتالی (من الابیون) کے ساتھ اس کے لئے نفع ہے تو اس میں بھی شک نہیں کہ موجودہ صورت میں حقیقۃً جزئیۃً کا اعتبار کرنا اس کے لئے نفع ہے یعنی گو شرین نے اس کا نسب ثابت نہیں کیا لیکن حقیقۃً وہ مسلمان باپ کے نطفہ سے تو متولد ہوا ہے تو اس حقیقی جزئیۃً کا اعتبار کرنا اس کے حق میں نفع ہونے کے لحاظ سے ضروری ہے۔ نیز جب انہوں نے سنت من الزنا کو زانی کے لئے احتیاطاً حرام نہ پایا تو دینی معاملہ میں کہ ایک معصوم بچہ کو مسلمان قرار دیں یا کافر زیادہ احتیاطاً ملحوظ رکھنی چاہئے اور وہ یہی ہے کہ اسے مسلمان قرار دیا جائے۔ بہر حال اس بچہ کو مسلمان قرار دینا ولی و احوط ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

مطابق ثلاثہ سے حلالہ کے بغیر تجدید نکاح

(سوال ۱) ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک طلاق سن ۳۳ء میں دی لیکن اندر عدت رجوع کر لیا۔ طلاق منسوخ کر دی (۲) سن ۱۹۳۶ء میں پھر ایک طلاق بتاریخ ۲۹ فروری سن ۳۶ء کو دی اور دوسری ۱۴ مارچ سن ۳۶ء کو دی (۳) بعد انقضائے میعاد عدت شوہر نے غلطی سے یہ سمجھ کر سن ۱۹۳۳ء والی طلاق تو منسوخ کر دی تھی وہ توبہ ہونے کے برابر ہے اور ملحد کی طلاقیں دو ہیں تین نہیں طلاق مغلط نہ ہوئی اسی عورت سے تجدید نکاح کر لیا۔ اب سوال یہ ہے :-

(۱) آیا اس عورت سے موجودہ جماع حرام اور منکر لہ زنا کے ہے۔ (۲) آیا وہ عورت طلاق کے ذریعہ علیحدہ ہو سکتی ہے یا بغیر طلاق کے۔ (۳) آیا وہ عورت حق دار مہر ہے یا نہیں (۴) آیا اس عورت کے ہاں اگر اس شوہر سے بچہ پیدا ہوا تو وہ حلال کا تصور ہو گا یا حرام کا۔ (۵) بصورت تفریق یا عدم تفریق وہ ایک دوسرے کے وارث ہو سکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۲۲۴ شیخ غلام حیدر صاحب ثنی۔ اے ایل ایل ثنی۔ ایڈوکیٹ (فیروز پور شہر) ۲۸ جب سن ۱۳۵۳ھ (جواب ۴۲۸) (۱) مطابق ثلاثہ سے بدون تحلیل جو نکاح کر لیا وہ صحیح نہیں ہوا۔ (۲) اس لئے جو جماع واقع ہوا ہے۔ وہ حرام ہوا تاہم زنا کے احکام اس پر جاری نہ ہوں گے۔ (۳) جب نکاح صحیح نہیں ہوا تو طلاق کی ضرورت نہیں۔ (۴) زوجین پر ایک دوسرے سے علیحدگی لازم ہے۔ (۵) اس دوسرے نکاح کے مہر کی عورت حق دار نہیں۔ لیکن اگر جماع ہو چکا ہے تو ایک جماع یا چند مرتبہ زنا کا عقر یعنی عوض ادا کرنا ہو گا۔ عقر کا مطلب یہ ہے کہ اس

(۱) عن ابی ہریرۃ قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : کل مولود یولد علی الفطرۃ فابوا یہودانہ وبنصرانہ کما تاتج الاہل من بھیمۃ جمعاء هل تحس من جعاء قلوبا یار سول اللہ افراہبت من یموت وهو صغیر قال اللہ اعلم بما کانوا اعلیمن۔ (مسند ابی داؤد، کتاب السنۃ باب فی ذراری الخمرین، ۲، ۲۹۲، سعید)
(۲) فان طلقها فلا تحل لہ من بعد حتی تنکح زوجاً غیرہ۔ (البقرۃ: ۲۳۰)
(۳) الوطی الموجب للحد هو الزنا، وانه عرف الشرع واللسان وطی الرجل المرأۃ فی القبل فی غیر الملك و شبهة الملك۔ (الہدایۃ، کتاب الحدود، باب الوطی، الذی یوجب الحد، ۲/ ۵۱۳، شرکۃ علمیہ)
(۴) الطلاق هو رفع قید النکاح۔ (الدر المختار کتاب الطلاق، ۳، ۲۲۶، سعید)

جیسی عورت سے ایک وطن کی اجرت کا مبصرین متقین سے اندازہ کر لیا جائے۔ (۱) (۴) اگر اس وطن سے بچہ پیدا ہو جائے تو وہ اس شوہر کا ثابت النسب بچہ پیدا ہوگا کیونکہ وطنی باشندہ واقع ہوئی ہے۔ (۲) (۵) زوجین بصورت تفریق یا عدم تفریق ایک دوسرے کے وارث نہیں کیونکہ نکاح فیما بینہما منعقد نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

حاملہ من الزنا سے نکاح

(سوال) ایک عورت بیوہ نے اپنے شوہر کے مرجانے کے بعد عرصہ دو سال کے بعد نکاح کیا۔ لیکن جب اس عورت نے نکاح کیا تو اس کو کسی غیر شخص کا چار مہینے کا حمل تھا جو نکاح کے دو ماہ کے بعد اس نے بچہ جنما فرمایا یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۳۳۷ مستری صادق علی صاحب (ضلع بلند شہر) ۲۴ شعبان سن ۱۳۵۵ھ ۱۰ نومبر سن ۱۹۳۶ء (جواب ۴۲۹) شوہر کی وفات کے دو سال کے بعد جو بچہ ہو اوہ زنا کا بچہ قرار پائے گا۔ (۲) اور اس حمل کے زمانہ میں جو نکاح ہو اوہ حاملہ من الزنا نکاح ہے اور وہ جائز ہے۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

ایضاً

(سوال) زید نے ہندہ سے نکاح کیا۔ ہندہ حاملہ تھی اور چھ ماہ بعد نکاح ہندہ کے بطن سے لڑکی پیدا ہوئی۔ اس بنا پر زید نے اپنی بیوی ہندہ کو طلاق تحریری دے دی۔ طلاق کو عرصہ ایک سال ۸ ماہ کا گزر گیا اب زید و ہندہ ہر ضار و غبت اپنی پھر نکاح کر سکتے ہیں یا نہیں (۲) اگر ہندہ حاملہ زید سے تھی تو اس صورت میں نکاح اول جائز تھا یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۵۶۰ سیم عظمت اللہ صاحب (فرخ آباد) ۲۳ ربیع الثانی سن ۱۳۵۶ھ ۳ جولائی سن ۱۹۳۷ء (جواب ۴۳۰) ہندہ کا حمل اگر زنا کا تھا تو وہ زید سے یا کسی اور شخص سے تو نکاح اول صحیح تھا۔ لیکن تاریخ نکاح سے چھ ماہ کے بعد بچہ ہوا تھا تو وہ بچہ زنا کا قرار نہیں دیا جاسکتا۔ بچہ زید کا بیٹا قرار پائے گا۔ (د) اگر زید نے طلاق مغلط نہ دی ہو تو وہ اپنی مطلقہ بیوی سے نکاح کر سکتا ہے۔ (۶) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

نکاح کرنے کی غرض سے مسلمان ہونے والا شخص مسلمان ہے جب تک اس سے ارتداد صادر نہ ہو۔ (سوال) کوئی عیسائی کسی مسلم لڑکی کے ساتھ نکاح کی غرض سے مسلمان ہوا۔ پھر بعد میں کوئی کسی قسم کا اسلامی شعار اس میں نہیں پایا گیا اور نہ اس کو کلمہ آتا ہے اور نہ وہ صحیح مفہوم خدا و رسول کا جانتا ہے اور پہلے کی طرح مردار کھاتا

(۱) العقر هو مہر منلھا فی الجمال . ای ما رغ فیہ فی منلھا جملاً فقط ، واما ما قبل ما يستاحر به منلھا للزنی لوجاز فلیس معناه . بل العادة ان ما يعطى لذلك اقل مما يعطى مہراً ، لا الثاني للبقاء بخلاف الاول۔ (رد المحتار، کتاب النکاح، باب نکاح الرقيق، ۳، ۵۹، سعید)
(۲) وعدة المسکوحة نکاحاً فاسداً . لكن الصواب ثبوت العدة والنسب، (الدر المختار، کتاب الطلاق، باب العدة، ۳، ۵۱۶، سعید)
(۳) واكثر مدة الحمل سنتان لقول عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا: الولد لا یبقی فی البطن اکثر من سنتین ولو بظلم معلول۔ (الحدایہ، کتاب الطلاق، باب ثبوت النسب، ۲، ۴۳۳، شریک طبع)
(۴) ووضح نکاح حبلی من زنی۔ (الدر المختار، کتاب النکاح، فصل فی الحرامات، ۳، ۴۸، سعید)

(۵) وان جانت به لستة أشهر فصا عدأ ثبت نسبه منه اعترف به الزوج او سکت۔ (الحدایہ، کتاب الطلاق، الباب الثامن عشر فی ثبوت النسب، ۱، ۵۳۶، ماجد)
(۶) وینکح ما بنته بما دون الثلاث فی العدة وبعدها بالا لجماع۔ (الدر المختار، کتاب الطلاق، باب الرجعة، ۳، ۴۰۹، سعید)

ہے۔ شراب نوشی کو جائز سمجھتا ہے تو اب اس کی عورت کو جو بچہ پیدا ہو گا وہ کیسا ہو گا۔ اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جاوے کہ نہیں۔ بعد اسلام اس نے کوئی سجدہ تک نہیں کیا ہے۔ المستفتی نمبر ۶۳۹ ابراہیم صاحب (جواب ۴۳۱) جو عیسائی کہ مسلمان ہو گیا اور کسی مسلمان عورت سے اس نے نکاح کر لیا تو جب تک اس سے کوئی ایسا فعل سرزد نہ ہو جس سے اس کو مرتد قرار دیا جاسکے اس کی اولاد کو مسلم قرار دیا جائے گا۔ اور مسلمانوں کا معاملہ اس کے ساتھ کیا جائے گا۔ ترک اعمال موجب فسق ہے مگر موجب کفر نہیں۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دلی نکاح کے ساڑھے سات ماہ بعد پیدا ہونے والا بچہ صحیح النسب ہے۔

(سوال) زید نے ہندہ کے ساتھ چند شرائط کے ماتحت رضائے نکاح کیا۔ تاریخ نکاح سے پورے سات ماہ اور تیرہ یوم کے بعد مسماۃ ہندہ کے بطن سے ایک لڑکا تولد ہوا منجملہ شرائط کے جو فریقین میں بوقت نکاح طے ہوئی تھیں ایک شرط مذکورہ ذیل کو فسخ کرانے کے لئے چند مخالفین کے اکسانے سے زید نے ہندہ پر الزام کیا کہ جو بیہ اس کے بطن سے پیدا ہوا ہے وہ اس کے نطفے سے نہیں ہے بلکہ حرامی ہے اور مسماۃ ہندہ کو جس کو زید نے اس بہانے سے کہ میں تجھ کو تیرے باپ کے شہر میں مکان لے کر رکھوں گا اس کے باپ کے یہاں پہنچا دیا۔ وضع حمل کے دوران میں اور ازالہ بعد زچہ اور بچہ کے اخراجات کا کفیل ہندہ کا باپ ہو رہا ہے اس کے بعد زید نے بیان کیا کہ اگر شرائط نامہ سے شرط بلت رہائش کرنا لازمی ہو جائے تو میں زچہ اور بچہ کو اپنے وطن پہنچانے کو تیار ہوں واقعات مذکورہ کی موجودگی میں بروئے شرع شریف یہ امور دریافت طلب ہیں :-

(۱) بچہ جو تاریخ نکاح سے سات ماہ اور تیرہ یوم کے بعد پیدا ہوا ہے کیا واقعی حرامی ہے؟

پیدائش اور بچہ کی پرورش کے اخراجات کس کے ذمے ہیں؟

(۲) اخراجات بوقت وضع حمل اور بعد اخراجات پرورش بچہ اور اس کی والدہ کا کون ذمہ دار ہے؟ (۳) اگر زید نے ہندہ پر باوجود اتمام لگایا ہے اور اس شرط مذکورہ کو فسخ کرانے کے لئے کوئی اصلیت نہیں ہے تو زید پر کوئی شرعی حد قائم ہو سکتی ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۱۳۱ الحسن (کرنال) ۱۵ اشوال سن ۱۳۵۶ھ ۱۹ ستمبر سن ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۳۲) تاریخ نکاح سے سات ماہ تیرہ یوم کے بعد جو بچہ پیدا ہوا ہے وہ بقاعدہ شرعیہ خاوند کا بچہ قرار پائے گا۔ (۲) زید نے اگر اپنی منکوہہ پر تمت لگائی ہے تو وہ سخت گنہگار ہوا (۳) مگر صرف اس تمت کے لگانے سے نہ نکاح ٹوٹا اور نہ بچے کے نسب کی صحت میں کوئی فرق آیا۔ اقرار نامے کی شرط کو چھوڑنے نہ چھوڑنے کا ہندہ اور اس کے اولیاء کو اختیار ہے۔ اخراجات زچگی خاوند کے ذمے ہیں۔ (۴) زید اگر اس امر کا اقرار کرے کہ اس نے بچہ کو حرامی کہہ دینے میں

(۱) واما تارك الصلوة فان كان منكراً لو جوبها فهو كافر باجماع المسلمين وان كان تركه تكاسلاً مع اعتقاده وجوبها كما هو حال كثير من الناس فقد اختلف العلماء فيه ، فذهب مالك و الشافعي والجماهير من السلف والخلف الى انه لا يكفر بل يفسق۔

(۲) وان جاءت به لستة اشهر فصاعداً يثبت نسبته منه اعترف به الزوج او سكت ، لان الفراش قائم والمدة تامة (الهداية ، كتاب الطلاق ، فصل في ثبوت النسب ، ۲ ، ۳۳۲ ، شركة علمية)

(۳) ان الذين يرمون المحصنات الغافلات المومنات لعنوا في الدنيا والآخرة ولهم عذاب عظيم (النور : ۲۳)

(۴) وفيه اجرة القابلة على من استاجرها من زوجة و زوج ولو جاءت بلا استجار قيل عليه وقيل عليها (الدر المختار) وفي الشامية : قوله قيل عليه (عبارة البحر عن الخلاصة : فلقاتل ان يقول عليه ، لا نه مؤنة الجماع ، ولقاتل ان يقول عليها ... ويظهر لي ترجيح الاول ، لان نفع القابلة معظمه يعود الى الولد فيكون على ابيه (رد المختار ، كتاب الطلاق ، باب النفقة ، ۳ ، ۵۸۰ ، سعيد)

تمت لگانے کا ارتکاب کیا ہے تو وہ مجرم ہے اور شرعی عدالت قائم ہوتی تو اس کو سزا دی جاسکتی تھی۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

نکاح کے سات ماہ بعد پیدا ہونے والے بچے کا نسب

(سوال) اگر عورت بیوہ ہو گئی اور بیوہ ہونے کے بعد اس کے دیور سے اس کا ناجائز تعلق ہو گیا اور اس کا عقد اسی کے ساتھ ہو گیا۔ عقد ہونے کے بعد ۷ ماہ میں لڑکا پیدا ہوا مگر ٹھیک پتہ نہیں چلتا کہ یہ حمل عقد سے پہلے کا ہے یا بعد کا۔ یہی یہ بات کہ نکاح جائز ہوا یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۳۰۶ امیر محمد ونور الدین صاحبان (ریوال) ۱۲ ربیع الثانی سن ۱۳۵۷ھ ۱۲ جون سن ۱۹۳۸ء (جواب ۴۳۳) اگر بیوہ نے عدت و وفات پوری کر لی تھی اس کے بعد دیور سے نکاح ہوا اور نکاح سے ۷ ماہ بعد بچہ ہوا تو نکاح بھی درست ہوا اور بچہ بھی حلال قرار دیا جائے گا۔ (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

منکوحہ طلاق لئے بغیر دوسرا نکاح نہیں کر سکتی

(سوال) ایک کنواری لڑکی جس کی عمر شادی کے وقت چودہ برس تھی اور بروقت نکاح اور اس کو قریب دو ماہ کا حمل حرام تھا جو اس وقت کسی پر ظاہر نہیں ہوا۔ شادی کے قریب چھ ماہ بعد سسرال میں جا کر لڑکی پیدا ہوئی۔ لڑکی پیدا ہونے کے بعد اس کے مرد نے بغیر طلاق دیئے اس عورت کو اپنے گھر سے علیحدہ کر دیا اور اس مرد نے دوسری شادی کر لی عورت کی ماں نے یہ مشتہر کر دیا تھا کہ میری لڑکی کو طلاق مل چکی ہے۔ چنانچہ ایک سال بعد اسی عورت سے ایک مرد صالح نے شریعت کے مطابق نکاح کر لیا۔ جس کو اب دو سال کا عرصہ ہوا۔ اب کچھ شک ہوا کہ چونکہ پہلے مرد نے اس عورت کو طلاق نہیں دی تھی اس وجہ سے شاید دوسرے مرد کا نکاح نہیں ہوا۔ لہذا اندریں صورت اس عورت کا نکاح دوسرے مرد کے ساتھ جائز رہا یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۳۰۹ عبد الرحیم خان صاحب (گورگانوہ) ۱۳ ربیع الثانی سن ۱۳۵۷ھ ۱۳ جون سن ۱۹۳۸ء (جواب ۴۳۴) اگر پہلی (۳) شادی کی تاریخ سے چھ ماہ کے بعد لڑکی پیدا ہوئی تھی تو وہ لڑکی خاوند کی لڑکی ہے اور صحیح النسب ہے (۲) اور عورت اس کی منکوحہ ہے اور اگر اس نے عورت کو طلاق نہیں دی ہے تو وہ اس کے نکاح میں ہے اور دوسرا نکاح ناجائز ہوا۔ (۵)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(۱) والذین یرمون المحصنات ثم لم یاتوا بأربعة شہداء فاجلدوہم ثمانین جلدۃ ولا تقبلوا لہم شہادۃ ابدأ واولئک ہم الفاسقون (النور: ۴)

(۲) ولو زنی بامرأة فحملت ثم تزوجها فولدت، ان جاءت به لستہ اشہر فصا عدأ ثبت نسبه (الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الخامس عشر فی ثبوت النسب، ۵۴۰، ماجدیہ)

وکذا فی الدر المختار: وصح نکاح حبلی من زنا لو نکحها الزانی حل لہ ووطنہا و الولد لہ (الدر المختار) وفی الرد: ای ان جاءت به لستہ اشہر (رد المختار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ۳/ ۳۹، سعید)

(۳) یہ شادی صحیح نکاح صحیح معتقد ہوا۔ کما فی الدر: وصح نکاح حبلی من زنا (الدر المختار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ۳/ ۳۹، سعید)

(۴) وان جاءت به لستہ اشہر فصا عدأ ثبت نسبه منه اعترف به الزوج او سکت (الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الخامس عشر فی ثبوت النسب، ۵۴۱، ماجدیہ)

(۵) لا يجوز للرجل ان يتزوج زوجة غيره (الہندیہ، کتاب النکاح، الباب الثالث فی بیان المحرمات، ۲۸۰، ماجدیہ)

عدت کا علم ہوتے ہوئے معتدہ سے نکاح حرام ہے

(سوال) اگر کوئی شخص کسی عورت سے جو طلاق کی عدت کے اندر ہے یعنی قبل از اختتام عدت طلاق دیدہ و دانستہ نکاح پڑھالے تو کیا یہ نکاح صحیح ہوگا اور اگر نہیں تو کیوں اور پھر اب کیا ہونا چاہئے۔ اور اس درمیان میں جو ولادہ ہو چکی ہے اس کا کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۲۴۹۵ مفتی عبداللہ صاحب (احمد آباد) ۲۹ ربیع الاول سن ۱۳۵۸ھ ۲۰ مئی سن ۱۹۳۹ء (جواب ۴۳۵) عدت ختم ہونے سے پہلے معتدہ عورت کے ساتھ نکاح حرام ہے۔ یہ قرآن پاک کا صریح حکم ہے۔ وَلَا تُعْزِزُوا عُنُقَ الذَّكَاءِ حَتَّىٰ يَبْلُغَ الْاِكْتَابَ اَجَلْہ (۱) پس جو نکاح عدت کے اندر ہو وہ جائز نہیں ہوا۔ اور اگر باوجود اس علم کے کہ عورت معتدہ ہے نکاح کیا گیا تو اس کا وجود عدم برابر اور ولادہ بھی حرامی ہوئی۔ (۲) البتہ اگر شوہر کو عورت کے معتدہ ہونے کا علم نہ ہو تو ولادہ ثلاث المنسب ہوگی۔ (۳)

محمد کفایت اللہ کان للہ دہلی

عدت کے اندر حلالہ معتبر نہیں

(سوال) ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق مغلطہ دی پھر وہ بچھڑتا۔ حالانکہ کرانے کی غرض سے ایک شخص دیگر سے نکاح کر دیا۔ اور پھر طلاق دلوا دی۔ زوج لول کی طلاق سے سات مہینے گزرنے کے بعد اس عورت کے بچہ پیدا ہوا۔ اسی سات مہینے میں نکاح ثانی اور حلالہ بھی ہوا۔ اب بچہ پیدا ہونے سے معلوم ہوا کہ نکاح ثانی عدت میں ہوا تھا۔ جواب طلب یہ امر ہے کہ یہ نکاح صحیح اور یہ حلالہ معتبر ہوا یا نہیں؟

(جواب ۴۳۶) سات مہینے کی مدت اتنی مدت ہے کہ اس میں زوج لول کی طلاق کی عدت ختم ہو کر دوسرے سے علق ہونا اور اقل مدت حمل میں بچہ پیدا ہونا ممکن نہیں۔ زوج اول کی عدت گزرنے کے لئے اگر عدت بالخیض ہو کم از کم انتالیس چالیس روز درکار ہیں اور اس کے بعد علق ہو کر وضع حمل سات مہینے میں غیر ممکن ہے۔ لیکن چونکہ عدت طلاق مغلطہ کی ہے اور دوسرے سے نکاح کر لیا ہے اور دو سال سے قبل بچہ پیدا ہوا ہے اس لئے بچہ کا نسب زوج اول ہی سے ثابت ہوگا۔ اور دوسرا نکاح نکاح فاسد ہوگا۔ اور حلالہ غیر معتبر سمجھا جائے گا۔ زوج لول کے لئے حال ہونے کے واسطے کافی نہ ہوگا۔ اذا تزوجت المعتدة بزواج اخر ثم جاءت بولد ان جاءت به لا قل من سنتین منذ طلقها الاول او مات ولا قل من ستة اشهر منذ تزوجها الثاني فالولد للاول الخ (عائگیری ص ۵۶۰ ج ۱ طبع مصر) (۲) وان كان الطلاق ثلاثاً في الحرة وثنتين في الامه لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا ويدخل بها الخ (عائگیری ص ۵۰۱ ج ۱ طبع مصر)

(۱) البقرة: ۲۳۵

(۲) ولول اس صورت میں حرام ہوگی جب پہلے شوہر سے اس کا نسب ثلاث ہوتا ممکن نہ ہو۔ اگر ممکن ہو تو حلال ہوگی۔ ولو تزوجت معتدة بان فرلدت لا قل من سنتین مذبات ولا من الاقل منذ تزوجت فالولد للاول لفساد نکاح الآخر عن البدائع انه للثانی معللاً، فان اقدامها على النکاح دليل انقضاء عدتها حتى لو علم بالعدة فانکاح فاسد و ولدھا للاول ان امکن اثباته منه بان تلد لا قل من سنتین مذلول او مات (الذکر المختار، کتاب الطلاق، فصل فی ثبوت النسب ۵۵۵/۳، سعید)

(۳) لهذا اذا لم يعلم قبل التزوج انها تزوجت فی عدتها، فان علم ذلك وقع النکاح الثانی فاسداً (الهنديہ، کتاب الطلاق، الباب الخامس عشر فی ثبوت النسب، ۵۳۸/۱، ماجدیہ)

(۴) الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الخامس عشر فی ثبوت النسب، ۵۳۸/۱، ماجدیہ

(۵) الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب السادس فی الرجعة، ۴۷۲/۱، ماجدیہ

تباہ شوہر کی بیوی سے پیدا ہونے والے بچے کا حکم

(سوال) زید کی شادی ایک بالغ عورت سے ہوئی۔ زید خود تباہ ہے۔ عورت سے زید کی تباہی کی عمر میں ایک لڑکا پیدا ہوا۔ کیونکہ بچہ زید سے منہ کالا کیا اور بعد میں زید سے طلاق دلو اور زید سے نکاح کر لیا۔

(جواب ۴۳۷) تباہ بالغ ناقابل وطی شوہر کی بیوی سے جو بچہ پیدا ہو وہ ولد الحرام ہے۔ (۱) اس صورت میں زوجہ فہم اور بچہ (اگر اقرار زنا کرے) دونوں شرعی سزا (سو کوڑے یا رجم) کے مستحق ہیں۔ (۲) لیکن حکومت موجودہ میں شرعی سزا جاری کرنا ممکن نہیں۔ اس لئے مسلمانوں کو دونوں سے مقاطعہ کرنا جائز ہے۔ جب تک کہ وہ توبہ نہ کریں اور خلوص توبہ کا ظن غالب حاصل نہ ہو جائے۔ واللہ اعلم محمد کفایت اللہ غفرلہ،

غیر کی منکوحہ سے نکاح

(سوال) زید کا ایجاب و قبول شرعی بحالت بالغی اس کے باپ نے ہندہ بالغہ کے ساتھ ولایت والد ہندہ ایک محفل معتبرین اہل اسلام میں منعقد کر لیا۔ اور وکیل شرعی نے بھٹور دو گواہ کے ہندہ سے بھی اجازت حاصل کر لی اور خطبہ نکاح بھی پڑھا گیا۔ علاوہ اس کے زید کے باپ نے زیور و پوشاک و دیگر لوازمات عروسی بھی ہندہ کے لئے بھیج دیا، جن کو ہندہ کے باپ نے وصول کر کے ہندہ کو پہنویا اور مہر بھی مقرر ہو گیا۔ عاقدین کے خاندان میں رسم برات شادی چڑھانے کی ہے جس میں وہ ڈھول وغیرہ بھی بجاتے ہیں اور منکوحہ کو شوہر کے ساتھ رخصت کرتے ہیں۔ صرف یہی مرحلہ رہ گیا۔ باقی تمام امور شرعی ایجاب و قبول کی بجائے گئے۔ اب باوجود امور متذکرہ صدر ایک دوسرا شخص مثلاً عمر و زید کی منکوحہ کے ساتھ اپنا عقد نکاح ولایت والدہ ہندہ منعقد کرتا ہے۔ کیونکہ ہندہ کا باپ اس وقت وفات پا چکا تھا اور عمر و ہندہ کو اپنے قبضہ میں لے آیا ہے اور اس کے ساتھ آباد ہو تا رہا ہے جس سے ہندہ کو ایک لڑکا اور دو لڑکیاں تولد ہوئیں اور عمر و زندہ ہے۔ زید نے کوئی خلوت یا وطی ہندہ کے ساتھ نہیں کی تھی۔ نکاح ثانی ہونے پر بعد تقاضا ہندہ کی والدہ نے زید کی اشیائے مرسلہ متذکرہ بالا کو بچاؤ زید واپس کر دیا۔ مگر زید سے طلاق حاصل نہیں کی گئی۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ عمر و کا نکاح شرعاً کیا حیثیت رکھتا ہے اور اولاد کا نسب عمر و سے ثابت ہو سکتا ہے یا نہیں۔ اب عمر و کا نکاح شرعاً جواز کی حد تک نہیں پہنچ سکتا تو ایسے نکاح کو کیا قرار دیا جائے گا۔ اگر اس کو حرام اور زنا قرار دیا جائے تو کیا نسب نکاح سے ہی ثابت ہوتا ہے یا زنا سے عین ملک سے وطی بلاشبہ سے بھی؟ اگر نکاح کے سوانسب ثابت نہیں ہوتا تو ولد الزنا کا نسب بھرت مقرر ہونے زانی کے شرعاً عکس کی طرف منسوب ہوگا۔ اگر زانی کی طرف منسوب ہوگا تو کیا زانی ان کا وارث بھی ہو گیا نہیں؟

(جواب ۴۳۸) صورت مسئلہ میں عمر و کا نکاح ہندہ کے ساتھ جو منکوحہ زید تھی درست نہیں ہوا۔ (۳) مگر عمر و کو اس بات کا علم بھی تھا کہ یہ منکوحہ زید ہے تو وہ سخت ظالم گنہگار فاسق ہوا۔ اور اگر اسے علم نہ تھا تو معذور ہوگا۔ اور

(۱) الوجاءت امرأۃ الصبی بولد لا ینبت نسبہ (رد المحتار، کتاب الطلاق، فصل فی ثبوت النسب، ۵۵۱/۳، سعید)

(۲) سو کوڑے کی سزا اس وقت ہے جب کہ زنا کرنے والے شادی شدہ ہوں۔ کما فی قولہ تعالیٰ: الزانیۃ والزانی فاجلدوا کل واحد منهما مائة جلدۃ (النور: ۲) اور اگر شادی شدہ ہوں تو پھر ان کی سزا سنگسار ہے۔ ویرجم محصن فی فضاء حتی یموت (الدر المختار، کتاب الحدود، ۱۰/۳، سعید)

(۳) لا یجوز للرجل ان یتزوج زوجۃ غیرہ (الہندیۃ، کتاب النکاح، الباب الثالث، ۲۸۰/۱، ماجلیدیۃ)

دونوں صورتوں میں اس کی اولاد کا نسب ثابت ہوگا۔ وهذا صریح بان الشبهة فی المحلل وفيها يثبت النسب كما مر (در مختار) (۱) ثبوت نسب سے نکاح کا جواز لازم نہیں آتا۔ کیونکہ محل شبہ میں باوجود وطی حرام ہونے کے بھی نسب ثابت ہو جاتا ہے اور صورت مسئلہ میں عقد کی وجہ سے شبہ پیدا ہو گیا۔ اور حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس صورت میں نہ حد زنا آتی ہے اور نہ نسب سے محرومی۔ (۲) واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ،

ساس سے زنا کے بعد بچہ بھی پیدا ہوا، کیا حکم ہے؟
(سوال) ایک شخص کا اپنی خوش دامن سے ناجائز تعلق ہونے کی وجہ سے ایک لڑکا ہے۔ آیا ایسی صورت میں اس کی بیوی اس پر حرام ہے یا نہیں۔ ساس کو لڑکا اسی داماد کے نطفے سے ہے۔ اس کا ثبوت کافی ہے۔ لڑکا حرام کا کماٹے گایا نہیں؟

(جواب ۴۳۹) اگر واقعہ صحیح ہے تو شخص مذکور کی منکوحہ زوجہ اس شخص پر حرام ہو گئی۔ (۲) اب اس کی بیوی کسی طرح بھی خاوند پر حلال نہیں ہو سکتی۔ اور خوش دامن کے بطن سے جو لڑکا پیدا ہوا ہے وہ اس شخص کا لڑکا ثابت المنسب نہ ہوگا۔ اگر خوش دامن کا خاوند ہو تو اس کی طرف منسوب ہوگا اور نہ وہ ولد الزنا قرار پائے گا۔ صرف باں سے اس کا نسب ثابت ہوگا۔ (۲) محمد کفایت اللہ غفرلہ،

نکاح کے دوران پیدا ہونے والی ہنکی ثلث المنسب ہے۔

(اخبار الجمعۃ مورخہ ۲۶ مئی سن ۱۹۲۷ء)

(سوال) زید نے ایک عورت سے نکاح کیا۔ اسی دوران میں بحر کا اس عورت سے ناجائز تعلق ہو گیا۔ عورت کو ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ بعد ازاں اس عورت کو زید نے طلاق دے دی۔ لڑکی کی شکل و شبہات بحر سے ملتی جلتی ہے۔ عورت اور بحر بھی یہی کہتے ہیں کہ یہ بحر کی اولاد ہے۔ لڑکی اب جو ان ہو گئی ہے۔ بہت نیک، پابند شریعت پاکیزہ خیالات رکھتی ہے۔ بحر خاندان قریش میں سے ہے۔ وہ عورت اور زید ارائیں قوم سے ہے۔ خاندان قریش کا ایک لڑکا اس لڑکی سے نکاح کرنا چاہتا ہے۔

(جواب ۴۴۰) جب کہ وہ لڑکی اس زمانے میں پیدا ہوئی کہ اس کی ماں زید کے نکاح میں تھی تو وہ لڑکی شرعاً زید کی لڑکی قرار پائے گی اور ثلث المنسب ہوگی۔ (د) اگر زید اس لڑکی کے متعلق اپنی لڑکی ہونے سے انکار کرے جبکہ بھی وہ زید ہی کی طرف شرعاً منسوب ہوگی اور تلاوت یہ کہ باقاعدہ لعان نہ ہو (۶) اس وقت تک اس کا زید ہی سے ثلث

(۱) الدر المختار، کتاب الحدود، باب الوطء الذی یوجب الحدود الذی لا یوجبہ ۲۳/۴، سعید

(۲) بولا حد ایضا بشبهة العقد ای عقد النکاح عنده (الدر المختار، کتاب الحدود، ۲۳/۴، سعید)

وفی الرد: وفي هذا زیادة تحقیق لقول الامام لما فیہ تحقیق الشبهة حتی ثبت النسب ویؤیدہ ما ذکرہ الخیر الرملی فی باب المهر عن العینی ومجمع الفتاوی انه یثبت النسب عنده خلافاً لهما (رد المختار، کتاب الحدود، ۲۳/۴، سعید)

(۳) ان وطء الامهات یحرم البنات (الدر المختار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ۳۱/۳، سعید)

(۴) عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده قال قام رجل فقال: یا رسول الله ان فلاناً ابني عاهرت بامه فی الجاهلیة فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا دعوة فی الاسلام، ذهب امر الجاهلیة، الولد للفراش وللعاهر الحجر (سنن ابی داود، کتاب الطلاق، باب الولد للفراش، ۳۱۰/۱، سعید)

(۵) ایضاً

(۶) وان قذف الزوج بولد حی نفی الحاكم نسبة عن ابيه والحقه بامه (رد المختار، کتاب الطلاق، باب اللعان، ۳۸۹/۳، سعید)

ہوگا۔ (۱) اور شکل و شبہات بحر کے ساتھ ملنے سے حکم نہیں بدلے گا۔ (۲) پھر اگر کوئی قریشی لڑکا اس لڑکی سے نکاح کرے گا تو نکاح جائز اور درست ہوگا۔ (۳) اور اگرچہ یہ لڑکی رانین قوم کی ہے مگر اس قریشی کی لولہ جو اس کے بطن سے ہوگی قریشی قرار پائے گی۔ کیونکہ نسب میں باپ کا اعتبار ہوتا ہے۔ (۴) اور اولاد کا نسب وہی قرار پاتا ہے جو باپ کا ہوتا ہے۔ اس لئے اس کی اولاد کی شادی وغیرہ قریش میں ہو سکتی ہے۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ،

ولد الزنا زانی کا وارث نہیں

(سوال) ایک معزز مسلمان شخص کا ایک ہندو عورت سے تعلق ہو گیا اور (عقد شرعی کے بغیر) اس کے نطفے سے ہندو عورت کے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوا تو اس مسلمان شخص کی جائیداد میں سے اس بچے کو حصہ ملے گا یا نہیں؟ (جواب ۴۴۱) اگرچہ ثابت بھی ہو جائے کہ یہ بچہ مسلمان کے نطفے سے پیدا ہوا ہے لیکن شریعت کے احکام میں اس بچہ کا نسب اس شخص سے ثابت نہ ہوگا۔ کیونکہ اس مسلمان کی وطی جو ہندو عورت کے ساتھ واقع ہوئی ہے زنا قرار پائے گی اور زنا میں نسب ثابت نہیں ہوتا (۵) بلکہ زنا کی سزا جاری ہوتی ہے۔ پس بچے کو اس شخص کی جائیداد و متروکہ میں سے کوئی حصہ نہیں مل سکتا۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ،

اسلام لانے کے بعد ماموں اور بھانجی میں تفریق لازمی ہے، اس سے پہلے کی اولاد ثلث النسب ہے (سوال) ایک مشرک مع اپنی زوجہ اولاد کے اسلام قبول کرنا چاہتا ہے۔ مگر اس کی زوجہ رشتے میں اس کی بھانجی ہے۔ کیا اسلام میں داخل ہونے کے بعد وہ اس کے لئے حلال رہ سکتی ہے؟ اور اس کی اولاد اپنے باپ کی وارث ہوگی یا نہیں؟ (جواب ۴۴۲) بھانجی سے نکاح شریعت اسلامیہ میں جائز نہیں۔ (۶) جب زوجین مسلمان ہو جائیں تو ان کا تعلق زوجیت باقی نہیں رہے گا۔ دونوں میں تفریق کر دی جائے گی۔ (۷) اس سے پہلے کی اولاد ثلث النسب ہوگی۔ اور ماں باپ کے ترکہ سے اس کو حصہ میراث ملے گا۔ (۸) فقط محمد کفایت اللہ غفرلہ،

(سوال) زید نے مسأۃ زیدہ سے نکاح کیا۔ مسأۃ زیدہ حاملہ تھی مگر زید کو معلوم نہ تھا۔ چار مہینے کے بعد لڑکی پیدا ہوئی۔ لہذا یہ نکاح جائز ہے یا ناجائز؟

- (۱) قال اصحابنا: لثبوت النسب ثلث مراتب: الاولى النكاح الصحيح... والحكم فيه انه يثبت النسب من غير دعوة ولا ينفي بمجرد النفي، وانما ينفي باللعان (الهندية، كتاب الصلاة، الباب الخامس عشر في ثبوت النسب، ۵۳۶/۱، ماجدية)
- (۲) عن ابي هريرة ان رجلا اتى النبي صلى الله عليه وسلم فقال: يا رسول الله ولد لي غلام اسود فقال: هل لك من ابل قال: نعم، قال: ما اولائها قال: حمير، قال: هل فيها من اوراق؟ قال: نعم، قال فاني ذك؟ قال: لعل نزع عرق، قال: فلعل ابنك هذا نزع (صحيح البخاري، كتاب الطلاق، باب اذا عرض بنفي الولد، ۷۹۹/۲، قديمي)
- (۳) وانكحوا الايامي منكم والصالحين من عبادكم (النور: ۳۲)
- (۴) لكنه غير مقصود ولا يسبق له النص كما في قوله تعالى: "وعلى المولود له رزقهن" الآية، سبق لاثبات النفقة، وفي "المولود" اشارة الى ان النسب للآباء (الحاشية منية على رد المحتار، باب الحيض، ۲۹۸/۱، سعيد)
- (۵) الخلو، وفيه زنا لا يثبت به النسب (رد المحتار، كتاب الطلاق، فصل في ثبوت النسب، ۵۵۵/۳، سعيد)
- (۶) حرمت عليكم امهاتكم وبناتكم واخواتكم وعماتكم وخالاتكم وبنات الاخ وبنات الاخت (النساء: ۲۳)
- (۷) ولو كانا ابي المتزوجان اللذان اسلمنا محرمين او اسلم احد المحرمين او ترا فعا لينا وهما على الكفر فرق القاضي او الذي حكمهما بينهما (الدر المختار، كتاب النكاح، باب نكاح الكافر، ۱۸۶، سعيد)
- (۸) قلت وفيه ماقد شرطه ليس صحيحا عند الاطلاق، وايضا مع انه يثبت فيه الوارث (رد المحتار، كتاب النكاح، باب نكاح الكافر، ۱۸۵/۳، سعيد)

(جواب ۴۴۳) اگر مسماۃ زیدہ نکاح کے وقت غیر منکوحہ وغیرہ معتدہ تھی اور حمل زنا کا تھا تو زید کا نکاح درست ہو گیا۔ (۱) نکاح کی تاریخ سے چھ ماہ گزرنے سے پہلے جو لڑکی پیدا ہو گئی وہ ثلثت النسب نہیں ہوگی۔ (۲) لہ الزنا قرار پائے گی۔ مگر زید کا نکاح قائم رہے گا۔

محمد کفایت اللہ نفرا۔

.....
(۱) وصح نکاح حبلی من زنا لا حبلی من غیرہ (الدر المختار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ۳/۴۹، سعید)
(۲) فلولاً قل من ستۃ اشہر من وقت النکاح لا یثبت النسب (رد المختار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ۳/۴۹، سعید)

ستر ہواں باب

تعداد از دواج

(۱) ”ذرو الحسناء العقیم و علیکم بالسوداء الولود“ حدیث کی اسنادی حیثیت

(۲) ایک حدیث کی تحقیق و تخریج

(سوال) آیہ حدیث صحیح ہے؟ ذرو الحسناء العقیم و علیکم بالسوداء الولود۔ یعنی بانجھ حسین عورت کو چھوڑ دو اور سیاہ فام مگر بچے جننے کی صلاحیت رکھنے والی عورتوں سے نکاح کرنا اختیار کرو۔ اگر یہ مفہوم صحیح ہے تو اسلامی نقطہ نظر سے زن و شو کے تعلقات میں نہ صرف تزلزل پیدا ہو گا۔ بلکہ خداوند کریم کی مرضی میں صریح دست اندازی ہو گی۔ اور لاکھوں بلکہ کروڑوں عورتیں اس بنا پر چھوڑ دی جائیں گی اور پھر دوسرے لوگ بھی ان سے نکاح کرنے سے پرہیز کریں گے۔ یہ خداوند کریم کی مرضی پاک پر موقوف ہے کہ جس عورت کو چاہے صاحب اولاد بنائے اور جس کو چاہے بانجھ رکھے۔ انسان کی قوت سے یہ خارج ہے کہ وہ پروردگار کی منشاء اور ارادہ میں اس طرح دخل انداز ہو، کیونکہ قرآن پاک میں جا بجا یہ حکم ہے کہ بغیر ہمارے حکم کے کچھ نہیں ہو سکتا۔ انسان ضعیف البنیان ہے اور اس کے سارے کام مکڑی کے جالے سے بھی کمزور ہیں۔

(۲) دوسرا مسئلہ یہ دریافت طلب ہے کہ آیا کوئی ایسا سرکار دو عالم کا ارشاد ہے کہ ”جو شخص تنگ دستی یا افلاس کے خوف سے ایک سے دو عورتیں نہ کرے گا وہ مجھ سے نہیں ہے۔“ اور اس کے ساتھ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ”جو کوئی توالد و تناسل کے خیال سے ایک سے زیادہ عورتیں کرے گا تو خدا تعالیٰ اس کی روزی میں برکت عطا فرمائے گا۔“ اس آخر الذکر مسئلے میں تو کوئی شبہ نہیں ہو سکتا۔ لیکن اس میں کہ جو شخص افلاس یا تنگ دستی کے خوف سے ایک سے دو عورتیں نہ کرے گا وہ مجھ سے نہیں ہے۔ کسی قدر کھٹک معلوم ہوتی ہے۔ پس آپ سے اس میں صراحت کے ساتھ اطمینان کی ضرورت ہوئی۔ فقط عطا محمد خاں امین جی ملازم ریاست کھنڑی۔ شیخاوالی راجپوتانہ منتظم زنانی ڈیوڑھی (جواب ۴۴۴) آنحضرت ﷺ نے اس خیال سے کہ امت محمدیہ کی کثرت ہو جس کی وجہ سے قیامت میں حضور کو اپنی کثرت پر مفاخرہ کا موقع ملے اس امر کی ترغیب دی ہے کہ جو عورت زیادہ ولادت کی صلاحیت رکھتی ہو اس سے نکاح کیا جائے، اس کے متعلق حضور ﷺ کے ارشادات یہ ہیں:-

تزوجوا الودود الولود فانی مکاثر بکم الامم (کنز العمال (۱) ج ۸ ص ۳۴۴) یعنی محبت والی اور قابل ولادت عورت سے نکاح کرو کیونکہ میں تمہاری کثرت کی وجہ سے دوسری امتوں پر فخر کروں گا۔ امراًة ولود احب الی اللہ من امراًة حسناء لا تلدانی مکاثر بکم الامم یوم القیامۃ (کنز العمال (۲) ج ۸ ص ۲۶۲) یعنی قابل ولادت عورت خدا کے نزدیک زیادہ محبوب ہے ناقابل ولادت حسین عورت سے بیشک میں تمہاری کثرت کی وجہ سے قیامت کے دن امتوں پر فخر کروں گا۔ سوداء ولود خیر من حسناء لا تلد الحدیث (کنز العمال (۳) ج ۸ ص ۲۳۸) سیاہ فام مگر قابل ولادت عورت ناقابل ولادت خوب عورت سے بہتر ہے۔ ”ان تمام حدیثوں سے معلوم

(۱) کنز العمال، کتاب النکاح، ۱۶، ۲۰۲، (رقم الحدیث ۴۵۹۷)، التراث الاسلامی بیروت

(۲) کنز العمال، کتاب النکاح، ۱۶، ۲۹۲، (رقم الحدیث ۴۵۴۰)، التراث الاسلامی بیروت

(۳) کنز العمال، کتاب النکاح، ۱۶، ۲۸۴، (رقم الحدیث ۴۴۴۷)، التراث الاسلامی بیروت

ہو گیا کہ حضور رسالت مآب ﷺ کا مقصود کثرت امت کے اسباب کی ترغیب ہے۔ پس حدیث مذکور فی السوال جس کے الفاظ یہ ہیں: ذروا الحسناء العقیم وعلیکم بالسوداء الولود۔ جو کنزل العمال (ج ۱) ص ۸۲۲ میں کامل بن عدی سے منقول ہے۔ اس سے مقصود بھی یہی ترغیب ہے اور ذروا کے معنی ہیں کہ بانجھ عورت اگرچہ حسین ہو اس سے نکاح نہ کرو۔ یہ معنی نہیں کہ نکاح ہی کو چھوڑ دو یعنی طلاق دیدو۔ اور ظاہر ہے کہ قبل نکاح کسی عورت کے عہم کا علم ہو جانا ثار ہے کثیر الوقوع نہیں ہے۔ پس حدیث کے مضمون پر کوئی شبہ وارد نہیں ہوتا۔

(۲) یہ حدیث کہ ”جو شخص تنگ دستی کے خوف سے ایک سے دو عورتیں نہ کرے گا وہ مجھ سے نہیں ہے۔“ میری نظر سے نہیں گزری۔ البتہ حدیث من ترك التزویج مخافة العیلة فلیس منا۔ (کنز العمال ج ۸ ص ۲۳۹) (۲) میں دلیلی سے مروی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو محتاجی کے خوف سے نکاح نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ اس سے مقصود یہ ہے کہ محتاجی کے خوف سے سنت نکاح کو نہ چھوڑے۔ کیونکہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ان یکونوا فقراء یغنهم الله من فضله۔ (۳) یعنی اگر وہ محتاج ہوں تو اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فضل سے غنی کر دے گا۔ خاصہ یہ کہ نفس نکاح پر تو خوف محتاجی کو چھوڑ کر نکاح کر لینے کی ترغیب ہے اور خوف محتاجی سے نکاح نہ کرنے پر پریس مناسکی و عید ہے۔ لیکن تعداد ازدواج کے بارے میں یہ فرمان میری نظر میں نہیں ہے۔ واللہ اعلم محمد کفایت اللہ غفرلہ، مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

چند احادیث کی تخریج

(سوال) ایک عرصہ سے چند مسائل دریافت کرنے کے لئے خط لکھنے کا ارادہ کر رہا تھا آج خدا تعالیٰ نے توفیق خط لکھنے کی دی ہے۔ یاد نہیں لیکن میں نے یہ حدیث دیکھی ہے اور اس کا ترجمہ ایک کتاب کے خالی ورق پر لکھ لیا تھا۔ وہ ہذا سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ عثمان بن مظعون نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے جی میں آتا ہے کہ خضی ہو جاؤں۔ حضور ﷺ نے فرمایا میری امت کا خضی ہونا روزہ رکھنا ہے۔ عرض کیا۔ میرے جی میں آتا ہے کہ پہاڑوں میں جاتے ہوں۔ فرمایا اے عثمان میری امت کی رہبانیت یہ ہے کہ مسجد میں بیٹھ کر ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کریں۔ عرض کیا میرے جی میں آتا ہے سیاحی کروں۔ فرمایا میری امت کی سیاحی ہے خدا کی راہ میں جہاد کرنا۔ حج اور عمرہ۔ عرض کیا میرے جی میں ہے کہ اپنی بیوی خولہ کو طلاق دے دوں اور چھوڑ دوں۔ فرمایا اے عثمان میری امت کی ترک یہ ہے کہ جو کچھ اللہ نے حرام کیا ہے اس کو چھوڑ دیا جائے یا میری زندگی میں ہجرت کر کے میرے یا اس آوے یا میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کرے یا اپنے مرنے کے بعد ایک یا دو تین یا چار بیویاں چھوڑ جائے۔ حدیث مذکورہ کے متعلق مطلع فرمائیں کہ یہ حدیث صحاح ستہ میں سے کون سی کتاب میں ہے اور کس درجے کی حدیث ہے اور خط کشیدہ الفاظ اس حدیث میں ہیں یا نہیں؟

(۱) کنز العمال، کتاب النکاح، ۱۶/۲۷۴، (رقم الحدیث: ۴۳۵۳۶)، التراث الاسلامی بیروت

(۲) کنز العمال، کتاب النکاح، ۱۶/۲۷۴، (رقم الحدیث: ۴۳۳۶۰)، التراث الاسلامی بیروت

(۳) النور: ۳۲

اقتباس از کیمیائے سعادت باب النکاح

اسی سبب سے صحابہ کرام اور اگلے بزرگ بے عورت مرنے سے کراہت رکھتے تھے۔ حضرت معاذؓ کی دو بیویاں تھیں طاعون میں مر گئیں اور خود بھی ان کو طاعون ہوا تو فرمایا کہ میرے مرنے سے پہلے میرا نکاح کرادو کہ میں بے جوڑ نہ مروں۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ مرنے والوں میں رذیل تر وہ ہیں جو بن بیاہے مرتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ اپنے اہل و عیال کو نفقہ دینا صدقہ دینے سے افضل ہے۔

اقتباس از کتاب تلخیص التلمیذ مصنفہ مولانا عبدالرحمان بن جوزی (۱) ابن عباس کہتے ہیں کہ اس امت میں سب سے افضل ترین وہ تھے جن کی سب سے زیادہ بیویاں تھیں یعنی رسول اللہ ﷺ (۲) شداد بن اوس نے کہا کہ میری شادی کر دو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو وصیت فرمائی ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے سامنے بن بیاہنے جاؤں۔ (۳) محمد بن ارشد نے ہم سے بیان کیا کہ مہول نے ایک آدمی سے روایت کیا کہ ابو ذر نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک شخص آیا جس کا نام عکاف بن بشر تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اے عکاف تمہاری کوئی بیوی ہے؟ مرض کیا نہیں۔ استفسار فرمایا کوئی اونٹنی ہے جواب دیا نہیں۔ استفسار فرمایا کہ تم فارغ البال ہو۔ کہا! میں خوش حال ہوں۔ ارشاد فرمایا تو اس وقت شیطان کا بھائی ہے۔ اگر تو انصاری میں سے ہو تا تو کوئی راہب ہوتا۔ ہماری سنت نکاح ہے۔ تم لوگوں میں بڑے لوگ بن بیاہے ہیں۔ (۴) مرنے والوں میں رذیل تر وہ ہیں جو بن بیاہے مرتے ہیں۔ (۵) شیاطین کے پاس صالحین کے لئے ترک نکاح سے بڑھ کر اور کوئی ہتھیار زیادہ کارگر نہیں ہے۔ (۶) ابو بکر المزدری نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے احمد بن حنبل سے سنا کہتے تھے کہ بن بیاہار بنا امور اسلام سے کسی میں داخل نہیں ہے۔ کیونکہ خود رسول اللہ صلعم نے چودہ نکاح کئے اور بیویاں چھوڑ کر وفات پائی۔ (۷) رسول اللہ ﷺ کی یہ حالت تھی کہ اکثر اوقات آپ کے گھر میں کھانے پکانے کو کچھ نہ ہوتا تھا۔ اس پر بھی آپ نکاح کو پسند فرماتے تھے۔ اور لوگوں کو اس کی ترغیب دیتے تھے اور ترک نکاح سے منع فرماتے تھے۔

مولانا! ان ساری باتوں کے متعلق حدیثیں تلاش کرنا اور ان پر غور کرنا جلدی کا کام نہیں ہے، اس لئے اگر تلاش میں دیر ہو جائے تو مضائقہ نہیں۔ مگر میں نہایت عاجزی سے التماس کرتا ہوں کہ مجھ پر کمال احسان فرما کر ان اقوال کی سند حدیث سے تلاش کرادویں اور یہ کہ ہر ایک حدیث کس کتاب میں ہے اور اس حدیث کا درجہ کیا ہے؟

المستفتی محمد حسین قریشی پشاور از جالندھر متصل جامع مسجد ۱۲ اگست سن ۱۹۳۰ء

(جواب ۴۴۵) احادیث مستفسر عنہما میں سے جن احادیث کا پتہ مل گیا ہے وہ درج ذیل ہیں۔ بعض اور حدیثیں بھی جو بحث سے متعلق تھیں لکھ دی ہیں۔ آپ نے جس غرض سے ان احادیث کا پتہ نشان دریافت فرمایا۔ وہ غرض ان احادیث سے جو میں نے لکھی ہیں حاصل ہو جائیں گی۔ مزید دریافت کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ امر یقینی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے نکاح کرنے کی ترغیب بہت زوردار الفاظ میں دی ہے اور بے نکاح رہنے سے منع کیا ہے اور خود متعدد نکاح کیے اور بشرط قدرت تعدد نکاح کو بھی پسند فرمایا ہے۔

(۱) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال بینا انا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات یوم جالسا إذ دخل علیہ عکاف وکان من سادة قومه فسلم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرد علیہ ثم قال یا عکاف جہل

لک زوجۃ قال اللهم لا قال ولا جارية قال لا قال وانت موسر قال نعم قال انت اذا من اخوان الشیاطین ان کنت من رهبان النصارى فانت منهم وان کنت منا فشاننا التزويع ويحك يا عکاف ان من شرارکم عزابکم وما للشیاطین من سلاح هو ابلغ فی الصالحین من المتغیرین الا المتزوجین فالولک المبرنون المطہرون ويحك يا عکاف اما علمت انہن صواحب داؤد و یوسف و کرسف ويحك يا عکاف تزوج والا فانک من المذنبین فقال یا نبی اللہ زوجنی فلم یرح حتیٰ زوجہ ابنۃ کلثوم الحمیری رواہ الدیلمی کذا فی کنز العمال۔

لن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں حضور ﷺ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ عکاف بن بشیرؓ تشریف لائے۔ یہ اپنی قوم کے سرداروں میں سے تھے اور حضور ﷺ کو سلام کیا۔ حضور نے جواب دیا پھر فرمایا اے عکاف تمہاری بیوی ہے۔ مرض کیا نہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ کوئی باندی بھی نہیں؟ انہوں نے کہا نہیں۔ فرمایا اور تم صاحب مقدرت ہو؟ عرض کیا ہاں۔ فرمایا تو پھر تم شیطان کے بھائیوں میں داخل ہو اگر تم نصاریٰ کے راہبوں میں سے ہو تو ٹھیک تم ان میں سے ہو اور تم ہم میں سے ہو تو ہمارا طریقہ تو نکاح کرنا ہے۔ عکاف تیرا راہب تو تم میں سے ہو لوگ مجھ میں وہ بدترین لوگ ہیں اور بے نکاح رہنے سے زیادہ مٹوٹر کوئی ہتھیار شیطان کے پاس نہیں ہے جو وہ صالحین پر استعمال کرتا ہے۔ ہاں جو نکاح کر لیتے ہیں وہ پاک صاف رہتے ہیں۔ عکاف تیرا راہب ہو۔ تمہیں خبر نہیں کہ عورتیں حضرت داؤدؑ و ہنوتؑ یوسفؑ اور کرسفؑ کی بیویاں رہی ہیں۔ عکاف تیرا راہب ہو، نکاح کر رہے ہو تو نگاہوں میں سے ہو گا۔ عکاف نے مرض کیا۔ اے خدا کے نبی آپ ہی میرا نکاح کر دیجئے اور اس جگہ سے اس وقت تک نہ بٹے جب تک حضور ﷺ نے کلثومؓ تیری کی بیٹی سے ان کا نکاح نہ کر دیا۔ یہ روایت کنز العمال میں دیلمی سے روایت لن عباسؓ اور مسند امام احمد (۲) سے روایت ابو ذرؓ اور مسند ابو یعلیٰ و معجم طبرانی کبیر و شعب الایمان بہیقی (۲) سے روایت عطیہ بن بشیرؓ المازنی نقل کی گئی ہے اور جن الفوائد میں بھی اس کو مسند امام احمدؓ سے روایت ابو ذرؓ نقل کیا گیا ہے۔ اس میں لفظ کرسف کے بجائے کرس ہے۔

(۲) عن ابن جبیر قال قال ابن عباس هل تزوجت قلت لا قال تزوج فان خیر هذه الامۃ کان اکثرہم نساء یعنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم للبخاری (۲) کذا فی جمع الفوائد۔

(۳) عن ابن مسعود الا نصاری عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا انفق المسلم نفقة علی اہلہ ویحتسبہا کانت لہ صدقة (بخاری) (۵)

(۴) قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم افضل الصدقة ماترک غنی والید علیا خیر من الید السفلی وابدأ بمن تعول (بخاری) (۶)

(۵) قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم مسکین مسکین رجل لیست لہ امرأۃ قالوا وان کان کثیر المال قال وان کان کثیر المال مسکینۃ مسکینۃ امرأۃ لیس لہا زوج قالوا وان کانت کثیرۃ المال قال وان

(۱) کنز العمال ۱۶، ۴۹۱، (رقم الحدیث ۴۵۲۰۲) احواء الرب الاسلامی بیروت۔

(۲) مسند احمد، کتاب النکاح، ۵، ۱۱۳، دار صادر بیروت۔

(۳) شعب الایمان للبیہقی، کتاب النکاح، فصل فی ترغیب النکاح، ۶، ۳۸۱، (رقم الحدیث ۵۴۸۰)، دار الکتب العلمیۃ بیروت۔

(۴) صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب کثرت النساء، ۲، ۷۵۸، قدیمی۔

(۵) صحیح بخاری، کتاب النفقات، باب فصل النفقة علی الاہل، ۲، ۸۰۵، قدیمی۔

(۶) صحیح البخاری، کتاب النفقات، باب وجوب النفقة علی الاہل والعیال، ۲، ۸۰۶، قدسی۔

کانت كثيرة المال مسکينة مسکينة امرأة ليس لها زوج قالوا وان كانت كثيرة المال (۱)

ابن جبیر کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ نے مجھ سے پوچھا کہ تم نے نکاح کیا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ فرمایا نکاح کر لو کیونکہ اس امت میں افضل ترین وہ تھے جن کی بیویاں سب سے زیادہ تھیں۔ یعنی آنحضرت ﷺ۔

ابن جبیر اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا یہ مکالمہ بخاری شریف میں موجود ہے۔

ابو مسعود (انصاری) آنحضرت ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان جو کچھ اپنے اہل و عیال پر بہ نیت رضائے مولیٰ خرچ کرے وہ اس کے لئے صدقہ کا ثواب رکھتا ہے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ بہتر صدقہ وہ ہے کہ صدقہ دینے کے بعد بھی دینے والا غنی رہے۔ اور اوپر والا (یعنی دینے والا) ہاتھ نیچے والے (یعنی لینے والے) ہاتھ سے بہتر ہے اور پہلے اپنے اہل و عیال پر خرچ کر (اس کے بعد غیروں پر صدقہ کر)

حضور ﷺ نے فرمایا جس شخص کی بیوی نہ ہو وہ محتاج ہے محتاج ہے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ حضور اگر وہ بڑا مالدار ہو فرمایا بڑا مالدار ہو جب بھی محتاج ہے اور جس عورت کا خاوند نہ ہو وہ محتاج ہے۔ لوگ نے عرض کیا کہ اگر وہ بڑی مالدار ہو فرمایا اگرچہ بڑی مالدار ہو۔ (رواہ رزین کذا فی جمع الفوائد)

(۶) وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم تزوجوا الودود الودود فانی مکاثر بکم الامم ابو داؤد (۲) کذا فی جمع الفوائد۔

(۷) (۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی عثمان بن مظعون التبتل ولو اذن له لا یختصینا۔ (۲) ترمذی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ایسی عورتوں سے نکاح کرو جو شوہروں سے محبت کرتی ہوں اور کثیر الوادۃ ہوں کہ میں تمہاری کثرت کی وجہ سے دوسری امتوں پر فخر کروں گا۔

بعد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عثمان بن مظعون کو تبتل (یعنی ترک دنیا و ترک تعلقات زوجیت) کی اجازت نہیں دی۔ اگر حضور ان کو اس کی اجازت دے دیتے تو ہم تو خسی بن جایا کرتے۔

حضرت عثمان بن مظعونؓ کے متعلق وہ طویل روایت جو آپ نے نقل کی ہے بلا جود تلاش کے مجھے نہیں ملی۔ نیز حضرت معاذ (۴) اور شدا بن اوس رضی اللہ عنہما کی روایت بھی نظر سے نہیں گزریں۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ، مدرسہ امینیہ دہلی

(۱) کنز العمال، کتاب النکاح، ۲، ۲۷۹، (رقم الحدیث: ۴۴۳۵۵)، التراث الاسلامی

(۲) مس ابی داؤد، کتاب النکاح، باب فی تزویج الایکثار، ۱، ۲۸۰، سعید

(۳) جامع الترمذی، ابواب النکاح، باب ما حاء فی النهی عن التبتل، ۱، ۲۰۷، سعید

(۴) حاذر رضی اللہ عنہ کی روایت "مصنف ابن ابی شیبہ" میں اور شدا بن اوس رضی اللہ عنہ کی روایت "مصنف ابی داؤد" اور "احکام القرآن للإمام" میں مذکور ہے۔

عن الحسن قال: قال معاذ فی مرضہ الذی مات فیہ: زوجونی انی اکوہ ان القی اللہ اعذباً (مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب النکاح، ۳، ۴۳۹، (رقم الحدیث: ۱۳۹۰۳)، بیروت)

عن شدا بن اوس وکان قد ذهب بصرہ قال: زوجونی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوصانی الا القی اللہ اعذب (مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب النکاح، ۳، ۴۳۹، (رقم الحدیث: ۱۵۹۰۲)، بیروت، وکذا فی (احکام القرآن، ۳، ۳۲۰، بیروت)

(۱) ایک مرد کتنے نکاح کر سکتا ہے؟

(۲) بیوی کا حق مارنے کی غرض سے دوسرا نکاح جائز نہیں

(سوال ۱) ایک مرد کون سی صورتوں میں کتنے نکاح کر سکتا ہے۔ (۲) ایک مرد کی ایک پہلی بیوی موجود ہے اور اس کو طلاق دیئے بغیر بلا کسی قصور کے اور بغیر اس کی رضامندی کے اس کا حق مارنے کی غرض سے دوسرا نکاح کر لے تو جائز ہو گا یا نہیں؟

(جواب ۱) (۱) چار عورتوں تک نکاح میں لا سکتا ہے۔ بشرط یہ کہ ہر بیوی کے ساتھ انصاف کر سکے اور سب بیویوں کو برابر رکھ سکے۔ (۲) یہ نیت کر کے دوسرا نکاح کرنا جائز ہے۔ (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ،

چار سے زیادہ بیویاں کرنا جائز نہیں

(سوال ۱) ایک شخص کی چار بیویاں پہلے سے موجود ہیں۔ پانچویں اپنی خواہش سے بلا خواہش مرد کے تیار ہوئی کہ ہم تمہارے ساتھ عقد کریں گے۔ مرد نے مجبوراً عقد اس سے بھی کر لیا۔ اب بستی کے لوگوں نے اسے جماعت سے بند کر رکھا ہے کہ پانچ بیویاں کرنا شریعت سے حکم نہیں ہے۔ تم نے کیوں کیا اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۲۱۸۲ جناب قسمت اللہ صاحب (مبین سنگھ) ۱۳ اذی قعدہ سن ۱۳۵۶ھ ۱۶ جنوری سن ۱۹۳۸ء (جواب ۱) (۱) ہاں پانچ بیویاں کرنا جائز نہیں لہذا اس پانچویں کا نکاح جائز نہیں ہوا۔ (۲) اس کو فوراً اپنے پاس سے علیحدہ کر دے اور توبہ کرے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی

(۱) بیوی کی عدت گزرنے سے پہلے سالی سے نکاح جائز نہیں

(۲) مطلقہ بیوی کے ساتھ دوبارہ نکاح کرنا چاہتا ہے، کیا حکم ہے؟

(سوال ۱) زید نے اپنی عورت کو بلا قصور طلاق دی اس کو حمل تھا اور بچہ پیدا نہ ہوا تھا کہ زید نے بیوی کی حقیقی بہن سے نکاح کر لیا۔ زید نے بغیر قصور پہلی بیوی کو طلاق دی۔ ہوئی یا نہیں؟

(۲) چھوٹی بہن سے نکاح کیا وہ جائز ہے یا نہیں؟

(۳) یہ کہ پہلی عورت سے زید خوش ہے اور زید کی یہ مرضی ہے کہ عورت کو حلال کرنا چاہتا ہوں جو نکاح اس کی چھوٹی بہن سے کیا ہے وہ نہیں چاہتا۔

المستفتی نمبر ۲۱۸۸ رضائی شاہ فقیر (جے پور) ۱۳ اذی قعدہ سن ۱۳۵۶ھ ۱۷ جنوری سن ۱۹۳۸ء

(جواب ۱) (۱) بہن کی عدت پوری ہونے سے پہلے دوسری بہن سے جو نکاح کیا وہ ناجائز ہوا۔ (۲) طلاق ہے

(۱) فانكحوا ما طاب لكم من النساء مثنى وثلاث ورباع فان خفتم ان لا تعدوا فواحدة (النساء ۳۰)۔

(۲) واذا كانت له امرأة و اراد يتزوج عليها اخرى وخاف ان لا يعدل بينهما لا يسعه ذلك (الہندیۃ، کتاب النکاح، الباب الحادی عشر فی القسم، ۳۴۰، ماجدیۃ)

(۳) واذا تزوج الحر خمساً على التعاقب جاز نکاح الاربع الاول ولا يجوز نکاح الخامسة (الہندیۃ، کتاب النکاح، الباب الثالث، ۲۷۷، ماجدیۃ)

(۴) ولا يجوز ان يتزوج اخص معتدة سواء كانت العدة عن طلاق رجعي او بانئن او ثلاث (الہندیۃ، کتاب النکاح، الباب الثالث، ۲۷۹، ماجدیۃ)

قصہ رومی تو برا کیا مگر طلاق ہو گئی۔ (۱) اب اگر مطلقہ سے شوہر خوش ہے اور اس کو رکھنا چاہتا ہے تو اس کا یہ حکم ہے کہ اگر طلاق مغلطہ نہیں دی تھی تو اس سے دوبارہ نکاح کر سکتا ہے۔ (۲) شرط یہ کہ دوسری بہن کو علیحدہ کر دے اور اس سے قطع تعلق کر لے۔ (۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

بیوی کی رضا مندی کے بغیر دوسرا نکاح کرنا

(سوال) زید کی ایک بیوی ہے وہ کچھ بيمار اور پیروں سے معذور ہے اور اس سے بیوی جیسا تعلق رکھنے پر جب اس کے کچھ بال بچہ پیدا ہوتا ہے تو وہ سخت مصیبت میں گرفتار اور مرنے کے قریب ہو جاتی ہے تو زید کو ڈاکٹروں نے یہ رائے دی ہے کہ تم اس کے ساتھ اپنی بیوی جیسا تعلق نہ رکھو بلکہ اس کی زندگی چاہتے ہو تو اس کو روٹی کپڑا دیتے رہو اور تم اپنا عقد ثانی کرو۔ اب عقد ثانی سے اس کی بیوی رضا مند نہیں ہے اور سخت رنج و مالال ظاہر کرتی ہے تو اس صورت میں زید کا عقد کرنا بغیر سابقہ بیوی کی رضا مندی کے شرعاً کیسا ہے؟

المستفتی نمبر ۲۲۶۶ مستری محمد عمر صاحب۔ سروٹ دروازہ (مظفر نگر) ۲۵ ربیع الاول سن ۱۳۵۷ھ

(جواب ۴۴۹) ضرورت دوسری شادی کرنا جائز ہے۔ موجودہ بیوی کی اجازت لازمی نہیں۔ ہاں دوسری شادی کے بعد پہلی بیوی کے حقوق کا ادراک کرنا لازم ہو گا۔ (۲) اور نہ سخت گناہ لازم ہو گا۔ (۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

تعداد ازواج پر پابندی لگانے کا مسودہ پیش کرنا جائز نہیں

(سوال) جناب عبدالعزیز صاحب چودھری و ممبر اسمبلی ریاست پور قہلہ، ریاست پور قہلہ کی اسمبلی میں ”قانون انضباط تعداد ازواج“ کے نام سے ایک مسودہ پیش کرنا چاہتے ہیں۔ موصوف نے اس مسودہ قانون کو پیش کرنے کی اجازت طلب کرنے سے قبل اس کی ایک نقل حضرت مفتی اعظم مولانا کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ مائے ہند کو اظہار رائے کے لئے بھیجی۔ اس کے متعلق حضرت موصوف نے تحریر فرمایا۔

(جواب ۴۵۰) جناب کا منیت نامہ مع مسودہ ”قانون انضباط تعداد ازواج“ پہنچا۔ میں نے اس کا مطالعہ کیا۔ جناب نے جس غرض سے اسے پیش کرنے کا ارادہ کیا ہے وہ خود اس بل کی تمہید میں مرقوم ہے۔ اور یہ صحیح ہے کہ بہت سے مردوں کی سیاہ کاری سے عورتوں کو مصائب اور تکالیف پیش آرہی ہیں۔ مگر محترمی! میرا مستحکم اور پختہ خیال یہ ہے کہ یہ بل اور اس قسم کے تمام بل بجائے اس کے کہ ان مظالم کو روکیں شریعت مطہرہ کے اندر مداحات کا دروازہ کھولنے اور احکام شریعت کو غیر مسلم بھجوں کے ہاتھ میں کھلونا بنادینے کا دروازہ کھول دیں گے۔ سارا الیکٹ کا معاملہ جناب

(۱) بیع طلاق کل زوج بالغ عاقل (الدر المختار، کتاب الطلاق، ۳، ۲۳۵، سعید)

(۲) اذا كان الطلاق ماناً دون الثالث فله ان يتزوجها في العدة وبعد انقضائها (الهندية، کتاب الطلاق، الباب السادس في الرجعة ۲۰۶، ماحدہ)

(۳) حرمت علیکم وان تحمعوها بین الاحسین (النساء، ۲۳)

(۴) واذا كانت له امرأة فواراد ان يتزوج عليها اخرى وخاف ان لا يعدل بينهما لا يسعه ذلك وان كان لا يحاف وسعد ذلك والا متنازع اولی ویزحزح بترك ادخال العم علیها (الهندية، کتاب النکاح، الباب الحادی عشر فی القسم ۱۰، ۳۳۱، ماحدہ)

(۵) عن ابی هريرة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: اذا كانت عند الرجل امرأة تان فلم يعدل بينهما جاء يوم القیمة وشقه سافط (جامع الترمذی، ابواب النکاح، باب ما جاء فی التسوية بین النساء، ۱، ۲۱، سعید)

کے پیش نظر ہے۔ جمعیت علماء ہند اور ہندوستان کی دوسری مسلم جماعتیں اور جمعیتیں اس کے مسترد کرانے کے لئے اس وقت گورنمنٹ سے سر پیکار ہیں۔ اس میں بھی زیادہ تر سطح نظر یہی ہے کہ اس کی وجہ سے اسمبلی کے لئے دیگر مذہبی احکام میں مداخلت کا دروازہ کھل گیا ہے اور اس کو مسلمان برداشت نہیں کر سکتے۔ اس لئے میری ناچیز رائے اس بل کے قطعی خلاف ہے جو جناب پیش کرنا چاہتے ہیں۔

میری رائے یہ ہے کہ آپ کوئی ایسا مسودہ قانون پیش کریں جس کے ذریعے سے مسلمانوں کے شرعی معاملات نکاح طلاق خلع عنین مفتود وغیرہ کے تمام مقدمات فیصلہ کرنے کے لئے مسلمان قضا کی عدالت قائم کی جائے اور اس مسلم عدالت میں ان مقدمات کا فیصلہ کرنے کے لئے ایک مسلم قانون مرتب کیا جائے اور اس کے موافق مقدمات فیصلہ کئے جائیں۔ یہ کوئی نئی اور انوکھی بات نہیں ہے۔ اس سے پہلے بعض غیر مسلم ریاستوں میں اس قسم کے قاضی جن کو ان معاملات کے مقدمات فیصلہ کرنے کے اختیارات ہوئے ہیں مقرر تھے۔ اور امریکہ نے اپنی بعض ریاستوں میں ایسی شرعی عدالتیں مسلمانوں کے لئے قائم کی ہوئی ہیں۔ مسلمانان سیلون نے بھی اس مضمون کا مطالبہ اس نئی اسکیم میں پیش کیا ہے جو اصلاح کے لئے زیر غور ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ مہاراجہ کپور تھلہ ایک روشن خیال والی ریاست ہیں۔ اگر مسلمان ارکان اسمبلی متفقہ طور پر یہ مطالبہ پیش کریں گے تو مہاراجہ اس کی منظور دے دیں گے۔ آپ اس کی تمہید میں یہ ضرورت واقعہ ظاہر کریں کہ مسلمان کے مذہب کا یہ قطعی فیصلہ ہے کہ مسلمانوں کے شرعی معاملات میں غیر مسلم حاکم کا فیصلہ کافی نہیں ہے۔ بلکہ مذہبی احکام کے بموجب ان معاملات کا فیصلہ کرنے والا حاکم مسلمان ہونا ضروری ہے۔

اگر آپ کی کوشش سے یہ مطالبہ پورا ہو گیا تو پھر نہ صرف وہ مظالم جو تعدد اوزدولج سے پیش آتے ہیں بلکہ عورتوں کے متعلق تمام مظالم کا سدباب ہو جائے گا۔ اگر جناب اس مضمون کا بل پیش کرنے کا ارادہ فرمائیں گے تو میں اور میری جماعت پورے طور پر ہر ممکن امداد کے لئے تیار ہوگی۔ مجھے امید ہے کہ آپ اپنی رائے مبارک سے جلد منقطع فرمائیں گے۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ، ۲۶ مارچ سن ۳۰ء

اثہار والباب

ضبط تولید (بر تھ کنٹرول)

کنزور عورت کے لئے ضبط تولید

(سوال) مسئلہ بر تھ کنٹرول یعنی ضبط تولید پر اکثر آج کل مضمون شائع ہوا کرتے ہیں۔ ڈاکٹروں اور اطباء کی نظر میں کنزور عورتوں کا حاملہ ہونا ان کے اور آئندہ اولاد کے لئے مضر اور خطرناک سمجھا جاتا ہے۔ حمل کا متواتر ضائع ہو جانا، بار بار اسقاط ہونے کے باعث جسم میں خون کی کمی کا واقع ہونا، یا چند اعصابی امراض میں مبتلا ہو جانا جس کے باعث دل و دماغ کا کنزور ہو جانا، عام طور پر مخدوش زنانہ امراض میں مبتلا رہنا۔ ان صورتوں میں بعض کامل پرہیز صحبت سے بتاتے ہیں جو عرصے تک قائم رکھنا یا تو مشکل ہے یا ازدواجی تعلقات میں تنگی پیدا کرنے کا احتمال رکھتا ہے۔ بعض اطباء جو عالم بھی کہلاتے ہیں۔ اپنی روایت کے اشتہاروں میں تذکرہ کرتے ہیں کہ ضبط تولید یا بر تھ کنٹرول گناہ ہے مگر ان کی گولیاں کھانے سے دو تین سال تک ایسی کنزور عورتوں کو حمل قرار نہیں پاسکتا اور یہ گولیاں ان کی صحت کے لئے ضروری دوائی جاتی ہیں۔ مقصد ان گولیوں کا بھی وہی ہے جو دیگر ترکیب ضبط تولید کا ہے یعنی حفظ صحت و تندرستی اور یہ بھی بر تھ کنٹرول ہی کہلائے گا۔ ان صورتوں میں کوئی مؤثر تدبیر ضبط تولید کی اختیار کرنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۹۹۳ ایس۔ ایم۔ مرتضیٰ (ٹانا گمر) ۲۵ ربیع الاول سن ۱۳۵۵ھ ۱۶ جون سن ۱۹۳۶ء (جواب ۴۵۱) بر تھ کنٹرول یعنی ضبط تولید کے لئے کسی دوا کا استعمال کرنا یا اور کوئی جائز تدبیر عمل میں لانا اگر عورت کی کنزوری یا اس کی صحت کی خرابی کی بنا پر ہو تو مباح ہے۔ (۱) لیکن اگر کثرت اولاد کے خوف سے یا عورت کے حسن کے قائم رکھنے کے لئے ہو تو یہ مقاصد ناقابل اعتبار ہیں اور ضبط تولید کے لئے وجہ باحت نہیں بن سکتے۔ (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی

جماع کے وقت فرنیچ لیدر کا استعمال

(سوال) فرنیچ لیدر کا استعمال منکوحہ بیوی کے ساتھ جائز ہے یا نہیں؟ یہ تھیلی پاک کیونکر کی جاسکتی ہے؟ اور کیا اسے دھو کر دوبارہ استعمال کر سکتے ہیں؟ عزل کے واسطے کیلیوی کی اجازت ضروری ہے اگر عے تو کیوں؟

(جواب ۴۵۲) فرنیچ لیدر کا استعمال منکوحہ بیوی کے ساتھ جائز تو ہے مگر عزل کے ختم میں ہونے کی وجہ سے مکروہ ہوگا۔ (۲) یہ تھیلی دھو کر پاک ہو سکتی ہے اور مکرر استعمال میں آسکتی ہے۔ (۳) عزل کے لئے منکوحہ کی اجازت

(۱) المرصعة اذا ظهر بها الجبل وانقطع لبنها وليس لابی الصغير ما ستاجر به الظئر ويخاف هلاك الولد قالوا يباح لها ان تعالج في استئزال الدم مادام الحمل نطفة او علقة او مضغة لم يخلق له عضو وقد روت تلك المدة بمائة وعشرين يوما وانما ابا حوا لها فساد الحمل باستئزال الدم، لانه ليس بآدمي، فيباح لصيانة الأدمى (الخاتبة على الهامش الهندية، كتاب الحظر والاباحة، فصل في الختان، ۳/ ۲۱۰، ماجدية)

(۲) (ولا تقتلوا اولادكم خشية اطلاق) اى خوف ان تفترقوا افى ثانی الحال (تفسير ابن كثير، ۳/ ۳۸، سهيل اكيذمي لاهور) وفي صحيح البخارى: عن عبدالله قال: قلت يا رسول الله اى الذنب اعظم؟ قال: ان تجعل لله ندا وهو خلقك، ثم قال اى؟ قال: ان تقتل ولدك خشية ان يطعم معك (صحيح البخارى، باب قتل الولد خشية ان ياكل معه، ۲/ ۸۸۷، قديمي) (۳) عن عامر بن سعد ابى وقاص انه كان يعزل..... قال محمد: وبهذا نخذ لا نرى بالعزل باسا عن الامة، واما الخرة فلا ينبغي ان يعزل عنها الا باذن (مؤطا للإمام محمد، باب العزل، ۱/ ۲۳۹، مير محمد) (۴) المنى اذا صاب الثوب فان كان رطبا يجب غسله (الهندية، كتاب الطهارة، الباب السابع، ۱/ ۴۴، ماجدية)

چاہئے کیونکہ اولاد میں اس کا بھی حق ہے۔ (۱)

محمد کفایت اللہ غفرلہ،

تنظیم نسل یا ضبط تولید (ایک نامتام مضمون جو قلمی مسودہ سے نقل کیا گیا)

(سوال) کچھ عرصے سے ہندوستان کے ارباب فکر اور اہل قلم کے لئے ایک مسئلہ موضوع بحث بنا ہوا ہے جس کو تنظیم نسل یا ضبط تولید یا تحدید ولادت یا تہ کنٹرول کہا جاتا ہے۔ جہاں تک اصل مسئلے کا تعلق ہے۔ وہ کوئی نیا مسئلہ نہیں ہے۔ کیونکہ اس کا تعلق بنی نوع انسان کی ایک ایسی فطری قوت کے ساتھ ہے جو ابتدائے آفرینش سے خلاق عالم فاطر السموات والارض نے نوع انسان میں ودیعت رکھی ہے اور اس قوت اور اس کے صحیح استعمال پر نوع کے بقا اور تکثیر نسل کا مدار ہے۔ جس طرح دوسری فطری قوتیں اپنے استعمال میں مخصوص فطری اور شرعی نظام کی محتاج ہیں اسی طرح یہ قوت بھی فطری اور شرعی نظام کی پابندی سے مشغولی نہیں ہے۔

مبدائے فیاض نے سلسلہ تولد و تناسل کے لئے دور کن (مرد و عورت) بنائے اور دونوں میں فعل و افعال یا اختلاط و امتزاج کے اصول پر قوت تناسل و دیعت فرمائی۔ مرد و عورت دونوں اس قوت کے حامل ہیں اور اپنی اپنی فطری صلاحیتوں کے موافق اس سے کام لینے پر قدرت رکھتے ہیں۔ مگر ہر ایک کے لئے انفرادی اور اجتماعی استعمال کے فطری اور شرعی قوانین اور حدود ہیں کہ ان سے تجاوز کرنا فطرت اور شریعت کے نزدیک جرم ہے۔ (۲) مثلاً مرد و عورت دونوں کے لئے حرام ہے کہ وہ اس قوت کو انفرادی طور پر جلق یا مساحت سے ضائع کریں۔ (۳) یا نوعی توافق سے بے نیاز ہو کر کسی مخالف نوع (مثلاً حیوانات) کے ساتھ ہوس رانی کریں۔ (۴) اسی طرح فطرت سلمہ اور شریعت نے مردوں پر حرام کیا ہے کہ وہ بنی نوع کے کسی فرد (یعنی مرد یا عورت) (۵) کے ساتھ غیر محل حرث (۶) میں اپنی قوت شہوانیہ کو استعمال کر کے تباہ و برباد نہ کریں۔ چونکہ اس فعل خاف و وضع فطرت کی خواہش ابتدائے مرد کی طرف سے ہوتی ہے اس لئے اس بندش اور ممانعت کو ہم نے مردوں کی طرف براہ راست منسوب کر دیا ہے۔ منفعّل (مرد یا عورت) کے ذمہ بھی لازم ہے کہ وہ مطاوعت نہ کرے اور اپنے آپ کو اس فاحشہ اور انتہائی ذلت کے کام سے

(۱) کويعزل عن الحرة وكذا المكاتبه باذنها (الدر المختار، كتاب النکاح، باب المهر، ۳/ ۱۷۵، سعید)

(۲) فمن ابغى وراء ذلك فاولئك هم العادون (المنونون: ۶)

(۳) ففي الجوهرة: الا ستماء حرام (الدر المختار) وفي الرد: اى بالكف اذا كان لاستجلاب الشهوة (رد المحتار، كتاب الحدود، باب الوطء الذى يوجب الحد والذى لا يوجب، ۴/ ۲۷۰، سعید)

(۴) عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: من وجد تموة وقع علی بھیمۃ فاقتلوہ و اقلوا البھیمۃ. جامع الترمذی، باب جاء فیمن یقع علی البھیمۃ، ۱/ ۲۶۹، سعید)

اس حدیث سے اس فعل بیچ کی حرمت شدید معلوم ہوتی ہے کہ یہ اتنا سخت گناہ کا کام ہے کہ اس کے مرتکب کو قتل کر دیا جائے لیکن یہ حد نہیں بلکہ تعزیر ہے۔ کما فی الترمذی: عن ابن عباس: من اتی بھیمۃ فلا حد علیہ (ایضاً) وفي الدر: ولا یحد بوط و بھیمۃ بل یعزر (الدر المختار، كتاب الحدود، ۴/ ۲۶۹، سعید)

(۵) عن ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: من وجد تموة یعمل عمل قوم لوط، فاقتلوا الفاعل والمفعول بہ (جامع الترمذی، كتاب الحدود، باب ماجاء فی حد اللوطی، ۱/ ۲۷۰، سعید)

(۶) عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم: من اتی حاتضاً، او امرأۃ فی دبرھا او کاهنا فقد کفر بما انزل علی محمد (جامع الترمذی، کتاب الطہارۃ، باب ماجاء فی کراہیۃ اتیان الحاتض، ۱/ ۳۵، سعید)

محفوظ رکھے اور عزت انسانیت کو بچائے۔ (۱)

یہاں تک جن بند شوں اور حدود و قیود کا ذکر کیا گیا ان کے بارے میں قوانین فطرت اور محکمات شریعت آئین عقل اور ضابطہ اخلاق سب متفق ہیں۔ ان قیود اور بند شوں کے نہ صرف مستحسن بلکہ لازم اور ضروری ہونے میں کسی کو کام نہیں۔ اور یہ ہمارے زیر بحث مسئلہ سے بھی متعلق نہ تھیں مگر ہم نے ان کو بعض آئندہ مضامین کی تمہید کے طور پر ذکر کر دیا ہے۔

اس کے بعد یہ بحث سامنے آتی ہے کہ سلسلہ تناسل کے یہ دونوں رکن مرد و عورت فطری قانون کے موافق اپنی قوتوں کو کیف و کيف استعمال کرنے میں بھی آزاد ہیں یا اس مرحلے پر بھی ان پر کچھ قيود عائد کی جاسکتی ہیں۔ تو اس کا جواب بھی صاف ہے کہ ہر مرد اور ہر عورت اس مرحلے پر بھی آزاد نہیں ہے کہ وہ اپنی قوتوں کو علی الاطلاق اختیاط کے لئے استعمال کر سکیں۔ مردوں کے لئے بھی حدود مقرر ہیں اور عورتوں کے لئے بھی اور یہ حدود فطرت سلیمہ کی طرف سے اور کبھی شریعت کی طرف سے عائد کی گئی ہیں۔ مثلاً مرد کو اس کا پابند کیا گیا ہے کہ وہ جس عورت سے تعلق ازدواج قائم کرے اس کو ہمیشہ کے لئے شریک زندگی بنانے کی نیت سے کرے اور جب تک اس کو خاص رسوم کے ذریعہ اپنی بیوی نہ بنا لے اس وقت تک اس کے ساتھ مباشرت نہ کرے۔ (۲) ازدواجی تعلق قائم کرنے سے پیشتر کسی آزاد عورت کے ساتھ مباشرت کرنا شرعی اور معاشرتی جرم ہے۔ (۳) جس کو عرف عام میں زنا سے تعبیر کیا جاتا ہے اور جو بعض قيود کے اضافہ کے ساتھ قانوناً بھی جرم ہے۔

پھر جو مرد کسی عورت کے ساتھ ازدواجی تعلق قائم کرنا چاہے اس پر شریعت کی طرف سے لازم ہے کہ وہ عورت محرمات شریعہ میں سے نہ ہو۔ یعنی نہ نسب کے لحاظ سے اس پر حرام ہو نہ مصاہرۃ کے اعتبار سے اور نہ منکوحۃ اخیر ہو اور نہ کسی ایسی عورت کے ساتھ اس کا نکاح میں اجتماع لازم آئے جس کے ساتھ جماع کرنا شریعاً حرام ہے۔ (۲)

چونکہ ازدواجی تعلق فطرت کے اہم ترین منشا اور غرض کو پورا کرنے کے لئے قائم کیا جاتا ہے یعنی بقائے نوع و تکثیر نسل، اس لئے اس تعلق کو مستحکم بنیادوں پر قائم کرنے اور دائمی تاحیات زوجین قائم رکھنے کے لئے جتنی باتوں کی ضرورت تھی اسلام نے ان میں سے ہر ایک بات کے متعلق کھلی ہوئی ہدایتیں دیں۔ اور پورا اہتمام کیا کہ زوجین ان کی پوری پابندی کر کے اپنی زندگی کو بھی شیریں اور پر لطف بنائیں اور فطرت کے منشا کی بھی علی احسن الوجوہ تکمیل کریں۔ مثلاً انفس تعلق ازدواج کے متعلق سرور عالم ﷺ کے ارشادات گرامی ملاحظہ ہوں :-

(۱) قرآن مجید میں مومن کی اخروی کامیابی کی ایک شرط شرم گاہ کی حفاظت بھی ہے

والذين هم لفروا عنهم حافظون (المؤمنون : ٥)

(٢) عن أبي نصره قال كان ابن عباس يا مربي المتعة وكان ابن الزبير ينهى عنها، قال فذكرت ذلك لجابر بن عبد الله فقال : على يدي دار الحديث تمتعنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما قام عمر قال ان الله كان يحل لرسوله ماشاء بماشاء وان القرآن قد نزل منازل فاتموا الحج والعمرة كما امركم الله وابتوا نكاح هذه النساء فلن اوتي برجل نكح امرأة الى اجل الا رجمته بالحجارة (الصحيح لمسلم، كتاب الحج، ١/ ٣٩٣: قديمي) (٣) ولا تقربوا الزنا انه كان فاحشة وساء سبيلا (سورة بني اسرائيل: ٣٢) (٤) حرمت عليكم امهاتكم وبناتكم واخواتكم وعماتكم وعماتكم وبنات الاخ وبنات الاخت وامهاتكم التي ارضعنكم واخواتكم من الرضاعة وامهات نسائكم وربائبكم التي في حجبكم من نسائكم التي دخلتم بهن فان لم تكونوا دخلتم بهن فلا جناح عليكم وحلال ابناؤكم الذين من اصلابكم وان تجمعوا بين الاختين الا ما قد سلف ان الله كان غفورا رحيمًا والمسحست من النساء (النساء: ٢٣-٢٤) وفي الهندية لا يجوز للرجل ان يتزوج زوجة غيره (الهندية، كتاب النكاح، الباب الثالث في بيان المحرمات، القسم الثامن، ١، ٢٨٢، ماجدية)

ازدواج و نکاح کی ترغیب

(۱) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا معشر الشباب من استطاع منكم الباءة فليتزوج فإنه أغض للبصر وأحصن للفرج۔ (۱) انتہی 'مختصراً متفق عليه' ترجمہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اے نوجوانو! تم میں سے جو شخص ازدواجی زندگی کا بدار اٹھا سکتا ہے اسے لازم ہے کہ نکاح کرے کہ یہ اس کی نظر کو نیچی رکھنے والا اور شرم گاہ کا محافظ ہے۔

(۲) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ثلثة حق على الله عونهم المكاتب الذي يريد الا داء والناكح الذي يريد العفاف والمجاهد في سبيل الله (۲) (ترمذی نسائی ابن ماجہ کذا فی المشکوۃ) ترجمہ :- آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ تین شخص ہیں جن کی مدد اللہ تعالیٰ نے خود اپنے فضل و کرم سے اپنے اوپر لازم کر لی ہے (۱) مکاتب جو آقا کو طے شدہ رقم ادا کرنا چاہتا ہے اور (۲) نکاح کرنے والا جو پاک دامن رہنے کے ارادے سے نکاح کرنا چاہتا ہے اور (۳) اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والا۔

(۳) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الدنيا كلها متاع وخير متاع الدنيا المرأة الصالحة (۳) (مسلم شریف کذا فی المشکوۃ) ترجمہ :- آنحضرت ﷺ نے فرمایا دنیا تمام کی تمام انسان کے فائدہ اٹھانے کا سامان ہے اور دنیا کے تمام سامانوں میں سے بہترین سامان نیک عورت ہے۔

(۴) قال النبي صلى الله عليه وسلم ما استفاد المومن بعد تقوى الله خيراً له، من زوجة صالحة ان امرها اطاعته وان نظر اليها سرته وان اقسم عليها ابوته وان غاب عنها نصحتة في نفسها وماله۔ (۴) (ابن ماجہ کذا فی المشکوۃ) ترجمہ :- آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان کے لئے اللہ تعالیٰ کے تقویٰ (یعنی ایمان و اعمال صالحہ) کے بعد اس سے زیادہ بہتر کوئی چیز نہیں کہ اسے نیک بیوی میسر ہو جائے جو اس کے احکام کی تعمیل کرے اور جب یہ اس کی طرف نظر اٹھائے تو وہ اس کو حسن خلق اور خندہ پیشانی سے مسرور کر دے۔ اور اگر یہ کوئی ایسی قسم کھا لے جس کا پورا کرنا بیوی کے قبضہ میں ہو تو اس کی قسم پوری کر دے اور اگر یہ کہیں چلا جائے تو بیوی اپنے نفس کے رویہ اور مرد کے مال میں خیر خواہی اور اخلاص کرتے۔

(۵) عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال رد رسول الله صلى الله عليه وسلم على عثمان بن مظعون التبتل ولو اذن له لا تختصينا۔ (۵) (متفق عليه کذا فی المشکوۃ) ترجمہ :- سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے عثمان بن مظعون کی بجز درہنہ کی درخواست نام منظور فرمادی مگر حضور ان کو تجرد کی اجازت دے دیتے تو ہم اپنے آپ کو نجس کر لیا کرتے۔

(۱) صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب من لم يستطع الباءة فليصم، ۷۵۸/۲، قدیمی۔

(۲) جامع الترمذی، ابواب فضائل الجہاد عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم، باب ماجاء فی الجہاد والمکاتب والناکح وعون اللہ ایامہ، ۲۹۵/۱، سعید و کذا فی سنن ابن ماجہ، ابواب العتق، باب المکاتب، ص: ۱۸۱، قدیمی۔

(۳) الصحیح لمسلم، کتاب الرضاع، باب الوصیۃ بالنساء، ۷۵۱/۳، قدیمی و کذا فی کنز العمال، کتاب النکاح، ۱۶، ۷۷۸۔ (رقم الحدیث: ۴۳۴۵۱) التراث الاسلامی بیروت۔

(۴) سنن ابن ماجہ، ابواب النکاح، باب افضل النساء، ص: ۱۳۳، قدیمی و کذا فی کنز العمال، کتاب النکاح، ۱۶، ۷۷۲۔ (رقم الحدیث: ۴۳۴۱۰) التراث الاسلامی بیروت۔

(۵) صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب ما یکرہ من التبتل والخصاء، ۷۵۹/۲، قدیمی۔

مذکورہ احادیث اور اسی قسم کی بکثرت روایات تعلق ازدواج کی اہمیت اور اس کی فضیلت بصراحت تمام ثابت کرتی ہیں۔ اس کے بعد وہ احادیث ملاحظہ ہوں جن میں آنحضرت ﷺ نے شریک زندگی کے انتخاب میں ان صفات کی طرف توجہ دلائی ہے جو زوجین کی آئندہ زندگی کو پر کیف اور مسرت سے معمور کرنے والی اور ان کے تعلقات کو استحکام بخشنے والی ہیں۔

(۶) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تنكح المرأة لا ربح لها ولحسبها ولجمالها ولدلبيتها فاطر بذات الدين الخ۔ (۱) (متفق عليه كذا في المشكوة) ترجمہ :- آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ عورت سے نکاح کرنے میں چار (۴) چیزوں کا خیال رکھا جاتا ہے۔ (۱) عورت کے مالدار ہونے کا (۲) اس کی خاندانی برتری کا۔ (۳) اس کی خوبصورتی کا۔ (۴) اس کی دینداری کا۔ تو تم دیندار عورت حاصل کرنے میں کامیابی حاصل کرو۔

(۷) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا جاءكم من ترضون دينه وخلقه فانكحوه الا تفعلوا تكن فتنة في الارض وفساد قالوا يا رسول الله وان كان فيه قال اذا جانكم من ترضون دينه وخلقه فانكحوه ثلث مرات (۲) (ترمذی) ترجمہ :- آنحضرت ﷺ نے فرمایا جب تمہارے پاس کوئی ایسا شخص پیام لے کر حاضر ہو جس کی دینداری اور خوش خلقی تمہیں پسند ہو تو اس کا پیام منظور کر کے مطلوبہ لڑکی کا نکاح اس کے ساتھ کرو۔ اگر ایسا نہ کرو گے (یعنی نکاح میں دین و اخلاق کا لحاظ مقدم نہ رکھو گے) تو زمین میں فتنہ و فساد پھیل جائے گا۔ اگر ایسا نہ کرو گے تو زمین میں فتنہ و فساد پھیل جائے گا۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر اس میں کوئی فی ہو؟ (۱) حضور نے فرمایا جب تمہارے پاس ایسا شخص پیام دے جو دین اور اخلاق میں پسندیدہ ہو تو نکاح کر دو اور اس جملے کو تاکید تین مرتبہ فرمایا۔

مذکورہ احادیث میں عورت کی ان صفات کا ذکر فرمایا ہے جو استحکام رشتہ الفت و محبت کے لئے ضروری ہیں اور ظاہر ہے کہ دینداری اور حسن خلق ہی ایسی چیزیں ہیں جو عورت کو مراعات حقوق اور حفظ مراتب پر آمادہ کر سکتی ہیں۔ اسی لئے ان دونوں کو دوسری چیزوں پر مقدم رکھا۔ اور ان کی رعایت کو ضروری قرار دیا۔ بلکہ ہمیں آنحضرت ﷺ کے ایسے کلمات طیبات بھی ملتے ہیں جن میں نری مالداری اور خوبصورتی اور نسبی برتری کو نظر انداز کرنے کی تلقین فرمائی گئی ہے۔

(۸) لا تنكحوا المرأة لحسنها ففسي حسنها ان يرديها ولا تنكحوا المرأة لما لها ففسي مالها ان يطغيها وانكحوا لها لدينها فلا مة سوداء خرماء ذات دين افضل من امراء عسنا لا دين لها۔ (۲) (رواد سعید بن منصور فی سننه كذا في العمال) ترجمہ :- آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ کسی عورت سے محض حسن کی بنا پر نکاح نہ کرو ممکن ہے کہ اس کا حسن اس کو ہلاکت میں ڈال دے اور کسی عورت سے محض مالدار ہونے کی وجہ سے نکاح نہ کرو۔ ممکن ہے کہ اس کا مال اس کو سرکش اور نافرمان بنادے۔ ہاں عورت کے دیندار ہونے کی بنا پر

(۱) صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب الا کفء فی الدین، ۲/۶۲، قدیمی و کذا فی الصحیح لمسلم، کتاب النکاح، باب جواز

ہبتھا نو ہبتھا لضرئھا، ۳/۷۳، قدیمی۔

(۲) جامع الترمذی، ابواب النکاح، باب ما جاء فی النهی والتبلی، ۱/۲۰۷، سعید۔

(۳) نز العمال، کتاب النکاح، ۱۶۰/۳۰۳، (رقم الحدیث: ۴۴۶۰۰۸)، التراث الاسلامی بیروت

نکاح کیا کرو کیونکہ سیاہ فام گن چری عورت (باندی) کو دیندار ہو تو وہ خوبصورت بے دین عورت سے افضل ہے۔

(۹) لا تنکحوا النساء لحسنھن فعی حسنھن ان یردینھن ولا تنکحوھن لا موالھن فعی اموالھن ان یطغیھن فانکحوھن علی الدین ولا مہ سوداء خرماء ذات دین افضل^(۱) (رواہ الطبرانی والبیہقی کذا فی کنز العمال) ترجمہ :- آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ عورتوں سے محض ان کے حسن کی وجہ سے نکاح نہ کرو ممکن ہے کہ ان کا حسن ان کے لئے موجب ہلاکت ہو جائے۔ اور نہ ان کی مال داری کی بنا پر نکاح کرو۔ ممکن ہے کہ ان کا مال ان کے لئے سبب رعونت و سرکشی ہو جائے تو تم ان کی دینی صلاحیت پر نکاح کرو اور پیشک ایک سیاہ فام گن چری عورت (باندی) جب کہ دیندار ہو افضل ہے۔ (نامتمام)

(۱) کنز العمال، کتاب النکاح، ۱۶، ۳۰۴، (رقم الحدیث: ۴۴۶۰۷، التراث الاسلامی بیروت۔

انیسوال باب

متبنی

متبنی بنانا درست ہے یا نہیں؟

(سوال) زید نے ایک لڑکے کو متبنی بننا رکھا ہے اور اس کے باپ حقیقی اولاد بھی موجود ہے متبنی لڑکے سے بہت خاطر مدارات اور اچھی طرح سے اس کی پرورش کرتا ہے اور حقیقی اولاد کے ساتھ اچھی طرح برتاؤ نہیں کرتا اور نہ ان کی تربیت کا خیال ہے۔ آیا اس صورت میں زید حقیقی اولاد کی حق تلفی کرتا ہے یا نہیں؟ اور متبنی بنانا درست ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۷۸۷۸ السلام الدین چاہر ہٹ دہلی۔ ۱۶ رمضان سن ۱۳۵۲ھ ۳ جنوری سن ۱۹۳۳ء (جواب ۴۵۴) متبنی بنانا تو درست ہے۔ لیکن متبنی بنانے سے متبنی کے لئے حقیقی اولاد کے احکام ثابت نہیں ہوتے۔ (۱) اور نہ متبنی کو وراثت کا حق حاصل ہوتا ہے۔ حقیقی اولاد کا حکم اور حقوق متبنی کی وجہ سے تبدیل نہیں ہو جاتے۔ (۲) اگر یہ شخص متبنی کی خدمت گزاری اور اطاعت شعاری کی وجہ سے اس کی خاطر مدارات کرتا ہے اور حقیقی اولاد کی نافرمانی کی وجہ سے ناراض ہے تو اس میں وہ ایک حد تک معذور ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر حقیقی اولاد بھی اطاعت شعار اور خدمت گزار ہو اور یہ بغیر وجہ معقول متبنی کو اولاد پر ترجیح دے تو بے شک حق تلفی کا مواخذہ دار ہوگا۔ (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ ا۔

متبنی کو بیٹا کہہ کر پکارنا

(سوال) ایک شخص نے وراثت ہونے کی وجہ سے ایک لڑکے کو متبنی بنایا لیکن اپنی بیوی سے وودھ نہیں پلویا۔ وہ لڑکا ان دونوں کو ماں باپ کہہ کر پکارتا ہے اور وہ دونوں بھی اس کو بیٹا کہتے ہیں یہاں علماء کے درمیان یہ اختلاف ہے کہ بعض تو کہتے ہیں کہ اس بچہ کو بیٹا کہہ کر پکارنا حرام ہے۔ اور وہ باپ کہہ کر پکارے تو یہ بھی حرام ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اگر وہ باپ کہہ کر پکارے تو جائز ہے مگر ان کو جواب دینا حرام ہے۔

المستفتی نمبر ۲۱۸ حکیم مولوی عزیز الرحمن (چانگام) ۷ ارجب سن ۱۳۵۳ھ ۷ اکتوبر سن ۱۹۳۴ء (جواب ۴۵۵) اس لڑکے کے لئے جائز ہے کہ یہ اپنے متبنی بنانے والے کو باپ اور اس کی اہلیہ کو ماں کہہ کر پکارے اور ان دونوں کے لئے جائز ہے کہ وہ اس کو بیٹا کہہ کر پکاریں۔ شریعت میں اس کی ممانعت نہیں۔ شرعی حکم یہ ہے کہ متبنی بیٹے کو حقیقی بیٹے کے احکام شریعیہ نکاح وراثت پر ذرہ وغیرہ میں شریک نہ سمجھا جائے۔ (۱) شفقت اور پرورش کے لحاظ سے بیٹا کہنے اور پکارنے کی ممانعت نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ ا۔

(۱) وما جعلکم ادعیا نکم ابنائکم۔ (الاحزاب: ۴) قال الصابونی: ادعیا نکم جمع دعی وهو الذی یدعی ابنا ولیس باین وهو التبنی الذی کان فی الجاہلیۃ (روائع البیان تفسیر آیات الاحکام لمحمد علی الصابونی، ۲/ ۵۳ مکتبۃ الغرالی دمشق)
(۲) ذلک قولکم بافرأھکم: (الاحزاب: ۴) قال الجصاص فی تفسیر: یعنی انه لا حکم له وانما هو قول لا معنی له ولا حقیقۃ (احکام القرآن، ۳/ ۳۵۴، دارالکتاب العربی بیروت)
(۳) حدثنا حماد عن حاحب بن الفضل بن المہلب عن ابیہ قال سمعت النعمان بن بشیر یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعدلوا بین ابنائکم اعدلوا بین ابنائکم (مس ابی داؤد، کتاب النکاح، باب الرجل یفصل بعض ولده فی النحل، ۲/ ۱۳۴، سعید)

متبنی بنانا شرعاً کیسا ہے ؟
(سوال) متبنی بنانا شرعاً جائز ہے یا نہیں ؟

المستفتی عبدالستار خاں (ٹونک)

(جواب ۴۵۶) تنبیت یعنی کسی دوسرے کے بیٹے کو اپنا بیٹا بنانا یعنی حقیقی بیٹے کے احکام اس پر مترتب کرنا جیسا کہ عرب میں دستور تھا اور اب بھی ہندوؤں اور بعض دوسری قوموں میں مروج ہے منسوخ اور مردود ہو چکا۔ اس میں کوئی نزاع نہیں۔ یہ شرعاً اور عقلاً باطل ہے کہ مخلوق میں ماءِ عمر و لن زید ہو جائے۔ ربی یہ بات کہ اگر زید عمرو کے بیٹے کو لے کر اپنے بیٹے کی طرح پرورش اور تربیت کا متحمل کرے اور یہ کہے کہ میں نے عمرو کے بیٹے کو اپنا کر لیا ہے۔ یعنی مثل اپنے بیٹے کے اس کی پرورش و تربیت کا کفیل ہو گیا ہوں۔ ہے وہ عمرو ہی کا بیٹا۔ میرا حقیقی بیٹا نہیں ہے ہاں متبنی ہے تو اس کی ممانعت کی کوئی دلیل نہیں قرآن پاک کی آیت ماجعل ادعیاء کم ابناء کم (۲) اور ادعوہم لابنہم (۳) اور عبارات تفسیر یہ سب اسی تنبیت کے متعلق ہیں جس میں لن حقیقی کے احکام متبنی پر جاری کئے جاتے تھے۔ اور حقیقی باپ سے نسبت منقطع کر کے متبنی بنانے والے کی طرف مثل حقیقی بیٹوں کے منسوب کر دیا جاتا تھا۔ لیکن جب کہ یوں کہا جائے کہ زید بیٹا تو محمود کا ہے مگر خالد نے اسے پرورش و تربیت کے لئے منہ بولا اپنا بنا لیا ہے۔ خالد اپنی زندگی تک یا ایک مدت معینہ تک اس کے مصارف کا متکفل ہے۔ وہ خالد کا وارث نہیں اور کوئی حکم حقیقی بیٹے کا اس پر جاری و ثابت نہیں تو اس کے جواز میں کوئی شبہ نہیں۔

یہ بات کہ کسی حال میں اور مجازاً ابھی کسی کو بیٹا کہنا جائز ہے۔ یا یہ کہ فقہ کے بعض مسائل مثلاً کسی مجہول النسب اور ایسے شخص کے بارے میں یہ اقرار کرنا کہ یہ میرا بیٹا ہے جس کا عمر کے لحاظ سے مقرر کیا ہونا ممکن ہو اجرائے احکام کا موجب ہوتا ہے حقیقتہً تنبیت کا جواز ثابت کرنا میرے خیال میں درست نہیں۔ (۴)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(جواب ۱) از نائب مفتی صاحب (یشک یہ فیصلہ حضرت مفتی صاحب کا نہایت صحیح و درست ہے۔ تنبیت حقیقی منسوخ اور مردود ہے اور تنبیت مجازی جائز و مشروع ہے۔ اور فقہاء کے بعض مسائل سے تنبیت حقیقی کا جواز ثابت کرنا غلط ہے۔ (۵)

فقط حبیب الرحمن سلیم غفرلہ

(۱) (قولهکم بافوا حکم) فقط من غیر ان یكون له مصداق وحقیقة فی الاعیان فاذا هو بمعزل من استیاع احکام النبوة کما زعمتم (تفسیر ابی السعود، ۴/ ۳۰۰، مکتبۃ الریاض) قال ابن کثیر : وقد كانوا یعاملونہم معاملة الابناء من کل وجه فی الخلوة بالمحارم وغیرہ ذلك ، ولہذا قالت سہیل بنت سہیل امرأۃ ابی حذیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہما : یا رسول اللہ انا کنا ندعو سالماً ابناً ، وان اللہ قد انزل ما انزل وانہ کان یدخل علی وائی اجدفی نفس ابی حذیفۃ من ذلك شیناً ، فقال صلی اللہ علیہ وسلم ارضعہ تحرمی علیہ (تفسیر ابن کثیر، ۳/ ۳۶۶ سہیل اکیڈمی)

وایضاً قال : (ادعوہم لابانہم هو اقسط عند اللہ) هذا امرنا سخ لما کان فی ابتداء الاسلام من جواز ادعاء الابناء الا جانب وہم الا دعیاء فامر بآزک وتعالیٰ برؤسہم الی ابانہم فی الحقیقة وان هذا هو العدل ، والقسط والبر (ایضاً)

(۲) الا حزاب : ۴

(۳) الا حزاب : ۵

(۴) وهو الذی یدعی ابناً وليس بابن وهو التبنی الذی کان فی الجاہلیۃ وابطلہ الاسلام (روائع البیان تفسیر آیات الاحکام، ۲/ ۲۵۴، مکتبۃ الغزالی دمشق) (۵) ایضاً

متبنی کے لئے وصیت کرنا

(سوال) ایک شخص نے اپنی وفات سے نو سال قبل ایک لڑکی کے ہمراہ کو اپنا متبنی بنایا۔ اور اپنی وفات سے پیشتر چند معززین کو بلا کر وصیت کی کہ میری وفات کے بعد مذکورہ بالا لڑکی میری جائیداد کی جائز وارث ہوگی۔ اس کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۹۱۲ حاجی محمد تقی پانی پت۔ ۲۰ صفر سن ۱۳۵۵ھ ۴ مئی سن ۱۹۳۶ء

(جواب) (از مولوی حمد اللہ پانی پتی) شریعت میں متبنی بنانے سے مال پر کچھ اثر نہیں پڑتا۔ لہذا لڑکی کا وارثت سے کچھ تعلق نہیں۔ مال کے وارث اس کے وارث قریبی بعیدی جو ہوں گے ان کو حق پہنچے گا البتہ چونکہ مرنے والا وصیت کر گیا ہے کہ میرے مال کو میرے مرنے کے بعد لڑکی متبنی کو دے دینا لہذا وصیت کی رو سے لڑکی کو تہائی مال ملے گا۔ (۱) جیسا کسی غیر کو وصیت کر جاتا تو تہائی اس کو ملتی۔ واللہ اعلم بالصواب حمد اللہ غفرلہ

(جواب ۴۵۷) (از حضرت مفتی اعظم) اگر الفاظ یہ تھے جو سوال میں مذکور ہیں کہ ”میرے وفات کے بعد لڑکی جائز وارث ہوگی۔“ تو یہ لغویں وصیت نہیں۔ ہاں اگر یہ کہا ہو کہ سب ترکہ اس کو دے دینا تو وصیت ہوگی اور ثلث میں جاری ہوگی۔ (۲)

محمد کفایت اللہ

(جواب الجواب) (از مولوی حمد اللہ پانی پتی) مولانا المکرم زاد الطافکم۔ بعد سلام مودبانہ عرض ہے۔ مشکور ہوں کہ گرامی نامہ جلدی موصول ہو گیا اور جناب نے اصلاح فرمادی۔ اور مجھ سے بارہا کہا ہو گیا ایک سند حاصل ہو گئی۔ لیکن ابھی تک پوری تسکین و انشراح صدر حاصل نہیں ہوا، جس کی مجھ کو خالص اپنے لئے ضرورت ہے۔ جناب نے کوئی حوالہ یا دلیل تحریر نہیں فرمائی کہ کیوں الفاظ مذکورہ سوال لغوی ہیں۔ وصیت میں تملیک مضاف الی ما بعد الموت ہے۔ لفظ وصیت کوئی ضروری نہیں بلکہ اور الفاظ سے بھی ہو سکتی ہے۔ وصیت، وراثت میں مشابہت بھی لکھتے ہیں کہ دونوں میں قائم مقامی ہے۔ عاقل بالغ کے کلام کو حتی الامکان صحت پر محمول کرنا چاہئے حقیقت نہ ہو تو مجازی۔ وصیت بعض موقع پر غلط الفاظ سے بھی مان لی جاتی ہے۔ جیسے کوئی وارث کو وصیت کرے تو افغونہ ہوگی بلکہ موقوف اجازت پر ہوگی۔ تمام مال وصیت ہوگی تو ثلث میں رکھی جائے گی۔ تو اگر یہ کہے کہ میرے مرنے کے بعد فلاں میرا جائز وارث ہے یا ہوگا اور میں یہ وصیت کرتا ہوں تو کیوں اس کو وصیت نہ رکھا جائے اور لفظ جائز کو لغو کر دیا جائے اور وارث کے لفظ کو موضوع لے، پر محمول کر کے وصیت کے طور ثلث دے دیا جائے۔ فقط

مکرر یہ بھی عرض ہے کہ مرنے والے کی غرض تو یہ ہے کہ اس کو تمام مال دیا جائے پھر بعض بھی نہ ملے تو غرض کے خلاف ہے۔ اس کے علاوہ بعض حضرات دیوبندی اپنا خیال وصیت کا ظاہر کرتے ہیں۔ مگر دلیل اور حوالہ نہیں اور نہ دستخط۔ میں دوبارہ جناب کو تکلیف دیتا ہوں۔ امید ہے کہ اس طرح تحریر فرمائیں گے کہ طبیعت یکسو ہو جائے گی۔ والسلام۔

(۱) ولا تحوز بما زاد علی الثلث لقول النبی علیہ السلام فی حدیث سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ۔ الثلث والثلث کثیر بعد مانفی وصیتہ بالکل والنصف (الہدایۃ، کتاب الوصایا، ۳، ۲۵۵-۲۵۶، شریکۃ علمیہ)

(۲) ایضاً

(جواب ۸) از حضرت مفتی اعظمؒ سوال میں جو الفاظ مذکور ہیں وہ صرف یہ ہیں (میری وفات کے بعد مذکورہ لڑکی میری جائیداد کی جائز وارث ہوگی) یہ ایک جملہ خبریہ ہے۔ انشا پر اسے محمول کرنا اور اس سے انشاء وصیت نکالنا متصور نہیں۔ متوفی کے الفاظ میں وصیت کا لفظ بھی نہیں۔ سائل اپنے بیان میں یہ کہتا ہے۔ چند معززین کو بلا کر یہ وصیت کی تو یہ لفظ وصیت اس نے استعمال کیا ہے۔ متوفی کے الفاظ میں نہیں ہے۔ متوفی کے الفاظ کا جملہ خبریہ چونکہ غلط اور شریعت کے خلاف ہے کہ ایک غیر وارث کو وہ جائز وارث بتا رہا ہے اس لئے وہ غلط اور لغوی ہوگا۔ اس کے سوا اور کوئی اس کا محل نہیں۔ اگر مرحوم کے الفاظ میں یہ ہوتا کہ ”میں تمام جائیداد کی اس کے لئے وصیت کرتا ہوں۔ یا اپنی تمام جائیداد اس کو دیتا ہوں۔ یا میری تمام جائیداد اس کو دے دینا۔ یا میری تمام جائیداد کا مستحق اس کو سمجھنا۔ یا میں اپنی جائیداد کا مستحق اس کو قرار دیتا ہوں۔ یا اپنی جائیداد کا وارث اس کو قرار دیتا ہوں۔“ تو ان تمام صورتوں میں ہم اس کو وصیت قرار دیتے اور ایک ثاب اس کو دلا دیتے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ اعلم ،

متبنی کے لئے میراث میں کوئی حصہ نہیں

(سوال) زید نے یہ وجہ لاولد ہونے کے ایک لڑکا اپنی سالی یعنی بیوی کی بہن کا پرورش کیا۔ آیا شرعاً وہ زید کا بیٹا ہو سکتا ہے یا نہیں اور زید کے انتقال کے بعد اس کی جائیداد میں سے کچھ ترکہ اس کو پہنچے گا یا نہیں۔ بعد ازاں زید نے ایک مسجد کی تعمیر کی اور اپنی کچھ جائیداد اس مسجد کے نام وقف کر دی۔ اب زید فوت ہو گیا۔ اور اس نے اپنے بعد ایک بیوی اور ایک بچہ حقیقی یعنی اپنے بڑے بھائی کا لڑکا اور دو بھانجے یعنی بہن کے لڑکے چھوڑے ہیں مگر زید کا بھائی یعنی بچہ کا باپ اور زید کی بہن یعنی بھانجوں کی ماں زید کے سامنے ہی فوت ہو چکے ہیں لہذا اب زید کی بقیہ متروکہ جائیداد کس طرح پر تقسیم ہوگی، کون کون حق دار ہوگا اور کس کس کو کتنا حق پہنچے گا؟

المستفتی نمبر ۲۱۳۲ شمت اللہ صاحب امر وہ۔ ۱۶ اشوال سن ۱۳۵۶ھ ۲۰ ستمبر سن ۱۹۳۷ء (جواب ۴۵۸) متبنی کا کوئی حق بہ نسبت متبنی ہونے کے نہیں (۱) یعنی نہ وہ بیٹے کی طرح میراث پا سکتا ہے نہ بیٹے کے دوسرے احکام اس پر جاری ہوتے ہیں (۲) اگر زید نے اس کو حق میں کوئی وصیت کی ہو تو وصیت کی رو سے ایک ثاب ترکہ کے اندر اس کا استحقاق ثلاث ہو سکتا ہے۔ (۳) اور اگر کوئی وصیت نہ ہو تو زید کا ترکہ اس کی بیوی اور بچے کو ملے گا۔ بیوی کو پہلے مرد دیا جائے گا۔ اور پھر (اگر اور کوئی قرض و وصیت نہ ہو) تو بقیہ ترکہ کی چوتھائی اس کو حق میراث دی جائے۔ (۴) اور نیز چوتھائی بچے کا حق ہے۔ (۵) بھانجوں کا کوئی حق نہیں۔ (۶)

محمد کفایت اللہ کان اللہ اعلم ، دہلی

(۱) البیہ ذی الارحام کو میراث ملے گی۔ کما فی قوله تعالیٰ : واولوا الارحام بعضهم اولی ببعض فی کتاب اللہ (الاحزاب : ۶)

(۲) وما جعلکم ادعیاءکم انماکم ذلکم قولکم بافواہکم واللہ یقول الحق وھو یمہدی السبیل۔ (الاحزاب : ۳)

(۳) وتجاوز بالثلث الا جنسی عند عدم المانع (الدر المختار ، کتاب الوصایا ۶/ ۱۵۰، سعید)

(۴) ولین الربع مما ترککم ان لم یکن لکم ولد۔ (النساء : ۱۲)

(۵) والعصبة کل من یأخذ ما ابقته اصحاب الفرائض۔ (السراجی فی المیراث ص : ۳، سعید) وایضاً قال فی بیان العصبات : اما العصبۃ بنفسہ ثم جزاء ابیہ ای الاخوة ثم بنوہم۔ (السراجی ، ص : ۱۳، سعید)

(۶) اس صورت میں عصبہ کے ہوتے ہوئے ذی الارحام کا کوئی حصہ نہیں۔ کما فی السراجی : ثم بالعصبات من جهة النسب۔ ثم ذوی الارحام (السراجی فی المیراث، ص : ۳، سعید)

یسوال باب

نکاح زانی وزانیہ

زنا سے حاملہ عورت کے ساتھ نکاح صحیح ہے

(سوال) ایک شخص نے کسی عورت اجنبیہ غیر منکوحہ غیر معتدہ سے زنا کیا اور اس زنا سے وہ عورت حمل بردار ہوئی۔ زانی اقرار کرتا ہے کہ میرے زنا سے ہے اور مزنیہ بھی اقرار کرتی ہے کہ اسی کا ہے اور کسی سے نہیں۔ لہذا ان دونوں کا نکاح کر دیا گیا۔ یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۶۵۳ محمد اثنی (برما) ۲۴ رجب سن ۱۳۵۴ھ ۲۳ اکتوبر سن ۱۹۳۵ء

(جواب ۵۹۹) غالباً سوال کا منشا یہ ہے کہ زانی اور مزنیہ کا نکاح وضع حمل سے پہلے حالت حمل میں کر دیا گیا تو یہ نکاح جائز ہو یا نہیں۔ تو جواب یہ ہے کہ جب کہ عورت غیر منکوحہ غیر معتدہ تھی تو اس کا نکاح حاملہ من الزنا ہونے کی صورت میں جائز ہے خواہ زانی سے ہو یا غیر زانی سے۔ زانی سے نکاح ہو جائے تو وطی بھی جائز ہے اور غیر زانی سے ہو تو وضع حمل تک وطی ناجائز ہے۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ

ایضاً

(سوال) مسماۃ سارا کا زید سے ناجائز تعلق تھا اور زید کے نطفے سے حمل بھی قرار پایا۔ لیکن سارا نے زید کو چھوڑ کر عمرو سے نکاح کر لیا۔ یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟ دوسرے مسماۃ سارا ابھی تک حاملہ ہے اور اب وہ عمرو کو چھوڑ کر زید سے نکاح کرنا چاہتی ہے۔ اس کی کیا صورت ہوگی؟

(جواب ۶۰۴) حمل جب زنا سے ہو تو حاملہ کا نکاح زانی اور غیر زانی دونوں سے صحیح ہو جاتا ہے یعنی خواہ زانی سے نکاح کرے یا غیر زانی سے اگر زانی سے ہو تو وہ دوران حمل میں وطی بھی کر سکتا ہے اور غیر زانی سے نکاح ہو تو وہ وضع حمل سے پہلے وطی نہیں کر سکتا۔ الغرض صورت مسئلہ میں نکاح صحیح ہو گیا۔ (۲) اب اگر یہ شخص اس کو طلاق دے کر علیحدہ کر دے تو سارا بعد وضع حمل زید سے (یعنی وہ زانی جس سے حمل تھا) نکاح کر سکے گی۔ (۳) فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ

زانی مزنیہ سے نکاح کر سکتا ہے

(سوال) ایک عورت کے ساتھ کسی نے زنا کیا۔ اگر وہ شخص چاہے کہ اس کے ساتھ نکاح پڑھائے مدت پوری کرنے کے بعد تو اس کے ساتھ نکاح درست ہو سکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۸۸۶ محمد عبدالقادر (بمبئی) ۲۸ محرم سن ۱۳۵۵ھ ۲۱ اپریل سن ۱۹۳۶ء

(۱) اوصح نکاح حبلی من زنا لا حبلی من غیرہ وان حرم وطئھا ودواعیہ حتی تضع لو نکحھا الزانی حل له وطئھا اتفاقا (الدر المختار کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ۳۹۰، سعید)

(۲) اوصح نکاح حبلی من زنا وان حرم وطئھا ودواعیہ لو نکحھا الزانی حل له وطئھا (الدر المختار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ۳۸۸، ۳۹۰، سعید)

(۳) واولات الا حمال اجلهن ان یضعن حملهن (الطلاق: ۴) وفي الرد: لا حبلی من غیرہ شمل الحبلی من نکاح صحیح او فاسد - لثبوت نسبه فیہی فی العدة ونکاح المعتدة لا یصح (رد المختار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ۴۸۸، ۴۸۹، سعید)

(جواب ۶۱) ہاں زانی اس عورت کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے جس سے اس نے زنا کیا ہے۔ (۱) جب کہ وہ عورت منکوحۃ الغیر یا معتدہ نہ ہو اور کسی اور رشتہ کی وجہ سے اس کے لئے حرام نہ ہو۔ زنا کی کوئی مدت نہیں۔ یعنی زنا کے بعد کوئی مدت گزارنے کی شرط نہیں۔ (۲) فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

زنا سے حاملہ کے ساتھ نکاح

(سوال) مجھ کو دھوکہ دے کر ایک شخص نے میرے لڑکے کا نکاح اپنے رشتہ دار کی لڑکی کے ساتھ کر دیا جس وقت لڑکی رخصت ہو کر اپنے خاوند کے گھر آئی تو معلوم ہوا کہ لڑکی حمل حرام رکھتی ہے۔ دوسرے روز لڑکی مطابق رواج بیوی اپنے باپ کے گھر چلی گئی۔ جب وہ اپنے باپ کے گھر چلی گئی تو اس کے حمل کو کسی ذریعہ سے اسقاط کر دیا گیا۔ چنانچہ چند شہادتیں بھی اسی قصبہ کے لوگوں کی کہ جہاں پر اس کا باپ رہتا ہے گذریں کہ واقعی یہ امر واقع ہوا تھا۔ لہذا اس صورت میں اس کا نکاح رونے شرع شریف ہوا یا کہ نہیں؟ دویم یہ کہ بروقت نکاح جو مہربانہا گیا تھا اس کو وہ لڑکی معاف کر چکی ہے۔ مگر لڑکی اب اپنے باپ کے گھر پر ہے اور میں اس کو بوجہ کراہت کے بلانا نہیں چاہتا ہوں۔ تو کیا وہ ایسی حالت میں مہر کی حق دار ہو سکتی ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۷۴/۱۳۷۷ مذہب محمد صاحب دہلی۔ ۲۴ ذی الحجہ سن ۱۳۵۵ھ ۸ مارچ سن ۱۹۳۷ء

(جواب ۶۲) حمل حرام یعنی زنا کا؛ اور عورت منکوحہ یا معتدہ غیر نہ ہو تو نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔ (۲) اور صورت مسئلہ میں حمل کا شبہ بھی کوئی مقول نہیں۔ کیونکہ بسا اوقات پیٹ میں نفخ ریاخ وغیرہ کی وجہ سے حمل کا شبہ ہوتا ہے۔ اور یہ قرینہ بھی حمل کے خلاف موجود ہے کہ اگر لڑکی اور اس کے گھر والوں کو حمل گرانا ہی ہوتا تو شادی کرنے اور خاوند کے گھر بھیجنے سے پہلے اسقاط حمل کی کارروائی کرتے اور لوگوں کی اس بارے میں شہادت بھی منکوحہ ہے۔ پس خود اس شبہ کو نظر انداز کر کے اپنی منکوحہ کو اپنے پاس بحیثیت اپنی بیوی کے لانے اور رکھنے کا حق رکھتا ہے۔ (۳) اور بیوی اگر مہر معاف کر چکی ہے تو اب اسے مطالبہ مہر کا حق نہیں ہے۔ (۴) اور اگر وہ معافی کی منکر ہو تو معافی کا ثبوت پیش کرنا بدمذہب زوج ہوگا۔

فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(۱) حاملہ سے جو نکاح ہوا ہے وہ صحیح ہے دوبارہ نکاح کی ضرورت نہیں

(۲) حاملہ کے ساتھ جماع کرنا کیسا ہے؟

(سوال ۱) اگر کسی لڑکی کا نکاح کیا اور بعد شادی کے معلوم ہوا کہ حاملہ زنا سے ہے تو بعد حمل دوبارہ نکاح کرنے کی ضرورت ہے یا نہیں۔ کیونکہ بدایہ شریف میں وارد ہے کہ نکاح حبلی درست ہے۔ مگر جماع نہیں اور یہاں دونوں باتیں ہونیں۔ (۲) اور اگر قصداً حبلی یعنی حاملہ من الزنا کا نکاح کیا اور جماع سے نہ رہا تو نکاح پڑھانے والے کا کیا حکم

(۱) فی مجموع النوازل: اذا تزوج امرأة قدزنی هو بها وظہر بها حمل فالنکاح جائز (الہندیہ، کتاب النکاح، الباب الثالث، القسم الثالث، ۲۸۰، ماجدیہ) (۲) فلا عدۃ لہا (الدر المختار، کتاب الطلاق، باب العدۃ، ۳، ۵۰۳، سعید)

(۳) وصح نکاح حبلی من زنا لا حبلی من غیرہ (الدر المختار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ۳۰، ۳۸، سعید)

(۴) لہذا یہ شک کی صورت ہوئی اور حمل نہ ہوتا یعنی سے، تو یقیناً صرف شک سے زائل نہیں ہو سکتا، البقین لا یزول بالشک (قواعد الفقہ، ص: ۱۴۳، رقم القاعدۃ: ۴۲۱، الصدف ہندسوز)

(۵) والمہر یتا کد باحد معان ثلاثۃ الدخول والحیۃ الصحیحۃ وموت احد الزوجین سواء کان مسمی او منہر المثل حتی لا یسقط منہ شیء بعد ذلک الا بالاء براء من صاحب الحق (الہندیہ، کتاب النکاح، الباب السابع فی المہر، ۱، ۳۰۳، ماجدیہ)

ہے اور دوبارہ نکاح کیا جائے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۹۳ میرزاں خاں صاحب (برار) ۷ ربیع الاول سن ۱۳۵۶ھ م ۱۸ اپریل سن ۱۹۳۷ء (جواب ۴۶۳) حاملہ من الزنا کا نکاح درست ہے۔ اگر زوج کو یہ معلوم ہو کہ عورت حاملہ ہے تو اس کے لئے جماع کرنا حلال نہیں۔ بعد وضع حمل کے جماع جائز ہوتا ہے۔ (۱) اور اگر اسے حاملہ ہونا معلوم نہ تھا اور اجماع کر لیا تو گنہگار نہ ہوگا۔ اور وضع حمل کے بعد دوبارہ نکاح کرنے کی ضرورت نہیں۔ خواہ جماع واقع ہوا ہو یا نہ ہو۔ (۲) جبلی من الزنا کا نکاح کر دینا باوجود حاملہ ہونے کا علم کے درست ہے۔ ہاں زوج کو بتادینا چاہئے کہ وضع حمل تک وطی نہ کرے۔ (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

زانی مرد عورت کا نکاح آپس میں صحیح ہے

(سوال) زانی مرد عورت اگر توبہ کر لیں تو ان کے درمیان نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۳۶۴ مصلح الدین صاحب (مغربی خاندلیس) ۲۳ ربیع الاول سن ۱۳۵۶ھ

۳ جون سن ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۶۴) زانی مرد اور عورت جب توبہ کر لیں تو ان کا باہم نکاح ہو سکتا ہے۔ (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

حاملہ من الزنا سے نکاح

(سوال) ایک عورت کو زنا سے حمل ہے اور یہ معلوم نہیں کہ کس کا حمل ہے مگر اس عورت کا یہ کہنا ہے کہ بچہ کا حمل ہے مگر اس کے کان پر دس بارہ مرد جیا کرتے تھے۔ آیا بچہ اس عورت سے نکاح کر سکتا ہے اور اگر اس نے نکاح کیا تو کیا اس کا نکاح صحیح ہے یا باطل ہے۔

(۲) اگر وہ عورت جس کو زنا سے حمل ہے وہ اقرار نہ کرے کہ اس کا حمل ہے اور یہ بھی معلوم نہ ہو کہ کس کا حمل ہے تو بھی نکاح صحیح ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۶۸۷ قاضی پیر میاں محمد میاں۔ ۱۵ اجمادی الثانی سن ۱۳۵۶ھ م ۲۳ اگست سن ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۶۵) جس عورت کو زنا کا حمل ہو اور وہ کسی کی منکوحہ یا معتدہ نہ ہو تو اس کا نکاح حمل کی حالت میں جائز ہے خواہ اس شخص سے جس کا حمل ہے خواہ کسی دوسرے سے مگر جس کا حمل ہے اس کے ساتھ نکاح ہو تو وہ وطی بھی کر سکتا ہے اور دوسرے شخص سے ہو تو توبہ پیدائونے سے قبل وہ وطی نہیں کر سکتا۔ (۲) فقط۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) وصح نکاح حبلی من زنا لا حبلی من عذر وان حیدوطاھا ودواعیہ حتی نضع (الدبر المختار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات ۳۰-۲۸، سعید)

(۲) ایضا

(۳) اذا تزوج امرأة فقد زنی هو ینا وظہیر ینا حمل فالنکاح جائز (الفندیۃ، کتاب النکاح، الباب الثالث ۱۰، ۲۸۰، ماجدیۃ)

(۴) وصح نکاح حبلی من زنا لا حبلی من عذر وان حیدوطاھا ودواعیہ حتی نضع (فرع لونکح الزانی حل لہ وطعھا اتفاقا (الدبر المختار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات ۳۰-۲۸، سعید)

ایک عبارت کا ترجمہ

(سوال) اور مختار کی اس عبارت کا ترجمہ لفظ بہ لفظ تحریر فرمائیں۔ وصح نکاح حبلی من الزنا لا حبلی من غیرہ ای الزنا لثبوت نسبہ ولو من حربی او من سیدھا المقربہ وان حرم وطیھا ودواعیہ حتی تضع۔

المستفتی نمبر ۲۶۳۳ مولوی عبدالحق امام مسجد دوحہ ضلع پنج محل مورخہ ۱۳ جمادی الثانی سن ۱۳۵۹ھ

۲۰ جولائی سن ۱۹۴۰ء

(جواب ۶۶) جو عورت زنا سے حاملہ ہو اس کا نکاح جائز ہے۔ اور حاملہ زنا سے حاملہ نہ ہو اس کا حالت حمل میں نکاح جائز نہیں کیونکہ اس عورت کے بچے کا نسب کسی سے ثابت ہوگا۔ (۱) اور ثلث النسب بچے کے پیدا ہونے سے پہلے حاملہ کا نکاح درست نہیں ہوتا۔ خواہ یہ ثابت النسب بچہ حربی کا ہو یا عورت کے مولیٰ کا ہو جو اس نسب کا اقرار کرتا ہو۔ البتہ حاملہ من الزنا سے ناج کو (جب کہ وہ غیر زانی ہو) وضع حمل سے پہلے وطی کرنا اور دواعی وطی عمل میں لانا حرام ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ له، دہلی

حاملہ کا نکاح پڑھانے والے اور شرکاء محفل کا نکاح نہیں ٹوٹتا۔

(المجمعیۃ مورخہ ۲۰ جنوری سن ۱۹۳۲ء)

(سوال) ایک شخص کا ایک حاملہ عورت سے نکاح ہوا لیکن عورت کے رشہ داروں میں کسی کو یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ حاملہ ہے۔ ایسی صورت میں کیا نکاح پڑھانے والے قاضی اور شرکائے محفل کے نکاح فسخ ہو گئے؟

(جواب ۶۷) زنا سے حاملہ عورت سے نکاح جائز ہے۔ (۲) جو لوگ نکاح میں شامل ہوئے نہ انہوں نے کوئی گناہ کیا اور نہ ان کے نکاح پر کوئی اثر پڑا۔ اور نہ ان پر کوئی کفارہ لازم آیا۔ البتہ اگر حمل زنا کا نہ ہو بلکہ ایسا حمل ہو جس میں بچہ ثلث النسب ہوتا ہے تو ایسی حاملہ عورت سے نکاح درست نہیں ہوتا۔ (۳) لیکن نکاح میں شامل ہونے والوں کو معلوم نہ ہو تو اس صورت میں بھی وہ گنہگار نہیں ہوتے۔ محمد کفایت اللہ مغرہ۔

حاملہ من الزنا سے نکاح کیونکر درست ہے جب کہ قرآن میں ہے

”واولات الاحمال اجلهن ان یضعن حملهن“

(سوال) ایک کنواری لڑکی عمر ۱۸ سال کو حمل حرام کا ہو گیا۔ اس کا نکاح کرنا ہے۔ حمل اس وقت تقریباً چار پانچ ماہ کا ہے۔ کیا اس کا نکاح اسی شخص سے ہو سکتا ہے جس کا حمل ہے؟ نکاح کے بعد مباشرت جائز ہے یا نہیں؟ اور کسی فیہ آدمی سے کیا جاوے تو مباشرت جائز ہے یا نہیں؟ سنا گیا ہے کہ امام محمد عبد الرحمن جلال الدین سیوطی اپنی کتاب جامع البیان میں تحریر فرماتے ہیں کہ ہر دو مذکورہ بالا صورتوں میں نکاح تو جائز ہے مگر مباشرت ناجائز ہے۔ کیا یہ درست ہے؟ براہ کرام جواب دیتے وقت قرآن پاک کی آیت (سورہ طلاق پارہ نمبر ۲۹) واولات الاحمال اجلهن ان یضعن حملهن (۴) کا بھی خیال رکھئے گا۔ قرآن پاک کی ایک واضح آیت کو چھوڑ کر ہم حدیثوں کی جانب کیوں رجوع کریں۔

(۱) (۲) وصح نکاح حبلی من زنا (الدر المختار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ۴/۸، سعید)

(۳) وحبلی ثابت النسب لا یجوز نکاحها اجماعاً (الہندیۃ، کتاب النکاح، الباب الثالث، القسم السادس المحرمات الی بتعلق

بناحق الغیر، ۲۸۰، ماجدیۃ) (۴) الطلاق: ۴

المستفتی حافظ ظفر حسن کلکٹر ریلوے۔ وزیر آباد گوجرانوالہ۔ ۱۶ اکتوبر ۱۹۱۱ء

(جواب ۴۶۸) جو عورت کہ زنا سے حاملہ ہو جائے اس کا نکاح حالت حمل میں خود زانی اور غیر زانی دونوں میں سے کسی شخص سے ساتھ درست ہے۔ اگر خود زانی سے نکاح ہو جس سے حمل ہے تو اسے حالت حمل میں وطی کرنا بھی درست ہے۔ اور اگر کسی دوسرے شخص سے نکاح ہوا تو اسے وضع حمل سے پہلے وطی (۱) کرنا درست نہیں ہے۔ زنا سے حاملہ عورت کا نکاح حالت حمل میں اس لئے درست ہے کہ شریعت مقدسہ میں زنا کی کوئی عدت قرار نہیں دی گئی۔ (۲) پس زنا سے حاملہ عورت گویا عدت میں نہیں ہے اس لئے نکاح درست ہے۔ آیت مطہرہ واولات الاحمال الایۃ (۳) ان حاملہ عورتوں کے حق میں ہے جو نکاح صحیح یا نکاح فاسد میں طلاق یا موت یا متارکت کے زیر اثر ہیں اور حاملہ ہوں تو وضع حمل ان کی عدت ہوگی۔ لیکن زنا کی کوئی عدت شریعت سے ثابت نہیں۔ پس حاملہ من الزنا اس آیت کے حکم سے علیحدہ ہے۔ وصح نکاح جبلی من زنا الخ (۴) (در مختار)

کتبہ محمد کفایت اللہ عفا عنہ مولانا مدرس مدرسہ امینیہ دہلی۔ ۱۳۲۹ھ

(۱) وصح نکاح جبلی من زنا لاجبلی من غیرہ وان حرم وحبیحا ودواعیہ حتی تضع وطبیحا اتفاقاً (الدر المختار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات ۳/ ۴۸، ۴۹، سعید)
(۲) فلاعدۃ لزنا (الدر المختار، کتاب الطلاق، باب العدۃ، ۳/ ۵۰۳، سعید)
(۳) الطلاق : ۴
(۴) الدر المختار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ۳/ ۴۸، سعید

ایک سوال باب

نکاح جہا طل اور فاسد

نکاح پر نکاح کے متعلق چند سوالات

(سوال) زید ایک قصبہ کی مسجد کا پیش امام ہے۔ نکاح خوانی کار جسٹر بھی اس کے پاس ہے۔ یعنی وہ قصبہ کا قاضی بھی ہے۔ وہ ایک بارات میں لے جایا گیا جس گاؤں میں بارات گئی وہاں مسجد میں کوئی پیش امام نہ تھا۔ رات والوں اور مقامی لوگوں کے اصرار پر زید نے نکاح پڑھایا۔ جس میں باقاعدہ ایک وکیل اور دو گواہ تھے۔ نکاح کے بعد گاؤں کے ایک دوسرے آدمی نے بتایا کہ لڑکی جس کا نکاح پڑھایا گیا ہے اس کا نکاح پہلے ہو گیا ہے اور ۷۳ء سے اس کا خاوند پاکستان میں موجود ہے۔ اسے ہر چند لکھا گیا کہ اگر لڑکی کو لے جائے مگر اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ لڑکی جوان تھی اس کی بیوہ ماں نے اور اس کے جملہ رشتہ داروں نے قاضی کو اس کا علم نہ ہونے دیا۔ قاضی (زید) کا حلفیہ بیان ہے کہ اگر اسے نکاح سے پیشتر علم ہو جاتا تو وہ ہرگز نکاح نہ پڑھتا تو اب :

(۱) قاضی (زید) کس حد تک قصور وار ہے اور اس کے قصور کی کس طرح تلافی ہو سکتی ہے ؟

(۲) نکاح ہوا ہے یا نہیں ؟ اگر نہیں تو پھر کیا طریقہ اختیار کیا جائے ؟

(۳) نکاح خوانی کے روپے قاضی کو لینے جائز ہیں یا ناجائز ؟

المستفتی عزیز احمد مدرس مکتب عبد اللہ پور ضلع میرٹھ

(جواب ۶۸) اس صورت میں کہ لڑکی منکوحہ ہے اور اس کا خاوند زندہ پاکستان میں موجود ہے اس کا دوسرا نکاح جائز نہیں ہے۔ (۱) پہلے اس کے پہلے خاوند سے طلاق لینی یا عدالت میں مقدمہ کر کے نکاح فسخ کرانا اس کے بعد عدت گزارنا لازم ہے۔

امام کو اگر پہلے نکاح کی خبر نہیں تھی تو وہ دوسرا نکاح پڑھانے میں معذور ہے۔ لڑکی اور لڑکی والوں کو لازم ہے کہ وہ دوسرے خاوند سے لڑکی کو علیحدہ کر لیں۔ قاضی کو نکاح کے روپے نہ لینے چاہئیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ عدالت کے اندر نکاح کرنا صحیح نہیں

(سوال) میرے خاوند نے نان نفقہ ادا نہ کرنے کی وجہ سے مجھ کو طلاق دے دی۔ طلاق نامہ مکمل نہ ہو سکا تھا کیونکہ کسی نے کوشش نہیں کی۔ ان ہی ایام میں میں بچی کو دودھ پلا رہی تھی اور عدت میں تھی۔ طلاق کے ایک ماہ کے اندر ہی میرا دوسرا نکاح رات کے دو بجے قاضی کو بلا کر کر دیا گیا۔ میرے ماں باپ کی غیر موجودگی میں قاضی نے طلاق نامہ پورا نہ ہونے کی وجہ سے میرے دوسرے نکاح کا کاغذ بھی نہیں لکھا اور یہ کہہ دیا کہ میں دونوں کاغذ دے دوں گا۔ لیکن میرے کسی پیروکار کے نہ ہونے کی وجہ سے یہ کاغذات نہ حاصل کر سکی۔ میرے نکاح کے بعد میرے موجودہ خاوند نے ایک اور نکاح کیا اور اس نے اپنی دوسری بیوی سے پیشہ کرنا شروع کر دیا۔ اس کے بعد مجھ پر بھی زور دینا شروع کر دیا

(۱) والمحصنت من النساء (لانساء : ۲۴)

وفي الهندية : لا يجوز للرجل ان يتزوج زوجة غيره (الهندية، كتاب النکاح، الباب الثالث، القسم السادس المحرمات التي يتعلق بها حق الغير، ۱ / ۲۸۰، ماجدیه)

اور ہر قسم کے دباؤ دے کر مجھ سے حرام کاری کرائی گئی۔ میں جب بھی اس کام سے نفرت کرتی تھی اور اب بھی کرتی ہوں۔ لیکن ایک کمزور عورت ہونے کی وجہ سے اس کے چنگل سے آزاد نہ ہو سکی۔

اب میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میں شرعی حکم حاصل کر کے اپنے لئے راستہ اختیار کروں۔ ایسی صورت میں مجھ کو خدا اور اس کے رسول کے احکام سے آگاہ فرمایا جائے کہ میرا نکاح شرعی نقطہ نگاہ سے ہولیا نہیں۔ اگر نہیں ہو تو میں اس کے چنگل سے آزاد ہونے کے لئے کسی مضبوط ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے دوں تو کیا مجھ کو عدت یا اور کوئی صورت اختیار کرنی ہوگی؟

المستفتی شاہ جمال بیگم، دہلی

(جواب ۶۹) طلاق کے بعد اس کی عدت پوری کرنی ضروری تھی۔ اگر عدت پوری کئے بغیر دوسرا نکاح کسی اور شخص سے کر دیا گیا تو وہ نکاح حرام تھا۔ (۱) عورت کو حق ہے کہ وہ اس نکاح کو فسخ کرالے اور پہلی عدت ختم ہونے کے بعد دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔

عقد نکاح کے بعد انکار سے نکاح نہیں ٹوٹتا

(المجموعۃ مورخہ ۱۶ فروری ۱۹۳۰ء)

(سوال) زید نے خالدہ خانم سے رضاع اور غبت تقریباً ایک سو آدمیوں کے مجمع میں خالدہ خانم کے مکان پر چھ زید کے مکان سے ۲۵ میل کے فاصلے پر ہے نکاح کیا۔ گواہ وغیرہ سب موجود تھے۔ جب زید اپنے مکان پر واپس آیا تو اس نے اپنے رشتہ داروں کے دریافت کرنے پر نکاح ہونے سے انکار کیا۔ اس انکار میں معلومت یہ تھی کہ اگر یکایک رشتہ داروں کو معلوم ہو گا تو صدمہ ہو گا اور آپس میں رنجش و کشیدگی ہوگی۔ اب اگر ہفتے کے بعد نکاح ہونے کا اقرار کرتا ہے تو آیا نکاح ٹوٹ گیا؟

(جواب ۷۰) اگر پہلے نکاح حسب قاعدہ شرعیہ منعقد ہو چکا ہے تو زید کا بغرض انخلافی میں جواب دینا موجب فسخ نکاح نہیں ہو سکتا۔ (۲) زیادہ سے زیادہ یہ کہ زید پر کذب بیانی کا الزام عائد ہو گا مگر منعقدہ شدہ نکاح بدستور قائم اور صحیح رہے گا۔ واللہ اعلم

محمد کفایت اللہ غفرلہ

شوہر کے کفر کی جھوٹی خبر یا کربوی نے دوسری جگہ نکاح کر لیا، کیا حکم ہے؟

(سوال) زید کی عدم موجودگی میں یہ مشہور ہو گیا کہ زید آریہ ہو گیا ہے۔ اس کی زوجہ کا نکاح ثانی کر دیا گیا ہے۔ بعد مدت کے عورت کو پتہ چلا کہ زید نے مذہب تبدیل نہیں کیا۔ یہ افتر اور بہتان تھا۔ ایسی صورت میں عورت مذکورہ کیا کرے؟

(جواب) اس صورت میں کہ زوجہ نے محض ایک غلط خبر کی وجہ سے نکاح ثانی کر لیا تھا نکاح ثانی صحیح نہیں ہو اور زوج اول کا نکاح جاتی ہے۔ (۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) ولا تعزموا عقدة النکاح حتی یبلغ الكتاب اجله (البقرة: ۲۳۵)

لا يجوز للرجل ان يتزوج زوجة غيره وكذا المعتدة، (الهندية، كتاب النکاح، الباب الثالث ۱/ ۲۸۰، ماجدية)

(۲) (اليان يعتبر بالابتداء ان صح، والا فلا) قواعد الفقه، ص: ۶۵، (رقم القاعدة: ۶۳)، الصدف پبلشرز)

(۳) لا يجوز للرجل ان يتزوج زوجة غيره وكذا المعتدة (الهندية، كتاب النکاح، الباب الثالث، القسم السادس، ۱/ ۲۸۰، ماجدية)

بانیسوال باب

متفرق مسائل

مرد، عورت کے دعویٰ کے بغیر نکاح پر شہادت معتبر نہیں (سوال) مسکی امان خان یہ دعویٰ کرتا ہے کہ مسماۃ صا جزاوی نے حکیم محمد شریف سے نکاح کیا اور یہ ہر دو یعنی مسماۃ صا جزاوی اور حکیم محمد شریف اس نکاح سے انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے درمیان انعقاد نکاح نہیں ہوا۔ امان خان انعقاد نکاح کے دو گواہ پیش کرتا ہے۔ بیان یہ ہے کہ مسماۃ صا جزاوی کا جس روز نکاح ہوا اس روز صرف جان محمد نور محمد صرف دو اشخاص موجود تھے اور مسماۃ صا جزاوی و حکیم محمد شریف تھے اور کوئی نہیں تھا۔ حکیم نے کہا کہ میں اس سے نکاح کرتا ہوں اور مسماۃ صا جزاوی نے تین دفعہ کہا کہ میں نے تجھ کو اپنا تن بخشا۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ امان خان جو ایک ثالث شخص ہے جس نے دعویٰ نکاح کیا۔ باوجودیکہ مسماۃ صا جزاوی و حکیم محمد شریف انکار کر رہے ہیں۔ اس ثالث شخص کی شہادت پیش کرنے سے نکاح منعقد ہو گا یا نہیں اور باوجود انکار ہر دو کے یہ شہادت قابل التفات ہے یا نہیں؟ بینو اتو جروا۔

(جواب ۷۲) نکاح پر بغیر دعویٰ احد الزوجین شہادت مقبول نہیں۔ پس جب تک زوجین میں سے کوئی نکاح کا مقرر نہ ہو کسی تیسرے شخص کا شہادت پیش کرنا غیر معتبر ہے۔ (۱) جن چیزوں میں شہادت بغیر دعویٰ مسوع ہو جاتی ہے وہ خالص حقوق اللہ ہے۔ نکاح ان میں داخل نہیں۔ (۲) واللہ اعلم۔

مسجد میں نکاح کرنا مستحب ہے (سوال) زید کہتا ہے کہ مسلمانوں کا نکاح مسجد میں ہونا چاہئے کیونکہ قرون لوئی میں نکاح مسجد میں ہوتا تھا۔ عمر دکتا ہے کہ مسجد میں نکاح ہونا نالو تو مشابہت بہ نصاریٰ ہے اس لئے کہ ان کے مذہب میں گر جائیں ہی نکاح ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ مسجد میں خاص اسی نکاح کے لئے روشنی بے حد ہمیشہ سے زیادہ کرنی اور فرش وغیرہ ہمیشہ سے زیادہ چھٹھانا اور ہزار ڈیڑھ ہزار آدمیوں کا مسجد میں گھسنا (جن میں سے اکثر بے وضو اور اکثر بے نمازی ہوتے ہیں) اور بعد نکاح کے اسی مسجد میں مبارکبادی گانا پھر صحن مسجد میں شربت پلانا، مسجد میں شور و غل ہونا جس سے نمازیوں کی نماز میں خلل ہوتا ہے وغیرہ یہ سب خاف آداب مسجد ہیں۔ اس لئے مسجدوں میں نکاح نہیں ہونا چاہئے۔ ان دونوں میں سے کون حق پر ہے؟ بینو اتو جروا۔

(جواب ۷۳) مسجد میں نکاح کرنا مستحب ہے۔ ویندب اعلانہ و تقدیم خطبہ و کونہ فی مسجد یوم جمعۃ (در مختار) (۳) قولہ فی مسجد للامربہ فی الحدیث (۴) (رد المحتار) اور عمر دکتا یہ قول کہ اس میں مشابہت بہ نصاریٰ ہے اس لئے صحیح نہیں کہ جب کہ حدیث میں مسجد کے اندر نکاح کرنے کا حکم وارد ہے تو اب مشابہت کا کوئی

(۱) ولا تقبل الشہادۃ بدون الدعوی، لان طلب المدعی بشرط فی الشہادۃ، لانه حقہ، (فتاویٰ النوازل، کتاب الشہادۃ، ص: ۲۹۸، حیلر آباد دکن) الشہادۃ علی حقوق العباد لا تقبل بلا دعوی (قواعد الفقہ، ص: ۸۶، (رقم القاعدۃ: ۱۵۷)، الصدق پبلشرز)
(۲) الشہادۃ: ویجب الاداء بالاطل لول الشہادۃ فی حقوق اللہ تعالیٰ وہی کثیرۃ (الدر المختار، کتاب الشہادات، ۴۶۳/۵، سعید)
(۳) الدر المختار، کتاب النکاح، ۸/۳، سعید
(۴) رد المحتار، کتاب النکاح، ۸/۳، سعید

اثر نہیں ہو سکتا۔ فرش زیادہ بچھانا ایک امر مستحسن و مندوب کے لئے اس لئے مضر نہیں۔ ہزار ڈھیر ہزار آدمیوں کا گھس آنا بھی موجب کراہت نہیں ہو سکتا کیونکہ کثرت جماعت اسباب کراہت میں سے نہیں ہے۔ بے وضو ہونا بے نمازی ہونا بھی جواز دخول کو مانع نہیں۔ ہاں نکاح کے بعد بلند آواز سے مبرا کبلا گانا یا مسجد کے صحن کو شربت سے ملوث کرنا یا مسجد میں شور و غل کرنا یہ باتیں آداب مسجد کے خلاف ہونے کی وجہ سے مسجد میں مکروہ ہیں۔ پس اس سنت کو کہ نکاح مسجد میں ہو جاری کرنے کے لئے بہتر صورت یہ ہے کہ ان امور کو روکا جائے جو آداب مسجد کے خلاف ہیں نہ یہ کہ اصل سنت کو چھوڑ دیا جائے۔ لیکن اگر کوئی ممنوعات سے کسی طرح باز نہ رہیں۔ یعنی مسجد میں نکاح کرنا گویا لازمی اور ضروری طور پر ان منہیات کے وجود کو مستلزم ہو اور اس کی اصلاح نہ ہو سکے تو ایسی حالت میں مسجد میں نکاح نہ کرنا ہی بہتر ہو گا تاکہ مسجد کی بے حرمتی نہ ہو۔ کیونکہ مسجد کا احترام قائم رکھنا ضروری ہے۔ (۱)

زیادہ روشنی مسجد کے مال سے کرنا قطعاً جائز نہیں۔ (۲) ہاں اگر ناک اپنے مال سے کرے تو بشرطیکہ حد اسراف کو نہ پہنچے جائز ہے۔ (۳) فقط واللہ علم۔

غیر ملک میں نکاح کو کورٹ میں رجسٹر کرانا

(سوال) ملک ساؤتھ افریقہ میں یہاں کا قانون ہے کہ اگر عورت کورٹ میں یا میرج آفیسر کے پاس نکاح رجسٹرڈ نہ کرے تو جب مذکورہ عورت کا خاوند مر جائے تو اس کو کچھ حصہ گورنمنٹ کی طرف سے نہیں ملتا۔ مرنے والے کی سب جائیداد گورنمنٹ ضبط کر لیتی ہے۔ اگر مرد کی کوئی اولاد ہو تو اس اولاد کا ثبوت گورنمنٹ کو دینا پڑتا ہے۔ اگر گورنمنٹ کو یہ تسلی ہو جائے کہ بے شک یہ اولاد مرد مذکورہ کی ہے تو پھر گورنمنٹ ضبط شدہ جائیداد میں سے بھصہ میں سے دس پونڈ کاٹ کر باقی جائیداد مذکورہ مرد کی اولاد کو واپس دے دیتی ہے لیکن عورت مذکورہ کو پھر بھی کچھ نہیں ملتا۔ اور اس ملک میں ایک ہی عورت کر سکتا ہے۔ یعنی ایک ہی عورت کرنے کی گورنمنٹ کی طرف سے اجازت ہے۔ اب ساؤتھ افریقہ کے مسلمانوں کو اس صورت میں بہت نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ اس لئے کہ مسلمان کورٹ یا میرج آفیسر کے پاس نکاح رجسٹر کرنے سے پرہیز کرتے ہیں اس لئے کہ اگر مسلمان اپنی عورت کو رجسٹر کرے تو پھر دوسری شادی نہیں کر سکتا۔ اور اسلام میں چار شادی کرنے کی اجازت ہے۔ اگر عورت رجسٹر کی جائے اور خاوند مر جائے تو آدھی جائیداد عورت کو اور آدھی اس کی اولاد کو مل جاتی ہے۔ گورنمنٹ اس کی جائیداد کی مالک نہیں ہو سکتی۔ صرف دو فیصد ہی اپنی ڈیوٹی لے سکتی ہے۔ لیکن یہاں کی گورنمنٹ نے اتنی رعایت بھی رکھی ہے کہ مسلمان کو چار عورتیں کرنے کی اجازت ہے لیکن رجسٹرڈ ایک ہی کر سکتا ہے اور قانوناً صرف دہر رجسٹرڈ عورت اور اسی کی اولاد جائیداد کی وارث ہو سکتی ہے۔

اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس صورت میں ساؤتھ افریقہ کا مسلمان اپنی عورت کو رجسٹرڈ کر سکتا ہے یا نہیں؟ اگر کر سکتا ہے تو اس کی دوسری عورت یا دوسری عورت کی اولاد ہو تو اس صورت میں مذکورہ مرد کی

(۱) یا ایہا الذین آمنوا لا تحلوا شعائر اللہ (المائدہ: ۲) قال احمد مصطفى المراغی فی تفسیر هذه الآية: والمعنى یا ایہا الذین آمنوا لا تحلوا شعائر دین اللہ حلالاً لکم تصرفون فیہا کما تشاؤون بل اعملوا بما بینہ لکم ولا تہاؤنوا بحرمتہا (تفسیر المراغی: ۴۴/۶)

(۲) ولا باس بان یرک اکثر من ذلك الا اذا شرط الواقف ذلك او کان ذلك معتاداً فی ذلك الموضع (الہندیہ، کتاب الصلوۃ، الباب السابع، ۱۱۰/۱، ماجدیہ)

(۳) ولا تسرفوا انه لا یحب المسرفین (الانعام: ۳۱)

جائیداد کے تقسیم کی جائے اور کیا عورت رجسٹرڈ کرانے میں ازروئے شریعت کچھ نقصان ہے یا نہیں۔ اگر مسلمان عورت کو رجسٹرڈ نہ کریں تو مالدار مسلمان اگر مر جائے تو ایک تو اس کی جائیداد کو بہت نقصان پہنچتا ہے دوسرے گورنمنٹ کے نزدیک اس کی یہ لولاد حلال نہیں سمجھتی جاتی۔

(جواب ۴۷۴) نکاح کی رجسٹری کرانے کا لزوم (۱) اور رجسٹری کرانے کی صورت میں عورت کو نصف جائیداد کا مستحق قرار دینا۔ (۲) رجسٹری نہ ہونے کی صورت میں جائیداد کا ضبط ہو جانا۔ (۳) غیر رجسٹرڈ عورت کو میراث کا نہ ماننا۔ (۴) صرف ایک عورت کو رجسٹر کر سکتا۔ (۵) غیر رجسٹری شدہ عورت سے جو لولاد ہوا۔ کو میراث نہ ماننا۔ (۶) یہ تمام باتیں اسلامی پر سنل لاء کے خلاف اور مسلمانوں کی مذہبی آزادی میں بے جا مداخلت کی صاف اور صریح صورت ہے۔ مسلمانوں کا پہلا فرض تو یہ ہے کہ وہ ہر جائز اور ممکن طریقے سے اسلامی پر سنل لاء کی آزادی کے لئے پوری کوشش کریں اور جب تک ان کو اس میں کامیابی نہ ہو اس وقت کے لئے اگر وہ نکاح رجسٹری کرانے میں مصلحت سمجھیں تو کر سکتے ہیں۔ لیکن رجسٹری شدہ منکوحہ احکام اسلامیہ کی رو سے نصف جائیداد کی مستحق نہیں ہے۔ رجسٹری کرانے میں ایک طرف یہ فائدہ تو ہے کہ جائیداد ضبط ہونے سے بچ جاتی ہے۔ مگر دوسری طرف یہ نقصان بھی ہے کہ عورت جو لولاد ہونے کی صورت میں ۸/۱ کی مستحق ہے ۲/۱ کی قانوناً مستحق ہو جاتی ہے اور رجسٹری نہ ہونے کی صورت میں تو وہ بھی محروم رہتی ہے اور جائیداد ساری حکومت ضبط کر لیتی ہے۔ اس لئے رجسٹری کرانے میں کسی قدر فائدہ ہی ہے۔ تاہم ان تمام غیر شرعی قوانین کو مسلمانوں کے حق میں شرعی صورت میں لانے کے لئے پوری جدوجہد کرنی لازم ہے۔

عذر کے بغیر بیٹھی کو شوہر کے گھر سے روکنا ظلم ہے

(سوال) مجھ کترین کی شادی امیر شریف میں ہوئی تھی اور شادی میں میرے والد کا روپیہ میری زوجہ کے والدین نے ڈیڑھ ہزار صرف کر لیا۔ اس کے علاوہ میری زوجہ کی ثانی صاحبہ نے بیچ میں بہت روپیہ لیا اور میری زوجہ کو تین چار مہینے تک میرے پاس بھیج دیا اور پھر واپس لے جا کر روک لیا اور میں کئی مرتبہ لینے کو گیا مگر نہیں بھیجا اور دیگر مکانوں میں چھپانا شروع کر دیا کیونکہ وہ میرے پاس آنا چاہتی تھی اور جب اس نے اپنے والدین سے کہا کہ مجھ کو میرے شوہر کے ساتھ بھیج دو تو اس کو ریاست کوٹ بھیج دیا۔ اس طرح سے ڈھائی تین سال کا عرصہ گزرا۔ اب امیر کی عدالت میں میری زوجہ کے نام سے جھوٹا دعویٰ کروایا کہ ”شادی میں یہ وعدہ شرط ہوئی تھی کہ گھر داماد ہوں گا اور میرے والدین کے مکان پر دس روزہ کر اور میرا تمام زیور اور کپڑے لے کر رات کو فرار ہو گیا۔ لہذا میں طلاق لینے کی حقدار ہو گئی

(۱) واضح رہے کہ رجسٹری کا لزوم صحیح نہیں اس لئے کہ نکاح ایجاب و قبول سے منعقد ہوتا ہے کما فی الہدایۃ: النکاح یعقد بالایجاب والقبول (الہدایۃ، کتاب النکاح، ۳۰۵/۲، شرکب علمیہ)

(۲) جائز نہیں۔ ولہن الربع مما ترکم ان لم یکن لکم ولد فان کان لکم ولد فلہن الثمن مما ترکم۔ (النساء: ۱۲)

(۳) جائیداد کی مذکورہ ضابطی جائز نہیں۔ لاکھلاوا لکم موالکم بینکم بالباطل (۳) شادی شدہ عورت کی میراث کو قرآن مجید میں بیان فرمایا گیا ہے: ولہن الربع مما ترکم ان لم یکن لکم ولد فان کان لکم ولد فلہن الثمن (النساء: ۱۲) (۵) ایک عورت کا رجسٹرڈ ہونا یعنی ایک ہی شادی پر مجبور کرنا جائز نہیں بلکہ وہ چار عورتوں سے ایک وقت شادی کر سکتا ہے۔ قال تعالیٰ: فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی وثلاث ورباع (النساء: ۳) (۶) لولاد کو میراث سے محروم کرنا جائز نہیں۔ یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین (النساء: ۱۱)

ہوں۔“ تو حضرت میری زوجہ کے والدین کی خاص منشا یہ ہے کہ عدالت سے نکاح ثانی کی اجازت لے کر اور دوسرے آدمی سے روپیہ لوٹ کر اس کے ساتھ بغیر طلاق نکاح کرویں اور میں نے گھر داماد بننے کا وعدہ قطعی نہیں کیا۔

المستفتی نور محمد لوہار جے پور ۱۹ اکتوبر ۱۹۳۴ء

(جواب ۴۷۵) اگر یہ حالات صحیح ہیں تو زوجہ کے اولیاء جنہوں نے یہ حرکت کی ہے سخت گناہ گار ہیں (۱) ظالم ہیں اور اگر تم نے گھر داماد بننے کی شرط نہیں کی تھی تو ان کا مطالبہ بھی باطل ہے اور بغیر طلاق لے کر دوسرا نکاح کرویں گے تو وہ نکاح بھی باطل ہو گا اور وہ شرعاً قانوناً مجرم ہوں گے۔ (۲)

فقط۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

بیوی کی چھاتی منہ میں لینا

(سوال) اگر خاوند مستی میں آکر عورت کی چھاتی منہ میں لے لے تو جائز ہے یا نہیں؟ عورت کی چھاتی میں دودھ نہیں ہے نہ ان دونوں کی کوئی اولاد ہے۔

(جواب ۴۷۶) مرد اگر اپنی بیوی کی چھاتی منہ میں لے لے جب کہ چھاتی میں دودھ نہ ہو تو یہ مباح ہے۔ اس میں کوئی گناہ نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

والدین اور برادری میں رسوم ادا کرنے پر مبصر ہیں، کیا کیا جائے؟

(سوال) زید کی دلی خواہش ہے کہ اس کی شادی میں رسوم خلاف شرع مثلاً گانا، باجے، ناچ وغیرہ بالکل نہ ہوں۔ لیکن اس کی برادری کے لوگ اور خود اس کے والدین اس پر مصر ہیں کہ بغیر گانے باجے اور کنگنا وغیرہ باندھے کے برادری میں نکاح کسی صورت سے ہو ہی نہیں سکتا۔ اس صورت میں زید کے لئے شرعاً کیا حکم ہے۔ اگر اس صورت سے نکاح کرتا ہے تو ان قبائح کا مجرم ہوتا ہے۔ اگر نکاح نہیں کرتا تو ارتکاب معاصی کا خوف ہے۔ برادری سے باہر نکاح کرنے میں بھی خرابیاں ہیں۔ المستفتی نمبر ۱۶ محمد عبدالجید خان۔ سرونج ماہ ۸ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ

(جواب ۴۷۷) اگر زید سختی سے ان چیزوں کے ارتکاب سے انکار کرے تو امید ہے کہ طریق مسنون پر نکاح کر دینے کے لئے بھی کوئی نیک افراد تیار ہو جائیں گے۔ (۳) صرف تھوڑی سی تاخیر ہوگی تو تاخیر کو برداشت کرتے ہوئے اگر وہ پختہ رہے تو ماجور ہو گا۔ (۴)

عورت طلاق لئے بغیر دوسرا نکاح نہیں کر سکتی۔

(سوال) ایک فریق کہتا ہے کہ مرد اگر مریض ہو جائے تو عورت بغیر طلاق کے خود نکاح کر سکتی ہے۔ یہاں ایک مولوی نے فتویٰ دے کر نکاح کر دیا۔ دوسرا فریق کہتا ہے کہ بغیر طلاق کے نکاح حرام ہے۔ بلکہ طلاق کے بعد عدت گزار کر نکاح درست ہے۔ لہذا کون فریق حق پر ہے۔

(۱) عن ابی ہریرۃ قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : لیس منا من خبى امرأة علی زوجها او عبداً علی سیدہ (سنن ابی داؤد، کتاب الطلاق، ۳۰۳/۱، سعید)

(۲) والمحصنت من النساء (النساء : ۲۴)

وفی الہندیۃ : لا یجوز للرجل ان یتزوج زوجۃ غیرہ (الہندیۃ، کتاب النکاح، الباب الثالث، ۱/۲۸۰، ماجدیۃ)

(۳) ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجاً (الطلاق : ۲)

(۴) والذین جاهدوا فینا لنہدینہم سبلنا وان اللہ لمع المحسنین (العنکبوت : ۶۹)

المستفتی نمبر ۲۰۹ محمد اطهر میاں (ضلع مردوان) ۳۰ شوال ۱۳۵۲ھ ۱۵ فروری ۱۹۳۴ء

(جواب ۴۷۸) مرد کے مریض ہو جانے پر عورت کو یہ حق نہیں۔ (۱) کہ وہ اپنا دوسرا نکاح کر لے۔ بغیر مرد کے طلاق دینے کے یا کسی کے حکم سے جو جوہ شرعیہ نکاح فسخ کئے جانے کے اور بعد طلاق یا فسخ کے عدت گزر جانے کے بغیر دوسرا نکاح نہیں کر سکتا۔ (۲) جس نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ شوہر کے ہمارے ہو جانے پر عورت دوسرا نکاح کر سکتی ہے اس نے ناط فتویٰ دیا ہے۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

کافر میاں بیوی مسلمان ہو جائیں تو دوبارہ نکاح کی ضرورت نہیں۔

(سوال) زید نفع اپنی بیوی کے مسلمان ہوا۔ اولاد نہیں ہے۔ کیا دونوں کا زسر نو نکاح کرنا ضروری ہے؟

المستفتی نمبر ۵۳۲ عبدالرحمن۔ اربع الثانی ۱۳۵۳ھ ۱۳ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۴۷۹) اگر میاں بیوی ساتھ ساتھ مسلمان ہوئے ہیں تو ان کا نکاح جدید کرنا لازم نہیں۔ بس جیسے وہ میاں بیوی تھے ویسے ہی رہیں گے۔ (۳)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

نکاح پر نکاح پڑھانے والے قاضی اور شرکاء مجلس کے نکاح ہر قرار ہیں

(سوال) اگر کوئی امام مسجد ایک مرد اور عورت کا نکاح پڑھا دے اور بعد میں معلوم ہو کہ عورت مذکورہ کا نکاح سابق باقی ہے تو کیا نکاح خوال اور گواہان نکاح کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے یا باقی رہتا ہے؟ المستفتی نمبر ۶۳۴ مولوی نور اللہ (ضلع لائل پور)

(جواب ۴۸۰) نکاح خوال اور گواہوں کا نکاح نہیں ٹوٹتا۔ انہوں نے بے احتیاطی ضرور کی اور جب معلوم ہو گیا کہ عورت منکوحہ الغیر ہے تو وہ نکاح بھی درست نہیں ہوا۔ (۴)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

تعویذ کے ذریعے نکاح و طلاق پر آمادہ کرنا

(سوال) بھوہ عورت سے جو نکاح کرنا چاہتا ہے لیکن وہ بھوہ اس سے نکاح کرنے پر آمادہ نہیں ہے۔ پھر وظیفہ کے ذریعہ یا تعویذ کے ذریعہ اس کا رجحان ہو جاتا ہے۔ وہ نکاح کرنے پر آمادہ ہو جاتی ہے۔ بعد ازاں نکاح ہو جاتا ہے۔ کچھ عرصہ کے بعد عمل کا اثر جاتا رہتا ہے یا کہنے والے کہتے ہیں کہ تو توانکاری تھی اور نکاح کیوں کیا؟ اب وہ جواب دیتی ہے کہ خود میں حیران ہوں کہ پہلے تو مجھ کو انکار تھا۔ ایک دم میں نے دل سے اقرار کرتے ہوئے نکاح کر لیا۔ اب اسے معلوم ہوتا ہے کہ میرے اوپر کسی قسم کا عمل تعویذ وغیرہ کیا گیا ہے اور مرد بھی اقراری ہوتا ہے کہ ہاں میں نے ایسا کیا۔ یہ عورت فوراً بدظن ہو جاتی ہے۔ آیا یہ نکاح جائز رہا یا نہیں۔ اسی طریقے سے باکرہ بالغہ کے ساتھ مذکورہ بالا عمل ہوتا ہے پھر بھی وہ اس سے بدظن ہو جاتی ہے۔ ایسے ہی دیکھا گیا کہ خاوند طلاق دینے کو آمادہ نہیں ہے اور اس کو تعویذ وغیرہ کے ذریعہ آمادہ طلاق کیا گیا اور اس نے طلاق دے دی۔ ایسے حالات میں طلاق صحیح پڑی یا نہیں؟

(۱) والمحصنت من النساء (النساء: ۲۴)

(۲) ولا تعزموا عقدة النکاح حتی يبلغ الکتاب اجله (البقرة: ۲۳۵)

(۳) واذا تزوج الکافر بغیر شهود اوفی عدة کافر وذلك فی دینهم جائز ثم اسلما اقرا علیه (الهدایة، کتاب النکاح، باب نکاح اهل الشرك ۲/ ۳۲۴، شرکة علمية)

(۴) لا يجوز للرجل ان يتزوج زوجة غیره (الهندية، کتاب النکاح، الباب الثالث، ۱/ ۲۸۰، ماجدية)

(جواب ۴۸۱) نکاح (۱) اور طلاق (۲) سب صحیح اور واقع ہو جاتی ہے جبکہ اختیار اور خوشی سے واقع ہوں۔ یہ وہ عمل یا تعویذ کے ذریعے سے ایسا ہوا معتبر نہیں ہے۔
لفظ محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی

لڑکی ایک شہر میں ہے اور لڑکا دوسرے شہر میں، نکاح کا شرعی طریقہ کیا ہوگا؟
(سوال ۱) اگر لڑکی ایک شہر میں ہے اور لڑکا دوسرے شہر میں اور کوئی ایسی شکل نہیں کہ ایک جگہ آسکیں تو صورت میں نکاح کی کیا صورت ہوگی؟ (۲) لڑکی بالغ ہے اپنا نکاح اس صورت سے اپنی مرضی کے خلاف کر سکتی۔ نہیں؟ (۳) لڑکی کا تحریری قبول جائز ہے یا نہیں؟ (۴) ایجاب کی مفصل عبارت کیا ہوگی؟ (۵) قبول کی عبارت لڑکی لکھے گی کیا ہونا چاہئے؟ (۶) ایجاب و قبول ایک ہی کاغذ پر ہونا ضروری ہے یا نہیں؟ (۷) ایجاب کا کسی قاضی سامنے لکھا جانا ضروری ہے یا نہیں؟ (۸) تحریری قبول پر گواہی کی ضرورت ہے یا نہیں اور اگر ہے تو کتنے گواہوں؟ (۹) وکیل ہونا لازمی ہے یا نہیں؟ (۱۰) تحریری ایجاب و قبول ہونے کے بعد ان تحریروں کا کسی قاضی کے سامنے پیش کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ (۱۱) نکاح کا خطبہ اس صورت میں کیونکر ہوگا؟ (۱۲) اعلان نکاح لازمی ہے یا نہیں اور اگر تو کس مجلس میں، جہاں لڑکا ہے وہاں اعلان ضروری ہے یا جہاں لڑکی ہے وہاں اعلان ضروری ہے۔ (۱۳) رسم نکاح ادائیگی اور تکمیل کے لئے لڑکے کی طرف سے لڑکی کو کوئی ہدیہ دیا جانا ضروری ہے یا نہیں؟ (۱۴) اس صورت میں ایجاب اور قبول میں دو ایک دن کا فاصلہ پڑے گا۔ اس میں کوئی حرج تو نہیں ہے؟

المستفتی نمبر ۱۱۸۳ آخر رضوی صاحب (گوالیار) ۲۴ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ، ۱۲ ستمبر ۱۹۳۶ء
(جواب ۴۸۲) ایجاب اور قبول ایک مجلس میں گواہوں کے سامنے ہونا صحت نکاح کے لئے لازم ہے۔ (۳) خط نکاح لازم اور واجب نہیں۔ (۴) نکاح کا قاضی کے یہاں درج کیا جانا بھی لازم نہیں۔ نکاح کی شہرت دینا مستحسن ہے لیکن صحت نکاح کے لئے صرف دو گواہوں کے سامنے ایجاب و قبول ہو جانا کافی ہے۔ (۵) لڑکی کو کوئی ہدیہ یا مہر کا کو حصہ نکاح کے وقت دے دینا مستحسن ہے۔ (۶) مگر نکاح کی صحت اس پر موقوف نہیں۔ اگر لڑکی بالغہ ہے تو وہ دینی اجازت کی محتاج نہیں۔ یعنی اگر وہ خود اپنا نکاح کر لے تو نکاح منعقد ہو جائے گا۔ (۷) آخر طیکہ نکاح غیر کفو میں نہ کیا۔ (۸) اگر لڑکی اور لڑکا ایک مقام پر نہ ہوں اور تحریری ایجاب و قبول کرنا ضروری ہو تو یہ بھی ہو سکتا ہے۔ (۹) لیکن بہتر ہے کہ لڑکی کا کوئی وکیل لڑکے کے جائے قیام پر آجائے یا لڑکے کا وکیل لڑکی کے جائے قیام پر چلا جائے۔

(۱) النکاح یعتقد بالایجاب من أحدهما وقبول من الآخر (الدر المختار، ۹/۳، سعید

(۲) یقع طلاق کل زوج إذا کان بالغاً عاقلاً سواء کان حراً أو عبداً طائفاً أو مکراً. (الہندیۃ، کتاب الطلاق، فصل فیس ینطلاقہ رفیقین لایقع طلاقہ، ۱/۳۵۳، ماجدیۃ)

(۳) ومنها (ای من شرطها) ان یکون الایجاب والقبول فی مجلس واحد حتی لو اختلف المجلس بان کانا حاضرین فأوحدهما فقام الآخر عن المجلس أو اشغل بعمل یوجب اختلاف المجلس لایعتقد (الہندیۃ، کتاب النکاح، ۱/۲۶۹، ماجدیۃ)

(۴) ویندب اعلانه وتقديمه خطبة، (الدر المختار، کتاب النکاح، ۸/۳، سعید)

(۵) وشرط حضور شاهدين حریین أو حرو حرتین مکلفین سامعین معاً (الدر المختار، کتاب النکاح، ۲۲/۳، سعید)

(۶) ومنها ما يدفع بعد الدخول كالإزار والخف والمکعب واثواب الحمام، وهذه مالونة بمنزلة المشروط عرفاً (رد المحتار، کتاب النکاح، باب المهر، ۱۳۰/۳، سعید)

(۷) ففخذ نکاح حرة مکلفة بلا رضا ولی (الدر المختار، کتاب النکاح، باب ولی، ۵۶/۳، سعید)

(۸) وله ای للولی الاعتراض فی غیر الکفو، فیفسخه القاضي (ایضاً)

(۹) ولا بکتاة حاضر، بل غالب بشرط اعلام الشهود بها فی الکتاب ما لم یکن بلفظ الامر فیقولی الطرفین (الدر المختار، وفي الر : فانه قال یعتقد النکاح بالکتاب کما یعتقد بالخطاب (رد المحتار، کتاب النکاح، ۱۲/۳، سعید)

س کے ذریعے سے ایجاب و قبول ایک مجلس میں کر لیا جائے اگر توکیل کی صورت نہ ہو سکے تو لڑکا ایک کاغذ پر ت لکھے کہ میں فلاں بن فلاں ساکن مقام فلاں نے تم فائدہ بنت فلاں ساکنہ فلاں کو بعض اسنے مہر کے اپنے نکاح لیا۔ یہ تحریر جب عورت کے پاس پہنچے تو وہ اس کو دو گواہوں کے سامنے پڑھے اور ان کو بتلائے کہ فلاں شخص نے سے نکاح کرنے کے لئے مجھے یہ لکھا ہے اور ایجاب کی عبارت ان کو پڑھ کر سنائے اور پھر کہے کہ میں نے قبول (۱) یعنی گواہ ایک مجلس میں ایجاب و قبول دونوں سن لیں۔ اس صورت میں نکاح صحیح ہو جائے گا۔ (۲) اس کے بعد ت میں ثبوت نکاح کا معاملہ وہ علیحدہ ہے اس کے لئے قانونی ضروریات مہیا کرنی ہوں گی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

ی کو خفیہ رکھنا کیسا ہے؟

ال (زید ایک معزز اور شریف آدمی ہے۔ آٹھ دس سال سے شادی شدہ ہے۔ صاحب اولاد بھی ہے مگر کچھ عرصے حق زوجیت ادا نہیں کر سکتا۔ کسی بیماری کی وجہ سے وہ اس فعل سے معذور ہے۔ گودہ نان و نفقہ اور دیگر آسائش کا نا مہیا کر سکتا ہے۔ زید اپنی عورت کے جذبات کا لحاظ رکھتے ہوئے طلاق دے کر عقد ثانی کی اجازت دینا چاہتا ہے و نہ وہ ذی عزت شخص ہے لہذا وہ اس معاملے کو پردے میں رکھ کر کرنا چاہتا ہے۔ زید کی ولی منشیہ ہے کہ عورت کا ثانی بھی ہو جائے اور عورت اسی کے گھر میں رہے اور بچوں کی دیکھ بھال بھی ہوتی رہے اور اس معاملے کو ماسوائے اپڑھانے والے کے اور شاہدوں کے اور کسی کو علم نہ ہو اور بحر جس سے عقد ہو وہ بھی ان کے ہمراہ رہے۔ اس بارے ملاء دین متین کا کیا خیال ہے اور کیا فتویٰ ہے۔ کیا ایسا عقد جائز ہو سکتا ہے اور جو لولاد بعد میں ہوگی وہ ٹھیک ہوگی؟

المستفتی نمبر ۱۲۸۴ محرر الحاج الدین صاحب (رر کی) ۱۹ اشوال ۱۳۵۵ھ، ۳ جنوری ۱۹۳۷ء

اب (۴۸۳) زوجین یا ان کے وکیلوں کے علاوہ دو شاہدوں کے سامنے ایجاب و قبول ہونا صحت نکاح کے لئے کافی نکاح معتقد ہو جائے گا۔ (۲) لیکن انعقاد نکاح کے بعد وہ عورت منکوحۃ الغیر ہونے کی وجہ سے زید کے پاس خلوت رہ سکے گی۔ (۳) کیونکہ اجنبیہ اور منکوحۃ الغیر ہوگی اور بحر زوج ثانی کے لئے اس سے ازدواج کے تعلقات کرنے ہوں گے۔ اولاد بھی بحر کی ہوگی۔ زید طلاق دے کر اور عدت گزر جانے کے بعد دوسرے شخص سے نکاح کر سکتا (۵) مگر اس کو اس طرح مخفی رکھنا کہ لوگ زید کی بیوی ہی سمجھتے رہیں (۶) اخلاقاً اور شرعاً اور نتیجتاً خطرناک ہے۔ (۷)

فقط۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

انہ قال یعقد النکاح بالکتاب کما ینعقد بالخطاب و صورته : ان یکتب الیہا یخطبہا فاذا بلغها الکتاب احضرت الشہود علیہم وقالت زوجت نفسی مند . او تقول ان فلانا کتب الی یخطبہ فاشہدوا انی زوجت نفسی منه (ردالمحتار کتاب ج، ۱۲/۳، سعید)

ارسل الیہا رسولاً او کتب الیہا بذلك فقبلت بحضرة شاهدين سمعا كلام الرسول و قراة الكتاب جاز لاتحاد المجلس یة، کتاب النکاح، الباب الاول، ۲۶۹/۱، ماجدیة

نکاح ینعقد بايجاب من احدهما وقبول من الآخر (الدرا المختار، کتاب النکاح، ۹/۳، سعید)

عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال : لا ینخلون رجل بامرأة الا مع ذی رحم محرم (صحیح البخاری، النکاح، باب لا ینخلون رجل بامرأة، ۷۸۷/۲، قدیمی)

اذا طلقتم النساء فبلغن اجلهن فلا تعصلوهن ان ینکحن ازواجهن (البقرة : ۲۳۲)

من عائشة قالت : قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم . اعلنوا هذا النکاح واجعلوهن فی المساجد واضربوا علیہ بالدفر

الترمذی، ابواب النکاح، باب ما جاء فی اعلان النکاح، ۲۰۷/۱، سعید)

من ابن عباس عن النبی ﷺ قال : لا ینکح رجل بامرأة الا کان ثالثها الشیطان (جامع الترمذی، ابواب الرضاع، ۲۲۱/۱، سعید)

عورت زنا کا تقاضا کرے تو اس کو پورا کرنا حرام ہے

(سوال) ایک عورت بالکل جوان ہے۔ خاوند اس کا نہایت کمزور ہے۔ اب یہ عورت کسی ہم عمر شخص سے صحبت کرنا چاہتی ہے۔ اور نہایت عاجزی سے سوال کرتی ہے اور اپنی زبان سے اپنا نفس بھی اس شخص کو بخششتی ہے۔ اس عورت کا سوال پورا کرنا چاہئے یا رد کرنا چاہئے۔ ایک عالم فرماتے ہیں کہ جب انسان کو سوال پورا کرنے کی توفیق ہے تو سوال پورا کر دے۔ المستفتی نمبر ۴۳۶ اچودھری خیر الدین صاحب (ضلع انبالہ) ۷ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ (جواب ۴۸۴) جو عورت کسی کی منکوحہ ہے اور اپنے خاوند کے سوا کسی دوسرے شخص سے خواہش نفسانی پورا کرنے کا سوال کرتی ہے تو یہ سوال بھی حرام اور اس کو پورا کرنا بھی حرام ہے۔ (۱) سوال وہی پورا کرنا جائز ہے جو سوال جائز ہے اور اس کو پورا کرنے میں کوئی گناہ نہ ہوتا ہو۔ (۲) فقط۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

عورت کو اغواء کر کے لونڈی بنانا

(سوال) ایک مرد مسلمان نے ایک ہندو عورت کو اس کے مرد سے چھڑا کر اپنے گھر میں لونڈی بنا کر رکھ لیا ہے اور اس سے ہمستر ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ باندی کیساتھ صحبت جائز ہے اور نکاح کرنے سے انکار کرتا ہے۔ لہذا ایسے شخص کے لئے پیشوائے امت کا کیا حکم ہے؟ اور باندی کس عورت کو کہیں گے اور کتنی حیثیت کے لئے باندی جائز ہو سکتی ہے اور کہاں کے لئے اور کس ملک کے لئے باندی کا حکم ہے۔ اگر کوئی ناجائز فعل کرے اور کہے کہ یہ جائز ہے تو ایسے شخص کو کیا کیا جاوے؟ المستفتی نمبر ۵۳۴ حافظ محمد اسماعیل صاحب (مکمل) ۱۶ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ (جواب ۴۸۵) ہندوستان میں صحیح شرعی طریق پر باندی نہیں مل سکتی۔ کسی ہندو کی بیوی کو اس کے شوہر سے چھڑا کر رکھ لینا اور اس کو باندی سمجھنا جائز نہیں۔ اگر وہ عورت مسلمان ہو گئی ہو اور اس کے خاوند نے مسلمان ہونا قبول نہ کیا ہو اور عدت گزر گئی ہو تو پھر کوئی مسلمان اس عورت سے نکاح کر سکتا ہے۔ (۲) غیر نکاح اس سے صحبت کرنا حرام ہے اور جو شخص ایسی عورت رکھے اور اس کو حلال سمجھے وہ سخت فاسق اور گناہ گار ہے۔ (۳) بلکہ ایمان جاتے رہنے کا قوی خطرہ (د) ہے۔ فقط۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

مسلمان پر کفار کی گواہی معتبر نہیں

(سوال) ایک عورت کافرہ جو گن ایمان لائی ہے اور اسلام پر آئی ہے اور پھر اس نے کسی مسلمان کے ساتھ نکاح شرعی کر لیا ہے۔ دوسرے روز اس عورت کا بھائی آیا اور اس سے دو آدمیوں نے پوچھا کہ تو کس کام کے لئے آیا ہے؟ اس نے

(۱) عن ابن عمر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: السمع والطاعة على المرء المسلم فيما احب وكره مالم يضر بمعصية، فان لم يعصية فلا سمع عليه ولا طاعة (جامع الترمذی، ابواب الجهاد، باب ماجاء، لاطاعة لمخلوق في معصية الخالق، ۳۰۰/۱، سعید)

قال تعالى: ولا تقربوا الزنا انه كان فاحشة وساء سبيلاً (سورة بنی اسرائیل: ۳۲)

(۲) ما حرم فعله حرم طلبه (قواعد الفقہ، ص: ۱۱۵، (رقم القاعدة: ۲۹۲)، الصدف پبلشرز)

(۳) وانكحوا الايامی منكم (النور: ۳۲)

(۴) ومن يتعد حدود الله فانولك هم الظالمون (البقرة: ۲۲۹)

(۵) ومنها ان استحلال المعصية صغيرة كانت او كبيرة كفر اذا ثبت كونها معصية بدلالة قطعية (شرح فقہ الاکبر لعلی القاری،

۲۲۵/۱، بیروت)

کہا کہ میری بہن پیر سکندر سے نکل کر موضع مسابو کائیں چلی آئی ہے۔ میں اس کو لے جانا چاہتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ وہ کنواری ہے یا شادی شدہ ہے؟ اس نے کہا کنواری ہے شادی شدہ نہیں ہے، منگنی ہوئی بھی نہیں۔ اور پھر تیسرے روز اس عورت کا باپ آیا اس نے بھی اسی طرح کہا۔ جب دس دن گزرے تو ایک شخص جو گی آیا۔ اس نے کہا کہ یہ عورت میری ہے اور اس کا منڈو امیر سے ساتھ پڑھا ہے اور میں بھی مسلمان ہو گیا ہوں اور اس کا بھائی بھی مسلمان ہو گیا ہے۔ یہ عورت مجھے دے دو اور اس جو گی نے منڈوے کے گواہ بھی بنا لئے اور اس کے کنواری ہونے کے گواہ بھی موجود ہو گئے ہیں۔ یہاں تک کہ بٹی لال بیگ میں بصدارت پیر گلاب علی صاحب ذیلدار بٹی لال بیگ و خان محمد خان ذیلدار بٹی دلاور اجتماع ہوا اور مجلس عام میں اس جو گی دیندار سے جو مدعی تھا پوچھا گیا کہ تیرا منڈو کس وقت اور کس طرح اور کس نے پڑھا ہے؟ اس نے کہا کہ میرا منڈو والور شادی پیشی کے وقت پھر کما نہیں دیگر اور پھر کما غروب کے وقت ہوا ہے اور جنڈی کے چو فیہ ہم پھرے ہیں اور منڈوے پڑھنے والے مسکی مولیٰ نے کہا کہ پھیرے لے لو جس طرح تمہارے ماں اور باپ نے لئے ہیں اور پیو دوانے لئے ہیں۔ پس اس کے بعد عورت سے پوچھا تو اس نے کہا کہ میں کنواری ہوں یہ میرا خاوند نہیں۔ مدعی کاذب ہے بلکہ میری بھانجی کا خاوند ہے۔ میرا پتر ہے، میں اس کی ساس ہوں۔ پس میں نے صدق اور صفائی دل سے کلمہ پڑھ کر اسلام قبول کر لیا ہے۔ میں اس گیدر اور گواہ اور ساپ کھانے والوں کے ساتھ ہر گز نہیں جاتی ہوں۔ اور یہ بناوٹی مسلمان ہوا ہے اور انہوں نے جھوٹے دعوئے مسلمانی کے بعد گواہ اور نیولا وغیرہ کا شکار کیا جس کے گواہ جمع میں موجود تھے۔ المختصر دونوں طرف سے گواہ بھمت گئے۔ عورت کے کنواری ہونے کے تمام گواہ مسلمان ہیں اور اس مدعی کے گواہ دو مسلمان اور باقی کافر جو گی ہیں۔ ایک مسلمان نے گواہی دی کہ اس شخص کی شادی اور منڈو دیگر کے وقت ہوا ہے۔ میں نے دیکھا لائوٹی پھیرا لیتے ہیں لیکن میں نے عورت کو پہچانا نہیں کہ کونسی عورت ہے اور کس نے منڈو پڑھا ہے اور دوسرے گواہ مسلمان نے کہا کہ اس کی شادی اور منڈو موضوع جو سران میں شام کے وقت ہوئی ہے۔ مگر میں نے عورتوں کو پہچانا نہیں کہ منہ پر نقاب تھا اور پھر باقی جو کافر گواہ تھے انہوں نے بھی اسی طرح مختلف طور پر شہادت دی۔ کسی نے کہا کہ دیگر کے وقت اور کسی نے کہا شام کے وقت اور کسی نے عشاء کے وقت۔ کیا اس شخص کا دعویٰ عند الشرع درست ہے یا نہیں اور اس کا اسلام معتبر ہے یا نہیں اور اس کے منڈوے کے گواہوں کے مطابق منڈوے کو نکاح سمجھا جائے یا نہیں اور گواہی معتبر ہے یا نہیں اور عورت واپس کی جائے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۶۰۳ نور احمد صاحب ضلع منگلپور ۱۶ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ

(جواب ۴۸۶) کافروں کی گواہی تو بالکل غیر معتبر ہے (۱) اور مسلمانوں کی گواہی بھی اس لئے قابل قبول نہیں کہ دونوں نے یہ کہا کہ ہم نے عورت کو نہیں پہچانا اور جب عورت کے باپ اور بھائی کا بیان موجود ہے کہ عورت کنواری ہے اور منڈوے کے گواہوں کے بیان بھی مختلف ہیں۔ کوئی دوپہر کا وقت بتاتا ہے، کوئی شام کا اور کوئی عشاء کے بعد کا، تو یہ گواہیاں سب ناقابل اعتبار ہیں۔ (۲) اور عورت کا اس کے باپ بھائی کا بیان معتبر قرار دیا جائے گا اور عورت کنواری

(۱) لا تقبل شهادة كافر علی مسلم (الدر المختار، كتاب الشهادات، باب القبول وعدمه، ۴۷۵/۵، سعید)

(۲) وكذا تجب مطابقة الشهاداتتين لفظاً ومعناً بطريق الوضع (الدر المختار، كتاب الشهادات، باب الاختلاف في الشهادة، ۴۹۳/۵، سعید)

قرار دی جائے گی اور اس کا نکاح مسلمان کے ساتھ جو وہ ہے وہ قائم رکھا جائے گا۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ له، دہلی

نکاح سے قبل عورت کو حرام کیا اور اس سے شادی نہ کرنے کی قسم کھائی تو کیا حکم ہے؟

(سوال) زید نے قبل از نکاح خود ایام مختلف میں مندرجہ ذیل جملے اپنے نکاح کے متعلق کہے ہیں اور اس کی ان مختلف تحریرات میں جو اس نے آمنہ کو وی تھیں منجملہ مختلف اقوال کے یہ اقوال بھی اپنے نکاح کے بارے میں تحریر ہیں۔
(۱) عائشہ مجھ پر حرام ہے۔ (۲) عائشہ نے کبھی نکاح نہیں کروں گا۔ (۳) میں عائشہ سے کبھی شادی نہیں کروں گا۔
(۴) اگر میں نے عائشہ سے نکاح کیا تو مجھ پر حرام ہے۔ (۵) عائشہ اور باقی سب عورتیں مجھ پر حرام ہیں۔ (۶) عائشہ مجھ پر بالظن کلی حرام ہے۔ (۷) خدا کی قسم میں عائشہ سے شادی نہیں کروں گا۔ (۸) عائشہ بنت عمرو مجھ پر بمنزلہ بھائی کے ہے یا بہن کے ہے۔ (۹) آمنہ آپ کے سوا مجھ پر عائشہ اور باقی سب عورتیں حرام ہیں۔ جملہ نمبر ۵ اور نمبر ۶ میں زید کو شک ہے کہ یہ دو جملے اس کے منہ سے نکلے ہیں یا نہیں؟

(۱) اب قابل استفسار یہ ہے کہ وہ عائشہ سے شادی کر سکتا ہے یا نہیں؟ (۲) وہ عائشہ بنت عمرو سے شادی کر سکتا ہے یا نہیں؟ (۳) کیا وہ کہیں اور شادی کر سکتا ہے؟ اگر کر سکتا ہے تو کیونکر؟ (۴) قسم واقع ہوئی ہے یا نہیں، بصورت اثبات کو کسی قسم واقع ہوئی ہے؟ (۵) کیا شرع شریف اسے مجبور کرتی ہے کہ وہ چاروں چار آمنہ سے وہ تحریرات لا کر رفع شک کرتے ہوئے قاضی کے سامنے پیش کرے۔ اس صورت میں جب کہ اس کا آمنہ کے پاس جانے اور تحقیق کرنے میں ہزاروں مفسد کا فتح باب ہو تو اب اس صورت میں کیا یہاں زید کے لئے کوئی صورت از روئے شریعت مطہرہ نکل سکتی ہے کہ نہ تو اسے آمنہ کے پاس برائے مطالبہ تحریرات خود جانا پڑے اور نہ فتح باب مفسد ہو اور اس کے لئے کسی طریقے سے شادی کرنا جائز ہو جائے۔ نیز اس کے لئے وہ شادی جمع مخالفت شرعیہ حالیہ و مستقبلہ سے مبرا ہو جائے اور پھر اگر کسی وقت اس کی عائشہ سے شادی ہو جانے کے بعد اسے وہ تحریرات مل گئیں اور اس میں لفظ کلی وغیرہ لکھا تھا تو اس صورت میں اس کی شادی مفسد و فسخ نہ ہو جائے۔ کوئی ایسی صورت نکال دیجئے۔

(المستفتی نمبر ۱۸۳۹ء محمد اسماعیل خانقاہ شریف (ضلع ڈیرہ اسماعیل خان)

۲۸ رجب ۱۳۵۶ھ، ۴ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۸۷) فقرہ نمبر ۵ اور ۶ جن کے زبان سے نکلنے میں ہی شک ہے اس کو نظر انداز کر دینا چاہئے۔ یعنی زید پر اس عمل میں ان کا لحاظ کرنا لازم نہیں۔ (۱) لیکن اس کے ہاتھ کے لکھے ہوئے نکل آئے یا گواہوں سے اس کا تلفظ زید کی زبان سے ثابت ہو گیا تو پھر اس کے موافق حکم لازم ہوگا۔ (۲) فقرہ نمبر اوغیرہ نمبر ۹ اس حال میں کہ گئے ہیں کہ صرف آمنہ زید کے نکاح میں ہے اور عائشہ اور کوئی عورت اس کے نکاح میں نہیں ہے۔ پس یہ فقرہ جملہ خبریہ صادق

(۱) وانكحوا الايامي منكم (النور : ۳۲)

وفي الخاتبة : وجلان ادعيا نكاح امراة وان اقام كل واحد منهما المينة انباله وكانت في يداحد هما يقضى بها لصاحب البد الخاتبة على هامش (الهندية، كتاب النكاح، فصل في دعوى النكاح، ۴/۵، ماجدية)

(۲) اليقين لايزول بالمشك (الاشباہ والظان، القاعدة الثالثة، ۱۹۳، ادارة القرآن)

(۳) فان وجد الشرط وهي في ملكة انحلت المين ووقع الطلاق، لانه وجد الشرط، والمحل قابل للجراء فيبر الحراء ولا تنق

البمين (الجوهرة النيرة، كتاب الطلاق، ۵۲/۲، امداديه)

ہے اس کا کوئی اثر اس پر نہیں پڑے گا۔ ہاں اگر زید اقرار کرے کہ اس کا مقصد اس سے یمین تھی تو اس کے اقرار سے یمین ہو جائے گی۔ (۱) فقرہ نمبر ۶ جس میں لفظ کلمہ کا مدخول نہیں، وہ بھی بیکار ہے۔ فقرہ نمبر ۷ یمین منعقدہ ہے۔ اگر عائشہ سے نکاح کیا تو کفارہ یمین دینا ہوگا۔ (۲) اور فقرہ نمبر ۸ بھی جملہ خبریہ صادقہ ہے۔ اس کا اس پر کوئی اثر نہیں۔ (۳) اور فقرہ نمبر ۲ و ۳ کا بھی کوئی اثر نہ ہوگا کہ یہ اقرار کی خلاف ورزی ہے۔

پس زید عائشہ سے اور کسی عورت سے نکاح کر سکتا ہے۔ لیکن عائشہ سے شادی کرنے کی صورت میں فقرہ نمبر ۷ کے بموجب قطعاً اور فقرہ نمبر ۱، ۵، ۹ کے بموجب بصورت اقرار یمین کفارہ دینا ہوگا۔ (۴)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

قاضی کا وقتی طور پر طلاق نامہ لکھوانے کے بعد نکاح پڑھانا کیسا ہے؟

(سوال) زید ایک عورت باہر سے اپنے ہمراہ اپنی جائے سکونت پر لایا اور تقریباً دو سال تک اپنے گھر میں رکھا۔ جس کی عمر تقریباً اس وقت گیارہ سال کی تھی۔ کوئی قابل وقعت شہادت اس امر کی نہیں ہے کہ اس نے اس عورت کے ساتھ باہر نکاح کیا تھا۔ بعد ازاں اس کو مطاقہ قرار دے کر دوسرے آدمی کے ساتھ نکاح کر دیا۔ قاضی نکاح خواں نے بوقت نکاح خوانی یہ سوال اٹھایا کہ تاوقتیکہ میرے سامنے کوئی تحریری ثبوت اس بات کا پیش نہیں کیا جائے کہ فی الواقع زید نے عورت کو طلاق دی ہے اور ایام عدت پورے ہو چکے ہیں میں نکاح نہیں پڑھاؤں گا۔ اس کے جواب میں زید نے بتایا کہ میں نے اس کو بطور لڑکی کے رکھا ہے۔ نیز یہ بھی کہا کہ میری خادمہ ہے۔ لیکن قاضی نے خوف اپنی بکدوشی کے لئے تحریر کا ہونا ضروری سمجھا۔ چنانچہ اسی وقت طاق نامہ لکھا گیا جس میں تقریباً چھ ماہ گزشتہ کی تاریخ لکھی گئی۔ جب گواہوں نے دستخط کر دیئے باوجود اس کا علم ہونے کے کہ طلاق نامہ ابھی درج و تحریر ہوا ہے قاضی نے نکاح پڑھا دیا۔ (۱) کیا یہ نکاح جائز ہے؟ (۲) قاضی اور زید و گواہان کے لئے بصورت ناجائز ہونے کے کیا حکم ہے؟ اور اس کا کیا کفارہ ہو سکتا ہے؟

المستفتی نمبر ۱۸۵۳ اشیر احمد خاں (روہتک)

۲۹ رجب ۱۳۵۶ھ، ۵ اکتوبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۴۸۸) یہ کارروائی تو غلط اور مصنوعی تھی مگر قاضی نے اگر اس علم پر نکاح پڑھایا ہو کہ یہ عورت منکوحہ نہیں تھی اور تحریر طاق نامہ محض قانون کی گرفت سے بچنے کے لئے ہو تو قاضی مجرم نہ ہوگا۔ (۵)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(۱) سنل ابوبکر عمن قال : هذه الخمر علی حرام ثم شربها والمختار للفتویٰ انه ان اراد به التحريم وجب الكفارة وان اراد الاخير، اولم تكن له نية لاتجب الكفارة (الهندي، باب ما يكون يمينا، ۵۶/۲، ماجدية)

(۲) واليمين المنعقدة هي الحلف على الامر المستقبل ان يفعله او لا يفعله فاذا حث في ذلك لزمته الكفارة الجوهرية البيرة، كتاب الايمان، ۲/۴۷، امداية)

(۳) سنل ابوبکر عمن قال : هذه الخمر علی حرام ثم شربها والمختار للفتویٰ انه ان اراد به التحريم وجب الكفارة وان اراد الاخير، اولم تكن له نية لاتجب الكفارة (الهندي، باب ما يكون يمينا، ۵۶/۲، ماجدية)

(۴) والمنعقدة ما يحلف على امر المستقبل ان يفعله او لا يفعله، واذا حث في ذلك لزمته الكفارة (الهداية، كتاب الايمان، ۴۷۸/۲، شركة علمية)

(۵) المظنة الثلاث اذا ات الزوج الاول وقالت : تزوجت بزوج آخر ودخل بي وطلقني وانقضت عدتي، ان كانت ثقة ووقع عند الاول انيا صادقة - حل للزوج الاول ان يتزوجها (الخانية على هامش الهندي، ۳۶۷/۱، ماجدية)

شوہر بیوی کی برخصتی پر تیار نہیں، کیا نکاح فسخ کر لیا جاسکتا ہے؟

(سوال) ہندہ منکوحہ کئی سال سے اپنے گھر بیٹھی ہے۔ اس کا شوہر جو شرعاً عقد ہوا ہے کسی شہر میں گوشہ نشین بنا بیٹھا ہے۔ جب برخصتی کا خط اس کے پاس جاتا ہے تو تاریخ مقررہ میں نہیں آتا بلکہ خود تاریخ معین کرتا ہے اور اس میں بھی نہیں آتا۔ ہم لوگ رہبر منتظر رہے کہ آئے اور شادی ہو مگر کئی تاریخیں ٹل گئی ہیں۔

اور یہ قصہ اب کا ہے، ورنہ اس سے قبل جب نکاح ہوا تھا دونوں یعنی ہندہ اور اس کا شوہر متبالغ اور متبالغہ تھے۔ ماں باپ کی خوشی پر اپنے نے ایجاب و قبول کیا تھا۔ اور باپ کی قدرت سے باہر ہے کہ ایسی صورت میں جب کہ میرے کچھ اختیارات ان پر ہیں رخصت کیونکر ہوگی اور بچی غریب کا کیا حال ہوگا۔ کچھ شرعی طریقہ ایسا فرمائیے، یا ایسا حکم خاص صادر فرمادیں جس سے بچی ہندہ کی داورسی ہو سکے۔ آپ حقیقت میں شرعی حاکم ہیں۔ اگر مناسب سمجھیں تو اس قسم کے جو بات الجمعية کے احکام و حوالہ میں شائع فرمادیں۔

المستفتی نمبر ۱۹۲۷ء شاہ فضیل الرحمن صاحب (مولفیر) ۲۰ شعبان ۱۳۵۶ھ، ۲۶ اکتوبر ۱۹۳۷ء (جواب ۴۸۹) اگر عورت کے لئے گزارے اور حفظ صحت کی کوئی صورت نہیں ہے اور خاوندان امور کی پرواہ نہیں کرتا تو عورت کو حق ہے کہ کسی مسلمان حاکم کی عدالت سے اپنا نکاح فسخ کرائے اور پھر عدت گزار کر دوسرا نکاح کرے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

غلطی سے منکوحہ کا نکاح پڑھانے والا معذور ہے

(سوال) سو لایا خطاً منکوحہ عورت کا دوسرے شخص سے نکاح کیا گیا۔ آیا نکاح خوال اور گواہان پر کوئی تعزیر شرعی ہے یا نہیں۔ بھورت ثانی جو یہ کہے کہ مذکورین اشخاص کا نکاح فاسد ہو گیا کیا اس قول کے قائل پر کوئی سزا ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۹۳۳ باگی ولد عبدل (فیروز پور) ۲۰ شعبان ۱۳۵۶ھ، ۲۶ اکتوبر ۱۹۳۷ء (جواب ۴۹۰) منکوحہ عورت کا دوسرا نکاح پڑھ دینا اگر دیدہ و دانستہ ہو تو موجب فسخ ہے۔ (۲) اور اگر پڑھانے والے اور گواہوں کو اس بات کا علم نہ ہو تو وہ معذور ہیں۔

دوسرے کی بیوی کو رکھنا حرام ہے

(سوال) دو بھائی ہیں۔ بڑے بھائی کی نکاحی کو چھوٹے بھائی نے بے طلاق دیئے ہوئے رکھ لیا ہے۔ اس پر کیا کفارہ ہے؟

المستفتی نمبر ۱۸۲۹ شاہ محمد صاحب اعظم گڑھ۔ ۲۳ رجب ۱۳۵۶ھ، ۳۰ ستمبر ۱۹۳۷ء (جواب ۴۹۱) بے طلاق کے منکوحہ غیر کو رکھ لینا سخت گناہ ہے۔ (۲) خواہ بھائی کی منکوحہ ہو یا کسی اور شخص کی۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(۱) حنفیہ کے ہاں ایسی صورت میں نکاح فسخ نہیں کیا جاسکتا البتہ متاخرین احناف نے ضرورت محسوس کرتے ہوئے کسی شافعی المسلک سے نکاح فسخ کرانے کی اجازت دی ہے۔

واصحاننا لما شاهدوا الضرورة في التفريق. استحسنوا ان ينصب القاضي نائب شافعي المذهب يفرق بينهما (شرح الوقاية، كتاب الطلاق، باب النفقة، ۱۵۲/۲، سعيد)

(۲) ولا تعاونوا على الاثم والعدوان واتقوا الله ان الله شديد العقاب، (المائدة - ۲)

(۳) والمحضت من النساء (النساء : ۲۴)

وفي الهنديه لا يجوز للرجل ان يتزوج زوجة غيره (الهنديہ، كتاب النکاح، الباب الثالث، ۲۸۰/۱، ماجدیہ)

- (۱) مسلمان ہونے کے بعد عورت پر عدت لازمی ہے یا نہیں؟
 (۲) شرعی سزا کے بغیر زانی اور زانیہ کا آپس میں نکاح
 (۳) پہلی بیوی کا حق مارنے کی غرض سے دوسرا نکاح صحیح نہیں
 (۴) حاملہ سے نکاح

(سوال) (۱) ایک ہندو عورت کو ایک مسلمان کے نفس قابو میں آئے ہوئے چھ ماہ کا عرصہ ہو گیا۔ اب شخص مذکور عورت داشتہ کو مسلمان بنوا کر نکاح کرنے کی خواہش کرتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ موصوفہ مذکورہ کو قبول اسلام کے بعد شرعی قید عدت ضروری ہے۔ قید عدت کے بغیر نکاح ہو گیا تو وہ نکاح کیا ہوگا؟

(۲) ایک ہندو عورت شرف اسلام کے بعد کسی مسلمان سے ناجائز تعلقات ایک عرصے سے برقرار رکھتی ہے۔ لہذا اب دونوں کا نکاح کوئی شرعی سزا کے بعد درست تسلیم کیا جائے گا۔ اس سلسلہ گزارش میں یہ بھی مطلوب ہے کہ بغیر شرعی سزا کا نکاح مذکورہ کیسا ہوگا؟

(۳) زید ایک شادی شدہ مسلمان ہے۔ زید کی عورت عاجلہ صحت آفرین صورت اور قابل تحسین سیرت رکھتی ہے۔ حیف کہ زید و سواوس شیطان سے مغلوب ہو کر ہوس نفس کی خاطر ایک ہندو عورت کو مسلمان ہونے کی ترغیب دے کر اور مسلمان بنا کر اپنی زوجیت میں لانا چاہتا ہے۔ یہ بھی واضح خاطر ہو کہ زید مذکور یعنی زید کا نکاح وقوع پذیر ہونے کے بعد زید کی پہلی عورت کے اور اس سے واپس رشتہ داروں کے ارمانوں کا خون ہونے کا نہایت اندیشہ ہے۔ لہذا زمانہ حال کے ایک نفس پرست طبقہ پر نظر عنایت فرما کر شرعی نقطہ نظر سے فیصلہ مرحمت ہو کہ زید کے اس نکاح کے معاملہ میں ہم مسلمان تائید کریں یا تردید؟

(۴) ایک مسلمان عورت کی نسبت یہ افواہ پھیلی ہوئی ہے کہ وہ حاملہ ہے اور اس حالت میں ایک مسلمان اس کو منکوحہ بنانا چاہتا ہے۔ الغرض ان دونوں کا نکاح شرعاً کیسا ہوگا؟ اس معاملے میں ایک مسلم جماعت افواہ مذکور کی تحقیق کے بغیر ان دونوں کا نکاح کر دے تو شریعت اسلامی اس جماعت کو کیا کہے گی؟

المستفتی نمبر ۲۰۳۴ منشی سید الطاف حسین صاحب (ضلع کنٹور) ۱۲ رمضان ۱۴۳۶ھ، م ۱۷ نومبر ۱۹۱۳ء
 (جواب ۴۹۲) (۱) ہندو عورت شادی شدہ ہے اور اس کا شوہر موجود ہے تو اس کے مسلمان ہونے کے بعد عدت گزارنی ہوگی۔ عدت کے بعد وہ نکاح کر سکے گی۔ (۱) اور اگر غیر شادی شدہ پاییدہ ہے تو مسلمان ہونے کے بعد اس سے فوراً نکاح ہو سکے گا۔ (۲)

(۲) شرعی سزا جاری کرنے کا مسلمانوں کو اختیار اور طاقت نہیں۔ عورت و مرد دونوں گناہ گار ہیں لیکن اگر وہ آئندہ گناہ سے بچنے کے لئے نکاح کرنا چاہتے ہیں تو ان کا نکاح آپس میں جائز ہے۔ (۳)

(۳) جہاں تک ممکن ہو زید کو سمجھا کہ اس ارادے سے باز رکھنے کی کوشش کی جائے۔ لیکن اگر وہ کسی طرح نہ مانے

(۱) واذا اسلمت المرأة في دار الحرب وزوجها كافرا لم يقع الفراق عليها حتى تحيض ثلث حيض ثم تبين من روحها (الهداية، باب نكاح اهل الشرك، ۲، ۳۴۷، شریکة علمية) (۲) واحل لكم ما وراء ذلكم (النساء: ۲۴)
 (۳) وفي مجموع النوازل، اذا تزوج امرأة قد زنى هو بها وظهر بها حبل فالنكاح جائز عند الكل وله ان يطأها عند الكل (الهداية، كتاب النكاح، الباب الثالث، القسم السادس، ۲۸۰/۱، ماجدية)

طلاق حاصل نہ کرے یا کوئی مسلمان حاکم کسی شرعی وجہ پر فسخ نکاح کا فیصلہ نہ کر دے اس وقت تک حفیظ اللہ صغریٰ کے ساتھ نکاح نہیں کر سکتا۔ (۱) اس پر لازم ہے کہ فوراً صغریٰ کو اپنے پاس سے علیحدہ کر دے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

دوسرے کی بیوی کو اپنے پاس رکھنا حرام ہے

(سوال) ہم ایک باپ کے تین بیٹے ہیں۔ بڑے کا نام بہادر علی بہادر اور سب سے چھوٹا علی بہادر میں خاکسار حشمت علی جو کہ فی الحال برما شیل کمپنی میں موٹر ڈرائیوری پر ملازم اور آپ سے فتویٰ کا خواستگار ہوں۔ میری شادی سن ۱۹۱۸ء میں بمقام پونٹھی سید جان کے ساتھ ہوئی۔ ہمارے گھر سے پونٹھی تک ۲۴ میل ہے۔ یہ بات پچھلے پچھلے کو معلوم ہے کہ میں برات لے کر وہاں گیا۔ شادی کیا اور ڈولی میں ڈال کر گھر کو لے گیا۔ اس کا ثبوت رجسٹر ڈبھی ہے۔ اس پر میرا اور سید جان دونوں کا نام درج ہے۔ وہ عرصہ تین سال میرے پاس موجود رہی۔ اس کے بعد میں اس کو والدہ کے پاس چھوڑ کر انگریزی علاقہ میں چلا آیا۔ کیونکہ مجھ کو شادی کا قرضہ ادا کرنا تھا۔ تین سال کے بعد میری والدہ کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد ہمارے حقیقی بھائی مٹھلے مسکی علی بہادر نے میری عورت کے ساتھ تعلقات قائم کر لئے اور زبردستی گھر میں رکھ لیا۔ یہ ایسی بات ہے کہ میں اپنی قوم میں منہ دکھانے نہیں سکتا۔ تھوڑے عرصے کے بعد جب مجھے معلوم ہوا تو میں نے دو تین رجسٹری سرکار کی طرف کی لیکن کچھ فیصلہ نہیں ہوا کیونکہ وہ ملک ہندو راجہ کا ہے۔

علی بہادر نے ایک جعلی کاغذ بنالیا ہے۔ میرے نکاح سے آگے کا نکاح موجود کرتا ہے جس کا کوئی ثبوت موجود نہیں۔ وہاں کے مولوی کے پاس جو رجسٹر ہے اس میں ابھی تک نکاح علی بہادر صاحب درج نہیں ہوا۔ کیونکہ وہ مولوی ڈرتا ہے۔ اس سے اس کے تین چار بچے بھی پیدا ہوئے۔

المستفتی نمبر ۲۱۲۴ حشمت علی خاں (ضلع ناسک) ۱۴ شوال سن ۱۳۵۶ھ ۱۸ ستمبر سن ۱۹۳۷ء

(جواب ۹۵) اگر تمہارے بھائی علی بہادر کا نکاح اس سے نہیں ہوا تھا اور مسماہ سید جان تمہاری منکوحہ ہے اور علی بہادر نے جعلی کاغذ نکاح کا بنالیا ہے تو علی بہادر سخت گنہگار اور مجرم ہے اور اس کو سید جان کے ساتھ تعلقات رکھنا حرام ہے۔ (۲) اور اس کی اولاد بھی ولد الزنا ہے۔

عورت کے ناجائز تعلقات کی وجہ سے شوہر طلاق دیتا ہے نہ صلح کرتا ہے، کیا کیا جائے؟

(سوال) زید اپنی منکوحہ بیوی کے ساتھ تقریباً دس سال گزار چکا ہے۔ اس عرصے میں اس کی بیوی سے تین لڑکیاں تولد ہوئیں۔ قریب ڈیڑھ سال کا عرصہ ہوا اور اس کی بیوی فوت ہو چکی۔ اس ڈیڑھ سال کے عرصے میں زید نے اپنی بڑی سالی ہندہ سے (جو اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر برائے ہمدردی اپنی فوت شدہ بہن کے بچوں کی دیکھ بھال کے لئے

(۱) والمحصنت من النساء (النساء: ۲۴)

وفي الهندية: لا يجوز للرجل ان يتزوج زوجة غيره (الهندية، كتاب النکاح، الباب الثالث، القسم السادس، ۲۸۰/۱، ماجدية)
(۲) عن عبد الله بن مسعود قال قال رجل: يا رسول الله اذنبت عند الله اكبر قال: ان تدعو الله ندا وهو خلقك، قال: ثم اى قال ان تقتل ولدك خشية ان يطعم معك قال: ثم اى قال: ان تزني بحليلة جارك (صحيح البخارى، كتاب التفسير، باب قوله والذين لا يدعون مع الله الها آخر، ۷۰۱/۲، قديمي)
عن عقیة بن عامر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: اياکم والدخول على النساء الحديث (صحيح البخارى، كتاب النکاح، باب لا یتخلون رجل بامرأة، ۷۸۷/۲، قديمي)

زید کے پاس آیا کرتی تھی) صنفی تعلقات پیدا کر لئے۔ ہندہ کو اپنے جائز خاوند سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی بقید حیات ہیں۔ ایسی حالت میں ہندہ کا شوہر نہ ہی اس کو طلاق دینا چاہتا ہے نہ خلع پر راضی ہے۔ ہندہ کے حامیوں کی استدعا پر بھی کان نہیں دھرتا فی الوقت ہندہ اپنے شوہر کے پاس نہیں۔ اب علمائے دین کوئی فیصلہ از روئے شرع دیں تاکہ ہندہ کا تعلق اپنے شوہر سے منقطع ہو جائے اور ہندہ کو زید کے نکاح میں دے دیا جائے۔

المستفتی نمبر ۲۹۲۲ اہل جماعت علیٰ نکر ضلع شمالی ارکاٹ (مدارس) ۲۶ ربیع الثانی سن ۱۳۵۷ھ ۶ جون سن ۱۹۳۸ء (جواب ۴۹۶) ہندہ کا جب جائز خاوند موجود ہے اور اس سے اولاد بھی ہے تو اس کو اپنے بہنوئی سے تعلقات پیدا کرنا سخت گناہ (۱) اور بے غیرتی کی بات ہے۔

ہندہ کو اپنے شوہر کے پاس واپس جانا چاہئے (۲) اور کوئی وجہ نہیں کہ اس سے علیحدہ کر کے زید سے نکاح کرنے کی سعی کی جائے۔ (۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

بیوی مرتد ہو جائے تو دوبارہ اس سے نکاح کی کیا صورت ہے؟

(سوال) عورت کسی کفر کی وجہ سے مطلقہ ہو جائے اس سے شوہر سابق سال کے بعد نکاح کر سکتا ہے یا نہیں۔ حلالہ وغیرہ کی ضرورت تو نہیں ہے۔

المستفتی نمبر ۲۳۴۱ حافظ محمد اسماعیل صاحب (آگرہ) ۲۶ ربیع الثانی سن ۱۳۵۷ھ ۶ جون سن ۱۹۳۸ء (جواب ۴۹۷) عورت جب مرتد ہونے کی وجہ سے خاوند کے نکاح سے باہر ہو جائے تو پھر مسلمان ہو کر شوہر سابق سے نکاح کر سکتی ہے۔ اس کے لئے کوئی عدت گزارنا یا حلالہ شرط نہیں ہے۔ (۳)

فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

نکاح کے بعد اگرچہ خلوت نہ ہوئی ہو عورت دوسری جگہ نکاح نہیں کر سکتی

(سوال) ایک لڑکی نابالغ جس کی عمر آٹھ سال یا اس سے کم ہے اس کی شادی اس کے ماں باپ نے کر دی۔ لیکن صرف نکاح کیا وداع نہیں کی اور اب یہ لڑکی بالغ ہو گئی۔ چونکہ وارثان لڑکا اور لڑکی میں تنازعہ ہو گیا۔ اس وجہ سے لڑکی اپنے خاوند کے گھر نہیں گئی اور نہ اب جانا چاہتی ہے اور نہ ہی نکاح کے وقت سے اب تک لڑکی کا کبھی تخلیہ اپنے خاوند کے ساتھ ہوا۔ یعنی خاوند نے اس لڑکی کے ساتھ صحبت نہیں کی۔ ایسی حالت میں کیا لڑکی اپنا نکاح کسی اور شخص سے کر سکتی ہے لیکن اس کا پہلا خاوند طلاق دینے پر رضامند نہیں ہے۔ دریافت طلب صرف یہ امر ہے کہ اگر اس لڑکی سے کوئی اور شخص شادی کر لے تو جائز ہے یا ناجائز۔ شرع شریف کا اس کے متعلق کیا حکم ہے؟

(۱) ولا تقریبا الزنی انه كان فاحشة وساء سبيلا سورة بنی اسرائیل :

(۲) عن قیس بن سعد لو كنت آمر احدا ان يسجد لاحد لا مرت النساء ان يسجدن لازواجهن لما جعل الله عليهن من الحق (سنن ابی داؤد، کتاب النکاح، باب فی حق الزوج علی المراءة ۲۹۸/۱، سعید)

(۳) عن ابی ہریرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : ليس منا من خب امرأة على زوجها او عبداً على سيده (سنن ابی داؤد، کتاب الطلاق، ۲۹۶/۱، امدادیة)

(۴) ولو اجرت كلمة الكفر على لسانها مغايظة لزوجها او اخراجاً لنفسها عن حبالته او لا متيجاب المهر عليه بنكاح مستأنف تحرم على زوجها فتجبر على الاسلام، ولكل قاضي ان يجدد النكاح بادنئ شيء ولو بدینار سخطت او رضیت وليس لها ان تزوج الا بزوجه، قال الهذواني أخذ بهذا قال ابو الليث وبه ناخذ (الهنديّة، کتاب النکاح، الباب العاشر فی نكاح الكفار، ۳۳۹/۱، ماجدیة)

(نوٹ) قانون گورنمنٹ کی رو سے دریافت نہیں کیا جا رہا ہے بلکہ شرع شریف کی رو سے کیونکہ مجھے ایک مولوی صاحب نے یہ بتلایا ہے کہ اگر کسی لڑکی کا نکاح نابالغی کی حالت میں ہو یا بالغ ہونے کی حالت میں لیکن نکاح کے بعد تخلیہ نہ ہو یعنی خاوند اور بیوی کا تخلیہ نہ ہو تو عورت مختار ہے کہ اپنے نکاح اگر چاہے تو کسی اور سے کر لے۔

المستفتی نمبر ۲۳۵۰ عبد الغنی صاحب (رہنک) ۳ جمادی الاول سن ۱۳۵۷ھ ۲ جولائی سن ۱۹۳۸ء (جواب ۴۹۸) یہ جو آپ کو بتایا گیا ہے غلط ہے۔ لڑکی اور اس کے شوہر میں اگرچہ تخلیہ نہ ہوا ہو جب بھی وہ اس کی منکوحہ تو ہے اور جب تک ان دونوں کی علیحدگی طلاق یا خلع یا فسخ کے ذریعہ سے نہ ہو وہ دوسرا نکاح نہیں کر سکتی۔ (۱) شوہر سے طلاق لی جائے یا خلع کیا جائے یا ذریعہ مسلمان حاکم کے نکاح فسخ کر لیا جائے پھر دوسرے شخص سے نکاح جائز ہوگا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

جب لڑکی کی رضامندی سے نکاح ہوا تو لڑکی دوسری جگہ نکاح نہیں کر سکتی (سوال) ایک لڑکی کا نکاح (جس کی عمر ۱۶ یا ۱۷ سال ہے اور بیوہ یعنی رائدہ ہے) اس کے والدین نے مع رضامندی لڑکی کے ایک لڑکے سے جس کی عمر ۱۲ سال کی ہے کر دیا اور سات یا آٹھ ماہ اپنی سسرال میں رہ چکی ہے۔ اب وہ بچے نہیں کتے ہیں کہ ہم کو مولوی صاحبان کتے ہیں کہ اس کا نکاح نہیں ہوا اور اب وہ دوسری جگہ نکاح کراتے ہیں۔ کیا اس عورت کا نکاح اس بارہ سال کے لڑکے سے نہیں ہوا اور ان کو دوسری جگہ اس کا نکاح کر دینا شرع شریف میں جائز ہے۔ قاضی نے اس کی ماں سے اور اس کے باپ سے اور لڑکی سے اچھی طرح اذن لے کر نکاح پڑھا ہے۔

المستفتی نمبر ۲۳۵۱ مولوی فضل الرحمن صاحب (حصار) ۳ جمادی الاول سن ۱۳۵۷ھ ۲ جولائی سن ۱۹۳۸ء (جواب ۴۹۹) جب لڑکی کی رضامندی اور اجازت سے نکاح ہوا تو نکاح صحیح ہو گیا۔ (۲) اب اس لڑکی کا دوسرے شخص سے نکاح نہیں ہو سکتا۔ اگر کر دیں گے تو ناجائز اور حرام ہوگا۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

دوران حیض جماع کرنے کا کیا کفارہ ہے؟

(سوال ۱) زید ۱۹ سال کی عمر کا ہے نئی شادی ہوئی ہے۔ وہ اپنی منکوحہ کے پاس گیا۔ اس نے منع کیا کہ ہم کو ایام مقررہ میں۔ زید ہٹ گیا مگر بسبب تقاضائے جوانی کے صبر نہیں کیا اور اپنی منکوحہ کو فرش بنایا۔ اب زید کے لئے شرعی حکم کیا ہے۔ زید اس کو لدا کرے۔

(۲) زید شرعی حکم ادا کرنے سے پہلے اپنی منکوحہ کے پاس جا سکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۳۶۸ غلام قادر (آلہ آباد) ۱۲ جمادی الاول سن ۱۳۵۷ھ ۱۱ جولائی سن ۱۹۳۸ء (جواب ۵۰۰) ایام مقررہ میں صحبت کرنا ناجائز ہے۔ (۳) صحبت کر لی گئی تو زید کو اور اس کی بیوی کو توبہ کرنی چاہئے اور بہتر یہ ہے کہ زید ڈھائی روپیہ صدقہ کر دے۔ (۵) زید کو عورت کے پاک ہونے کے بعد صحبت کرنا جائز

(۱) والمحصنات من النساء (النساء: ۲۴)

(۲) ومنہا رضا المرأة اذا كانت بالغة بکراً كانت او ثیباً (الہندیہ، کتاب النکاح، الباب الاول، ۱/۲۶۹، ماجدیہ)

(۳) لا يجوز للرجل ان يتزوج زوجة غيره (الہندیہ، کتاب النکاح، الباب الثالث، القسم السادس، ۱/۲۸۰، ماجدیہ)

(۴) فاعتزلوا النساء فی المحیض ولا تقربوهن حتی یطهرن (البقرة: ۲۲۲)

(۵) عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الذی یاتی امرأۃ وہی حائض۔ قال: یتصدق بدینار او بنصف دینار (سنن

ابی داؤد، کتاب النکاح، ۱/۲۹۴، ۲۹۵، سعید)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

ہے (۱) خواہ صدقہ کیا ہو یا بھی نہیں کیا ہو۔

(۱) مجبوراً قبول کرنے سے نکاح منعقد ہو گیا

(۲) نکاح کے بعد زوجین باہم وارث ہوں گے

(۳) طلاق یا فسخ کے بغیر مرد، عورت کا تعلق ختم نہیں ہوتا

(سوال ۱) لڑکے کے باپ نے بلا رضامندی اپنے لڑکے کے اس کو مجبور کر کے ایک بیوہ سے کسی مصلحت کی بنا پر نکاح پڑھا دیا لڑکے نے اس وقت جبراً ہی کیا خاموشی اختیار کر لی مگر اسی وقت کہہ دیا کہ میں اس نکاح کو قبول نہیں کرتا مجھے منظور نہیں یہ نکاح رہا یا نہیں؟

(۲) روز اول یعنی روز نکاح سے جس کو بہت عرصہ ہو اوجہ منافرت باہمی اس وقت تک لڑکے مذکور کا بیوہ سے کوئی تعلق زن و شو نہیں ہوا کیا اندریں صورت زن، شوہر فرضی کی جائداد میں حق دار ہو سکتی ہے؟

(۳) صورت بالا کے علاوہ ایک مرد و عورت فرض کیا جائے کہ نکاح شدہ ہیں کسی وجہ سے باہمی منافرت ہو گئی اور بے تعلقی ہو گئی اور کچھ تعلق نہ رہا تو کس مدت کے بعد ایک دوسرے کے حقوق شرعی زائل ہو جائیں گے۔ یعنی مرد اپنے روزیہ اور عورت سے اپنے مہر کی مستحق طلبی نہ رہیں گے اور اپنے اپنے افعال و اعمال میں شرعی طور پر آزاد سمجھے جائیں گے۔ المستفتی نمبر ۲۳۶۹ شبیر حسین صاحب (بانی پت) ۱۲ جمادی الاول سن ۱۳۵۷ھ

(جواب ۵۰۱) (۱) عقد نکاح کے وقت لڑکے نے ایجاب قبول کر لیا تو نکاح ہو گیا۔ (۲) اب وہ چھوڑے گا تو یہ طلاق ہوگی اور اگر قبل خلوت چھوڑا تو نصف مہر دینا ہوگا۔ (۳)

(۲) تعلق ہو یا نہیں ہوا۔ صحت نکاح کی صورت میں عورت حصہ میراث کی مستحق ہوگی۔ (۴) اور شوہر کی وفات کی صورت میں مہر بھی پورا ملے گا۔ (۵)

(۳) جب کہ زوجین میں نکاح قائم ہو تو خواہ کتنی ہی مدت گزر جائے ایک دوسرے کے ساتھ احکام نکاح متعلق رہتے ہیں جب تک باقاعدہ فسخ یا طلاق نہ ہو ہر ایک احکام زوجیت کا ذمہ دار ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

فضولی کے نکاح کا حکم

(سوال ۱) ایک مقام پر نکاح اس طرح سے ہوا کہ ایک وکیل اور دو گواہ لڑکی اور لڑکے والے نے مقرر کئے اور اجازت لینے اندر مکان لڑکی کے پاس گئے۔ مہر مقرر کیا۔ لڑکی نے اپنے نکاح کی اجازت دے دی وہ تینوں صاحب لڑکی سے اجازت لے کر قاضی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وکیل صاحب سے قاضی صاحب نے دریافت کیا کہ آپ کون ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں لڑکی کی طرف سے وکیل ہوں اور یہ دونوں صاحب گواہ ہیں۔ قاضی صاحب

(۱) فاذا تطهرن فأتوهن من حیث امرکم اللہ (البقرة: ۲۲۲)

(۲) النکاح یعقد بايجاب من احدهما وقبول من الآخر (الدر المختار، کتاب النکاح، ۹/۳، سعید)

(۳) ویجب نضعه بطلاق قبل و طی او خلوة (الدر المختار، کتاب النکاح، باب المہر، ۱۰۴/۳، سعید)

(۴) فان اختار الصغیر والصغیرة الفرقة بعد البلوغ فلم یفرق القاضی بینہما حتی مات احدهما، نوارنا، (الہندیہ، کتاب النکاح،

الباب الرابع فی الاولیاء، ۲۸۵/۱، ماجدیہ)

(۵) والمہر یتا کد باحد معان ثلاثہ: الدخول والخلوة الصحیحة و موت احد الزوجین (الہندیہ، کتاب النکاح، الباب السابع

فی المہر، ۱/ ۳۳۰، ماجدیہ)

نے کہا کہ لڑکی کا والد خود نکاح پڑھا دے تو بولی ہے اور جو پڑھا: ورنہ ہو تو وہ خود اجازت دے دے۔ اب قاضی صاحب نے اس لڑکی کے والد سے دریافت کیا نہیں اور نہ لڑکی سے دوبارہ دریافت کیا بلکہ اسی شخص سے جو پہلے وکیل بن چکا تھا لڑکی کا نام والد اور دادا کا نام دریافت کیا اور مر دریافت کیا۔ اس کے بعد دو لہما کا نام والد و دادا کا نام دریافت کیا۔ اب قاضی صاحب نے دو لہما سے یہ نہیں کہا کہ تمہارے نکاح کے یہ وکیل اور یہ گواہ ہیں۔ بغیر گواہ اور وکیل کے قاضی صاحب نے نکاح پڑھا دیا ایسی صورت میں نکاح جائز ہو کہ نہیں۔ جواب سے مطلع فرمائیے گا۔

المستفتی نمبر ۲۳۹، محمد یعقوب صاحب (بریلی) ۱۶ جمادی الثانی سن ۱۳۵ھ ۴ اگست سن ۱۹۳۸ء (جواب ۵۰۲) اگر مجلس نکاح میں لڑکی کا باپ موجود تھا اس کے سامنے نکاح پڑھا دیا گیا اور وہ خاموش رہا تو یہ نکاح اس کی اجازت سے پڑھایا جانا قرار پائے گا اور نکاح صحیح ہوگا۔ (۱) اور اگر باپ موجود نہ تھا تو یہ نکاح جو قاضی صاحب نے پڑھایا اگر اس میں وکیل سے ایجاب نہیں کر لیا تو نکاح فضولی ہو اور جب لڑکی کو یا اس کے باپ کو خبر ہوئی کہ نکاح ہو گیا اور انہوں نے اس سے انکار نہیں کیا بلکہ لڑکی کو رخصت کر دیا مبارک باد قبول کی یا اور سامان تیار اور درست کیا تو یہ ان کی طرف سے اجازت ہو گئی۔ (۲) اور اگر ابھی تک اس قسم کا کوئی عمل نہ پایا گیا ہو جس سے اجازت سمجھی جائے تو یہ نکاح لڑکی کی (اگر وہ بالغہ ہو) یا اس کے ولی کی اجازت پر موقوف ہے۔ اگر وہ اجازت دیں تو صحیح ورنہ منہج ہو جائے گا۔ (۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

منکوحہ عورت دوسرا نکاح نہیں کر سکتی

(سوال) مسماۃ فاطمہ بالغہ بیوہ کا نکاح مسمیٰ کاندھل سے رضادر غبت فریقین ہوا۔ بعد نکاح ابھی مسماۃ کاندھل کے گھر نہیں گئی تھی کہ اس کے متوفی سابق شوہر کے رشتہ داروں نے فاطمہ پر حملہ آور ہو کر زبردستی اسے اٹھا کر لے گئے اور اس کا نکاح اس کے متوفی شوہر کے بھائی مسمیٰ جیلیا سے کر دیا یہ دوسرا نکاح اس کے اصل شوہر مسمیٰ کاندھل کے طلاق دینے کے بغیر جائز ہوگا۔ اگر جائز نہ ہوگا تو پھر کیا فاطمہ اور جیلیا (جن کے زن و شوہر کے سے تعلقات قائم ہیں) زانی ٹھہریں گے اور کیا یہ دونوں اور وہ لوگ کہ جو اس نکاح میں گواہ اور وکیل بنے گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوں گے۔ ان تمام لوگوں پر شریعت اسلام نے کیا تعزیر مقرر کی ہے۔ مسلمانوں کو ان لوگوں کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہیے؟

المستفتی نمبر ۲۳۹ علی شبیر (ضلع کرناٹک) ۱۹ جمادی الثانی سن ۱۳۵ھ ۷ اگست سن ۱۹۳۸ء (جواب ۵۰۳) دوسرا نکاح ناجائز ہوا۔ (۴) اور زوجین دونوں حرام کاری کی لعنت میں مبتلا ہیں، نکاح پڑھانے والا اور اس میں مدد کرنے والے سب فاسق اور گنہگار ہوئے۔ (۵)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

- (۱) امر الاب رجلان ینزوج صغیرتہ فروجہا عند رجل وامرأتین والحال ان الاب حاضر، صح: لانه یجعل عاقداً حکماً (الدر المختار، کتاب النکاح، باب الولی، ۲۴/۳، سعید)
- (۲) رجل زوج رجلاً بغير امره فنهاده القوم وقيل التهنئة فهو رضا، لان قبول التهنئة دليل الاجازة (البحر الرائق، کتاب النکاح، باب الاولیاء والا کفاء، ۲۳/۳، بیروت)
- (۳) وثبتت الاجازة لنکاح الفضولی بالقول والفعل (الهندیة، کتاب النکاح، الباب الرابع فی الاولیاء، ۲۹۹/۱، ماجدیة)
- لا یجوز نکاح احد علی بالغة صحیحة العقل... فان فعل ذلك فالنکاح موقوف علی اجازتہا، فان اجازتہ جاز والا بطل (الهندیة کتاب النکاح، الباب الرابع فی الاولیاء، ۲۸۷/۱، ماجدیة)
- (۴) لا یجوز للرجل ان ینزوج زوجة غیره (الهندیة، کتاب النکاح، الباب الثالث، ۲۸۰/۱، ماجدیة)
- (۵) ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان (المائدة: ۲)

نو مسلم بالغہ کو نکاح کے بعد دوبارہ ہندو باپ کے حوالے کرنا
مسلمان ناجائز حکم کے پابند نہیں

(سوال) ایک لڑکی مسماۃ موہنی جو بالغہ ہے اور جس کی عمر ۱۶ سال آٹھ مہینے ہے خوشی و رضا مشرف باسلام ہوئی اور مسلمان ہو کر اس کا نکاح مسمی محمد عالم کے ساتھ کر دیا گیا۔ لڑکی کے ہندو باپ نے عدالت میں رجوع کیا۔ عدالت نے لڑکی کے بلوغ، قبول اسلام اور نکاح کے جائز قرار دینے کے باوجود لڑکی کو ہندو باپ کے قبضہ میں دے دیا اور مسمی محمد عالم سے ملنے کی اور خط و کتابت کی بھی ممانعت کر دی۔

(۱) کیا عدالت کا یہ فعل مداخلت فی الدین ہے یا نہیں؟

(۲) کیا مسلمانوں کو ایسے ناجائز حکم کی پابندی کرنی چاہئے یا نہیں؟

(۳) کیا عدالت ہائی کورٹ کا موجودہ حکم دوسرے صوبجات میں مثال کے طور پر پیش نہ کر دیا جائے گا؟

(۴) اگر یہ معاملہ مداخلت فی الدین ہے تو مسلمانوں کو کیا کرنا چاہئے؟

المستفتی نمبر ۲۵۰۳ مولوی عبدالحی صاحب حقانی (کراچی) ۷ ربیع الثانی سن ۱۳۵۸ھ ۷ جون سن ۱۳۹۰ء

(جواب ۵۰۴) جب کہ لڑکی بالغہ ہے اور اس نے اپنی خوشی سے اسلام قبول کیا اور اس کی رضامندی سے اس کا نکاح اسلامی شریعت کے ماتحت ہو گیا تو اب اس کو جبراً ہندو باپ کے قبضہ میں دے دینا اسلامی قانون کے لحاظ سے مداخلت فی الدین ہے۔ (۱) مسلمان ایسے ناجائز حکم کے پابند نہیں۔ ان کو اس حکم کے منسوخ کرانے کے لئے براہ کافئی جدوجہد کرنی لازم ہے۔ (۲)

ایجاب و قبول کے وقت لیا ہوا نام معتبر ہے

(سوال) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کے نکاح کی بات چیت ہوئی تو مسماۃ انشاء اللہ جان سے نکاح ہونا قرار پایا لیکن جب قاضی نے ایجاب و قبول کر لیا تو بجائے مسماۃ انشاء اللہ جان کے مسماۃ آمنہ بی کے ساتھ آمنہ بی کا نام لے کر ایجاب و قبول کر لیا اور رجسٹر میں بھی مسماۃ آمنہ بی لکھا گیا۔ جب رخصت ہوئی تو مسماۃ انشاء اللہ جان کو رخصت کر دیا گیا۔ حالانکہ ایجاب و قبول آمنہ بی سے کر لیا گیا۔ عند الشرح ایسے نکاح کا کیا حکم ہے؟ ایجاب و قبول کے وقت مسماۃ آمنہ بی کے والد اور بھائی موجود تھے۔ چھ ماہ کے بعد یہ بات معلوم ہوئی۔ مسماۃ انشاء اللہ جان کے ہاں ایک لڑکی پیدا ہو چکی ہے۔ اس کے متعلق کیا حکم ہے؟ المستفتی نمبر ۲۷۳۲ قمر الدین۔ پل بنگش۔ دہلی ۲۸

(جواب ۵۰۵) یہ نکاح آمنہ بی کے ساتھ منعقد ہوا۔ (۱) جس کا نام ایجاب و قبول کے وقت لیا گیا۔ مگر چونکہ یہ غلطی ہوئی تو اب اس کے تدارک کی بہتر سبیل یہ ہے کہ انشاء اللہ جان کو شوہر سے علیحدہ کر دیا جائے اور شوہر آمنہ بی

(۱) قال تعالى: يا ايها الذين امنوا اذا جاءكم المؤمنات مهاجرات فامتحنوهن الله اعلم بما فيهن فان غلبتموهن منونات فلا ترجعهن الى الكفار، لا هن حل لهن ولا هم يحلون لهن واتوهم ما انفقوا ولا جناح عليكم ان تنكحوهن ان انفقتموهن احورهن (الممتحنة: ۱۰)

(۲) حدثنا محمد بن المثنى فقال ابو سعيد اما هذا فقد قضى ما عليه، سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من رآي منكم منكراً فليغيره بيده فان لم يستطع فليقلبه الحديث (الصحيح لمسلم، كتاب الايمان، ۵۱/۱، قديمي)

(۳) ولو كان لرجل بنتان: كبرى اسمها عائشة وصغرى اسمها فاطمة و اراد ان يزوج الكبرى وعقد باسم فاطمة يعقد على الصغرى (الهندية، كتاب النكاح، الباب الاول، ۱/ ۲۷۰، ماجدية)

کو طلاق دے دے اور اس کے بعد انشاء اللہ جان کے ساتھ اس کا دوبارہ نکاح کر دیا جائے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

الجواب صحیح حبیب المرسلین نائب مفتی مدرسہ امینہ دہلی

غیر شخص کے ساتھ جانے سے عورت کا نکاح نہیں ٹوٹتا

(سوال) زید کی زوجہ ایک غیر شخص کے ساتھ چلی گئی۔ بعد چار یوم کے اس کا پتہ لگا اور اس کو لا کر زید کے پاس بھیج دیا گیا۔ آیاہ زید کے نکاح میں رہی یا نکاح ٹوٹ گیا؟

(جواب ۵۰۶) عورت اپنے خاوند کے نکاح میں ہے۔ وہ چاہے تو اس کو بدستور اپنی بیوی بنا کر رکھ سکتا ہے اور نہ رکھنا چاہے تو طلاق دیکر علیحدہ کر سکتا ہے۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

رقص و سرور پر مشتمل مجلس نکاح میں شرکت

(سوال) جو دو لمبا وقت نکاح خلاف شرع وضع اور لباس رکھتا ہو یا اس مجلس میں رقص و سرور ہو، خالص ایمان داروں کو وہاں کیا کرنا چاہئے؟

(جواب ۵۰۷) اول دو لمبا کو حکم دینا چاہئے کہ لباس خلاف شرع کو بد لے اور وضع کی اصلاح کی بہت اقرار کرے کہ ایسا نہ کروں گا اور گزشتہ پر توبہ کرے۔ اور رقص و سرور کو مجلس سے باہر کرنا چاہئے اور اگر نہ مانیں تو اٹھ کر چلا آنا چاہئے (۲) محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرسہ امینیہ دہلی۔ محمد کرامت اللہ تملطت حسین عبدالرحمن مدرسہ عبدالرب۔ محمد عبدالغنی واعظ انجمن، محمد امین الدین مفتی مدرسہ امینیہ، ابو محمد عبدالحق۔ محمد حبیب محمد احکم مدرس باڑہ ہندوراؤ۔ شبیر احمد عثمانی دیوبندی مدرس فتح پوری۔ محمد عبدالعلی امام کالی مسجد۔ سید عبدالسلام پھانک جش خاں۔ مشتاق احمد مدرس۔ محمد عبدالجبار۔ محمد ابراہیم خلف مولوی محمد حسین فقیر۔ سید ابو الحسن پھانک جش خاں۔ سید احمد امام جامع مسجد دہلی۔ محمد الحق خلف مولوی محمد حسین فقیر۔ محمد الحق تیلی واڑہ۔ سید محمد امام عید گاہ۔ محمد کاظم دیوبی۔ محمد کاظم علی مدرسہ حسین بخش۔ محمد ابراہیم بلیوی مدرس دوم مدرسہ فتح پوری دہلی۔ محمد عبدالسبحان۔ عبدالرشید پھانک جش خاں محمد شفیع مدرسہ عبدالرب۔ محمد نظام الدین جھجری سفیر انجمن ہدایت الاسلام دہلی۔

المشتران۔ حاجی محمد الحق ناظم انجمن۔ حاجی عبدالغنی۔ حافظ محمد صدیق ماتانی۔ حافظ محمد یعقوب پائی والے۔ حاجی عبدالصمد۔

(۱) لا یجب علی الزوج تطلیق الفاجرة جاء رجل الى النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ ان عندی امرأۃ ہی من احب الناس الی وہی لا تمنع ید لا مس فقال علیہ السلام طلقها قال لا اصبر عنها، قال استمتع بها (سنن النسائی، کتاب النکاح، باب کراهیۃ تزویج العقم، ۵۹/۲، سعید)

(۲) من دعی الی ولیمۃ فوجد ثمة لعباً وغناء فلا یاس ان یقعدا ویاکل فان قسر علی المنع بمنعہم وان لم یقلر علی منعہم فانه یخرج ولا یقعدا (الہندیۃ، کتاب الکراہیۃ، الباب الثانی، ۳۴۳/۵، ماجلیۃ) قال علیہ السلام من رأى منکم منکراً فلیغیرہ یدہ فان لم یستطع فلیسأله فان لم یستطع فقلبه وذلك اضعف الایمان (الصحیح لمسلم، کتاب الایمان، ۵۱/۱، قدیمی) وفي البخاری: هل یرجع اذا رأى منکراً فی الدعوة ورأى ابن مسعود صورة فی البیت فرجع ودعا ابن عمر ابا ایوب فرأى فی البیت سترأ علی الجدار فقال من کنت اخشى علیہ فلم اکن اخشى علیک واللہ لا اطعم لکم طعام (صحیح البخاری، باب هل یرجع اذا رأى منکراً، ۷۷۸/۲، قدیمی)

بیوی کے پستان منہ میں لینے سے نکاح نہیں ٹوٹتا
(سوال) شہوت کے غلبہ میں اگر کوئی شخص اپنی عورت کی پستانوں کا مساس کرے تو نکاح تو نہیں ٹوٹتا؟
(جواب ۵۰۸) اگر مرد اپنی عورت کی پستان کا مساس کرے تو نکاح فاسد ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ (۱)

تمم کفایت اللہ فخر۔

بالغہ غیر منکوحہ اپنا نکاح خود کر سکتی ہے

(سوال) ایک لڑکی کو اس کی والدہ اپنے رشتہ دار کے پاس بطور امانت چھوڑ گئی تھی جو خود عیال دار تھا۔ جب ہندوستان سے لڑکی کی والدہ واپس آئی تو لڑکی کو اس شخص نے چھپا کر رکھا تھا۔ لڑکی والدہ کی خبر پا کر اس کے پاس بھاگ کر چلی آئی۔ وہ شخص جس کے پاس یہ لڑکی لایا چھوڑی گئی تھی اس نے عدالت میں دعویٰ دائر کر دیا کہ یہ میری منکوحہ ہے۔ عدالت نے نکاح خوال اور گواہ طلب کئے۔ لیکن وہ نکاح خوال پیش نہ کر سکا۔ لڑکی کا بیان ہے کہ میں جبراً رکھی گئی تھی۔ اور میرا نکاح بالکل نہیں ہوا۔ ہم بستر پر بھی جبراً رکھی گئی تھی جس سے وہ حاملہ ہو گئی۔ عدالت نے مدعی کا دعویٰ خائن کر دیا اور لڑکی والدہ کو مل گئی۔ اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا جو اب تین سال کا ہے۔ اس تین سال کے عرصہ میں نہ تو فرضی خاوند نے لڑکی کی طرف رجوع کیا اور نہ لڑکی نے خاوند کی طرف۔ اب لڑکی کہیں نکاح کرنا چاہتی ہے۔ اس کے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟
(جواب ۵۰۹) جب کہ مدعی اپنے دعوائے نکاح کا ثبوت ہی پیش نہ کر سکا تو اس کے دعوے کا کوئی اثر لڑکی پر نہیں پڑ سکتا۔ (۲) لڑکی جب کہ اس کے دعوے کا جھوٹا ہونا جانتی ہے تو اس کو دوسری جگہ نکاح کرنا جائز ہے۔ (۳)
احقر ولایت علی (پشاور)

تمم کفایت اللہ فخر۔

سالی سے زنا کرنے سے بیوی نکاح سے خارج نہیں ہوتی

(المجمعیہ مورخہ ۱۰ فروری سن ۱۳۷۷ء)

(سوال ۱) ایک شخص کی زوجہ موجود ہے اور وہ نابالغ بنے بھی ہیں۔ اسی دوران میں اس کا ناجائز تعلق سالی سے ہو گیا اور اس کی زوجہ کو معلوم ہو گیا تو وہ اپنے شوہر کے پاس جا سکتی ہے یا نہیں؟
(۲) ایک عورت نے شوہر کے ہوتے ہوئے دوسرے مرد سے ناجائز تعلق کر لیا تو نکاح میں فرق آیا نہیں؟ اگر مرد کو اس کے تعلق کا علم ہو گیا تو نکاح میں فرق آیا نہیں؟

(جواب ۵۱۰) سالی کے ساتھ ناجائز تعلق ہو جانے کی وجہ سے اس کی بیوی اس پر حرام نہیں ہوتی۔ (۴) اور نکاح میں کوئی فرق نہیں آیا۔ اور جب تک اس کی بیوی اس کے نکاح میں ہے سالی سے نکاح نہیں ہو سکتا۔ (۵)
(۲) اگر منکوحہ عورت حرام کاری کرے تو اس کا نکاح نہیں ٹوٹتا۔ (۶) خاوند اگر رکھنا چاہے تو وہ بدستور اس کے پاس رہ

(۱) مص راجل ثدی زوجته لم تحرم (الدر المختار، کتاب النکاح، باب الرضا، ۲۲۵/۳، سعید)

(۲) المدعی لا يستحق الا بحدیة (فتاویٰ النوازل، کتاب الدعوی، ص ۳۰۴، حیلر آباد دکن)

(۳) ویتفق نکاح الحرة البالغة العاقلة برضاها (الہندیہ، کتاب النکاح، باب فی الاولیاء، ۳۱۳/۲، شرکت علمیہ)

(۴) فی الخلاصۃ: وطی اخت امرأۃ لا تحرم علیہ امراتہ (الدر المختار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ۳۴/۳)

(۵) وان تجمعوا بین الاختین (النساء: ۲۳)

(۶) والمزنی بہا لا تحرم علی زوجها (الدر المختار، کتاب النکاح، باب المحرمات، ۵/۳)

سکتی ہے۔ (۱) اور جب کہ خاوند کو اس کی حرام کاری کا علم نہ ہو تو اس کے ذمہ کوئی مواخذہ نہیں ہے۔

فقہ محمد کفایت اللہ غفرلہ،

دھوکہ میں آکر منکوحہ کا نکاح پڑھانے والے کا حکم
(الجمعیۃ مورخہ ۲۶ جنوری سن ۱۴۲۷ھ)

(سوال) اگر اجنبی عورت آکر کہے کہ میرا خاوند مرد چکا ہے یا مجھ کو طلاق ہو چکی ہے (حالانکہ دراصل نہ تو اس کا خاوند مر رہا نہ اس کو طلاق ہوئی ہے) اور امام اس کا نکاح پڑھاوے تو ایسے امام کی امامت کیسی ہے؟
(جواب ۵۱۱) اگر اجنبیہ عورت کے کہنے کا یقین ہو جائے اور اس کی سچائی کے قرائن موجود ہوں تو نکاح کر لینا جائز ہے۔ (۲) اگر شوہر زندہ ہے یا طلاق نہیں ہوئی تھی تو عورت پہلے شوہر کو دلائی جائے گی۔ اور لاعلمی میں نکاح پڑھنے پڑھانے والوں پر کوئی مواخذہ نہیں۔ البتہ اگر ان اوگوں نے عورت کے بیان کو جھوٹ یا مشتبہ سمجھتے ہوئے نکاح پڑھا دیا ہے تو یہ اوگ گنہگار ہوں گے اور ایسے شخص کی امامت مکروہ ہے۔
محمد کفایت اللہ غفرلہ،

بیوی سے خلاف فطرت فعل کرنے سے نکاح نہیں ٹوٹتا
(الجمعیۃ مورخہ ۱۳ مارچ سن ۱۴۲۷ھ)

(سوال) زید اپنی منکوحہ عورت سے فعل خلاف وضع فطرت کرتا ہے۔ اس سے اس کا نکاح ٹوٹتا ہے یا نہیں؟
(جواب ۵۱۲) اپنی بیوی کے ساتھ بھی فعل ناجائز (لواطت) کرنا حرام ہے۔ (۳) اس کا ارتکاب کرنے والا بخرط ثبوت تعزیر کا مستحق ہوگا۔ (۴) مگر اس فعل کے کرنے سے نکاح نہیں ٹوٹتا۔
محمد کفایت اللہ غفرلہ،

نکاح کے ساڑھے چھ ماہ بعد بچی پیدا ہوئی تو تجدید نکاح کی ضرورت نہیں
(الجمعیۃ مورخہ ۱۰ مئی سن ۱۹۲۷ھ)

(سوال) بندہ کے ساتھ زید نے نکاح کیا۔ نکاح کے ساڑھے چھ ماہ بعد لڑکی پیدا ہوئی تو اب تجدید نکاح کی ضرورت ہے یا نہیں؟ یا نکاح سابق کافی ہے؟

(جواب ۵۱۳) نکاح سابق کافی ہے تجدید نکاح کی ضرورت نہیں۔ (۵)
ایک ساتھ مسلمان ہونے والے میاں بیوی کا سابقہ نکاح قرار ہے
محمد کفایت اللہ غفرلہ،

(۱) لا یجب علی الزوج تطلیق الفاحرة (الدر المختار، کتاب النکاح، باب المحرمات، ۵۰/۳، سعید)
(۲) وحل نکاح من قالت طلقنی زوجی وانقضت عدتی او کنت امة لفلان واعتقنی ان وقع فی قلبه صدقها وتما مه فی الخایة: قلت وحاصله انه متى اخبرت بامر محتمل فان ثقة او وقع فی قلبه صدقها لا بأس بتزوجها (الدر المختار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ۴۲۰/۶)
(۳) عن طلق بن علی قال: اتی اعرابی فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم: اذا فسا احدکم فلیتوضأ ولا تاتوا النساء فی اعجازهن فان الله لا یتستحي من الحق (جامع الترمذی، ابواب الرضا، ۲۲۰/۱، سعید)
عن ابن عباس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: لا ینظر الله الی رجل اتی رجلاً او امرأة فی الدیر (جامع الترمذی، ابواب الرضا، باب ما جاء فی کراهیة اتیان النساء فی ادبارهن، ۲۲۰/۱، سعید)
(۴) من اتی امرأة فی الموضع المکروه او عمل عمل قوم لوط فلا حد علیہ عند ابنی حنیفة وبعز ویدوغ السجین (الجوهرة النيرة کتاب الحدود، ۲۰۰/۲، امدادیہ) (۵) یؤکد بطلان نکاح کے کوئی وجہ نہیں پائی گئی اور یہی تین ثبات الحسب ہے۔
واکثر مدۃ الحمل سنتان واقلة ستة اشهر لقوله تعالى: وحمله وفصاله ثلاثون شهراً ثم قال: "وفصاله فی عامین" فبقی للحمل ستة اشهر (المبدیۃ، کتاب الطلاق، باب ثبوت النسب، ۴۳۳/۲، شرکۃ علمیۃ)

(المجمیۃ مورخہ ۱۰ ستمبر سن ۱۹۲۷ء)

(سوال) کل جامع مسجد میں شوہر و زوجہ اہل ہنود داخل اسلام ہوئے ہیں۔ بعد ختم رسم ایک صاحب نے امام صاحب سے سوال کیا کہ آیا پھر ان دونوں میں تجدید نکاح کی ضرورت ہے یا نہیں۔ امام صاحب نے فرمایا کہ ضرورت نہیں۔ کیا یہ صحیح ہے؟

(جواب ۵۱۴) جب کافر میاں بیوی ایک دم مسلمان ہو جائیں اور ان میں کوئی ایسا رشتہ نہ ہو جس میں اسلام کے قواعد کے بموجب مناکحت حرام ہے تو وہ اپنے ساتھ تعلق ازدواجی پر قائم رہیں گے جدید نکاح کی ضرورت نہ ہوگی۔ لیکن اگر دونوں میں کوئی ایسا رشتہ ہے جو اسلام کے اصول سے مناکحت کو ناجائز قرار دیتا ہے تو ان میں تفریق کر دینی پڑے گی۔ اور دونوں بحیثیت میاں بیوی نہ رہ سکیں گے۔ (۱)

عورت کی طرف مصیبت منسوب کرنا غلط ہے

(سوال) کیا شرع میں اس کی کوئی اصل ہے کہ مرد کی تقدیر کی اولاد اور عورت کی تقدیر کا رزق ہوتا ہے۔ اور جب کسی عورت سے نکاح کرنے کے بعد کوئی ترقی یا تنزل یک لخت ہوتا ہے تو کس کی تقدیر پر محمول ہوگا۔ عوام عورت کی تقدیر کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

(جواب ۵۱۵) یہ بات جو مشہور ہے کہ مرد کی تقدیر کی اولاد اور عورت کی تقدیر کا رزق ہوتا ہے یہ اصل اور غلط ہے۔ ہر جاندار کا رزق جو انسان ہو یا جانور، مذکر ہو یا مؤنث مقدر ہے۔ اور ہر عورت یا مرد کی اولاد مقدر ہے۔ (۲) شادی کے بعد کوئی مصیبت یا تکلیف پیش آجائے تو اس کو عورت کی طرف منسوب کرنا بھی نہایت مذموم ہے۔ (۳)

تحریری بیان بر قانون تعیین عمر رضامندی
(المجمیۃ مورخہ ۱۳ اگست سن ۱۹۲۹ء، ۱۶ اگست سن ۱۹۲۹ء)

بسم اللہ الرحمن الرحیم اس سوال کا جواب دینے سے پہلے ضروری ہے کہ چند تمہیدی مقدمات بیان کر دیئے جائیں جن کو پیش نظر رکھئے۔ جواب کی صحت تین ہو جائے گی

(۱) اسلام میں نکاح کو صرف معاشرتی حیثیت میں نہیں رکھا گیا ہے بلکہ اس کو مذہبی عمل کی حیثیت بھی دی گئی ہے اور اس پر ثواب اور فضیلت کا وعدہ فرمایا گیا ہے۔ پیغمبر اسلام ارواحنا فداہ کا ارشاد ہے۔ النکاح من سنتی فمن رغب عن سنتی فلیس منی (فتح الباری شرح صحیح البخاری) (۲) یعنی نکاح میری سنت ہے۔ جو میری سنت سے اعراض کرے وہ ہماری جماعت میں سے نہیں ہوگا۔ اور بخاری شریف میں حدیث مذکور کے الفاظ یہ ہیں۔ واتزوج النساء فمن

(۱) اسلم المتزو جان بلا سماع شہود او فی عدة کافر معتقدین ذلك اقرا علیه ، لانه امر بترکهم وما یعتقدون لو کان المتزو حان اللذان اسلما محرمین او اسلم احد المحرمین او ترافعا الینا وهما علی الکفر فرق القاضی او الذی حکماہ بینہما (الدرا لمحتار ، کتاب النکاح ، باب نکاح الکافر ، ۱۸۶/۳ ، سعید)

(۲) وما من دابة فی الارض الا علی الله رزقها ویعلم مستقرها و مستودعها کل فی کتب مبین (سورة هود ۶)

(۳) وما اصابکم من مصیبة فیما کسبت ایدیکم (الشوری : ۳۰)

وقال رسول الله صلی الله علیہ وسلم : لا عدوی ولا طيرة (الصحيح لمسلم ، باب لا عدوی ولا طيرة ، ۲۳۰ ، قدیمی)

(۴) فتح الباری ، کتاب النکاح ، باب الترغیب فی النکاح ، ۹۶/۹ ، بولاق

رغب عن سنتی فلیس منی (بخاری کتاب النکاح) (۱) یعنی میں عورتوں سے نکاح کرتا ہوں تو جو میری سنت (نکاح) سے روگردانی کرے گا وہ میری جماعت میں سے نہ ہوگا۔ اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ من تزوج فقد استكمل نصف الايمان فليقل الله في النصف الباقي۔ (طبرانی فی الاوسط کذا فی جمع الفوائد) (۲) یعنی جس نے نکاح کیا اس نے آدھا ایمان تو پکا کر لیا تو چاہئے کہ دوسرے نصف میں بھی خدا سے خوف کو ملحوظ رکھے۔ اور حضور انور ﷺ نے عکاف بن بشر سے فرمایا تھا۔ ان سنتنا النکاح شرارکم عزابکم واراذل موتاکم عزابکم (جمع الفوائد) (۳) یعنی ہماری سنت نکاح ہے۔ تم میں سے جو لوگ مجرد ہیں وہ بہت برے ہیں اور جو مجرد ہی مر جائیں وہ بدترین مردے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ من تزوج ثقة بالله واحساسا كان حقا على الله ان يعينه وان يبارك له، (طبرانی فی الاوسط والصغير کذا فی جمع الفوائد) (۴) یعنی جو شخص خدا پر بھروسہ کر کے اور طلب ثواب کے خیال سے نکاح کرے گا تو خدا تعالیٰ پر (اس کے وعدہ صادقہ کی بنا پر) لازم ہے کہ اس کی مدد کرے اور برکت عطا فرمائے یعنی اللہ تعالیٰ ضرور اس کی اعانت کرے گا اور ایسے اسباب مہیا کر دے گا جو اس کی فراخی اور مسرت و خوش عیشی کے لئے کافی ہوں گے اور اس کو برکت دے گا۔ اور حافظ لظن حجر عسقلانی فتح الباری میں لکھتے ہیں۔

قد اختلف في النکاح فقال الشافعية ليس عبادة ولهذا لو نذر له لم ينعقد وقال الحنفية هو عبادة (فتح الباری کتاب النکاح) (۵) یعنی نکاح کی شرعی حیثیت میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ نکاح عبادت نہیں ہے اور اسی لئے اگر کوئی نکاح کی منت مانے تو منعقد نہ ہوگی۔ اور حنفیہ کہتے ہیں کہ نکاح کو عبادت کی حیثیت حاصل ہے یعنی اس پر ثواب مترتب ہوتا ہے اور وہ موجب تقرب خداوندی ہے اور درمختار میں ہے۔ لیس لنا عبادة شرعت من عهد ادم الى الان ثم تستمر في الجنة الا النکاح والايمان۔ (۶) یعنی ہمارے لئے کوئی عبادت نکاح اور ایمان کے سوا ایسی نہیں ہے جو حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے سے جاری ہو کر آج تک قائم رہی ہو اور پھر جنت میں بھی مستمر رہے۔ اور اسی کتاب میں ہے۔ ویكون سنة مؤكدة في الاصح فيا ثم بترکه ویشاب ان نوى ولداً وتحصينا (۷) یعنی نکاح کرنا سنت مؤکدہ ہے صحیح قول کی بنا پر۔ پس اس کا تارک گنہگار ہوگا۔ اور جو بہ نیت پاک دامنی و تحصيل ولد نکاح کرے گا وہ ثواب کا مستحق ہوگا۔ ورجح في النهر وجو به للمواظبة عليه والا نکاح علی من رغب عنه (در مختار) (۸) یعنی (کتاب) نہر (الفائق) میں نکاح کے واجب ہونے کو ترجیح دی ہے اس دلیل سے کہ حضور ﷺ نے اس پر مواظبت فرمائی ہے اور اعراض کرنے والے پر عتاب کا اظہار فرمایا ہے۔

(۲) سنت نکاح پر عمل کرنے اور ثواب حاصل کرنے کے لئے صرف عقد نکاح کافی ہے۔ مباشرت کا وجود ضروری نہیں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے عقد نکاح کر لیا اور کسی وجہ سے مثلاً زوجہ کی کم عمری یا بيماری کی وجہ سے

(۱) صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب الترغيب في النکاح، ۷۵۷/۲، قدیمی

(۲) مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، کتاب النکاح، باب الحث في النکاح، ۲۵۲/۴، بیروت

(۳) مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، کتاب النکاح، باب عون الله سبحانه، للمتزوج، ۲۵۰/۴، بیروت

(۴) مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، کتاب النکاح، باب عون الله سبحانه، للمتزوج، ۲۵۰/۴، بیروت

(۵) فتح الباری، کتاب النکاح، باب الترغيب في النکاح، ۸۹/۹، بولاق

(۶) الدر المختار، کتاب النکاح، ۳/۳، سعید

(۷) الدر المختار، کتاب النکاح، ۷/۳، سعید

(۸) الدر المختار، کتاب النکاح، ۷/۳، سعید

مقاربت کی نوبت نہ آئی اور اسی حالت میں مر گیا تو ترک سنت کامواخذہ نہ ہوگا۔

(۳) عقد نکاح ہونے کے ساتھ لازم نہیں کہ زوجین میں فوراً مقاربت بھی ہو جائے بلکہ اس کے لئے زوجین کی صلاحیت کا لحاظ ضروری ہے۔ جب تک زوجہ جماع کے قابل نہ ہو جائے اس کو شوہر کے پاس بھیجنا لازم نہیں ہے اور خاوند بھی اس کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔ وللزوج المطالبة بتسليمها ان تحملت الرجل (در مختار) (۱) یعنی شوہر اپنی زوجہ کو اپنے پاس لانے کا مطالبہ جب کر سکتا ہے جب کہ زوجہ مرد کے قابل ہو جائے۔ قال البزازی ولا يجبر الاب على دفع الصغيرة الى الزوج (رد المحتار) (۲) یعنی چھوٹی لڑکی جو قابل جماع نہ ہو اس کے باپ کو اس پر مجبور نہیں کیا جاسکتا کہ اس کو زوج کے حوالہ کرے۔

(۴) عورت کے قابل جماع ہو جانے کے وقت کو عمر کے ساتھ متعین نہیں کیا جاسکتا۔ (۳) کیونکہ مختلف ملکوں اور مختلف خاندانوں میں نشوونما کے مدارج مختلف ہونے اور آب و ہوا کے اختلافاں اور جسمانی خصوصیات کے بتائینات عورتوں کی صلاحیت جماع کے اوقات میں بہت تفاوت ہوتا ہے۔ بعض لڑکیاں اپنے قوائے جسمانیہ کی درستی و چر سے نو دس سال کی عمر میں بھی جماع کے قابل ہو سکتی ہیں اور بغیر کسی سخت و تکلیف کے دس گیارہ سال کی عمر میں بچہ کی ماں بن سکتی ہیں۔ اور بعض لڑکیاں سولہ سترہ سال کی عمر تک بھی اپنی فطری نچافت یا عارضی امراض کی وجہ سے جماع کے قابل نہیں ہوتیں۔ اسی لئے اسلام کے مقنین نے جماع کے لئے عمر کی تعیین کرنے کے بجائے زوجہ کی صلاحیت و طاقت کا اعتبار کیا ہے۔ قال البزازی ولا يعتبر السن (رد المحتار) (۴) یعنی بزازی نے کہا کہ اس بارے میں عمر کا اعتبار نہیں ہے۔ فان زعم الزوج انها تحمّل الرجال وانكر الاب فالقاضي يريها النساء ولا يعتبر السن (رد المحتار) (۵) یعنی اگر شوہر کہے کہ میری منکوحہ مرد کے قابل ہو گئی ہے اور منکوحہ کا باپ کہے ابھی نہیں ہوئی تو قاضی عورتوں کو دیکھا کر معلوم کرے کہ وہ مرد کی طاقت رکھتی ہے یا نہیں اور عمر کا اعتبار نہ کرے۔

(۵) شریعت مقدسہ اسلامیہ نے شوہر کو اس وقت تک بیوی سے جماع کرنے کی اجازت نہیں دی ہے جب تک وہ اس کی محمّل نہ ہو جائے۔ اگرچہ اس کی عمر زیادہ ہی کیوں نہ ہو گئی ہو۔ وان كانت نحيفة مهزولة لا تطيق الجماع ويخاف عليها المرض لا يحل للزوج ان يدخل بها وان كبر سنهما وهو الصحيح (فتاویٰ عالمگیری) (۶) یعنی اگر عورت دلی ہو اور جماع کی طاقت نہ رکھتی ہو اور بیمار پڑ جانے کا اندیشہ ہو تو شوہر کو اس کے ساتھ جماع کرنا حلال نہیں اگرچہ اس کی عمر بڑی ہو گئی ہو اور یہی قول صحیح ہے۔ فی التار خانبة البالغة اذا كانت لا تتحمل لا يؤمر بدفعها الى الزوج (رد المحتار) (۷) یعنی تاتار خانہ میں ہے کہ بالغہ لڑکی بھی اگر جماع کی طاقت نہ رکھتی ہو تو

(۱) الدر المختار، کتاب النکاح، باب المهر، ۱۶۱/۳، سعید

(۲) رد المحتار، کتاب النکاح، باب المهر، ۱۶۱/۳، سعید

(۳) واختلفوا في وقت الدخول بالصغيرة واكثر المشايخ على انه لا عبرة للسن في هذا الباب وانما العبرة للطاقة، ان كانت ضخمه سميعة تطيق الرجال ولا يخاف عليها المرض من ذلك كان للزوج ان يدخل بها وان لم تبلغ تسع سنين، وان كانت نحيفة مهزولة لا تطيق الجماع ويخاف عليها المرض لا يحل للزوج ان يدخل بها وان كبر سنهما (الهندية، كتاب النکاح، الباب الرابع في الاولياء، ۲۸۷/۱، ماحدية) (۴) رد المحتار، کتاب النکاح، باب المهر، ۱۶۱/۳، سعید

(۵) رد المحتار، کتاب النکاح، باب المهر، ۱۶۱/۳، سعید

(۶) الهندية، کتاب النکاح، الباب الرابع في الاولياء، ۲۸۷/۱، ماحدية

(۷) رد المحتار، کتاب النکاح، باب المهر، ۱۶۱/۳، سعید

اس کو خاوند کے حوالہ کرنے کا حکم نہ دیا جائے گا۔

(۶) نکاح کی صرف یہی غرض نہیں ہے کہ شوہر فوراً بیوی سے مجامعت کر سکے۔ بلکہ شوہر کی نیت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اس کو تنہائی کا ایک مونس محرم راز مل جائے۔ (۱) یا اس کے لئے کھانے وغیرہ کا انتظام ہو سکے۔ اور یہ فوائد ایسی لڑکی کے ساتھ نکاح کر لینے سے حاصل ہو سکتے ہیں جو ابھی اپنی کم عمری یا فطری کمزوری کی وجہ سے قابلِ جماع تو نہیں ہوئی مگر بات چیت کر کے دل بہلانے کے لائق ہے۔ یا کھانے پکانے، سینے پروانے کا انتظام خوب کر سکتی ہے۔ اور لڑکی کے اولیا کی نیت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ وہ نکاح کر دینے کے بعد اس کے خاوند سے اس کا مہر وصول کریں اور خود لڑکی پر خرچ کریں اور اسکی کفالت کے بارے میں سبکدوش ہو جائیں۔ یا اپنے ضعف اور بڑھاپے میں لڑکی کے رشتہ کی طرف سے مطمئن ہو جائیں اور اطمینانِ قلب سے اپنے بقیہ ایام زندگی پورے کریں۔ لا بی الصغیرۃ المطالبة بالمہر (در مختار) (۲) ولو کان الزوج لا یستمع بہا کما فی الہندیۃ عن التجنیس (رد المحتار) (۳) یعنی چھوٹی لڑکی کا باپ لڑکی کے شوہر سے مہر کا مطالبہ کر سکتا ہے۔ اگرچہ شوہر اس صغیرہ سے فائدہ جماع حاصل نہ کر سکتا ہو۔ صغیرۃ لا یستمع بہا زوج فللاب ان یطالب الزوج بمہر ہا (فتاویٰ عالمگیری) (۴) یعنی ایک چھوٹی لڑکی منکوحہ ہے جس سے زوج فائدہ مقاربت حاصل نہیں کر سکتا تو بھی لڑکی کا باپ اس کے شوہر سے مہر کا مطالبہ کر سکتا ہے۔ واذا نقد الزوج المہر وطلب من القاضی ان یامرا بالمرأۃ بتسلیم المرأۃ فقال ابو ہا انہا صغیرۃ لا تصلح للرجال ولا تطبق الجماع الی قولہ لا تتحمل الرجال لا یؤمر بتسلیمہا الی الزوج (عالمگیری) (۵) یعنی اگر شوہر نے مہر ادا کر دیا اور پھر قاضی سے درخواست کی کہ وہ لڑکی کے باپ کو حکم دے کہ اپنی لڑکی کو اس کے شوہر کے حوالے کر دے مگر لڑکی کے باپ نے یہ عذر کیا کہ وہ ابھی کم عمر ہے مرد کے قابل نہیں ہوئی اور جماع کی متحمل نہیں ہوگی تو قاضی اس کی تحقیق کرے۔ اگر ثابت ہو جائے کہ فی الحقیقت وہ مرد کے قابل نہیں ہوئی ہے تو خاوند کے حوالہ کرنے کا حکم نہ دے۔

(۷) شریعت مقررہ اسلامیہ نے بچوں کے نکاح کے لئے عمر کی کوئی حد معین نہیں کی ہے۔ قرآن مجید یا احادیث یافتہ میں کوئی ایسا حکم نہیں ہے کہ اتنی عمر سے پہلے لڑکے یا لڑکی کا نکاح ناجائز ہے۔ مخالف اس کے یہ ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے چھ سال کی عمر والی لڑکی (یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے خود نکاح کیا تھا۔ (۱) اور کتب فقہ میں صغار یعنی چھوٹی عمر کے لڑکوں اور لڑکیوں کے نکاحوں کے احکام بیان کئے گئے ہیں۔ اور قرآن مجید میں نابالغہ لڑکیوں کی عدت بتائی گئی ہے۔ (۲) اور ظاہر ہے کہ عدت نکاح کے بعد ہی لازمی ہوتی ہے۔

(۸) اسلام نے نابالغوں کے باپ اور دادا اور دوسرے اولیاء کو یہ حق دیا ہے کہ وہ اپنی ولایت سے نابالغ بچوں کا نکاح کر

(۱) الدر المختار، کتاب النکاح، باب المہر، ۱/۳، سعید

(۲) رد المحتار، کتاب النکاح، باب المہر، ۱/۳، سعید

(۳) وکذا صغیرۃ تصلح للخدمة اولاً ستئناس الدر المختار، کتاب الطلاق باب النفقة، ۳/۵۷۶، سعید

(۴) الہندیۃ، کتاب النکاح الباب الرابع فی الاولیاء، ۱/۲۸۷، ماجدیۃ (۵) ایضاً

(۶) عن عروۃ تزوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم عائشۃ وہی ابنۃ ست وبنی بها وہی ابنۃ تسع ومکثت عنده تسعا (صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب من بی بامرأۃ وہی بنت تسع سن، ۲/۷۷۵، قدیمی)

(۷) والنئی یسن من المحض من نسائکم فعدتین ثلاثۃ اشہرو النئی لم یحضن (الطلاق: ۴) وفی البخاری: باب انکاح الرجل ولد الصغار لقولہ تعالیٰ والانی لم یحضن، فجعل عدتہا ثلاثۃ اشہر (صحیح البخاری، کتاب النکاح، ۲/۷۷۱، قدیمی)

دیں۔ (۱) باپ اور ذرا کا کیا ہوا نکاح لازم ہوتا ہے۔ (۲) اور دوسرے اولیاء کا کیا ہوا نکاح صحیح تو ہوتا ہے مگر لازم نہیں ہوتا۔ (۳) نابالغ اگر بالغ ہوتے ہی ناراضی ظاہر کر دے تو حکم حاکم باختیار فسخ ہو سکتا ہے۔ لولی الصغیر و الصغیرۃ ان ینکحہما وان لم یرضیا بذلک کذا فی البرجنیدی سواء کانت بکرا او ثیبا کذا فی العینی شرح الکنز (فتاویٰ عالمگیری) (۴) وہو ای الولی شرط صحة نکاح صغیر و مجنون و رقیق (در مختار) (۵) یعنی صغیر اور صغیرہ کے ولی کو اختیار ہے کہ ان کا نکاح کر دے اگرچہ صغیر اور صغیرہ راضی نہ ہوں اور لڑکی باکرہ دیوث یا ثیبہ اور صغیرہ اور مجنون اور غلام کے نکاحوں کی صحت کے لئے ولی شرط ہے اور باب ولایت و حقوق اختیارات اولیاء اسلامی تہنیت میں سے ایک عظیم الشان باب ہے۔ ہزاروں احکام اس کے متعلق ہیں۔ بچوں کی نابالیگی میں ان کے نکاحوں کا اختیار، ان کی مملوکہ جائیدادوں کی حفاظت اور انتظام، ان کی طرف سے دعویٰ کرنا اور ان کی جانب سے مدافعت کرنا۔ یہ سب اولیاء کے فرائض و اختیارات میں داخل ہے اور کوئی قانون جو ان حقوق و اختیارات کو سلب یا مطلق کرنا ہو اسلامی نقطہ نظر سے مسلمانوں کے نزدیک قابل تسلیم و لائق قبول نہیں ہو سکتا۔ (۶)

مذکورہ بالا آٹھ مقدمات کی تفصیل و تصریح کے بعد میں اس سوال کا جواب دیتا ہوں کہ کیا لڑکیوں کے نکاح کے لئے کوئی قانونی عمر مقرر کی جاسکتی ہے؟ کہ اس کی خلاف ورزی پر کسی قسم کی سزا دی جاسکے؟ ہمارا جواب یہ ہے کہ صغیر و صغیرہ کے نکاح کے لئے قانوناً عمر کی تعیین مسلمانوں کے لئے جو متعدد نہیں کی جاسکتی جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

الف۔ مقدمہ اولیٰ سے یہ معلوم ہو چکا ہے کہ اسلام میں عقد نکاح کی حیثیت صرف ایک معاشرتی معاملے یا معاہدے کی نہیں ہے بلکہ وہ عبادت اور مذہبی عمل کی حیثیت بھی رکھتا ہے۔ اور اس پر کوئی قانونی پابندی عائد کرنا مذہبی مداخلت ہے۔ (۷) جو قانوناً جائز ہے۔

(ب) عمر تعیین کر دینے سے یہ خرابی ہو گی کہ بہت سی لڑکیاں جن کے والدین ضعیف العمر ہوں گے اور چاہتے ہوں گے کہ اپنی بچیوں کا نکاح کسی اچھی جگہ اپنے سامنے کر دیں اور ایسی جگہ بھی میسر ہو جائے گی مگر تعیین عمر کی قانونی پابندی کی وجہ سے نکاح نہ کر سکیں گے اور رات دن اسی رنج و غم میں رہنے کی وجہ سے ان کی صحت اور دماغ پر تباہ کن اثر پڑے گا۔ اور اگر اسی حالت میں ان کا انتقال ہو گیا تو لڑکیاں بے وارث رہ جائے گی وجہ سے تباہ اور خراب حال ہو جائیں گی۔ اور اس خرابی کا حلقہ کم عمری کی شادی سے جو نقصان ہوتا ہے اس سے بہت زیادہ وسیع ہو گا۔

(ج) بہت سے نادار والدین جو لڑکیوں کی پرورش کے مصارف کا بار برداشت نہیں کر سکتے اپنی کمسن لڑکیوں کا نکاح ایسے بچوں سے کر دیتے ہیں جن کے سرپرست کل یا بعض مہرا کر دینے پر خوشی سے تیار ہو جاتے ہیں اور لڑکی کے

(۱) عن عروۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم خطب عائشۃ الی ابی بکر (صحیح البخاری، کتاب النکاح، ۷۶۰/۲، قدیمی)
 (۲) ولزم النکاح ولوبغین فاحش ان کان المزوج بنفسه ابا وجدا (الدر المختار، کتاب النکاح، باب الولی، ۶۶۰/۳، سعید)
 (۳) وان زوجہما غیر الاب والجد فکل واحد منهما الخيار اذا بلغ ان شاء اقام علی النکاح وان شاء فسخ (الہندیۃ، کتاب النکاح، باب الاولیاء، ۳۱۷/۲، شرکۃ علمیہ)
 (۴) الہندیۃ، کتاب النکاح، الباب الرابع فی الاولیاء، ۲۸۵/۱، ماجدیہ
 (۵) الدر المختار، کتاب النکاح، باب الولی، ۵۵/۳، سعید
 (۶) فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموا فیما شجر بینہم ثم لا یجدوا فی انفسہم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما (النساء ۶۵)
 (۷) ان الحکم اللہ (سورۃ یوسف: ۶)

والدین وصول شدہ مہر کی رقم سے لڑکی کی پرورش و تعلیم کا انتظام کرنے پر قادر ہو جاتے ہیں۔ اگر کسی معین عمر تک نکاح سے قانونی ممانعت کر دی گئی تو بہت سی لڑکیوں کی پرورش اور تعلیم کی ایک ممکن صورت ناممکن یا قانونی جرم ہو جائے گی اور وہ فقر و فاقہ کا کافی الحال شکار ہو جائیں گی یا جاہل رہ جائیں گی۔

(د) صرف عقد نکاح کر دینا کسی تمدنی، عمرانی جسمانی خرابی کا موجب نہیں۔ اور اس کے ذریعہ سے ایک مذہبی غرض (اتباع سنت) اور عمرانی و جسمانی فوائد (سہولت پرورش و تیسیر تعلیم) حاصل ہو سکتے ہیں۔ پس اس پر قانونی پابندی عائد کرنے کے لئے کوئی معقول وجہ نہیں۔

(ہ) عقد نکاح کے لئے اگر ایسی عمر مقرر کی گئی جو لڑکی کے بالغ ہو جانے کی عمر ہو مثلاً پندرہ سال تو اس صورت میں یہ قانون اولیاء کے اس حق کو جو ولایت نکاح کے متعلق انہیں شرعاً حاصل ہے۔ (۱) (جیسا کہ مقدمہ ثانیہ میں ثابت کیا گیا) باطل اور زائل کر دے گا۔ یعنی اس حق اور اختیار کے استعمال کرنے کی کوئی صورت نہ رہے گی۔ کیونکہ بالغ لڑکی اپنے نکاح کی خود مالک ہو جاتی ہے۔ (۲) اور اولیاء کی ولایت اجبار ساقط ہو جاتی ہے۔ (۳) تو گویا بالغ عورت سے قبل اسکے نکاح کی ممانعت کر دینا اس کے مساوی ہے کہ اسلامی قانون کے باب ولایت اور حقوق اولیاء کو باطل یا منسوخ کر دیا جائے۔ اور مسلمان ہر گز اس کے لئے تیار نہیں ہیں کہ وہ حکومت کے اس اقتدار کو اسلامی ابواب کے ابطال کے متعلق تسلیم کر لیں۔ (۴) اور اگر کوئی ایسی عمر معین کی گئی جو یقینی طور پر بالغ ہو جانے کی عمر نہیں ہے۔ مثلاً تیرہ یا چودہ سال تو اس میں اگرچہ حق ولایت کا بالکل ابطال لازم نہیں آتا مگر مقررہ عمر سے پہلے تو یقیناً حق ولایت کا ابطال لازم آتا ہے اس کے علاوہ جن خرابیوں کو وضع قانون کے لئے اثر بنایا جا رہا ہے وہ بالغ سے پہلے کی کوئی عمر معین کر دینے سے دفع بھی نہ ہوں گی اور یہ تعین انہو اور بیکار ہوگی۔

اس کے بعد سوال کے دوسرے حصہ پر بھی غور کرنا ہے کہ لڑکیوں کے عقد نکاح کے لئے اگر مہر کی تعیین نہیں ہو سکتی تو دوداع کے لئے تعیین کر دینے میں تو کوئی خرابی نہیں ہے۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ دوداع کے لئے بھی مہر کی تعیین نہیں کی جاسکتی۔ مقدمہ رابعہ میں اس کا ثبوت دیا جا چکا ہے کہ عورت کی صلاحیت بھان کے وقت کو مہر کے ساتھ متعین نہیں کیا جاسکتا (دہلہ اس کا مدار عورت کے جسمانی قوی اور بدنی طاقت پر ہے اور اختلاف ماحول کی بنا پر اس میں بہت تغاوت ہوتا ہے۔ کوئی لڑکی بارہ سال کی عمر میں اتنی تو مند اور طاقت ور ہو جاتی ہے کہ دوسری سولہ سترہ سال کی لڑکیاں بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ پھر عمر کی تعیین کر دینے سے مسلمانوں کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ مسلمانوں میں کم عمری کے زمانے میں نکاح کر دینے کا تو تھوڑا بہت رواج ہے مگر کم عمری کے زمانے میں

(۱) ولولہ النکاح الصغیر والصغرة (الدر المختار، کتاب النکاح، باب الولی، ۳/۶۶، سعید)

(۲) نفذ نکاح حرة مکلفہ بلا ولی (الہندیہ، کتاب النکاح، الباب الرابع فی الاولیاء، ۱/۲۸۷، ماجدیہ)

(۳) ولا يجوز نکاح احد علی بالغہ صحیحۃ العقل من اب او سلطان بغير اذنیاء بکراً کانت او ثیباً (الہندیہ، کتاب النکاح، الباب الرابع فی الاولیاء، ۱/۲۸۷، ماجدیہ)

(۴) وعن النواص بن سمعان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لا طاعة لمخلوق فی معصیۃ الخالق (شرح السنۃ، کتاب الامارۃ، باب الطاعة فی المعروف، ۳۵/۶، دار الفکر بیروت)

(۵) واكثر المشایخ علی انه لا عبرۃ للسن فی هذا الباب وانما العبرۃ للطائفة، ان کانت ضخمۃ سمینۃ تطیق الرجال للزوج ان یدخل بها وان لم تبلغ تسع سنین، وان کانت نحیفۃ میزولة لا تطیق الجماع لا یحل للزوج ان یدخل بها وان کبر سنہا، هو الصحیح (الہندیہ، کتاب النکاح، الباب الرابع فی الاولیاء، ۱/۲۸۷، ماجدیہ)

وداع کر، یعنی کارولج نہیں ہے اگر کہیں ایسا واقعہ ہو جاتا ہے تو شاذ و نادر ہے۔ ایسے شاذ و نادر واقعات کو وضع قانون کے لئے بنیاد قرار نہیں دیا جاسکتا۔

ہم اوپر ثابت کر چکے ہیں کہ اسلامی قانون میں یہ بات موجود ہے کہ خاوند اور اس کے اولیاء لڑکی کے اولیاء سے اس بات کا مطالبہ نہیں کر سکتے کہ ناقابل جماع لڑکی ان کے حوالے کر دی جائے۔ (۱) اور اگر بفرض محال لڑکی خاوند کے پاس پہنچ بھی جائے تو خاوند کو شریعت اسلامیہ مذہباً مجامعت سے روکتی ہے۔ (دیکھو مقدمہ خامسہ) (۲) اس کے بعد مسلمانوں کو کسی قانون کی ضرورت نہیں۔ (۳) کمزوری اور ناقوانی جس میں عورت وطنی و مجامعت کے لائق نہ ہو صرف کم عمری میں مختصر نہیں بلکہ مریضہ اور حاملہ جو قریب الوادات ہو حائضہ اور نفساء یہ سب عورتیں ناقابل وطنی ہیں۔ (۴) اسلامی قانون ان سب کو شامل ہے اور مجوزہ قانون ان متعدد اقسام کی ناقابل جماع عورتوں میں سے صرف ایک قسم کے لئے کچھ چارہ کار ہو سکتا ہے۔ باقی اقسام کا ضرر محال خود قائم رہے گا۔ حالانکہ بعض مریضہ عورتوں یا حاملہ عورتوں یا قریب الوادات یا نفاس والی عورتوں سے جو مجامعت کی جاتی ہے وہ بسا اوقات اتنی مضر ہوتی ہے کہ نابالغہ مرابطہ سے مجامعت اتنی مضر بھی نہیں ہوتی۔ اس لئے صرف ممرضہ مندی کی تعیین کروینے سے اس مضرت کی تلافی نہیں ہو سکتی جو عورتوں کو ان کے خاوندوں کی بے اعتدالی سے پیش آتی ہے۔ زنا شوقی کے تعلقات میں بہت سی بے اعتدالیاں جاہل خاوندوں سے سرزد ہوتی ہیں۔ مثلاً کثرت جماع، وطنی فی الدبر وغیرہ مگر قانون اس کا علاج کرنے سے ہمیشہ قاصر رہا ہے جس کی وجہ عورتوں کی خلقی حیا اور تعلقات زوجیت کی گونا گوں بندشیں ہوتی ہیں جو عورت کو عدالت تک جانے اور قانونی چارہ جوئی کرنے سے روکتی ہیں۔ پس ان چیزوں کا صحیح علاج مسلمانوں کے لئے مذہبی احکام کی تبلیغ و تفہیم ہے نہ کہ وضع قانون۔

کہا جاتا ہے کہ جب کہ مسلمانوں کا مذہب بھی ان کو کمزور و ناقوان عورت سے جماع کی اجازت نہیں دیتا تو اسی مضمون کا قانون وضع کر دینے میں کیا مضائقہ ہے؟

اس کا جواب یہ ہے :-

- (۱) اول تو مذہبی حکم کے ہوتے ہوئے وضع قانون کی مسلمانوں کی ضرورت نہیں۔
- (۲) دوم یہ کہ یہ معاملہ ایسے ماحول میں ہوتا ہے کہ وہاں قانون کی دسترس نہیں اور اہل معاملہ میں سے پانچ فیصد ہی قانونی چارہ جوئی کے لئے آمادہ نہیں ہوتے۔
- (۳) مجوزہ قانون اگر عورت کی صلاحیت اور طاقت کو معیار قرار دیتا تو اس حیثیت سے مسلمان اس کی مخالفت نہ کرتے بلکہ اس وقت ان کی مخالفت اس بنا پر ہوتی کہ اس قسم کے مذہبی اور خانگی امور میں قانون کی مداخلت ناقابل برداشت ہے۔ مگر وہ عمر کو معیار قرار دیتا ہے جو مختلف افراد اور مختلف اقوام کے لئے یکساں طور پر معیار بننے کی صلاحیت ہی نہیں

(۱) ولیس لد تسلیمنا للدخول بها قبل طاقۃ الوطنی ولا عبرۃ للسل (رد المحتار، کتاب النکاح، باب الولی ۳/ ۶۶، سعید)

(۲) وان كانت نحیفۃ مہزولۃ لا تطیق الجماع و یخاف علیہا المرض لا یحل للزوج ان یدخل بہا وان کبر سنہا، وهو الصحیح (الہندیۃ، کتاب النکاح، الباب الرابع فی الاولیاء، ۱/ ۲۸۷، ماجدیۃ)

(۳) (الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دیناً) (المائدۃ: ۳)

(۴) فاعزولوا النساء فی المحیض ولا تقریوہن حتی یظہرن (القرۃ ۲۲۲)

رکھتی۔ پھر اگر مثلاً قانون نے پندرہ سال کی عمر مقرر کی اور کسی قوم کی لڑکیاں تیرہ برس میں بالغ ہو جاتی ہیں تو ان کے لئے یہ قانون مخالفت شریعت کا موجب بھی ہو گا اور وبال جان بھی۔ مخالفت شریعت کا اس لئے کہ جب لڑکی تنو مند اور طاقتور ہے اور بالغ بھی ہو گئی ہے اور اس کو مرد کی خواہش ہے تو شریعت نے مرد کو اجازت دی ہے کہ وہ اس سے مقاربت کرے۔ (۱) لیکن یہ قانون ایک جائز امر کو اس کے لئے جرم قرار دے۔ اس کے علاوہ اگر مرد کو اس صورت میں خیال ہو کہ اگر میں نے مقاربت نہ کی تو عورت بدکاری میں مبتلا ہو جائے گی تو اس پر واجب ہو گا کہ مقاربت کرے۔ پس اس کی حیثیت یہ ہو گی کہ اسلام تو اس پر وحی واجب کرتا ہے کہ قانون مذکور اس کو جرم قرار دیتا ہے۔ ایسی صورت میں وہ لامحالہ مذہب کا اتباع کرے گا اور لازم آئے گا کہ قانون اس کو مذہبی فعل کی تعمیل اور اطاعت امر خداوندی پر سزا دے جو صریح مذہبی مداخلت ہے۔ نیز لڑکی بالغ اور مستہزأ ہو جائے کیونکہ سے مقاربت کی خواہش مند ہو گی مگر قانون اس کو خواہ نہ سے منع ہونے میں مانع و مزاحم ہو گا۔ اور اسے مجبور کرے گا کہ وہ ناجائز طریقوں سے اپنی نفسانی خواہش پوری کرے اور وہ اس قانون کی وجہ سے مذہبی مخالفت اور خالق کی معصیت میں مبتلا ہونے پر مجبور ہو گی۔ اور یہ صریح مذہبی مداخلت ہے۔

اور وبال جان اس لئے کہ لڑکیوں کو بالغ ہو جانے اور طاقتور ہونے کی صورت میں مردوں سے روکنا اور ان کی حفاظت کرنا بہت مشکل ہے۔ خصوصاً ان متوسط الحال لوگوں کے لئے جو اپنے کاروبار میں مشغول رہتے ہیں اور ان کے گھروں میں صرف ایسی لڑکیاں ہوتی ہیں جو بالغ ہو چکی ہیں اور طاقتور بھی ہیں۔ مگر قانونی عمر کو نہیں پہنچیں۔ اگر وہ لوگ ان لڑکیوں کی حفاظت کرتے ہیں تو کاروبار تباہ ہوتا ہے اور کاروبار میں مشغول رہ کر لڑکیوں کو گھروں میں تنہا چھوڑتے ہیں تو عزت برباد ہو جاتی ہے۔ اس لئے یہ قانونی تعین ان کے لئے وبال جان ہو گی۔

کہا جاتا ہے کہ عمر رضامندی کی تعین کا قانون تو ایک عرصہ سے ہندوستان میں نافذ ہے اور مسلمان بھی اس کو تسلیم کر چکے ہیں تو اب ان کی مخالفت بے معنی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جس وقت یہ قانون وضع کیا گیا ہو گا اس وقت ماہر ان علوم اسلامیہ کے مشورے اور استصواب کے بغیر قانون پاس کر لیا گیا۔ مسلمانوں کے مذہبی حقوق کو اور پبلک کو اس کی خبر ہی نہ ہوئی۔ اور اس وجہ سے کوئی مخالف آواز بلند نہ ہوئی۔ یا واضع قانون جماعت نے مجاہدیت کی قوت سے اس کو پاس کر دیا اور گورنمنٹ کی طاقت نے اس کو نافذ کر دیا۔ کسی قانون کا نافذ ہو جانا نہ اس کی صحت کی دلیل ہے نہ اس امر کی متعلقہ فریقوں کی رضاد تسلیم سے وہ پاس ہوا ہے۔ نظیر کے لئے پبلک سیفٹی بل کا نفاذ (جو بطور آرڈیننس کے نافذ کر دیا گیا ہے) اور تعزیرات ہندو دیگر قوانین موجودہ کی سیکڑوں دفعات جو اسلامی احکام کے سراسر خلاف ہیں کافی ہیں۔ دعوائے مہر میں تین سال کی مدت مقرر کر دینا۔ تمادی عارض ہو جانا حق شفعہ کا سال بھر کے بعد ساقط ہو جانا اور اسی قسم کے بہت سے قوانین نافذ ہیں جو شریعت اسلامیہ کے صریحاً خلاف ہیں تو ان کے نفاذ سے یہ کیسے ثابت ہو سکتا ہے کہ مسلمانوں نے انہیں تسلیم کر لیا ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ مسلمانوں پر جبراً ان قوانین کو نافذ کیا جاتا ہے۔ اور وہ مخالفانہ بیجی نمیشن نہیں کرتے۔

پس صورت حاضرہ میں مسلمان نہ تو تعین عمر عقد نکاح پر راضی ہو سکتے ہیں اور نہ وداع کی عمر معین کرنے کو تسلیم کر سکتے ہیں اور ان کی قطعی رائے ہے کہ کم عمری کی شادیوں یا کم عمری میں مجامعت سے جو نقصانات ہوتے

(۱) لا عبرة للسنن في هذا الباب و انما العبرة للطائفة ان كانت ضخمة سميعة تطبق الرجال - كان للزوج ان يدخل بها وان لم تبلغ تسع سنين (الهندية، كتاب النكاح، الباب الرابع في الاولياء، ۱/ ۲۸۷، ماجدية)

ہیں ان کا وقوع مسلمانوں میں بول تو بہت کم ہے۔ دوسرے اس کا علاج مذہبی احکام کی تبلیغ ہے نہ کہ قانون۔ اور نہ کہ قانون مذکور کی کئی صورتیں مذہبی احکام سے متصادم ہیں اور ان بنا پر وہ مذہبی مداخلت سے خالی نہیں۔ (۱)

سارداہل پر مفصل تبصرہ

نوٹ :- سارداہل جب اسمبلی میں پیش ہوا تو حکومت نے رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے ایک تحقیقاتی کمیٹی مقرر کی۔ یہ کمیٹی تمام ہندوستان کا دورہ کرتی ہوئی ۲۸ جنوری سن ۱۹۲۹ء کو دہلی پہنچی اور شہادتیں قلم بند کیں۔ اس وقت حضرت مفتی اعظم دہلی میں موجود نہ تھے۔ سفر سے واپس آکر آپ نے مندرجہ بالا بیان تحریر فرمایا اور ارکان تحقیقاتی کمیٹی کے پاس بھیجا۔

اس کے بعد آپ نے سارداہل پر ایک مبسوط تبصرہ بنام ”سارداہل کی حقیقت“ تحریر فرمایا جو ۲ اکتوبر سن ۱۹۲۹ء کو ایک رسالہ کی صورت میں شائع ہوا اور المیۃ مورخہ ۱۹ اکتوبر سن ۲۹ء و ۱۳ اکتوبر سن ۲۹ء میں بھی شائع ہوا۔ یکم اکتوبر سن ۲۹ء کو لارڈ گوٹن نے جو اس وقت ہزارہا کی مجلس لارڈ ارون کی جگہ بطور قائم مقام کے تھے سارداہل پر منظوری کی دستخط کر دیئے تھے۔ ۱۲ اکتوبر سن ۲۹ء کو لارڈ ارون ہندوستان واپس آئے اور مورخہ ۷ نومبر سن ۲۹ء کو حضرت مفتی اعظم نے مندرجہ ذیل خط ویرائے کے نام تحریر فرما کر بھیجا۔ (واصف غنی عنہ)

مکتوبہ بنام وائسرائے ہند

(المیۃ مورخہ ۹ نومبر سن ۲۹ء ۱۳ نومبر سن ۱۹۲۹ء)

جناب والا! مسودہ قانون جو پہلی منزل میں سارداہل کے نام سے مشہور تھا ہزارہا کی مجلس وائسرائے کی منظوری کے بعد ایکٹ نمبر ۹ اہلیت سن ۱۹۲۹ء بن چکا ہے۔ میں ضروری سمجھتا ہوں کہ جناب والا کو ان احساسات و جذبات سے باخبر کر دوں جو مسلمانوں کی طبائع میں اس قانون کے خلاف موجزن ہیں۔ نیز ان وجوہ کی بھی تصریح کر دوں جن کی بنا پر مسلمان اس قانون سے ناراض ہیں اور کسی طرح اس کو قبول کرنے کے لئے آمادہ نہیں ہیں۔

(سارداہل) ایکٹ نمبر ۹ اہلیت سن ۱۹۲۹ء سے مسلمانوں کی بیزاری کے وجوہ

(الف) گورنمنٹ کے صریح وعدوں اور اعلانوں کے خلاف ہے۔ (ب) اس سے مذہبی مداخلت ہوتی ہے۔ (ج) مسلمان قوم کی نارضا مندی کے باوجود اس کا اطلاق مسلمانوں پر کیا گیا ہے۔ (د) اس کی حیثیت آئینی نہیں بلکہ جبری ہے۔ (ه) اس قانون کے پاس ہو جانے سے ایک ایسا خطرناک اصول قائم ہو گیا جس سے مسلمانوں کے مخصوص شرعی قانون (پرنسپل) میں مداخلت کا دروازہ کھل گیا ہے اور اس کے محفوظ رہنے کا کوئی اطمینان نہیں رہا۔ میں ان نمبروں میں سے ہر نمبر پر علیحدہ علیحدہ روشنی ڈالتا ہوں۔

(۱) گورنمنٹ برطانیہ نے ہمیشہ اس وعدے کا اعلان کیا ہے کہ وہ مذہبی معاملات میں مداخلت نہیں کرے گی۔ مگر

(۱) عن ابن عمر قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : السمع والطاعة على المرء المسلم فيما احب وكره مالم يضر امر بمعصية فان امر بمعصية فلا سمع عليه ولا طاعة . (جامع الترمذی، ابواب الجهاد عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ، باب ما جاء لا طاعة لمخلوق في معصية الخلق ، ۱/ ۳۰۰ سعید)

و کٹوریہ کا ابتدائی اعلان اور ان کے جانشینوں کی پیہم تصدیق و تائید اس دعوے کا کافی ثبوت ہے اور اس وقت سے آج تک گورنمنٹ نے مسلمانوں کی شادی (میرج) کو مذہبی امور میں داخل رکھا ہے اور اسی حیثیت سے اس کے متعلق تمام مقدمات محفل لا کے مطابق فیصلے ہوتے رہے ہیں۔ پس ایک ایسے امر کے لئے جواب تک قانونی طور پر مذہبی امور میں داخل اور قانونی مداخلت کے ناقابل تھا سبلی میں قانون بنانا جس کی مجاری غیر مسلم ہے اور اسلام سے قطعاً ناواقف ہے اور گورنمنٹ کی جانب سے اس کی حمایت و تائید ہونا اور سرکاری ارکان کا اس کی موافقت میں ووٹ دینا گورنمنٹ کی قدیم مشترکہ پالیسی کی قطعاً خلاف ورزی ہے۔

(۲) اس سے مذہبی مداخلت ہوتی ہے۔ اس بات کے ثبوت کے لئے ضروری ہے کہ میں مذہبی مداخلت کا مفہوم بھی واضح کر دوں۔ مذہبی مداخلت کے مفہوم کی دو جہتیں ہیں :-

مذہبی مداخلت کے مفہوم کی پہلی جہت

(۱) جن امور کو مذہب نے فرض یا واجب قرار دیا ہو۔ مثلاً نماز، روزہ، حج۔ جب مرد یا عورت بالغ ہو جائے اور قوی الشہوتہ ہونے کی وجہ سے زنا میں مبتلا ہو جانے کا اندیشہ ہو تو ان کے لئے نکاح کرنا وغیرہ۔

(۲) جو امور کہ مذہب کے شعائر میں داخل ہوں۔ مثلاً اذان، ختمہ، ہستی سے باہر عید کی نماز کے لئے اجتماع وغیرہ۔

(۳) جو امور کہ مذہب نے منکد یا مستحسن قرار دیا ہوں ان کی ترغیب دی ہو اور ثواب کا وعدہ کیا ہو۔ مثلاً نفل نماز، نفل روزہ، نفل حج، ایک سے زیادہ قربانی، محلوں اور عام راستوں پر مسجدیں بنانا وغیرہ۔

(۴) جن امور کو شریعت نے جائز قرار دیا ہوں ان پر عمل کرنا ایک مذہبی حق سمجھا جاتا ہو۔ مثلاً ایک سے زیادہ بیویوں سے نکاح کرنا۔ قربانی کے مختلف جانوروں میں سے کسی جانور کو منتخب کرنا وغیرہ۔

مذکورہ بالا چاروں قسموں میں جو امور داخل ہیں ان میں سے کسی ایک کو روکنا یا جرم قرار دینا ایسی پابندی عائد کرنا جس کا نتیجہ فی الجملہ ترک فعل پر مجبور کرنا ہو مذہبی مداخلت ہے۔ اب میں یہ دکھادینا چاہتا ہوں کہ اس قانون کے ذریعے سے جو پابندی عائد کی گئی ہے وہ ان چاروں بیان کردہ صورتوں کے لحاظ سے مذہبی مداخلت ہے۔

مذہبی مداخلت کی پہلی صورت یعنی کسی فرض یا واجب سے روکنا

جب کہ لڑکا اٹھارہ سال کی عمر سے پہلے بالغ ہو جائے یا لڑکی چودہ سال سے پہلے بالغ ہو جائے اور تو انے جسمانیہ کے قوی اور مستحکم ہونے کی وجہ سے اس کے زنا میں مبتلا ہو جانے یا کسی مرض کے پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہو تو ولی پر اور خود لڑکے پر اور لڑکی پر واجب ہو جاتا ہے کہ وہ نکاح کر لے۔

احادیث رسول اللہ ﷺ۔ پیغمبر اسلام (ارواحنا فداه) ﷺ نے فرمایا ہے۔ من ولد له ولد فلیحسن اسمہ وادبه فاذا

بلغ فلیزوجه فان بلغ ولم یزوجه فاصاب اثماً فانما اثمہ علی ابیہ (رواہ البیہقی کذا فی المشکوۃ) (۱) ترجمہ :- جس کسی کو حق تعالیٰ کوئی بچہ (لڑکا یا لڑکی) عطا کرے تو اسے چاہئے کہ بچے کا اچھا نام رکھے اور اچھی تعلیم دے اور جب بچہ بالغ ہو جائے تو اس کا نکاح کر دے۔ اگر بچہ بالغ ہو گیا اور باپ نے اس کا نکاح نہ کیا اور بچے

سے گناہ سرزد ہو گیا تو اس کا وبال اس کے باپ کے اوپر ہو گا۔ اور پیغمبر اسلام ﷺ نے دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا ہے۔ فی التوراة مکتوب من بلغت ابنته اثنتی عشرة سنة ولم یزوجها فاصابت اثما فاثم ذلك علیه (رواہ البیہقی کذا فی المشکوٰۃ) (۱) ترجمہ :- توراة میں لکھا ہوا ہے کہ جس شخص کی لڑکی بارہ سال کی ہو جائے (یا بالغ ہو کر نکاح کی حاجت مند ہو) اور باپ اس کا نکاح نہ کرے اور لڑکی سے کوئی گناہ ہو جائے تو اس کا گناہ باپ پر ہو گا۔ اور شریعت اسلامی کا اصول یہ ہے کہ انجیل یا توراة کا جو حکم پیغمبر اسلام نے نقل فرما کہ اس کے خلاف کچھ نہ فرمایا ہو تو وہ مسلمانوں کے لئے بھی شرعی حکم ہو جاتا ہے۔ (۲)

احکام فقہ اسلامی۔ وحالة التوقان واجب (فتاویٰ ہندیہ معروف بہ فتاویٰ عالمگیری) (۳) ترجمہ :- نکاح بوقت شدت حاجت واجب ہے۔ ویكون واجبا عند التوقان فان تبين الزنا الا به فرض (درمختار) (۴) ترجمہ۔ اور شدت حاجت کے وقت نکاح واجب ہو جاتا ہے۔ اور اگر غیر نکاح رہنے میں صدور زنا یقینی ہو جائے تو نکاح فرض ہو جاتا ہے۔ ویجب عند التوقان (۵) (البرہان شرح مواہب الرحمن) ترجمہ۔ یعنی شدت اشتیاق کے وقت نکاح واجب ہو جاتا ہے۔ وصفته فرض و واجب وسنة (الی قولہ) اما الا ول فبان يخاف الوقوع فی الزنا لو لم يتزوج بحيث لا يمكنه الاحتراز عنه الا به لان مالا يتوصل الى ترك الحرام الا به يكون فرضا (بحر الرائق شرح كنز الدقائق) ترجمہ۔ اور احکام شریعیہ میں نکاح کی حیثیت یہ ہے کہ وہ بعض حالات میں فرض اور بعض میں واجب الہی میں سنت ہوتا ہے۔ (الی قولہ) فرض ہونے کی حالت یہ ہے کہ نکاح نہ کرنے کی صورت میں زنا کا ایسا خوف ہو کہ بدون نکاح کے زنا سے بچاؤ نہ ہو سکے گا۔ اس حالت میں فرض ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جس چیز کے بغیر حرام سے بچنا ممکن نہ ہو وہ چیز حرام سے بچنے کے لئے فرض ہو جاتی ہے۔ فاما فی حال التوقان قال بعضهم هو واجب بالا جماع لانه يغلب على الظن او يخاف الوقوع في الحرام وفي النهاية ان كان له خوف الوقوع في الزنا بحيث لا يتمكن من التحرز الا به كان فرضا (فتح القدير شرح هداية) (۶) ترجمہ :- شدت احتیاج و شدت اشتیاق کی حالت میں بعض علماء نے کہا کہ نکاح کرنا بالاتفاق واجب ہے کیونکہ ایسی حالت میں نکاح نہ کرنے سے زنا میں مبتلا ہو جانے کا خوف یا گمان غالب ہوتا ہے اور نہ یہ میں ہے کہ اگر زنا میں واقع ہونے کا اتنا خوف ہو کہ بدون نکاح کے بچاؤ نہ ہو سکے تو نکاح کرنا فرض ہو جاتا ہے۔ اما من احتاج الى النكاح ولم يقدر على الصبر دون النساء وخشى على نفسه العنت ان لم يتزوج فالنكاح عليه واجب۔ (۸) انتہی مختصرا (مقدمات ابن رشد) ترجمہ :- بہر حال جو نکاح کا خواہش مند ہو بغیر عورت کے صبر نہ کر سکے اور زنا

(۱) شعب الایمان للبیہقی، ۴۰۲/۶، (رقم الحدیث ۸۶۷۰)، دار لکتب العلمیہ بیروت
(۲) ومما يتصل بسنة نبينا عليه السلام شران من قبله، والقول الصحيح فيه ان ما نص الله تعالى او رسول مناه من غير انكار يلزمنا على انه شريعة لرسولنا صلى الله عليه وسلم (الحسامی، ص ۹۳، میر محمد)
(۳) الہندیہ، کتاب النکاح، الباب الاول، ۲۶۷/۱۰، ماجدیہ
(۴) الدر المختار، کتاب النکاح، ۶/۳، سعید
(۵) الہندیہ، کتاب النکاح، الباب الاول، ۲۶۷/۱۰، ماجدیہ
(۶) البحر الرائق، کتاب النکاح، ۸۴/۳، بیروت
(۷) فتح القدير، کتاب النکاح، ۱۸۷/۳، الحلبي مصر
(۸) لم اطلع عليه ولكن معناه في تبين الحقائق، کتاب النکاح، ۹۵/۲، امدادیہ

میں بتایا ہو جائے کاندیشہ ہو تو اس پر نکاح واجب ہے۔ وقد یجب فی نحو خائف عنت تعین علیہ (۱) القلیوبی علی شرح منهاج الطالبین فی فقہ الامام الشافعی) ترجمہ :- نکاح کبھی واجب بھی ہو جاتا ہے مثلاً اس شخص کے لئے جس کو زنا میں مبتلا ہو جانے کا خوف ہو۔

پس ایسی صحیح الخس لڑکی جو تیرہ سال کی عمر میں بالغ ہو جائے اور ایسا صحیح القوی لڑکا جو پندرہ یا سولہ سال کی عمر میں بالغ ہو جائے اور ان کی تعداد بہت زیادہ ہے اور خوف ہو کہ اگر ان کا نکاح نہ کیا گیا تو یہ فواحش میں مبتلا ہو جائیں گے (خواہ ان کی تعداد کتنی ہی کم ہو) تو ان کا نکاح کر دینا شرعاً واجب یا فرض ہے اور سارے دلائل ان کو اس شرعی فرض یا واجب کی ادائیگی سے روکتا ہے۔ اس لئے ان صورتوں میں مذہبی مداخلت کی صورت چہارگانہ میں سے پہلی صورت متحقق ہو جائے گی۔

دوسری صورت یعنی کسی اسلامی شعار سے روکنا

نکاح اسلامی شعار ہے۔ پیغمبر اسلام ﷺ نے فرمایا۔ اربع من سنن المرسلین الحیاء والتعطر والسواک والنکاح (ترمذی) (۲) ترجمہ :- یعنی چار چیزیں انبیاء علیہم السلام کی سنتیں ہیں۔ حیاء عطر لگانا مسواک کرنا۔ نکاح کرنا۔ دوسری حدیث میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔ ان سنتنا النکاح شرار کم عزابکم۔ (۳) (رواہ ابو یعلیٰ فی مسندہ کذا فی البرہان) ترجمہ :- نکاح ہماری سنت ہے۔ تم میں سے برے وہ لوگ ہیں جو مجرد ہیں۔ تیسری حدیث میں فرمایا ہے۔ النکاح من سنتی فمن رغب عن سنتی فلیس منی - کذا فی فتح الباری والبرہان (۴) ترجمہ :- نکاح میری سنتوں میں سے ہے تو جو شخص میری سنت سے اعراض کرے گا وہ میرا نہیں۔

پس کسی مسلمان لڑکے یا لڑکی کو جب کہ وہ بالغ ہو چکے ہوں مگر قانونی عمر سے کم عمر رکھتے ہوں یا ان کے اولیاء کو ایک ایسے امر سے روکنا جو شعار اسلامی ہے مذہبی مداخلت کی صورت چہارگانہ میں سے دوسری صورت میں داخل ہے۔

تیسری صورت یعنی جن امور کو مذہب نے مؤکد یا مستحسن قرار دیا ہے ان سے روکنا

قرآن کریم۔ وانکحوا الایامی منکم (سورۃ نور) (د) ترجمہ :- بے شوہر والی عورتوں اور بے بیوی والے مردوں کے نکاح کر دو۔ ایامی جمع کا صیغہ ہے اس کا مفرد ایم ہے جو ایسے مرد کے لئے جس کی بیوی نہ ہو اور ایسی عورت کے لئے جس کا خاوند نہ ہو یا اجاتا ہے۔ خواہ یہ بالکل بن بیا ہے ہوں یا بیا ہے ہوں مگر پھر تیارہ گئے ہوں مفردات (۱) امام راغب میں ہے۔ الایم ہی المرأة التي لا بعل وقيل للرجل الذي لا زوج له۔ یعنی جس عورت کا خاوند نہ ہو اور جس مرد کی بیوی نہ ہو دونوں کو ایم کہا جاتا ہے۔ لسان العرب (۷) ج ۱۲ ص ۳۰۵ میں ہے۔

الایامی الذین لا ازواج لہم من الرجال والنساء ورجل ایم سواء کان تزوج قبل اولم یتزوج والایم من

(۱) لم اطلع علیہ

(۲) جامع الترمذی، ابواب النکاح، ۲۰۶/۱، سعید

(۳) مجمع الزوائد ومنیع الفوائد، کتاب النکاح، باب الحث فی النکاح، ۲۵۰/۴، بیروت

(۴) فتح الباری، کتاب النکاح، باب الترغیب فی النکاح، ۹۶/۹، بولاق

(۵) النور: ۳۲

(۶) المفردات، الامام راغب، ص: ۳۱، ومعجم مقیاس اللغة، ۱۶۶/۱

(۷) لسان العرب، ۳۹/۱۲، بیروت

النساء التي لا زوج لها بکرا کانت او ثيبا۔ ترجمہ لایم ای ان مردوں کو جن کی بیویاں نہ ہوں اور ان عورتوں کو جن کے شوہر نہ ہوں کہا جاتا ہے۔ مرد کو خواہ اس نے شادی کی ہو یا نہ کی ہو مگر بغیر بیوی کے رہ جائے ایم کہا جاتا ہے۔ اسی طرح عورت کو خواہ وہ باکرہ ہو یا شیبہ مگر بے خاوند کی ہو ایم کہا جاتا ہے۔ اور انکو امر کا صیغہ ہے جو یہاں پر کم از کم انتخاب مؤکد کے لئے ہے۔ تفسیر خازن میں ہے۔ (۱) والا مرا المذکور فی الایۃ امر ندب واستحباب لا جماع السلف علیہ ج ۵ ص ۵۹) یعنی صیغہ امر اس آیت میں ندب و استحباب کے لئے ہے کیونکہ سلف کا اس پر اجماع و اتفاق ہے۔ فہی (ای صیغۃ الا مرفی قولہ وانکحوا) علی الندب لا علی الاباحۃ (۲) (مقدمات لن رشد۔ ج ۲ ص ۲۲) یعنی اس آیت میں امر کا صیغہ ندب کے لئے ہے نہ کہ باحت کے لئے

احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ حضور انور ﷺ نے فرمایا۔ من تزوج فقد استکمل نصف الایمان (جمع الفوائد) (۳) یعنی جس نے نکاح کر لیا اس نے اپنا آدھا ایمان کامل کر لیا۔ اور فرمایا۔ من تزوج ثقة بالله احتسابا کان حقا علی اللہ ان یعینہ وان یارزقہ (طبرانی کذا فی جمع الفوائد) (۴) یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے بہ نیت ثواب نکاح کرے گا خدا تعالیٰ ضرور ہی اس کی مدد فرمائے گا اور برکت دے گا۔ یا علی ثلاث لا تؤخرھا الصلوۃ اذا ننت والجنایۃ اذا حضرت والا یم اذا وجدت لها کفو (رواہ الترمذی کذا فی المشکوۃ) (۵) ترجمہ :- حضور ﷺ نے فرمایا۔ اے علی! تین چیزیں ایسی ہیں جن میں تاخیر اور دیر نہ کرنا۔ نماز جب اس کا وقت آجائے۔ جنازہ جب تیار ہو جائے۔ اور بے خاوند کی عورت جب اس کے لائق رشتہ میسر ہو جائے۔

ان حدیثوں کے علاوہ حدیثیں بھی ملاحظہ کی جائیں جو دوسری صورت کے بیان میں لوپر لکھی جا چکی ہیں۔ ان تمام احادیث اور ان کے علاوہ اور بہت سی احادیث سے بھی نکاح کی فضیلت اور اس کا مستحب مؤکد ہونا صراحتاً ثابت ہوتا ہے۔ اور حضرت علیؓ کی روایت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ مناسب رشتہ اور کفو میسر ہونے پر نکاح میں تاخیر اور دیر کرنی ناجائز ہے۔ کیونکہ لڑکیوں کے لئے سب سے زیادہ اہم بہات یہی ہے کہ اچھے اور لائق خاوند میسر آجائیں اور یہ ہر وقت میسر نہیں ہوتے اس لئے ایسا رشتہ ملنے کی صورت میں نکاح کر دینے اور تاخیر نہ کرنے کا تاکید حکم دیا گیا ہے۔

روایات فقہیہ

ویسن حالة الاعتدال (البرهان شرح مواهب الرحمن) (۱) ترجمہ :- نکاح حالت اعتدال میں بھی یعنی اگرچہ شدت حاجت نہ ہو مسنون ہے۔ ویكون سنة مؤكدة في الاصح فيا ثم بترکه (در مختار) (۲) یعنی نکاح سنت مؤکدہ ہے۔ پس اس کے ترک سے گنہگار ہوگا فہو انه في حالة الاعتدال سنة مؤكدة (فتاویٰ عالمگیری)

(۱) تفسیر الخازن لعلاء الدین علی بن محمد، ۷۲/۵

(۲) لم اطلع علیہ

(۳) مجمع الفوائد ومنبع الفوائد، کتاب النکاح، باب الحث فی النکاح، ۲۵۲/۴، بیروت

(۴) مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، کتاب النکاح، باب الحث فی النکاح، ۲۵۸/۲، بیروت

(۵) جامع الترمذی، ابواب الصلوۃ، باب ماجاء فی الوقت الاول من الفصل، ۴۳/۱، سعید

(۶) لم اطلع علیہ

(۷) الدر المختار، کتاب النکاح، ۷/۳، سعید

(۱) یعنی در میانی حالت میں نکاح سنت مؤکدہ ہے۔ قال الحنفیہ هو عبادۃ (فتح الباری) (۲) یعنی حنفیہ کہتے ہیں کہ نکاح ایک عبادت ہے۔ ولبس لنا عبادة شرعت من عهد آدم الى الان ثم تستمر في الجنة الا النکاح والایمان (در مختار) (۳) یعنی ہمارے لئے کوئی عبادت ایسی نہیں جو حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے سے شروع ہو کر اب تک قائم رہی ہو اور پھر جنت میں بھی برقرار ہے مگر نکاح اور ایمان۔

پس قرآن پاک اور احادیث رسول اللہ ﷺ اور فقہ اسلامی سے نکاح کا مسنون اور کم از کم مستحب مؤکد ہونا ثابت ہوتا ہے اور سارہ اہل کے ذریعہ سے ایک مدت معینہ تک اس کی ممانعت اور بندش ہوتی ہے۔ اس لئے یہ مذہبی مداخلت کی تیسری صورت میں داخل ہے۔

تنبیہ: واضح رہے کہ اگر لڑکا اور لڑکی نابالغ اور ناقابل مباشرت بھی ہوں جب بھی ان کے عقد نکاح کو منع کرنا اور جرم قرار دینا مذہبی مداخلت ہے۔ اور اگر بالغ ہوں مگر ۱۴ اور ۱۸ سال سے کم عمر رکھتے ہوں تو پھر عقد نکاح اور مباشرت دونوں پر بندش عائد کرنا مذہبی مداخلت ہے۔

چوتھی صورت یعنی ایسے امور سے روکنا جو صرف جائز ہیں مگر مذہبی حق سمجھے جاتے ہیں چھوٹے بچوں اور بچیوں کا نکاح کر دینا اگرچہ لازمی اور ضروری نہیں ہے مگر اسلام نے اسے جائز رکھا ہے اور اس سے منع نہیں کیا۔ اور یہ حق اسلامی حق قرار دیا گیا ہے۔ اس کے ثبوت میں دلائل ذیل ملاحظہ ہوں۔

قرآن کریم۔ واللانی یسنن من المحیض من نسائکم ان ارتبتم فعدتھن ثلاثہ اشہر واللائی لم یحضن۔ (سورۃ طلاق) ترجمہ: تمہاری عورتوں میں سے جو عورتیں کہ حیض سے (بوجہ پیرانہ سالی) ناامید ہو جائیں۔ اگر تمہیں ان کے بارے میں شک و شبہ ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہے۔ اور ان بچیوں کی بھی جنہیں اب تک حیض آنا شروع نہیں ہوا۔

اسلامی قانون نے غیر حاملہ عورتوں کے لئے طلاق کی عدت تین حیض قرار دی ہے۔ مگر جن عورتوں کو پیرانہ سالی کی وجہ سے حیض آتا نہ ہو گیا ہو یا ایسی منکوحہ لڑکیاں جنہیں ابھی حیض آنا شروع ہی نہیں ہوا اس آیت میں ان کی عدت بیان کی گئی ہے کہ یہ دونوں قسم کی عورتیں تین مہینے عدت گزاریں۔ اس آیت میں غیر حاملہ نابالغہ لڑکیوں کی عدت کا حکم بیان کرنا اس کی دلیل ہے کہ نابالغہ لڑکیوں کا عقد نکاح جائز ہے۔ (۵) ورنہ طلاق اور اس کی عدت کا حکم بیان کرنے کے کچھ معنی نہیں ہو سکتے۔

یہاں پر کہا جاتا ہے کہ اسلام سے پہلے ایسے نکاح ہوتے تھے اور ان کی وجہ سے کم عمر منکوحہ بچیوں کو طلاق دینے کے واقعات پیش آتے تھے اس لئے ان کی عدت بیان کر دی گئی ہے۔ پس اس آیت سے ایسے نکاح کر دینے کا جواز نہیں نکلتا۔ مگر اس کا جواب یہ ہے کہ طلاق کی عدت بتانا اور نکاح جس پر طلاق مرتب ہوتی ہے اس کے حکم سے

(۱) الہندیہ، کتاب النکاح، الباب الاول، ۲۶۷/۱، ماجدیہ

(۲) فتح الباری، کتاب النکاح، باب الترغیب فی النکاح، ۸۹/۹، بلاق

(۳) الدر المختار، کتاب النکاح، ۳/۳، سعید (۴) الطلاق: ۴

(۵) وفی البخاری: باب النکاح الرجل ولده الصغار، لقوله تعالیٰ "واللائی لم یحضن" فجعل عدتها ثلثة اشہر قبل البلوغ صحیح البخاری، کتاب النکاح، ۷۷۱/۲، قلیبی وفی فتح الباری: فدل علی ان نکاحها قبل البلوغ جائز وهو استنباط حسن فتح الباری، کتاب النکاح

سکوت فرمانا نکاح کے جواز کی صریح دلیل ہے۔ اگر ان بچیوں کا نکاح ناجائز ہو تا تو ضرور اس کی تصریح بھی یہیں کر دی جاتی۔ جب اس کے عدم جواز کی تصریح نہیں کی گئی اور ان کی طلاق کی عدت بتائی گئی تو نکاح کے جواز میں کوئی شبہ باقی نہیں رہا۔ (۱) وان خفتم الا تقسطوا فی الیتامی فانکحوا ما طاب لکم من النساء (سورۃ نساء) (۲)

ترجمہ :- اگر تمہیں خوف ہو کہ یتیم بچیوں کے بارے میں تم انصاف نہ کر سکو گے تو انہیں چھوڑ کر اور غور میں جو تمہیں اچھی معلوم ہوں ان سے نکاح کرو۔

اس آیت کا مطلب جو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان فرمایا ہے یہ ہے کہ جن لوگوں کی تربیت میں یتیم بچیاں ہوتی تھیں اور وہ صاحب مال یا صاحب جمال ہوتی تھیں تو یہ ولی ان کی ساتھ نکاح کر لیتے تھے اور تھوڑا سا مہر مقرر کر دیتے تھے اور اگر وہ صاحب مال یا صاحب جمال نہ ہوتیں تو پھر خود نکاح نہیں کرتے تھے اور دوسرے رشتے تلاش کرتے تھے۔ تو حق تعالیٰ نے ان کو اس نا انصافی سے منع کیا ہے۔ فرمایا کہ اگر تم ان بچیوں سے انصاف کا معاملہ نہ کرو اور پورا مہر نہ باندھو تو ان کے ساتھ نکاح مت کرو یعنی اگر ان کے ساتھ انصاف کرو اور پورا مہر باندھو تو نکاح جائز ہے۔ (۳) ممانعت صرف نا انصافی کی صورت میں ہے۔ یہ ایسے اولیاء کے لئے حکم تھا جن کے لئے زیر تربیت یتیم بچیوں کے ساتھ نکاح کر لینا جائز ہوتا ہے۔ جیسے چچا زاد بھائی وغیرہ پس اس آیت سے بھی یتیم بچیوں کے ساتھ (مصر سنی میں) نکاح کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ (۴) صرف نا انصافی کی صورت میں نکاح کرنے کی ممانعت ہے۔ کیونکہ یہ حکم ممانعت اولیاء کو اسی حالت میں دیا جاسکتا ہے جب کہ یتیم ابھی خود مختار نہ ہوئی ہو اور ولی اپنے اختیار سے نا انصافی کے ساتھ عقد کر لے۔ اور یتیم اور یتیم کا طلاق انہیں بچوں پر آتا ہے جن کے باپ کا انتقال ہو گیا ہو اور وہ ابھی نابالغ ہوں۔

مفردات راغب میں ہے۔ (د) الیتیم انقطاع الصبی عن ایہ قبل بلوغہ (ص ۵۷۲) یعنی بچے کا نابالغ کی حالت میں بن باپ کے رہ جانا یتیمی ہے تاج (۱) العروس شرح قاموس میں ہے۔ وهو یتیم مالم یبلغ الحلم فاذا بلغ زال عنه اسم الیتیم (ج ۹ ص ۱۱۳) یعنی بچہ اس وقت تک یتیم کہلاتا ہے جب تک بالغ نہ ہو اور جب بالغ ہو جائے تو یتیم کا طلاق اس پر سے اٹھ جاتا ہے۔ ایک حدیث میں بھی اس کی تصریح ہے۔ لا یتیم بعد الحلم (کذا فی فتح القدیر) (۷) یعنی بلوغ کے بعد یتیمی نہیں رہتی۔

(۱) لقولہ تعالیٰ واللاہی لم یحضن ، فأثبت العدة للصغیرۃ وهو فرع تصور نکاحہا شرعاً (فتح القدیر ، کتاب النکاح ، باب فی الاولیاء والا کفاء ، ۲۷۴/۳ ، الجلی مصر)

(۲) النساء : ۳

(۳) عن عروۃ بن الزبیر انہ سأل عائشۃ عن قول اللہ تعالیٰ "وان خفتم الا تقسطوا فی الیتیمی" فقالت : یا ابن اختی هذه الیتیمۃ تكون فی حجر و لیہا تشرکۃ فی مالہ ، و یعجبہ مالہا و جمالہا فیرید ولیہا ان یتزوجہا بغیر ان یقسط فی صداقہا ، فیعطیہا مثل ما یعطیہا غیرہ فہو ان ینکحوہن الا ان یقسطوا لہن و یبلغوا لہن علی سنتہن فی الصداق ، فامروا ان ینکحوا ما طاب لکم من النساء (صحیح البخاری ، کتاب التفسیر ، باب ان خفتم الا تقسطوا ، ۶۵۸/۲ ، قدیمی)

(۴) وفی فتح القدیر لنا قولہ تعالیٰ "وان خفتم الا تقسطوا فی الیتامی" منع من نکاحہن عند خوف عدم العدل فیہن ، وهذا فرع جواز نکاحہن عند عدم الخوف (فتح القدیر ، کتاب النکاح باب الاولیاء والا کفاء ، ۲۷۵/۳ ، الجلی مصر)

التفسیر ، باب ان خفتم الا تقسطوا ، ۶۵۸/۲ ، قدیمی

(۵) المفردات لا مام الراغب ، ص ۵۷۲

(۶) تاج العروس ، فصل الباء من باب المیم ، ۱۱۳/۹

(۷) فتح القدیر ، کتاب النکاح ، باب الاولیاء ، ۲۷۵/۳ ، الجلی مصر

پس جس طرح آیت کے پہلے حصہ سے نابالغ لڑکیوں کے نکاح کا جواز ثابت ہے اسی طرح دوسرے حصے فانکحوا مطاباً لحکم من النساء (۱) سے بھی جواز ثابت ہوتا ہے کہ اس میں بالغ کی کوئی قید نہیں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ زیر تربیت یتیم بچیوں کو چھوڑ کر دوسری جن عورتوں سے چاہو نکاح کرو خواہ وہ بالغ ہوں یا نابالغ۔ یہاں پر یہ کہا جاتا ہے کہ نساء کا لفظ بالغ عورتوں پر ہی بولا جاتا ہے۔ مگر یہ ایسے ہی شخص کا قول ہو سکتا ہے جسے نہ قرآن مجید کے احکام کی خبر ہے نہ الفاظ کی۔ نہ وہ عربی زبان سے واقف ہے نہ عربی لغت سے، قرآن مجید میں آیت میراث میں وان کن نساء (۲) یعنی اگر میت کی اولاد میں دو سے زیادہ لڑکیاں ہوں تو ان کا حصہ باپ کے ترکہ میں ۲/۳ ہے۔ یہاں نساء کا لفظ ہے۔ اور ایک دن کی بچی بھی اس حکم میں داخل ہے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ نابالغ لڑکیوں کے لئے باپ ماں کے ترکہ میں حصہ نہیں ہے اس لئے کہ وہ لفظ نساء میں داخل نہیں ہیں۔ اسی طرح بہت سی آیتوں میں لفظ نساء میں بچیاں اور بچی پوری عورتیں شامل رکھی گئی ہیں۔

وانکحوا الا یامی منکم۔ (سورۃ نور) (۳) اس آیت میں بھی بالغ اور نابالغ سب داخل ہیں کیونکہ ایم بن عورت کے مرد اور بن شوہر کی عورت کو کہتے ہیں خواہ بالغ ہو یا نابالغ۔ اور جب کہ تیرہ سال کی لڑکی بالغ ہو جائے یا پندرہ سولہ سال کا لڑکا بالغ ہو جائے تو اس امر انتخاب کا اس کے متعلق ہو جانا ظاہر ہے۔ اور بلوغ سے پہلے بھی جب کہ اچھا رشتہ میسر ہوتا ہو تو صرف عقد نکاح کر دینا بھی اسی کے ماتحت داخل ہے۔

احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں قولی اور فعلی دونوں قسم کی روایتیں موجود ہیں۔

الا نکاح الی العصبات (رواہ سبط ابن جوزی کذا فی فتح القدیر) (۴) ترجمہ :- حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ بچوں کے نکاح کر دینے کا اختیار عصبات کو ہے۔ وعن عائشة قالت تزوجنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا بنت ست سنین وبنی بی وانا بنت تسع سنین (رواہ البخاری) (۵) ترجمہ :- حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے میرے ساتھ نکاح اس وقت کیا جب میں چھ سال کی تھی اور زفاف اس وقت کیا جب میں جب میں نو سال کی تھی (اور شوہر کے قابل ہو گئی تھیں) (وزوج صلی اللہ علیہ وسلم بنت عمہ حمزہ رضی اللہ عنہ من عمر بن ابی سلمہ وہی صغیرہ) (کذا فی فتح القدیر) (۶) ترجمہ :- اور حضور ﷺ نے اپنی چچا زاد بہن (امامہ) بنت تمزہ کا نکاح عمر بن ابی سلمہ کے ساتھ ایسے وقت میں کر دیا کہ وہ صغیرہ تھیں۔

آثار صحابہ کرام۔ تزوج قد امة بن مظعون بنت الزبیر یوم ولدت (فتح القدیر) (۷) یعنی قد امة بن مظعون نے حضرت زبیرؓ کی لڑکی سے اس کے یوم ولادت ہی میں نکاح کر لیا ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہا فاطمة الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا خطبها عمر بن الخطاب الی علی

(۱) النساء ۳

(۲) النساء ۱۱

(۳) النور ۳۲

(۴) فتح القدیر، کتاب النکاح، باب الاولیاء الا کفء ۳، ۲۷۷، بحلی مصر

(۵) صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب فی ما مرءة وہی تسع سنین، ۷۷۵/۲، قدیمی

(۶) فتح القدیر، کتاب النکاح، باب الاولیاء والا کفء، ۲۷۶/۳، بحلی مصر

(۷) فتح القدیر، کتاب النکاح، باب الاولیاء والا کفء، ۲۷۴/۳، بحلی مصر

فقال انها صغيرة (الی قوله) فان رضيتها فقد زوجتكها (انتهی) مختصراً ما فی الاستیعاب لا بن عبد البر (۱) یعنی حضرت عمرؓ نے ام کلثومؓ کے لئے جو حضرت علیؓ کی حضرت فاطمہؓ سے صاحب زادی تھیں اپنے نکاح کا پیغام دیا تو حضرت علیؓ نے عذر کیا کہ وہ ابھی بچی ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں خاندان نبوت کے ساتھ نسبت پیدا کرنے کا شرف حاصل کرنا چاہتا ہوں تو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اچھا میں اس کے ہاتھ آپ کی خدمت میں ایک چادر بھجواتا ہوں وہ آپ کے سامنے آئے گی۔ اگر آپ اس سے نکاح کرنا پسند کریں تو میں نے آپ کے ساتھ اس کا نکاح کر دیا۔ (اسی طرح الاستیعاب فی تمييز الصحابة (۲) میں ابن حجر عسقلانی نے بھی ذکر کیا ہے)

روایات فقہیہ۔ ویجوز نکاح الصغير والصغيرة اذا زوجهما الولی بکر اکانت الصغيرة او ثیباً (ہدایہ) (۳) یعنی صغیر اور صغیرہ کا نکاح جائز ہے جب کہ ولی ان کا نکاح کرے۔ صغیرہ خواہ بکرہ، ویاثیمہ۔ لقولہ تعالیٰ واللاہی لم یحضن فاثبت العدة للصغيرة وهو فرع تصور نکاحها شرعاً وترویج ابی بکر عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وہی بنت ست نص قریب من المتواتر وتزوج قدامة بن مظعون بنت الزبیر مع علم الصحابة رضی اللہ عنہم نص فی فہم الصحابة عدم الخیصوصية فی نکاح عائشہ (فتح القدیر) (۴) یعنی صغیر اور صغیرہ کے نکاح کے جواز کی دلیل یہ آیت ہے۔ واللاہی لم یحضن۔ (د) کہ اس میں صغیرہ مطلقہ کی عدت بیان کی گئی ہے۔ اور عدت جب ہی ثابت ہو سکتی ہے کہ اس کے نکاح کو شریعت نے معتبر رکھا ہے اور حضرت ابو بکرؓ کی جانب سے حضرت عائشہؓ کی کم عمری (چھ سال کی عمر) میں ان کا نکاح کر دیا جانا ایسی نص ہے جو متواتر کے قریب ہے اور قدامہ بن مظعون صحابی کا حضرت زبیرؓ کی نوزائیدگی سے صحابہ کرامؓ کے علم واطلاع میں نکاح کر لینا اور کسی کا انکار نہ کرنا اس بات کی نص ہے کہ صحابہ کرامؓ نے حضرت عائشہؓ کی کم عمری کے نکاح کو آنحضرت ﷺ کی خصوصیت نہیں سمجھا۔ ولنا قولہ تعالیٰ وان خفتم الا تقسطوا فی الیتامی فانکحوا ما طاب لکم من النساء (الایة) منع من نکاحہن عند خوف عدم العدل فیہن وهذا فرع جواز نکاحہن عند عدم الخوف (فتح القدیر) (۵) یعنی صغیرہ کے نکاح کے جواز میں ہماری دلیل یہ آیت ہے۔ فانکحوا کہ اس میں نالضامی کے خوف کی حالت میں یتیمہ بچیوں کے ساتھ نکاح کرنے سے منع فرمایا ہے اور یہ اس کو مستلزم ہے کہ جب نالضامی کا خوف نہ ہو تو یتیمہ بچیوں کے ساتھ نکاح جائز ہے۔ (۱) یتیمہ وہی بچی ہے جو نابالغہ ہو (۲) اجمع المسلمون علی ترو یجدہ بنتہ البکر الصغيرة (نوی شرح مسلم) (۳) یعنی مسلمانوں کا اجماع و اتفاق ہے کہ باپ اپنی چھوٹی بچی بکرہ کا نکاح کر سکتا ہے۔ لولی الصغير والصغيرة ان ینکحہما (بر جندی کذا فی الفتاوی العالمگیریہ) (۴) یعنی صغیر اور صغیرہ کے ولی کو یہ حق ہے کہ ان کا نکاح کر دے۔ سواء کانت بکراً او ثیباً (۵) (کذا فی العینی شرح الکنز) خواہ لڑکی بکرہ ہو یا

(۱) الاستیعاب لا بن عبد البر علی هامش الاستیعاب فی تمييز الصحابة، ۴/ ۹۰، دار الفکر بیروت

(۲) الاستیعاب فی تمييز الصحابة، کتاب النکاح، ۴/ ۹۲، دار الفکر بیروت

(۳) الہدایہ، کتاب النکاح، باب فی الاولیاء والا کفاء، ۲/ ۳۱۶، شرکۃ علمیہ

(۴) فتح القدیر، کتاب النکاح، باب فی الاولیاء والا کفاء، ۳/ ۲۷۴، بحلی مصر (۵) النساء ۳

(۶) فتح القدیر، کتاب النکاح، باب فی الاولیاء والا کفاء، ۳/ ۲۷۵، بحلی مصر

(۷) شرح النووی لمسلم، کتاب النکاح، باب حواز تزویج الاب البکر الصغير، ۱/ ۵۶، قدیمی

(۸) الہندیہ، کتاب النکاح، الباب الرابع فی الاولیاء، ۱/ ۲۷۵، ماجدہ

(۹) ایضاً

ثیبہ۔ اسی طرح تمام کتب فقہ میں یہ مسئلہ مذکور ہے۔ ان سب کی عبارتیں نقل کر کے میں اس مکتوب کو طویل کرنا نہیں چاہتا۔

پس قرآن مجید اور احادیث رسول اللہ ﷺ اور فقہ اسلامی نے اولیاء کو یہ حق دیا ہے اور یہ حق ان کا شرعی اسلامی حق ہے اس کو سلب کرنا ایسی ہی مداخلت ہے جس طرح کہ ایک سے زیادہ بیویوں سے نکاح کرنے کے شرعی حق کو یا گائے کی قربانی کرنے کے شرعی حق کو یا برب شوارع مسجد تعمیر کرنے کے شرعی حق کو قانون کے ذریعے سے جرم قرار دینا مذہبی مداخلت ہے۔

میں یہاں پر یہ بھی واضح کر دوں کہ تمام مسلمانوں کا مذہبی اعتقاد یہ ہے کہ شریعت اسلامیہ کا قانون ایسا کامل اور مکمل قانون ہے کہ اس میں قیامت تک کسی ترمیم تبدیل، اضافہ یا کمی کی گنجائش نہیں ہے۔ (۱) غیر مسلم تو کجا کسی مسلمان کو بھی یہ حق نہیں ہے کہ وہ اسلامی قانون کے مقابلے میں کوئی دوسرا قانون وضع کرے یا اس کی تائید و حمایت کرے۔ پس اس اعتقاد و یقین کے ہوتے ہوئے وہ ایک آن کے لئے بھی اس کو برداشت نہیں کر سکتے کہ کوئی ایسی جماعت جس میں مسلم و غیر مسلم شریک بنوں اور غیر مسلموں کی اکثریت ہو مسلمانوں کے لئے قانون وضع کر کے ان کے اسلامی حقوق میں دست اندازی کرے۔

مذہبی مداخلت کے مفہوم کی دوسری جہت

مذہبی مداخلت کے مفہوم کی دوسری جہت یہ ہے کہ مسلمانوں کو قانون کے ذریعے سے کسی ایسے امر کے لئے مجبور کیا جائے جو ان کے مذہب میں ناجائز ہے۔ میں لوپر بیان کر چکا ہوں کہ بعض حالات میں اٹھارہ سال سے کم عمر کے لڑکے اور چودہ سال سے کم عمر لڑکی کا نکاح کرنا شرعاً واجب اور فرض ہو جاتا ہے اور ترک نکاح ناجائز اور حرام ہو جاتا ہے۔ (۲) اور یہ قانون ان کو تکمیل عمر قانونی سے پہلے ترک نکاح پر مجبور کرے گا جو مذہباً ناجائز اور حرام ہوگا۔ اور اس دوسری جہت سے بھی یہ ممانعت مذہبی مداخلت ہوگی۔

مسلمان قوم کی ناراضماندی کے باوجود اس کا اطلاق مسلمانوں پر کیا گیا ہے

اس کے ثبوت کے لئے مجھے تطویل کی حاجت نہیں۔ ہر اسکینسی سے یہ امر پوشیدہ نہ ہوگا کہ :-

(۱) مسلم ممبران اسمبلی کی اکثریت نے ستمبر سن ۱۹۲۸ء میں ایک یادداشت جس پر انیس مسلم ارکان کے دستخط تھے ہوم نمبر کی خدمت میں پیش کر دی تھی اور بل سے اپنا اختلاف اس بنا پر ظاہر کیا تھا کہ اس بل سے شریعت اسلامیہ میں مداخلت ہوتی ہے۔ (۲) نتیجہ کمیٹی کے دو مسلمان ممبروں مسٹر محمد یعقوب و مسٹر محمد رفیق صاحبان نے اپنے اختلافی نوٹ میں یہ ظاہر کیا تھا کہ اس بل سے مسلمانوں کے پر سنل لا پر اثر پڑتا ہے اس لئے یہ بل کے اصول کے خلاف ہے۔ (۳) مسٹر غزنوی نے اسی مرحلے پر علمائے اسلام کا ایک فتویٰ بھی ہوم نمبر کو دیا تھا جس کا مطلب یہ تھا کہ یہ بل مذہب اسلام کے اصول و احکام پر اثر ڈالتا ہے اس لئے شرعاً قابل قبول نہیں (۴) فروری سن ۱۹۲۹ء میں بھی اس

(۱) قال تعالى: اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتي (المائدة: ۳) وقال تعالى: مقام آخر: قل ما يكون لى ان ابدله من تلقائى نفسى ان اتبع الا ما يوحى الى (سورة يونس: ۱۵)

(۲) ويكون واجبا عند التوقان، فان يتيقن الزنا الا به فرض (الدر المختار) وفي الرد: (فان يتيقن الزنا الا به فرض) اى بان كان لا يمكنه الا احتراز عن الزنا الا به لا مالا يتوصل الى ترك الحرام الا به يكون فرضاً (رد المختار، كتاب النكاح، ۶/۳، سعيد)

بل کے پیش ہونے کے وقت مسلمانوں نے یہ اعتراض کیا کہ یہ بل اسلامی اصول کے مخالف ہے۔ (۵) ستمبر سن ۲۹ء میں بھی بائیس مسلمان حاضر ارکان میں سے سولہ مسلمان ممبروں نے بل کو مخالف اصول اسلامی بتاتے ہوئے اس سے اپنی بیزاری کا تحریری بیان ہوم ممبر کو دیا۔ (۶) مولانا محمد شفیع داؤدی نے ترمیم پیش کی کہ مسلمانوں کو اس سے مستثنیٰ کر دیا جائے تو مسلمان منتخب شدہ ارکان میں سے بارہ نے ترمیم کے موافق اور صرف پانچ نے مخالف رائے دی۔ مسلمان منتخب شدہ انتیس ارکان میں سے صرف سات نے بل کی موافقت میں رائے دی ہے۔ (۷) کونسل آف انسٹیٹ کے تمام مسلمان ممبروں نے (باستثنائے گورنمنٹ کے مسلم ارکان کے) بل کے خلاف تحریر بیان دیا۔ (۸) ۳۰ مارچ سن ۱۹۲۸ء کو روزانہ ”ہمدرد“ میں مولانا محمد علی کا ایک سہی مضمون بل کے خلاف شائع ہوا۔ (۹) ۱۰ اپریل سن ۱۹۲۸ء کے اخبار الحمیۃ میں اس کے خلاف مضمون لکھا گیا اور اس کو مذہبی مداخلت بتایا گیا۔ (۱۰) میں نے اپریل سن ۲۸ء میں ۲۲ سے پہلے تمام ارکان اسمبلی کو تار دیا کہ اس قسم کے قوانین مذہب اسلام میں ناجائز مداخلت ہیں۔ یہ تاریخ ۲۲ اپریل سن ۲۸ء کے الحمیۃ میں شائع ہو چکا ہے۔ (۱۱) ۲۶ اپریل سن ۲۸ء کے الحمیۃ میں شائع ہوئی۔ اس میں پوری وضاحت اور دلائل کے ساتھ بتایا گیا کہ اس قسم کے بل اسلامی پر سنل لاپرائنڈاز ہیں اس لئے قابل قبول نہیں (۱۲) ۶ مئی سن ۲۸ء الحمیۃ میں نہایت مبسوط مدلل لیڈر لکھا گیا جس کی دوسری قسط ۱۰ مئی سن ۲۸ء کے الحمیۃ میں شائع ہوئی۔ (۱۳) ۱۸ مئی سن ۲۸ء ۲۲ مئی سن ۲۸ء کے الحمیۃ میں بھی اس کے خلاف مضامین چھپے۔ (۱۴) ۱۶ اپریل سن ۲۸ء کے انصار دیوبند نے اس کے خلاف مضمون لکھا اور اس کو اسلامی پر سنل لا کے خلاف بتایا۔ (۱۵) ۱۱ اگست سن ۲۹ء کو جمعیت علمائے ہند کے مجلس مرکزیہ کے اجلاس مراہ آباد نے اس کے خلاف تجویز پاس کی اور وائسرائے اور پریسیڈنٹ اسمبلی اور اراکین اسمبلی کو بھیجی گئی۔ (۱۶) ۱۶ اگست سن ۲۹ء کے الحمیۃ میں ایک میرا طویل مضمون دو قسطوں میں شائع ہوا جس میں اس قانون کی مخالفت کی گئی۔ (۱۷) اس کے بعد الحمیۃ میں متواتر یکم ستمبر سن ۲۹ء ۵ ستمبر ۹ ستمبر ۱۳ ستمبر ۲۰ ستمبر ۲۴ ستمبر ۲۸ ستمبر کو اس کے خلاف مضامین لکھے گئے۔ تار دیئے گئے اور صراحتہ بتایا گیا کہ یہ بل اسلامی پر سنل لا کے خلاف ہے اس لئے مسلمان اسے ہرگز قبول نہ کریں گے۔ (۱۸) پھر اکتوبر سن ۲۹ء میں یکم اکتوبر ۵ اکتوبر ۹ اکتوبر ۱۳ اکتوبر ۱۶ اکتوبر ۲۰ اکتوبر ۲۴ اکتوبر ۲۸ اکتوبر کے الحمیۃ کی اشاعتوں میں برابر اس سے اختلاف اور بیزاری کا اظہار کیا گیا۔ یہ اگرچہ بل کی منظوری کے بعد کے مضامین ہیں مگر میں نے اس لئے ذکر کر دینے ہیں کہ جناب والا کو مسلمانوں کی عام بیزاری کا ثبوت ملی علم ہو جائے۔ (۱۹) ماہ ستمبر کے وسط سے تمام مسلم پریس اس کی مخالفت اور اظہار بیزاری میں ہم آہنگ ہے۔ جن اخباروں کے مضامین میں نے خود دیکھے ہیں ان کے نام یہ ہیں :- (۱) ہمدرد: دہلی (۲) الحمیۃ: دہلی۔ (۳) ملت: دہلی۔ (۴) انقلاب: لاہور۔ (۵) زمیندار: لاہور۔ (۶) سیاست: لاہور۔ (۷) حق: کھنؤ۔ (۸) صراط: شیعہ اخبار لکھنؤ۔ (۹) بہت: لکھنؤ۔ (۱۰) الامان: دہلی۔ (۱۱) مہاجر: دیوبند۔ (۱۲) انصار: دیوبند۔ (۱۳) سر جدید کلکتہ۔ (۱۴) خلافت: بمبئی۔ (۱۵) حقیقت: کھنؤ۔ (۱۶) لارٹ پٹنہ۔ (۱۷) ترجمان: سرحد۔ (۱۸) شب راولپنڈی۔ (۱۹) اتحاد: پٹنہ۔ (۲۰) الخلیل: میرٹھ۔ (۲۱) مومراہ: بنیالیان: مذہب اور مقتدیان قوم نے اس سے بیزاری کا اعلان کیا۔ مثلاً مولانا محمد علی صاحب۔ مولانا ظفر علی خان صاحب۔ عرفان: سر محمد اقبال صاحب۔ مولانا ابوالخیر محمد سجاد صاحب نائب امیر شریعت صوبہ بہار۔ مولانا محمد عرفان صاحب سکریٹری خلافت کمیٹی۔ میر غلام بیگ صاحب

نیرنگ سکریٹری انجمن تبلیغ الاسلام انبالہ۔ مولانا ابو البرکات عبدالرؤف صاحب دانا پوری۔ شمس العلماء سید نجم الحسن صاحب مجتہد۔ مولانا سید ناصر حسین صاحب مجتہد۔ شمس العلماء مولانا سبط حسن صاحب۔ مولانا قطب الدین عبدالوالی صاحب فرنگی محلی۔ مولانا عبید اللہ صاحب پنڈتھریائی۔ مولانا عمر درازیگ صاحب ناظم جمعیت علماء صوبہ متحدہ۔ مولانا سید ولایت حسین صاحب آبادی وغیرہم۔ (۲۱) مذہبی اداروں اور مذہبی حلقوں نے بھی اس کو مذہب کے خلاف قرار دیا۔ اور اس سے پزیری کا اعلان کیا۔ مثلاً جمعیت علمائے ہند۔ دارالعلوم ندوۃ العلماء۔ دارالعلوم دیوبند۔ مظاہر العلوم سارنپور۔ مدرستہ الواعظین لکھنؤ۔ اہل حدیث کانفرنس وغیرہ۔ (۲۲) ہندوستان کے بہت سے شہروں اور قصبوں میں جلسے ہوئے جن میں ہزار ہا مسلمانوں نے مجمع عام میں بالاتفاق اس بل کے مسلمانوں پر الطلاق سے ناراضی ظاہر کی اور اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ ان مقامات اور جلسوں کی روداد طویل ہے اخبارات میں یہ اطلاعات قیم شائع ہوتی رہتی ہیں۔ (۲۳) ابھی حال میں ۲۷ اکتوبر کو دہلی میں ہندوستان کی متعدد مجالس اسلامیہ اور جمعیت ہائے قومیہ کے نمائندوں کا ایک جلسہ ہوا ہے اس میں بالاتفاق اس بل سے ناراضی اور پزیری کا اظہار کیا گیا ہے اور اس سے مسلمانوں کو مستثنیٰ کرانے کے لئے انتہائی قربانی تک کا تہیہ کر لیا گیا ہے۔ یہ تجویز جناب والا کی خدمت میں بھیجی جا چکی ہے۔

ان تمام حقائق و واقعات کے بعد یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ اس بل کا طلاق مسلمان قوم کی ناراضی اور اظہار پزیری اور عدم قبول کے اعلان کے باوجود مسلمانوں پر کیا گیا ہے جو اصول انصاف کے خلاف ہے۔

مسلمانوں کے حق میں اس کی حیثیت آئینی نہیں بلکہ جبری ہے

فروری سن ۲۷ء میں اس بل کو رائے صاحب مسٹر ہربلاس ساروانے ایسے مسودے کی صورت میں پیش کیا تھا جو ہندو قوم کے ساتھ مخصوص تھا۔ اس کے بعد جب مجلس (۱) نتیجہ نے اس کو عام کر دیا اور دوبارہ یہ اسمبلی میں فروری سن ۲۹ء میں پیش ہوا تو اس پر یہ بجا اعتراض کیا گیا کہ چونکہ یہ بل مسلمانوں کے پرسنل لا پر اثر انداز ہے اس لئے بغیر وائسرائے کی منظوری جدید کے زیر غور نہیں آسکتا۔ اور گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کی دفعہ ۷۷ (۱) کا حوالہ دیا گیا۔ لیکن باوجود اس کے اس پر غور کیا گیا حتیٰ کہ پاس کر دیا گیا وہ کاروائی دفعہ ۲۱، ضمن (۱) کی نہ تھی خلاف مذہبی ہے اور جب کہ اصولی طور پر یہ اسمبلی میں وائسرائے کی منظوری کے بغیر پیش نہیں ہو سکتا تھا تو اس کے بعد کی تمام کارروائی مسلمانوں کے حق میں آئینی نہیں ہو سکتی۔ اور اگر یہ ان پر نافذ کیا گیا تو یہ نفاذ آئینی نہیں بلکہ جبری ہو گا۔

میں اوپر لکھ چکا ہوں کہ ستمبر سن ۲۸ء میں بائیس مسلمان ممبروں نے اس کو اپنے تحریری بیان میں اسلامی پرسنل لا کے خلاف قرار دیا تھا اور مسہ غزنوی نے سید علماء کا دستخطی فتویٰ بھی اس مفاد کے لئے پیش کر دیا تھا تو اس کے بعد فروری سن ۲۹ء کی یہ کارروائی کہ اس کو بغیر جدید منظوری گورنر جنرل کے اسمبلی میں پیش کر دیا گیا کس طرح قابل قبول ہو سکتی ہے؟ اگر اسمبلی کی غیر مسلم اکثریت اس کا فیصلہ کرنے کی بھی مجاز بنا دی جائے کہ کوئی بل اسلامی پرسنل لا کے خلاف ہے یا نہیں تو مسلمانوں کے لئے اس کے سوا چارہ نہ ہو گا۔ کہ وہ ہندوستان میں اپنے مذہب کے

غیر محفوظ ہو جانے کا یقین کر لیں اور اس قسم کے یقین تو کیا سرسری خیال کے نتائج بھی جناب والا سے مخفی نہ ہوں گے۔

اس قانون کے پاس ہو جانے سے پر سنل لائیں مداخلت کا دروازہ کھل گیا ہے
میں جناب والا کی توجہ اس گھرے اور عمیق رخنے کی طرف مبذول کرانا اپنا فرض سمجھتا ہوں جو اس قانون کے پاس ہو جانے سے مذہبی آزادی اور ہر مذہب کے پر سنل لائی حفاظت کی مضبوط دیوار میں پڑ گیا ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ مسلمان اپنے مذہب اور مذہبی احکام کو اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں اور انہیں اس کا بھی یقین ہے کہ اسلام ایک کامل اور مکمل مذہب ہے۔ (۱) اس کا قانون، الہی قانون ہے جس میں کسی قسم کی اصلاح و ترمیم کی ضرورت نہیں ہے۔ اس لئے ان کے واسطے اس قانون کی قطعاً ضرورت نہیں۔ اسلام کے قوانین اور احکام نے ان کو ایسے امور کی ہدایت قانون ساز مجالس کا مہر ہون منت ہونے سے ہمیشہ کے لئے بے نیاز کر دیا ہے۔ اگر آج اس رخنہ کو بند نہیں کیا گیا تو پھر جس نظریہ کو پیش نظر رکھ کر یہ قانون بنایا گیا ہے اور حفظانِ صحت اور خیر خواہی بنی نوع انسان کا جو شریف جذبہ اس کا محرک بنایا جاتا ہے اسی نظریہ اور اسی جذبہ کی بنا پر ایسے ایسے بل پیش ہو سکتے ہیں جن کے تصور سے بھی رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ مثلاً کہا جائے گا کہ ایک مرد کے لئے ایک سے زائد زوجہ کا ہونا صنفِ نازک پر ظلم ہے اس لئے اس کو قانوناً جرم قرار دیا جائے۔ حالانکہ معلوم ہے کہ اسلام میں تعددِ ازدواج جائز ہے اور نصِ قرآن مجید سے ثابت ہے۔ (۲) اسی طرح مستورات کے لئے بے حجابی کی ہدایت کسی بل کا پیش ہونا کوئی مستبعد نہیں ہے۔ کہا جائے گا کہ برقعہ پوشی سے مستورات کی صحت خراب ہوتی ہے۔ اس لئے مستورات کو پردہ اور حجاب میں رکھنا جرم قرار دیا جائے اور اس کے لئے بھی سزائیں تجویز کی جائیں۔ اور کسی ایسے بل کا آنا بھی ممکن ہے کہ شر کی عام گذر گاہوں پر کسی قوم کو معاہدہ بنانے کی اجازت نہ دی جائے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ ختنہ کو بیٹوں پر ظلم قرار دے کر جرم قرار دیا جائے۔ روشن خیال اور شریعت اسلامیہ سے ناواقف اشخاص اس قسم کے بلوں کی تائید کریں گے۔ جیسے کہ زیر بحث قانون کی حمایت میں اسی قسم کے چند مسلمان کر رہے ہیں۔ اور اس کے بعد جو فتنہ برپا ہو گا اس کا تصور بھی اس وقت ناممکن ہے۔

لوریہ کہ نکاح کو آج تک قانونی طور پر بھی مسلمانوں کے پر سنل لائیں داخل رکھا گیا تھا تو اگر آج اس قانون کے اسمبلی میں آنے اور پاس ہو جانے کی موجودہ صورت کو قبول کر لیں تو اس کا نتیجہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ وہ اپنے تمام اسلامی قانون یعنی پر سنل لائی کو اسمبلی کی غیر مسلم اکثریت کے رحم و کرم پر چھوڑنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ کیونکہ ہندوستان کی اسمبلی میں مسلمانوں کی اکثریت بظاہر حالات ناممکن ہے۔ اور اس امر کے تصور سے بھی ایسا بچے مسلمان کا دل کانپ جاتا ہے۔

میں جناب سے درخواست کروں گا کہ اس معاملہ کو صرف اس نظر سے نہ دیکھیں کہ یہ قانون بیٹوں کی شادی کے انداد کے لئے بنایا گیا ہے۔ بلکہ اس کے عواقب و نتائج پر پورا غور فرما کر اس قانون کے ساتھ اس خطرناک نظریہ کا بھی آمندہ کے لئے سدباب کر دیں کہ ”مسلمانوں کے پر سنل لائی کے متعلق کوئی قانون بھی اسمبلی میں بغیر مسلمان قوم کی

(۱) الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً (المائدہ: ۳)

(۲) فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی وثلاث ورباع (النساء: ۳)

متفقہ منظوری کے پیش کیا جاسکتا ہے۔“

اس بل کے لئے فقہ شیعہ کی جانب سے کوئی قابل اعتنا شہادت ہی نہیں لی گئی اور سنی فرقے کی شہادت بھی نہایت کم اور ناقابل اعتنا ہے۔ کیونکہ مذہبی اداروں اور اسلامی آزاد حلقوں کی شہادت بہت کم ہے۔ مصر اور بعض دیگر اسلامی حکومتوں کی نظیر پیش کرنی اس لئے فضول ہے کہ اسلامی حکومت اور غیر مسلم اکثریت کے احکام میں بتا رہے جس کی تفصیل کا یہ موقع نہیں ہے۔

اس وقت اس طویل مکتوب کے ملاحظہ کرنے کی جناب کو تکلیف دینے کی ضرورت اس لئے محسوس ہوئی کہ سارداہل نے آخری مرحلہ آپ کی غیبت میں طے کیا۔ اور اس وقت اس بل کے خلاف جس قدر آئینی اور قانونی کارروائیاں ہو سکتی ہیں۔ سب اختیار کی گئیں اور بار بار مختلف طریقوں سے توجہ دلائی گئی مگر اس کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ اب جب کہ آپ تشریف لے آئے ہیں تو میرا فرض ہے کہ میں جناب کے علم کے لئے تمام واقعات کو پیش کر دوں۔ اسی کے ساتھ وہ تمام دلائل و براہین بھی اختصار کے ساتھ درج کر دوں جن کی بنا پر مسلمان اس بل کی مخالفت کرتے ہیں اور محقق اہل اسلام اسے منسوخ کرانا چاہتے ہیں۔ تاکہ جناب والا ان تمام امور پر غور کر سکیں اور ملاحظہ فرما سکیں کہ مسلمانوں کی اس قانون سے مخالفت کس قدر مضبوط اور مستحکم اصول و دلائل پر مبنی ہے۔ اور یہ کہ جمیعہ علمائے ہند اور مجلس مشاورت نے جو ایک آخری فیصلہ اس قانون کے خلاف کیا ہے وہ کن ناگزیر حالات و اسباب کی بنا پر ہے۔ اس فیصلہ کی نقل جناب کی نقل میں روانہ کی جا چکی ہے۔

آخر میں اس مکتوب کی طوالت کی بہت معافی چاہتا ہوں کہ اظہار حقیقت کے لئے اتنی طوالت ناگزیر تھی اور جناب کی انصاف پسندی اور آئین نوازی اور فرامین شاہی کی حرمت پروری سے یہ امید رکھتا ہوں کہ جناب اس قانون کو محقق اہل اسلام منسوخ فرما کر مسلمانوں کو مطمئن فرمائیں گے اور کسی ایسے ہتلاہ آزمائش کا موقع نہ آنے دیں گے جس کی کسی انصاف پسند فرمانبردار سے توقع ہی نہیں ہو سکتی ہے۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ صدر جمیعہ علمائے ہند۔ ۷ نومبر سن ۱۹۲۹ء

سارداہل کی حقیقت

مؤلفہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمیعہ علماء ہند

سارداہل کیا ہے؟

مسٹر بھاسا ساردا نے ہندو سوسائٹی کی اس خرابی کی اصلاح کے لئے کہ ہندوؤں میں عام طور پر لڑکیوں کی شادیاں کم عمری میں کر دی جاتی ہیں خواہ لڑکی کی عمر دو سال کی یا تین سال کی ہی کیوں نہ ہو بلکہ بعض اوقات لڑکی پیدا ہوتے ہی اس کی شادی ہو جاتی ہے اور اکثر حالت میں یہ شادی شدہ لڑکیاں بلوغ سے پہلے ہی اپنے خاوندوں کے پاس چلی جاتی ہیں اور مباشرت کی وجہ سے ان کی صحت پر ایسا ناگوار اثر پڑتا ہے کہ پھر عمر بھر اس کی اصلاح نہیں ہو سکتی اور ایسی عورتوں کی اولاد بھی کمزور اور نحیف پیدا ہوتی ہے اور اس وجہ سے بہت سے بچے صغر سنی میں ہی مر جاتے ہیں اور بہت سی عورتیں کم عمری میں ہی بیوہ ہو جاتی ہیں اور ہندوؤں میں بیوہ کی شادی نہ ہونے کی وجہ سے ان کی عمریں تباہ ہو جاتی

ہیں اور ہندوؤں کی مردم شماری پر بھی اس کا تباہ کن اثر پڑتا ہے۔ ایک مسودہ قانون اسمبلی میں پیش کیا تھا اور اس کو ہندوؤں کے ساتھ ہی متعلق رکھتا تھا۔

مگر جب اسمبلی میں پیش ہوا تو اس وقت یہ سوال اٹھایا گیا کہ بل کو ہندوؤں سے ہی مخصوص رکھا جائے یا تمام باشندگان ہندوستان کے لئے عام کر دیا جائے۔

بعض مسلم ارکان اسمبلی نے اس وقت بغیر سوچے سمجھے یہ رائے ظاہر کر دی کہ مسلمانوں پر بھی اس کا اطلاق کر دیا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

جس مسلم ارکان اسمبلی نے یہ رائے ظاہر کی تھی وہ نہ تو احکام اسلام سے واقف تھے اور نہ انہوں نے اس کے عواقب و نتائج پر پورا غور کیا تھا۔ محض سرسری طور پر یہ سمجھ لیا کہ کم عمری کی شادیاں صحت پر برا اثر ڈالتی ہیں اس لئے اگر ان کے خلاف قانون بن جائے تو کیا مضائقہ ہے۔ مگر ان ارکان میں سے بعض ارکان نے جب علمائے اسلام سے گفتگو کی اور اس کے متعلق اسلامی احکام معلوم کئے اور عامہ مسلمین کے جذبات کا انہیں علم ہوا تو انہوں نے اپنی رائے بدل دی اور آج وہ بل کے مخالفین کی صف اول میں ہیں مگر افسوس کہ ابتدائی مرحلہ میں بے سوچے سمجھے اظہار رائے سے جو نقصان پہنچ چکا تھا اب ان کے اختلاف سے بھی اس کی تلافی نہ ہو سکی۔ بہر حال وہ بل رائے عامہ سے استمواب کے لئے مشتہر کیا گیا۔ ایک تحقیقاتی کمیٹی مقرر ہوئی جس نے ملک کا دورہ کیا۔ شہادتیں قلم بند کیں اور اس کے بعد تحقیقاتی رپورٹ تیار کر کے پیش کر دی۔ اس کمیٹی کے ارکان میں مولوی محمد یعقوب صاحب ڈپٹی پریسیڈنٹ اسمبلی بھی شامل تھے۔ انہوں نے رپورٹ کے ساتھ اپنا اختلافی نوٹ بھی شامل کر دیا اس نوٹ میں انہوں نے صاف طور پر ظاہر کر دیا کہ مسلمانوں کے معتمد علماء اور معتبر حلقے اس بل کے مسلمانوں پر اطلاق کو نہ ہی مداخلت سمجھتے ہیں اور اس امر پر افسوس ظاہر کیا کہ شیعوں کے نقطہ خیال کے معلوم ہونے میں بہت کمی رہی ہے اور جب تک ان کا نقطہ خیال معلوم نہ ہو جائے نیز مسلمانوں کے مقتدر علماء اور مذہبی رہنماؤں کے بیانات شامل نہ ہوں۔۔۔۔۔ نہ ہو جائیں اس وقت تک بل کا اطلاق مسلمانوں پر کرنے کا فیصلہ نہ کیا جائے۔

تحقیقاتی کمیٹی نے اس سلسلے میں اصل بل میں کچھ ترمیمات کی تھیں اور بل سے علیحدہ اپنی طرف سے کچھ
تغاریفات پیش کیں۔

اس اثناء میں مسلمانوں کے معتبر حلقوں سے اس کی مخالفت کی گئی اور بہت سے مقتدر رہنماؤں نے صاف طور سے یہ ظاہر کر دیا کہ یہ بل اسلامی احکام کے خلاف ہے اور مسلمانوں پر اس کا اطلاق کرنا مذہبی مداخلت ہے۔ گورنمنٹ اس بل کی حمایت کے لئے کھڑی ہو گئی اور سرکاری ممبر نے اعلان کر دیا کہ گورنمنٹ بل کی حمایت کرے گی۔

اب کیا تھا جن لوگوں کا مقصد صرف اپنی معاشرتی اصلاح ہی نہیں بلکہ ایک ایسے اصول و قانون پر مبنی تھی جس کے ذریعہ سے آئندہ سینکڑوں اسلامی احکام کے اندر مداخلت کا موقع نہ آجائے وہ اور شیر ہو گئے اور بعض مسلمان ممبروں نے ان کی تائید کر کے ان کے اس نامبارک مقصد کی تکمیل کر دی اور اسلام اور مسلمانوں کے لئے ایک بولاناںک خطہ پیدا کر دیا۔

اور بل ۲۳ ستمبر سن ۲۹ء کو اسمبلی میں اور ۲۸ ستمبر کو مجلس مملکت میں پاس کر دیا گیا۔ بل جس صورت میں پاس ہوا وہ ”تج“ مورخہ ۳۰ ستمبر سن ۲۹ء میں شائع ہو گیا ہے جس کی نقل یہ ہے :-

ساردا بل کی منظور شدہ دفعات

۱۔ (الف) اس کا نام قانون انسداد شادی چنگان ہو گا۔

(ب) اس کا نفاذ تمام ہر طانی ہند میں ہو گا۔ برطانی بلوچستان اور ستھال پر گنہ میں بھی عائد ہو گا۔

(ج) اس پر عمل درآمد یکم اپریل سن ۱۹۳۰ء سے شروع ہو گا۔

۲۔ (الف) اس قانون میں ”بچہ“ سے مراد ۱۸ سال سے کم عمر کا لڑکا اور ۱۴ سال سے کم عمر کی لڑکی ہے۔

(ب) شادی چنگان سے مراد ایسی شادی ہے جس میں دولہا یا ”دلہن بچہ“ ہو۔

(ج) فریقین شادی سے مراد وہ شخص ہیں جن کی شادی ہو۔

(د) نابالغ سے مراد ۱۸ سال سے کم عمر کا لڑکا یا لڑکی ہے۔

۳۔ جو مرد ۱۸ سے ۲۱ سال کی عمر کے درمیان بچپن کی شادی کرے گا اسے ایک ہزار روپیہ تک جرمانہ کی سزا دی جائے گی۔

۴۔ جو مرد ۲۱ سال سے زائد عمر میں بچپن کی شادی کرے گا وہ ایک ماہ تک قید محض یا ایک ہزار روپیہ جرمانہ یا قید و جرمانہ کی سزا کا مستوجب ہو گا۔

۵۔ جو کوئی بچپن کی شادی کا انتظام کرے گا، اس کی رہنمائی کرے گا یا رسم ادا کرے گا وہ ایک ماہ قید محض یا ایک ہزار روپیہ جرمانہ یا قید و جرمانہ کی سزا کا مستحق ہو گا۔ اگر وہ یہ ثابت نہ کر سکے کہ اس کے پاس یہ باور کرنے کی وجوہات تھیں کہ وہ شادی بچپن کی شادی نہیں تھی۔

۶۔ (الف) اگر کوئی نابالغ بچپن کی شادی کر لے تو وہ آدمی جو ماں باپ یا سرپرست یا کسی دیگر قانونی یا غیر قانونی حیثیت سے اس نابالغ کا انچارج ہو اور جو اس شادی کے لئے کارروائی کرے یا شادی کی اجازت دے یا اپرواہی کی وجہ سے اس شادی کو منع نہ کرے اسے ایک ماہ قید محض یا ایک ہزار روپیہ جرمانہ یا قید و جرمانہ کی سزا ملے گی لیکن عورتوں کو قید کی سزا نہیں دی جائے گی۔

(ب) بشرط یہ کہ برعکس ثبوت بہمنہ پہنچایا جائے یہ تصور کر لیا جائے گا کہ نابالغ کے بچپن کی شادی کرنے میں نابالغ کا سرپرست لا پرواہی کی وجہ سے شادی کو روکنے میں ناکام رہا ہے۔

۷۔ سن ۱۸۹۷ء کے جنرل کلاؤ ایکٹ کی دفعہ ۲۵ یا تعزیرات ہند کی دفعہ ۶۴ کی باوجود کوئی عدالت اس قانون کی دفعہ ۳ کے مطابق کسی مجرم کو سزا دیتے ہوئے اس بات کی مجاز نہ ہوگی کہ بصورت عدم ادائیگی جرمانہ ملزم کو قید کی سزا دے سکے۔

۸۔ ضابطہ فوجداری سن ۱۹۲۸ء کی دفعہ ۱۹۰ کے باوجود پریزیڈنسی مجسٹریٹ یا ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے سوا کسی بھی عدالت کو اس قانون کے ماتحت کسی بھی جرم کی سماعت یا اس میں دست اندازی کرنے کا اختیار نہ ہو گا۔

۹۔ اس قانون کے متعلق کسی جرم کے بارے میں کوئی عدالت اس وقت تک غور نہیں کرے گی تاوقت یہ کہ استغاثہ

شادی (جس سے وہ جرم تعلق رکھتا ہو) کو ایک سال ہونے سے پہلے وائرنہ کیا گیا ہو۔

۱۰۔ اس قانون کے ماتحت کسی جرم کی سماعت کرنے والی عدالت بخرطیہ کہ وہ زبردفعہ ۲۰۳ ضابطہ فوج داری استغاثہ کو خارج نہ کرے یا تو خود ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۲۰۲ کی رو سے تحقیقات کرے گی اور یا اپنے ماتحت کسی مجسٹریٹ درجہ اول کو ایسا کرنے کی ہدایت کرے گی۔

۱۱۔ (الف) مستغیث کا بیان لینے کے بعد اور ملزم کو حاضر ہونے کے لئے مجبور کرنے سے پہلے عدالت (سوائے اس حالت کے جب کہ تحریری وجوہات دی گئی ہوں) مستغیث سے اس معاوضہ کی ادائیگی کے لئے جو زبردفعہ ۲۵۰ ضابطہ فوج داری اس پر لازم ہو سکتا ہے ایک سو روپیہ تک کی ضمانت کے ساتھ یا بلا ضمانت مچلکہ طلب کرے گی اور اگر وہ ضمانت عدالت سے مقرر کردہ میعاد کے اندر اندر داخل نہ کی جائے تو استغاثہ خارج کر دیا جائے گا۔

(ب) اس قانون کے ماتحت جو مچلکہ لیا جائے گا وہ ضابطہ فوجداری کے مطابق لئے گئے مچلکہ جیسا ہی سمجھا جائے گا اور اس لئے اس پر ضابطہ فوجداری کا باب عائد ہوگا۔

سارداہل کا اثر کیا ہوگا؟

اس قانون پر جو آثار اور نتائج مترتب ہوں گے وہ یہ ہیں :-

(۱) چودہ سال سے کم عمر کی لڑکی کا نکاح نہ ہو سکے گا خواہ ایک ہی دن کم ہو اور خواہ کیسی ہی شدید ضرورت ہو اور خواہ لڑکی شرعاً بالغ ہو چکی ہو۔

(۲) اٹھارہ سال سے کم عمر لڑکے کا نکاح نہ ہو سکے گا خواہ ایک ہی دن کی کمی ہو اور کیسی ہی شدید ضرورت ہو اور خواہ لڑکا شرعاً بالغ بھی ہو چکا ہو۔

(۳) اگر ایسا لڑکا جس کی عمر ۱۸ اور ۲۱ سال کے درمیان ہو۔ ۱۴ سال سے کم عمر لڑکی سے نکاح کر لے تو اسے ایک ہزار روپیہ تک جرمانہ کی سزا دی جائے گی۔ اگرچہ مقاربت بھی نہ کرے۔

(۴) اگر ایسا لڑکا جس کی عمر ۲۱ سال سے زائد ہو ۱۴ سال سے کم عمر کی لڑکی سے نکاح کر لے تو اس کو ایک ماہ کی قید محض یا ایک ہزار روپیہ جرمانہ یا قید و جرمانہ کی دونوں سزائیں دی جائیں گی مقاربت کرے یا نہ کرے اس کا کوئی فرق نہیں۔

(۵) جس شادی یا نکاح میں لڑکی کی عمر ۱۴ سال سے کم ہو یا لڑکے کی عمر ۱۸ سال سے کم ہو ایسی شادی یا نکاح کا انتظام کرنے والا، رہنمائی کرنے والا، نکاح پڑھانے والا سب کے سب مجرم ہوں گے اور ان کو ایک ماہ کی قید محض یا ایک ہزار روپیہ تک جرمانہ یا قید و جرمانہ کی دونوں سزائیں دی جائیں گی۔ ہاں عورتوں کو قید کی سزا نہ دی جائے گی۔

اس دفعہ کی رو سے ۱۴ سال سے کم عمر شادی شدہ لڑکی یا اٹھارہ سال سے کم عمر شادی شدہ لڑکے کا باپ دادا یا یتیم خانی کی ماں، دادی، نانی یا اور جو کوئی مرد یا عورت جو شادی کے انتظام میں شامل ہو یا رہنمائی کرے یا کوئی عالم یا امام یا قاضی جو نکاح پڑھائے یا وکیل یا شاہد بنے سب سزایاب ہوں گے۔ عورتوں کو قید کی سزا نہ ہوگی۔ جرمانہ کی سزا ان کو بھی دی جائے گی۔

۶۔ (الف) اگر کوئی لڑکی جس کی عمر ۱۸ سال سے کم ہے کسی ۷ سالہ لڑکے سے خود شادی کر لے تو اس لڑکی کا باپ یا دادا یا ماں یا دلاوی یا کوئی دوسرا قانونی یا غیر قانونی سرپرست بھی مجرم قرار دیا جائے گا اور اس کو ایک ماہ کی قید محض یا ایک ہزار روپیہ جرمانہ یا قید و جرمانہ کی دونوں سزائیں دی جائیں گی مگر عورت کو قید کی سزا نہ ہوگی اور یہ فرض کر لیا جائے گا کہ سرپرست اور ولی نے بے پروائی کر کے یہ شادی ہونے دی ہے (بشرط یہ کہ اس کے برخلاف ثبوت بہم نہ پہنچایا جائے)

(ب) اگر کوئی لڑکا جس کی عمر ۱۸ سال سے ایک دن بھی کم ہے (اگرچہ وہ شرعاً بالغ ہو چکا ہو اور اس کے قوائے جسمانیہ بھی اچھے ہوں) کسی لڑکی سے خود اس کی عمر ۱۸ سال سے زیادہ ہو نکاح کر لے گا تو لڑکے کا باپ یا دادا یا ماں یا دلاوی یا کوئی دوسرا شخص جو قانونی یا غیر قانونی طور پر اس کا سرپرست ہے مجرم قرار دیا جائے گا اور اس کو ایک ماہ کی قید محض یا ایک ہزار روپیہ جرمانہ دونوں سزائیں دی جائیں گی مگر عورت کو قید کی سزا نہیں دی جائے گی۔ اور (تا وقت یہ کہ برعکس ثبوت بہم نہ پہنچایا جائے) یہ فرض کر لیا جائے گا کہ لڑکے کے سرپرست یا ولی نے لا پرواہی سے یہ شادی ہونے دی ہے۔

(۷) مسلمانوں کی بچیوں کے وہ تمام نکاح رک جائیں گے جو وہ اپنی مالی مجبوری کی وجہ سے بڑی لڑکیوں کی شادی سے سلسلہ میں قریب البلوغ لڑکیوں کے صرف نکاح کر دیتے تھے اور ایک ہی دفعہ میں کئی نکاحوں کی تقریریں ادا کر کے بار بار کے مالی بوجھ سے بچ جاتے تھے۔ اسی طرح ضعیف العمر یا کوئی دوسرا ولی جو قریب المرگ ہو اپنی بالغہ مگر ۱۴ سال سے کم عمر بچی کا نکاح بھی نہ کر سکے گا۔ اگرچہ بچی کی والدہ یا کوئی اور نگرانی کرنے والا موجود نہ ہو اور باپ اس کو بغیر کسی سرپرست اور نگران کے چھوڑ کر مر رہا ہو۔

(۸) مسلمان بچیاں جو ۱۳ سال کی عمر میں شرعاً بالغ ہو جائیں گی اور شرعی احکام کے بموجب ان کی شادی کرنا ماں باپ کے ذمہ لازم ہو جائے گا ان کے ماں باپ شرعی احکام کے بلوجود ان کا نکاح نہ کر سکیں گے اور کریں گے تو قانوناً مجرم ہو کر سزا پائیں گے۔

(۹) لڑکے پندرہ سال کی عمر میں شرعاً بالغ ہو جاتے ہیں اور اگر ان کے کوئی اچھے ہوں تو خود ان پر اور ان کے اولیاء پر واجب ہے کہ وہ ان کا نکاح کر دیں۔ لیکن وہ خود اور ان کے اولیاء شرعی واجب پر عمل نہ کر سکیں گے اگر کریں گے تو قانون ان کو مجرم قرار دے کر سزا دے گا۔

(۱۰) قانونی عمر سے کم عمر کی لڑکیاں اور لڑکے جب کہ اپنی جسمانی صحت اور قوت کے لحاظ سے مباشرت کے حاجت مند ہوں گے اور رفع حاجت کا شرعی طریقہ یعنی نکاح ان کے لئے قانوناً ممنوع ہوگا تو خطرہ ہے کہ وہ ناجائز طریقوں سے حاجت روائی کریں گے اور مسلمانوں میں بھی زنا کی کثرت ہو جائے گی اور مسلمان سوسائٹی بھی مذہبی حیثیت سے تباہ و برباد ہو جائے گی۔ یہ تو مختصر طور پر ان مفسد کاریاں تھا جو اس بل سے براہ راست تعلق رکھتے ہیں اور ان مفسد کے علاوہ اور بھی کئی قسم کے مفسد اور مشکلات پیدا ہو جائیں گے مثلاً

(۱۱) ہر نکاح اور شادی کے وقت جب تک سرپرست لڑکیوں اور لڑکوں کی عمروں کا مصدقہ ساریفکٹ پیش نہ کریں نکاح خواں نکاح نہیں پڑھائے گا نہ کوئی وکیل و گواہ بننے پر تیار ہوگا۔ اور ایسے ساریفکٹ حاصل کرنے میں جو دشواریاں پیش آئیں گی اور جو مالی بار پڑے گا ہزاروں غریب مسلمان اس کو برداشت کرنے کے قابل نہ ہوں گے۔

(۱۲) اس قانون کے سبب سے تمام نکاحوں اور شادیوں کی رجسٹری کرانی لازم ہو جائے گی، تاکہ قانونی خباثت و رزنی نہ ہونے کے لئے سند ہو۔ اور ظاہر ہے کہ یہ جبریہ رجسٹریشن کس قدر تکلیف دہ اور موجب جرم و فساد ہوگا۔

(۱۳) اس قانون کی وجہ سے بیویوں کی ولادت درج رجسٹر کرانا اور پھر اس تاریخ کو صحیح صحیح یاد رکھنا لازم ہوگا۔ اور لاکھوں ان پڑھ مسلمان اس کا التزام نہ کر سکنے کی وجہ سے ملزم اور مجرم قرار پائیں گے اور سزائیں بھگتنی پڑیں گی۔

یعنی باوجود یہ کہ ان کی لڑکی چودہ سال کی ہو جائے گی اور وہ قانون کے موافق نکاح کریں گے لیکن ان کے دشمن جو چاہتے پرزے اور ہوشیار ہوں گے وہ ان کو قانونی الجھن میں مبتلا کر دیں گے اور سالوں کی جیل خانہ تک پہنچانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

(۱۴) اگر اس کو قابلِ دقت اندازی پولیس قرار دے دیا گیا تو غریب شرفا کی شادیوں، بیباہوں میں پولیس کو طرح طرح کی رکاوٹ پیدا کرنے کے مواقع بہم پہنچیں گے اور غریبوں کو ناقابلِ برداشت مصائب اٹھانے پڑیں گے۔

(۱۵) اس قانون کو نافذ کرنے کے بعد اس کے دنبالے (جن کی سفارش تحقیقاتی کمیٹی نے کی ہے) بطور بائی لاز کے وقتاً فوقتاً بیٹے رہیں گے اور خدا جانے کن کن مصائب اور مشکلات کا سامنا ہوگا۔ مثلاً ۱۳ سال کی لڑکی کی شادی ہو جائے تو اس کو خاوند سے علیحدہ رکھنے کے لئے سفارش کی گئی ہے کہ ایک زنانہ پولیس کا محکمہ قائم کیا جائے اور ایسی لڑکیوں کو ماں باپ یا ان کے اولیات سے علیحدہ کر کے زنانہ پولیس کی نگرانی میں ایک علیحدہ مکان میں سال بھر رکھا جائے اور جب ۱۴ سال کی ہو جائے تو خاوند کے حوالہ کی جائے اور ظاہر ہے کہ مسلمانوں کے لئے یہ بات کہ ان کی دو شیر لڑکیاں ان کی نگرانی میں نہ رہیں اور غیروں کے حوالہ کر دی جائیں ناقابلِ برداشت ہے۔

سارِ اہل مسلمانوں کے لئے ناقابلِ قبول کیوں ہے؟ مسلمان اس بل کو ہر گز قبول نہیں کر سکتے اور اس کی متعدد وجوہ ہیں

وجہ اول :- اس بل کا اطلاق مسلمانوں پر نہ ہی مداخلت ہے۔

مذہبی مداخلت کسے کہتے ہیں۔ اس کا بیان یہ ہے کہ جن امور کو شریعت مقدسہ اسلامیہ نے مسلمانوں کے لئے جائز کیا ہے اور وہ ان امور کو کرنے میں شریعت کے نزدیک مجرم نہیں ہیں بلکہ ثواب کے مستحق ہیں ان کو قانون کے ذریعہ سے مسلمانوں کے حق میں ممنوع اور جرم قرار دے دیا جائے یہ مذہبی مداخلت ہے اس کی مثالیں ملاحظہ ہوں۔

(۱) مسلمانوں کو شریعت مقدسہ نے مسجد میں نوافل پڑھنے کی اجازت دی ہے۔ (۱) اس اجازت کے خلاف نوافل کے لئے ان پر مسجدوں کا دروازہ بند کر دیا جائے تو یہ مذہبی مداخلت ہے۔

(۲) مسلمانوں کو شریعت مقدسہ نے نفلی روزے رکھنے کی اجازت دی ہے۔ (۲) اس اجازت کے خلاف کسی ڈاکٹری تجویز پر انہیں نفلی روزے رکھنے سے روک دیا جائے اور روزے کو جرم قرار دے دیا جائے تو یہ مذہبی مداخلت ہے۔

(۳) مسلمانوں کو شریعت مقدسہ نے نفلی حج کرنے کی اجازت دی ہے۔ (۲) پس اگر ان کو نفلی حج کرنے سے روک دیا جائے تو یہ مذہبی مداخلت ہے۔

(۴) مسلمانوں کو شریعت مقدسہ نے گائے کی قربانی کرنے کی اجازت دی ہے۔ (۳) پس اگر اس اجازت کے خلاف ان کو گائے کی قربانی سے روک دیا جائے اور اس کو جرم قرار دے دیا جائے تو یہ مذہبی مداخلت ہے۔

(۵) مسلمانوں کے یہاں اذان بلند آواز سے کہنا سنت ہے۔ (۴) پس اگر ان کو بلند آواز سے اذان کہنے سے روکا جائے تو یہ مذہبی مداخلت ہے۔

(۶) مسلمانوں کو استطاعت اور عدل کے ساتھ چار دیوایاں کرنے کی اجازت ہے۔ (۵) پس اگر اس کو قانوناً روکا جائے اور اس کو جرم قرار دیا جائے تو یہ مذہبی مداخلت ہے۔

(۷) مسلمان اپنے بھائیوں کے عقیقہ میں گائے ذبح کر سکتے ہیں۔ (۶) پس اگر ان کو قانوناً روکا جائے اور اس کو جرم قرار دیا جائے تو یہ مذہبی مداخلت ہے۔

(۸) مسلمان اپنی غذا کے لئے گائے کا گوشت استعمال کر سکتے ہیں (۷) پس اگر قانوناً ان کو گائے کے گوشت سے روکا جائے تو یہ مذہبی مداخلت ہے۔ اور جس طرح کہ شریعت کے جائز کئے ہوئے امور سے روکنا مذہبی مداخلت ہے۔ اسی طرح ان کو کسی ایسے فعل کا حکم دینا جو شریعت میں ناجائز ہے یا ناجائز فعل کا ذریعہ ہے۔ یہ بھی مذہبی مداخلت ہے۔ اس کی مثالیں ملاحظہ ہوں :-

(۱) شریعت میں شراب پینا حرام ہے۔ (۸) کسی مسلمان کو شراب پینے کا حکم دینا مذہبی مداخلت ہے۔

(۲) شریعت میں جھوٹا بیگنا گناہ ہے۔ (۹) کسی کو جھوٹا بیگناہ پر مجبور کرنا مذہبی مداخلت ہے۔

(۳) شریعت نے زنا کو حرام کیا ہے۔ (۱۰) کسی کو زنا کا حکم دینا ایسے اسباب پیدا کرنا جن سے لامحالہ زنا کا ارتکاب ہو۔ جیسے صحیح الجسم معتدل القوے بالغ کی شادی سے روکنا جو اس قانون کا منشا ہے مذہبی مداخلت ہے۔

(۱) عن یزید الریش قال حدثنی معاذ قال العدویة انہا سالت عائشة زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم اکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصوم من کل شهر ثلاثة ايام ، قالت : نعم ، فقلت لها من ايام الشهر کان یصوم قالت : لم یکن یبالی من ای ايام الشهر یصوم (الصحيح لمسلم ، کتاب الصیام ، باب استحباب صیام ثلاثة ايام من کل شهر ، ۳۶۷/۱ ، قدیمی)

عن عمران بن حسین ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال له او لرجل آخر صمت من شهر شعبان ، قال : لا ، قال : فاذا افطرت فصم یومین (الصحيح لمسلم ، کتاب الصیام ، باب صوم شعبان ، ۳۶۸/۱ ، قدیمی)

(۲) بناء الرباط الفضل من حج النفل ، واختلف فی الصدقة ، ورجح فی الزاوية افضلية الحج لمشقة فی المال والبدن جميعا ، قال : وبه افق ابو حنیفة حین حج وعرف المشقة (الدر المختار ، کتاب الحج ، باب الہدی ، ۲/۳۲۱ ، سعید)

(۳) عن جابر بن عبد اللہ قال : کنا نتمتع فی عهد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ندبح البقرة عن سبعة نشتري فیها (سنن ابی داؤد ، کتاب الضحایا ، باب البقر والجوز وعن کم تجزی ، ۲/۳۲ ، امدادیہ)

(۴) فسنن الا ذان فی الاصل نوعان : نوع یرجع الی نفس الا ذان ونوع یرجع الی صفات المؤذن ، واما الذی یرجع الی نفس الا ذان فانواع : ان یجهر بالا ذان فیرفع به صوته ، لان المقصود وهو الا علام تحصل به (بدائع الصنائع ، کتاب الصلوة فصل فی بیان سنن الا ذان ، ۱/۱۴۹ ، سعید)

(۵) وان خفتم الا تقسطوا فی الیتمی فانکحوا ما طاب لکم من النساء متنی وثلاث ورباع (النساء : ۳)

(۶) قد علم ان الشرط قصد القرية من الكل وكذا لو اراد بعضهم العقیقة عن ولد قد ولد له من قبل (رد المحتار ، کتاب الاضحیة ، ۶/۳۲۶ ، سعید)

(۷) والای نعام خلقها لکم فیها دف ، ومنافع ومنها تاكلون (النحل : ۵)

(۸) یا ایہا الذی آمنوا انما الخمر والمیسر والا نصاب والا زلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوه لعلکم تفلحون (المائدة : ۹۰)

(۹) قال تعالی : فجعل لعنة اللہ علی الکاذبین (آل عمران : ۶۱) (طبع) سرہ مفتی یر ۱۔

(۴) شریعت نے بالغہ لڑکیوں کی شادی نہ کرنے اور ان کو یوں ہی بٹھائے رکھنے سے منع کیا ہے۔ (۲) پس ان کو قانوناً شادی نہ کرنے پر مجبور کرنا نہ ہی مداخلت ہے۔
نہ ہی مداخلت کے معنی کی اس تشریح کے بعد ہم یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ

نفس نکاح کا شریعت اسلامیہ میں کیا حکم ہے؟ نکاح کا شرعی مرتبہ

شریعت مقدسہ اسلامیہ نے نکاح کو صرف ایک معاشرتی معاہدے کی ہی حیثیت میں منحصر نہیں رکھا ہے بلکہ اس کو معاشرتی معاہدے کی حیثیت سے بڑھا کر ایک عبادت اور فضیلت اور ثواب کا کام بھی قرار دیا ہے۔ اس کے لئے یہ حدیثیں ملاحظہ ہوں:-

(۱) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اربع من سنن المرسلين الحياء و النعطر والسواك والنكاح (ترمذی) (۲) یعنی حضور انور ﷺ نے فرمایا چار چیزیں پیغمبروں کی سنتوں میں سے ہیں۔ (۱) حیا، (۲) مطہ لگانا، (۳) مسواک کرنا، (۴) نکاح کرنا۔

(۲) من تزوج فقد استكمل نصف الايمان الحديث۔ (۲) یعنی حضور انور ﷺ نے فرمایا جس نے نکاح کر لیا اس نے نصف ایمان کامل کر لیا۔ اس حدیث میں نکاح کو نصف ایمان فرمایا ہے جس سے اس کا شرعی اور مذہبی عمل ہونا صراحتاً ثابت ہوتا ہے۔

(۳) ان ستننا النكاح شواركم عزايكم و اراذل مونكم عزايكم (جمع الفوائد) (۵) یعنی حضور انور ﷺ نے عکاف بن بشر تمہیں سے فرمایا تھا کہ ہماری سنت نکاح ہے۔ تم میں سے جو مجرد ہیں وہ تم میں برے لوگ ہیں اور جو بغیر نکاح مرجائیں وہ مردوں میں برے مردے ہیں۔ جو مجرد ہیں وہ تم میں برے لوگ ہیں۔

(۴) النكاح من سنتي فمن رغب عن سنتي فليس مني (فتح الباری) (۶)
یعنی حضور ﷺ نے فرمایا کہ نکاح میری سنت ہے جو میری سنت سے اعراض کرے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔
(۵) من تزوج ثقة بالله واحتسا با كان حقاً على الله ان يعينه وان يبارك له (طبرانی فی الاوسط کذا فی جمع الفوائد) (۱)

یعنی حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص خدا کے فضل و کرم پر بھروسہ کر کے اور ثواب کی نیت سے نکاح کرے گا تو خدا نے اپنے فضل و کرم سے اپنے اوپر لازم کر لیا ہے کہ اس کی مدد فرمائے اور اس کے لئے برکات عطا کرے۔

(۱) ولا تقرّبوا الزنا انه كان فاحشة وساء سبيلاً (سورة بنی اسرائیل ۳۲)

(۲) عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: في التوراة مكتوب "من بلغت ابنته اثني عشرة ولم يزوجها فاصابت المأثم فاثم ذلك عليه شعب الايمان للبيهقي، ۴/۶، رقم الحديث: ۸۶۷۰، دار الكتب العلمية بيروت

(۳) جامع الترمذی، ابواب النکاح، ۱/۲۰۶، سعید

(۴) مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، کتاب النکاح، باب الحث فی النکاح، ۴/۲۵۲، بیروت

(۵) مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، کتاب النکاح، باب الحث فی النکاح، ۴/۲۵۰، بیروت

(۶) فتح الباری، کتاب النکاح، باب الترغیب فی النکاح، ۹/۹۲، بولاق (۱) ۱۱ صفحہ بر

پیغمبر اسلام خاتم الانبیاء ﷺ کے یہ وہ ارشادات مایہ ہیں جن سے نکاح کی شرعی حیثیت روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ وہ صرف ایک معاشرتی معاہدہ نہیں بلکہ ایک شرعی عبادت ہے۔ اس کے بعد علمائے اسلام کے اقوال ملاحظہ فرمائیے۔

(۶) وقال الحنفیة هو عبادة (فتح الباری) (۲) یعنی علماء حنفیہ نکاح کو عبادت قرار دیتے ہیں اور ظاہر ہے کہ ہندوستان میں مسلمانوں کی اکثریت حنفی ہے۔

(۷) ليس لنا عبادة شرعت من عهد آدم الى الآن ثم تستمر في الجنة الا النكاح والايمان۔ (در مختار) (۳) یعنی نکاح اور ایمان کی سوا اور کوئی ایسی عبادت نہیں جو حضرت آدم کے وقت سے شروع ہو کر آج تک قائم رہی ہو اور پھر جنت میں بھی مستمر رہے۔

(۸) ويكون سنة مؤكدة في الاصح فيا ثم بتركه ويشاب ان نوبى ولداً وتحصينا (در مختار) (۴) یعنی نکاح کرنا سنت مؤکدہ ہے۔ صحیح ترین قول کی بناء پر۔ پس اس کا تارک گنہگار ہوگا اور اگر اولاد اور پاک دامن رہنے کی نیت سے نکاح کرے۔ (یعنی صرف شہوت رانی مقصود نہ ہو) تو اس کو نکاح کرنے پر ثواب ملے گا۔

(۹) ورجح في النهر وجوبه للمواظبة عليه والا نكار على من رغب عنه (در مختار) (۵) یعنی کتاب نہر فائق میں اس قول کو ترجیح دی ہے کہ نکاح کرنا واجب ہے کیونکہ اس پر حضور ﷺ نے مواظبت فرمائی ہے اور نکاح سے اعراض کرنے والے پر عتاب فرمایا ہے۔

ان احادیث اور اقوال علماء سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ نکاح صرف ایک معاشرتی معاہدہ نہیں بلکہ وہ مذہبی عمل کی حیثیت رکھتا ہے اور مذہبی عمل بھی محض مباح یا مستحب کے درجہ کا نہیں بلکہ سنت مؤکدہ یا واجب کے مرتبہ کا ہے۔ یعنی یہی نہیں کہ اس کا کرنا ثواب کا کام ہے بلکہ شریعت نے اس کی تاکید بھی کی ہے اور نہ کرنے پر ملامت اور عتاب اور گنہگاری کی وعید ہے۔ پس اس شرعی عمل پر قانونی پابندیاں عائد کرنا مذہبی مداخلت ہے۔

بعض ممبران اسمبلی کا اعتراض

بعض مسلم ممبران اسمبلی نے اسمبلی میں شانِ اجتہاد کا مظاہرہ کرتے ہوئے بغیر اس کے کہ انہوں نے اسلامی قانون کی تجد بھی پڑھی ہو اپنے تجر کی نمائش کے لئے یہ اعتراض کیا کہ اگرچہ اسلامی شریعت نے بیہوں کے نکاح کو جائز رکھا ہے اور ولی کو اختیار دیا ہے کہ اگر وہ چاہے تو نابالغوں کا نکاح کر دے لیکن شریعت نے نابالغوں کے نکاح کرنے کا حکم نہیں دیا۔ یعنی یہ لازم نہیں کیا ہے کہ نابالغ کا نکاح ضرور کر دیا جائے۔ پس یہ قانون ایک اختیاری امر پر پابندی عائد کرتا ہے۔ اس لئے یہ مذہبی مداخلت نہیں ہے۔ البتہ اگر یہ کسی لازمی حکم کو روکتا تو مذہبی مداخلت میں

(۱) مجمع الزوائد و منبع الفوائد، کتاب النکاح، باب عون اللہ سبحانه للمتزوج، ۴/ ۲۵۸ بیروت

(۲) فتح الباری، کتاب النکاح، باب الترغیب فی النکاح، ۹/ ۹۲، بولاق

(۳) الدر المختار، کتاب النکاح، ۳/ ۳، سعید

(۴) الدر المختار، کتاب النکاح، ۷/ ۳، سعید

(۵) ایضاً

داخل ہوتا۔ اسی خیال کو اسلامی اخبارات میں سے ”مدینہ“ مجبور نے ظاہر کیا ہے اور جو علماء اور ہنرمایان ہندوستان اس کو مذہبی مداخلت کہتے اور سمجھتے ہیں اخبار ”مدینہ“ کے محترم مدیران کو قدامت پسندی کا طعنہ دیتے ہوئے سارداہل کو اصلاح کا پہلا اور اہم قدم قرار دیتے ہیں۔ اس اعتراض کا جواب ہم دو طرح دیتے ہیں :-

اول یہ کہ مذہبی مداخلت کے یہ معنی کہ کسی فرض یا واجب کو روکا جائے تو مذہبی مداخلت ہے ورنہ نہیں عقلاً، شرعاً، عرفاً ہر طرح غلط ہیں۔

ہم مذہبی مداخلت کے صحیح معنی پہلے بیان کر چکے ہیں اور مثالیں دے کر اس کا مفہوم واضح کر چکے ہیں اور مزید توضیح کے لئے پھر اتنا کہہ دیتے ہیں کہ کسی مذہب کے مخصوص اعمال سے اس مذہب کے متبعین کو روکنا مذہبی مداخلت ہے خواہ وہ اعمال اس مذہب میں فرض ہوں یا واجب یا سنت یا مستحب بلکہ مذہب نے جن امور کو مباح بھی کیا ہے ان سے روکنا بھی مذہبی مداخلت ہے۔ کیونکہ مذہبی مداخلت نہ کرنے کا اصول عقلی اور قانونی طور پر اسی لئے قائم کیا گیا ہے کہ لوگ آزادانہ سے ان اعمال کو ادا کر سکیں جنہیں وہ مذہبی اعمال سمجھتے ہیں اور جن کی ان کے مذہب نے ان کو اجازت دی ہے تاکہ خیالات و افکار میں تصادم نہ ہو اور امن عامہ میں خلل نہ پڑے۔

قانونی طور پر آج تک تعزیریں شدوں، موتوں، گھر کیر تن گرنہ صاحب کے جلوس اسی اصول پر جائز رکھے گئے اور ان کو مذہبی جلوس قرار دیا گیا اور کبھی یہ سوال نہیں اٹھایا گیا کہ آیا نہ بھائیے جلوس نکالنے فرض ہیں یا نہیں اور مذہب متعلقہ میں ان جلوسوں کو سڑکوں پر گھمانے کے لازمی احکام موجود ہیں یا نہیں۔

اس کے علاوہ ان حضرات کو کبھی یہ خیال بھی آیا نہیں کہ اگر غرض (بابالغلوں کے نکاح کر دینے کے وجوہی احکام شریعت اسلامیہ میں موجود نہیں ہیں تو اسی طرح (۱) نفل نمازوں کے لئے (۲) نفل روزوں کے لئے (۳) نفلی حج کے لئے (۴) خاص گائے کی قربانی کے لئے (۵) شہر میں دو پار مسجدوں کے ہوتے ہوئے مزید مساجد کی تعمیر کے لئے (۶) عرسوں کے سالانہ اجتماعات کے لئے (۷) خاص گائے کا گوشت کھانے کے لئے (۸) بلکہ مطلقاً گوشت خوری کے لئے (۹) تعزیوں کے جلوس کے لئے (۱۰) مجالس میاں اور مجالس وصال کے انعقاد کے لئے (۱۱) چار نکاحوں کے لئے (۱۲) کفو اور خاندان میں شادی کرنے کے لئے۔

اور اسی قسم کے سینکڑوں ہزاروں اعمال کے لئے بھی شریعت میں وجوہی احکام موجود نہیں ہیں تو کیا اگر ان اعمال کو بند کرنے یا ان پر نا واجب پابندیاں عائد کرنے کے لئے قوانین بنائے جائیں تو یہ مسلمان ممبران اسمبلی جنہوں نے سارداہل کی اس لئے حمایت کی ہے کہ وہ کسی فرض یا واجب کو نہیں روکتا۔ ان تمام قوانین کی اسی اصول پر حمایت کر دیں گے اگر جواب اثبات میں ہے تو بس۔

کر ہمیں کو نسل است و ایں ارکان کار مذہب تمام خواہد شد

اور اگر جواب نفی میں ہے تو ان کا یہ اصول غلط ہو گیا کہ کسی جائز امر پر پابند بنانا عائد کرنا مذہبی مداخلت نہیں ہے اور ان کو اقرار کرنا یہ ہے کہ جس طرح مذکور بالا اعمال قانونی مداخلت کے متحمل نہیں ہیں اسی طرح نکاح بابالغان بھی قانونی مداخلت کا متحمل نہیں ہے اور اس میں بھی قانونی مداخلت یقیناً مذہبی مداخلت ہوگی۔

ابھی کچھ زیادہ عرصہ نہیں ہوا کہ ہندوؤں نے گائے کشی کو بند کرانے کے لئے قانونی حمایت حاصل کرنے کی کوشش

کی تھی تو مسلمانوں کے علماء و علماء دونوں نے صاف طور پر کہہ دیا تھا کہ اگر ہمارے حق گاؤ کشی اور قربانی گاؤ کو بھر ہم سے چھیننے کی کوشش کی گئی تو ہم پوری طاقت سے مزاحمت کریں گے۔ مسلمانوں کو یہ حق تو ہے کہ قربانی کے جانوروں میں سے وہ جس جانور کو چاہیں اپنی مرضی سے منتخب کر لیں۔^(۱) لیکن اگر ان کو جبراً حق گاؤ کشی اور قربانی گاؤ سے محروم کرنے کی کوشش کی جائے گی تو ان پر واجب ہو جائے گا کہ اپنا حق قائم رکھنے کے لئے خاص گائے کی قربانی کریں۔ ان فقرات کی سیاسی بھی ابھی خشک نہیں ہوئی ہوگی کہ ہمارے مسلم ممبران نے اس کے بالکل برعکس اسمبلی میں اپنا اجتماعی بیان دے دیا اور نہ صرف بیان دیا بلکہ یہ بھی کہہ دیا کہ اس مسئلہ میں ہم دقینا وی علماء کی تقلید نہ کریں گے۔ اور علماء پر پھبتیاں بھی کس دیں۔ حالانکہ اس بل کی مخالفت میں سوائے سات اٹھ مسلم ارکان اسمبلی کے ہندوستان کے تقریباً تمام رہنما اور مسلم پریس ہم آہنگ ہیں۔ خیر علماء کے خلاف تو وہ جو چاہیں کریں اور کہیں لیکن خدا را اسلام کے اصول اور اسلامی احکام کا احترام تو قائم رکھیں۔^(۲)

آج جو اصول کہ انہوں نے سارداہل کی حمایت کے لئے قائم کر دیا ہے اس کی ہمہ گیر وسعت کے نتائج پر ٹھنڈے دل سے غور کریں تو ان کی سمجھ میں بھی یہ بات آجانی کچھ مشکل نہیں ہے کہ انہوں نے سوائے چند فرائض و واجبات کے تمام اعمال مذہبیہ کو اسمبلی کی غیر مسلم اکثریت کی خوشنودی حاصل کرنے کے قربان گاہ پر بھیٹ چڑھا دیا ہے۔ اور دانستہ یا نادانستہ (اور خدا کرے کہ نادانستہ ہی صحیح تعبیر ہو) اپنے ہاتھ سے اسلامی اصول، اسلامی اعمال اسلامی تہذیب غرض کہ اسلام کے تمام (پرنسپل) مخصوص قانون کو ذبح کر ڈالا ہے۔

دوم۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ قانون کی مقرر کردہ عمر یعنی لڑکی کی چودہ سال اور لڑکے کی ۱۸ سال کی عمر سے پہلے نکاح کرنا کرادینا بھی بعض حالات میں واجب ہوتا ہے۔ یعنی جب کہ ان عمروں سے پہلے لڑکی اور لڑکا بالغ ہو جائیں اور ان کی صحت جسمانیہ اچھی ہو تو فی مضبوط ہوں اور تاخیر نکاح سے ان کے زمان میں مبتلا ہو جانے کا اندیشہ ہو تو اس وقت ان کو خود نکاح کرنا اور ان کے اولیاء کو نکاح کرادینا لازم و واجب ہو جاتا ہے۔^(۳)

ایسی حالت میں قانون ان کو اس واجب شرعی سے روکے گا اور مذہبی مداخلت آپ کے بیان کردہ معنی کے لحاظ سے بھی متحقق ہو جائے گی۔ یعنی اگر بالفرض ہم تسلیم بھی کر لیں کہ مذہبی مداخلت کے وہی معنی ہیں جو آپ نے بیان کئے ہیں (حالانکہ وہ غلط ہیں) تاہم یہ قانون مذکورہ بالا حالات میں اس معنی کے لحاظ سے بھی یقیناً مذہبی مداخلت میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور کوئی قانون جو کلی طور پر مذہبی مداخلت کرتا ہو یا اپنے بعض اطلاقات میں مذہبی مداخلت کا امکان رکھتا ہو یقیناً عمد نامہ ایسٹ انڈیا کمپنی اور علانات حکومت برطانیہ کے خلاف ہو گا اور ناقابل قبول ہو گا۔

وجہ دوم :- اس قانون کو قبول نہ کرنے کی مسلمانوں کے لئے دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ قانون ایک مہتمم بالشان اسلامی حکم ولایت کو باطل کرتا ہے۔

شریعت مقدسہ نے نابالغوں کے اولیاء کو حق ولایت عطا کیا ہے کہ وہ اپنی ولایت سے نابالغ بچوں کا عقد نکاح

(۱) شاذ بدل من ضمیر نجب (او سع بدنة) ہی الا بل والبقر (الدر المختار)، کتاب الاضحية، ۶/۳۱۵، سعید

(۲) قال تعالى: ومن يعظم شعائر الله فانها من تقوى القلوب (الحج: ۳۲)

(۳) ويكون واجبا عند التوقان فان يقق الزنا الا به فرض الدر المختار، کتاب النکاح، ۶/۳، سعید

کر سکتے ہیں۔ (۱) اور باب ولایت اسلامی فقہ کے ابواب میں سے ایک مہتمم بالشان باب ہے۔

نابالغوں کے متعلق حق ولایت نکاح نابالغی کے زمانے تک محدود رہتا ہے۔ بالغ ہو جانے پر یہ حق ختم ہو جاتا ہے۔ (۲) پھر بالغ لڑکی اور بالغ لڑکا اپنے نکاح کے لئے خود مختار ہو جاتے ہیں۔ (۳) (نشر ملیہ) وہ مجنون نہ ہوں (حنفیہ کا مذہب یہی ہے اور ہندوستان کی اکثریت حنفی ہے۔

حق ولایت تمام امت اسلامیہ کے نزدیک متفق علیہ اصول ہے۔ اور نابالغوں کے اس نکاح کی صحت پر جو جائزولی نے کیا: وامست مرحومہ کا اجماع ہے۔

اجمع المسلمون علی ترویجہ بنتہ البکر الصغیرۃ لہذا الحدیث۔ (نووی شرح مسلم) (۴) یعنی تمام مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ باپ کو یہ حق ہے کہ اپنی نابالغہ بکرہ لڑکی کا نکاح کر دے۔ لولی الصغیر والصغیرۃ ان ینکحہما وان لم یرضیا بذلك کذا فی البر جندی سواء کانت بکرا او ثیباً کذا فی العینی شرح الكنز (فتاویٰ عالمگیری) (۵) یعنی نابالغہ لڑکی اور نابالغ لڑکے کے ولی کو حق ہے کہ ان بچوں کی رضامندی حاصل نہ کرے ان کا نکاح کر دے (اور یہ حکم حنفیہ کے نزدیک) بکرہ اور ثیبہ دونوں کے حق میں یکساں ہیں۔

اور بہت سی احادیث ہیں جن سے حق ولایت اور حق الزکاح ثابت ہوتا ہے۔ (۶) ہم تطویل کے خوف سے ان کو نقل نہیں کر سکتے۔

پس یہ بل جو اسلامی قانون (پرنسپل لا) کے ایک اہم باب کو بالکل باطل یا منسوخ کرتا ہے۔ مسلمانوں کے نزدیک..... ہرگز قابل قبول نہیں ہے۔

وجہ سوم :- اس قانون کو قبول نہ کرنے کی تیسری وجہ یہ ہے کہ یہ قانون اسلامی تہذیب اور عصمت کو تباہ کر دے گا۔

جیسا کہ ہر شخص جانتا ہے اور یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ مسلمان عصمت مآب خواتین کے لئے دوس رانی کے وہ تمام دروازے بند ہیں۔ (۱) جو دوسری اقوام کی عورتوں کو حاصل ہیں اور اس صورت میں ان کی نفعت و عصمت کی حفاظت کی ایک ہی شکل ہے کہ جس وقت وہ بالغ ہو جائیں فوراً ان کی شادی کر دی جائے۔ بالغ کے لئے عمر کا کوئی معیار معین نہیں ہے بلکہ اس کا مدار جسمانی صحت و قوت اور نوعیت غذا اور آب و ہوا کی مساعدت پر ہے۔ بعض لڑکیاں بارہ سال کی عمر میں بالغ ہو جاتی ہیں اور بعض اس سے پہلے اور بعض اس کے بعد بالغ ہو جانے اور قوائے جسمانی کی صحت و قوت کی حالت میں اگر ان پر جائز طریقے مسدود کر دیئے جائیں گے تو قوی خطرہ ہے کہ وہ ناجائز

(۱) ولولی النکاح الصغیر والصغیرۃ (الدر المختار، کتاب النکاح، باب الولی، ۶۵۳، سعید)

(۲) ولا یجوز احبار البکر العائتۃ علی النکاح (الہدایۃ، کتاب النکاح، باب فی الاولیاء والا کفاء، ۳۱۴، ۲، شریکۃ غلسہ)

(۳) ویفتد نکاح الحرة العائتۃ لریحانہا وان لم یعقد علیہا ولی (الہدایۃ، باب فی الاولیاء والا کفاء، ۳۱۳، ۲، شریکۃ غلسہ)

(۴) شرح المسلم للنووی، کتاب النکاح، باب حواز ترویج الاب البکر الصغیر، ۱/ ۴۵۶، قدیمی

(۵) الہدایۃ، کتاب النکاح، الباب الرابع فی الاولیاء، ۲۸۵/ ۱، ماجدین

(۶) فی البہاری عن عائشۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم تروجہا وہی بنت ست سنین وادخلت علیہ وہی بنت تسع (صحیح،

البخاری، کتاب النکاح، باب النکاح الرجل ولده الصغار، ۷۷۱/ ۲، قدیمی) عن ابی موسی قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم: لا نکاح الا بولی (جامع الترمذی، ابواب النکاح، باب لا نکاح الا بولی، ۲۰۸/ ۱، سعید)

راستے اختیار کریں گی اور اس طرح مسلمانوں کے حریم عصمت میں وہ خرابیاں پیدا ہو جائیں گی جو ان کی مخصوص تہذیب و تمدن اور ان کی مذہبی پاک کو تباہ و برباد کر دیں گی اور یہ بات مسلمانوں کے لئے ناقابل برداشت ہے۔ کوئی قوم اپنے لئے کسی ایسے قانون کو قبول نہیں کر سکتی جو اس کی مخصوص تہذیب یا اس کے مذہبی اقتداس کو تباہ و برباد کر دے۔ آج تک خدا کے فضل و کرم سے مسلمانوں کے گھر زنا کاری اور بد نظری کی اس عام بلاء سے محفوظ ہیں جو یورپ سے سیلاب غظیم کی صورت میں ایشیا کی طرف بڑھتا چلا آ رہا ہے۔ لیکن یہ قانون مسلمانوں کے حریم عصمت میں اس سیلاب کے داخل ہو جانے کے لئے ایک وسیع روزن کا کام دے گا اور پھر اس بلاء کو حرم ہائے مسلمین سے علیحدہ کرنا محال ہو جائے گا۔

وجہ چہارم :- مسلمانوں کے لئے اس قانون کے ناقابل قبول ہونے کی چوتھی وجہ یہ ہے کہ یہ قانون حضور پیغمبر اسلام اور احنافہ اور اکابر صحابہ کے افعال کو جرائم کی فہرست میں داخل کرتا ہے صحیح روایات کی بنا پر ثابت ہے کہ حضور انور ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جس وقت نکاح کیا ہے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر چھ سال کی تھی۔ (۲) اور اسی طرح حضرت عمر حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ثابت ہے کہ انہوں نے چھوٹی عمر کی لڑکیوں کا نکاح کیا (۳) اور بہت سے صحابہ نے چھوٹی لڑکیوں سے نکاح کئے ہیں۔ (۴) تو اس قانون کو تسلیم کر لینے کی صورت میں مسلمانوں پر لازم آئے گا کہ وہ اقرار کریں کہ جس عمل کو ان کے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دیگر مقتدر صحابہ کرام نے کیا ہے وہ جرم کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور اس کا مجرمانہ فعل ہونا مسلمانوں نے تسلیم کر لیا ہے۔ نعوذ باللہ من ذلک۔

ایک مسلمان اس کے وہم اور تصور سے بھی تھر جائے گا کہ وہ کسی ایسے عمل کا جرم ہونا تسلیم کرے جو اس کے مولے اور آقائے دو جہاں یا ان کے مقتدر جانشینوں سے ثابت ہو۔

یہ واضح رہے کہ ان روایات میں صرف عقد نکاح کا ذکر ہے اور اس سے کسی شرعی یا اخلاقی خرابی کا ارتکاب ہر گز ہر گز لازم نہیں آتا۔ بمقاربت زوجہ کے احکام بالکل علیحدہ ہیں اور اس کے لئے اگرچہ عورت کی طاقت اور استطاعت شرط ہے مگر عمر کی تحدید اس میں بھی غیر معقول ہے۔ (۱)

سارد اہل کی قانونی حیثیت

اگرچہ یہ بل اسمبلی اور کونسل آف اسٹیٹ میں پاس ہو چکا ہے مگر ہم یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے اس بل کا نفاذ ان پر ہر گز ہر گز آئین کے موافق نہیں بلکہ محض جبری ہوگا۔

(۱) وقال للمؤمنات بعضهن من ابصارهن ويحفظن فروجهن ولا يبدین ربتھن الا ما ظہر منها وليضربن بخمرهن علی وجوهھن (النور ۳۱) وقال تعالیٰ فی مقام آخر . ولا تقریوا الزنا انه كان فاحشة وساء سبيلا (سورة بنی اسرائیل : ۳۲)

عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یخلون رجل بامرأة الا مع ذی محرم (صحیح البخاری ، باب لا یخلون رجل بامرأة الا مع ذی محرم ، ۷۸۷ ، قدیمی)

(۲) عن عائشة قالت : تزوجنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا بنت ست سنین وبی بی وانا بنت تسع سنین (صحیح البخاری ، کتاب النکاح ، باب من بی بامرأة ذی بنت تسع ، ۷۷۵ ، قدیمی)

(۳) تزوج قدامة بنت مظعون بنت الربیع وولدت . تزوج القدير . کتاب النکاح ، باب الاولیاء والا کفاء ، ۲۷۴ ، مصر)

(۴) زوج (النبی) صلی اللہ علیہ وسلم ست عمه حمزة رضی اللہ تعالیٰ عنہ من عمر بن ابی سلمة وهي صغيرة (فتح القدير . کتاب النکاح ، باب الاولیاء والا کفاء ، ۲۷۶ ، مصر)

آئینی نفاذ کی صورت تو یہ تھی کہ مسلم قومیت تمام کی تمام یا اس کی اکثریت اس کو قبول کر لیتی اور اس پر اپنی رضامندی کا اظہار کر دیتی۔ لیکن یہاں معاملہ بالکل برعکس ہے۔ مسلمانوں کی بہت بڑی اکثریت بلکہ بائیسواً چھ ناواقف یا جندوؤں کو خوش رکھنے کی کوشش کرنے والے یا گورنمنٹ کے پرستار مسلمانوں کے باقی تمام مسلم قوم اس قانون سے بیزار ہے اور اپنی بیزاری کا پورے طور پر اظہار و اعلان کر چکی ہے۔ اس کے لئے دفعات ذیل ملاحظہ ہوں۔

(۱) ستمبر سن ۱۹۲۸ء میں (حسب بیان مولانا محمد شفیع صاحب دائی ممبر اسمبلی) ۲۲ مسلمان ارکان اسمبلی کے دستخطوں سے ایک بیان گورنمنٹ کے ہوم ممبر کر دیا گیا جس میں اس قانون کے مسلمانوں پر اطلاق کرنے سے بیزاری کا اظہار کیا گیا تھا اور صاف صاف بتا دیا تھا کہ مسلمان اس قانون کو ہرگز قبول نہ کریں گے۔

یہ واقعہ اس قانون کے پاس ہونے سے ایک سال پہلے کا ہے اور دستخط کرنے والے ممبروں کی تعداد بھی ۲۲ تھی جو مسلم منتخب اراکین کو نسل کی ۳/۲ کی اکثریت سے بھی زیادہ تھی۔

(۲) ”ہمدرد“ مورخہ ۳۱ مارچ سن ۲۸ء میں مولانا محمد علی نے اس بل کے خلاف ایک طویل مضمون لکھا اور اس میں صاف صاف ظاہر کر دیا کہ مسلمان اس بل کو نہ ہی مداخلت سمجھتے ہیں اور ہرگز قبول نہ کریں گے۔

(۳) پھر خاکسار نے اپریل سن ۲۸ء میں ہی تمام مسلم اراکین اسمبلی کو بذریعہ مکتوب مطلع کر دیا تھا کہ یہ بل شریعت اسلامیہ کے خلاف ہے اور اس کی تنفیذ نہ ہی مداخلت ہوگی۔

(۴) ستمبر سن ۲۹ء میں جب کہ اسمبلی میں بل پیش ہو رہا تھا ۱۶ مسلمان ممبروں نے اپنے دستخطوں سے ایک یادداشت سرکاری ممبر کو دی کہ اس قانون سے مسلمانوں کو مستثنیٰ کر دیا جائے کیونکہ مسلمان قوم اس سے ناراض ہے اور وہ اسے قبول نہ کرے گی۔ اس وقت کو نسل کے ارکان میں کل بائیس ۲۲ مسلمان ممبر حاضر تھے ان میں سے ۱۶ ممبروں نے اس یادداشت پر دستخط کر دیئے تھے اور ظاہر ہے کہ ۱۶ کا عدد ۲۲ کے ساتھ ۳/۲ کی اکثریت سے کچھ زیادہ ہی نسبت رکھتا ہے۔

(۵) اس کے بعد مولانا محمد شفیع صاحب دائی نے باقاعدہ اجلاس میں ترمیم پیش کی کہ اس بل کا اطلاق مسلمانوں پر نہ کیا جائے مگر اس ترمیم کو غیر مسلم اور سرکاری ارکان کی اکثریت سے مسترد کر دیا گیا۔

(۶) اس کے بعد آخری مرحلے پر مسلم ممبران اسمبلی کی کافی تعداد بطور اظہار ناراضی اور احتجاج کے اجلاس سے اٹھ کر چلی گئی اور ان کی کوئی پروانہ نہ گئی اور غیر مسلم اور سرکاری ارکان کی اکثریت نے بل پاس کر دیا۔

(۷) پاس ہو جانے کے بعد مسلم ارکان اسمبلی کا ایک معزز و مقتدر وفد مولوی محمد یعقوب صاحب ڈپٹی پریسیڈنٹ کی قیادت میں حضور وایسرائے کی خدمت میں باریاب ہوا اور اس نے اس حقیقت کو آشکارا کر دیا کہ مسلمان قوم اس بل کے خلاف ہے وہ ہرگز اسے قبول نہ کرے گی۔ اس لئے آپ اس بل کی آخری منظوری اس وقت تک نہ دیں جب تک کہ مسلمان اس کے اطلاق سے مستثنیٰ نہ کر دیئے جائیں۔

(۸) کونسل آف اسٹیٹ کے مسلمان ممبروں کی اکثریت نے اس بل سے اختلاف کیا اور مسلمانوں کے استثناء کا مطالبہ کیا۔ مگر ہندو اور سرکاری ممبروں کی اکثریت نے کوئی شنوائی نہیں کی۔

(۹) جس درمیان میں کہ بل اسمبلی میں پیش تھا میں نے بحیثیت صدر جمیعت علمائے ہند ۲ ستمبر ۱۹۲۹ء کو حضور وائسیرائے اور پریسیڈنٹ اسمبلی اور مسلم اراکین اسمبلی کو بذریعہ تار مسلمانوں کے احساسات و جذبات سے مطلع کیا کہ مسلمان ہر گز اس بل کو قبول نہ کریں گے اور ان سب سے درخواست کی کہ مسلمانوں کو اس کے اطلاق سے مستثنیٰ کر دیا جائے۔

(۱۰) ہندوستان کے دیگر عائد و رہنمایان کے بیانات اخبارات میں شائع ہوئے جن میں مسلمانوں پر اس بل کے اطلاق سے بیزاری کا اظہار کیا گیا۔ ان میں سے چند حضرات کے اسماء گرامی یہ ہیں :- مولانا حافظ احمد سعید صاحب ناظم جمیعت علماء ہند۔ مولانا ابو المحاسن محمد سجاد صاحب نائب امیر شریعت بہار۔ مولانا محمد علی صاحب۔ ڈاکٹر سراقبال صاحب۔ مولانا محمد عرفان صاحب سکریٹری خلافت کمیٹی۔ مولانا ظفر علی خان صاحب۔ سید غلام بھیک نیرنگ سکریٹری تبلیغ الاسلام انبالہ۔ مولانا ابو البرکات عبدالرؤف صاحب دانا پوری۔ مولانا عمر درازیگ صاحب ناظم جمیعت علماء صوبہ متحد شمس العلماء۔ مولانا سید نجم الحسن صاحب مجتہد۔ مولانا سید ناصر حسین صاحب مجتہد۔ شمس العلماء مولانا سید سبط حسن صاحب۔ مولانا عبدالوہابی قطب الدین صاحب فاضل فنی۔ مولانا عبد اللہ صاحب پٹنہ۔

(۱۱) لکھنؤ میں سنی اور شیعہ علماء اور فائد کا مشترک جلسہ ہوا جس میں مختلف مذاہب کے علماء نے خطاب کیا۔ اس کے خلاف تجاویز پاس ہوئیں اور وائسیرائے اور پریسیڈنٹ اسمبلی کے پاس انہیں پیش کیا گیا۔

(۱۲) مسلم پریس کے تقریباً تمام جرائد مثلاً انقلاب۔ زمیندار۔ ما۔ الجمیعت۔ سچ بہت سیاست۔ صراط، شیعہ اخبار لکھنؤ۔ مہاجر۔ عصر جدید۔ الامان۔ خلافت۔ حقیقت۔ امارت۔ ترجمان سرحد شہاب اتحاد۔ الخلیل نے بل کے مسلمانوں پر اطلاق کے خلاف پر زور مضامین لکھے اور اس کی آخری منظوری سے پہلے بتا دیا کہ مسلمان اسے قبول کرنے کے لئے ہر گز ہر گز تیار نہیں ہیں۔

(۱۳) ہندوستان کے مختلف مقامات میں جلسے منعقد ہوئے جن میں مسلمانوں پر اطلاق کے خلاف احتجاج کیا گیا تجاویز پاس کی گئیں۔ اور سرکاری افسر ان متعلقہ کو بھیجی گئیں۔

(۱۴) ہندوستان کے علمی مرکزوں دارالعلوم، یونیورسٹی اور لکھنؤ کے شیعہ مراکز علمیہ کی طرف سے تار دیئے گئے کہ بل مسلمانوں کے لئے قابل قبول نہیں۔ ان تمام امور کی تفصیل کے لئے ایک دفتر درکار ہے تاہم اجمالی طور پر اس بات کے سمجھنے کے لئے کافی ہے کہ مسلمان قوم نے اپنی ناراضی کا اظہار کرنے کے لئے تمام آئینی ذرائع کا استعمال کر لیا ہے اور مسلمان قوم کے وہ نمائندے جو اسمبلی میں اس کی نمائندگی کرتے ہیں انہوں نے بھی اپنی بڑی اکثریت کے ساتھ مسلمان قوم کی ناراضی ظاہر کر دی ہے۔

ہندوؤں اور سرکاری ممبروں پر لازم تھا کہ وہ مسلمانوں کے معاملے میں غیر جانبدار رہتے۔ ان کو کوئی حق نہیں تھا کہ وہ اپنی اکثریت سے ایسے قانون کو جس کا مسلمانوں کے (پر سنل ۱۱) مخصوص قانون پر مخالفانہ اثر پڑتا ہے پاس کر دیں۔ اگر اس پر ہندو اور سرکاری ممبر رائے نہ دیتے اور صرف مسلمان ارکان اسمبلی پر چھوڑ دیا جاتا تو اسمبلی میں ہی مسلمان

اس کے اطلاق سے مستثنیٰ ہو جاتے۔ ہمارے علم میں ہندوستان کے طول و عرض میں ایک جگہ بھی ایسا نہیں ہوا ہے جس میں مسلمانوں نے بل کی حمایت کی ہو اور اظہارِ ناراضی کے لئے پیڑیوں جلسے ہو چکے ہیں اور زور ہے ہیں۔ اور مسلمان انتہائی منزل تک جانے کے لئے تیار ہیں۔

سر فضل حسین نے کو نسل آف اسٹیٹ میں بل کی حمایت کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ مسلمانوں کی نصف قوم یعنی نسوانی طبقہ بل کی حمایت میں ہے۔ ہم اسے ایک بڑے ذمہ دار شخص کی طرف سے صریح غیہ ذمہ داری کا بیان سمجھتے ہیں۔ کیونکہ اگر چند مسلمان خواتین نے جو بعض مردوں کی طرح سے اسلامی قوانین سے ناواقف اور بل سے عواقب و نتائج سے نااہل ہیں اور انہیں سمجھتے ہیں کہ اس بل سے اسلام کے خاص اصول اور مذہبی اعمال پر کس قدر شدید ضرب پڑتی ہے اس کی حمایت کر دی تو اس سے تمام مسلمان خواتین کو بل کا حامی قرار دے دینا سر فضل حسین جیسے ذمہ دار شخص سے بہت بعید ہے۔ ان مسلمان خواتین کی تعداد ان مردوں سے زیادہ نہ ہوگی جو بل کے حامی ہیں۔ لیکن اب دیکھ لے گی کہ حامیان بل کی تعداد کو مخالفین بل کے ساتھ کیا نسبت ہے۔

ان تمام واقعات کا لحاظ کرتے ہوئے ہر شخص باسانی سمجھ سکتا ہے کہ اگر یہ بل مسلمانوں پر نافذ کیا گیا تو صرف سات آٹھ مسلمان ارکان اسمبلی کی حمایت کے مقابلے میں ارکان اسمبلی کی مسلم اکثریت اور تمام قوم کی مخالفت کے باوجود اس کا نفاذ ہرگز آئینی نافذ نہیں ہوگا۔ بلکہ ہندو اکثریت اور حکومت کی طرف سے مسلمانوں پر جبر نافذ کیا جائے گا۔

ایک اعتراض اور اس کا جواب

کہا جاتا ہے کہ بعض علاقے کے مسلمانوں میں بھی رواج ہے کہ کم عمر لڑکیوں کی شادی کر دیتے ہیں اور لڑکیوں کو خاوندوں کے پاس بھیج دیا جاتا ہے اور وہ مباشرت کر لیتے ہیں اور اس کا نہایت مضر اثر ان لڑکیوں اور ان کی اولاد پر پڑتا ہے اور اس کے انسداد کی سوائے قانونی مداخلت اور کوئی سہیل نہیں ہے۔

جواب

اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو مسلمانوں میں کم عمری کی شادیوں کا رواج بہت کم ہے۔ پھر اگر کسی قدر رواج کہیں ہے بھی تو صرف نکاح کر دینے کا ہے۔ ناقابلِ مجامعت عورت کو رخصت کر دینے کا نہیں ہے۔ (۱) لڑکی خاوند کے یہاں اسی وقت پہنچی جاتی ہے جب مجامعت کے قابل ہو جاتی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ صرف نکاح کر دینے میں بیان کردہ خرابیوں میں سے کوئی خرابی لازم نہیں آتی۔

اور اگر بالفرض کوئی شاذ اور نادر واقعہ ایسا بھی ہو تو کہ ناقابلِ جماع عورت سے جماع کر لیا گیا ہو تو وہ اپنی قلت و ندرت کے لحاظ سے ناقابلِ اعتبار ہے۔

(۱) وإذا نقد الزوج المهر وطلب من القاضي ان يامر انا المرأة تسليم المرأة فقال ابوها انها صغيرة لا تصلح للرجال وتحمل الرجال امر الاب بدفعها الى الزوج وان قلل لا تحمّل الرجال لا يؤمر بتسليمها الى الزوج (المهنية، كتاب النكاح، الباب الرابع في الاولياء، ۱/ ۲۸۷، هاجدية)
وفي الرد البالغة اذا كانت لا تحمّل لا يؤمر بدفعها الى الزوج (رد المحتار، كتاب النكاح، باب المهر، ۳/ ۱۶۱، سعید)

دوسرے یہ کہ اس خرابی کا وجود اسی صورت میں ہوتا ہے کہ جب کہ ناقابل جماع عورت سے جماع کیا جائے اور ظاہر ہے کہ قابل جماع ہونا عمر کے ساتھ معین نہیں کیا جاسکتا۔ (۱) بلکہ اس کا حقیقی معیار باوٹ ہے۔

تیسرے یہ کہ اس قسم کی خرابی کا ۱۴ سال اور اس سے زیادہ عمر کی عورتوں میں بھی جب کہ وہ کمزور اور مریمیش یوں امکان ہے۔ بہت ممکن ہے کہ ایسی عورتوں کی تعداد جو باوجود ۱۴-۱۵ سال کی عمر رکھنے کے کمزوری اور ہمدردی کی وجہ سے ناقابل جماع ہوں ایسی منکوحہ لڑکیوں سے کہیں زیادہ ہو جو کم عمری کے باعث ناقابل جماع ہوں۔ (۲)

چوتھے یہ کہ فی ہزار ایک دو عورتوں کے جسمانی نقصان کی وجہ سے (اگر اس قدر ہوتا بھی ہو تو تمام مسلمان قوم کی فیصدی تقریباً ۵۷ دوشیزہ نوجوان عورتوں کو جو ۱۴ سال سے کم عمر میں بالغ ہو جاتی ہیں اور تقریباً تمام لڑکوں کو جو ۱۵ سال کی عمر میں شرعی طور پر بالغ ہو جاتے ہیں، (۳) ایک شرعی حق چھین کر بتلائے مصائب کر دینا کون سی عقل مندی ہے۔ بالخصوص جب کہ ان پابندیوں سے ان کے دینی و دنیوی مفاد کے تباہ ہونے کا بھی قوی خطرہ ہے۔

حاصل کلام یہ ہے

اس بل کا مسلمانوں پر اطلاق یقیناً نہ ہی مداخلت ہے اور اس سے ان کی مخصوص تہذیب اسلامی معاشرت اور ان کی حریم غفت و عصمت کی بربادی کا قوی خطرہ ہے۔ اس سے ناقابل برداشت مصائب اور سختیاں غریب مسلمانوں پر پڑ جائیں گی اور بہت سے حالات میں وہ نہ ہی احکام کی رو سے اس بل کی تعمیل میں گنہگار ہوں گے۔ اور اس سے پیغمبر اسلام اور صحابہ کرام کے افعال پر ناجائز اور دل آزار حملوں کا دروازہ کھل جائے گا جو امن عامہ کے لئے بھی تباہ کن ہے۔

اور یہ کہ مسلمانوں کے نمائندوں کی اکثریت اور تمام مسلم قوم اس سے ناراض اور بیزار ہیں اس لئے اس کا آئینی طور پر مسلمانوں پر اطلاق نہیں ہو سکتا۔

ہز اکیلیسی وائسرائے یا تو اسے اپنے اختیار خصوصی سے مسلمانوں کے حق میں مسترد کر دیں ورنہ مسلمان اس جبریہ قانون کے خلاف اپنی امکانی طاقت صرف کر دیں گے۔ (۴) اور اس کے عواقب و نتائج کی تمام تر ذمہ داری حکومت پر ہوگی۔ ہم نے پورے طور پر اتمام حجت کر دیا ہے۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ، ۲ اکتوبر سن ۱۹۲۹ء

۲ اکتوبر تک (جب کہ یہ رسالہ لکھا گیا تھا) یہ اطلاع نہیں ملی تھی کہ وائسرائے (لارڈ گوڈن جو اس وقت لارڈ ارون کے بجائے قائم مقام وائسرائے تھے) نے اس بل پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔ ۴ اکتوبر کو دفعۃً معلوم ہوا کہ

(۱) قال الزاوی۔ ولا یعتبر السن (الدر المختار، کتاب النکاح، باب المهر، ۳، ۱۶۱، سعید)

(۲) واکثر المشایخ علی اند لا عبرۃ للسن فی هذا الباب وانما العبرۃ للطائفة (الہندیۃ، کتاب النکاح، الباب الرابع، ۱، ۲۸۷، ماجدیۃ)

(۳) بلوغ الغلام بالا حتلام ولا حمال والا نزال والجاریۃ بالا حتلام والحیض والحبل فان لم یوجد فیہما شئی فحتی یم

لکل منہما خمس عشرۃ سنۃ، نہ یفتی (الدر المختار، کتاب الحجۃ، ۶، ۱۵۳، سعید)

(۴) اقال علیہ السلام من رای مکم منکر افعیہ یدہ فان لم یستطع فلیسانہ فان لم یستطع فبقلمہ وذلك اصعف الا لسان الصحیح لمسلم، کتاب الایمان، ۱۰، ۵۱، حدیسی)

وائسراے نے یکم اکتوبر کو بی بی بل پر اپنی منظوری دے دی ہے۔ ۷ اکتوبر سن ۲۰۱۹ء کو لارڈ ارون ہندوستان واپس آئے اور ۷ نومبر کو میں نے ان کے نام یہ مبسوط خط لکھا جو درج ذیل ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

(نوٹ) یہ مبسوط خط لوپر درج ہو چکا ہے۔

(واصف)

تیس سال بعد نکاح کا انکار کرنے والی عورت کی دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے؟
(الجمیعة مورخہ ۲۴ اکتوبر سن ۱۴۳۱ھ)

(سوال) ایک مسلمان پردیس سے ایک بیوہ عورت قوم کی برہمنی کو ساتھ لے کر اپنے مکان کو آیا یہاں بستی کے لوگوں کو بالکل معلوم نہیں کہ اس عورت اور مرد کا نکاح ہوا یا نہیں اور نہ کسی نے دریافت کیا۔ اس طرح دونوں کو میاں بیوی کی طرح رہتے ہوئے۔ تیس سال گزر گئے۔ اب ان دونوں میں جھگڑا ہوا اور عورت نے جامع مسجد میں جمعہ کے دن جا کر جمع عام میں ظاہر کیا کہ میرا ابھی تک اس کے ساتھ نکاح نہیں ہوا۔ عام جماعت چٹنوں نے عورت سے ہر قسم کا حال پوچھا۔ اس نے نکاح سے انکار کیا۔ شوہر کہتا ہے کہ تیس سال کا عرصہ ہوا۔ نکاح کے گواہ اور قاضی وغیرہ کوئی بھی موجود نہیں رہے۔ سب مر کھپ گئے۔ ہم شہادت یا ثبوت کہاں سے لائیں۔ شوہر کسی قسم کا ثبوت پیش نہیں کر سکتا۔ اب یہ عورت چھ مہینے سے دوسرے آدمی کے پاس ہے۔ کیا وہ اس سے بغیر طلاق کے نکاح کر سکتی ہے؟
(جواب ۵۱۸) چونکہ تیس سال تک دونوں میاں بیوی کی طرح رہتے رہے اور عورت نے اس طویل عرصہ میں یہ ظاہر نہیں کیا کہ اس کا نکاح نہیں ہوا ہے۔ اس لئے اب اس کے کہنے سے مرد کے غمہ یہ جرم اور الزام قائم نہیں ہو سکتا کہ اس نے بے نکاحی عورت کو رکھا۔ اور چونکہ ان دونوں نکاح کا کوئی ثبوت موجود نہیں ہے۔ (۱) اس لئے عورت کو اب طلاق حاصل کرنے پر مجبور بھی نہیں کیا جاسکتا وہ دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ،

ساردا ایکٹ کے نفاذ کے لئے کوشاں شخص کا حکم
(الجمیعة مورخہ یکم نومبر سن ۱۴۳۱ھ)

(سوال) زید جو مذہباً مسلمان ہے ایک اسلامی ریاست میں ساردا ایکٹ کو نافذ کرنے کی تحریک پیش کرتا ہے۔ در آن حال ایکہ باشندے اس قانون کو ناپسند کرتے ہیں۔ نیز علوم مشرقی کی مخالفت کرتے ہوئے ریاست کے ان مدارس کو جن میں عربی فارسی ادب اور دینیات کی تعلیم دی جاتی ہے۔ بند کر دینا چاہتا ہے۔

(جواب ۵۱۹) زید کی یہ دونوں حرکتیں اسلامی جذبے کے خلاف ہیں اور ان سے اسلامی تہذیب کی تخریب کی سعی جھلکتی ہے۔ جس کی وجہ سے زید اسلام اور مسلمانوں کے سامنے جواب دہ قرار پاتا ہے۔ مسلمانوں کو اس کے اس فعل کے خلاف اظہار ناراضگی و نفرت ضروری ہے۔ اور متفقہ سعی سے اس کی کوشش کو ناکام کر دینا چاہئے۔ (۱)

محمد کفایت اللہ غفرلہ،

مجبوراً نکاح پر رضامندی کیسی ہے؟

(المجلد مورثہ ۲۸ جون سن ۱۹۳۳ء مطابق ۳ ربیع الاول سن ۱۳۵۲ھ)

(سوال) ہندہ کے منگیتر میں کچھ عیب سن کر اس کے والدین رشتہ منقطع کر دیتے ہیں اور لوگوں کو بتاتے ہیں کہ اب انہوں نے رشتہ اپنے بھائی کے لڑکے بحر کے ساتھ کر دیا ہے۔ حالانکہ بحر کو علم بھی نہیں۔ بحر جس کے ساتھ ہندہ کی چھوٹی ہمیشہ کی نسبت کچھ عرصے سے بتائی جاتی تھی اپنی مخالفت ظاہر کیا کرتا تھا۔ اسے ہندہ پیش کی گئی۔ مگر جن نقائص کی وجہ سے وہ چھوٹی بہن کا رشتہ نہیں چاہتا تھا وہ ہندہ میں بھی موجود تھے انکار کر دیتا ہے۔ اب چونکہ ہندہ کے والدین مشتہر کر چکے تھے۔ قول کو حق ثابت کرنے کے لئے بحر پر ادھر ادھر سے زور ڈالنا شروع کیا اور کہا گیا کہ لڑکی کو تعلیم دلوائی جائے گی۔ سینا پر ونا سکھایا جائے گا اور بھی مدد کی جائے گی وغیرہ۔ اور بھی سبز باغ دکھائے گئے بحر نے بہت دیر آکر رضامندی ظاہر کر دی۔ مگر اس کی رسم ادا ہوئی۔ بعد میں بحر نے وہی انکار شروع کر دیا کیونکہ لڑکی کے والدین نے شادی کے لئے کہا شروع کر دیا۔ اور اس لئے بھی کہ لڑکی بدستور ان پڑھ اور دوسرے وعدے بھی پورے نہیں ہوتے معلوم ہوتے تھے۔ طالب علمی کا زمانہ تھا۔ اسے کسی کی مدد کا بھروسہ بھی نہ تھا۔ کچھ شکل سے بھی نفرت تھی۔ بہت سر پھوڑا کہ شادی نہ ہو۔ کسی طرح سے بلا لیں جانے مگر والدین نے کوئی پروا نہ کی۔ کیونکہ رشتہ داری کا معاملہ تھا۔ ہندہ کے والدین کو بھی سب علم تھا۔ مگر وہ اس لئے قدم نہ اٹھاتے تھے کہ بدنامی ہوگی۔ باوجود اس کے کہ بحر کہتا تھا کہ اگر رشتہ ہو گیا تو طلاق دے دوں گا۔ ہندہ کے والدین نے بحر کے والدین پر بہت دباؤ ڈالا اور دھمکیاں دیں کہ اگر جلدی شادی نہ کی گئی تو سب رشتہ دار ماننا چھوڑ دیں گے۔ انہیں مجبوراً انتظامات کرنے پڑے۔ بحر بدستور نہیں نہیں کرتا رہا۔ اور یہ حالت تھی کہ شادی کے ذکر سے خواہ بازار ہو رو پڑتا تھا اور آخری دن تک یہی حالت تھی۔ دعا کرتا تھا کہ کسی طرح رہائی ہو، مگر نہ ہوئی۔ خود کشی اسلام میں منع ہے اس لئے نہ کی۔ گھر سے بھاگا۔ اس لئے کہ نہ کسی رشتہ دار نے مدد کا وعدہ کیا نہ جواب دیا۔ مجبوراً کرنی پڑی۔ اب شادی ہوئے تقریباً ۱۳ ماہ ہو چکے ہیں۔ اب بھی ہندہ کے لئے اس کے دل میں پہلے سے زیادہ نفرت ہے اور دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔ شکل تک دیکھنے سے نفرت ہے۔ ہندہ میں کوئی بات یا خوبی نہیں جو اس کا دل اپنی طرف لا سکے۔ بحر شادی کو اپنے اوپر ظلم سمجھتا ہے۔ اور یہی روٹا روتا ہے۔ ایسی شادی کے متعلق شریعت کیا حکم دیتی ہے؟

(جواب) (از نائب مفتی صاحب) اگر بحر وقت عقد نکاح کے مجبور کیا گیا ہے قبول کر لینے پر تو عقد نکاح صحیح و نافذ نہیں ہوا ہے۔ کیونکہ زوجین کی رضامندی صحت نکاح کے لئے شرط ہے (۲) جیسا کہ نماز کی صحت کے لئے وضو شرط ہے۔ فقط واللہ اعلم حبیب المرسلین عفی عنہ

(۱) فقال ابو سعید : اما هذا فقد قصي ما عليه سمعت رسول الله يقول : من رأى منكم منكراً فليغيره بيده فان لم يستطع فليسأله فان لم يستطع فليقلبه وذلك اضعف الايمان (الصحيح لمسلم ، كتاب الايمان ، ۵۱ / ۱ ، قديمي)
وقال النووي في شرح هذا الحديث : انما يامر وينهى من كان عالماً به وينهى عنه وذلك يختلف باختلاف الشئ فان كان من الواجبات الظاهرة والمحرمات المشهورة كالصلوة والصيام والزنا والخمر ونحوها فكل المسلمين علماء بها (شرح المسلم للنووي ، كتاب الايمان ، ۵۱ / ۱ ، قديمي)

(۲) ولا تجبر البالغة الجكر على النكاح لا نقطاع الولاية بالبلوغ (الدر المختار) وفي الرد : ولا الحر البالغ والمكاتب (۵۸۳ ، عدد)

(جواب ۵۲۰) (از حضرت مفتی اعظم) ^۱ یہ مورخہ ۳ ربیع الاول سن ۱۳۵۲ھ میں نکاح کے متعلق ایک فتویٰ شائع ہوا ہے۔ سوال کا خلاصہ یہ ہے کہ ”خاوند ایک عورت سے شادی کرنے پر رضامند نہیں تھا مگر اس کے والدین نے اسے مجبور کر کے اسی عورت سے اس کی شادی کر دی۔ شادی کو ایک عرصہ ہو گیا مگر خاوند اب تک زوجہ کی طرف مائل اور متوجہ نہیں ہے۔“ مستفتی نے دریافت کیا تھا کہ آیا یہ نکاح درست ہے یا نہیں؟ مولوی حبیب الرحمن صاحب نے جواب دیا تھا۔ ”یہ نکاح چونکہ خاوند کی مرضی کے خلاف ہوا ہے اس لئے صحیح و نافذ نہیں ہوا۔“ اس جواب کے متعلق مولانا عبدالوہاب نے در بھیجے سے مجھے اطمان دی کہ یہ ”جواب صحیح نہیں ہے۔“ میں نے دیکھا تو معلوم ہوا کہ فی الحقیقت جواب صحیح نہیں ہے۔ اول تو سوال سے یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ واقعہ مذکورہ میں کوئی ایسی زبردستی کی گئی ہو جس کو اگر اہل قرار دیا جائے تو جواز نکاح میں کوئی شبہ ہی نہیں (۱) اور اگر بالفرض اگر وہ بھی جو تا جب بھی صحیح جواب یہی تھا کہ نکاح صحیح ہو گیا۔ کیونکہ نکاح اگر وہ میں بھی صحیح ہو جاتا ہے۔ (۲) جن صاحب نے وہ سوال بھیجا تھا وہ اپنے سوال کا جواب یہ سمجھیں کہ نکاح تو صحیح ہو چکا ہے البتہ اگر زوجین میں نہاد کی کوئی صورت نہ ہو تو غلط طریق کے ذریعہ سے طلاق کی گرائیں۔ (۳) اور زوجین کی زندگی کو مٹانی اور کشمکش میں مبتلا رکھنے سے بچانے کی تدبیر کریں۔ واللہ اعلم محمد کفایت اللہ کان اللہ له۔

مدرسہ امینیہ دہلی (یکم اگست سن ۱۹۳۳ء)

شادیوں میں عورتوں کا مل کر گیت گانا کیسا ہے؟

(۱۰۶۰۰۰ مورخہ ۵ مئی ۱۹۳۴ء)

(سوال) شادیوں میں عورتیں جو مل کر گیت گاتی ہیں اس کے متعلق شرعاً کیا حکم ہے؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ زمانہ رسالت میں اس کا ثبوت ہے کہ مدینہ میں انصار کی لڑکیاں حضور ﷺ کی آمد پر گیت گاتی تھیں۔ ایک مصرع یہ تھا و فیما نبی یعلم ما فی غد۔ جس کو حضور ﷺ نے منع فرمایا۔

(جواب ۵۲۱) یہ واقعہ دو لڑکیوں کے گانے کا مفید کام ہے۔ (۱) مگر لڑکیاں عید یا شادی کے موقع پر زنانہ مکان میں غیر مردوں تک آواز نہ جائے (۲) ایسے اشعار گائیں کہ ان کا مضمون صحیح ہو تو بلاحت میں داخل ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ له

(۱) وینعتقد متلبسا بايجاب من احدهما وقبول من الآخر (الدر المختار، کتاب النکاح، ۹/۳، سعید)

(۲) اكره على نكاحها بان يدم مهر المثل بطلت الزيادة وجاز النكاح (البرازية على هامش الهندية، كتاب الاكراه، ۱۳۰، ۶، فاحدية)

(۳) ويجب لوفات الامساك بالمعروف ومن محاسبه التخلص به من المكروه (الدر المختار) وفي الرد : من (المكروه) اي الدينية والدنيوية اي كان عجز عن اقامة حقوق الزوجة او كان لا يشتهيها (رد المختار، كتاب الطلاق، ۳/۲۹۹، سعید)

(۴) قالت الربيع بنت معوذ بن عفراء : جاء النبي صلى الله عليه وسلم فدخل حين بنى على فجعلت جويريات لبايضربن بالدف ويندن من قتل من آتاني يوم بدر اذ قالت احدها : ”وفينا نبی یعلم ما فی غد“ فقال : دعي هذه وقولي بالذي كنت تقولين (صحيح البخاري، كتاب النکاح، باب ضرب الدف في النکاح والوليمة، ۲/۷۷۳، قديمي) عن عائشة قالت : دخل صلى الله عليه وسلم فغدا جاريان تغنيا بعناء بعث فاصطجع على الفراش وحول وجهه ودخل ابو بكر فانتهرني فاقبل عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال : وكان يوم عبد (صحيح البخاري، كتاب العيدين، ۱/۱۳۰، قديمي)

(۵) عن محمد بن حاطب قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : فصل ما بين الحلال والحرام الدف والصوت في النکاح (سنن نسائي، كتاب النکاح، باب اعلان النکاح بالصوت وضرب الدف، ۷۵/۲، سعید)

زنا کرنے سے بیوی شوہر پر حرام نہیں ہوتی

(المجمعیۃ مورخہ ۱۳ نومبر ۱۹۳۴ء)

(سوال) ایک شخص اپنی بیوی کو اپنے گھر میں چھوڑ کر واسطے روزگار کے کلکتہ چلا گیا اور برابر خرچ اخراجات کے لئے روپیہ بھیجتا رہا۔ اس درمیان میں اس کی بیوی کا ایک شخص سے ناجائز تعلق ہو گیا۔ جب یہ بات بستی والوں کو معلوم ہوئی تو ان دونوں کو بستی سے نکال دیا۔ وہ لوگ دوسری بستی میں جا کر قیام پذیر ہوئے۔ معلوم ہونے پر وہاں کے لوگوں نے بھی ان دونوں کو نکال دیا عورت وہاں سے اپنے شوہر کے گھر چلی آئی۔ اتفاقاً اس روز اس کا شوہر بھی کلکتہ سے آ گیا۔ جب یہ سب حرکات اس کو معلوم ہوئیں تو اس نے کہا کہ ہم اس کو نہیں چھوڑ سکتے۔ اگر اس نے برا فعل کیا ہے تو اس کا وبال اس کے سر رہے گا اور بیوی بھی اپنے شوہر کو چھوڑنا نہیں چاہتی ہے۔ براہ کرم مطلع فرمائیں کہ بیوی اپنے شوہر پر حلال رہی ہے حرام؟

(جواب ۵۲۲) بیوی کی بد اعمالی سے اس کا نکاح فسخ نہیں ہوا۔ وہ بدستور اپنے شوہر کے نکاح میں (۱) ہے۔ اگر شوہر اس کو رکھنا چاہتا ہے تو رکھ سکتا ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ

عقد کے وقت جس لڑکی کا نام لیا گیا اس سے نکاح ہوا ہے اگرچہ غلطی سے لیا گیا ہو

(المجمعیۃ مورخہ ۹ جولائی ۱۹۳۸ء)

(سوال) زید کی دو بیٹیاں ہیں۔ بڑی بالغ ہے چھوٹی نابالغ ہے بڑی کا عقد بجر سے مقرر ہوتا ہے بجر جو زید کا بمشیرہ زادہ ہے مع احباب کے آتا ہے۔ نکاح پڑھانے کے لئے قاضی صاحب دامن کا نام دریافت کرتے ہیں تو زید بھولے سے چھوٹی لڑکی کا نام نکاح کے رجسٹر میں لکھوا تا ہے۔ اور دو گواہوں کے روبرو بڑی لڑکی یعنی دامن سے نکاح پڑھا کر دینے کی قبول حاصل کرتا ہے۔ لڑکی قبولی دیتی ہے۔ مجلس میں لڑکی کی قبولی سنائی جاتی ہے۔ قاضی صاحب خطبہ پڑھنے کے بعد نکاح کے صیغے دامن کے باپ اور دولہا سے تین تین دفعہ کہلاتے ہیں۔ اور صیغے میں ہر بار چھوٹی لڑکی ہی کا نام دوہرایا جاتا ہے۔ نکاح ہونے کے بعد دولہا دامن کو رخصت کر کے لے جاتا ہے اور خلوت صحیحہ حاصل کرتا ہے۔ اب زید کہتا ہے نکاح میں جو نام لیا گیا وہی نام بڑی لڑکی کا ہے۔ حالانکہ غلط کہتا ہے کیونکہ نکاح میں جو نام لیا گیا ہے اصل میں وہ چھوٹی لڑکی کا نام ہے۔ اور اس کو اسی نام سے داخل مدرسہ کئے ہیں وہی نام سے ہمسایہ بلاتے ہیں۔ لہذا اس صورت میں نکاح کس سے ثابت ہوتا ہے۔ چھوٹی سے یا بڑی سے؟ اگر چھوٹی سے ثابت ہوا تو بجر کو اپنی متصرفہ دامن کو رکھنے کا کیا طریقہ ہے؟

(۱) عن ابن عباس جاء رجل الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال : ان عندي امرأة هي من احب الناس الى وهي لا تمنع يد لامس ، قال : طلقها ، قال : لا اصبر عنها ، قال : استمتع بها (سنن النسائي ، كتاب النكاح ، ۲/ ۵۹ ، سعيد)
وفي آخر المسجتي : لا يجب على الروح تطليق الفاجرة (الدر المختار ، كتاب النكاح ، ۳/ ۵۰ ، سعيد)
(۲) لو كان لرجل بنتان ، كبرى اسمها عائشة وصغرى اسمها فاطمة واراد ان يتزوج الكبرى وعقد باسم فاطمة ، ينعقد على الصغرى (الهندي ، كتاب النكاح ، الباب الاول ، ۱/ ۲۷۰ ، ماجدية)

(جواب ۵۲۳) نکاح اسی لڑکی کا تھا جس کا نام عقد کے وقت لیا گیا (۲) اور رخصتی بڑی لڑکی کی ہوئی۔ بڑی سے خلوت و وطی واقع ہوئی تو یہ وطی و طہیٰ باشد ہوئی۔ اب شوہر کو لازم ہے کہ چھوٹی لڑکی کا نام لے کر اس کو طلاق دے دے اور بڑی لڑکی سے جو موطوءہ ہے نکاح کرے۔ نکاح ایجاب و قبول دو گواہوں کے سامنے کر لینے سے ہو جائے گا۔ (۱) چھوٹی لڑکی کی طلاق قبل الخلوۃ ہوگی اس لئے کوئی عدت لازم نہ ہوگی۔ (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ،

پہلا حاشیہ نمبر ۲ پچھلے صفحہ کے حاشیہ نمبر ۲ پر ملاحظہ فرمائیں ۔

(۱) وشرط حضور شاہدین حرین او حر و حرتین مکلفین سامعین قولہما معاً (الدر المختار ، کتاب النکاح ، ۳/ ۲۲ ، سعید)
(۲) ان فرق قبل الدخول لا تجب العدة (الہندیۃ ، کتاب الطلاق ، الباب الثالث عشر فی العدة ، ۱/ ۵۲۶ ، ماجدیۃ)

کتاب الحجاب پردے کے احکام و حدود

عورتوں کا غیر محرموں کے سامنے جانا اور گانا سنانا جائز نہیں

(سوال) اپنی لڑکیوں یا بہنوں کو شادی یا ماتم پر سی میں یا سودا خریدنے کو بھیجنا کیسا ہے۔ اور شادی میں عوام کے سامنے گانا اور منہ کھولنا اور غیر محرم کو مخاطب کر کے گانا سنانا عورتوں کا کیسا ہے۔ بیوا تو جرو۔

(جواب ۵۲۴) عورتوں کو غیر محرم کے سامنے جانا خواہ شادی میں ہو یا ماتم پر سی میں یا اور کسی تقریب میں ناجائز ہے۔ (۱) اسی طرح غیر محرموں کے سامنے گانا حرام ہے۔ (۲) اگر عورت مجبوری کی وجہ سے سودا وغیرہ لینے جائے تو برقع وغیرہ ایسی طرح لوڑھ لے کہ کسی کی نظر اس کے بدن پر نہ پڑے۔ (۳)

چہرے کے پردے کا حکم

(سوال) مستورات کو چہرے کے پردے کا کیا حکم ہے؟ زید کتا ہے کہ پردہ صرف چہرے کا ہونا چاہئے نہ منہ کا۔ عمرو کتا ہے کہ پردہ منہ کا ہونا چاہئے۔

المستفتی نمبر ۲۶۶ محمد طاہر صاحب (ضلع گورداسپور) ۱۳ محرم سن ۱۳۵۳ھ ۲۹ اپریل سن ۱۹۳۴ء (جواب ۵۲۵) عورت کا چہرہ نماز میں پردے کا حکم نہیں رکھتا۔ (۴) مگر غیر محرموں کے سامنے آنے جانے میں پردہ کا حکم رکھتا ہے۔ (۵) کیونکہ چہرہ ہی اصل شے ہے جو جاذب نظر اور مہیج جذبات ہے۔

عیدین کی نماز کے لئے عورتوں کا جانا جائز نہیں

(سوال) عورتوں کو عید گاہ میں نماز عید کے لئے جانا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۵۱۲ ربیع الثانی سن ۱۳۵۴ھ ۶ جولائی سن ۱۹۳۵ء (جواب ۵۲۶) نہیں کہ ان کے لئے جانے میں فتنہ ہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ

مال کے ماموں سے پردہ

(سوال) عورت کی ماں کا ماموں گایا سوتیلا یا خیاں اسی طرح اس کی نانی کا گایا سوتیلا یا خیاں ماموں سے پردہ کرنا

(۱) قرآن مجید میں عورتوں کو گھروں میں رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور بے پردہ باہر گھومنے سے روک دیا گیا ہے۔

قال الله تعالى: وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى (الاحزاب: ۳۳)

(۲) نغمة المرأة عورة فلا يحسن ان يسمعا لرجل، وفي الكافي: ولا تلبى جهراً، لا ن صوتها عورة (رد المحتار،

كتاب الصلوة باب شروط الصلوة ۱/ ۴۰۶، سعيد) (۳) وليضربن بخمرهن على جيوبهن ولا يبدين زينتهن (النور: ۳۱)

(۴) انكشاف ربع القدم يمنع الصلوة والكف والوجه ليس بعورة (الخاية على هامش الهندي، كتاب الصلوة، ۱/ ۱۳۴،

ماجدية)

(۵) وتنع المرأة الشاب من كشف الوجه بين رجال، لا لانه عورة بل لخوف الفتنة (الدر المختار، كتاب الصلوة باب شروط

الصلوة، ۱/ ۴۰۶، سعيد) والمعنى تمنع من الكشف لخوف ان يرى الرجال وجهها فتقع الفتنة، لا نه مع الكشف قد يقع النظر

اليها بشهوة (رد المحتار، كتاب الصلوة، ۱/ ۴۰۶، سعيد)

(۶) عن عائشة قالت: لوراء رسول الله صلى الله عليه وسلم ما حدث النساء لمنعهن المسجد كما منعت نساء بني اسرائيل

(جامع الترمذی، ابواب العیدین، ۱/ ۱۲۰، سعيد) وفي الدر: ويكره حضورهن الجماعة ولو لجمعة وعيد وعظ مطلقاً ولو

عجوزاً لئلا على المذهب المفتي به لفساد الزمان (الدر المختار، كتاب الصلوة، باب الامامة، ۱/ ۵۶۶، سعيد)

ہو گیا نہیں۔ خصوصاً جب کہ ان کے روبرو جانے کی شرم اجازت نہیں دیتی یا دین کے بعض ضروری مسئلے میں خلل کا اندیشہ ہے۔ المستفتی نمبر ۵۷۲ عبد الرشید (ضلع سہٹ) ۱۱ جمادی الاولیٰ سن ۱۳۵۳ھ ۱۲ اگست سن ۱۹۳۵ء (جواب ۵۲۷) اگر ان لوگوں کے سامنے ہونے سے کوئی فتنہ پیدا ہونے کا خطرہ ہو تو پردہ کرنا لازم ہوگا۔ (۱)

محمد کفایت اللہ

ساس کو بے پردگی کی ترغیب دینا درست نہیں

(سوال) زید نے اپنی زوجہ کی حقیقی ماں یعنی اپنی ساس سے جو کہ شوہر دار ہے دانستہ یہ کہا کہ جس وقت میرے بڑے حقیقی بھائی بجر گھر کے اندر آیا کریں ان سے پردہ نہ کیا کرو۔ یعنی اٹھ کر اندر کمرے میں نہ چلی جایا کرو (بجر رنڈوا ہے) زید کا اپنی ساس سے یہ کننا جائز ہے یا نہیں اور اس کی زوجہ کے اور اس کے نکاح میں کوئی خرابی تو واقع نہیں ہوتی؟

المستفتی نمبر ۹۸۰ عبد الوحید (ضلع بلند شہر) ۵ ربیع الاول سن ۱۳۵۵ھ ۶ جون سن ۱۹۳۶ء

(جواب ۵۲۸) زید کا اپنی ساس سے یہ کننا کہ تم میرے بڑے بھائی سے پردہ نہ کیا کرو درست نہیں ہے۔ (۲) لیکن اس کہنے سے زید کے نکاح میں کوئی فرق نہیں آیا۔

رشتہ داروں سے پردے کی حدود

(سوال) اعزاسے پردے کی تحدید کیسا ہے؟

المستفتی نمبر ۱۰۸۲ قاری خادم علی مدرس مدرسہ نئی سڑک دہلی ۱۰ جمادی الاولیٰ سن ۱۳۵۵ھ

(جواب ۵۲۹) سوائے محارم کے اور رشتہ داروں سے پردہ ضروری ہے۔ پردے سے مراد یہ ہے کہ عورت کا بدن غیر محرم نہ دیکھے۔ (۲)

(۱) دیور، جیٹھ وغیرہ سے پردہ

(۲) اپنوں سے گھونگھٹ کا پردہ

(سوال ۱) شوہر کے مکان میں شوہر کی والدہ ہرادر کلاں و خور و بھی رہتے ہیں اور حیثیت اتنی نہیں ہے کہ دوسرے مکان میں رہیں۔ لیکن زوجہ اور اس کے والدین ان کے سامنے آنے کو حرام سمجھتے ہیں جس کی وجہ سے سخت تکلیف ہوتی ہے۔ اس حال میں عورت کا تشدد کہاں تک صحیح ہے؟

(۲) اب تک ہمارے خاندان میں پردے کا یہ طریقہ رہا ہے کہ قریبی رشتہ داروں سے فقط گھونگھٹ اور آنکھوں کی شرم کو ہی کافی سمجھتے ہیں۔ لیکن دور کے رشتہ داروں سے باقاعدہ پردہ ہوتا ہے۔ قریبی رشتہ داروں سے نسائل کی مراد ماموں، چچا و چھو پھٹی زاد بھائی، ماموں زاد بھائی، بھانجہ، خالہ زاد بھائی، بھتیجہ ہیں۔ لوریہ سب حقیقی ہیں۔ ان کی ہر وقت آمد و رفت رہتی ہے۔ ان کی روک تھام میں آپس میں قطع تعلق کا سخت خطرہ ہے۔ اس کو دیکھتے ہوئے شوہر کی

(۱) یومن محرمہ ہی من لا یحل لہ نکاحا ابدا بنسب او بسبب ولو بزنا الی الراس والوجه والصار والسناق والعضد ان أمن شہوتہ وشہوتہا ایضاً والا، لا (البد المختار، کتاب الحظر والاباحۃ، ۳۶۷/۶، سعید)

(۲) اس لئے کہ پردہ محرم سے نہیں ہوتا اور لانا کا بھائی محرم نہیں۔ جیسا کہ مذکور بالا حوالہ میں مذکور ہے۔

(۳) ولا یبدین زینتہن الا لبعولتھن او ابائھن او آباء بعلتھن او ابنائھن او ابناء بعلتھن او اخوانھن او بنی اخوانھن او بنی اخواتھن (النور: ۳۱)

خواتین ہے کہ قریبی رشتہ داروں سے فقط گھونگھٹ نکال لیا کرو۔ اس پر عورت کہتی ہے کہ ہم کو خدا اور رسول ﷺ اور والدین کی جدائی کا ڈر ہے اور والدین کی جدائی پر شوہر کی جدائی کو ترجیح دیتی ہے تو یہ شوہر کی خواہش ان موانعات اور مضمرات پر نظر کرتے ہوئے کہاں تک صحیح ہے۔ ویسے تو شوہر بھی پردے کا سختی سے حامی ہے۔

المستفتی نمبر ۱۰۸۲ قاری خادم علی مراد آبادی

(جواب ۵۳۰) (۱) عورت کا حق ہے کہ اس کو ایسے مکان میں رکھا جائے جس میں شوہر کے اقارب نہ ہوں۔ (۱)
دیور اور جیٹھ کے سامنے ہونے سے اگر زوجہ انکار کرتی ہے تو اس انکار میں وہ حق بجانب ہے۔ (۲)
(۲) ہاں گھونگھٹ سے رہنا جواز کے لئے کافی تو ہے۔ لیکن گھونگھٹ کا التزام ایک گھر میں رہ کر ہمیشہ کرنا دشوار ہے۔
جن لوگوں سے نکاح جائز ہے وہ سب غیر محرم ہیں اور ان سے پردہ کرنے کا عورت کو حق ہے۔ (۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی

دیور سے پردہ کرنے پر شوہر کے والدین کی ناراضی صحیح نہیں

(سوال) ایک شخص نے شخص اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اپنی زوجہ کو پردہ شرعی دیا ہے حتیٰ کہ اپنے بڑے بھائی کو ادب اور آرام سے کچھ عرصہ بعد شادی کے پردہ کا حکم شرعی سنا کر پردہ کر دیا ہے چونکہ یہ بہت عرصے سے آباؤ اجداد میں پردہ نہ تھا۔ لہذا پردے کی وجہ سے والدہ صاحبہ سخت ناراض ہو گئی ہیں کہ تو اپنے بھائی سے پردہ نہ کرنا دینے میں تم سے جدا ہو جاؤں گی۔ اب عرض یہ ہے کہ اس وجہ سے والدہ صاحبہ کا ناراض ہو جانا قیامت میں کیسا ہوگا؟

المستفتی نمبر ۱۳۸۲ سجادہ صاحب دین پور شریف ڈاک خانہ خان پور۔

ریاست بھولپور ۳۰ ذی الحجہ سن ۱۳۵۵ھ ۳ مارچ سن ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۳۱) حدیث شریف میں شوہر کے بھائی کو عورت کے لئے موت سے تعبیر فرمایا ہے۔ (۴) جس کا مطلب یہ ہے کہ اس سے پردہ کرنا لازم ہے تو اس شخص نے شریعت کے مطابق کام کیا ہے اس پر والدہ کی ناراضگی اس کے حق میں مضمر نہیں ہے۔

دیور اور خسر کے ساتھ اکٹھے مکان میں رہنا کیسا ہے

(سوال) ایک مکان میں چار بھائی اور ان کے والدین اکٹھے رہتے ہیں۔ بھائیوں میں سے ایک نابالغ اور تین بالغ۔ دو کی شادی ہو گئی۔ مکان تنگ ہونے کی وجہ سے اس میں حصے نہیں ہو سکتے۔ علاوہ ازیں خوردنوش میں بھی جدائی ناممکن

(۱) وكذا تجب لها السكنى في بيت خال عن اهلها (الدر المختار)

وفي الشامية : لا نها تنصّر بمشاركه غيرها فيه ، لا نها لا تامن على متاعها ويمنعها ذلك من المعاشرة مع زوجها ومن الاستمتاع الا ان تختار ذلك ، لا نها رضى بان تقاص حقها (رد المحتار ، كتاب الطلاق ، باب النفقة ، ۳/ ۶۰۰ ، سعيد)

(۲) عن عقبه بن عامر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : اياكم والدخول على النساء فقال رجل من الانصار : يا رسول الله افرايت الحمى؟ قال : الحمى الموت (صحيح البخارى ، كتاب النكاح ، ۲/ ۷۸۷ ، قديمي)

(۳) بوقل للمؤمنات بعض من ابصارهن . (النور : ۳۱) قال ابن كثير في تفسيره : اى عما حرم الله عليهن من النظر الى غير ازواجهن ولهذا ذهب كثير من العلماء الى انه لا يجوز للمراة النظر الى الرجال الا جانب بشهوة ولا بغير شهوة اصلاً (تفسير ابن كثير ، ۳/ ۲۸۳ ، سهيل اكيذمي)

(۴) عن عقبه بن عامر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : اياكم والدخول على النساء فقال رجل من الانصار يا رسول الله افرايت الحمى؟ قال : الحمى الموت (جامع الترمذى ابواب الرضاع ، باب ما جاء فى كراهية الدخول على المغيات ، ۲۲۰/ ۱ ، سعيد)

ہے۔ کیونکہ کوئی روزگاری، کوئی طالب علم، کوئی بے روزگار اور سالوقات ہر ایک بھائی کو اندر جانے کی ضرورت پڑتی ہے۔ کبھی کوئی چیز مانگی۔ کوئی بات کہی کھانا کھانا وغیرہ ضروریات تمدن روزمرہ واقع ہوتے رہتے ہیں۔ اب پردہ کس طرح کرنا چاہئے وجہ و کھین ورجلین کی استثنائز ہے یا نہیں جواز کی صورت میں قباحت یہ ہے کہ انسان کے چہرہ دیکھنے میں ہی بد خیالی پیدا ہوتی ہے اور عدم جواز کی صورت میں گھر کے کاروبار مشکل۔ اس کے علاوہ سالوقات بیویاں دوسرے بھائیوں کی نظر میں پڑ جاتی ہیں۔

المستفتی نمبر ۱۵۴۱ عبد النور صاحب (ضلع سلٹ) ۷ اربع الثانی سن ۱۳۵۶ھ ۷ جون سن ۱۹۳۷ء (جواب ۵۳۲) ایسی حالت میں عورتوں کو گھر میں احتیاط سے رہنا اور حتیٰ الامکان کھلے منہ سامنے ہونے سے بچنا لازم ہے۔ (۱) امکانی کوشش کر لیں اور مجبوری سے احیاناً سامنا ہو جائے تو صفائی قلب کی حالت میں اس کی معافی لی امید ہو سکتی ہے۔

ساس سے پردہ نہیں

(سوال) مرد اپنی ساس کے سامنے بے پردہ آسکتا ہے یا نہیں؟ اور بیٹے کی ساس باپ کے سامنے بے پردہ آسکتی ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۲۶۶ مولوی محمد ابراہیم صاحب (جیو مسلم) ۱۱ اشوال سن ۱۳۵۵ھ ۷ ۲ دسمبر سن ۱۹۳۶ء (جواب ۵۳۳) بیٹے کی ساس کا باپ کے سامنے بے پردہ آنا درست نہیں۔ (۲) ہر شخص اپنی ساس کے سامنے بے پردہ آسکتا ہے۔ (۲)

استفتاء

عورتوں کا وعظ کی مجلسوں میں جانا

(ماخوذ از کف المؤمنات عن حضور اجتماع مطبوعہ سن ۱۳۳۴ھ)

(سوال) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ عورتوں کا مجالس وعظ میں جانا جائز ہے یا نہیں؟ بالخصوص ایسے جلسوں میں جن میں خوش الحانی سے اشعار پڑھے جاتے ہوں اور مجمع میں ہر قسم کے لوگ موجود ہوں۔ اور اگر عورتوں کے لئے ایسے موقعوں پر جدا گانہ پردے کا بندوبست کر دیا جائے تو آیا اس کا کچھ اثر جواز عدم جواز میں ہو گا یا نہیں؟ اور یہ کہ عورتوں کو ایسے جامع میں شریک ہونے سے منع کرنے کا خلوند کو حق حاصل ہے یا نہیں؟ یدونہ تو جروا۔

(جواب ۵۳۴) (۱) عورتوں کو فقہائے حنفیہ نے نماز کی جماعتوں اور عیدین اور مجالس وعظ میں جانے سے منع کیا ہے۔ (۲) اور کتب فقہ میں اس کی تصریح ہے کہ عورتوں کے لئے مجالس وعظ اور جماعت نماز اور عیدین میں جانا مکرمہ۔

(۱) قل للمؤمنات يغضضن من ابصارهن (النور: ۳۱) قال ابن كثير: اي عما حرم الله عليهن من النظر الى غير ازواجهن، وليلدنا ذهب كثير من العلماء الى انه لا يجوز للمرأة النظر الى الرجال الا جانب بشهوة ولا بعير شهوة اصلا (تفسير ابن كثير: ۳، ۲۸۳، سہیل اکیدمی)

(۲) س لئے کہ عورتوں کی ساس خرمات میں ت نہیں۔ کما فی الشامیة: ولا ام زوجة الا بن (رد المحتار، کتاب النکاح، باب المحرمات، ۳، ۳۱، سعید)

(۳) لانها من محرماته کما فی قوله تعالی: وامہات نسائکم (النساء: ۲۳)

(۴) ویکرمہ حضورہن الجماعة ولو لجمعة وعید و وعظ مطلقا علی المذهب المفتی بد الفساد الزمان (الدر المختار، کتاب الصلوة باب الامامة، ۱، ۵۶۶، سعید)

تحریکی ہے جو حرام کے قریب ہے۔ اور اس حکم فقہی کی دلیل یہ حدیث ہے جو بخاری نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے۔

عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت لو ادرك رسول الله صلى الله عليه وسلم ما حدث النساء لمنعهن المسجد كما منعت نساء بنى اسرائيل فقلت لعمره او منعن قالت نعم (۱) (رواه البخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ اگر عورتوں کی یہ حرکات جو انہوں نے اب اختیار کی ہیں رسول اللہ ﷺ ملاحظہ فرماتے تو انہیں مسجدوں میں آنے سے روک دیتے جیسے کہ بنی اسرائیل کی عورتیں روک دی گئی تھیں۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے عمرہ سے پوچھا کہ کیا بنی اسرائیل کی عورتیں روک دی گئی تھیں؟ انہوں نے فرمایا ہاں! انتہی

اس حدیث سے نہایت صاف طور پر یہ بات معلوم ہو گئی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے میں ہی عورتوں کی حالت ایسی ہو گئی تھی کہ ان کا گھروں سے نکلتا اور جماعتوں میں جانا سب فتنہ تھا۔ اور اسی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا و دیگر اکابر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین عورتوں کو جماعت میں آنے سے منع کرتے تھے۔

علامہ عینی عمدۃ القاری شرح بخاری میں اس حدیث کے تحت میں جس میں عورتوں کا زمانہ رسالت پناہی میں عیدین میں جاننا مذکور ہے تحریر فرماتے ہیں۔

وقال العلماء كان هذا في زمنه صلى الله عليه وسلم واما اليوم فلا تخرج الشابة ذات الهيئة ولهذا قالت عائشة لو رأى رسول الله صلى الله عليه وسلم ما حدث النساء لمنعهن المسجد كما منعت نساء بنى اسرائيل قلت هذا الكلام من عائشة بعد زمن يسير جدا بعد النبي صلى الله عليه وسلم واما اليوم فنعوذ بالله من ذلك فلا يرخص في خروجهن مطلقا للعید وغيره (۲) (یعنی شرح بخاری)

ماتے فرمایا کہ عورتوں کا عیدین میں جاننا رسول خدا ﷺ کے زمانے میں اس لئے تھا کہ وہ زمانہ خیر و برکت کا تھا اور فتنہ کا خوف نہ تھا۔ اور آج کل جو ان عورتیں خوبصورت خوش وضع ہرگز نہ جائیں اور اسی لئے حضرت عائشہ نے فرمایا کہ اگر رسول اللہ ﷺ عورتوں کی یہ حرکات ملاحظہ فرماتے تو ان کو مسجد میں آنے سے روک دیتے جیسے بنی اسرائیل کی عورتیں روک دی گئی تھیں۔ علامہ عینی فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ کا یہ فرمانا رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک کے بہت تھوڑے دنوں بعد کا ہے اور آج کل تو خدا کی پناہ!

پس مطلقاً عورتوں کو عید اور غیر عید میں جانے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ انتہی

(من المؤلف) جب کہ علامہ عینی اپنے زمانے میں یہ فرماتے ہیں کہ آج کل کی عورتوں کے حالات سے خدا کی پناہ! تو پھر ہمارے اس زمانے چودھویں صدی کی عورتوں کا تو ذکر ہی کیا ہے؟ اور علامہ عینی عمدۃ القاری میں دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

(۱) صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب خروج النساء الى المساجد بالليل، ۱/ ۱۲۰، قدیمی
(۲) عمدۃ القاری، کتاب العیدین، باب خروج النساء والحیض الى المصلی، ۶/ ۲۹۶، سعید

ومذهب اصحابنا ما ذکر صاحب البدائع اجمعوا علی انه لا یرخص للشابة الخروج فی العیدین والجمعة وشئ من الصلوة لقوله تعالیٰ وقرن فی بیوتک ولا ینخرجن سبب للفتنة واما العجائز فیرخص لهن الخروج فی العیدین ولا خلاف ان الفضل ان لا ینخرجن فی صلاة (یعنی شرح مختاری وبدائع ج ۱ ص ۷۵۳) (۱)

ہمارے اصحاب یعنی علمائے حنفیہ کا مذہب وہ ہے جو صاحب بدائع نے ذکر کیا ہے کہ علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ جو ان عورت کو عیدین اور جمعہ بلکہ کسی نماز میں جانے کی اجازت نہیں دے ارشاد باری تعالیٰ وقرن فی بیوتک کے اور اس لئے کہ عورتوں کا گھروں سے نکلنا فتنہ کا سبب ہے ہاں یوڑھیاں عیدین کے لئے جاسکتی ہیں اور اس میں خلاف نہیں کہ افضل یوڑھیوں کے لئے بھی یہی ہے کہ کسی نماز کے لئے نہ نکلیں۔ اتنی

ولا یباح للشواب منهن الخروج الی لجماعت بدلیل ماروی عن عمر رضی اللہ عنہ انه نہی الشواب عن الخروج ولان خروجهن سبب للفتنة والفتنة حرام وما ادى الی الحرام فهو حرام۔ (۲) (بدائع ج ۱ ص ۷۵۳)

یعنی جو ان عورتوں کا جماعتوں میں جانا مباح نہیں۔ اس روایت کی دلیل سے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے جو ان عورتوں کو نکلنے سے منع فرمادیا تھا۔ اور اس لئے کہ عورتوں کا گھروں سے نکلنا فتنہ کا سبب ہے۔ اور فتنہ حرام ہے اور جو چیز فتنہ کی طرف پہنچائے وہ بھی حرام ہوتی ہے۔ اتنی اور فتاویٰ ہندیہ معروفہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے :-

والفتوى اليوم على الكراهة في كل الصلوات لظهور الفساد كذا في الكافي۔ (فتاویٰ عالمگیری ج ۱ ص ۹۳) (۲)

یعنی اس زمانے میں فتویٰ اس پر ہے کہ عورتوں کا تمام نمازوں میں جانا مکروہ ہے۔ کیونکہ ظہور فساد کا زمانہ ہے۔

واما المرأة فلا ینہا مشغولة بخدمة الزوج ممنوعة عن الخروج الی محافل الرجال لكون الخروج سببا للفتنة و لهذا لا جماعة علیهن ولا جمعة علیهن ایضاً (بدائع ج ۱ ص ۷۵۸) (۳)

یعنی عورت کا حکم یہ ہے کہ وہ خانہ کی خدمت میں (شرعاً) لگائی گئی ہے اور مردوں کی مجلسوں میں جانے سے (شما) روکی گئی ہے۔ کیونکہ عورتوں کا گھروں سے نکلنا فتنہ کا سبب ہے اور اسی لئے عورتوں پر جماعت اور جمعہ نہیں۔

(من المؤلف) ان تمام عبارتوں سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ عورتوں کو نماز بچکانہ، عیدین اور جمعہ کی جماعتوں میں جانا مکروہ تحریمی ہے۔ اور گھروں سے ان کے نکلنے میں ہی فتنہ ہے۔ اور یہ ممانعت حضرت عمرؓ سے

(۱) بدائع الصنائع، کتاب الصلوة فصل فی شرائطها وجوبها وجوازها، ۲۷۵/۱، سعید

(۲) بدائع الصنائع، کتاب الصلوة فصل فی بیان من یصلح للامامة فی الجملة، ۱۵۷/۱، سعید

(۳) الہندیہ، کتاب الصلوة، الباب الخامس، الفصل الخامس، ۸۹/۱، ماجدیہ

(۴) بدائع الصنائع، کتاب الصلوة، فصل فی بیان شرائط الجمعة، ۲۵۸/۱، سعید

عائشہ عروۃ بن الزبیر "قاسم" یحییٰ بن سعید الانصاری، امام مالک، امام ابو یوسف وغیرہ ہم سے منقول ہے۔ اور ائمہ حنفیہ کا باا اتفاق یہی مذہب ہے جیسا کہ یحییٰ اور بدائع کی عبارتوں سے واضح ہے۔

بلوچو یہ کہ نماز بجاگانہ اور عیدین اور جمعہ کی جماعتوں میں رسول خدا ﷺ کے زمانے میں عورتیں جاتی اور شریک ہوتی تھیں۔ اور یہ جماعتیں فرائض کی جماعتیں ہیں اور شعائر اسلام میں سے ہیں مگر اختلاف زمانہ اور تغیر حالات کی وجہ سے صحابہ کرام اور ائمہ عظام نے عورتوں کو ان جماعتوں سے روک دیا۔ اور ائمہ حنفیہ نے بالا اتفاق عورتوں کے جماعت میں جانے کو مکروہ فرمایا تو اس سے ہر سمجھ دار شخص یہ سمجھ سکتا ہے کہ جب فرائض کی جماعتوں کا یہ حکم ہے تو واعظ کی مجلسوں میں جانا عورتوں کو کسی طرح جائز نہیں ہو سکتا۔ (۱) اول تو آج کل وعظ کی اکثر مجالس اس قسم کی ہوتی ہیں کہ عورتیں تو عورتیں مردوں کو بھی ان میں جانا جائز نہیں (۲) اس وجہ سے کہ اکثر واعظ نام کے مولوی ہوتے ہیں۔ دو چار اردو کی قصے کہانیوں کی کتابیں دیکھیں اور واعظ بن گئے۔ پھر ان کے واعظ میں سوائے قصے کہانیوں، جھوٹی سچی روایتوں، من گھڑت باتوں کے اور کیا ہوگا۔ سوائے وعظ میں کسی کو بھی جانا جائز نہیں۔ اور بعض واعظ مولوی بھی ہیں۔ لیکن چونکہ وعظ سے ان کا مقصود دنیا کمانا ہے اور عوام کو خوش کرنا اور اپنا معتقد بنانا اس لئے وہ بھی عام پسند باتوں کے بیان کرنے میں ہی اپنا فائدہ سمجھتے ہیں۔ اور عوام کو خوش کرنے کے لئے صرف قصے کہانیوں پر وعظ کو ختم کر دیتے ہیں۔ مجلس وعظ کی گرمی کے لئے اولیائے کرام کے کچھ فرضی واقعات سنا دیئے کچھ بے سند موضوع روایات بیان کر دیں اور اپنا اوسیدھا کر لیا۔ ایسے مولویوں کے وعظ میں بھی جانا مفید نہیں اور کسی مرد و عورت کو ان کے وعظ میں جانا جائز نہیں۔ چنانچہ اس کی تفصیل آخر میں بطور تتمہ بیان کی جائے گی۔

رہے صرف وہ معدودے چند علماء جو فی الواقع عالم بھی ہیں اور وعظ سے ان کا مقصود بھی تعلیم دین اور تبلیغ مذہب اور اشاعت اسلام ہے۔ دنیا طلبی انہیں مقصود نہیں۔ ان کا وعظ رطب و یابس قصوں، جھوٹی سچی روایتوں سے خالی اور پاک ہوتا ہے تو ایسے وعظ میں صرف مردوں کو حاضر ہونا جائز ہے، عورتوں کو نہیں۔ کیونکہ جب فرائض کی جماعتوں میں عورتوں کا جانا مکروہ اور ناجائز ہے تو مجلس وعظ میں جانا بد رجہ اولیٰ مکروہ اور ناجائز ہوگا۔ چنانچہ فقہائے کرام نے اس کی تصریح فرمادی ہے۔ اور متعدد معتبر فتاویٰ فقہائے حنفیہ میں یہ مضمون بصراحت موجود ہے جو ناظرین کے اطمینان کے لئے ذیل میں نقل کیا جاتا ہے :-

ولا يحضرن الجماعات لقوله تعالى وقرن في بيوتكن وقال صلى الله عليه وسلم صلاتها في قعر بيتها افضل من صلاتها في صحن دارها و صلاتها في صحن دارها افضل من صلاتها في مسجد ها وبيوتهن خير لهن الى قوله قال المصنف في الكافي والفتوى اليوم على الكراهية في الصلوة كلها الظهور الفساد و متى كره حضور المسجد للصلاة فلان يكره حضور مجالس الوعظ خصوصاً عند

(۱) يكره حضور المسجد للصلوة فلان يكره حضور مجالس الوعظ خصوصاً عند هؤلاء الجهال الذين تحلوا بحلية العلماء اولى (البحر الرائق، باب الامامة، ۱/ ۳۸۰، بيروت)
(۲) ان الواعظ مهما فرج كلام البدعة يحب منه ولا يجوز حضور مجلسه الا على قصد الرد عليه ان قدروا، وان لم يقتروا لا يحضر مجلسه، (مجالس الانوار (مترجم)، ص: ۴۸۲، مکتبۃ حنفیۃ بشاور)

ہنولاء الجہال الذین تحلوا بحلیۃ العلماء اولی ذکرہ فخر الاسلام (بحر الرائق ص ۳۸۰) (۱)

اور عورتیں جماعتوں میں نہ جائیں، جو ارشاد باری تعالیٰ و قرن فی بیوتکن کے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عورت کی نماز کو ٹھڑی کے اندر اس نماز سے اچھی ہے جو گھر کے صحن میں ہو اور صحن کی نماز اس نماز سے اچھی ہے جو مسجد میں ہو اور ان کے گھر ان کے لئے بہتر ہیں۔ الی قولہ۔ مصنف یعنی صاحب کنز الدقائق نے کافی میں فرمایا کہ آج کل فتویٰ اس پر ہے کہ عورتوں کا تمام نمازوں میں جانا مکروہ ہے، جو ظہور فساد کے اور جب کہ مسجد میں نماز کے لئے جانا مکروہ ہو، اتو وعظ کی مجلسوں میں جانا اور بالخصوص ان جاہل واعظوں کی مجلسوں میں جنہوں نے علماء کی سی صورتیں بنا رکھی ہیں بدرجہ اولیٰ مکروہ ہے۔ یہ فخر الاسلام نے ذکر کیا ہے۔ انتہی اور علامہ بدر الدین عینی شرح کنز میں تحریر فرماتے ہیں :-

ولا يحضرون ای النساء سواء كن شواب او عجائز الجماعات لظهور الفساد و عند ابی حنیفۃ للعجوز ان تخرج فی الفجر والمغرب والعشاء وعندهما فی الكل وبه قالت الثلاثة والفتویٰ الیوم علی المنع فی الكل فلذلك اطلق المصنف ویدخل فی قوله الجماعات الجمع والا عیاد والا استسقاء ومجالس الوعظ ولا سيما عند الجہال الذین تحلوا بحلیۃ العلماء وقصد هم الشهوات وتحصيل الدنیا۔ (یعنی شرح کنز ص ۳۹) (۲)

یعنی عورتیں خواہ جوان ہوں یا بوڑھیاں جماعتوں میں نہ جائیں کیونکہ ظہور فساد کا زمانہ ہے۔ امام ابو حنیفہ سے بوڑھیوں کے لئے فجر اور مغرب اور عشاء میں جانے کی اجازت مروی ہے۔ اور صاحبین سے تمام نمازوں میں جانے کی۔ اور اسی کے ائمہ ثلاثہ قائل ہیں۔ اور آج کل فتویٰ اس پر ہے کہ تمام نمازوں میں جانا جوان عورتوں اور بوڑھیوں دونوں کو منع ہے۔ اور مصنف کے قول الجماعات میں جمعہ اور عیدین اور استسقاء اور وعظ کی مجلسیں بھی داخل ہیں۔ بالخصوص ان جاہل واعظوں کی مجلسیں جو علماء جیسی صورتیں بنا لیتے ہیں اور مقصود ان کا اپنی خواہشات نفسانی کو پورا کرنا اور دنیا کماتا ہے۔

اور درمختار میں ہے :-

ویکره حضور هن الجماعة ولو الجمعة وعید و وعظ مطلقا ولو عجزوا لیلا علی المذهب المفتی به لفساد الزمان۔ (درمختار ص ۳۹ ج ۱) (۳)

یعنی عورتوں کا جماعت میں جانا خواہ جماعت جمعہ کی ہو یا عید کی یا وعظ کی۔ مکروہ ہے اور خواہ جانے والی روزت عورت ہو اور رات کو جائے۔ مذہب مفتی بہ کی بنا پر۔ اور یہ حکم جو ظہور فساد زمانہ کے ہے۔ انتہی (من المؤلف) بحر الرائق یعنی شرح کنز الدقائق اور درمختار کی عبارتوں سے صراحت یہ بات ثابت ہو گئی کہ عورتوں کو مجالس وعظ میں جانا مکروہ اور ناجائز ہے۔ اور بالخصوص ایسے واعظوں کی مجلسوں میں جن کا مقصود دنیا کمانا ہو۔ یعنی آخر واعظ جاہل یا دنیا کمانے والا ہو تو اس کی مجلس میں تو قطعاً ناجائز ہے۔ اس میں تو کلام ہی نہیں۔ عالموں اور اہل

(۱) البحر الرائق، کتاب الصلوٰۃ، باب الامامة، ۳۸۰/۱، بیروت
(۲) عینی، ص ۳۹ (۳) الدر المختار، کتاب الصلوٰۃ، باب الامامة، سعد

واعظوں کی مجلس واعظ میں جانا بھی فساد زمانہ کی وجہ سے مکروہ اور ناجائز ہے۔ ملا علی قاریؒ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں تحریر فرماتے ہیں :-

ويمكن حمل النهي على عجائز متطيبات او متزينات او على شواب ولو في ثياب بدلتين
لو جود الفتنة في خروجهن على قياس كراهة خروجهن الى المساجد (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ص ۷۰ ج ۱) (۱)

یعنی آنحضرت ﷺ نے عورتوں کو زیارت قبور سے جو منع فرمایا ہے تو اس ممانعت کو ان بوڑھیوں پر جو خوشبو لگا کر نکلیں یا زینت کر کے نکلیں یا جوان عورتوں پر خواہ وہ معمولی لباس میں نکلیں معمول کر سکتے ہیں۔ کیونکہ ان کے گھر سے نکلنے میں ہی فتنہ ہے اور یہ ممانعت ان کے مسجدوں میں جانے کی کراہت پر قیاس کی جاتی ہے۔ انتہی۔ (من المؤلف) اس عبارت سے اور اسی طرح پہلی عبارتوں سے یہ بات صاف طور پر معلوم ہو گئی کہ عورتوں کا گھر سے نکلنا اور جماعتوں میں شریک ہونا موجب فتنہ ہے۔ اور ممانعت کا حکم اس فتنہ سے بچنے کے لئے ہے۔ زیارت قبور، جمعہ، عیدین، وعظ، استسقاء سب اسی حکم میں داخل ہیں۔ (۲)

اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ جوان عورتیں خواہ بناؤ سنگار کر کے نکلیں یا معمولی حالت میں بہر حال ان کا نکلنا جائز ہے۔ اور اگرچہ بعض روایتوں سے بوڑھیوں کے لئے نماز فجر و مغرب و عشا میں جانا شرط یہ کہ زینت اور بناؤ سنگار کر کے نہ جائیں جائز معلوم ہوتا ہے لیکن قول مفتی بہ یہ ہے کہ بوڑھیوں کو جانا بھی جائز نہیں جیسا کہ امامہ عینی کی شرح کنز اور رد مختار کی عبارت سے بصر احت ثلاث ہوتا ہے۔ اور جب کہ ان عوارض کا لحاظ بھی کیا جائے جو سوال میں مذکور ہیں کہ مجلس وعظ میں خوش الحانی سے اشعار پڑھے جاتے ہیں اور مضامین تشقیق کے اشعار سنائے جاتے ہیں تو ایسے وعظ میں عورتوں کے جانے کا حکم ایسا نہیں ہے جس میں کسی ذی علم کو کچھ بھی تردد اور تامل ہو سکے۔

عن انس رضي الله تعالى عنه قال قال للنبي صلى الله عليه وسلم حاد يقال له انجشہ و كان حسن الصوت فقال له النبي صلى الله عليه وسلم رويدك يا انجشہ لا تكسرا لقوارير قال قتادة يعنى ضعفة النساء متفق عليه (مشکوٰۃ ص ۸۰) (۳)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ کا ایک حدی خوال تھا۔ اس کا نام انجشہ تھا اور وہ خوش آواز تھا۔ تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے انجشہ! ٹھہرو کہیں شیشیاں نہ توڑ دینا۔ قتادہ فرماتے ہیں کہ شیشیوں سے آپ کی مراد عورتیں ہیں۔ انتہی۔ اس پر مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلوی تحریر فرماتے ہیں :-

امرو رسول الله صلى الله عليه وسلم انجشہ ان يغض من صوته الحسن وخاف الفتنة عليهن فان يمنع من قلوبهن موقعا لضعف عزائمنهن وسرعة تآثرهن

یعنی رسول اللہ ﷺ نے انجشہ کو حکم فرمایا کہ اپنی آواز کو پست کر دے۔ اور آپ کو خوف ہوا کہ میں یہ

(۱) مرقاۃ المفاتیح ۲۰، ۷۰، امدادۃ

(۲) ویدخل فی قوله "الجماعات" الجمع والا عباد والا استسقاء و محالس الوعظ (غیبی شرح الكنز ص: ۳۹)

(۳) مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الاداب، باب البیان والشعر، الفصل الثالث، ۲، ۱۰، سعید

عورتوں کے دلوں میں کھب نہ جائے اور فتنہ واقع ہو۔ کیونکہ عورتوں کا استقلال کمزور ہوتا ہے اور ان کے دل میں ایسی باتوں کا اثر بہت جلد ہوتا ہے۔ (لمعات کذا فی حاشیۃ المشکوٰۃ) (۱)

(من المؤلف) اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک خوش آواز شخص کو زور سے شعر پڑھنے سے صرف اس لئے منع فرمادیا کہ عورتیں ساتھ نہیں اور اندیشہ تھا کہ اس کی خوش آوازی کی وجہ سے عورتوں کے دلوں میں کسی قسم کی بد خیالی پیدا ہو جائے اور اس کی خوش آواز سے متاثر ہو کر فتنہ میں پڑ جائیں۔

پس جب کہ آنحضرت ﷺ کو اپنے زمانے کی عورتوں پر جو ہر طرح آنحضرت ﷺ کے فیض سے مشرف تھیں، یہ اندیشہ ہوا کہ خوش آوازی سے وہ جگہ جگہ جائیں تو پھر آج کل کی عورتوں کا کیا ٹھکانہ ہے۔ پس جس طرح کہ مردوں کے لئے غیر محرم کا گانا سننا حرام ہے اسی طرح عورتوں کو مردوں کا گانا سننا حرام ہے۔ اور کسی طرح عورتوں کو ایسے وعظ میں جانا جائز نہیں جہاں خوش آوازی سے اشعار پڑھے جاتے ہوں اور گایا جاتا ہو۔

(۲) کہ بایہ امر کہ مجالس وعظ میں اگر عورتوں کے لئے کسی خاص طرف پر دے کا انتظام کر دیا جائے تو پھر عورتوں کو وعظ میں جانا جائز ہے یا نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ عورتوں کا گھروں سے نکلنا ہی مکروہ ہے۔ (۲) اور اس نکلنے میں ہی چونکہ فتنہ کا احتمال ہے اس لئے اکثر فقہانے خروج کو ہی ناجائز قرار دیا ہے۔ کیونکہ جب عورتوں کے لئے جماعت نمازیہ وعظ وغیرہ کے لئے گھر سے نکلنے کی اجازت ہو جائے اور وہ نکلنے لگیں تو اب ہر وقت اس کی تحقیقات کرنا بہت مشکل ہے کہ آیا وہ مسجد میں ہی گئی اور وعظ میں ہی حاضر ہوئی یا اور کہیں چلی گئی۔ اور گھر اگر نمازیہ وعظ کا بہانہ کر دیا۔ نیز فقہانے حکم کہ عورتوں کو جماعت نماز وعظ و جمعہ وعیدین میں جانا ناجائز ہے کیونکہ یہ باعث فساد ہے۔ صراحۃً ان روایات سے معلوم ہو چکا جو اوپر لکھی گئی ہیں۔ اب غور طلب یہ امر ہے کہ اسباب فتنہ کیا ہیں؟ سو تامل سے معلوم ہوتا ہے کہ فتنے کے اسباب یہ ہیں :-

(۱) عورت گھر سے نمازیہ وعظ کے بہانے سے نکلے اور اپنی خباثت نفسانی سے کسی اور جگہ چلی جائے اور گھر والے یہ سمجھیں کہ نماز وعظ میں گئی ہے۔ (۲) جماعت نماز و مجلس وعظ میں جا کر مردوں کی نظریں اس پر پڑیں گی اور اس لئے اندیشہ ہے کہ کسی غیر مرد کا کسی عورت سے ناجائز تعلق ہو جائے۔ (۲) (۳) عورت کی نظر غیر مردوں پر پڑے گی اور اس لئے احتمال ہے کہ عورت کا کسی غیر مرد پر دل آجائے اور نتیجہ برپا ہو۔

یہ تین احتمال ہیں۔ ان میں سے پہلا احتمال تو اس طرح رفع نہیں ہو سکتا کہ مجلس وعظ میں ان کے لئے پردے کا انتظام کر دیا جائے۔ کیونکہ فتنہ کا یہ احتمال تو نفس خروج عن الدار کو لازم ہے۔

(۱) حاشیۃ المشکوٰۃ للشیخ عبدالحق دہلوی، کتاب الاداب، ۲، ۴۱۰، سعید

(۲) قال تعالیٰ: وقرن فی بیوتک ولا تبرجن تبرج الجاہلیۃ الاولیٰ الاحزاب: ۳۳

(۳) وقال للمؤمنات یغضضن من ابصارہن ویحفظن فروجهن قال القرطبی فی تفسیرہ: وبداء بالغض لان البصر راند للقلب کما ان الحمی راند للموت واحذ هذا المعنی بعض الشعراء فقال:

الم تری العین للقلب راند فما تائف العیان فالقلب آلف

وفی الخبر: النظر سهم من سهام ابلیس مسوم، فمن غض بصرہ اورثہ اللہ تعالیٰ الحلاوة فی قلبہ (تفسیر القرطبی، ۱۵۱، ۱۲، دارالکتب العلمیۃ بیروت)

وفی روح المعانی: وبداء سبحانہ بالا رشاد الی غض البصر لما فی ذلک من سد باب الشرفان الطرباب الی کثیر من الشرور وهو یزید الرنا واند الفجور (روح المعانی، ۱۸۰، ۲۰۴، دارالفکر بیروت)

بلکہ اس کا علاج اگر ہے تو یہ ہے کہ عورت کے گھر سے نکلنے کے وقت سے اس کی واپسی تک کوئی معتبر شخص جو اس کی حرکات و سکنات کو دیکھتا ہے اس کے ساتھ رہے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ کوئی نہیں کرتا۔ اور نہ اس قدر نگہداشت ان تمام عورتوں کی ہو سکتی ہے جو بصورتِ اجازت نمازی و عظمیٰ میں جانے لگیں گی۔ اور یہی وجہ ہے کہ فقہانے عورتوں کو جانے ہی سے منع کیا۔ ان کی نظر زیادہ تر اسی احتمال پر تھی۔ اور عورتوں کے حالات بھی اسی کے مقتضی ہیں۔ اور حضرت عائشہؓ کی روایت کے یہ الفاظ ماحدث النساء بھی اس کی تائید کرتے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے بدینتی پیدا کرنے اور ٹٹی کی اوٹ شکار کھیلنے کی نسبت عورتوں کی جانب کی ہے۔ اور روایت یہ بخذ نہ دغلا کا مفہوم بھی یہی ہے۔ یعنی اگر عورتوں کو اجازت خروج عن الدار کی دے دی جائے گی تو وہ اسے اچھا خاصا بیہانہ بنالیں گی۔ اور اس کی آڑ میں اپنی خواہشیں پوری کریں گی۔ ورنہ اگر اس احتمال کی رعایت فقہاء کو مد نظر نہ ہوتی تو یہ بات آسان تھی کہ مساجد میں عورتوں کی نماز کے لئے پردے کی جگہ بنادی جاتی اور عورتوں کو جماعت کی شرکت اور عظمیٰ کی مجلس میں حاضری سے فقہاء منع نہ کرتے لیکن کسی فقہ نے کسی کتاب میں یہ ترکیب نہیں لکھی کہ مسجدوں میں عورتوں کے لئے ایک پردے کی جگہ بنادو اور ان کو جماعت میں آنے دو۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ انہوں نے نفس خروج کو موجب فساد سمجھ کر گھر سے نکلنے کو ہی منع فرمادیا۔ اور اسی وجہ سے اکثر فقہاء کی عبارت میں اس مقام پر خروج کے ہی لفظوں سے اس مسئلے کو ذکر بھی کیا گیا ہے نیز مندرجہ ذیل حدیث سے بھی اس مضمون کی تائید ہوتی ہے:-

عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال المرأة عورة فإذا خرجت استشرفها الشیطان (رواہ الترمذی) (۱)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ عورت سر تاپا پردے کی چیز ہے۔ جہاں وہ گھر سے نکلی اور شیطان اس کی تاک میں لگا۔ انتہی

یہاں رسول خدا ﷺ نے عورت کے گھر سے نکلنے ہی کو محلِ فتنہ قرار دیا اور فرمایا کہ شیطان اس کی تاک میں لگ جاتا ہے کہ خود اسے بہکا کر کسی نامناسب جگہ لے جائے یا کسی مرد کو بھکا کر اس عورت کی طرف لے آئے اور فتنہ برپا کر دے۔ اور اس روایت پر مکرر نظر ڈالنے جو بحر الرائق کی عبارت میں ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عورت کی اس نماز کو جو کوٹھری کے اندر پڑھے صحن کی نماز سے بہتر اور اس نماز کو جو صحن مکان میں پڑھے مسجد کی نماز سے بہتر فرمایا ہے۔ (۲) یہ کیوں؟ صرف اس لئے کہ عورت اپنے مکان اور اپنے خیر استنار و اطمینان سے جس قدر دور ہوتی جائے گی اسی قدر احتمالِ فتنہ قوی ہو تا جائے گا۔ اسی لئے اخیر میں آنحضرت ﷺ نے ویو تہن خیر لہن فرمادیا۔ یعنی ان کے گھر ان کے لئے بہتر ہیں۔ پس ثابت ہو گیا کہ عورتوں کا گھر سے نکلتا ہی محلِ فتنہ ہے۔ اس لئے مجلسِ عظمیٰ میں پردے کی جگہ مقرر کرنا کچھ مفید نہیں اور نہ اس کے جواز پر کچھ اثر ہے۔ ورنہ لازم ہے کہ مساجد میں پردے کی جگہ مقرر کر کے ان کو نمازوں میں حاضر ہونے اور جماعت میں شریک ہونے کی اجازت بھی دے دی جائے اور یہ کسی کتاب سے ثابت نہیں۔

(۱) جامع الترمذی، ابواب الرضاع، ۱، ۲۲۲، سعید

(۲) وقال علیہ السلام: صلاتہا فی فہر بیتہا افضل من صلاتہا فی صحن دارہا و صلاتہا فی صحن دارہا افضل من صلاتہا فی مسجدہا، ویو تہن خیر لہن (البحر الرائق، کتاب الصلوۃ، باب الامامۃ، ۱/۳۸۰، بیروت)

اب دوسرے احتمال پر نظر ڈالیں کہ غیر مردوں کی نظریں غورتوں پر پڑیں گی۔ سوائے اچھے بظاہر وہم نہ ہو سکتا ہے کہ مجلس وعظ میں پردے کا انتظام کر دینے کی صورت میں یہ احتمال مرتفع ہو جاتا ہے۔ لیکن حقیقت شناس خوب جانتے ہیں کہ مجلس وعظ کا پردہ اس احتمال کو بھی رفع نہیں کر سکتا۔ اکثر ایسی بے احتیاطیاں عمل میں آتی ہیں کہ غیر مردوں کی نظر غورتوں پر پڑ جاتی ہے۔ اور ایسے مجمعوں میں شریک ہونے والے حضرات اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ اگر ہم تسلیم بھی کر لیں کہ مجلس وعظ کا پردہ غورت پر غیر مردوں کی نظر پڑنے سے مانع ہوتا ہے۔ تاہم تیسرا احتمال کہ غورتوں کی نظر مردوں پر پڑے اس پردے سے کسی طرح مرتفع نہیں ہوتا۔ غورتیں پردے میں سے تمام مجلس کے لوگوں کو جھانکتی دیکھتی ہیں اور آج کل کی غورتوں میں یہ مرض ایسا عام ہے کہ شاید فیصدی دو چار غورتیں اس سے مستثنیٰ ہوں تو ہوں ورنہ اتنی جتنی نہیں۔ پس یہ احتمال فتنہ اس پردے سے جو مجلس وعظ میں غورتوں کے لئے کی جاتا ہے کسی طرح مرتفع نہیں ہوتا۔ بلکہ حقیقت پوچھنے تو یہ پردہ کبنا اصل میں غورتوں کو غیر مردوں کے تاک اور جھانک کا موقع دینا ہے۔ اس بات سے کوئی شخص واقف کار بروئے ایمان و انصاف انکار نہیں کر سکتا۔ اور یاد رہے کہ جس طرح مردوں کو غیر غورتوں پر نظر ذالنا حرام ہے (اسی طرح غورتوں کو غیر مردوں کا دیکھنا حرام ہے۔ اس کے لئے حدیث ذیل ملاحظہ ہو:-

عن ام سلمة وحی اللہ عنہا انہا کانت عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و میسرة رضی اللہ تعالیٰ عنہا اذ قبل ابن ام مکتوم فدخل علیہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احتجبا منہ فقلت یا رسول اللہ لیس ہوا عمی لا یبصر نافقا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افعمیا وان انتما لستما تبصرا (رواہ احمد و الترمذی و ابو داؤد) کذا فی مشکوٰۃ (۱)

ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کہ میمونہ اور ام سلمہ دونوں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر تھیں کہ عبداللہ بن ام مکتوم نے جو نابینا تھے آنے کا ارادہ کیا۔ آپ نے ان دونوں بیبیوں سے فرمایا کہ پردہ کرو۔ ام سلمہ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ تو نابینا ہیں ہمیں دیکھیں گے۔ آپ نے فرمایا تم دونوں تو نابینا نہیں ہو تم تو انہیں دیکھو گی۔

اس حدیث سے صراحت معلوم ہو گیا کہ غورت کو بھی غیر مرد پر نظر ذالنا حرام ہے۔ جیسا تو آپ نے دونوں بیبیوں کو پردہ کرنے کا حکم دے دیا۔

و کان اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم یسدون الثقب والکؤم فی الحیطان لئلا تنطلق النساء علی الرجال و راوی معاذ امر اُتہ تطلع فی کوة فصر بها فیبغی للرجل ان یفعل کذلک ویسنع امر اُتہ عن مثل ذلک (مجالس الابرار ص ۵۶۳)

اور رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کرام کا یہ طریقہ تھا کہ دیواروں کے سوراخ اور جھرو کے بند کر دیا کرتے تھے تاکہ غورتیں مردوں کو نہ جھانکیں اور حضرات معاذ نے اپنی بیوی کو دیکھا کہ ایک جھرو کے سے جھانک رہی تھیں۔

(۱) وقال للمؤمنات یغضضن من ابصارهن (البور ۳۱)

(۲) سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب وقال للمؤمنات یغضضن من ابصارهن، ۲/ ۲۱۴، امدادۃ

(۳) مجالس الابرار مترجم، ص ۵۶۳، مکتبہ حقانیہ پشاور

ان کو مارا۔ پس مرد کو چاہئے کہ ایسا ہی کرے۔ اور اپنی بی بی کو ایسی باتوں سے روکے۔

پس واضح طور سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ مجلس و غظ کا پردہ کچھ مفید نہیں اور اس برائے نام رسمی پردے سے فتنہ کے احتمال مرتفع نہیں ہوتے۔ بالخصوص احتمال نمبر ایک کے رفع کرنے میں تو اس کو کچھ دخل نہیں۔ حالانکہ اصل الاصول وہی ہے۔ اور احتمال نمبر ۲ بھی نظر بے احتیاطی اس پردہ سے مرتفع نہیں ہوتا۔ اور احتمال سوم عورتوں کے حالات اور عادات کو دیکھتے ہوئے قطعاً اس پردے سے مرتفع نہیں ہوتا۔ اور احتمال سوم عورتوں کے حالات اور عادات کو دیکھتے ہوئے قطعاً اس پردے سے مرتفع نہیں ہوتا۔ پس اب ناظرین خود ہی انصاف کر لیں کہ اس پردے کا جواز پر کیا اثر ہو سکتا ہے؟

یہاں پر یہ بات بھی ذرا قابل لحاظ ہے کہ آخر مجلس و غظ میں عورتوں کو بلانے اور ان کے لئے پردے کا انتظام کرنے کا اہتمام کیوں کیا جاتا ہے؟ وغظ کی مجلس میں عورتوں کے لئے اس قدر انتظام کرنا اور نماز کی جماعت اور جمعہ و عیدین کی شرکت کے لئے مساجد میں پردے کا اہتمام نہ کرنا کس طرح سے ہے؟ اور اگر اس میں وغظ کی نیت کو دخل نہ ہوتا، ہم یہ ترجیح مرجوح ہے جو باطل ہے۔ اور وغظ صاحب کی نیت کو دخل ہو کہ عورتوں سے ان کو زیادہ فائدہ پہنچنے کی امید ہے اور مغفول رقیس حاصل ہونے کی طمع۔ (۱) تو یہ ایک اور وجہ عدم جواز کی وجہ نہ کہ وہ بالا پر مسترد ہو جائے گی۔

(۳) مجلس و غظ میں جانے سے عورتوں کو منع کرنے کا حق خاوند کو ہے یا نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ مضامین سناہت سے یہ بات معلوم ہو چکی کہ وغظ کی مجلس میں عورتوں کو جانا ہی جائز نہیں پس ایسی مجلس سے روکنے کا حق خاوند کو بدرجہ اولیٰ حاصل ہوگا۔ کیونکہ خاوند کو فقہائے کرام کی تصدیق کے بموجب یہ حق حاصل ہے کہ ضروری مسائل دریافت کرنے کے لئے بھی عورت کو باہر نہ جانے دو۔ بشرط یہ کہ خود علماء سے دریافت کر کے اسے بتادیا کرے اور اگر خاوند خود دریافت کر کے نہ بتائے تو عورت کو کسی خاص حادثہ کے وقت بغیر ورت اس حادثہ کا حکم دریافت کرنے کے لئے نکلنا جائز ہے بشرط یہ کہ وہ واقعہ بھی ضروری السؤال ہو۔ فقہاء کی عبارتیں ملاحظہ ہوں :-

لہ منعہا من مجلس العلم الا لنا زلة امتنع زوجها من سنوا لها۔ (۲) (درمختار ص ۶۸۳ ج ۲)
فان لم تقع نازلة وارادت الخروج لتعلم مسائل الوضو و الصلوة ان كان الزوج يحفظ ذلك ويعلمها له منعہا۔ (۳) (رد المحتار نقلا عن البحر ص ۶۸۳ ج ۲) ولا يسعها الخروج ما لم يقع عليها نازلة وان خرجت من بيت زوجها بغير اذنه يلعنها كل ملك في السماء وكل شئ تمر عليه الا الانس والجن فخرجوا منها بغير اذنه حرام عليها قال ابن الهمام حيث ابيح عليها الخروج فانما يباح بشرط عدم الزينة وتغير الهيئة الى ما لا يكون داعيا الى نظر الرجال واستمالتهم (مجالس الابراہ ص ۵۶۳) (۴)
یعنی خاوند کو یہ حق حاصل ہے کہ عورت کو مجلس علم میں سے روکے مگر ایسے وقت کہ اسے کوئی حادثہ پیش

(۱) ویدخل فی قوله "الجماعات" الجمع والا عباد وقصدہم لشہوات وتحصيل الدنيا (عنی شرح الکفر، ص ۳۹)
(۲) الدر المختار، کتاب الطلاق، باب النفقة، ۳۰، ۶۸۴، سعید
(۳) رد المحتار، کتاب الطلاق، باب النفقة، ۳، ۶۸۴، سعید
(۴) مجالس الابراہ مترجم، ص ۵۶۳، مکتبہ حقانیہ پشاور

آیہ اور خاوند اس حادثہ کا حکم علماء سے دریافت کر کے اتے نہ بتائے۔ اتہی۔ اگر کوئی حادثہ پیش نہ آئے اور عورت مسائل وضو و نماز سیکھنے کے لئے گھر سے نکلتا چاہے تو زوج یہ مسائل جانتا ہو اور اتے بتا سکے تو اتے یہ حکم حاصل ہے کہ عورت کو باہر جانے سے روکے۔ اتہی عورت پر جب تک کوئی حادثہ پیش نہ آئے جس کا حکم پوچھنا ضروری ہو گھر سے نکلتا جائز نہیں۔ اور اگر وہ خاوند لے گھر سے بغیر اس کی اجازت کے نکلی تو آسمان کا ہر فرشتہ اس پر لعنت کرتا ہے اور جن چیزوں پر اس کا گزر ہوتا ہے وہ سب لعنت کرتی ہیں سوائے جن و انس کے۔ غلامہ لن ہما صاحب القدر نے فرمایا کہ جن موقعوں پر عورت کو گھر سے نکلنے کی اجازت بھی ہے وہ بھی اس شرط سے ہے کہ زینت نہ کرے اور اپنی بیعت ایسی بنا کر نکلے کہ مردوں کو اس کی طرف توجہ نہ ہو اور ان کے دل اس کی جانب مائل نہ ہوں۔ اتہی۔

پس ان روایات سے یہ صاحت یہ بات ثلث ہو گئی کہ خاوند کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ عورت کو مجاس و عظ سے روکے۔ کیونکہ عورت کو مجلس و عظ میں جانا جائز نہیں اور ناجائز امور سے روکنا اس کے ذمے لازم ہے۔ واللہ اعلم۔

تمتہ اولیٰ

چونکہ اس مضمون میں عظ اور وا غظین کا ذکر آگیا اس لئے نامناسب نہ ہوگا کہ عظ اور وا غظین کے آداب بھی مختصر طور پر ذکر کر دیئے جائیں اور اس کے لئے مجاس الابرار کی عبارت کافی تھی۔ اس لئے اتے مع ترجمہ نقل کئے دیتا ہوں۔ وهو هذا۔

الواعظ ينبغي له ان يكون عزمه و همته ان يدع الناس من الدنيا الى الآخرة ومن المعصية الى الطاعة ومن الحرص الى القناعة ويحب اليهم الآخرة و يبغض عليهم الدنيا ويعلمهم العباداة والتقوى لان الغالب في طباعهم الزيف عن منهج الشرع والسعي فيما لا يرضى الله تعالى فيلقى في قلوبهم الرعب و يخوفهم عما يستقبلهم من المخاوف لعل صفات باطنهم تغير ومعاملة ظاهرهم تبدل ويظهر منهم الحرص الى الطاعة والرجوع عن المعصية وهذا هو طريق الوعظ والنصيحة وكل واعظ لا يكون وعظه هكذا فوعظه وبال على القائل والسامع بل قيل انه شيطان في صورة الانسان يخرج الخلق عن طريق الحق ويهلكهم فيجب عليهم ان يفروا منه فرارهم من الاسد ومن كان له يد و قدرة يجب عليه ان ينزله من منابر المسلمين ويمنعه عما باشره لانه من جملة الامر بالمعروف والنهي عن المنكر وكذا الوعاظ الذين يشتغلون بالقصص التي يتطرق اليها والزيادة والنقصان والكذب والبهتان وقد وردنهي السلف عن الجلوس في مجلسهم لان القصص منها ما ينفع سماعه ومنها ما يضر سماعه وان كان صدقا فمن فتح على نفسه ذلك الباب يختلط عليه الصدق بالكذب والنافع بالضرار قال احمد بن حنبل رحمة الله عليه القصة ان كانت من قصص الانبياء والصالحين فيما يتعلق بامور الدين وكانت صحيحة الرواية فلا ارى به بأساً فليحذر الكذب (مجالس الابرار ص ۴۸۲) (۱)

واعظ کے لئے یہ الائق ہے کہ اس کا قصد اور ارادہ صرف یہی ہو کہ لوگوں کو دنیا سے آخرت کی طرف

بلائے اور معصیت سے طاعت کی طرف اور حرص سے قناعت کی طرف لائے اور آخرت کی محبت ان کے دلوں میں اور دنیا سے نفرت پیدا کرے اور ان کو عبادت اور تقویٰ سکھائے کیونکہ لوگوں کی طبیعتوں میں شرع کی راہ سے کبھی غالب ہے اور ایسی چیزوں میں کوشش کرتے ہیں جن سے خدا تعالیٰ راضی نہیں۔ پس واعظ کو چاہئے کہ ان کے دلوں میں خوف ڈالے اور آنے والی خوفناک چیزوں سے ڈرائے تاکہ ان کی باطنی حالتیں بدل جائیں اور ان کو عبادت کی حرص پیدا ہو۔ اور گناہوں سے توبہ کریں۔ اور یہی طریقہ ہے وعظ و نصیحت کا۔ اور جس واعظ کا وعظ ایسا نہ ہو تو اس کا وعظ خود واعظ اور سامعین دونوں کے حق میں وبال ہے۔ بلکہ کہا گیا ہے کہ وہ انسانی صورت میں پوشیدہ ہے کہ مخلوق کو طریق حق سے نکالتا اور ہلاک کرتا ہے۔ پس لوگوں پر واجب ہے کہ اس واعظ سے ایسا بھاگے جیسے شیر سے بھاگتے ہیں۔ اور جس شخص کو قدرت ہو وہ واعظ کو مسلمانوں کے منبر سے اتار دے اور واعظ سے وہ یہ بھی منہلمہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ہے۔ اور اس طرح وہ واعظ ہیں جو قصے بیان کرنے میں مشغول رہتے ہیں اور ایسے قصے جن میں زیادتی کی اور جھوٹ بہتان شامل ہو تا بہ سنا تے ہیں۔ اور سلف صالحین سے ایسے قصہ و واعظوں کی مجلس میں بیٹھنے کی ممانعت وارد ہوئی ہے کہ بعض قصے مفید ہوتے ہیں اور بعض مضر۔ اگرچہ سچے بھی ہو تو جو شخص قصے بیان کرنے کی عادت ڈال لیتا ہے اس پر سچے جھوٹے قصے محتاط ہو جاتے ہیں اور نافع و مضر کی تمیز نہیں رہتی۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا ہے کہ قصہ اگر انبیاء و صالحین کا قصہ ہو اور دین سے تعلق رکھتا ہو اور اس کی روایت اور سند بھی صحیح ہو تو میں اس کے بیان میں مضائقہ نہیں سمجھتا۔ پس جھوٹے قصوں سے بچنا لازم ہے۔ انتہی

لكن يجب عليه ان يحترز عن خلط كلامه البدعة لما ذكر في الاحياء ان الواعظ مهما فرج كلام البدعة يجب منعه ولا يجوز حضور مجلسه الا على قصد الرد عليه ان قدروا ان لم يقدر ولا يحضر مجلسه وكذا مهما كان كلامه مانلا الى الارجاء وتجرت الناس على المعامى وزاد بسببه رجاء الخلق على خوفهم فهو منكر يجب منعه لكون فساد عظيم (مجالس الابرار ص ۴۸۲) (۱)

لیکن واعظ پر واجب ہے کہ اپنے کلام کو بدعت کی آمیزش سے بچائے۔ کیونکہ امام غزالیؒ نے احیاء میں ذکر کیا ہے کہ واعظ جب اپنے کلام میں بدعت کی آمیزش کرے تو اسے وعظ سے روک دینا واجب ہے اور اس کی مجلس میں جانا جائز نہیں مگر رد کرنے کے قصد سے۔ اگر قدرت ہو رد کرنے کی تو جائے اور قدرت نہ ہو تو نہ جائے۔ اور اسی طرح جب واعظ کا کلام لوگوں کو امید و ارمانے کی طرف مائل ہو اور گناہوں پر جرات دلائے اور اس واعظ سے مخلوق کی امید بڑھ جائے اور خوف کم ہو جائے تو ایسا وعظ برا ہے۔ اس کا رد کرنا واجب ہے کیونکہ اس کا اثر بہت عظیم ہے۔ انتہی

وذكر في موضع اخر من الاحياء ان هذا الزمان زمان لا ينبغي ان يذكر فيه للخلق اسباب الرجاء وسعة رحمة الله تعالى لان ذكرها يهلكهم بالكلية لكنها لما كانت اخف على النفوس والذ في القلوب ولم يكن غرض الواعظ الا استمالة القلوب واستتلاق الخلق بالثناء عليهم كيف ما كانوا اما لولا الى الارجاء حتى ازداد الفساق فساد او المنهمكون في طغيانهم نما ديا (مجالس الابرار ص ۴۸۱) (۲)

اور احیاء العلوم میں دوسری جگہ مذکور ہے کہ یہ زمانہ ایسا زمانہ ہے کہ اس میں امید اور وسعت رحمت خداوندی کے اسباب بیان کرنا مناسب نہیں۔ کیونکہ ایسی چیزوں کا ذکر لوگوں کو بالکل بایک کر دے گا۔ مگر چونکہ یہ باتیں لوگوں پر ہلکی ہیں۔ اور اس میں ہزہ آتا ہے اور واعظوں کی غرض بھی صرف یہی ہوتی ہے کہ لوگ ان کی طرف مائل ہو جائیں اور ان کی تعریفیں کریں خواہ وہ کیسے ہی ہوں۔ اس لئے واعظوں نے صرف امید و ثواب کی باتیں بیان کرنا اختیار کر لیا۔ یہاں تک کہ فاسقوں کا فسق اور بڑھ گیا اور سرکشی زیادہ بڑھ گئی۔ انتہی

الامام یجب علیہ ان یقوم مصالح الرعیۃ ویرتب فی کل قریۃ وفی کل محلۃ عالما متدینا یعلم الناس دینہم فینظر فی العلماء فیمن یری فیہ علما و دیانۃ وحسن عقیدۃ یاذن لہ ان یعظ الناس ومن لا یری فیہ ہذہ الصفات لا یاذن لہ فی الوعظ لئلا یوقع الناس فی البدعۃ والضلالۃ کما ہو واقع فی ہذا الزمان (مجالس الابرار ص ۴۸۰) (۱)

اور یہ بیان کر کے کہ واعظ امیر یا مامور کا حق ہے لکھتے ہیں کہ شرط ماموریت اس لئے کہ امام پر واجب ہے کہ رعیت کہ مسلمانوں کا انتظام کرے اور ہر بسنتی اور ہر محلہ میں ایک دیندار عالم مقرر کرے کہ وہ لوگوں کو تعلیم دین کی دیا کرے۔ پس امام جس شخص میں علم اور دیانت یعنی پرہیزگاری اور اچھے عقیدے دیکھے اس کو واعظ کہنے کی اجازت دے اور جس میں یہ باتیں نہ ہوں اسے واعظ کی اجازت نہ دے تاکہ وہ لوگوں کو بدعات میں مبتلا نہ کر دے اور گمراہی میں نہ ڈالے جیسا کہ اس زمانہ میں واقع ہو رہا ہے۔ انتہی

ان تمام عبارتوں کا مطلب واضح ہے۔ کسی مزید شرح اور بیان کا محتاج نہیں۔ اس لئے خاک سار اسی قدر پر اکتفا کرتا ہے اور خدا تعالیٰ سے ہدایت اور استقامت کی دعا کرتا ہے۔

تمنہ ثانیہ

اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ جب عورتوں کو مجالس وعظ میں جانا ناجائز ہے تو ان کے لئے وعظ و پند کا دروازہ ہی بند ہو گیا۔ تو اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ نہیں وعظ و پند کا دروازہ اب بھی مفتوح ہے۔ بند نہیں ہوا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ شرعی طریقے سے وہ اس پر کاربند ہوں۔ اور وہ طریقہ یہ ہے کہ عورتیں اپنے گھروں میں وعظ عالم مفتی کو بلا کر وعظ سن لیا کریں۔ مگر اس میں یہ شرط لازمی ہے کہ عورتیں صرف اسی گھر کی ہوں یا اس کے آس پاس اتنے قریب مکانوں کی ہوں کہ ان کا مکان وعظ میں آنا گویا خروج عن المکان ہی نہ ہو۔ اور یہ کہ مجلس وعظ میں سوائے واعظ یا کھ کے آدمیوں کے غیر مردوں کا مجمع نہ ہو اور واعظ کا بیان بھی قرآن مجید و حدیث شریف و سیرت سلف صالحین کے موافق ہو۔ جھوٹے سچے قصے۔ موضوع روایتیں بیان نہ کرتا ہو۔ وعظ کا مقصد بھی تعلیم اور پند و نصائح ہو اور سننے والیوں کا مقصد بھی دین سیکھنا اور خدا رسول ﷺ کے ذکر سے برکت و نصیحت حاصل کرنا ہو تو ان صورتوں سے عورتوں کو وعظ سننا اور واعظ کو ایسی مجلس میں وعظ کہنا جائز ہے۔ مگر یاد رہے کہ آج کل گھروں پر وعظ کرانے کا ایک عام دستور ہے اور عورتیں رسمی طور پر گھروں میں وعظ کراتی ہیں۔ ان رسمی وعظوں میں اکثر ایسی بے احتیاطیاں ہوتی ہیں

جو شریعت میں ناجائز ہیں۔ اول تو واعظ سے مقصود ہی صرف رسم کا پورا کرنا ہوتا ہے۔ دوسرے دور دور سے عورتیں آکر جمع ہوتی ہیں۔ جن کے اتنے دور سے آنے کو حرمت خروج لازم ہو جاتی ہے۔ کیونکہ خروج کے مفاسد متحقق ہو جاتے ہیں۔ پس ایسے وعظوں کا حکم وہی ہے جو عورتوں کے مجالس وعظ میں جانے کے متعلق پہلے بیان ہو چکا۔ خاص عورتوں کے مجمع میں واعظ کا وعظ کرنا حدیث ذیل سے ثابت ہوتا ہے۔

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال قالت النساء للنبی صلی اللہ علیہ وسلم غلبنا علیک

الرجال فاجعل لنا یوما من نفسک فوعدهن یوما لقیہن فیہ فوعظہن الحدیث (بخاری) (۱)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ عورتوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ آپ کی مجالس وعظ وپند پر مرد ہم سے غالب ہیں یعنی وہ روز حاضر رہتے ہیں اور ان کی وجہ سے ہمیں حاضری کا موقع نہیں ملتا۔ اس لئے آپ ہمارے لئے اپنی جانب سے کوئی دن مقرر فرمائیں تو آپ نے ان سے ایک دن کا وعدہ فرمایا اور اس روز آپ نے عورتوں کے پاس تشریف لے جا کر وعظ فرمایا۔

وفی رواية سیل بنابی صالح عن ابيه عن ابی هريرة انه صلى الله عليه وسلم قال موعد کن

بيت فلا نة الخ (فتح الباری) (۲)

اس حدیث سے دو باتیں معلوم ہونیں (۱) اول یہ کہ باوجود یہ کہ جماعت نماز میں عورتیں مردوں کے ساتھ مساجد میں شریک ہوتی تھیں۔ مگر وعظ وپند کی مجالس میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بھی مردوں کے مجمع میں حاضر نہیں ہوتی تھیں اور اپنے عدم حضور کے وجہ مردوں کا حاضر ہونا بیان کر کے ایک جداگانہ دن مقرر فرمانے کی درخواست کی۔ (۲) دوسرے یہ کہ عورتوں کے مجمع میں واعظ عالم متقی کو جانا اور وعظ کرنا جائز ہے اور یہ ضرورت شرعیہ ہے جس کا ثبوت خود آنحضرت ﷺ کے فعل سے ہو گیا۔ پس اگر عورتوں کا مجمع ان منکرات سے خالی ہو جو اوپر مذکور ہوئے اور وہ وعظ کی درخواست کریں تو عالم متدین کو وہاں جا کر وعظ کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ واللہ اعلم۔

کتبہ العبد الاواہ محمد کفایت اللہ عفا عنہ مولانا مدرس، مدرسۃ الامینیۃ الواقعہ بدلی (سن ۱۳۴۳ھ)

صلوۃ الصالحات

مطبوعہ سن ۱۳۳۴ھ

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على رسوله محمد واله واصحابه اجمعين اما بعد شعبان سن ۱۳۳۴ھ میں ایک صاحب نے خاکسار کے سامنے ایک سوال پیش کیا۔ وہ یہ کہ عورتوں کا مجالس وعظ میں جانا جائز ہے یا نہیں؟ مسائل حنفی تھا اس لئے خاکسار نے حنفی مذہب کے موافق جواب تحریر کر دیا۔ اور سادات فقہائے حنفیہ کی عبارتیں نقل کر دینا کافی سمجھا۔ جواب کسی قدر طلب طویل ہو گیا۔ اس لئے اسے رسالہ کی شکل میں مرتب کر کے اس کا نام کف المؤمنات عن حضور اجتماعات رکھا اور حاجی عبدالرحمن صاحب نے اسے چھپوا کر شائع کر دیا۔

(۱) صحیح البخاری، کتاب العلم، باب هل يجعل النساء يوم على حدة، ۲۰/۱، قدیمی

(۲) فتح الباری، کتاب العلم، باب هل يجعل النساء يوم على حدة، ۱۷۵/۱، بلاق

مجھے اس وقت یہ بیان کرنا ہے کہ نہ میں نے رسالہ کف المؤمنات کسی مختصصت کی بناء پر لکھا تھا اور نہ مجھے اتنی فرصت ہے کہ میں ایسی باتوں میں پڑ کر اپنا وقت ضائع کروں۔ مجھ سے مسئلہ پوچھا گیا تھا میں نے جو کچھ حق سمجھا ظاہر کر دیا۔ حنفی مذہب کے لحاظ سے تو اس میں حکم کراہت کا کافی ثبوت موجود ہے۔ اور فقہ حنفی کی معتبر کتابیں وہی حکم دیتی ہیں جو کف المؤمنات میں لکھا گیا ہے۔ اس لئے اگر کوئی حنفی عالم اس سے اختلاف کرتا تو یقیناً اصول حنفیہ کو چھوڑ کر اس کو انداز تحریر اختیار کرنا پڑتا۔ اور ایسی حالت میں مجھے اس کی طرف التفات کرنے کی ضرورت نہ ہوتی۔

لیکن آج اذی قعدہ سن ۱۳۳۲ھ کو ایک رسالہ مسمی عید احمدی میری نظر سے گزرا۔ دیکھنے سے معلوم ہوا کہ اس کے مؤلف کوئی مولوی عبدالستار صاحب کاناوری ہیں۔ اور وہ نہ صرف مؤلف کف المؤمنات کو بلکہ علامہ مینی کو صراحتہ اور ائمہ حنفیہ و دیگر بزرگان دین کو کنایہ یہ الزام دیتے ہیں کہ انہوں نے حدیث کے خلاف کیا۔ ارشاد نبوی کی مخالفت کی۔ حدیثوں کا مطلب نہیں سمجھے۔ حضرت عائشہؓ پر بہتان باندھا وغیرہ۔

یہ سب کچھ تو ہوا۔ لیکن عید احمدی کو اول سے آخر تک دیکھئے تو ایک دو سطریں بھی ایسی نہیں ملیں گی جنہیں کف المؤمنات کے کسی مضمون کا معقول جواب کہا جاسکے۔ اور باوجود دعوائے حدیث دانی احادیث کی خبر نہیں۔ حدیثوں کے معنی و مفہوم سے مس نہیں۔

اگرچہ عید احمدی کسی اہل علم و فہم کے نزدیک تو قابل التفات بھی نہیں۔ لیکن محض اس خیال سے کہ عوام کو کہیں یہ دھوکہ نہ ہو جائے کہ واقعی حنفیہ کا یہ کہنا کہ غورتوں کا نکلنا مکروہ ہے بے دلیل بات ہے میں نے مناسب سمجھا کہ اس مسئلہ کو اچھی طرح واضح کر دیا جائے اور احادیث نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آثار صحابہ کرام و اقوال سلف صالحین سے اس کا پورا ثبوت دے دیا جائے۔ میں نے نفس مسئلہ کو واضح کرنے کے خیال سے یہ تحریر لکھی ہے۔ امید ہے کہ اہل علم و فہم اس سے نفع اٹھائیں گے اور مسئلہ کی حقیقت سے واقف ہو کر بے راہی سے بچیں گے۔ و ما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب

واضح ہو کہ حضرات فہمائے حنفیہ رحمہم اللہ اس کا انکار نہیں کرتے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں عورتیں نماز پچگانہ اور عیدین کی جماعت میں حاضر ہوتی تھیں۔ وہ اس کا نہایت بلند آواز سے اقرار کرتے ہیں۔ پس حنفیہ کے سامنے اور ان کے مقابلے میں ایسی حدیثیں جن سے صرف آنحضرت ﷺ کے زمانہ مبارک میں غورتوں کا جماعت میں جانا ثابت ہوتا ہو پیش کرنا مفید نہیں۔ کلام اس میں ہے کہ آیا اب بھی یہ حکم باقی ہے یا نہیں؟ تو اس بحث اور اس کے متعلقات کو ہم متعدد فصلوں میں فصل طور پر بیان کرتے ہیں۔

(۱) آیا مردوں کی طرح غورتوں کو جماعت میں حاضر ہونے کی تاکید تھی یا نہیں؟

اس باب میں کوئی حدیث ایسی پیش نہیں کی جاسکتی جس سے غورتوں کے لئے جماعتوں کی حاضری مؤکد ثابت ہوتی ہو۔ ہم نے جہاں تک کتب حدیث کو دیکھا اور شروح حدیث کا مطالعہ کیا ہمیں کوئی روایت ایسی دستیاب نہیں ہوئی۔ بلکہ چند احادیث سے اس کا خلاف ثابت ہوتا ہے۔

حدیث (۱) عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لولا ما فی البیوت من النساء والذریۃ اقامت صلوٰۃ العشاء وامرت فتیانہ یحرقون ما فی البیوت بالنار (رواہ احمد

(۱) مشکوٰۃ

ترجمہ :- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر گھروں میں عورتیں اور بچے نہ ہوتے تو میں نماز عشا قائم کرتا اور اور اپنے جوانوں کو حکم کرتا کہ گھروں میں آگ لگا دیں۔

یہ وعید آنحضرت ﷺ نے ان لوگوں کے لئے فرمائی تھی جو جماعت عشا میں حاضر نہ ہوتے تھے۔ اس حدیث سے ہر شخص بہ آسانی سمجھ سکتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ان مردوں کو جو جماعت عشا میں حاضر نہ ہوتے تھے آگ سے جلا دینے کی سزا دینے کا ارادہ فرمایا مگر عورتوں بچوں کا گھر میں ہونا اس کی تکمیل سے مانع آیا۔ عورتوں کا اس حدیث میں ذکر فرمانا اس کی دلیل ہے کہ وہ جماعت میں حاضر ہونے کی مکلف نہ تھیں اور جماعت ان کے ذمہ مؤکد نہ تھی۔ ورنہ وہ بھی اسی جرم کی مجرم اور اور اسی سزا کی مستوجب ہوتیں۔ اور ان کا گھر میں ہونا مردوں کی سزا کے لئے مانع نہ ہوتا۔ لیکن چونکہ وہ اس غیر حاضری میں شرعی مجرم نہ تھیں اس لئے ان کے جل جانے کا خیال مردوں کی سزا دینے میں بھی مانع ہو گیا۔ اسی طرح تمام وہ حدیثیں جو آگے آتی ہیں اس امر کی دلیل ہیں کہ عورتوں کے ذمہ جماعت میں شریک ہونا ضروری نہ تھا۔

(۲) آیا عورتوں کو گھروں میں نماز پڑھنا افضل تھا یا مسجد میں؟

حدیث (۲) عن ام سلمة رضي الله تعالى عنها عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال خير مساجد النساء قعر بيوتهن (رواه الامام احمد والبيهقي كذا في كنز العمال) (۲)
ترجمہ :- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا آنحضرت ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ آپ نے فرمایا عورتوں کے لئے بہترین مسجد ان کی کوٹھریوں کا اندرونی حصہ ہے۔

حدیث (۳) عن ام سلمة رضي الله عنها عن النبي صلى الله عليه وسلم قال صلوة المرأة في بيتها خير من صلوتها في حجرتها وصلوتها في حجرة خیر من صلوتها في دارها وصلوتها في دارها خیر من صلوتها في خارج (رواه الطبرانی في الاوسط كذا في كنز العمال) (۳)
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عورت کی نماز جو اندرونی کمرہ میں ہو وہ والاں کی نماز سے بہتر ہے اور والاں کی نماز صحن کی نماز سے بہتر ہے اور صحن کی نماز گھر سے باہر کی نماز سے بہتر ہے۔

حدیث (۴) عن ام حميد امرأة ابي حميد الساعدي عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال لها قد علمت انك تحبين الصلوة بمعى وصلوتك في بيتك خير من صلوتك في حجرتك وصلوتك في حجرتك خير من صلوتك في دارك وصلوتك في دارك خير من صلوتك في مسجد قومك وصلوتك

(۱) مجمع الزوائد ، کتاب الصلوة ، باب التشديد على ترك الجماعة ، ۴۲ / ۲ ، بیروت و کذا فی المسند لا امام احمد بن حنبل ۳۶۷ / ۲ ، ميمنه

(۲) کنز العمال ، کتاب الصلاة ، فصل فی حکم خروج النساء ، الی المساجد ، ۷ / ۶۷۶ ، (رقم الحديث : ۲۰۸) ، التراث الاسلامی بیروت .

(۳) کنز العمال ، کتاب الصلوة فصل فی حکم خروج النساء الی المساجد ، ۷ / ۶۸۶ ، (رقم الحديث : ۲۰۸۶۹) ، التراث الاسلامی بیروت

فی مسجد قومک خیر من صلوتک فی مسجدی (رواہ الامام احمد و ابن حبان کذا فی کنز العمال) (۱)
ابو حمید ساعدی کی بیوی ام تمیمہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ میں جانتا ہوں کہ تم میرے ساتھ نماز پڑھنا پسند کرتی ہو۔ حالانکہ تمہاری وہ نماز جو اندرونی کو ٹھہری میں ہو وہ والا ان کی نماز سے بہتر ہے اور والا ان کی نماز صحن کی نماز سے بہتر ہے اور گھر کے صحن کی نماز محلہ کی مسجد کی نماز سے بہتر ہے اور محلہ کی مسجد کی نماز میری مسجد (مسجد نبوی) کی نماز سے بہتر ہے۔

حدیث (۵) واورده الهیثمی فی مجمع الزوائد وزاد فامرت فبنی لها مسجد فی اقصى بیت فی بیتها واطلمه فکانت تصلی فیہ حتی لقیتم الله عزوجل قال الهیثمی رجالہ رجال الصحیح غیر عبد الله ابن سؤید الانصاری و وثقه ابن حبان۔ (۲)

اور اس حدیث کو تیشمی مجمع الزوائد میں لائے ہیں اور اس میں اتنی زیادتی اور ہے کہ ام تمیمہ نے آنحضرت ﷺ سے یہ سن کر اپنے گھر والوں کو حکم دیا اور ان کے لئے ان کے گھر کی ایک اندرونی کو ٹھہری میں جو نہایت تاریکی میں تھی نماز کی جگہ بنا دی گئی اور یہ اس میں نماز پڑھتی رہیں یہاں تک کہ خدا سے جا ملیں۔ حافظ تیشمی نے کہا کہ اس روایت کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔ سوائے عبد اللہ بن سؤید انصاری کے۔ تو ان کو لکن حبان نے ثقہ بتایا ہے۔

حدیث (۶) عن عبد الله بن مسعود رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم قال صلوة المرأة فی بیتها افضل من صلوتها فی حجرتها او صلوتها فی مخدعها افضل من صلوتها فی بیتها۔ (رواہ ابو داؤد) (۳)
حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عورت کی نماز کو ٹھہری میں بیرونی کمرے کی نماز سے بہتر ہے۔ اور کو ٹھہری کے اندر چور گھر کی نماز کو ٹھہری کی نماز سے بہتر ہے۔
(چور گھر سے مراد وہ چھوٹی سی کو ٹھہری ہے جو گھر کے بالکل اندرونی حصہ میں اشیائے نفیسہ یا روپیہ پیسے رکھنے کے لئے بناتے ہیں)

حدیث (۷) عن ابن مسعود رضی الله تعالیٰ عنه قال صلوة المرأة فی بیتها افضل من صلوتها فی حجرتها و صلوتها فی حجرتها افضل من صلوتها فی دارها و صلوتها فی دارها افضل من صلوتها فی ماسواها ثم قال ان المرأة اذا خرجت استشرفها الشیطان رواد الطیرانی فی الکبیر و رجالہ رجال الصحیح (مجمع الزوائد) (۴)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا کہ عورت کی کو ٹھہری کی نماز والا ان کی نماز سے بہتر ہے۔ اور والا ان کی نماز گھر کے صحن کی نماز سے بہتر ہے اور گھر کے صحن کی نماز اور جگہوں کی نماز سے بہتر ہے۔ پھر کہا

(۱) کنز العمال، کتاب الصلاة، فصل فی حکم خروج النساء الی المساجد، ۷/ ۶۷۶، (رقم الحدیث: ۲۰۸۷۰)، الترات الاسلامی بیروت

(۲) مجمع الزوائد، کتاب الصلاة، باب خروج النساء الی المساجد وغیر ذلك، ۲/ ۳۴، بیروت

(۳) سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب التشدید فی ذلك، ۱/ ۸۴، سعید

(۴) مجمع الزوائد، کتاب الصلاة، باب خروج النساء الی المساجد وغیر ذلك، ۲/ ۳۴، بیروت

کہ بے شک عورت جہاں نکلی اور شیطان اس کی تاک میں لگا۔ طبرانی نے اسے مُتَم کبیر سے روایت کیا اور اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔

حدیث (۸) وعنه انه كان يحلف فيبليغ في اليمين مامن مصلی للمرأة خير من بيتها الا في حج او عمرة الا امرأة قد يئست من البعولة وهي في منقلبيها قلت ما منقلبيها قال امرأة عجوز قد تقارب خطوها رواه الطبرانی في الكبير ورجاله موثقون (مجمع الزوائد) (۱)

اور ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ وہ قسم کھاتے تھے اور سخت قسم کھاتے تھے کہ عورت کے لئے اس کی کوٹھری سے بہتر اور افضل کوئی مسجد نہیں مگر حج اور عمرہ میں سوائے اس عورت کے جو خاوند کی خواہش سے بے نیاز ہونے کی عمر تک پہنچ گئی ہو اور اپنے مقتلین میں ہو۔ راوی نے پوچھا کہ مقتلین میں ہونے سے کیا مراد ہے۔ فرمایا ایسی بڑھیا کہ ضعف پیری کی وجہ سے اس کے قدم قریب قریب پڑنے لگیں۔ طبرانی نے مُتَم کبیر میں اسے روایت کیا اور اس کے راوی سب ثقہ ہیں۔

حدیث (۹) وعنه ما صلت امرأة من صلوة احب الى الله من اشد مكان في بيتها ظلمة رواه الطبرانی في الكبير ورجاله موثقون (مجمع الزوائد) (۲)

اور ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ عورت کی کوئی نماز خدا کو اس نماز سے زیادہ محبوب نہیں جو اس کی تاریک تر کوٹھری میں ہو۔

حدیث (۱۰) وعن عبد الله بن مسعود عن النبي صلى الله عليه وسلم قال المرأة عورة وانها اذا خرجت استشرفها الشيطان وانها اقرب ما تكون الى الله وهي في قعر بيتها رواه الطبرانی ورجاله موثقون (مجمع الزوائد) (۳)

اور عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے فرمایا کہ عورتیں سر تاپا پردہ کی چیز میں اور بے شک جہاں وہ گھرسی نکلی شیطان اس کی تاک میں لگا۔ اور بے شک وہ خدا سے زیادہ قرب اسی حالت میں ہوتی ہے جب کہ اپنی کوٹھری میں ہوتی ہے۔ اسے طبرانی نے ثقہ راویوں کے طریقے سے روایت کیا ہے۔

حدیث (۱۱) وعن عبد الله بن مسعود قال انما النساء عورة وان المرأة لتخرج من بيتها وما بها من باس فيستشرفها الشيطان فيقول انك لا تمرين باحد الا اعجبتيه وان المرأة لتلبس ثيابها فيقال اين تريد بين فتقول اعود مريضا او اشهد جنازة او اصلی في مسجد وما عبت امرأة ربها مثل ان تعبد في بيتها رواه الطبرانی ورجاله ثقات (مجمع الزوائد) (۴)

اور عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے فرمایا کہ عورتیں سر تاپا پردہ کی چیز میں اور بے شک عورت گھرتے ایسی حالت میں نکلتی ہے کہ اس کے اندر کوئی عیب نہیں ہوتا پھر شیطان اس کی تاک میں لگ جاتا ہے اور اس سے کہتا

(۱) مجمع الزوائد، کتاب الصلاة، باب خروج النساء الى المساجد وغير ذلك، ۳۴/۲، بیروت

(۲) مجمع الزوائد، کتاب الصلاة، باب خروج النساء الى المساجد وغير ذلك، ۳۵/۲، بیروت

(۳) ایضاً

(۴) ایضاً

ہے کہ تو جس کے سامنے سے گزرے گی اسے اچھی لگے گی۔ اور بے شک عورت لباس پہنتی ہے تو گھر والے پوچھتے ہیں کہ کہاں کا ارادہ ہے تو کہتی ہے کسی بیمار کو دیکھنے جاتی ہوں یا موتی میں جاتی ہوں یا مسجد میں نماز کو جاتی ہوں۔ حالانکہ عورت کی کوئی عبادت اس سے بہتر نہیں کہ اپنی کوٹھری میں عبادت کرے۔ اسے طبرانی نے ثقہ راویوں سے روایت کیا۔

ان تمام حدیثوں سے مفصلہ ذیل باتیں صراحۃً ثابت ہوتی ہیں :-

(۱) عورتوں پر جماعت میں حاضر ہونے کی تاکید نہیں بلکہ برخلاف اس کے ان کے لئے گھر میں نماز پڑھنا افضل ہے۔ (دیکھو تمام احادیث مذکورہ)

(۲) عورتوں کا آنحضرت ﷺ کے زمانے میں جماعتوں میں حاضر ہونا محض رخصت و بلاحت کی بنا پر تھا نہ کہ تاکید یا فضیلت و استحباب کی بنا پر۔ (دیکھو حدیث نمبر ۴، ۵)

(۳) باوجود اس رخصت و بلاحت کے آنحضرت ﷺ کا ارشاد اور تعلیم ان کے لئے یہی تھی کہ اپنے گھروں میں نماز پڑھیں۔ اور اسی کی ترغیب دیتے تھے اور فضیلت بیان فرماتے تھے۔ (دیکھو حدیث نمبر ۴ خصوصاً)

(۴) حدیث چہارم میں اس زیادتی سے جو حافظ پیشی نے نقل کی ہے صراحۃً یہ بات ثابت ہے کہ ام تہید رضی اللہ عنہا نے آپ کی تعلیم و ترغیب پر حمل کر کے مدۃ العمر اپنی کوٹھری کے اندر نماز پڑھی۔ اور یہ آنحضرت ﷺ کے ارشاد کا عین اتباع اور آپ کی خواہش کی تکمیل تھی۔

(۵) حدیث دہم سے صراحۃً یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آنحضرت ﷺ عورت کے گھر سے نکلنے کو محل فتنہ فرماتے ہیں اور اپنی کوٹھری میں رہنا اس کے لئے باعث تقرب الی اللہ۔ اور اسی لئے حدیث نمبر ۸، ۹ حضرت ابن مسعودؓ مبالغہ سے قسم کھا کر اس کی ہر نماز کو گھر کی کوٹھری میں افضل فرماتے ہیں۔

(۶) حدیث دوم سوم چہارم میں آنحضرت ﷺ کے ارشاد سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ عورت کی کوٹھری کے اندر کی نماز والا ان کی نماز سے افضل اور والا ان کی نماز صحن دار کی نماز سے افضل اور صحن کی نماز مسجد محلہ کی نماز سے افضل اور مسجد محلہ کی نماز مسجد نبوی کی نماز سے افضل ہے۔ پس اس میں کیا شبہ رہا کہ عورتوں کو جماعت میں اور مسجد نبوی میں حاضر ہونا کسی استحباب و فضیلت کی وجہ سے نہ تھا بلکہ محض مباح تھا۔

پس کس قدر افسوس ہے ان لوگوں کے حال پر جو عورتوں کو مسجد میں بلاتے اور جماعتوں میں آنے کی ترغیب دیتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کی تعلیم اور آپ کی مرضی و منشاء کے خلاف انہیں تعلیم دیتے اور غضب یہ ہے کہ اسے سنت بتاتے ہیں اور اپنے اس فعل کو احیائے سنت سمجھتے ہیں اگر عورتوں کے لئے جماعتوں میں حاضر ہونا سنت ہوتا تو آنحضرت ﷺ اپنی مسجد کی نماز سے مسجد محلہ کی نماز کو اور مسجد محلہ کی نماز سے گھر کی نماز کو افضل فرماتے؟ کیونکہ اس صورت میں گھر میں تنہا نماز پڑھنا عورتوں کے لئے ترک سنت ہوتا تو کیا ترک سنت میں ثواب زیادہ تھا اور سنت پر عمل کرنے میں کم۔ اور کیا رسول اللہ ﷺ عورتوں کو گھر میں نماز پڑھنے کی ترغیب دے کر گویا ترک سنت کی ترغیب دیتے تھے۔ شاید یہ لوگ اپنے آپ کو آنحضرت ﷺ سے زیادہ بزرگ اور اپنی مسجدوں کو مسجد نبوی سے زیادہ افضل سمجھتے ہیں۔

(۷) مسجد نبوی میں ایک نماز پر روایت حضرت انسؓ پچاس ہزار نماز کا ثواب ملتا ہے :-

حدیث (۱۲) عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوۃ الرجل فی بیته بصلوۃ الی قوله علیہ السلام وصلواتہ فی مسجدی بخمسين الف صلوۃ الحدیث رواہ ابن ماجہ (مشکوٰۃ) (۱)

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آدمی کی نماز گھر میں تو ایک ہی نماز شمار ہوتی ہے (الی قولہ) اور اس کی نماز میری مسجد میں پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہوتی ہے۔

جب کہ مسجد نبوی کی اس فضیلت کی باوجود عورت کی مسجد محلہ کی نماز مسجد نبوی کی نماز سے افضل فرمائی گئی اور گھر کی نماز مسجد محلہ کی نماز سے افضل بتائی گئی اور والان کی نماز صحن کی نماز سے افضل اور کوٹھری کی نماز والان کی نماز سے افضل ہوئی تو اس سے نہایت واضح طور پر یہ بات ثابت ہو گئی کہ عورت جس قدر اپنے پردے اور قسطنز کی جگہ سے دور ہوتی جاتی ہے اسی قدر ثواب کم ہوتا جاتا ہے۔ اور یہ کیوں؟ صرف اس لئے کہ جس قدر گھر سے دوری ہوتی جاتی گئی فتنہ کا احتمال قوی ہوتا جائے گا۔ ورنہ کمی ثواب کی کوئی وجہ نہیں۔ دیکھو مردوں کے دور جانے میں چونکہ یہ احتمال فتنہ نہیں ہے اس لئے دور جانے سے ثواب زیادہ ہوتا ہے۔

حدیث (۱۳) عن ابی موسیٰ الا شعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعظم الناس اجر فی الصلوۃ بعدہم فابعدہم ممشی (بخاری و مسلم) (۲)

حضرت ابو موسیٰ اشعرئیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ثواب میں وہ لوگ بڑھے ہوتے ہیں جو نماز کے لئے دور سے آتے ہیں اور ان سے زیادہ وہ جو ان سے زیادہ دور سے آتے ہیں۔

حدیث (۱۴) وعن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لبني سلمة حين ارادوا ان ينتقلوا قرب المسجد ديار کم تکتب اثار کم ديار کم تکتب اثار کم انتھی مختصر (مسلم) (۳)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب بنی سلمہ نے مسجد نبوی کے قریب آجانے کا ارادہ کیا تو آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اپنے گھروں میں رہو۔ دور سے آنے میں تمہارے قدموں کا ثواب لکھا جائے گا مگر یہی فرمایا۔

پھر یہ رخصت و بلاحت بھی ان شرطوں کے ساتھ مشروط تھی کہ عورت خوشبو لگا کر نہ جائے۔ لباس فاخرہ پہن کر نہ نکلے۔ بٹناہ و ازیر پہن کر نہ آئے۔ دیکھو احادیث ذیل :-

حدیث (۱۵) عن زینب الثقفیة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا خرجت الی العشاء فلا تمسین طیباً (رواہ ابن حبان کذا فی الکتر) (۴)

زینب ثقفیہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عورت جب عشا کی نماز کے لئے نکلے تو ہرگز

(۱) سنن ابن ماجہ، کتاب الصلوۃ، باب ماجاء فی الصلوۃ فی المسجد الجامع، ص: ۱۰۳، میر محمد

(۲) صحیح البخاری، کتاب الصلوۃ، باب فضل صلوۃ الرجل فی جماعۃ، ۹۰/۱، قدیمی

(۳) الصحیح لمسلم، کتاب المساجد، ۱، ۲۳۵، قدیمی

(۴) کتر العمال، کتاب الصلوۃ، فصل فی خروج النساء الی المساجد، ۷/۲۷۸، (رقم الحدیث، ۲۰۸۷۶)، التراث الاسلامی بیروت

خوشبو نہ لگائے۔

حدیث (۱۶) وعنہا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا شهدت احدا کن العشاء فلا تطیب تلك اللية (رواہ مسلم) (۱)

اور انہیں زینب سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی عورت منشاء کی نماز میں جانے کا ارادہ کرے تو اس رات خوشبو نہ لگائے۔

حدیث (۱۷) وعن زینب امر (ؓ) عبد اللہ قالت قال لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا شهدت احدا کن المسجد فلا تمس طيبا (رواہ مسلم) (۲)

اور عبداللہ کی بیوی زینب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم عورتوں سے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی عورت مسجد میں آئے تو خوشبو نہ لگائے۔

حدیث (۱۸) وعن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تمنعوا اماء اللہ مساجد اللہ ولكن لتخرجن وهن تغلات (رواہ ابو داؤد) (۳) قوله وهن تغلات ای غیر مستطیبات یقال امرأۃ تغلۃ اذا كانت متغیرۃ الريح کذا قال ابن عبد البر وغيره قاله الشوکانی وفي المعالم التغل سوء الرائحة یقال امرأۃ تغلۃ اذا لم تطیب (عون المعبود) (۴) ویلحق بالطیب مافی معناه من المحركات لداعی الشهوة کحسن الملبس والتحلۃ الذی یظهر اثره والزینۃ الفاخره (عون المعبود) (۵)

اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم خدا کی بندویں کو خدا کی مسجدوں سے نہ روکو۔ لیکن وہ ایسی حالت میں جائیں کہ میلی کچلی ہوں قولہ وهن تغلات یعنی تنفات کے معنی یہ ہیں کہ خوشبو لگائے ہوئے نہ ہوں۔ امرأۃ تغلۃ اس عورت کو کہا جاتا ہے جو متغیرۃ الرائحة ہو۔ اسی طرح لان عبدالبر نے کہا ہے یہ شوکانی کا بیان ہے۔ اور معالم میں ہے کہ تغل کے معنی ناگوارہ کے ہیں۔ امرأۃ تغلۃ جب کہا جاتا ہے کہ خوشبو نہ لگائے ہوئے نہ ہو۔ اور خوشبو کے حکم میں تمام وہ چیزیں شامل ہیں۔ جو خواہشات نفسانی کو حرکت میں لانے والی ہیں جیسے عمدہ لباس اور مدیر و زور جس کے آثار ظاہر ہوں اور پر تکلف زینت۔

ان حدیثوں سے صراحت یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ عورتوں کو مسجدوں میں آنے کی جو اجازت اور رخصت تھی وہ ان قیود اور شرائط کے ساتھ تھی۔ تو ظاہر ہے کہ ان شرطوں پر عمل نہ ہونے کی حالت میں ان کے سے اجازت دینا گویا خلاف حکم آنحضرت ﷺ کے اجازت دینا ہے۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ آج کل مساجد میں جانے والی اور عمیدین میں حاضر ہونے والی عورتیں ان قیود و شروط پر عمل کرتی ہیں؟ کیا وہ عمدہ لباس زیب تن کر کے نہیں جاتیں؟ کیا ہتھکڑیاں پہنے ہوئے نہیں جاتیں؟ اور کیا وہ میلی کچلی متغیر الرائحة کپڑوں میں جانے کے حکم پر عمل کرتی ہیں؟ اگر کوئی شخص خواہ متواہر و زبردستی سے یہ دعویٰ کرے کہ ہاں ایسا ہی کرتی ہیں تو اس کے جواب کے لئے ناظرین

(۱) الصحيح لمسلم، کتاب الصلاة، ۱، ۱۸۳، قدیمی (۲) الصحيح لمسلم، کتاب الصلاة، ۱، ۱۸۳، قدیمی

(۳) سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب ما جاء فی خروج النساء، الی المساجد، ۱، ۱۸۴، سعید

(۴) عون المعبود، کتاب الصلاة، باب ما جاء فی خروج النساء الی المساجد، ۳، ۳۷۳، دار الفکر بیروت

(۵) عون المعبود، کتاب الصلاة، باب ما جاء فی خروج النساء الی المساجد، ۳، ۲۷۴، دار الفکر بیروت

آگے آنے والی فصل سوم کو ملاحظہ فرمائیں۔ لیکن منصف مزاج جوہر دھرمی کو برا سمجھتے ہیں وہ یقیناً انہیں شریعت کا خلاف دیکھ کر اور صریح احکام نبویہ کی مخالفت مشاہدہ کر کے عینیں سے سمجھ لیں گے کہ آج کل عورتوں کے لئے وہ اباحت اس وجہ سے نہیں رہی کہ وہ شریعت و اباحت پر عمل نہیں کرتیں۔ اور ان سے عمل کرانا بھی مشکل ہے۔

تکملہ :- اگرچہ ان تمام حدیثوں کے دیکھنے کے بعد کسی سمجھدار شخص کو اس میں شبہ نہیں رہے گا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں عورتوں کا جماعتوں میں حاضر ہونا محض رخصت و اباحت کے طور پر تھا۔ نہ کہ فضیلت و انتخاب کے طور پر۔ لیکن آج کل کے مدعیان عمل بالحدیث لوگوں کو یہ سمجھاتے ہیں کہ عورتوں کا جماعتوں میں جانا عیدین میں حاضر ہونا سنت ہے بلکہ سنت بھی مؤکدہ ہے۔ حالانکہ سب جانتے ہیں کہ سنت مؤکدہ اسے کہتے ہیں جس کے تارک پر مایامت ہوتی ہے اور ترک پر اصرار کرنے والا مستحق سزا ہوتا ہے۔ جیسے جماعت کے مردوں کے لئے سنت مؤکدہ ہے۔ اگر کوئی شخص جماعت میں حاضر نہ ہو تو مستحق مایامت ہو گا اور ترک پر اصرار کرنے والا اور ترک کی مایامت والے والا مستحق سزا ہو گا۔ رسول خدا ﷺ نے عشائی نماز میں حاضر نہ ہونے والوں کو جلا دینے کا ارادہ فرمایا۔ یہ کیوں؟ اس لئے کہ انہوں نے جماعت عشائی میں حاضر نہ ہونے کی عادت کر لی تھی۔ پس اگر عورتوں کے لئے جماعت سنت مؤکدہ ہوتی تو ام حمید جنہوں نے مدۃ العمر گھر کی کوٹھری میں نماز پڑھی مستحق سزا ہوتیں۔ بلکہ اگر جماعت عورتوں کے لئے مستحب اور افضل بھی ہوتی تو آنحضرت ﷺ ام حمید کو گھر میں نماز پڑھنے کی ترغیب نہ دیتے۔ حالانکہ وہ آپ کی پیچھے نماز پڑھنے کی رغبت اور خواہش رکھتی تھیں۔

اس گروہ کی اس غلط بیانی کے طلسم کو توڑنے کے لئے ہم ان حدیثوں کو یہاں پر ذکر کرتے ہیں جنہیں یہ عمل بالحدیث کا دعویٰ کرنے والے لوگوں کو سننا کر عورتوں کا جماعتوں میں حاضر ہونا سنت بتاتے ہیں اور ان احادیث نبویہ کے صحیح معنی پیش کرتے ہیں جن سے ناظرین انصاف پسند خود موازنہ کر لیں گے کہ ان مدعیان عمل بالحدیث کا دعویٰ ان حدیثوں سے کمال تک ثابت ہوتا ہے۔

حدیث (۱۹) لا تمنعوا النساء حظوظہن من المساجد اذا استاذنکم۔ (۱)

عورتوں کے مساجد میں سے حصوں کو نہ روکو۔ جب وہ اجازت مانگیں۔

حدیث (۲۰) لا یمنع رجل اہلہ ان یاتوا المسجد (احمد) (۲)

کوئی شخص اپنے اہل کو مسجد میں جانے سے نہ روکے۔

حدیث (۲۱) لا تمنعوا النساء کم المساجد (ابوداؤد) (۳)

اپنی عورتوں کو مسجدوں سے نہ روکو۔

حدیث (۲۲) اذا استاذنت امرأۃ احدکم الی المسجد فلا یمنعہا (صحیح بخاری صحیح مسلم) (۴)

جب تم میں سے کسی کی بیوی مسجد جانے کی اجازت مانگے تو برگزارت منع نہ کیا جائے۔

(۱) الصحیح لمسلم، کتاب الصلوۃ، باب خروج النساء، الی المساجد، ۱، ۱۸۳، قدیمی

(۲) مسند احمد بن حنبل، ۲، ۳۶، فی معجم الکبیر للطبرانی، ۱۲، ۴۰۸

(۳) سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب ما جاء فی خروج النساء الی المساجد، ۱، ۸۴، سعید

(۴) صحیح البخاری، کتاب الصلاۃ، باب انصراف النساء من الصبح، ۱۰، ۱۲۰، قدیمی

یہ حدیثیں عید احمدی میں اسی طرح لکھی ہیں ہم نے عینہ اسی سے یہاں نقل کر دی ہیں۔ لیکن ان حدیثوں میں کیا ہے؟ صرف یہ کہ خاوندوں کو عورتوں کو مسجد میں جانے سے روکنے کی ممانعت ہے۔ ان حدیثوں سے یہ ہم گنہ ثابت نہیں ہوتا کہ عورتوں کو مسجدوں میں جانا مستحب یا سنت مؤکدہ ہے۔ عورتوں کو چونکہ آپ کے زمانے میں مسجدوں میں جانا مباح تھا تو اس لباحت و رخصت سے فائدہ اٹھانے کا حق انہیں حاصل تھا اس لئے مردوں کو ان کے روکنے سے منع فرمایا تاکہ ان کا یہ حق زائل نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ اس وقت عورتوں کے مسجد میں آنے کا ایک فائدہ یہ بھی تھا کہ عورتوں کو تعلیم کی بہت حاجت تھی اور اس بات کی ضرورت تھی کہ وہ مسجد میں حاضر ہو کر آنحضرت ﷺ کے افعال نماز کو دیکھیں اور اگر۔ کوئی بات پوچھنی ہو تو خود پوچھ لیں۔ (کذا قال الشيخ الحديث الدهلوی) تیسرے یہ کہ چونکہ آنحضرت ﷺ کا مبارک زمانہ فتنہ و فساد سے مامون تھا۔ اس لئے اس وقت مردوں کا عورتوں کو روکنا خوف فتنہ کی وجہ سے نہ ہوتا۔ بلکہ محض شخی اور تکبر کی بنا پر ہوتا۔ لہذا آنحضرت ﷺ نے مردوں کو فرمایا کہ عورتوں کو نہ روکیں۔ (کما فی حجة الله البالغة) (۱)

حدیث (۲۳) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انذروا للنساء باللیل الى المساجد (بخاری) (۲)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عورتوں کو رات میں مسجد جانے کی اجازت دو۔

حدیث (۲۴) عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا استاذنکم نساء کم باللیل الى المسجد فاذنوا لهن (بخاری) (۳)

حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب تمہاری عورتیں رات میں مسجد جانے کی اجازت مانگیں تو اجازت دے دو۔

ان حدیثوں سے بھی صرف اس قدر ثابت ہوتا ہے کہ عورتوں کو مسجد میں جانے کی رخصت و اجازت تھی۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ اگر عورتوں کو جانا ضروری ہو تا تو خاوندوں سے اجازت مانگنے کی قید نہ ہوتی۔ (فتی الباری) کیونکہ ضروری عبادات کے لئے اجازت مانگنا ضروری نہیں۔ نیز اس سے انتخاب بھی ثابت نہیں ہوتا۔ جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

حدیث (۲۵) عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یخرج نساء و نساء فی العیدین رواہ البیہقی وابن ماجہ (تلخیص الحبیر) (۴)

(۱) نص العارة هكذا منها ما اذا كان خوف فتنة كإمرأة أصابت بخورا ولا اختلاف بين قوله صلى الله عليه وسلم "إذا استاذنوا" أمر أحدكم إلى المسجد فلا يمنعها وبين ما حكم به جمهور الصحابة من منعهن إذ لمنهى الغيرة التي تنبعث من الالة دون خوف الفتنة والحاتر ما فيه خوف الفتنة وذلك قوله صلى الله عليه وسلم "الغرة ثان" الحديث، وحدث عائشة "ان النساء احذن" الحديث (حجة الله البالغة، ص. ۴۶۹)

(۲) الصحيح لسلم، كتاب الصلوة، باب خروج النساء إلى المساجد، ۱/ ۱۸۳، قديمی وروی البخاری بمعاد، كتاب الصلوة، باب خروج النساء، إلى المساجد باليلة، ۱/ ۱۱۹، قديمی

(۳) صحيح البخاری، كتاب الصلوة باب خروج النساء إلى المساجد باليلة، ۱/ ۱۱۹، قديمی

(۴) التلخیص الحبیر، كتاب صلوة العیدین، ۲۰/ ۸۱

اس روایت سے بھی صرف اس قدر ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں عورتوں کو عیدین میں جانے کی رخصت و بلاحت تھی اور آنحضرت ﷺ بھی اپنی صاحبزادیوں اور بیویوں کو عیدین میں لے جاتے تھے۔ لیکن صرف لے جانے کے ثبوت سے انتساب یا سنت ہونے کا ثبوت نہیں ہو سکتا۔ اس کی نظیر مندرجہ ذیل حدیث ہے:-
 حدیث (۲۶) عن عائشة رضی اللہ عنہا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یقبل بعض نسائه وهو صائم وکان املکلم لا ربه (بخاری و مسلم کذا فی التلخیص) (۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ روزہ کی حالت میں اپنی بعض ازواج کا ہوسہ لیتے تھے اور آپ اپنی خواہش پر تم سب سے زیادہ قابو رکھتے تھے۔ اور ایک اور روایت میں ہے۔ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ تم میں سے کون شخص اپنی خواہش پر اس قدر قابو رکھتا ہے جس قدر نبی ﷺ رکھتے تھے۔

اس حدیث سے باوجود ثبوت فعل آنحضرت ﷺ کے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ محال روزہ بیوی کا ہوسہ لینا سنت یا مستحب ہے۔ بلکہ حضرت عائشہؓ اشارۃً یہ بتاتی ہیں کہ لوگوں کو ایسا نہ کرنا بہتر ہے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ اپنے نفس پر قادر تھے اس لئے ہوسہ سے تجاوز کرنے کے احتمال نہ تھا۔ اور لوگوں میں چونکہ نفس پر قادر ہونے کی صلاحت کم ہے اس لئے تجاوز کا احتمال قوی ہے۔ ان کو اس سے پرہیز کرنا افضل ہے۔

حدیث (۲۷) قالت ام عطیۃ امرنا ان نخرج فنخرج الحيض والعواتق وذوات الخدور فاما الحيض فيشهدن جماعة المسلمين ودعوتهم ويعتزلن مصلاهم (بخاری) (۲)

ام عطیہؓ فرماتی ہیں ہم کو حکم کیا گیا کہ خود بھی جائیں اور حائضہ اور جوان اور پردہ نشین عورتوں کو بھی عید گاہ میں لے جائیں۔ لیکن حائضہ عورتیں صرف مجمع اور دعائیں شریک رہیں اور نماز کی جگہ سے علیحدہ رہیں۔

حدیث (۲۸) عن ام عطیۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخرجن العواتق وذوات الخدور لیشهدن العید ودعوة المسلمين ولیجتنبن الحيض مصلی الناس (رواہ ابن ماجہ) (۳)
 ام عطیہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جوان عورتوں اور پردہ نشینوں کو نکالو (یا لے جاؤ) یہ سب عید اور دعائیں حاضر رہیں اور حائضہ عورتیں نماز کی جگہ سے علیحدہ رہیں۔

یہ دونوں حدیثیں آج کل کے عامان بالحدیث کی قوی ہے قوی دلیل ہیں۔ کیونکہ ان میں امر کا لفظ اور صیغہ موجود ہے جس سے وہ تاکید یا کم از کم انتساب ثابت نہ کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن وہ ان حدیثوں کا اصل مضمون سمجھنے میں غلطی کرتے ہیں۔ ہم اس کی پوری وضاحت بیان کرتے ہیں:-

واضح ہو کہ امر کا صیغہ تین معنوں (۴) میں استعمال کیا جاتا ہے۔ کبھی اس سے وجوب مراد ہوتا ہے جیسے

(۱) صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب المباشرة للصائم، ۱، ۲۵۸، قدیمی، وفي الصحيح لمسلم، کتاب الصیام، باب ما اذا ان القلة فی الصوم لیست محرمة علی من لم تحرك شهوته، ۱، ۳۵۲، قدیمی

(۲) صحیح البخاری، کتاب العیدین، باب خروج النساء، والحيض الى المصلی، ۱، ۱۳۳، قدیمی

(۳) سنن ابن ماجہ، کتاب الصلوة، باب ما اذا خرج النساء، فی العیدین، ص: ۹۲، قدیمی

(۴) تین معنوں میں زیادہ استعمال ہوتا ہے، تات ورنہ امر کے صیغہ کا استعمال سوال معنوں میں ہوتا ہے۔ کما فی نور الانوار، ان الامر يستعمل لستة عشر معنی کالو جواب والا باحة والذب (نور الانوار، بحث الامر، ص: ۳۱، میر محمد)

اقیموا الصلوة (۱) اور کبھی انتخاب جیسے فکلو منها واطعموا القانع والمعتر (۲) اور کبھی اباحت جیسے اذا حللتم فاصطادوا۔ (۳) اور کلو واشربوا۔ (۴) اگرچہ امر کی اصل وجوب ہے۔ لیکن جب قرائن سے ثابت ہو جائے کہ وجوب مراد نہیں تو انتخاب یا اباحت کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ (۵)

اب یہاں پر یہ دیکھنا ہے کہ عیدین میں عورتوں کے جانے کے بارے میں جو امر کا ضعیف اختیار کیا گیا ہے اس میں اس سے کیا مراد ہے۔ تو یاد رہے کہ وجوب تو یقیناً مراد نہیں۔ کیونکہ اس کا کوئی قائل نہیں کہ عیدین میں عورتوں کا جانا فرض ہے۔ (وجوب سے مراد اس موقع پر فرضیت ہی ہے) عیدین کی نماز بھی اور عیدین میں جانا بھی مردوں پر تو فرض ہے (۶) نہیں پھر عورتوں پر فرض ہونے کے کیا معنی؟ اور چونکہ مدعیان عمل بالحدیث بھی فرضیت کے قائل نہیں اس لئے ہمیں اس کے متعلق مزید بیان کی حاجت نہیں۔ اب ربادوسر احتمال کہ امر انتخاب ہے اسے ہو تو ہم کہتے ہیں کہ یہ بھی نہیں۔ اور اس کی کئی دلیل ہیں۔ اول یہ کہ رسول اللہ ﷺ کے وہ صریح ارشاد ملاحظہ کرو جن میں آپ عورت کو کوٹھرنی کی نماز کو مسجد کی نماز سے افضل فرماتے ہیں۔ اور اسی فصل میں ہم مفصل طور پر ائٹل کر چکے ہیں۔ آنحضرت ﷺ اپنی مسجد کی نماز سے (جس میں پچاس ہزار نماز کا ثواب ہے) عورتوں کی کوٹھرنی کی نماز کو دینی درجہ افضل اور بہتر فرماتے ہیں اور اس کے سوا اس کی کوئی وجہ نہیں کہ عورت جس قدر اپنے حیز استنار اور پردہ کی جگہ سے دور ہوتی جاتی ہے اسی قدر ثواب کم ہوتا جاتا ہے۔ (دیکھو حدیث نمبر ۳۳-۳۴-۳۵-۳۶) پس یہ وجہ عینہ یہاں موجود ہے کہ مجمع میں جانا، مردوں پر نظر پڑنا، بدن اور روشنی کا وقت ہونا یہ سب باتیں پائی جاتی ہیں۔ پس ان حدیثوں میں عیدین نماز کا استثناء موجود نہیں ہے۔ وہ یہ کہ جمعہ اور نماز بائیس ہنگامہ فرض نمازیں ہیں اور ان کی جماعتوں میں حاضر ہونا عورت کے لئے بہتر اور افضل نہیں تو عید جو فرض نہیں اس میں حاضر ہونا کیونکر افضل و اولیٰ ہو سکتا ہے؟ سو یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے عیدین میں جانے والی عورتوں کے لئے کوئی ترغیب اور فضیلت بیان نہیں فرمائی جس سے ثابت ہو کہ ان کو عیدین میں جانا مستحب و مستحسن امر ہے۔

پس جب امر وجوب کے لئے نہیں اور انتخاب کے لئے بھی نہیں تو لامحالہ اب صرف رخصت و اباحت کے لئے ہوا۔ اور آپ کے ارشاد کا صحیح مفہوم یہ ہوا کہ عورتوں کو عیدین میں جانے دیا جانا چاہیے تو منع نہ کرو۔ یاد رکھو ان کے لئے جانا مباح ہے اور اس کے ہم قائل ہی ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں عورتوں کا جانا مباح تھا۔ (۳) عورتوں کو جماعتوں میں آنے کی ہر رخصت و اباحت تھی وہ اب بھی ہے یا نہیں؟

واضح ہو کہ جناب سرورہ عالم فخر بنی آدم ﷺ کے زمانہ میں عورتوں کو مساجد میں آنے کی اجازت تھی۔ لیکن آپ کے زمانے کے بعد ہی صحابہ کرام کے سامنے ہی حالت بدل گئی اور فتنہ و فساد و بدعتی شروہ ہو گئی۔ اور

(۱) الفرة ۴۳

(۲) الحج ۳۶

(۳) البانہ ۲

(۴) الاغراف ۳۱

(۵) وعندنا الحویث حقیقة الامر فیحصل علیہ مطلقا مالہ تقہ قرینة خلافہ وان اكانت قرینة یحصل علیہ علی حسب المقادیر (۶) الا نوار، مسند الامام، ص ۲۷، سعید

(۷) وبیعت صلوة العید علی کل من تحب وعلیہ الجمعة (الہدایة، کتاب العیدین، ۱، ۱۷۲، شریکة علمیات)

خود صحابہ کرام نے ہی عورتوں کو منع کرنا شروع کر دیا۔ اور ان کی یہ ممانعت خدا اور رسول کے حکم سے ہی مانو، تھی جیسا کہ ناظرین غفریب ملاحظہ فرمائیں گے۔ پس عائشہؓ حنفیہ رحمہم اللہ اس کے قائل ہیں کہ عورتوں کے لئے اب اجازت نہیں ہے کہ وہ جماعتوں میں حاضر ہوں بلکہ ان کو گھروں میں نماز پڑھنا۔ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں تو افضل اور بہتر تھا لیکن اب ضروری ہو گیا۔ اس حکم کے لئے حنفیہ کے مندرجہ ذیل دلائل ہیں :-

(الف)

حدیث (۲۹) عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت لو ادرك رسول الله صلى الله عليه وسلم ما احدث النساء لمنعهن المسجد كما منعت نساء بنى اسرائيل - الحديث - بخاری - (۱)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے۔ فرمایا کہ اگر آنحضرت ﷺ عورتوں کی یہ حرکات ملاحظہ فرماتے جو انہوں نے اب ایجاد کی ہیں تو ان کو مسجدوں سے روک دیتے۔ جیسے کہ بنی اسرائیل کی عورتیں روک دی گئی تھیں۔

حدیث (۳۰) وقد ثبت ذلك من حديث عروة عن عائشة موقوفا اخروجه عبد الرزاق باسناد صحيح ولفظه قالت كن نساء بنى اسرائيل يتخذن ارجلا من خشب يتشرفن للرجال في المساجد فحرم الله عليهن المساجد وسلطت عليهن الحيضة وهذا وان كان موقوفا لكن حكمه حكم الرفع لانه لا يقال بالرأى فتح الباری - (۲) عون المعبود ۳/ ۱۵۱ تا ۱۵۲ زر قانی (۲)

بنی اسرائیل کی عورتوں کا مسجدوں سے روکا جانا اس حدیث سے ثابت ہے جو عبد الرزاق نے صحیح سند کے ساتھ بواسطہ عروہؓ حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کی عورتیں لکڑی کے پاؤں بنا لیتی تھیں تاکہ ان پر اونچی ہو کر مسجدوں میں مردوں کو جھانک سکیں تو اللہ نے ان پر مسجدیں حرام کر دیں اور حیض ان پر مسلط کر دیا گیا۔ اور یہ روایت اگرچہ حضرت عائشہؓ پر موقوف ہے لیکن مردوں کے حکم میں ہے۔ کیونکہ ایسی بات محض رائے اور قیاس سے نہیں کہی جاتی۔

حافظ ابن حجر، قاضی شوکانی، علامہ زر قانی شارح موطا امام مالک، صاحب عون المعبود۔ ان سب نے روایت نمبر ۳۰ کو حرام مردوں کا مسجدوں سے روکا جانا تسلیم کیا ہے۔ پس اس حدیث سے یہ باتیں ثابت ہوتی ہیں۔

بنی اسرائیل کی عورتیں مسجدوں میں نماز پڑھنے آتی تھیں اور انہیں آنے کی اجازت تھی۔ سب انہوں نے یہ حرکت کی کہ لوگوں کو دیکھنے کے لئے لکڑی کے اونچے پاؤں بنا کر جھانکنا شروع کر دیا اور بدعتی ان میں پیدا ہوئی تو خدا نے ان پر مسجدوں میں آنا حرام کر دیا۔ پس بنی اسرائیل کے لئے خدا کا حکم عورتوں کی بدعتی اور فساد کے وقت یہ تھا کہ مسجدوں میں آنا حرام ہے۔ اور حضرت عائشہؓ کی حدیث نمبر ۲۹ سے صراحتاً ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد عورتوں نے ایسی حرکتیں ایجاد کی تھیں جو رسول اللہ ﷺ ملاحظہ فرماتے تو یقیناً منع فرمادیتے جیسے کہ بنی اسرائیل کی عورتیں مسجدوں سے روک دی گئی تھیں۔ پس بدعتی اور فساد کا پیدا ہونا تو حضرت عائشہؓ کی حدیث سے

(۱) صحیح البخاری، کتاب الاذان باب خروج النساء باللیل، ۱/ ۱۲۰، قدیمی الصحیح لمسلم، کتاب الصلاة، باب

خروج النساء الى المساجد، ۱/ ۱۸۳، قدیمی

(۲) فتح الباری، ابواب صفة الصلوة، باب خروج النساء الى المساجد باللیل والغنس، ۲/ ۲۹۰، بولاق

(۳) عون المعبود، کتاب الصلوة باب التشدید فی ذلك، ۳/ ۲۷۶

(۴) زر قانی، کتاب الصلوة، باب ما جاء فی خروج النساء الى المساجد، ۲/ ۶

ثابت ہو گیا۔ اور بدعتی اور فساد پیدا ہونے کے وقت عورتوں پر مسجدوں میں آنے کی حرمت خدا کے اس حکم سے ثابت ہوئی جو بنی اسرائیل کی عورتوں کو دیا گیا تھا۔ پس یقیناً امت محمدیہ کی عورتوں کو جو بدعتی اور فساد پیدا ہو جانے کے خدا کے حکم سے مسجدوں میں جانا حرام ہوا۔ یہ اس لئے کہ پہلی امتوں میں جو خداوندی احکام تھے اگر وہ منسوخ نہ ہوئے ہوں تو ان کی پیروی اور اتباع ہمارے اوپر اسی طرح ضروری اور لازم ہے جیسے کہ اپنی شریعت کی پیروی اور اتباع لازم ہے۔ قال اللہ تعالیٰ فہداهم اقتدہ (۱) یعنی اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو خطاب کر کے ارشاد فرمایا کہ ان کی یعنی انبیائے سابقین کی ہدایت یعنی شریعت کی اقتدہ کرو۔

حدیث (۳۱) فقال ابن عباس رضی اللہ عنہ نبیکم صلی اللہ علیہ وسلم ممن امر ان یقتدی بہم (بخاری) (۲)

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ تمہارے نبی ان میں سے ہیں جن کو انبیائے سابقین کی اقتدا کا حکم کیا گیا ہے۔ مگر چونکہ پہلی شریعتوں کی کتابیں محفوظ نہیں۔ اس لئے ان کی موجودہ کتابوں کے احکام کی تعمیل ہمارے ذمہ اس لئے ضروری نہیں ہے کہ موجودہ احکام کا خداوندی ہونا یقینی نہیں ہے۔ لیکن جب کسی حکم کو آنحضرت ﷺ بیان فرما دیں کہ یہ شرائع ساتھ میں سے کسی شریعت کا حکم تھا اور ہماری شریعت میں وہ حکم منسوخ نہ ہوا ہو تو یقیناً اس پر عمل کرنا ہمارے ذمہ اپنی شریعت کے حکم کی طرح ضروری اور لازمی ہے۔ (۳) اور جب کہ اس حدیث صحیح سے یہ ثابت ہو گیا کہ فتنہ و فساد کے وقت بنی اسرائیل کی عورتوں پر خدا تعالیٰ نے مسجدوں میں آنا حرام فرمادیا تھا تو یقیناً یہی حکم امت محمدیہ کی عورتوں کے لئے بھی واجب الاتباع اور خدا کا حکم ہے۔ اور ان پر مسجدوں میں آنا اسی حکم خداوندی کی بنا پر حرام ہے۔ یہ دلیل نہایت صاف اور واضح ہے اور کسی قسم کا اس میں شک و شبہ نہیں ہے۔ کیونکہ اس کے اجزائیں ایسی دو صحیح حدیثیں اور ایک آیت قرآنی ہے جو اس مدعا پر نہایت واضح طور سے دلالت کرتی ہیں۔ لیکن ممکن ہے کہ بعض لوگ اس پر یہ شبہ کریں جو ذیل میں مندرج ہے۔ اس لئے تقیماً لافائدہ اسے مع جواب کے ذکر کیا جاتا ہے۔

شبہ نمبر (۱) پہلی شریعتوں کے احکام ہمارے لئے اس وقت واجب الاتباع ہوتے ہیں کہ ہماری شریعت میں ان احکام کے خلاف حکم نہ آیا ہو۔ اور صورت متنازعہ فیہا میں ایسا نہیں ہے۔ بلکہ ہماری شریعت نے اس حرمت کے حکم کے خلاف عورتوں کو مسجدوں میں آنے کی اجازت دی تو پہنچا حکم حرمت کا منسوخ ہو گیا اس لئے اس حکم سے اب حرمت خروج نساء پر استدلال کرنا گویا ایک حکم منسوخ سے استدلال کرنا ہے۔

(جواب) یہ خیال غلط ہے کیونکہ اسی حدیث سے یہ بات ثابت ہے کہ بنی اسرائیل کی عورتیں مسجدوں میں نماز پڑھتی تھیں اور ان کے لئے مسجدوں میں آنے کی اجازت تھی۔ لیکن جب انہوں نے بدعتی اور فساد شروع کیا اس وقت ان پر مسجدیں حرام ہوئیں تو شریعت بنی اسرائیل کا حکم یہ ہوا کہ وجود فتنہ و فساد کے وقت عورتوں کو

(۱) الانعام: ۹۱

(۲) صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب قوله اولئك الذين هدى الله فبہداهم اقتدہ، ۶۶۶/۲، قدیمی

(۳) ومما يتصل بسنة نبينا عليه السلام شرائع من قبله، والقول الصحيح فيه: ان ما قص الله تعالى او رسول منها من غير انكار

يلزمنا على انه شريعة لرسولنا (الحسامی، بحث السنة، ۱/۹۲، ۹۳، میر محمد)

مسجدوں میں آنا حرام ہے اور ہماری شریعت نے اس حکم کو منسوخ نہیں کیا۔ رہی عورتوں کے آنے کی اجازت تو وہ یہ جو فتنہ و فساد نہ ہونے کے تھی۔ یہ اجازت جو فتنہ و فساد نہ ہونے کے زمانے میں تھی اس حکم حرمت کی ناخ نہیں ہو سکتی جو فتنہ و فساد کے وقت کا حکم ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اس بدعتی اور فساد کا نہ ہونا جو حکم حرمت و ممانعت کی علت ہے۔ حضرت عائشہؓ کی حدیث (۱) نمبر ۲۹ سے صریحاً ثابت ہے۔ وہ امر میں صریح ہیں کہ آپ کے زمانے میں وہ حرکات فتنہ و فساد پیدا نہ ہوئی تھیں۔ پس اس وقت کی اجازت یقیناً اس حکم حرمت کے مخالف اور اس کی ناخ نہیں ہو سکتی۔

شبہ نمبر (۲) یہ کہنا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں فتنہ نہ تھا صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ بعض لوگ عورتوں کو تاکنے کے خیال سے پچھلی صفوں میں کھڑے ہوتے تھے۔ اور بعض متقی اگلی صفوں میں جانا چاہتے تھے تاکہ عورتوں پر ان کی نظر نہ پڑے۔ جن کے متعلق آیت ولقد علمنا المستقد مین منکم ولقد علمنا المستأخرین۔ نازل ہوئی ہے۔ اور ترمذی شریف میں ہے کہ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں ایک صحابی نے ایک عورت سے جبراً زنا کیا اور دوسرا شخص شبہ میں پکڑا گیا۔ اور قریب تھا کہ رسول اللہ ﷺ اسے سنگسار کرنے کا حکم فرمادیں کہ اصل مجرم نے ایک بے گناہ کو پھنستا ہوا دیکھ کر خود اقرار کیا اور سنگسار کیا گیا۔ پس جب کہ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں اس قسم کے واقعات کا ہونا ثابت ہے تو یہ کہنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے کہ آپ کے زمانے میں جو امن عن الفتنہ کے اجازت تھی اور بعد میں فتنہ کی وجہ سے ممانعت ہو گئی۔

(جواب) بنی اسرائیل کی عورتوں پر مسجدوں کے حرام ہونے کا حکم عورتوں کی بدعتی کی وجہ سے تھا۔ اور حضرت عائشہؓ نے بھی اپنے قول میں نئی حرکات ایجاد کرنے کی نسبت عورتوں کی طرف کی ہے۔ پس ان دونوں حدیثوں کے ماننے سے یہ بات صاف طور پر معلوم ہوتی ہے کہ جو فتنہ و فساد حکم ممانعت کی علت ہے وہ عورتوں کی نیت کا فساد ہے۔ اور اس آیت وحدیث سے جو شبہ میں ذکر کی گئی ہیں مردوں کی بدعتی ثابت ہوتی ہے نہ کہ عورتوں کی۔ اس لئے یہ واقعات منشاء حکم سے خارج ہیں۔ اور اصل یہ ہے کہ اگر عورت کی نیت پاک صاف ہو تو مردوں کی بدعتی سے اس قدر جرائم واقع نہیں ہو سکتے جس قدر عورتوں کی جانب سے بدعتی ہونے کی حالت میں ہو سکتے ہیں۔ اس لئے بنی اسرائیل کی عورتوں میں جب بدعتی ہوئی اس وقت حکم حرمت نازل ہوا تھا۔ اسی طرح امت محمدیہ میں حکم حرمت اس وقت ہوا جب عورتوں میں بدعتی پیدا ہوئی۔

(۱) عن عائشة قالت : لو أدرك رسول الله صلى الله عليه وسلم ما أحدث النساء لمنعهن المسجد كما منعت نساء بني اسرائيل . فقلت لعمرة : او منعن قالت : نعم (صحیح البخاری ، کتاب الاذان ، باب خروج النساء الى المساجد بالليل والغلس ، ۱/ ۱۲۰ ، قدیمی) (۲) الحجور : ۲۴

(۳) وقال ابن جرير : حدثنا محمد بن عبد الله بن علي انه قال : كان اناس يستأخرون في الصوف من اجل النساء فانزلهم الله "ولقد علمنا المستقد مین منکم ولقد علمنا المستأخرین" (تفسیر ابن کثیر ، ۲/ ۵۴۹ ، سهیل اکیڈمی)

(۴) عن ابیه ان امرأه اخرجت علی عهد النبی صلی اللہ علیہ وسلم تريد الصلوة فتلقاها رجل فتجللها فقضى حاجته منها فصاحت ، فانطلق ومربها رجل فقالت : ان ذلك الرجل فعل بی کذا وکذا وممرت بعصاة من المهاجرین فقالت : ان ذلك الرجل فعل بی کذا وکذا ، فانطلقوا فاحذروا الرجل الذی ظننت انه وقع علیها فاتواها فقالت : نعم هو هذا ، فتوا به رسول الله صلى الله عليه وسلم ، فلما امر به ليرجم قام صاحبها الذی وقع علیها ، فقال للرجل : قولاً حسناً وقال للرجل الذی وقع علیها : ارجموه ، وقال : لقد تاب توبة لو تاب بها اهل المدينة لقبل منهم (جامع الترمذی ، ابواب الحدود ، باب ما جاء في المرأة التي استكرهت علی الزنا ، ۲۶۹ ، سعید)

اگر عورتوں مردوں کی بدینتی کے تفاوت سے قطع نظر بھی کر لیا جائے تاہم یہ واقعات موجب شبہ نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک دو واقعات کا ہو جانا آپ کے زمانے کو فتنہ و فساد کا زمانہ نہیں بنا سکتا۔ فتنہ و فساد کے زمانے سے مراد ایسا زمانہ ہے جس میں اس قسم کے واقعات بکثرت ہونے لگیں۔ اور حضرت عائشہؓ کی حدیث سے صراحتہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ حالت آپ کے بعد پیدا ہوئی تھی۔

(ب) حضرت عائشہؓ کی حدیث مذکور سے استدلال کا دوسرا طریق یہ ہے کہ وہ فرماتی ہیں۔

لو ادرک النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما احدث النساء بعده لمعهن المساجد متفق علیہ ۱۱

(التلخیص الحبر) (۲)

اگر رسول اللہ ﷺ عورتوں کی یہ حرکت پاتے جو انہوں نے آپ کے بعد ایجاد کی ہیں تو ضرور ان کو مسجدوں سے روک دیتے۔

اس حدیث سے صراحتہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ مبارک میں عورتوں کی حرکات ناشائستہ کا ظہور نہ ہوا تھا آپ کے بعد ہوا ہے تو حضرت عائشہؓ کے کلام کا مطلب یہ ہوا کہ ان حرکات کے وجود کو حکم ممانعت لازم ہے اور اس لزوم کی تاکید کے لئے لام تاکید داخل کر کے انہوں نے منع فرمایا۔ یعنی ضرور منع فرمادیتے۔ پس حضرت عائشہؓ کے اس کلام سے جو وجود حرکات و حکم ممانعت میں لزوم ثابت ہو گیا۔ اس لئے جب یہ ثابت ہو جائے کہ حرکات ناشائستہ کا وجود ہو گیا ہے تو حکم لزوم حکم ممانعت خود ثابت ہو جائے گا۔ ورنہ تلازم صحیح نہیں رہے گا۔ اور خود اس حدیث سے حرکات ناشائستہ کا وجود آنحضرت ﷺ کے زمانے کے بعد ثابت ہے۔ پس اس کا لازم یعنی حکم ممانعت خود بخود حکم تلازم ثابت ہو گیا۔

شبہ نمبر (۱) حافظ لن حجر نے فتح الباری میں اس دلیل پر شبہ کیا ہے کہ حضرت عائشہؓ کے اس قول سے عورتوں کے لئے مطلقاً ممانعت نہیں نکلتی۔ کیونکہ حضرت عائشہؓ نے حکم ممانعت کو ایسی شرط پر معلق کیا ہے جس کا وجود نہ ہوا تو اس حکم ممانعت کا بھی وجود نہ ہوگا۔ کیونکہ انتقائے شرط کو انتقائے مشروط لازم ہے۔ اس لئے یوں کہا جاسکتا ہے لم یرقم يمنع فاستمر الحکم یعنی آنحضرت ﷺ نے ان حرکات کو نہیں دیکھا اس لئے عورتوں کو منع نہیں فرمایا۔ تو مسجدوں میں آنے کی اجازت ان کے لئے مستمر اور باقی رہی۔ (۳)

(جواب) حافظ لن حجر رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمانا تو صحیح ہے کہ آپ نے ان حرکات کو نہیں دیکھا۔ پس منع نہیں فرمایا لیکن آگے یہ فرمانا فاستمر الحکم محل نظر ہے کیونکہ ہم ابھی ذکر کر چکے ہیں کہ حضرت عائشہؓ کے اسی قول سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ وجود حرکات کو حکم ممانعت لازم ہے۔ پس حافظ لن حجر کا یہ فرمانا کہ بل وجود حرکات ناشائستہ پائے جانے کے اجازت کا حکم مستمر اور باقی ہے کیسے صحیح ہو سکتا ہے؟ ہاں اگر حافظ لن حجر اس تلازم کو نہ مانیں یعنی یہ فرمائیں کہ وجود حرکات ناشائستہ کو ممانعت کا حکم لازم ہی نہیں جیسے کہ ان کے قول بناءً علی ظن ظنتہ سے سمجھا جاتا ہے تو

(۱) صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب خروج النساء الى المساجد باللیل والغسل، ۱/۱۲۰، قدیمی

(۲) التلخیص الحبر، کتاب صلوٰۃ العیدین، ۲/۸۱

(۳) قال فی فتح الباری: وتمسک بعضهم بقول عائشة رضي الله تعالى عنها في منع النساء مطلقاً، وفيه نظر اذا لا يترتب على ذلك تغير الحكم، لانها علقته على لو يوجد بناءً على ظن ظنته، فقالت: لو رأي لمنع فقال عليه لم يرو لم يمنع فاستمر الحکم (فتح الباری، کتاب الاذان، باب خروج النساء الى المساجد باللیل والغسل، ۲/۲۹۰، بولاق)

اس کے دو جواب ہیں۔ اول یہ کہ ہمیں حضرت عائشہ کے قول سے استدلال کرنا مقصود ہے اور اس قول سے تلازم ثابت ہوتا ہے۔ یعنی حضرت عائشہؓ وجود حرکات ناشائستہ پر حکم ممانعت کو لازم قرار دیتی ہیں۔ اور حافظ لن حجر اسے نہیں مانتے اور حضرت عائشہ کا خیال اور گمان بتاتے ہیں۔ ہم حضرت عائشہؓ کے قول سے استدلال کرتے ہیں نہ کہ حافظ لن حجر کی رائے سے۔ دوسرے یہ کہ حضرت عائشہؓ نے وجود حرکات ناشائستہ پر حکم ممانعت کو جو لازم بتایا ہے یہ صرف ان کا خیال اور گمان نہیں ہے بلکہ وہ اسے خدا کا حکم سمجھتی ہیں۔ اور ان کے پاس بنی اسرائیل کی عورتوں والی روایت اس کی زبردست دلیل موجود ہے۔ پس جب کہ یہ بات ثابت ہو گئی کہ وجود حرکات ناشائستہ اور حکم ممانعت میں لزوم ہے تو حافظ لن حجر کا یہ کہنا کہ آپ نے وہ حرکات نہیں دیکھیں اور منع نہ فرمایا اس لئے حکم اجازت مستمر اور باقی ہے کسی طرح صحیح نہیں۔ اور اس کی مثال یہ ہے کہ شیرہ انگور جب تک اس میں نشہ پیدا نہ ہو، وہ اس کی متعلق یہ کہنا بالکل صحیح سمجھ لو کہ ان مسکر الحرام شرابہ یعنی اگر یہ مسکر ہوتا تو اس کا پینا حرام ہوتا۔ لیکن اگر کوئی کہے کہ ہم یکن مسکرا فلم یحرم فاستمر الحکم تو یہ کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتا۔ یعنی چونکہ وہ مسکر نہیں تھا اس لئے حرام نہیں تھا اور حکم حالت مستمر اور باقی ہے۔ یعنی وجود مسکر (ملزوم) کے بعد بھی حکم حالت باقی ہے اور حکم حرمت (لازم) متحقق نہیں ہوا۔ یہ ہر گز صحیح نہیں۔

شبہ نمبر (۲) حافظ لن حجر نے اس دلیل پر یہ بھی شبہ کیا ہے کہ اگر وجود فتنہ کو حکم حرمت لازم ہوتا تو خدا کو تو معلوم تھا کہ فتنہ پیدا ہونے والا ہے۔ اس نے حکم حرمت کیوں نہیں بھیجا؟ (۱)

(جواب) خدا کو بے شک معلوم تھا کہ فتنہ پیدا ہونے والا ہے۔ لیکن پیدا تو نہ ہوا تھا۔ اور پیدا ہونے سے پہلے اس کا حکم بھیج دینا لازم نہیں۔ ورنہ احکام و قیہ میں سے کوئی حکم بھی حافظ لن حجر کے اس اعتراض سے نہیں بچ سکتا۔ مثلاً تیمم کا حکم اس سفر میں نازل ہوا جس میں حضرت عائشہؓ کی شکایت کی اور حضرت ابو بکرؓ نے حضرت عائشہؓ کو برا بھلا بھی کہا اور تکلیف بھی پہنچائی۔ اس کے بعد حکم تیمم نازل ہوا۔ (۲) تو اگر حافظ لن حجر سے کوئی کہے کہ خدا کو تو معلوم تھا کہ ایسی ضرورتیں پیش آئیں گی کہ پانی نہ ملے گا۔ اس نے پہلے سے حکم تیمم کیوں نازل نہ کر دیا تھا؟ اسی طرح ہزاروں احکام ہیں جو خاص خاص وقتوں میں اسباب خاصہ کے وجود کے بعد نازل ہوئے ہیں..... ان سب پر یہی شبہ ہو گا تو جو جواب حافظ لن حجر ان کا دیں گے وہی ہم ان کے اس اعتراض کا دیں گے۔

دوسرے یہ کہ بیشک وجود فتنہ کا خدا تعالیٰ کو علم تھا۔ اور وہ حکم حرمت بھی نازل فرما چکا تھا۔ یعنی بنی اسرائیل کی عورتوں پر مسجدوں کو حرام کر چکا تھا۔ اور وہی حکم ہمارے لئے بھی حکم تھا۔ اس لئے جداگانہ حکم نازل فرمانے کی ضرورت نہ تھی۔ بلکہ آنحضرت ﷺ کا اس حکم سابق کو ہمارے سامنے نقل کر دینا کافی تھا۔ (۲)

(۱) بوايضاً فقد علم الله سبحانه ما سيد ثن فما اوحى الى نبيه (فتح الباری، کتاب الاذان، باب خروج النساء الى المساجد بالليل والعلس، ۲/ ۲۹۰، بولاق)

(۲) عن عائشة زوج النبي صلى الله عليه وسلم قالت: خرجنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في بعض اسفاره حتى اذا كنا بالبيداء او بذات الجيش، انقطع عقد لي فاقام رسول الله صلى الله عليه وسلم على التماسه واقام الناس معه وليسوا على ماء فاتي الناس الى ابي بكر الصديق فقالوا: الا ترى ما صنعت عائشة، اقامت برسول الله صلى الله عليه وسلم والناس وليسوا على ماء وليس معهم ماء فجاء ابو بكر ورسول الله صلى الله عليه وسلم واضع راسه على فخذي قد نام فقال: حبست رسول الله صلى الله عليه وسلم والناس وليسوا على ماء، وليس معهم ماء، فقالت عائشة: فعاتبني ابو بكر وقال ما شاء الله ان يقول وجعل يطعنني بيده في خاصرتي فلا يمتنعني من التحرك الا مكان رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم حين اصبح على غير ماء، فانزل الله عز وجل آية التيمم (صحيح البخاری، کتاب التيمم، ۴۸/ ۱، قدیمی)

(۲) ان ما قص الله تعالى اور رسول مناهم غير انكار يلزمنا انه شرعة لرسولنا (الحسامی، بحث السنة، ص: ۹۲، ۹۳، میر محمد)

شبہ نمبر (۳) حافظ لان جز نے یہ بھی شبہ کیا ہے کہ اگر فتنہ کی وجہ سے حکم ممانعت لازم بھی ہو جب بھی انہیں عورتوں کے لئے ہونا چاہئے جو بد نیتی اور فتنہ کی مرتکب ہوں۔ تمام عورتوں کو منع کرنا صحیح نہیں۔ (۱)

(جواب) جب کہ عورتوں میں بد نیتی اور فساد پیدا ہو جائے تو پھر اس کی تحقیق کرنا کہ کس میں بد نیتی اور فساد ہے مشکل بلکہ تقریباً محال ہے۔ اگر بعض عورتوں کے لئے اجازت رہی تو تمام عورتیں اسی حیلے سے آسکتی ہیں کہ ہمارے اندر بد نیتی نہیں۔ اگر مسجدوں کے دروازوں پر محتسب کوڑا لئے ہوئے بھی کھڑا رہے تاہم وہ نیک نیت اور بد نیت عورت میں امتیاز نہیں کر سکتا۔ کیونکہ بد نیتی اور بد خیالی ایک باطنی امر ہے۔ جس پر کسی کو سوائے غلام العیوب (۲) کے اطلاع نہیں ہو سکتی تو ایسی حالت میں خاص بد نیت عورتوں کو روکنے کی کوئی سہیل نہیں۔ اس لئے سداللباب تمام عورتیں حکم کراہت میں شامل ہونی ضروری ہیں تاکہ اس فتنہ کا پورا دروازہ بند ہو جائے۔ اور اس کی نظیر شریعت میں یہ ہے کہ منافق اور یہودی آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر راعنا کہتے تھے اور خائف ادب معنی مرا دلیتے تھے اور مخلص مسلمان بھی راعنا کہتے تھے ان کی مراد یہ ہوتی تھی کہ ہماری طرف دیکھئے۔ یہی معنی صحیح اور درست تھے۔ لیکن چونکہ اس لفظ کے استعمال کرنے میں منافقین اور یہود کو بے ادبی اور گستاخی کا موقع ملتا تھا اور بظاہر کوئی صورت اس کی نہ تھی کہ صرف گستاخی کی نیت سے کہنے والوں کو روکا جائے اس لئے عموماً مسلمانوں کو اس لفظ کے استعمال سے خدا تعالیٰ نے منع فرمایا۔ یا ایہا الذین امنوا لا تقولوا راعنا وقولوا انظرنا۔ (۳) پس اسی طرح یہاں بھی جب کہ بد نیت اور نیک نیت عورتوں میں امتیاز مشکل ہے اس لئے سداللباب تمام عورتوں کو روکنا ضروری ہے۔ اور بنی اسرائیل کی عورتوں والی روایت سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ عموماً عورتوں پر مسجدیں حرام کر دی گئی تھیں اس لئے حافظ لان جز کا یہ شبہ بھی صحیح نہیں۔

(ج)

حدیث (۳۲) عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال کان الرجال والنساء من بنی اسرائیل یصلون جمیعاً فكانت المرأة اذا کان لها خلیل تلبس القالین تطول بهما لخلیلها فالقی اللہ علیہن الحیض فكان ابن مسعود یقول اخرجوهن من حیث اخرجهن اللہ الحدیث (مجمع) (۴) الزوائد وقال رجالہ رجال الصحیح

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ بنی اسرائیل کے مرد اور عورتیں ساتھ ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے۔ اور جب کسی عورت کا کوئی یار ہوتا تو وہ لکڑی کے پاؤں پہن کر آتی تاکہ اونچی ہو جائے اور یار کو دیکھنے کا موقع ملے تو خدا نے ان عورتوں پر حیض ڈال دیا۔ پھر لان مسعودؓ فرمایا کرتے تھے اور عورتوں کو مسجدوں سے نکالو جس طرح خدا نے انہیں نکالا ہے۔

حدیث (۳۳) وعن ابی عمرو الشیبانی انه رای عبد اللہ یخرج النساء من المسجد یوم الجمعة ویقول

(۱) قال فی الفتح : وایضاً فالأحداث انما وقع من بعض النساء لا من جمیعہن فان تعین المنع فلیکن لمن احدثت (فتح الباری ، کتاب الاذان ، باب خروج النساء الى المساجد باللیل والغسل ، ۲ / ۲۹۰ ، بلاق)
(۲) انه علیم بذات الصدور (سورة هود : ۵) (البقرة : ۱۰۴)
(۴) مجمع الزوائد ، کتاب الصلاة ، باب خروج النساء الى المساجد ، ۲ / ۳۵ ، بیروت

اخر جن الی بیوتکن خیر لکن مجمع الزوائد وقال رجاله موثقون (۱)

حافظ ثعالبی نے فرمایا کہ اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔ ابو عمرو شیبانی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ جمعہ کے روز عورتوں کو مسجد سے نکالتے تھے اور فرماتے تھے کہ نکلو اپنے گھروں کو جاؤ۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ (حافظ ثعالبی نے فرمایا کہ اس کے راوی معتبر ہیں)

ان روایتوں سے یہ باتیں صراحۃً معلوم ہوتی ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود عورتوں کو جماعت جمعہ میں مسجد سے نکالتے تھے۔ اوگوں کو فرماتے تھے کہ عورتوں کو مسجدوں سے نکالو۔ بنی اسرائیل کی عورتوں کا اللہ بیان کے وہ بوجہ بدینتی اور فساد کے مسجدوں سے نکالی گئیں مسلمانوں کو بھی وہی حکم دیتے ہیں اور اس کو خدا تعالیٰ کا حکم قرار دیتے ہیں۔

پس چونکہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ روایت (۳۳) بھی حجا مرفوع ہے اور حضرت عائشہ کی روایت کے قریب المعنی ہے اور اسناد بھی اس کی معتبر ہے۔ جیسا کہ حافظ ثعالبی نے اس کی تصریح فرمادی اس لئے ان دونوں حدیثوں سے یہ بات صراحۃً ثابت ہو گئی کہ عورتوں میں بدینتی اور فساد پیدا ہونے کے وقت خدا تعالیٰ نے انہیں مسجدوں سے نکالنے کا حکم دیا ہے۔ پس ان کے لئے مساجد میں آنا مکروہ تحریمی ہوا۔

رسول اللہ ﷺ کے زمانہ کے بعد مساجد میں عورتوں کے آنے کو مکروہ سمجھنے والے

صحابہ، تابعین، ائمہ مجتہدین اور فقہاء

اس کے بعد اب ہم یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ کے زمانہ مبارک کے بعد مساجد میں عورتوں کے آنے کو مکروہ سمجھنے والے یا منع کرنے والے کون کون صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین و فقہاء و محدثین ہیں۔

حدیث (۳۴) عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال كانت امرأة لعمر تشهد صلاة الصبح والعشاء في الجماعة في المسجد فقيل لها لم تخرجين وقد تعلمين ان عمر رضي الله تعالى عنه يكره ذلك ويغار قالت فما يمنعه ان ينهاني قالوا يمنعه قول رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تمنعوا اماء الله مساجد الله رواد البخاری و ابن ابی شیبہ کذا فی الكنز۔ (۲)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ کی ایک بیوی عشاء اور فجر کی نماز کے لئے مسجد میں جاتی تھیں تو ان سے کہا گیا کہ تم کیوں جاتی ہو حالانکہ تمہیں معلوم ہے کہ حضرت عمرؓ تمہارے جانے کو مکروہ سمجھتے ہیں اور انہیں غیرت آتی ہے۔ انہوں نے فرمایا تو پھر وہ مجھے منع کیوں نہیں کر دیتے۔ اوگوں نے کہا کہ منع کرنے سے انہیں ارشاد نبوی مانع ہے کہ خدا کی عداوت کو خدا کی مسجدوں سے نہ روکو۔

اس روایت سے صراحۃً یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حضرت عمرؓ صحیح کی اور عشاء کی نماز میں بھی عورتوں کے مسجد میں جانے کو مکروہ سمجھتے تھے اور غیرت کرتے تھے۔ اور ان کی یہ غیرت یقیناً خوف فتنہ کی وجہ سے تھی جس کو حضرت شہد ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ غیرت محمودہ فرماتے ہیں۔ موطاء امام مالکؒ میں یہ روایت اس طرح ہے کہ جب عمرؓ کی یہ

نبوی ان سے مسجد میں جانے کی اجازت مانگتیں تو حضرت عمرؓ خاموش ہو جاتے تھے۔ (۱) لیکن بخاری کی اس روایت میں یہ تصریح ہے کہ حضرت عمرؓ کی خاموشی رضامندی کی وجہ سے نہ تھی بلکہ کراہت و ناخوشی کی وجہ سے تھی۔ اسی طرح علامہ زرقانی شرح مؤطا میں سکوت کی وجہ حضرت عمرؓ کی ناخوشی ہی بیان فرماتے ہیں۔ فیسکت لا نہ کان یکرہ خروجهما للصبح والعشاء۔ (۲)

ربا یہ شبہ کہ حضرت عمرؓ اگر مکروہ سمجھتے تھے تو منع کیوں نہ فرماتے تھے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ قصہ حضرت عمرؓ کی نبوی عاتکہ بنت زید کا ہے۔ انہوں نے حضرت عمرؓ سے نکاح کرتے وقت یہ شرط کر لی تھی کہ مجھے مسجد میں نماز کے لئے جانے سے نہ روکیں۔ (۳) اس لئے حضرت عمرؓ منع تو نہ فرماتے تھے کہ خلاف عہد نہ ہو مگر جانے سے ناخوش ضرور ہوتے تھے اور مکروہ سمجھتے تھے۔

اگر یہ شبہ ہو کہ جب ان کے نزدیک جانا مکروہ تھا تو نکاح کے وقت اس شرط پر ہی کیوں راضی ہوئے تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ نکاح کے وقت عورتوں کی حالت فتنہ و فساد کے اس درجہ تک نہ پہنچی ہو کہ حضرت عمرؓ ان کے تکلف کو مکروہ سمجھتے اس لئے شرط کر لی اس کی بعد یہ حالت فتنہ و فساد کی پیدا ہوئی تو وہ مکروہ سمجھنے کے باوجود ایقانہ عہد کے خیال سے منع نہ فرماتے تھے۔ اور اس حدیث میں منع نہ کرنے کی وجہ مذکور ہے کہ وہ ارشاد نبوی لا تمنعوا اماء اللہ مساجد اللہ (۴) کی مخالفت کے ڈر سے منع نہ فرماتے تھے۔ اس میں اول تو اس کی تصریح نہیں کہ حضرت عمرؓ سے یہ وجہ منقول ہے۔ ممکن ہے کہ لوگوں کا یہ خیال ہو۔ دوسرے اس پر یہ شبہ ہے کہ اگر وہ ارشاد نبوی کی وجہ سے منع نہ فرماتے تھے تو مکروہ کیوں سمجھتے تھے؟ اصل بات یہ ہے کہ ان کا مکروہ سمجھنا خوف فتنہ کی وجہ سے تھا۔ اور منع نہ کرنا ایقانہ عہد کی وجہ سے۔ اور خوف فتنہ کی وجہ سے مکروہ سمجھنا ارشاد نبوی لا تمنعوا الخ کے مخالف نہیں ہے۔

والرابع انه مکروہ وقد حکاہ الترمذی عن الثوری وابن المبارک وهو قول مالک و ابی یوسف وحکاد ابن قدامة عن النخعی و یحییٰ ابن سعید الانصاری الخ (نبیل الاوطار) (۵)
اور چوتھا قول یہ ہے کہ عورتوں کا عیدین میں جانا مکروہ ہے۔ اور اس قول کو ترمذی نے سفیان ثوری اور عبد اللہ بن مبارک سے نقل کیا ہے۔ اور لدن قدامة نے ابراہیم بن یحییٰ بن سعید انصاری سے نقل کیا ہے۔

قال اصحابنا يستحب اخراج النساء غیر ذوات الهيئات والمستحسات فی العیدین دون غیرهن واجابوا عن اخراج ذوات الخدور والمخبة بان المفسدة فی ذلك الزمن كانت مأمونة بخلاف اليوم ولهذا صح عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا لورای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما احدث النساء لمنعهن المسجد كما منعت نساء بنی اسرائیل قال القاضي عیاض رحمة اللہ علیہ واختلف السلف فی خروجهن للعیدین فرای جماعة ذلك حقا علیهن منهم ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعلی

(۱) عن عاتكة بنت زيد امرأة عمر بن الخطاب انها كانت تسأذن عمر بن الخطاب الى المسجد فیسکت الحجاب (الموطأ لامام مالك، باب خروج النساء الى المساجد، ۱/۱۸۴، میر محمد)
(۲) زرقانی، کتاب الصلوة، باب مجاء فی خروج النساء الى المساجد، ۶/۲
(۳) ذکر الحافظ فی الاصابة ان عمر لما خاطبها شرطت علیہ ان لا یضربها ولا یمنعها من الحق ولا من الصلاة فی المسجد النبوی (حاشیة الموطأ لامام مالك، باب خروج النساء الى المساجد، ۱/۱۸۴، میر محمد)
(۴) سنن ابی داؤد، کتاب الصلوة، باب مجاء فی خروج النساء الى المسجد، ۱/۹۱، سعید
(۵) نبیل الاوطار، کتاب العیدین، ۳۰، ۳۲۷

رضی اللہ تعالیٰ عنہ وابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہم و منهم من منعہن ذلك منهم عروۃ والقاسم ویحییٰ الانصاری ومالك وابو یوسف واجازہ ابو حنیفہ مرۃ ومنعہ اخرى (نوی) (عون المعبود) (۲) ومنہا خوف فتنۃ کامرۃ اصابت بخورا اولاً اختلاف بین قولہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا استاذنت امرأۃ احدکم الی المسجد فلا یمنعہا و بین ما حکم بہ جمہور الصحابۃ من منعہن اذ المنہی عنہ الغیرۃ الّتی تبث من الالفۃ دون خوف الفتنۃ والجائز (من الغیرۃ) ما فیہ خوف الفتنۃ وذلك قولہ صلی اللہ علیہ وسلم الغیرۃ غیرتان وحدث عائشۃ ان النساء احدثن (حجۃ اللہ البالغۃ) (۳)

ہمارے انتخاب شوافع کہتے ہیں کہ صرف ایسی عورتوں کو جو وضعدار اور حسین نہ ہوں عیدین میں نہ جانا مستحب ہے نہ کہ وضعدار اور حسینوں کو اور حدیث میں جو پردہ نشینوں کو لے جانے کا ذکر ہے اس کا جواب ہمارے اصحاب نے یہ دیا ہے کہ اس زمانے میں فتنہ و فساد سے امن تھا۔ مٹلاف موجودہ زمانے کی اور اسی لئے حضرت عائشہؓ سے بسند صحیح یہ ثابت ہے انہوں نے فرمایا اگر رسول اللہ ﷺ عورتوں کی یہ نئی حرکات ملاحظہ فرماتے تو مسجدوں سے روک دیتے۔ جیسے بنی اسرائیل کی عورتیں روک دی گئی تھیں۔ قاضی عیاض نے فرمایا کہ عورتوں کے عیدین میں جانے کے بارے میں سلف صالحین میں اختلاف ہے۔ ایک جماعت تو ان کے جانے کو حق سمجھتی ہے۔ ان میں سے ابو بکرؓ اور علیؓ اور ابن عمرؓ وغیرہم ہیں اور دوسری جماعت عورتوں کو عیدین میں جانے سے منع کرتی ہے۔ ان میں سے عروہؓ اور قاسمؓ اور یحییٰ انصاریؓ اور امام مالکؓ اور امام ابو یوسفؓ ہیں۔ اور امام ابو حنیفہؓ نے ایک بار اجازت دی اور دوسری بار منع فرمادیا۔ اور ان عذروں میں سے جن کی وجہ سے جماعت میں نہ جانا جائز ہے خوف فتنہ ہے جیسے کوئی عورت خوشبو لگا کر جائے اور آنحضرت ﷺ کے اس قول میں کہ ”جب تم میں سے کسی کی بیوی مسجد جانے کی اجازت طلب کرے تو اسے منع نہ کرو“ اور جمہور صحابہ کے حکم ممانعت میں کوئی اختلاف نہیں۔ کیونکہ حدیث میں جو منع کرنے سے روکا گیا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ صرف شیخی اور تکبر کی وجہ سے جو غیرت پیدا ہو کر روکنے کا سبب بنتی ہے۔ یہ غیرت منع ہے اور صحابہ نے جس غیرت کی وجہ سے عورتوں کو روکا وہ غیرت خوف فتنہ کی وجہ سے ہے اور یہ غیرت جائز ہے اور یہی مطلب ہے نبی ﷺ کے ارشاد الغیرۃ غیرتان کا۔ اور یہی مطلب ہے حضرت عائشہؓ کی حدیث ان النساء احدثن کا۔ ان عباتوں سے صراحۃً ثابت ہو گیا کہ عورتوں کو نماز پچھکانے کی جماعتوں اور عیدین سے روکنے والے یا ان کے جانے کو مکروہ کہنے والے مندرجہ ذیل حضرات ہیں۔

جمہور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (جۃ اللہ البالغۃ) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (حدیث نمبر ۳۰، ۲۹) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ (حدیث نمبر ۳۲، ۳۳) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (حدیث نمبر ۳۴) سفیان ثوریؒ عبداللہ بن مبارکؒ (ترمذی) امام مالکؒ امام ابو یوسفؒ ابراہیمؒ یحییٰ بن سعیدؒ انصاریؒ (نیل الاوطار) حضرت عائشہؓ کے بھانجے عروہ بن زبیرؒ، قاسمؒ، امام ابو حنیفہؒ (نوی) عون المعبود)

(۱) شرح المسلم للنوی، کتاب العیدین ۱۰، ۲۹۰، قدیمی

(۲) عون المعبود، کتاب الصلاة، باب حرواح النساء فی العید، ۳، ۴۸۸، دار الفکر بیروت

(۳) حجۃ اللہ البالغۃ، الجماعۃ، ۲، ۲۶، ادارۃ الطباعۃ المنبریۃ دمشق

اس بیان سے ناظرین اچھی طرح سمجھ لیں گے کہ عورتوں کو مساجد اور عیدین میں لے جانے سے روکنے کی ابتدا خود صحابہ کرام کے زمانے سے ہوئی۔ اور ممانعت کا منشاء خدا تعالیٰ کا وہ حکم ہے جو بوقت فتنہ و فساد دینی اسرائیل کی عورتوں کے لئے نازل ہوا تھا۔ اور صحابہ کرام کے زمانے سے آج تک ایک جماعت محدثین و فتنہا کی منع کرتی چلی آتی ہے۔ جس کی تفصیل گزر چکی۔

اس مضمون کو دیکھ کر اگر عورتوں کے دل میں یہ مایوسی پیدا ہو کہ وہ مسجد نبوی کے اس ثواب سے محروم رکھی گئیں جو مردوں کے لئے بیان فرمایا گیا ہے کہ ایک نماز پر پچاس ہزار نمازوں کا ثواب ملتا ہے تو ان کی تسلی کے لئے دو جواب ہیں۔ اول یہ کہ ان کو اس میں کوئی مایوسی نہ ہونی چاہئے بلکہ خوش ہونا چاہئے کہ خدا تعالیٰ نے ان کے لئے گھر بیٹھے ان کی نماز کو مسجد نبوی کی نماز سے بہتر بنادیا۔ (دیکھو حدیث نمبر ۴) مردوں کو تو کچھ مسافت طے کر کے جانا پڑتا ہے جب وہ ثواب ملتا۔ اور عورتوں کو گھر کی نماز ہی مسجد کی نماز سے افضل قرار دے دی گئی۔ تو عورتوں کے لئے خوشی اور شکر یہ کاموقع ہے نہ کہ رنج اور مایوسی کا۔ دوسرے یہ کہ گھروں سے باہر نکلنا اور مجموعوں میں شریک ہونا خدا نے مردوں کے لئے مخصوص کر دیا ہے اور اسی طرح جہاد و عطا و خطبہ و امامت کبریٰ و قضاء وغیرہ بہت سے کام ہیں جو مردوں کے لئے مخصوص ہیں۔ پس جیسے کہ عورتوں کو ان کاموں میں حسب ارشاد خداوندی ولا تتمنوا ما فضل اللہ (۱) مردوں کی حرص کرنا ممنوع ہے۔ اسی طرح جماعت نماز میں یہ خیال نادرست ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ کوئی کام کیسا ہی خوشنما اور بظاہر نیک کیوں نہ ہو لیکن ہمارا حق یہی ہے کہ اپنے خیال کو خدا اور رسول کی مرضی کے تابع رکھیں۔ جسے خدا اور رسول افضل اور بہتر بتائے اسی کو افضل اور بہتر سمجھیں۔ رسول خدا ﷺ نے عورتوں کی گھر کی نماز کو اپنی مسجد کی اور اپنے ساتھ کی نماز سے افضل اور بہتر فرمایا ہے۔ (۲) پس عورتوں کی اطاعت شعاری اسی میں ہے کہ اسی کو افضل اور بہتر سمجھیں اور اپنے اس خیال کو کہ مسجد میں جماعت کا ثواب زیادہ ہوگا، چھوڑ دیں۔ بعض مدعیان منہل بالحدیث لوگوں کو یہ دھوکا دیتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی اجازت کے مقابلے میں صحابہ کی ممانعت قابل قبول نہیں۔ کیونکہ حدیث مرفوعہ کے مقابلے میں صحابہ کا قول حجت نہیں ہو سکتا۔ لیکن یہ ایک دھوکا یا غلط فہمی ہے۔ حدیث مرفوعہ کے سامنے قول صحابی اس وقت حجت نہیں ہوتا جبکہ دونوں میں تعارض ہو اور کسی طرح وہ تعارض اٹھانے کا۔ اور یہاں ایسا نہیں ہے بلکہ آنحضرت ﷺ کی اجازت یہ جو عدم فتنہ کے تھی اور صحابہ کی ممانعت وجود فتنہ کی وجہ سے جیسے کہ حدیث عائشہؓ نے اس کی تصریح کر دی۔ پس حدیث مرفوعہ اور قول صحابہ میں کوئی تعارض نہیں ہے۔ دوسرے یہ کہ ممانعت صرف صحابہ کا قول یا فعل نہیں ہے بلکہ حدیث نمبر ۵ سے جو حکم مرفوع ہے وجود فتنہ کے وقت خدا کی طرف سے حکم ممانعت ثابت ہے اور اس صورت میں حدیث مرفوعہ صرف قول صحابی سے چھوڑنا لازم نہیں آتا جیسا کہ فصل سوم میں مفصل گزر چکا ہے۔

(۱) النساء ۳۲

(۲) عن ام حمید عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه قال لہا قد علمت انک تحیین الصلوۃ معی ، وصلوتک فی بیتک حبر من صلوتک فی حجرک ، وصلوتک فی حجرک حبر من صلوتک فی مسجد قومک ، وصلوتک فی مسجد قومک حبر من صلوتک فی مسجدی کثر العمال ، کتاب الصلوۃ ۶۷۶، ۷ (وقم الحدیث : ۶۸۷) ، احیاء التراث الاسلامی بیروت

و آخر دعونا ان الحمد لله رب العلمین والصلوة والسلام علی رسولہ محمد والہ واصحابہ اجمعین
کتبہ الراجی رحمۃ مولانا محمد کفایۃ اللہ اوصلہ اللہ غایۃ متمناد مدرسہ امینیہ دہلی یکم ذی
الحجہ سن ۱۳۳۴ھ

عورت کا پردے کے ساتھ تحصیل علم اور دیگر ضروریات کے لئے نکلنا
(المعینہ مورخہ ۲۹ اکتوبر سن ۱۹۲۷ء)

(سوال ۱) کیا عورت اپنا تمام بدن باستثنائے وجہ و کفن و قد میں مستور کر کے ضرورۃً (مثلاً تحصیل علم، خانگی امور، عزت و اقارب سے ملنا وغیرہ) اپنے مکان سے باہر جاسکتی ہے؟ (۲) کیا عورت بہ بیت مذکورہ بالا یا برقعہ اوڑھ کر اپنے شوہر کے ہمراہ غرض تفریح یا باہر جاسکتی ہے؟ (۳) زید نے بی بی کو بہ بیت مذکورہ بالا ضرورۃً باہر نکلنے کی اجازت دے رکھی ہے اور یہ بھی کہہ دیا ہے کہ وہ بطیب خاطر جتنا پیدل چل سکتی ہے اس کو خواہ مخواہ ڈولی یا یکہ کا محتاج نہ ہونا چاہئے کیا یہ درست ہے؟

(جواب ۵۳۶) اگرچہ چہرہ اور کفین کا پردہ نماز میں ضروری نہیں (۱) اور شرعاً براہ راست ان کا چھپانا فرض نہیں مگر فساد زمانہ کی وجہ سے متاخرین نے چہرہ اور ہاتھوں کو بھی غیر محرموں کے سامنے کھولنے سے منع کیا ہے۔ (۲) اور یہی مروجہ پردہ ہے۔ یوقت ضرورت امن عن القنہ کی حالت میں منہ ہاتھ کھولنا جائز ہو گا۔ (۳) برقع کے ساتھ باہر نکلنا اور اپنی ضروریات کے لئے باہر جانا جائز ہے۔ (۴) اپنے خاوند کے یا کسی محرم کے ساتھ عورت غرض سیر برقع کے ساتھ باہر جاسکتی ہے۔ (۵)

محمد کفایت اللہ غفرلہ، مدرسہ امینیہ دہلی

مسلمان عورتوں کو غیر مسلم عورتوں سے پردہ کرنا چاہئے یا نہیں؟
(المعینہ مورخہ ۶ نومبر سن ۱۹۲۷ء)

(سوال) مسلمان عورتوں کو غیر مسلم عورتوں سے پردہ کرنا چاہئے یا نہیں؟
(جواب ۵۳۷) غیر مسلمہ غیر معتمد علیہا عورتیں جن کے میل سے کوئی دینی ضرر پہنچنے کا اندیشہ نہ ہو ان سے پردہ اور یکسوئی کرنی چاہئے۔ (۱)

محمد کفایت اللہ غفرلہ،

(۱) انکشاف ربع القدم بمنع الصلوۃ، والكف والوجه ليس بعورة (الحانية علی هامش الہندیۃ، کتاب الصلوۃ، فصل فیما یفسد الصلوۃ، ۱/ ۱۳۴، ماجلۃ)

(۲) وللحرجۃ جمیع بدنہا خلا الوجه والقدمین علی المعتمد وصوتہا علی الراجح وتمنع الشابة من كشف الوجه بین رجال، لا لانہ عورة بل لخوف الفتنة (الدر المختار، کتاب الصلوۃ، باب شروط الصلاۃ، ۱/ ۴۰۶، سعید)

(۳) ویمنع من الاجنبیۃ الی وجہیہا وکفہا فقط، وعدھا کالاجنبی معھا فیطر الی وجہیہا وکفہا فقط، فان خاف الشهوة او شک امتنع نظره الی وجہیہا، فحل النظر مقید لعدم الشهوة والا فحرام (الدر المختار، کتاب الحظروالاباحۃ، فصل فی النظر و التمس، ۶۰/ ۳۷۰، سعید) (۴) قال تعالیٰ: یدنین علیہن من جلا بیہن (الاحزاب: ۵۹)

(۵) قد اذن اللہ لکن ان تخرجن لحوائجکم (کنز العمال، ۱۶/ ۴۰۹، رقم الحدیث: ۵۱۴۹)

(۶) ولا یبغی للمراۃ الصالحة ان تنظر الی المراۃ الفاجرة، لا نہا تصفہا عند الرجال فلا تضع جلبا بہا ولا حمارہا ولا یحل ایضاً لا مراۃ مؤمنة ان تنکشف عورتہا عند امۃ مشرکۃ او کتابیۃ الا ان تكون امۃ لہا (الہندیۃ، کتاب الکراہیۃ، الباب الثامن، ۵/ ۳۲۷، ماجلۃ)

فاحشہ عورتوں سے عام مسلمان عورتوں کا پردہ

(المعینہ مورخہ ۲۹ مارچ سن ۱۴۲۸ھ)

(سوال) بوجہ عورتیں جو فاحشہ ہوں۔ بیباک آورہ خراب چال چلن رکھنے والی، تمہیز میں پارٹ کرنے والی اور مردوں کا رنگ اختیار کرنے والی جو زنانہ اسکولوں کا معاونہ کرتی پھرتی ہوں۔ نیز وہ عورتیں جن کا اصل مقصد تبلیغ عیسائیت ہے اور وہ علیٰ العموم گھروں میں دستکاری سکھانے کے بہانے سے آتی جاتی ہیں۔ ایسی عورتوں سے عام مسلمان عورتوں کو پردہ کرنا چاہئے۔

(جواب ۵۳۸) ہاں ایسی عورتوں سے جن سے مضرت دیدیہ یا اخلاقیہ پہنچنے کا ظن غالب ہو مسلمان عورتوں کو پردہ کرنا چاہئے نہ اس حیثیت سے کہ عورت سے عورت پردہ کرے بلکہ اس مضرت کے خیال سے جس کے پہنچنے کا ظن غالب ہے۔
محمد کفایت اللہ غفرلہ،

غیر محرموں سے سارے بدن کا پردہ کرنا لازمی ہے

(سوال) آزاد مومنہ کا پردہ اجنبیوں اور محرموں کے سامنے آنے میں کس قدر ہے؟ کیا ہر قلع اور حنا واجب ہے یا چہرہ اور ہاتھ کھول کر نکلتا جائز ہے؟ اگر جائز ہے تو اس شخص کی نسبت شرع کا کیا حکم ہے؟ جو عورتوں کو گھر میں بیٹھے رہنے پر مجبور کرے چار دیواری سے نکلنے دے۔

(جواب ۵۳۹) پردے اور حجاب کے حکم کا مدار خوف فتنہ پر ہے اور ظاہر ہے کہ چہرے پر نظر پڑنا فتنہ کے بارے میں زیادہ موثر ہے اس لئے فقہائے کرام نے مومنہ حرہ کے لئے اجانب کے سامنے کشف وجہ کو ناجائز قرار دیا ہے۔ احادیث صحیحہ سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ قرآن پاک میں اگر منہ چھپانے کا حکم موجود نہیں ہے۔ تو منہ کھولنے کی بھی صریح اجازت نہیں ہے۔ اشارات و دلالات نصوص سے پردہ یعنی ستر وجہ کی ہی تائید ہے اور یہی احوط و اسلم ہے۔ پس ہر قلع و گھر کر نکلتا موافق بالشرع والحکمہ ہے۔
محمد کفایت اللہ غفرلہ،

عورتوں کا تفریح کے لئے عید گاہ میں جانا کیسا ہے؟

(سوال) ہر سال اکثر مسلمان عورتیں عید الفطر کے دوسرے روز عید گاہ میں بطور سیر و تفریح آتی ہیں۔ گزشتہ سال چند اشخاص نے عورتوں کو عید گاہ جانے سے روک دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ عورتیں دیگر مقامات پر جھنڈے والا، قدم شریف، بحوری بھیری کا محل وغیرہ چلی گئیں جہاں کہ ان کی بے پردگی وغیرہ کا احتمال زیادہ ہے۔ ایسی صورت میں

(۱) ولا یبغی للمرأة الصالحة ان تنظر الى المرأة الفاجرة لانها تصفها عند الرجال فلا تضع جلبابها ولا خمارها (الہندیہ، کتاب الکراہیۃ، الباب الثامن، ۳۲۷/۵، ماجیدیہ)

(۲) وتمنع المرأة الشابۃ من كشف الوجه بين رجال لا لانه عورة بل لخوف الفتنة، (الدر المختار، کتاب الصلوۃ باب شروط الصلوۃ، ۴۰۶، سعید)

(۳) عن ام سلمۃ انها كانت عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومیمونۃ اذا قبل ابن ام مکتوم فدخل علیہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: اجتبا منہ، فقلت: یا رسول اللہ الیس هو اعمی، لا یبصرنا، فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: افعمیا وانما السمتا تبصرانه (سنن ابی داؤد کتاب اللباس، باب وقل للمؤمنۃ یغضضن من ابصارھن، ۲/۲۱۴، امدادیہ)

(۴) عن عائشہ قالت: لواء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما حدث النساء لمنعهن المسجد کما منعت نساء بنی اسرائیل، فقلت لعمرو: او منعن، قالت نعم (صحیح البخاری کتاب الاذان، باب خروج النساء الى المساجد باللیل والغسل، ۱/۱۲۰، قدیمی)